

جنون یار

نازش علی

Theme: [#friendshipbased](#) [#revengebased](#) [#rmntc_based](#)

[#gangsterbase](#) [#lovebased](#)

مجھے معاف کر دو میں اب آئندہ ایسا نہیں کروں گا وہ درد سے کراہنے لگا تھا اب لیکن مقابل تو شاید اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

تمہیں کیا لگتا ہے جس پر تم نے وار کیا ہے وہ کوئی معمولی انسان ہے۔؟؟؟ ایک سنجیدہ باریک آواز اس کمرے میں گونجی تھی۔

میں معافی چاہتا ہوں میں نے سب اس کے کہنے پر کیا ہے مجھے نہیں معلوم ابھی وہ بول ہی رہا تھا جب مقابل بیٹھی ہستی اسے اس جہاں سے بہت دور بھیج چکی تھی اس کو درد سے راحت مل گئی

تھی وہ مسکرائی اور اٹھ کر اپنا پاؤں تک آتا کوٹ پہنا چہرے پر ماسک لگایا اور اپنی کمر پر کسی آبشار کی طرح بہتے بالوں کو جوڑے کی شکل میں قید کیا اور کیپ پہنی۔

وہ ایسا ہی کرتی تھی ہمیشہ جب بھی وہ کسی کو اس دینا سے رخصت کرتی تھی وہ اسے پہلے اپنی خوبصورتی اس پر ظاہر کرتی تھی وہ جانتی تھی کہ وہ کس حد تک حسین نے اور لوگ حسین چہروں پر مرتے ہیں اور ایسے انہیں تکلیف دینا سے پسند تھا آنکھوں میں اذیت کے ساتھ ایک چاہت لے کر مرنے والے لوگ اسے بہت پسند تھے وہ گہرا مسکرا کر اس مردہ وجود کو دیکھ کر باہر کی جانب بڑھی۔

کرشناوہ مرچکا ہے اسے ایسی جگہ پھینکا کہ اس کی لاش اس کے گھر والوں تک باآسانی پہنچ جائے وہ اپنے خاص آدمی کو کہتی وہاں سے نکل گئی جب کہ وہ اس حسینہ کے اس رعب پر گہرا مسکراتا اندر کی جانب بڑھا۔

کرشناوہ واحد انسان تھا جس نے اس لڑکی کی خوبصورتی کو دیکھا تھا اور حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ زندہ تھا ورنہ اس لڑکی کے گینگ کے جتنے بھی لڑکوں نے اس کی خوبصورتی کو دیکھا تھا وہ اس دنیا

میں نہیں تھے۔ سب نا جانے کتنے وقت سے اس لڑکی کے ساتھ لیکن آج تک کسی نے اس کا چہرہ نادیکھا تھا۔

کرشنانے سامنے پڑے اس وجود کو دیکھا پھر فوراً پیچھے ہوا کتنی بے دردی سے مارا تھا اس معصوم دکھنے والی لڑکی نے جسم سے جگہ جگہ سے خون بہ رہا تھا جب کے جسم پر جگہ جگہ سوراخ ہوئے تھے وہ ایسا ہی کرتی تھی ویسے تو وہ کسی کا قتل نا کرتی تھی لیکن جب قتل کرتی تھی خوفناک موت دیتی تھی اور سامنے پڑے وجود کے جسم پر جگہ جگہ دکھنے والے سوراخ اس بات کا منہ بولتا ثبوت تھے کے وہ اسے تڑپا تڑپا کر مار گئی ہے۔

گنگا وہ ابھی باہر کی جانب بڑھ ہی رہی تھی جب پیچھے سے کسی نے پکارا۔

کتنا بار کہا ہے کے باہر جاتے وقت پیچھے سے آواز نہیں دیا کرو وہ دھاڑی تھی جب کے پیچھے کھڑا وجود کانپنے لگا۔

معاف کرنا لیکن ابھی ابھی خبر ملی ہے کے ہماری گینگ کے کچھ لوگ پولیس کے ہاتھ لگ گئے ہیں ہمیں ڈر ہے کے کہیں وہ منہ نا کھول دیں۔

بس اتنی چھوٹی اور فضول بات بتانے کے لئے تم نے مجھے روکا؟؟؟ وہ دھاڑی۔

یہ چھوٹی بات نہیں ہے گنگا اگر سمجھی جائے تو بہت بڑی بات ہے۔

دیکھو مائی مجھے ان سب سے فرق نہیں پڑتا اگر وہ میرا آدمی ہے نا تو کل صحیح سلامت یہاں آپ کے سامنے ہو گا کیونکہ مجھے یقین ہے کہ کوئی میرے وفادار آدمی کو کبھی کچھ نہیں کر سکتا اور رہی بات انکے بولنے کی تو اگر وہ کچھ بول بھی لیں گے تو میرا پولیس والے کچھ بگاڑ نہیں سکتے وہ کہہ کر رکی نہیں تھی وہاں سے چلی گئی تھی۔

پچھے کھڑی اس کی کرائم پارٹرنے سرد آہ بھری مائی عمر میں گنگا سے کافی بڑی تھی جب کہ گنگا ابھی صرف بیس سال کی تھی اس عمر میں ہی وہ ایسے کاموں کر چکی تھی کہ کوئی اس کا نام لیتا تھا تو سامنے کھڑا شخص کانپنے لگتا تھا کوئی بھی اسے دیکھنے کے بعد یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ لڑکی ایک قاتل ہے۔

جلدی آجا منحوس کہاں رہ گئی وہ گھر کے باہر کھڑی چیخ رہی تھی لیکن مجال تھی کہ گھر سے اس کی دوست باہر آتی۔

آگئی آگئی وہ اپنا بیگ ایک سائڈ پھنتے باہر آئی ربانیہ نے دونوں ہاتھ اپنی کمر پر ٹکائے اور سامنے کھڑی اس لڑکی کو دیکھے لگی۔

گوری رنگت بھرے بھرے گال بڑی بڑی آنکھیں خوبصورتی سے تراشے گئے ہونٹ طوطے جیسی ناک (بقول ربانیہ کے) بالوں کو ہمیشہ کی طرح جوڑے کی شکل میں قید کیا ہوا تھا جب کے کچھ آوارہ لٹھیں منہ پر جھول رہیں تھیں چہرے پر مسکراہٹ سجائے کھڑی تھی۔ دو خرگوش جیسے دانتوں کی وجہ سے اس کی مسکراہٹ مزید پرکشش لگ رہی تھی۔

کتنی دیر کر دی منحوس تو نے ربانیہ نے نازش کے بال کھینچے جس پر وہ بس منہ بسور کر رہ گئی نازش نے ایک نظر ربانیہ پر ڈالی جو آج بھی وائٹ ڈریس میں اس کے سامنے کھڑی تھی چھوٹی چھوٹی آنکھیں چھوٹی ستون ناک گوری رنگت بھرے بھرے گال باریک لب کمر تک آتے بال جن کو ٹیل پانی میں قید کیا گیا تھا منہ پر دو آوارہ لٹھیں جھول رہیں تھیں۔

چل اب آگے اس کارٹون کو بھی تو لینا ہے ربانیہ نازش کے ہاتھ کو پکڑتی آگے بڑھی اور دوسرے گھر کے سامنے کھڑی ہو کر چیخنے لگی جب کے پورے محلے کو معلوم ہو گیا تھا کہ ربانیہ نازش اور۔

آگئی آگئی نمبرہ نے باہر آتے ہوئے کہا نمبرہ نے اس وقت وائٹ ڈریس زیب تن کیا ہوا تھا باریک پر خوبصورت ہونٹ چھوٹی سی ناک گوری رنگت چھوٹی چھوٹی آنکھیں بالوں کی پونی بنائے وہ ہانپ رہی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر ایک منٹ بھی اس نے لگایا تو نازش اور ربانیہ نے درگت بنا دینی تھی اس کی۔

اور نمبرہ کالج کے لئے جا رہی ہیں پورا محلہ اب انکا ہنسنا کھیلنا دیکھ رہا تھا وہ تینوں ہنستی کھیلتی جا رہی تھی۔ کون کہہ سکتا تھا کہ یہ تینوں بیس بیس سال کی لڑکیاں ہیں جب کہ ان کی حرکتیں کسی چھوٹے بچے کی مانند تھیں۔

ویسے ہی یہ تو بتا تو کل کب سوئی ربانیہ نے آسکر ایم کھاتے ہوئے نمبرہ سے پوچھا۔

کل سوتے سوتے مجھے تین بجے گئے تھے کیونکہ میں ناول پڑھ رہی تھی نا نمبرہ نے منہ پر آئے بال پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

اور تم کتنے بجے سوئی تھی؟؟ اب نمبرہ اور ربانیہ کا رخ نازش کی جانب تھا نازش کے چلتے ہاتھ رکے تھے پھر ایک نظر ربانیہ اور نمبرہ کو دیکھا پھر آنکھ دبائی ربانیہ اور نمبرہ اس کی بات کا مفہوم سمجھتے ہوئے سرپیٹ کر رہ گئی۔

نمونى تم كل بهى نهى سونى اىسه طبعى خراب هو جائى كى تمهارى ربانىه نه نازش كه سر پر
چپت لگانى۔

مجھ چھوڑو تم كب سونى تھى۔؟؟؟ نازش نه آسكريم كو كھاتے هوئے پوچھا۔

مى تو كل جلدى سوگى تھى سر مى درد تھانا اس لئے ربانىه كه كهنے كى دير تھى كه نمره اور نازش
ربانىه كى جانب بڑھى تھى۔"

تم نه بتاى كىوں نهى تب بولا لىتى نازش نه فكر مندى سه ربانىه كه سر پر ہاتھ ركھتے هوئے
كہا۔

هم ابھى پہلے ڈاكٲر كه پاس چلىں كه پھر هم كلاس اٲنڈ كرىں كه نازش اپنى آسكريم سائٲد مىں
پھىكنے كه انداز مىں ركھتے هوئے بىگ اٲھا كر آكه بڑھى جب كه ربانىه كا ہاتھ اىك نازش كه
ہاتھ مىں تھاتو دوسرا نمره كه ہاتھ مىں۔

اب وہاں كا كچھ منظر اىسه كھائى دے رہا تھاكے ربانىه نيچے بيٲھى گھسىٲى جارھى تھى اور گھسىٲے
والے صرف نازش اور نمره تھے۔ ان كه علاوہ كوئى به كركت كر بهى نهى سكتا تھا۔

ربانیہ ڈرامہ نہیں کر آج لاسٹ پریکٹیکل ہے پھر ہماری لائف چنچ ہو جانی ہے کالج بند پھر یہ دن نہیں آنے ہیں چیک کر لے تاکہ ہم اچھے سے آج کے دن کو انجوائے کریں نمرہ نے غصے سے کہا پروہ ربانیہ ہی کیا جو مان جائے وہ ویسی ہی ڈھیٹ بنی بیٹھ رہی جب کے مقابل بھی نمرہ اور نازش تھیں وہ بھی کہاں باز آنے والی تھیں ویسے ہی گھسیٹی ڈاکٹر تک لے گئیں ربانیہ کا وائٹ ڈریس اب اس وقت براؤن + بلیک ہو چکا تھا جس پر ربانیہ نے اچھا خاصا منہ بنایا تھا۔

ربانیہ کے بار بار منع کرنے کے باوجود ربانیہ کا چیک اپ کروایا نمرہ اور نازش نے اس کے بعد جب ڈاکٹر نے سب صحیح ہونے کا بتایا۔ پھر وہاں ہو ایہ تھا کہ ربانیہ کے ہاتھ میں ٹوٹی چیئر کی ایک لکڑی تھی اور آگے نمرہ اور نازش تھیں جو کے کبھی اوپر بھاگ جاتی تو کبھی واپس گراؤنڈ فلور پر آ جاتی تھیں پورا کالج کھڑا ان نمونوں کو دیکھ رہا تھا پر ان تینوں کو پرواہ کہاں تھی۔

آخر کار تھک ہار کر تینوں کلاس روم میں آئیں اور پریکٹیکل دینے لگیں پریکٹیکل دینے کے بعد تینوں کلاس روم سے نکلیں تھیں۔

پورے کالج کو معلوم ہو گیا تھا کہ نمرہ ربانیہ اور نازش کا آج لاسٹ ڈے ہے تب ہی وہ تینوں ایک دوسرے سے کھیلتی باہر نکل رہی تھیں۔

منخوس طوطے تو نے مجھے کل کیسے امی کے ہاتھوں سے مار کھلوائی تھی ویسے تو بہت بولتی ہے کے جان حاضر کل کیسے دانت نکال رہی تھی منخوس ربانیہ نے کالج سے نکلتے ہی نازش کی گردن کو دبوچا۔

ربانیہ میری جان دیکھ ماں جو ہے نا وہ دنیا کی عظیم ترین ہستی ہے انمول ہے اس کی مار بھی ایک تحفہ نازش نے کہ کر گردن جھکائی تھی۔

چل چل منخوس طوطے منہ مت بنا نمرہ نے نازش کی ناک دباتے کہا تھا۔

ہاں بس کیا کروں تمہارے ساتھ رہ کر منہ بنانے کی گندی عادت ہو چکی ہے مجھے نازش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

نازش وہ چیک کر ربانیہ نے ایک طرف ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے نازش کا دیکھان اس طرف کیا نازش نے جیسے ہی دوسری جانب دیکھا ربانیہ نے پیچھے سے دھکا دے کر نازش کو کیچڑ میں پھینک دیا نازش سنبھلی نہیں تھی اور منہ کے بل کیچڑ میں گری تھی۔

ربانیہ اور نمرہ کھڑی ہنس رہی تھی ربانیہ نے ہاتھ جھاڑا اور کندھا اچکایا۔

ہاں منحوس عورت تم دونوں نے میرا ڈریس خراب کر دیا تھا نادیکھا کتنا گندا ہو رہا ہے میرا ڈریس ہر جگہ دھبے لگے ہوئے ہیں پانی مٹی سارے ایک ساتھ۔ اسی چیز کا بدلہ لیا ہے میں نے تم سے ربانیہ منہ چڑھاتی بولی تھی نمبرہ کا تو ہنس کر برا حال تھا کیونکہ کیچڑ نازش کے کپڑوں کے ساتھ ساتھ کافی حد تک اس کے بالوں میں اور منہ پر بھی لگا ہوا تھا۔

نازش نے موقع پاتے ہی نمبرہ کا پاؤں کھینچا تو وہ بھی منہ کے بل کیچڑ میں گری اب وہاں کا نظارہ کچھ ایسا تھا کہ روڈ کے بیچ نازش اور نمبرہ گری ہوئی تھی اور دونوں ہنسنے میں مصروف تھی ربانیہ سائڈ میں کھڑی تالی مارتی ہنس رہی تھی نازش اور نمبرہ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر آنکھیں ونک کی اور اگلے ہی لمحے ربانیہ کو اپنے ساتھ کھینچا تھا۔

کیا کیا ہے یہ منحوس تم لوگوں نے میرے تو کپڑے پہلے ہی گندے ہو رہے تھے ربانیہ اس کے لئے تیار نہ تھی تبھی وہ ان کے اوپر آگری تھی۔

ابھی نازش مزید کچھ بولتی وہاں ایک گاڑی آکر رکی تھی۔

یہ جگہ یہاں کھینے کے لئے نہیں اور خاص طور پر بیس تیس سالہ بچیوں کے لئے تو بلکل نہیں ہے وہ گاڑی سے باہر نکلتا دھاڑا تھا ربانہ نازش اور نمرہ نے ہنسنا چھوڑ کر مقابل کی جانب دیکھا تھا آہستہ آہستہ پاؤں سے ہوتی نظر اس کے منہ کے جانب گئی تھی۔

بلیک تھری پیس سوٹ میں گوری رنگت صاف نمایاں ہو رہی تھی غصے کی وجہ سے رنگت کافی حد تک سرخ ہو رہی تھی اور آنکھوں پر گلاسز تھے عنابی لب کھڑی ناک وہ خوبصورت نین نقوش لئے ان کے سامنے کھڑا تھا۔

تو کس نے کہا ہے آپ کھیلتی بچیوں کے پاس سے گاڑی لے کر نکلیں ربانہ غصے سے بولتی کھڑی ہوئی تھی۔

میرے پاس فضول وقت نہیں ہے تم جیسے فضول لوگوں کے لئے لہذا راستہ چھوڑو میرا۔

نہیں چھوڑتی جو کرنا ہے کر لور ربانہ کہتی غصے سے مزید پاؤں سکیڑ کر گاڑی کے سامنے ہو کر بیٹھی مقابل نے اپنی کپٹی مسلتے آگے بڑھ کر ربانہ کو بازو سے دبوچے تھا۔

پچھے سے نازش اٹھی تھی اور فوراً اس کا ہاتھ جھٹک گئی تھی۔

ہاتھ لگانے کی غلطی نہیں کرنا ورنہ وہ انگلی اٹھا کر اسے وارن کر رہی تھی جب اس نے بات کاٹی۔

ورنہ کیا؟؟ اور تم بی بی یہ بچوں والی حرکتیں زیب نہیں دیتی گھر رہونا کے گھر سے باہر نکل کر سب

کو پاگل کر وہ رہا بانیہ کو گھورتا واپس گاڑی میں بیٹھ گیا تھا نازش لال انکارا ہوتی آنکھوں سے اسے

ہی گھور رہی تھی جب وہ رہا بانیہ کو گھورتا آگے بڑھا۔

جب وہ آگے بڑھا تو رہا بانیہ اسے منہ چڑھانا نہیں بھولی تھی منہ چڑھاتی نازش اور نمبرہ کا ہاتھ پکڑ کر

وہ آگے کی جانب بھاگی تھی۔

تھوڑی دیر میں تینوں کا موڈ فریش ہو چکا تھا تینوں اپنی مستیوں میں مگن گلی میں داخل ہوئی تھیں

محلہ ایک بار پھر گھروں سے باہر نکل کر ان پاگلوں کو دیکھ رہا تھا جو کسی بات پر ایک دوسرے سے

لڑتی محلے میں داخل ہوئیں تھی۔

توبہ توبہ کیسی اولادیں ہیں یہ اور اتنی بڑھی گھوڑیاں ہو گئیں ہیں پر مجال ہے جو ان کے گھر والوں

کو ان کے بیاہ کی فکر ہو بس پڑھانا ہے ان کو لیکن عقل نام کی تو چیز ہی ان تینوں میں۔

ہمارے یہاں اس عمر میں لڑکی شادی کروادی جاتی ہے۔

اور ہمارے یہاں آپ کی عمر میں بوڑھی عورتیں دنیا سے کوچ کر جاتی ہیں نمرہ منہ بنا کر بولی تھی بس وہ ہی لمحہ تھا جب ان پر اٹیک ہوا تھا وہ اس حملے سے بچنے کیلئے اس بوڑھی عورت کے پیچھے چھپی تھیں۔

سامنے زاہدہ بیگم ہاتھ میں چپل لئے کھڑی تھی ایک چپل تو نمرہ کے منہ پر پڑ چکی تھی جب کے پیچھے کھڑے ربانیہ کے چھوٹے افلاطون بھائی کے ہاتھ میں جوتیوں والی ٹوکری تھی وہ ان کی طرف دیکھتا ہی ہنس رہا تھا۔

تم تینوں کی شرارتیں اور زبانیں وقت کے ساتھ بہت زیادہ بڑھتی جا رہی ہیں نوٹ کر رہی ہوں میں وہ غصے سے ایک ایک لفظ چبا کر بولیں تھیں۔

ماما ہم نے کچھ نہیں کیا یہ تو بس ابھی ربانیہ نے اس بوڑھی عورت کے پیچھے سے نکل کر بولنا شروع ہی کیا تھا کے ایک اور چپل اڑتی ربانیہ کے منہ چھاپ چھوڑ گئی تھی ربانیہ فوراً اس عورت کے پیچھے چھپی تھی۔

ہم دونوں کو کیوں پڑے صرف منحوس طوطے تو بھی باہر نکل ربانیہ اور نمرہ نے کہتے ساتھ ہی نازش کو اس عورت کے پیچھے سے دھکا دیا تھا وہ فوراً زاہدہ بیگم کے سامنے آگئی تھی نازش اس سے

پہلے راہ فرار تلاش کرتی ایک چپل اس کے منہ پر بھی پڑی تھی زاہدہ بیگم چپل لینے کے لئے پیچھے کی جانب ہوئیں بس یہ ہی موقع تھا جب وہ تینوں اپنے بیگ سنبھالتی نمرہ کے گھر میں جا گھسی تھی اور دروازہ بند کیا تھا۔

باہر سے گولا باری چالو ہے اب کیا کریں نمرہ نے اپنے لب کاٹتے ہوئے کہا۔

بہن فحالی تو کوئی راہ فرار نہیں ہے جب تک امی کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہو جاتا بھئی میں تو یہاں سے ہلنے ہی والی ربانیہ نے بیگ اندر پھینکا اور سائڈ میں رکھے صوفے پر بیٹھ گئی اور نمرہ نے حیرت سے گندے ہوتے صوفے کو دیکھ کر سرد آہ بھری۔

نازش نے بھی اپنا پاؤں ہوا میں اچھالتے ایک جو تا پکن کی جانب پھینکا تھا اور دوسرا جو تا صوفے کے پیچھے ہی موجود واشر روم کی جانب اچھالا تھا۔

یار بھوک لگی ہے کچھ کھانے کے لئے لادے نازش پیٹ پر ہاتھ رکھ کر بولتی ربانیہ ہے کہ پاس بیٹھ گئی تھی۔

منحوس عورتوں میری اماں بھی گھر میں موجود ہیں اور صوفی توبہ یہ اب سفید لگ ہی نہیں رہا۔ اور یہ کیا کیا ہے تو نے طوطے یہ دیکھ تیرا جو تا نمرہ نے کچن کے پاس پڑے جوتے کی جانب اشارہ کیا جو الٹا پڑا نمرہ کو منہ چڑھا رہا تھا۔

یار اٹھا کر ایک سائڈ میں رکھ دینا میری بہن ہے نادیکھ نازش نے اپنا سر ر بانیہ کے کندھے پر رکھا۔ اچھا نہ چل جلدی سے کھانا لے کر آ بہت بھوک لگ رہی ہے۔ صبح میں بھی ناشتہ نہیں کیا تھا دیر ہو گئی تھی کسی دن یہ ناول جو ہے نا ہماری جان لے گی ناول پڑھنے کا شوق اس حرام خور نے مجھے ڈالا تھا ر بانیہ نے نازش کے سر پر چپت لگاتی غصے سے بولی تھی۔

آگئی تم تینوں نمرہ کی ماں کمرے سے باہر آتی بولی تھی نمرہ نے نازش کے جوتے کی جانب دیکھا پھر نازش کو۔

یہ جو تا یقیناً نازش کا ہی ہو گا نمرہ کی ماں کمر پر ہاتھ رکھتے ہی نازش کو گھورتے ہوئے بولیں جس پر نازش نے آہستہ سے اپنے سر کو خم کیا جیسے یہ بہت بڑا اعزاز ہو اور وہ خوشی خوشی قبول کر رہی ہو۔

اٹھو جلدی سے میں تم تینوں کے لئے کھانا لگاتی ہوں اس سے پہلے اپنا یہ گندا جوتا اٹھاؤ یہاں سے نمرہ کی ماں نے نازش کو کان سے پکڑتے ہوئے کہا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اب وہ تینوں یہاں سے

باہر نہیں جانے والی باہر زاہدہ بیگم کی گولا باری ابھی بھی چالو تھی ان کا غصہ شام تک ٹھنڈا نہ ہونے والا تھا۔

ہاں ہاں اٹھا رہی ہوں نازش منہ بناتے ہوئے اپنا ایک جو تا اٹھایا اور ایک ہاتھ سے اپنا ناک دبایا اور دوسرا جو تا اٹھا کر دروازے کی جانب پھینکا جو کہ اٹے جاگرے تھے۔

تم تینوں پھوڑ کی پھوڑ ہی رہنا کبھی کوئی کام ڈھنگ سے نہ کرنا نمبرہ کی ماں کہتی دروازے کی جانب بڑھی تھی اور جوتے صحیح سے رکھے تھے۔

چلو یار میں تو ابھی نہانے کا ارادہ رکھتی ہوں نمبرہ اپنا کوئی ڈریس نکال کے مجھے دے دے نازش نے نمبرہ کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

نازش نے تو پھر بھی نمبرہ کو کپڑے نکالنے کا کہا تھا لیکن ربانیہ وہ تو نمبرہ کے کپڑے اٹھا کر واش روم میں گھس چکی تھی۔

شکر بہن تو نے پوچھنا مناسب سمجھ لیا اس بد تمیز لڑکی کی طرح کپڑے اٹھا کر واش روم میں نہیں گئی نمبرہ منہ بناتی بولی نازش مسکرا کر آگے بڑھی اور کھڑکی کے پاس کھڑی ہو گئی جبکہ نمبرہ کپڑے نکالنے کے لئے آگے بڑھی تھی۔

وہ چہرے پر سنجیدگی سجائے آفس میں داخل ہوا تھا لیکن سامنے بیٹھی لڑکی پر نظر پڑتے ہی اس نے منہ پھیرا۔

"یہ کون سا طریقہ ہے یہ کس طرح کی بے ہودہ ڈریسنگ کی ہوئی ہے مقابل اپنے پاس کھڑے مینیجر پر دھاڑا تھا۔"

سر یہی ہمارے یہاں کا ڈریس ہے جو کے کئی سالوں سے یہ ہی چلتا آ رہا ہے مینیجر نے کہا۔

"اب میں یہاں آ گیا ہوں۔ اب یہاں کا یہ ڈریس نہیں ہو گا وہ سنجیدگی سے بولتا اپنے آفس کی جانب بڑھ گیا مینیجر بھی اس کے ہی پیچھے بڑھا اور پیچھے سے وہ لڑکی گھورتی ہی رہ گئی تھی۔"

یہ کتنا ہینڈ سم ہے یار ایک لڑکی دونوں ہاتھ کو اپنے ایک گال پر رکھتے ہوئے بولی۔

تم دونوں اپنے کام کی طرف دھیان دوسرے اوپر نہیں بلکہ انہوں نے تمہیں ایسے حرکت دیکھ لیا تو یقیناً وہ تمہیں یہاں سے رنو چکر کر دیں گے کیونکہ سر کو یہ سب بالکل پسند نہیں ہے اور کل

سے تم لوگوں کا ڈریس چینج ہو جائے گا شلوار قمیض کے ساتھ حجاب ہو گا سرنے ابھی مجھے بتایا ہے مینیجر آفس سے باہر نکلتا بولا تھا جس پر ان دونوں لڑکیوں نے منہ بنایا۔

میں نے تو سنا تھا کہ یہ باہر لندن سے پڑھ کر آئے ہیں لیکن مجھے تو نہیں لگتا کہ یہ لندن کے رہنے والے ہیں یہیں سے کسی گاؤں سے اٹھ کر آگئے ہیں دوسری لڑکی منہ بسور کر بولی تھی۔

"اگر تمہیں کوئی مسئلہ ہے تو تم مجھ سے شیئر کر سکتی ہو نہ کہ ان کے ساتھ بیٹھ کر شیئر کرو۔ رحمان کسی کام سے باہر جانے کے لئے آفس سے نکلا تھا کہ ان کی گفتگو سنتا وہیں کھڑا ہو گیا۔"

نہیں نہیں سر مجھے ایسا کوئی بھی مسئلہ نہیں ہے میں تو بس ویسے ہی۔

"ویسے ہی کیا؟؟؟ یہاں میں تمہیں بیٹھنے کے باتیں کرنے کے پیسے نہیں دیتا کام کرنے کے پیسے

ملتے ہیں۔ میں نے پہلے صرف سنا ہی تھا کہ پاکستان میں لوگوں کو حرام کھانے کی عادت ہے لیکن

آج صاف صاف دیکھ بھی رہا ہوں کہ واقعی سچ میں پاکستان میں لوگوں کو حرام کھانے کی عادت

ہے وہ غصے سے پھنکارتا وہاں سے نکل گیا جبکہ مینیجر ان دونوں لڑکیوں کو گھور رہا تھا۔"

تم جانتی ہو اگر باس کو یہ سب معلوم ہو گیا تو وہ تمہیں اس دنیا سے غائب کروادیں گے وہ نہیں چاہتے تھے وہ۔ کہ ان کا پوتا مزید پاکستان سے بدگمان ہو لیکن تم لوگوں کی حرکتیں ایسی ہیں مجھے لگ رہا ہے کہ وہ مزید پاکستان سے بدگمان ہو جائیں گے اور وہ یہاں زیادہ دیر نہیں رہیں گے۔

وہ لڑکیاں منہ جھکا گئی کیونکہ انہیں اپنی جاب عزیز تھی اس لئے خاموشی سے بیٹھ کر اپنا کام کرنے لگیں۔

"صبح اس لڑکی نے دماغ خراب کر دیا اور اب یہاں آتے ہی یہ لڑکیاں وہ ڈیش بورڈ پر موبائل پھینکتا غصے سے بولا تھا۔ پاکستان کی لڑکیاں خود کو کیا سمجھتی ہیں میرے تو سمجھ میں نہیں آتا۔"

ابھی اپنی باتوں میں ہی مگن تھا کہ موبائل رنگ ہو اور موبائل اٹھا تا وہ کان کو لگا گیا۔

وعلیکم السلام۔ الحمد للہ بابا میں بالکل ٹھیک آپ بتائیں آپ کیسے ہیں اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی اسے ایسا کوئی ہنستا دیکھ لیتی تو یقیناً وہ اپنا دل ہار بیٹھتی کتنی پرکشش تھی اس کی مسکراہٹ اور اس کے گال میں پڑتے ڈمپل اس کی خوبصورتی کو مزید عیاں کر رہے تھے۔۔

بابا مجھے وقت لگے گا یہاں سیٹ ہونے میں میں تو یہاں کی ماحول کو ہی سمجھ نہیں پارہا ایک ہفتہ ہو گیا مجھے یہاں آئے ہوئے آج افس کا پہلا دن تھا میرا لیکن مجھے یہاں سے کوفت محسوس ہو رہی ہے۔

ہاں بابا میں سمجھتا ہوں یہ ہمارا ملک ہے ہم نے کئی قربانیوں کے بعد اسے حاصل کیا تھا لیکن آپ جانتے ہیں کتنی اذیت ناک حقیقت جڑی ہوئی ہے اس پاکستان سے۔ یہاں میں نے کتنے اپنوں کو کھویا تھا وہ ایک سرد آہ بھر کر بولا تھا آنکھیں موند کر سیٹ کے ساتھ سر لگایا۔

چلیں بابا آپ اپنا خیال رکھیے گا مجھے کچھ کام ہے وہ کر لوں پھر آپ سے بات کروں گا وہ مسکرا کر کہتا رابطہ منقطع کر گیا اپنی گاڑی اپنی منزل کی جانب بڑھائی۔

نازش مجھے کچھ سامان لینے کے لئے بازار جانا ہے تم چل رہی ہو میرے ساتھ ربانیہ نے نازش کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں چلو وہ کھڑے ہوتے ہوئے بولی ربانیہ نے نازش کو ہاتھ سے تھاما نازش کا جسم اس وقت بے حد گرم ہو رہا تھا۔ اس کا لال ہوتا چہرہ اس کی طبیعت کو صاف بیاں کر رہا تھا۔

تمہیں تو بہت زیادہ تیز بخار ہو رہا ہے نازش چلو پہلے ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں ربانیہ نے فکر مندی سے نازش کو تھامتے ہوئے کہا۔

نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں چلو تمہیں جو سامان لینا ہے لیے لینا ہے ہم پہلے وہ لے کر آتے ہیں پھر مجھے گھر بھی جانا ہے۔

میں تمہاری ایک نہیں سننے والی چلو پہلے ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں اس کے بعد پھر میں اپنا سامان خود ہی لے آؤں گی تم گھر آجانا۔ نمرہ اٹھو نازش کی طبیعت زیادہ خراب ہو رہی ہے نمرہ کو سوتے دیکھ کر ربانیہ نے اسے ہلایا نازش کی طبیعت خراب کا سن کر نمرہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی۔

کیا ہوا ابھی تو ٹھیک تھی ہمارے ساتھ کھانا تو کھایا ہے اس نے نمرہ نے فکر مندی سے نازش کے ہاتھ کو تھامتے ہوئے کہا۔

ہاں یار وہ آنٹی نے شاید کھانے میں لہسن یا ادراک ڈال دیا تھا مجھے اس سے ایلر جی ہے تھوڑی دیر میں ٹھیک ہو جاؤں گی تم آرام سے سو جاؤ ایسے اٹھو گی تو طبیعت خراب ہو جائے گی نازش نے نمرہ کو دیکھ کر کہا۔ اور تم!!! مجھے کسی ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے چلو چل کر سامان لے کر آتے ہیں نازش ربانیہ کو دیکھتے ہوئے بولی۔

تم زیادہ اماں نہیں بنو ہماری۔ جتنا کہا ہے اتنا کرو چپ رہو اور ہمارے ساتھ چلو ربانیہ نے نازش کا ہاتھ تھاما اور نمبرہ بھی اپنا حلیہ درست کرتی ہے ان کے ساتھ چلنے لگی۔

نازش کے لاکھ منع کرنے کے باوجود ربانیہ اور نمبرہ اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئیں تھیں۔

تھوڑی دیر بعد ربانیہ ڈاکٹر کے کلینک سے نمبرہ اور نازش کو گھر کے لئے روانہ کر چکی تھی اور اس کا ارادہ نوٹس لینے کا تھا کیونکہ ان کا کالج آج ہی ختم ہوا تھا تو انہوں نے آگے یونی میں ایڈمیشن لینا تھا اسی وجہ سے وہ اپنی تیاری مکمل کرنا چاہتی تھی تاکہ رزلٹ آنے کے بعد آسانی سے یونی میں ایڈمیشن ہو جائے وہ آگے بڑھ ہی رہی تھی کہ سڑک پر موجود ہوٹل میں سے کوئی بھاری وجود باہر نکلا تھا اور ربانیہ اس سے ٹکرائی تھی۔

اللہ دیکھ کر نہیں چل سکتے کیا آپ لوگ؟؟ مجھے تو لگ رہا ہے آپ لوگ آنکھیں گھر چھوڑ کر آتے ہیں تب ہی تو لفنٹروں کی طرح لڑکیوں سے ٹکراتے ہیں ربانیہ بنا مقابل کو دیکھے ایک ایک لفظ کو چبا چبا کر بول رہی تھی۔

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے تم جیسی لڑکیوں سے ٹکرانے کا جو کیچڑ میں رہنے کا ہنر جانتی ہوں وہ طنزیہ بولا۔"

جانی پہچانی آواز سن کر ربانیہ نے اپنا سر اٹھایا۔ اور یقیناً آپ مجھ سے اچھی خاصی سننے کے موڈ میں ہیں۔ تب ہی تو بار بار منہ اٹھا کر میرے سامنے آجاتے ہیں لیکن سن لیں میرا اس وقت کسی کو سنانے کا کوئی موڈ نہیں ہے جس دن میرا دل چاہے گا میں آپ کو اچھا خاصا سنا دوں گی۔

"اچھا تو اب میں آپ کے موڈ کے ہونے کا انتظار کروں گا رحمان نے اپنی جیب سے سگریٹ نکالتے ہوئے اس سے پوچھا جو اس سے ایسے بات کر رہی تھی جیسے مقابل اس کا کوئی دوست ہو۔ سگریٹ کو دیکھتے ہی ربانیہ نے منہ بنایا تھا

ربانیہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھتی اس کی بات کا کوئی جواب نادیتی آگے بڑھ گئی رحمان نے حیرت سے پہلے ربانیہ کو دیکھا پھر اپنے ہاتھ میں پکڑی سگریٹ کو۔

تھینک یو یار میری مدد کر دی پیچھے سے نکلتا اس کا دوست اس کے ہاتھ سے سگریٹ لے چکا تھا اور پھر اپنے ہونٹوں میں دبا کر اس نے سگریٹ جلانی رحمان کھانستا پیچھے ہوا۔ کیا کر رہے ہو یار ایک سائیڈ بیٹھ کر اس کو ختم کر اور رحمان غصے سے بولا تھا۔

ایک تو تو برگر کا برگر رہ گیا بچے کیا فائدہ اتنے بڑے بزنس میں ہونے کا بھی جب تجھے سگریٹ سے ہی نفرت ہے وہ بولتا آگے بڑھ گیا۔

رحمان اپنی نیلی آنکھوں پر گلاسز لگاتا آگے بڑھتا تھا۔

ویسے رحمان حاتم شاہ کے چہرے پر سنجیدگی دیکھی جاتی تھی لیکن جب جب وہ اپنے کسی قریبی رشتے کے پاس ہوتا تھا تو وہ سنجیدگی ناجانے کہاں جاتی تھی۔

وہ سگریٹ پھینکتا ادھر ادھر دیکھنے لگا جب کوئی اس سے ٹکرایا تھا۔ اس پہلے وہ کچھ سمجھتا مقابل اس کی بانہوں میں جھول گئی علی نے منہ بسور کر اپنے ہاتھ میں جھولتی اس لڑکی کو دیکھا پھر رحمان کو جو سنجیدگی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

نازش نمرہ پیچھے سے چیختی اس کے پاس آئی تھی اور نازش کو اٹھانے کی کوشش کرنے لگی۔

ربانیہ نے جب نازش کا نام سنا تو واپس بھاگی تھی نازش!!! نازش کیا ہوا ہے؟؟؟ ربانیہ اور نمرہ کی حالت اب ایسی تھی کہ وہ رو دیں گی رحمان اور علی تو ان کے چہروں کو دیکھ رہے تھے۔

نمرہ کچھ کرونا کیا ہوا ہے۔ ربانیہ اب چیخی تھی ربانیہ کے چیخنے پر علی ہوش میں آیا تھا اور نازش کو اپنی بانہوں میں اٹھاتا کار تک لایا۔

رحمان نے کار کا دروازہ کھولا اور علی نے ربانیہ کو اشارہ کیا تھا ربانیہ اور نمرہ گاڑی میں بیٹھ چکی تھیں اب نازش کا سر ربانیہ کی گود میں تھا جب کے نازش کے پاؤں نمرہ کی گود میں۔

چلیں یا یہیں کھڑے رہنا ہے۔؟؟ علی نے رحمان کو ساکت کھڑے دیکھ کر پوچھا۔

رحمان فرنٹ سیٹ پر بیٹھا جب کے علی نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی۔

تم لوگ گھر گئیں تھی ناربانیہ نم آنکھوں سے نمرہ کو دیکھ کر غرائی تھی رحمان نے نظر اٹھا کر مرر میں دیکھا جہاں ربانیہ کا غصے سے ہوتا لال چہرہ دکھ رہا تھا۔ ایک پل کے لئے تو وہ اس کی شہد رنگ آنکھوں میں کہیں کھو گیا تھا لیکن جب ربانیہ نے رحمان کی آنکھوں میں دیکھا تو وہ اپنی نظریں پھیر گیا۔

یہ ضد کر رہی تھی تمہارے پاس آنے کی میری بھی نہیں سنی اس طرف بھاگ آئی نمرہ اب باقاعدہ رونے لگی تھی۔

شکر ہے کے میں ابھی ماما سے کال پر بات کر رہی تھی ورنہ یہ نا جانے کہاں تک میرے پیچھے آتی رہانیہ نے اپنی آنکھوں میں آئے آنسو صاف کر کے کہا۔

تم دونوں رو ایسے رہی ہو جیسے یہ مر گئی ہے رحمان ان کی باتوں سے زچ ہوتے بولا تھا بس یہ ہی لمحہ تھا جب رہانیہ اور نمرہ کا پارہ ہائی ہوا تھا وہ دونوں کسی پھری شیرنیوں کی طرح اس پر جھپٹی تھی اب گاڑی کا ماحول کچھ ایسا تھا کہ رحمان کے بال نمرہ کے ہاتھ میں تھے جب کہ رہانیہ نے اس کا منہ دبوچ رکھا تھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی بکو اس کرنے کی ہاں مرو تم مرے تمہاری بیوی رہانیہ نے غصے سے کہا۔
پیچھے ہٹو۔ علی ڈیش بورڈ سے گن اٹھاتا ان کی جانب کئے بولا تھا۔

رہانیہ نے غصے سے علی کو دیکھا پھر واپس نازش کی جانب متوجہ ہوئی علی نے ہسپتال کے آگے گاڑی روکی نمرہ بنا وقت ضائع کئے باہر نکلی اور سٹر پیچر لے آئی۔

منہ دیکھتے رہنے کا ارادہ ہے رہانیہ چیخی علی نے اپنے عنابی لب دبائے اور باہر نکلا نازش کو اٹھا کر سٹر پیچر پر لٹایا اور گاڑی کی جانب بڑھا ڈیش بورڈ سے سگریٹ اٹھا کر سلگھائی اور لبوں میں دبا کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

تیرے یہ بدلے تیور ٹھیک نہیں ہیں علی۔ رحمان اپنا غصہ ضبط کرتا علی کو گھورتے بولا تھا۔

میں تیری کوئی بکو اس سننے کے موڈ میں نہیں ہوں میٹنگ ہے میری علی اس کی بات کو اگنور کرتا گاڑی آگے بڑھا گیا۔

نازش کو ڈاکٹر چیک کر چکے تھے اس کی حالت پہلے سے کافی بہتر تھی۔

دیکھ لیا نتیجہ لوکل ڈاکٹر کے پاس جانے کا رہا بنیہ اندر روم میں آتے ہی نازش پر دھاڑی تھی۔

یار تم نے کام سے جانا تھا اس لئے۔ ابھی نازش بول ہی رہی تھی جب نمبرہ کا ہاتھ اٹھا تھا اور نازش کے منہ پر چھاپ چھوڑ گیا تھا۔

منحوس عورت جو انجیکشن اس حرام کھانے والے ڈاکٹر نے لگایا وہ خراب تھا تھوڑی دیر اور ہو جاتی ناتو نا جانے کیا ہو جاتا نمبرہ نازش پر دھاڑی تھی۔

رحمان تو بس کھڑا نہیں دیکھ رہا تھا جو پہلے اس کے بے ہوش ہونے پر رو رہی تھی اب اسے مار رہی تھیں۔

تمہیں کیا مسئلہ ہے کیوں اپنی۔ ابھی ربانیہ مزید کچھ بولتی رحمان نے اس کے اور اپنے درمیان کا فاصلہ پل میں سمیٹا تھا۔

ایک لفظ اور نہیں۔ کب سے تمہاری بکو اس سن رہا ہوں گاڑی میں بھی تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا تھا اب ایک لفظ اور نہیں وہ لال انکارہ ہوتی آنکھوں سے اس کو گھورتے بولا تھا ایک پل کو ربانیہ گھبرائی تھی۔

مجھے میرا موبائل دور رحمان نے ربانیہ کے ہاتھ میں پکڑے موبائل کو دیکھ کر کہا ربانیہ نے حیرت سے رحمان کو دیکھا پھر موبائل کو۔

میرا ہی ہے کیونکہ گاڑی سے نکلتے وقت تم اپنا موبائل چھوڑ کر میرا موبائل اٹھالائی تھی جو پیچھے گاڑی میں پڑا تھا۔

ربانیہ نے جیسے موبائل کی اسکرین اون کر کے دیکھنا چاہا رحمان اس سے پہلے ہی موبائل چھین چکا تھا۔

لیکن اسکرین کے والپیپر کی تصویر کی جھلک ربانیہ کے سامنے آئی تھی۔

یہ کون۔

تمہیں اس سے مطلب نہیں ہونا چاہیے رحمان دھاڑا تھا۔

Page | 29

آواز نیچی رکھو اپنی اور دفاع ہو جاؤ یہاں سے نازش کو ایک آنکھ نابھایا تھا رحمان کا یہ لہجہ تب ہی دھاڑی تھی۔

لگتا ہے ماں باپ نے تمہیں بات کرنے کی تمیز نہیں سکھائی جس نے مدد کی ہے اس سے ہی ایسے بول رہی ہو علی رحمان کو لینے آیا تھا نازش کو دھاڑتا دیکھ کر بولا تھا۔

نازش کی آنکھیں پل میں سرخ ہوئیں تمہیں چہرہ سرخ ایسے ہوا تھا مانوا بھی خون چھلک پڑے گا۔ میں معذرت چاہتی ہوں آپ دونوں سے پلیز آپ جائیں آپ لوگوں کا شکر یہ نمرہ نے جب بات بگڑتے دیکھی تو فوراً بولی تھی۔

سمجھدار لگتی ہو علی نے ایک آئیبر و اچکا کر نمرہ کو دیکھا اور باہر نکل گیا۔

ابھی علی باہر کی جانب بڑھا ہی تھا کہ باہر چلنے والی گولیوں نے اسے واپس وارڈ میں جانے پر مجبور کر دیا تھا۔

ربانیہ اور نمرہ فوراً نازش کے پاس آئیں تھیں نازش کے ماتھے پر کئی بل ایک ساتھ نمایاں ہوئے تھے۔

چچ معمولی سی گولیوں سے ڈر گئے۔؟؟؟ ربانیہ نے مزاق اڑانے والے انداز میں کہا تھا نازش اپنے ہاتھ سے ڈریپ کھینچ چکی تھی۔

نازش میں سنبھال لوں گی ربانیہ چیخنی پر نازش کہاں سننے والی تھی۔ نازش نے اٹھ کر ربانیہ کا بیگ پکڑا اور اپنی مطلوبہ چیز ملنے پر گہرا مسکرائی اور ربانیہ کو اپنے پیچھے آنے کا کہہ کر وہاں سے نکل گئی نمرہ اب بے فکر ہو کر بیٹھ گئی تھی۔ رحمان اور علی نے ان کی کاروائی دیکھی پھر اپنی اپنی گن نکالتے وارڈ سے باہر نکلنے لگے تھے جب باہر سے چیخوں کی آوازیں آنے لگیں تھیں۔

علی فوراً باہر نکلا اور سامنے کا منظر دیکھ کر ماتھے پر بل نمایاں ہوئے تھے۔

ردار دماغ میں بتا نہیں سکتی میں کتنی زیادہ خوش ہوں ہم ان سے ملیں گے یار ر مزاردا کے گرد ہاتھ حائل کرتے گرم جوشی سے بولی تھی۔

اچھا چلو اب اپنا سامان پیک کرو اس سے پہلے کے ماما پاپا کا واپس ارادہ بدلے ردانے مسکراتے ہوئے کہا۔

میری تو ساری تیاریاں مکمل ہو چکی ہے تم بتاؤ تمہاری تیاری مکمل ہوئی یا نہیں رمرانے پوچھا۔
ہاں میری تیاریاں بھی تقریباً ساری مکمل ہو چکی ہیں مجھے تو یہ سوچ کر دل کو کچھ کچھ ہو رہا ہے کہ جب ہم واپس پاکستان جائیں گے کیا وہ ہمیں پہچانیں گی؟؟ یا وہ ہمیں بھول چکی ہوں گی اور ڈر بھی بہت ہے اگر وہ بھول گئیں ہوں تو؟؟

ناممکن وہ ہمیں کبھی بھول ہی نہیں سکتی ہماری زندگی کا ایک عرصہ ان کے ساتھ گزرا ہے اور تم جانتی ہو جو پل ہم نے ان کے ساتھ گزارے کتنے حسین اور یادگار تھے وہ ہمیں نہیں بھول سکتی۔

امید تو یہی ہے باقی ہمارا ب وارث ہے چلو سوتے ہیں پھر فلائٹ کے لئے بھی تو نکلنا ہے رات میں۔

ہاں بس میں بھی تھک چکی ہوں کل رات سے پیکنگ کر رہی ہوں ابھی تو صرف صبح کے بارہ بجے ہیں اور شام سات بجے کی ہماری فلائٹ ہے تو آرام کرنا ہی بہتر ہے۔

ہاں تم آرام کرو میں بھی آرام کرنے کے لئے جا رہی ہوں دونوں اٹھتی اپنے اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

ردا اور رمزہ بھی نازش والوں کے ساتھ ہو ا کرتی تھی لیکن ان کی دن بدن بڑھتی شرارتوں کو لے کر ردا اور رمزہ کے گھر والے کافی پریشان تھے اسی لئے ردا اور رمزہ کے گھر والوں نے انہیں پڑھنے کے لیے کینیڈا بھیج دیا تھا انہوں نے آٹھویں جماعت تک تو ساتھ پڑھا تھا لیکن آگے کی اسٹڈی کینیڈا سے کی تھی۔

رمزہ اور ردا کو ان سے دور ہونے کا دکھ تو تھا لیکن وہ اپنے گھر والوں کے سامنے مجبور تھی وہ نازش ربانیہ اور نمرہ کا سامنا نہیں کر سکتی تھی اسی لئے انہیں بناتائے پاکستان چھوڑ آئیں تھی آج چار سالوں بعد وہ ان سے ملنے کے لئے جا رہی تھی دل میں ایک ڈر بھی تھا کہ کہیں وہ ان کو بھول ہی نہ چکی ہوں۔

تم لوگ علی نے آگے بڑھتے ہوئے پوچھا۔

سر خبر ملی تھی کہ آپ دونوں کی جان خطرے میں اس لئے میں یہاں آنا پڑا۔

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

جا کے اپنے اس باس سے بول دو مجھے ان کی سیکورٹی کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں اپنی حفاظت خود کر سکتا ہوں دفع ہو جاؤ یہاں سے علی دھاڑا۔

اتنا غصہ کیوں کر رہے ہو پہلے ہی ان تین لڑکیوں نے دماغ خراب کر دیا اب تم اپنا بی۔ پی ہائی نہیں کر لینا چو آفس چلتے ہیں مجھے کچھ کام ہے۔

میرا کام تو ہو گیا میں فحالی اپنے کام سے جا رہا ہوں تم آفس جاؤ پھر ملاقات ہوتی ہے علی کہہ کر آگے بڑھ گیا رحمان نے اپنا سر پیٹا اور گلاسز لگاتا ہسپتال سے باہر نکل گیا۔

تم دونوں کہاں گئی تھی باہر معاملہ تو سارا ٹھنڈا ہو چکا ہے۔

جانتی ہوں۔ لیکن سمجھ میں نہیں آ رہا کیا ہوا ہے۔ بالکل سمجھ سے باہر ہے لیکن تم دونوں میری بات دیکھان سے سنو کبھی بھی اکیلے کہیں نہیں نکلنا۔ نازش نے دو انگلیوں سے ماتھا مسلتے ہوئے کہا

اچھا جی اب تو مجھے بتائے گی کہ کیسے کہاں نکلنا ہے ربانیہ دبی دبی آواز میں دھاڑی۔

دیکھ ربانیہ نازش کچھ بولنا چاہ رہی تھی جب ربانیہ نے بیچ میں بات کاٹی۔

تجھے اب کچھ نہ بولنے کی ضرورت نہیں ہے تو نے جو کیا ہے نا اس کے بعد مجھ سے بات نہیں کرنا میں گھر جا رہی ہوں اللہ حافظ وہ کہہ کر رکی نہیں تھی واک آؤٹ کر گئی۔

تم اس کے ساتھ چلو میں آرہی ہوں نازش نے بیڈ کے جانب بڑھتے ہوئے کہا۔

ربانیہ ربانیہ سنو کیا ہوا ہے۔؟؟؟

کچھ نہیں یا اس طوطے نے دماغ خراب کر رکھا ہے مجھے تو سمجھ میں نہیں آتی یہ لڑکی جاتی کہاں ہے جب دیکھو غائب رہتی ہے دھیان پتہ نہیں کہاں ہے اس کا میری فکر تو ایسی کرتی ہے یہ جیسے پتہ نہیں کیا۔

تم اسے فضول میں غلط سمجھ رہی ہو بس تھوڑی سی ڈپریشن ہے پتہ ہے نا گھر کیسا ہے اس کا شاید اس وجہ سے۔ ٹھیک ہو جائے گی وہ جب ہمارے ساتھ ہوتی ہے وہ تو سب کچھ بھول جاتی ہے تم جانتی ہو جب ہمارے ساتھ ہو تو وہ مسکرا رہی ہوتی ہے ویسے کبھی وہ مسکرائی نہیں ہے جانتی ہونا نمرہ نے ربانیہ کا ہاتھ تھام کر کہا۔

ہاں یاں جانتی ہوں سب۔ پتہ نہیں کب تک یہ سب کچھ چلے گا اچھا خیر یہ سب کچھ چھوڑو چلو ہم گھر چلتے ہیں وہ آجائے گی ربانیہ نے مسکرا کر کہا اور آگے بڑھی نمرہ بھی ربانیہ کے ہمراہ چلنے لگی۔

گنگا تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو تم جانتی ہونا تمہیں اس وقت کہاں ہونا چاہیے۔؟؟؟

"مائی مارے کونا سمجھانے کی ضرورت نا ہے تھارے کو سمجھد ارسوں تو ایسے ٹینشن نہ لیا کر۔

ایسے کیسے نا تھاری ٹینشن نالوں چھوری تو کہیں بھی گھومتی ریوے تھارے کو ماری ذرا بھی چنتا
کونے۔

مائی تھاری تو چنتا ہوے اس لئے تو بار بار یہاں آؤں سوں لیکن تھارے کو تو مارا یہاں آنا اچھا ہی
کونا لگے۔

مائی باہر کچھ لوگ آئیں ہیں۔

مائی سے نہیں مجھ سے بات کرو گنگا اس ملازم کو دیکھتے دھاڑی تھی۔

کون سے لوگ گنگا۔؟؟؟ مائی نے حیرت سے پوچھا۔

مائی حساب رہتا ہے بس وہ ہی پورا کرنا ہے اسی کمرے میں بند کرو اس کو وہ ملازم کو کہتی دوسرے

کمرے کی جانب بڑھی۔ ملازم کچھ سوچ کر کانپنے لگا اور باہر کی جانب بڑھ گیا۔

وہ اس وقت کرسی پر بیٹھی دیوار پر لگی اپنی تصویر کو گھور رہی تھی وہ ملازم تین لوگوں کو لئے کمرے میں داخل ہوا اور زمین پر پھینک کر واپس چلا گیا۔

تو کیسے ہو تم لوگ امید کرتی ہوں یہاں آنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی ہوگی۔ گنگا کھڑی ہوئی اپنا کوٹ اتارا خوبصورتی سے تراشا گیا جسم جس پر بلیک جینز کے ساتھ بلیک ہی شرٹ پہنی ہوئی تھی جو اس کے جسم کے ہر حصے کو صاف واضح کر رہی تھی۔

ہمیں معاف کر دو آئندہ کے بعد ہم ایسا کچھ بھی نہیں کریں گے ابھی گنگا ان کے قریب آتی اس سے پہلے ہی ان تین آدمیوں میں سے ایک آدمی رونے لگا۔

چچ۔ افسوس جن لوگوں نے تمہیں یہ کام کرنے کے لئے دیا تھا ان لوگوں نے کیا دیکھا تھا تم میں تم تو ابھی سے گڑ گڑانے لگے ابھی تو میں تمہارے سامنے بھی نہیں آئی ہوں افسوس چچ۔ گنگا افسوس کرتی کھڑی ہوئی تھی اور اپنے سر سے کیپ اتاری کالے گھنے بال کسی ابشار کی طرح اس کی کمر پر لہرانے لگے تھے تینوں کی نظریں ایک ساتھ اس کے بالوں پر گئیں۔

کیا دیکھ رہے ہو پہلے کبھی بال نہیں دیکھے۔؟؟ گنگا مسکرائی اور اپنی شہد رنگ آنکھوں سے چشمہ اتارا اور سامنے ٹیبل پر رکھا۔

میری شکل ہی تو دیکھنا چاہتے تھے تم لوگ خوش ہو جاؤ آج کی رات تو جشن کی ہو گی ٹھیک کہانا میں نے آج تک میرا چہرہ کوئی بھی نہیں دیکھ پایا تم دیکھ رہے ہو ہاں وہ بات الگ ہے کہ مرنے سے پہلے مجھے دیکھ لیتے ہیں مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔ وہ ایک آدمی کے قریب گئی اور اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانکا وہ آدمی تو بس اس کی آنکھوں میں ہی دیکھ رہا تھا کس حد تک یہ بڑی آنکھیں حسین تھیں کتنی چمک تھی ان میں کتنی معصومیت تھی۔

مجھے لگتا ہے تم ہوش میں نہیں ہو بائے بائے اس سے زیادہ نہیں گنگا مسکرائی اور اپنا ہاتھ گھمایا اور اس کے گلے پر چلایا اسکی آنکھوں میں کیا نہیں تھا چہرہ دیکھنے کی حسرت چھونے کی حسرت اسے مرتاد دیکھ کر گنگا کو اپنے اندر سکون اترتا محسوس ہوا تھا۔

دوسرے آدمی کی جانب بڑھی تو اس کی آنکھوں میں ڈر خوف دیکھ کر گنگا گہرا مسکرائی اور تیسرے آدمی کی جانب بڑھ گئی وہ آدمی تو اس کے بالوں میں کہیں کھو گیا تھا کس حد تک خوبصورت تھے اندھیرے کمرے میں بھی وہ با آسانی اس کے بالوں کو لہراتا دیکھ رہا تھا اس کی چمکتی آنکھیں صاف دکھائی دے رہی تھی۔

چھونا چاہتے ہو؟؟؟ گنگا نے اس آدمی کے مزید قریب ہوتے ہوئے اس سے پوچھا وہ آدمی تو ہوش میں ہی نہ تھا کیا تھا آخر ایسا اس میں دنیا کی سب سے زیادہ خوبصورت لڑکیاں بھی تو اس نے دیکھی تھیں کتنے غیر قانونی کام اس نے کئے تھے کتنی لڑکیوں کو بیچا تھا آخر وہ ایسی لڑکیوں کو تو بیچتا آیا تھا لیکن کبھی اس نے اس حد تک حسرت سے کسی لڑکی کو نہ دیکھا تھا وہ تو ان لڑکے کو چھوتا بھی نہ تھا بیچ کر اپنا کام کرتا تھا یہ بھی ان عام لڑکیوں جیسی ہی ایک عام لڑکی تھی لیکن نا جانے کیوں وہ اس میں کہیں کھو گیا تھا۔

میں نے پوچھا چھونا چاہتے ہو گنگا نے اپنی کہی بات واپس دہرائی تو آدمی نے اثاب میں سر ہلایا۔ گنگا گہرا مسکرائی اور ایک بار پھر سے اپنا اس نے ہاتھ گھمایا ایک تیز دھار چیز اس کے گلے پر لگی اور وہیں ڈھے گیا گنگا پہلے آدمی کی جانب پڑی جس کی آنکھوں میں ابھی بھی اسے ڈر دکھائی دے رہا تھا۔ گنگا نے نفی میں سر ہلایا اور اس کے قریب ہوئی۔

ڈرو نہیں تمہیں میں ایسے نہیں ماروں گی گنگا نے مسکراتے ہوئے چہرے سے ماسک اتارا بس یہی وہ لمحہ تھا جب وہ آدمی پیچھے کی جانب گرا آنکھوں میں ایک الگ چمک ابھری تھی۔

میں جانتا تھا تم عقلمندی کا مظاہرہ کرو گی ڈیل کرتے ہیں۔

"ڈیل تو ہوگی ضرور ہوگی لیکن انداز میرا ہو گا گنگا گھٹنوں کے بل بیٹی اس آدمی کے چہرے کے قریب ہوئی اور اس کا ہاتھ پکڑا وہ آدمی نہ سمجھی سے بس اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر دیکھنے میں بھی سنجیدگی کے کوئی تاثرات نہیں دکھ رہے تھے چہرے پر مسکراہٹ تھی معصومیت تھی ایک الگ سی چمک تھی آخر کیسے وہ کسی کا قتل کر سکتی تھی بس اور یہی لمحہ تھا وہ اپنا کام کر گئی تھی اب کمرے میں اس آدمی کی چیخیں گونجنے لگی تھی وہ آنکھیں بند کیے ٹیبل پر بیٹھ گئی اور اس آدمی کے خاموش ہونے کا انتظار کرنے لگی جیسے جیسے آوازیں مدھم ہونے لگی چہرے کی مسکراہٹ مزید گہری ہوتی گئی ایک سکون سا اپنے اندر اترتا محسوس کر رہی تھی۔

دروازہ کھلا اور کوئی اچانک اندر کمرے میں داخل ہوا گنگا اپنا منہ پھیر گئی چہرے پر سرد تاثرات بکھرے تھے اپنا ماسک اٹھایا اور چہرے پر لگایا اندھیرا ہونے کے باعث اندر آنے والا گنگا کو بالکل بھی نہ دیکھ پایا تھا گنگا نے اپنا کوٹ اٹھا کر پہنا اور اپنے بالوں کو کیپ میں چھپایا کس کی ہمت ہوئی ہے ایسے اندر آنے کی گنگا دھاڑی۔

معاف کیجئے گا لیکن وہ مائی ملازم کے کہنے کی دیر تھی کہ گنگا اپنے سر پر پاؤں رکھے دوڑی تھی اور ایک بار پھر اپنا ہاتھ گھمایا تھا اور اس کا ہاتھ گھمانا اس ملازم کے لیے خطرناک ثابت ہوا تھا وہ ایک

پل میں وہ زمین پر گر اور گنگا کے پیروں میں خون بہنے لگا کون کہہ سکتا تھا وہ معصوم دکھنے والی لڑکی قاتل ہے اس کی یہ معصومیت ہی تو ہمیشہ اس کے کام آتی تھی ایک بار پھر وہ پاس پڑے ان تین آدمیوں کے پاس گئی اور گھٹنوں کے بل جھک کر ہاتھ آگے بڑھایا اپنی پسندیدہ چیز ملنے پر وہ اٹھی اور وہاں سے نکل گئی۔

مجھے اگر آئندہ معلوم ہو انا کے تم لوگوں میں سے کسی نے بھی بے گناہ کی جان لی ہے تو اندر پڑے لوگوں کی طرح تمہاری حالت کروں گی انہیں اٹھاؤ ٹھکانے لگا دو وہ کہتی باہر نکل گئی اس سے انجان کے کوئی اس کا جان سے عزیز رشتہ آخری سانس لے رہا ہے۔

کتنی معصوم ہونا تم کتنا تڑپا رہی ہو مجھے وہ اپنی نیلی آنکھوں میں ایک حسین چہرے بسائے شکایت کر رہا تھا۔

رحمان آگے بڑھا اور دیوار پر لگی تصویر پر ہاتھ رکھا تھا آنکھیں بند کر کے مسکرایا۔

میری معصوم محبت رحمان نے اس کے ہونٹ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا وہ اس وقت اپنے آفس میں موجود تھا ٹیبل کے سامنے موجود دیوار پر ایک تصویر لگی تھی جس نے پوری دیوار کو چھپا رکھا تھا۔

وہ معصوم سی دکھنے والی بچی جسے چھوڑ کر جانا پڑا تھا اسے اور اس کے بچپن کی تصویر آج تک اس کے پاس تھی۔ پاکستان آنے کی وجہ بھی وہ ہی لڑکی تھی ورنہ وہ کبھی واپس پاکستان نا آتا۔ ابھی وہ اپنی سوچوں میں ہی گم تھا جب آفس کا دروازہ کھلا اور بنا لحاظ کے علی اندر داخل ہوا۔

تمہیں شرم آنی چاہیے کسی کی پرائیویسی ڈسٹرب کرتے ہو۔

اوہ مجھے کیا پتہ تھا تمہارے اندر کا عاشق باہر آیا ہوا ہے وہ دیوار کی جانب دیکھنے سے گریز کرتا گلاس وال کے پاس کھڑا ہوا تھا۔

تم سگریٹ پیتے رہتے ہو تمہیں گھٹن نہیں ہوتی رحمان علی سے تھوڑا فاصلہ برقرار رکھتا بولا تھا۔
تمہیں پتا ہے رحمان اس دنیا میں مجھے تو عزیز ہے اور جب تو میرے سگریٹ پینے پر کچھ بولتا ہے نا تو دل کرتا ہے اس عزیز کی جان لے لوں۔

اچھا اچھا بس غصہ تو مت کر گھر سے ہو کر آرہے ہو۔؟؟ رحمان بغور علی کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا۔

ہمممم۔۔ علی نے سگریٹ کو اپنے لبوں میں دبایا۔

چلو میرا آج اسٹریٹ فوڈ کھانے کا دل کر رہا ہے رحمان نے بات کا موضوع بدل لہ۔

علی بنا کچھ بولے سگریٹ پیتا باہر کی جانب بڑھا آفس کا دروازہ کھول کر باہر نکلا تو ایک آواز اسکے کانوں میں پڑی۔

کتنا ہینڈ سم ہے یار رر اور ہاٹ کتنا ہے دل کرتا ہے سامنے کھڑا کروں اور اس کی آنکھوں میں کھو جاؤں ایک لڑکی اپنی دھن میں ہی بول رہی تھی علی نے اپنے لب بھینچے اور اس لڑکی کے سامنے کھڑا ہوا آنکھوں سے گلاسسز اتار کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

تو کھو جاؤ علی منہ پر سنجیدگی سجائے تھوڑا اس لڑکی پر جھکا تھا۔

لڑکی نے بغور علی کو اوپر سے نیچے تک دیکھا تھا۔

براؤن کلر کا تھری پیس سوٹ ستون ناک گندمی رنگت ہلکی ہلکی بیسڈ براؤن آنکھیں جن میں خالی پن تھا بالوں کا ولف کٹ (wolf cut) کئے گردن تک آتے بال۔ وہ اس کے سامنے کھڑا اس کی جان ہلکان کر رہا تھا وہ لڑکی تھوڑا پیچھے ہوئی اور آنکھیں بند کر لیں۔

کھولو آنکھیں کھو جاؤ علی غصے سے دھاڑا وہ لڑکی مزید پیچھے ہوتی ٹیبل کے پیچھے چھپنے لگی ایک قہر برساتی نظر اس لڑکی پر ڈالتے وہاں سے نکل گیا۔

کتنی بار کہا ہے ایسی لڑکیاں آفس میں نہیں چاہیے مجھے کل یہ یہاں نہیں ہو رہا جمان غصے سے کہتا علی کے پیچھے بڑھ گیا۔

علی۔ علی۔ سنو۔ رحمان مسلسل علی کے پیچھے چلتا پکار رہا تھا لیکن علی تھا کے سن کر بھی ان سنا کر رہا تھا۔

نازش آج رائڈنگ کا دل کر رہا ہے بہت زیادہ ربانیہ نازش کے قریب بیٹھتے بولی۔ ربانیہ اور نازش کا ارادہ اب شوٹ کا تھا ربانیہ اور نازش نے بلیک جینز کے اوپر بلیک ہی شرٹ پہنی تھی وہ دونوں خوبصورتی کی ایک مثال تھی۔

ٹھیک ہے چلو نازش نے بنا سوچے جواب دیا اور اٹھ کر ربانیہ کے ساتھ چلنے لگی اپنے گھر کے پیچھے موجود گیراج میں سے دونوں نے اپنی بائیک لیں اور دونوں نے ہیلمٹ پہنے ایک دوسرے کو چلیج کرتی نظروں سے دیکھا اور آنکھوں پر ہیلمٹ کے شیشے کئے اور بائیک کو ایک پل میں وہ

میں روڈ پر لے آئیں تھیں ربانیہ کی بائیک جسے ہی روڈ پر آئی تو کسی گاڑی کے ساتھ رگڑتے وہ آگے بڑھ گئی جب کے نازش کی بائیک ہو اوں سے باتیں کرتی اپنی منزل کی طرف گامزن تھی۔

ڈیمٹ کون ہے یہ لڑکے میں ان کو جہنم واصل کر دوں گا آج اپنی پسندیدہ کار خراب ہونے پر علی کا غصہ ساتویں آسمان پر تھا نظریں ان دو بائیک رائیڈرز پر تھیں جو آس پاس بنا کسی کی فکر کئے بائیک ایسے چلا رہے تھے جیسے مانوروڈ ان کے باپ کا ہو علی نے اپنی گاڑی کی اسپیڈ بڑھائی اور ان کے پیچھے چلنے لگا جیسے جیسے وہ ان کے قریب جاتا بائیک کی اسپیڈ مزید بڑھ جاتی آخر کار سنگل ریڈ ہونے کے باعث دونوں بائیکس ایک ساتھ رکی تھی۔

یاردل کر رہا ہے اس سنگل کو توڑ کر آگے نکل جاؤں۔

توڑ دے نازش ایک سائڈ کی اسمائل کرتی بولی ربانیہ بنا کچھ سوچے سمجھے بائیک نکال کر لے گئی پیچھے علی ابھی گاڑی سے باہر نکلتا دوسری بائیک واپس ہو اوں سے بات کرتی آگے بڑھی تھی۔

پکڑوان کو ٹریفک پولیس کی گاڑیاں ان دونوں بائیکرز کے پیچھے بڑھنے لگیں تھیں۔

نازش یہ تو ہمارے پیچھے آرہے ہیں۔ ایک نہیں۔ پتہ نہیں کتنی گاڑیاں ہیں ربانیہ نے ایک نظر پیچھے دیکھ کر کہا۔

تو فکر نہیں کرتے کوئی کچھ بھی نہیں کہ سکے گانازش کہتی اپنی بانیگ کو اسپید دیتی آگے نکل گئی
ربانیہ بھی پیچھے ہی بڑھی۔

یہ پاگل لگ رہے ہیں مجھے ان کی موت میرے ہاتھوں سے لکھی ہے علی اسٹیرنگ پر پکڑ مضبوط
کر تا چینا تھا۔

جیسے یہ بانیگ چلا رہے ہیں مجھے لگ رہا ہے اپنے ساتھ ساتھ کسی اور کی بھی جان لیں گے یہ رحمان
کو بھی اب غصہ آنے لگا تھا ٹریفک پولیس کی ناجانے کتنی گاڑیاں ان کے پیچھے تھی پر مجال جو ان کو
ردی برابر بھی فرق پڑا ہو۔

نازش اور ربانیہ کی بانیگ ایک اسٹریٹ فوڈ کے پاس رکی پیچھے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ گاڑیوں کا
پورا جھنڈا ان کے انتظار میں کھڑا ہے ربانیہ اور نازش بانیگ سے اترتی ٹریفک پولیس کی ایک گاڑی
کی جانب بڑھیں۔

نازش جھک کر کچھ بات کرتی پیچھے ہوئی تو وہ گاڑیاں ویسے ہی واپس چلی گئیں علی اپنا غصہ ضبط کرتا
باہر نکلا اور نازش کے مقابل کھڑا ہوا اور اس کی بازو کو دبوچا۔

کیا سمجھتے ہو تم خود کو کتنا وقت ضائع کیا ہے تم نے اور یہ طریقہ تھا تمہارا بانیگ چلانے کا۔ علی کو لگ رہا تھا جس سے وہ اس وقت مخاطب ہے وہ کوئی لڑکا ہے اس لئے وہ اس کے قریب آتا دھاڑا۔

ربانیہ آگے بڑھ کر علی سے کچھ کہتی اس سے پہلے ہی رحمان نے اس کو پیچھے سے اپنے حصار میں لیا تھا ربانیہ کی بولتی تو وہیں بند ہو گئی تھی۔ دل تو مانو الگ ہی اسپید سے دھڑکنے لگا تھا کبھی اتنا محفوظ اس نے محسوس نہ کیا تھا لیکن اس انجانے لمس میں کتنی اپنائیت تھی۔

ہلنا بھی مت ہم حرام کھانے والی پولیس نہیں جو رشوت لے کر چھوڑ دیں گے نازش جو غصے سے علی کو گھور رہی تھی رحمان کی جانب نظریں اٹھیں بس یہ ہی لمحہ تھا جب نازش کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا ربانیہ کو ہوا بھی چھو کر گزرے تو نازش کا غصہ ساتویں آسمان پر ہوتا تھا یہ تو پھر جیتا جاگتا وجود تھا جو ربانیہ کو اپنے حصار میں لئے کھڑا تھا۔

نازش نے دوسرا ہاتھ علی کی گردن پر گھمایا تو علی اپنی گردن پر ہاتھ رکھتا پیچھے ہوا۔ نظر سامنے سے جاتی نازش پر پڑی جو ہاتھ میں اسپینر پکڑے رحمان کی جانب بڑھ رہی تھی علی نے رومال نکالا اور اپنی گردن پر رکھ کر دباؤ ڈالا۔

نازش نے رحمان کے ہاتھ پر اسپینر چلایا تو رحمان کی گرفت سے ربانیہ آزاد ہوئی تو ربانیہ ہوش کی دنیا میں لوٹی تھی۔

نازش کیا ہوا ہے ریکس ربانیہ اس وقت کچھ غلط نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہ ان دونوں کے لئے خطرناک ثابت ہونا تھا۔

اوہ تو تم یہاں ہو کب تک چوہا بھاگتا رہے گا کچھ لڑکے ان کے پاس رکتے ربانیہ والوں کی جانب بڑھنے لگے نازش اور ربانیہ ان کی طرف بڑھیں اس چیز سے انجان کے وہ لڑکے ان دونوں کے لئے نہیں رحمان اور علی کے لئے آئیں ہیں۔

نازش نے اپنا ہیلمٹ اتار تو علی نے حیرت سے سامنے کھڑی اس لڑکی کو دیکھا جسے وہ لڑکا سمجھ رہا تھا جسم پر کوٹ ایسے تھا کہ جسم کا کوئی حصہ نمایاں نہیں ہو رہا تھا لیکن اس کے بالوں سے با آسانی پتہ لگ رہا تھا کہ وہ ایک لڑکی ہے رحمان کو بھی کچھ ایسا ہی ہال تھا اپنے ہاتھوں پر رومال باندھے وہ دونوں بھی ان کی جانب ہی بڑھے تھے۔

تم دونوں نکلو یہاں سے۔ دفاع ہو جاؤ!!! ہم لڑکیوں کو رات کے استعمال میں رکھتے ہیں تم رات میں آنا ایک لڑکے نے ہنستے ہوئے اس کا مزاق بنایا۔

دل تو کر رہا ہے پیٹرول پھینک کر آگ ابھی ربانیہ کی بات مکمل بھی ناہوئی تھی نازش نے تیزی سے بائیک سے ایک بوتل اٹھائی تھی ربانیہ نے حیرت سے نازش کو دیکھا۔

نازش نہیں میں نے ویسے ہی بولا تھا ربانیہ نازش کو روکنے کی ناممکن کوشش کرنے لگی علی اور رحمان تو بس اب اس کا تماشا دیکھ رہے تھے کے یہاں کیا ہو رہا ہے جب کے علی تو سامنے حرکت کرتی اس لڑکی کی دلیری پر داد دیئے بنانا رہ سکا تھا علی کی گردن سے خون رک چکا تھا کیونکہ کٹ زیادہ گہرا نہیں تھا اور اوپر سے باندھا گیا رومال اس کے خون کو روک چکا تھا۔

نازش نے ان تین لڑکوں پر وہ بوتل خالی کی اور ربانیہ کا ہاتھ تھامتی پیچھے ہوئی ایک لڑکے نے اپنے جسم سے اٹھتی خوشبو کو سونگھا تو وہ چیخ اٹھا۔

پیٹرول پیٹرول باقی دو لڑکوں کی توجان ہی نکلنے کو تھی جیسے وہ لڑکے بائیک کی جانب بھاگے لیکن افسوس نازش اپنا کام کر چکی تھی ہر طرف شورا اٹھا تھا رحمان اور علی تو بس ان دو لڑکیوں کو ہی دیکھ رہے تھے۔

رحمان بھی پولیس کو کال کر چکا تھا۔ ربانیہ جان چکی تھی اب چیخنے سے کوئی فائدہ نہیں اس لئے نازش کے پاس کھڑی ان تینوں کو چیختے سننے لگی۔

آگئی تم کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے تم نے آج۔؟؟؟

"اس سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے ویسے ہی جیسے بچپن سے آج تک نہیں پڑا۔"

بہت زبان چلنے لگی ہے تمہاری وہ اس کی جانب بڑھتے دھاڑے تھے۔

ایک تو یہ کمبخت اس معمولی سے محلے میں رہتی ہے جب بھی یہاں آتی ہے کوئی بڑا کارنامہ سر

انجام دے کر آتی ہے تمہاری یہ لاڈلی۔

"انیتا تمہیں کوئی حق نہیں ہے میرے بارے میں کوئی بھی بات کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتی:!!!"

وہ دھاڑی تھی۔"

دیکھ رہے ہیں انکیت یہ طریقہ ہے اس کا بات کرنے کا ماں کو ماں نہیں کہہ کر پکارتی باپ کو باپ کہ

کر نہیں پکارتی ایک مسلمان لڑکی کے پیچھے پاگل ہے اپنا نام تک بدل دیا ہے۔ کیا کہتی ہے وہ لڑکی

تمہیں؟؟؟ ہاں!! نازش کہتی ہے نامیرا تو دل کرتا ہے کہ اس لڑکی کو ابھی وہ بول ہی رہی تھیں

کے نازش نے گن نکال کر انیتا کے پیچھے پڑے گلڈ ان کا نشانہ لگایا اور بنا سوچے سمجھے گولی چلا دی۔

"اس کے بارے میں ایک اور لفظ نہیں ورنہ یہ گولی تمہارے سر پر چلے گی۔"

گنگا انکیت اس کی جانب بڑھا تھا اس سے پہلے وہ ہاتھ اٹھاتا گنگا نے اس کے ہاتھ پر گولی چلا چکی تھی۔

"مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی غلطی نہیں کرنا میں اپنے ماں باپ جیسی نہیں جو چپ چاپ تمہاری مار کھاتی مر جاؤں گی سمجھے اور شاید یہ بھول رہے ہو تم دونوں کے تم دونوں میرے رحم و کرم پر یہاں رہ رہے ہو ایک منٹ لگاؤں گی اس گھر سے باہر پھینکنے میں سمجھے۔"

یہ قتل تم نے پبلک پلیس میں کیا ہے اس بار میں کچھ نہیں کر سکتا انکیت نے نازش کو جاتے دیکھا تو فوراً بولا تھا۔

"وہ مجھ پر چھوڑ دو بزنس میں جو نقصان ہو اجو انویسٹمنٹ کر رہے ہو اس کی ڈیٹیل آکر مجھے دو میٹنگ روم میں میرا انتظار کرو میں آرہی ہوں وہ کہہ سڑھیاں چڑھنے لگی۔"

کب تک یہ زندہ رہے گی۔؟؟ کب تک اس کو مارنا ہے؟؟ انیتا نے انکیت کو درد سے کراہتے دیکھ کر پوچھا۔

انیتا کچھ وقت صبر کرو بہت اڑ رہی ہے یہ زمین پر ایسا پھینکوں گانا کے یاد رکھے گی مجھے یہ نہیں پتا چلتا اس کو ہماری ہر چال کا پہلے ہی کیسے پتا ہوتا ہے کہیں ہم پر نظر تو نہیں رکھتی یہ۔

نہیں نہیں ہمارے دونوں کے علاوہ کوئی بھی نہیں ہوتا آس پاس لیکن پھر بھی اس کمبخت کو ناجانے کیسے پتا چلتا ہے۔

جو بھی ہے اس کو جلد ہی ٹھکانے لگا دیں گے اب چلو میٹنگ روم میں سب آگئے ہیں۔

انکیت جو ہم نے پیسے لئے ہیں اگر اس کو پتا چل گیا تو۔؟؟؟

تم خود بھی ٹینشن لے رہی ہو اور مجھے بھی دے رہی ہو فلحال چلو یہاں سے۔

وہ اپنا کوٹ اتار کر صوفے پر بیٹھی تھی آنکھیں بند کی تو وہ دولٹر کے اس کی آنکھوں کے سامنے

آئے گردن کی رگیں ابھری تھیں ویسے تو گنگا موٹی نا تھی بس ہڈیاں ہی تو تھیں لیکن ناجانے

طاقت کہاں سے آجاتی تھی اس میں جو اکیلی کھڑی رہ کر بھی سب کا مقابلہ کر جاتی تھی وہ ایک

ہندو گھر سے تعلق رکھتی تھی ماں باپ کو تو اس نے ہمیشہ چاچا اور چاچی سے مار کھاتے دیکھا تھا کچھ

بھی کرنے کی کوشش کرتی تو اس کی ماں روک دیتی تھی کے یہ بڑوں کا معاملہ ہے۔ ایک دن جب

گنگا اسکول گئی اور واپس جب گھر آئی تو قیامت خیز تھا گھر کا ماحول گھر کے ملازم جگہ جگہ مردہ

پڑے تھے قدم قدم لیتی ماں باپ کے کمرے میں آئی تو سامنے ماں باپ کی لاش دیکھی چاچا چاچی تو میڈیا کے سامنے اپنا رونا رو رہے تھے لیکن گنگا کے سینے میں جلتی آگ بھڑکنے لگی تھی۔

انکیت نے یہ سب کچھ جائیداد کے لئے کیا تھا لیکن گنگا کے باپ نے پہلے ہی ساری جائیداد گنگا کے نام کر دی تھی اٹھاراں سال کی ہونے تک وہ اس جائیداد پر حق نار کھتی تھی لیکن جیسے ہی جائیداد اس کے نام ہوئی تب سے ہی انکیت اور انیتا کے برے دن شروع ہو گئے تھے۔ برے وقت میں ربانیہ اور نمرہ ہی تھیں جو اس کو اپنے پاس رکھتی تھیں جن کے درمیان رہ کر اسے کبھی نہیں پتا چلتا تھا کہ وہ ہندو مذہب کی ہے جیسا پیار ربانیہ اور نمرہ کو ملتا ویسا ہی اس کو ملتا ہمیشہ۔

گنگا نے آنکھوں میں آئی نمی کو بے دردی سے صاف کیا اور اٹھ کر واشروم کی جانب بڑھ گئی۔

تم لوگوں کو جتنا بولا ہے اتنا کرنا پیسے آدھے آدھے انکیت نے میٹنگ روم میں بیٹھتے ہوئے سب لوگوں سے کہا۔

وہ سر پھری ہے گولی مارتے وقت بھی نہیں سوچتی ہے اگر اسے ہمارے سچ کے بارے میں پتا چل

گیا تو؟؟؟ ان میں موجود ایک آدمی بولا۔

کچھ نہیں پتا چلے گا وہ بزنس سے بے خبر ہے آج بھی بیوقوف نے پبلک پلیس میں قتل کر دیا ہے آتے ہیں ہوں گے گرفتار کرنے اس سے پہلے یہ پر اپرٹی پیپر پر سائن لوں گا آج اس کا کھیل بھی ختم کرنا ہے انکیت سے مسکراتے ہوئے کہا۔

رام رام!!! کیسے ہیں سب لوگ وہ بنا لحاظ کے دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی سب کے چہرے پر ایک مسکراہٹ رینگی تھی۔ وہ اس وقت سفید رنگ کے سادے سے لباس میں ان کے سامنے کھڑی تھی چہرہ میک اپ سے پاک گوری رنگت جس میں لال سرخی گھلی ہوئی تھی چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ اور آنکھوں میں الگ چمک تھی۔

بیٹھیں بیٹھیں وہ کہتی ٹیبل کی مین کرسی کے پاس گئی جہاں انکیت بیٹھا تھا انکیت نے گنگا کو دیکھا پھر اس کا اشارہ سمجھتے کھڑا ہوا۔

میری بچی کا ہی حق ہے یہاں انکیت نے جھوٹی مسکان چہرے پر سجائے کہا۔
بس بس دور رہو اور میٹنگ شروع کرتے ہیں گنگا نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

گنگا اس مہینے ہم نے اس کمپنی کے ساتھ انویسٹ۔ ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ گنگا نے اپنے ہاتھ میں پڑی گن سامنے ٹیبل پر رکھی اور اس آدمی کی جانب دیکھ کر آئسبر و اچکائے مطلب صاف تھا گنگا کا

کہ اگر کچھ ایسا ویسا بولا تو وہ دنیا میں نہیں رہے گا۔ وہ آدمی خاموش ہو اور پورے کمرے میں خاموشی چھا گئی۔

لاسٹ منتھ ایک کروڑ چالیس لاکھ تیس ہزار دو سو دو روپے کا نقصان ہوا تھا کیسے اور کیوں۔؟؟؟
گنگا نے اپنا سر کرسی کے ساتھ لگاتے ہوئے کہا وہاں بیٹھے ہر وجود کی آنکھیں پھیلی تھیں اور سب نے غصے سے انکیت کو دیکھا جو نا سمجھی سے گنگا کو دیکھ رہا۔ وہ تو سمجھا تھا کہ وہ بزنس سے بے خبر ہے لیکن یہاں تو اسے ایک ایک پیسے کا حساب تھا۔

وہ لاسٹ منتھ فیکٹری میں آگ لگ گئی تھی اور بہت سامان۔ گنگا کا ہاتھ اٹھا اور مجبوراً گولی بھی چلانی پڑی گن ویسے ہی ہاتھ میں پکڑے کرسی پر سر گرایا اور آنکھیں موند لیں۔

وہ آگ اسی آدمی نے انکیت کے کہنے پر لگائی تھی دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور مرے ہوئے آدمی کی جانب انگلی کر کے کہا۔

ایک بار پھر گولی چلی اب کی بار نشانہ انکیت کا پاؤں تھا وہ درد سے کراہنے لگا اور زمین پر ہی بیٹھ گیا۔

کل کرتی ہوں آفس کا وزیٹ اور رہی بات میں نے آج جو قتل کیا اس کی فکر آپ لوگ نہیں کریں میں ہوں اپنی فکر کرنے کے لئے گنگا نے ایک قہر برساتی نظر انکیت پر ڈالی اور پھر بنا کچھ بولے وہاں سے نکل گئی۔

تم تو کہتے تھے یہ بزنس کے معاملے میں کچھ نہیں جانتی تو یہ کیا تھا۔؟؟؟ یہ تو ایک ایک روپے کا حساب لگائے بیٹھی ہے وہاں کھڑا آدمی غصے سے بولا۔

تم لوگوں کی باتوں کا کوئی جواب نہیں ہے فلحال اس کو لے کر چکوانیتا نے انکیت کو اٹھاتے کہا پھر وہ سب انکیت کو لئے باہر کی جانب بڑھے۔

پیشنٹ ابھی بے ہوش ہے گلے کا کٹ گہرا نہیں تھا اس لئے گہرا نے کی کوئی بات نہیں ہے ڈاکٹر نے رحمان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا جو ایک گھنٹے سے علی کے ہوش میں آنے کی دعا کر رہا تھا اپنے ہاتھ کی وہ بینڈ تاج کروا چکا تھا اب فکر تھی تو صرف علی کی جو ایک گھنٹے سے بے ہوش تھا خون زیادہ بہنے کی وجہ سے اس کا چہرہ زرد پڑنے لگا تھا۔

کون ہے وہ لڑکی اور ایسے سرے عام قتل۔؟؟ جب پولیس آئی تو سی۔سی۔ٹی کی فوٹیج بھی غائب
ایسا کیسے ممکن ہے وہ ہمارے سامنے ہی تھیں دونوں پھر پولیس کی گاڑیاں آتے ہی غائب بھی
ہو گئی کیسے؟؟؟ وہ الجھ گیا تھا کچھ سیکنڈ صرف ان دونوں لڑکیوں سے نظریں ہٹیں تھیں پھر واپس
جب دیکھا تو وہ دونوں نہیں تھیں وہاں پھر علی کا بے ہوش جانا ان سب کو اپنی طرف متوجہ کر گیا
تھا اور بس وہ ہی موقع تھا کہ ان کی بانٹیکس بھی وہاں نارہیں۔
علی ہوش میں آنے لگا تھا رحمان علی کے قریب ہوا۔

کیا برو ایک ہلکے سے کٹ کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے اور ایک لڑکی سے ہار گئے حیرت ہو رہی
ہے مجھے رحمان نے علی کو اٹھتے دیکھ کر کہا۔

علی مسکرایا اور کھڑکی کی جانب دیکھا مجھے وہاں کی فوٹیج لا کر دو۔۔۔ میں بھی تو دیکھوں آخر کون
ہے وہ لڑکی جس کی اتنی ہمت کہ علی کے اوپر وار کر گئی۔"

اس بات کو زیادہ نہیں بڑھانا چاہیے ہمیں کیونکہ غلطی ہماری تھی ہمیں لگا تھا کہ وہ لڑکے ہیں ہم
نے جس طریقے سے انہیں پکڑا تھا کوئی بھی لڑکی ہوتی تو اس کا یہی رد عمل ہوتا اور پاکستان کی
لڑکیوں کا تو خاص طور پر ایسا ہی رد عمل ہوتا ہے وہ تو تھپڑ ماری دیتی ہیں۔

"تھپڑ کی بات الگ ہے رحمان تمہیں پتہ ہے یہ کٹ کتنی مہارت سے مارا گیا ہے ایک پل کو تو مجھے لگا تھا جیسے اس نے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی ہے لیکن اس کے ہاتھ میں پکڑا گیا اسپینر نہ جانے ایسا کیا تھا اس میں۔ دکھنے میں تو عام تھا لیکن ایک اسپینر کے گلے پر لگنے سے کٹ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے۔"

دیکھو تم اسے ایک قاتل کی نظر سے دیکھ رہے ہو ایک عام لڑکی کی نظر سے دیکھو تو کوئی بڑی بات نہیں کیا پتا اسپینر خراب ہو چکا ہو اس لئے ایسا ہوا۔

"اس لڑکی نے کسی قاتل کی طرح مہارت سے ہاتھ چلایا تھا تمہیں کیا لگتا ہے میں نے اپنے اتنے سال اس دنیا میں ایسے ہی گزار دیئے علی نے رحمان کی طرف دیکھا اور طنزیہ مسکرایا۔"

یہاں پر اب تم اپنا قاتل والا دماغ استعمال کرنا چھوڑ دو وہ تو عام سی لڑکی ہے اور اس کا رد عمل عام تھا۔

"اور اس کو ان لڑکوں کو آگ لگا دینا عام تھا؟؟ بولو؟؟ کیسے بنا جھجک اس نے ان کو آگ لگادی جیسے وہ اس کام میں مہارت رکھتی ہو ایک دفعہ بھی اسے ترس نہیں آیا چلو ان کی غلطی تھی وہ

انہیں مارنے آئے تھے لیکن جس طریقے سے اس نے اپنا کام کیا ہے میں حیرت میں ہوں کون ہے یہ لڑکی۔"

جو بھی ہے ہمیں اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے پہلے ہی ہماری جان خطرے میں ہے میں نے ابھی آغا خان کو نہیں بتایا کہ تم اس حالت میں ہو ورنہ وہ ابھی یہاں باہر کھڑے ہوتے اور تم جانتے ہو ان رد عمل کیسا ہوتا۔؟؟؟

"بتانا بھی نہیں انہیں!! مجھے وہ فٹیج چاہیے۔"

وہ ڈیلیٹ ہو چکی ہے تمہیں یہاں ہسپتال چھوڑ کر میں وہیں گیا تھا لیکن جب وہاں گیا تو فوٹیج میں یہ نظر آرہا تھا وہ لڑکیاں وہاں آئی تھیں پھر جس طرح وہ آئی ہیں اور ویسے ہی واپس چلی گئی ہیں بیچ کی پندرہ سے تیس منٹ والی فوٹیج تو ہے ہی نہیں۔

"ایسا کیسا ممکن ہے؟؟؟ پولیس کہاں تھی اس وقت جس وقت میں وہاں پر بے ہوش تھا۔؟؟"

تم بے ہوش ہو گئے تھے تمہیں ہسپتال لے کر آنا زیادہ ضروری تھا ان لڑکیوں کو پکڑنا زیادہ ضروری نہیں تھا۔"

"تم میرا اب دماغ خراب کر رہے ہو وہ لڑکیاں زیادہ ضروری تھی بولا کر آؤ اس آفیسر کو میں خود پوچھتا ہوں کہ کہاں لکھا ہے کہ قاتل کو چھوڑ دیا جائے اور مقتول کی طرف توجہ کی جائے۔"

دیکھو اگر آغا خان کو یہ معلوم ہونا کہ تم اس حالت میں ہو تم جانتے ہو وہ کیا حشر کریں گے سب کا اور تم اب پولیس آفیسر تک جا رہے ہو یہ بات ان کے ذریعے آغا خان تک ضرور پہنچ جائے گی اور پھر تم جانتے ہو کیا ہو گا۔

"مجھے اس لڑکی کی ساری انفارمیشن چاہیے پاتال سے نکالو آسمان سے لے کر آؤ میں کچھ نہیں جانتا مجھے اس لڑکی کی انفارمیشن چاہیے علی نے اپنی دو انگلی اپنے ماتھے پر رکھتے ہوئے زور سے اپنی آنکھیں بند کیں تھیں ایک حسین سراپا اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا علی نے فوراً آنکھیں کھولیں اور اپنا سر جھٹکا۔"

میں کام سے جا رہا ہوں تم آرام کرو شام میں یہیں سے تمہیں لوں گا کچھ دن میرے گھر پر ہی رک جانا آغا خان کے سامنے اس حالت میں تم نے نہیں جانا اور انفارمیشن بھی مل جائے گی۔

ہممم 'علی نے صرف اتنا کہنا ہی مناسب سمجھا اور خاموش ہو گیا۔

ربانیہ تم یہاں کیا کر رہی ہو وہ کمرے میں داخل ہو تو ربانیہ کو اپنے بیڈ پر الٹائیے دیکھا۔

"میں اس وقت کچھ کہنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ اس لئے چپ چاپ مجھے لے کر چلو کچھ سامان لینا ہے مجھے۔"

اب کون سا سامان تمہارا باقی ہے؟؟ جو تم نے لینا ہے وہ ہاتھ باندھے اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

"تم چل رہے ہو یا میں کسی اور کو لے کر چلی جاؤں؟؟ ربانیہ نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔"

ہاں ہاں چل رہا ہوں مجھے بھی کسی سے ملنا ہے تو تمہیں بھی ساتھ میں لے کر چلتا ہوں تم چلو باہر میں بانگ کی چابی لے کر آتا ہوں۔

"کس سے ملنا ہے تم نے ربانیہ نے اپنا دوپٹہ سیٹ کرتے ہوئے کہا۔" اور بانگ نہیں چل کر جانا ہے موسم بہت اچھا ہے۔

تم بھول چکی ہو اسے "زبیر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"کون ہے ایسا جسے میں بھول چکی ہوں ربانیہ نے ایک آئیر اوپننگی۔

چلو ملتے ہیں اس کی پتہ پہچان لو اسے اور کیا پتہ پہچان سکو۔

"پہیلیاں نہیں بجھاؤ صحیح طریقے سے بتاؤ کون ہے وہ ربانیہ کو اب صحیح معنوں میں غصہ آنے لگا تھا کچھ دیر ہو پہلے واقعہ اور پھر نازش کا ایسے غائب ہو جانا اور پھر امی کا سامان لانے کا کہنا اس کا دماغ گھما رہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے کھڑے اس شخص کو جان سے مار ڈالے جو جواب دینے کے بجائے پہیلیاں ہی بجھا رہا تھا۔"

یار وہ یہاں نہیں رہتا ملک سے باہر رہتا ہے ابھی آیا ہے۔ پہلے یہاں بچپن میں رہتا تھا زبیر نے گھر سے باہر نکل کر دروازہ بند کیا۔

ربانیہ نے اپنے دماغ پر زور ڈالا تو اسے کچھ یاد نہ آیا کندھے اُچکاتی آگے بڑھنے لگی۔

تھوڑی دیر بعد دونوں ایک ریسٹورنٹ کے باہر کھڑے تھے ربانیہ نے ایک گاڑی دیکھی تو ماتھے پر دو چھوٹے بل پڑے تھے۔

یہی کھڑے رہ کر نہیں ملنا ہے آگے جانا ہے اندر وہ اندر انتظار کر رہا ہے ہمارا چلو زبیر ربانیہ کو اپنے ساتھ لئے ریسٹورنٹ میں داخل ہو اسامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر ربانیہ کے ماتھے پر بے شمار بل پڑے تھے اور پھر منہ موڑ کر کھڑی ہو گئی۔

"آپ اس سے بات کر لو میں وہاں کھڑی آپ کا انتظار کر رہی ہوں ربانیہ نے بنا مقابل کی جانب دیکھے کہا اور چھوٹے سے گارڈن کی جانب بڑھی۔"

"زبیر یہ کون ہے؟؟؟ رحمان نے حیرانی سے پوچھا۔"

جو بچپن میں ہمارے ساتھ ہوتی تھی وہی ہے یہ زبیر نے مسکراتے ہوئے ربانیہ کو دیکھ کر جواب دیا رحمان کو تو اپنی سماعتوں پر یقین ہی نہ ہو رہا تھا کہ اس نے کیا سن لیا ہے۔

کیا یہی تھی وہ جس کے لیے وہ پل پل مرتا رہا بچپن سے اس کے لئے روتا رہا۔ وہ اس کو چھوڑ کر ملک سے باہر جانے کے لئے تیار نا تھا۔ لیکن اس کے گھر والے رحمان کو زبردستی یہاں سے لے گئے تھے آنکھوں میں ایک الگ سی چمک ابھری تھی لیکن پھر نظر زبیر پر پڑی جو آنکھوں میں نا جانے کون سا جہاں لئے ربانیہ کو دیکھ رہا تھا رحمان نے غصے سے آنکھیں بند کیں اور پھر زبیر کی طرف متوجہ ہوا اس کا ربانیہ کو ایسے دیکھنا ایک آنکھ نا بھایا تھا۔ وہ جو اس کے بچپن کی تصویر کو اپنے سینے سے لگائے گھومتا تھا آج تک اس نے کسی کو نہ دکھائی تھی اور وہ آج ایسے بنا حجاب کے سب کے سامنے کھڑی تھی اور سب کی نظروں میں آرہی تھی۔

"اور تم بتاؤ کیا کرتے ہو آج کل رحمان نے زبیر کو مسلسل ربانیہ کو گھورتے دیکھا تو زبیر کو اپنی طرف متوجہ کیا"۔

کچھ نہیں بس ایک ہی ڈیوٹی ہے میری تو ربانیہ سے ربانیہ تک زبیر نے اب پھر ربانیہ کی طرف دیکھا اور گہرا مسکرایا رحمان کو تو ایسے لگ رہا تھا جیسے اس کی آنکھوں میں کسی نے مرچی ڈال دی ہے مانو جلتی پر تیل کا کام کیا تھا زبیر کی اس بات نے۔

"مجھے کسی کام سے جانا ہے تم سے پھر ملاقات ہوگی رحمان نے زبیر دستی مسکراتے ہوئے زبیر سے ہاتھ ملایا اور پھر ایک نظر غصے سے ربانیہ کو دیکھ کر وہاں سے نکل گیا"۔

کر لی بات؟؟ کتنے فضول لوگوں سے تمہاری جان پہچان ہے اور خاص طور پر اس انسان سے تو مجھے سخت نفرت ہے ربانیہ نے منہ بسورا اور بنا زبیر کی بات سننے آگے کی جانب بڑھ گئی زبیر اس سے پہلے کچھ بولتا وہر کی نہیں تھی آگے چلتی گئی اور عمیر بھی اس کے ہمراہ چلنے لگا۔

کتنی آرام سے وہ اسے دیکھ رہا تھا میرا دل کر رہا ہے تباہ کر دوں اس کی آنکھیں میں رحمان نے غصے سے کار کے اوپر مکہ مارا اور پھر دور کھڑی ربانیہ کو دیکھا جو ابھی بھی زبیر سے بات کر رہی تھی رحمان نے وہاں سے نکلنا ہی بہتر سمجھا کیونکہ وہ تھوڑی دیر وہاں رکنا تو نہ جانے کیا کر بیٹھتا۔

رحمان کسی پاگل انسان کی طرح ادھر ادھر گھوم تھا۔ گاڑی کبھی ادھر لگتی تو کبھی ادھر یاد آرہا تھا تو بس زبیر کاربانیہ کو دیکھنا کس حد تک پرسکون ہو کر وہ اس کو دیکھ رہا تھا۔

پاگل سر پھری لڑکی لگتا ہے اس کا دماغ سیٹ کرنا ہی پڑے گا مجھے ہر کسی کے منہ لگتی ہے اس نے مجھے منہ لگا لیا پھر دوپہر میں بھی اس نے میرے ساتھ جھگڑا کیا اگر میری جگہ کوئی اور ہوتا تو رحمان نے سوچا۔ سٹیرنگ پر پکڑ مضبوط ہوئی اسے ایک نئے سرے سے غصہ آنے لگا تھا وہ لڑکی ہر کسی کے منہ لگتی تھی ہر کسی کو جواب دینا ضروری سمجھتی تھی وہ نادان تھی؟؟ یا نادان بننے کی کوشش کرتی تھی وہ وہ اس دنیا کو نہیں جانتی تھی کیا؟؟ اوپر سے اس کا بے حجاب ہونا رحمان کو مزید غصہ دلا رہا تھا۔

وہ بس اب سڑکوں کی دھول چھان رہا تھا سکون تو اسے کسی حد تک بھی نہ مل رہا تھا انتظار تھا تو بس رات کا۔ گاڑی ایک جگہ روکی اپنا سر پیچھے کی جانب گرایا اور آنکھیں موند لیں آنکھوں کے سامنے ایک حسین چہرہ لہرایا غصہ تو ختم ہی ہو گیا تھا مسکراہٹ گہری ہوتی گئی۔

پاگل وہ کہہ کر مسکرایا اور گاڑی اپنی منزل کی جانب بڑھائی۔

کیا ہوا ہے ربانیہ جب سے آئی ہو دیکھ رہی ہوں بہت کھوئی کھوئی سی ہو زاہدہ بیگم نے ربانیہ کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

ممانازش نے آج پھر بنا سوچے سمجھے۔ وہ پورا بول بھی نہ سکی تھی اور منہ جھکا گئی تھی۔

میری بچی اسے حرام حلال میں فرق نہیں پتا گناہ کا نہیں پتا اسی وجہ سے ایسا کرتی ہے دعا کیا کرو اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دے دے کیا پتہ اسلام قبول کر لے وہ۔

ماما میں تو اسے یہ بھی نہیں بول سکتی کہ اسلام قبول کر لے مجھے تو ڈر لگتا ہے کہیں وہ چھوڑ ہی نہ دے جس حد تک وہ پاگل پن رکھتی ہے اس کا کوئی بھروسہ نہیں کیا کب کر بیٹھے۔

میرا بچہ صحیح وقت کا انتظار کرو انشاء اللہ یہ بھی ہو جائے گا۔

اچھا ماما مجھے ناپکوڑے بنا دیں نمبرہ ابھی آتی ہو گی اور کیا پتا نازش بھی تھوڑی دیر میں آجائے۔

نازش کا تو پتہ نہیں نمبرہ تو آگئی ہے نمبرہ نے اپنی کتابیں ربانیہ کے طرف پھینکتے ہوئے کہا زاہدہ بیگم اگر وقت پر نہ اٹھتی تو ممکن تھا کہ وہ کتابیں ان کے سر میں لگتی۔

تم لوگ کبھی انسان نہیں بننا زاہدہ بیگم نمرہ کی جانب بڑھیں نمرہ فوراً کودتے صوفے کے اوپر جا بیٹھی اور پھر دانتوں کی نمائش کرنے لگی۔

میں پکوڑے بنا کر لاتی ہوں تم نازش کو بولا لوزاہدہ بیگم مسکراتی ہوئی آگے کی جانب بڑھنے لگی۔

بنالیں بنالیں پکوڑے میں تو آگئی ہوں بس اب جلدی سے پکوڑے لے آئیں بھوک لگی ہے بہت زیادہ اور اتنی لگی ہے میرا تو بس نہیں چل رہا بانیہ کی اور نمرہ کے ٹکڑے کروں اور کھا جاؤں نازش نے بیٹھتے ہوئے ایک ادا سے کہا بانیہ اور نمرہ نے اسے گھورا۔

ایسے نہیں دیکھو مذاق کیا تھا میں جانتی ہوں انسان کا گوشت کھانا حرام ہے نازش نے منہ بسور کر کہا۔

بالکل بھی نہیں تم غلط سوچتی ہو خیر اس چیز کو چھوڑو تم یہ بتاؤ آج کون سا کارنامہ سرانجام دیا ہے تم نے زاہدہ بیگم نے غصے سے نازش کو دیکھتے ہوئے کہا۔

مما دیکھیں آپ ناسٹارٹ ہو جائیے گا میں الریڈی بہت تھک چکی ہوں۔

زاہدہ بیگم نے مزید کچھ نابلنا ہی بہتر سمجھا اور کچن کی جانب بڑھ گئیں۔

تم تو پیچھے ہٹ جاؤ ہمیشہ ہمارے پیچ میں آکر بیٹھ جاتی ہونا نازش نے منہ بسور کر کہا۔

"تم لوگ چاہتے ہونا میں تمہارے پیچ میں ہٹ جاؤں دیکھ لینا پیچ میں سے ہٹ جاؤں گی اور یہاں سے چلی جاؤں گی اور تم پکارتے رہ جاؤ گے مجھے اور میں واپس نہیں آؤں گی۔"

نہیں بہن ہم زبردستی واپس لے آئیں گے ربانیہ نے اسی کے انداز میں کہا تو نازش ہنسنے لگی۔

"نہیں لاپاؤ گے مرا ہوا انسان کبھی واپس نہیں آتا نمرہ نے اپنے منہ پر آئے بال پیچھے کرتے ہوئے کہا اور منہ موڑا اور بس یہی لمحہ تھا جب نازش اور ربانیہ دونوں اس پر ٹوٹ پڑیں ربانیہ نے اس کی گردن پکڑی تو نازش اس کے پاؤں اب نمرہ ہوا میں لٹک رہی تھی اور نازش اور ربانیہ کے ہاتھ میں اس کا جسم تھا وہ چیختی تو کبھی رونے لگتی۔"

منحوس عورتوں میں نے بعد میں کیا مرنا ہے میں ابھی مر جاؤں گی تمہیں خدا کا واسطہ ہے مجھے نیچے اتار دو ماما بچاؤ ماما یہ لوگ مجھے مار رہی ہیں بچاؤ نمرہ تیز تیز چیخ رہی تھی زاہدہ بیگم گھبرا کر باہر آئیں سامنے ان دونوں کو نمرہ کے ساتھ ایسا کرتے دیکھ انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑا چمٹا ہی اٹھا کر نازش کو دے مارا جو بالکل نشانے پر لگا تھا۔

اب دوسرے ہاتھ میں پکڑاویسن کا بادل ربانیہ کو دے مارا جو کہ وہ بھی بالکل نشانے پر لگا تھا اور اب ربانیہ بیسن سے پوری نہائی کھڑی تھی دونوں نے ہاتھ کھولے اور نمبرہ زمین بوس ہوئی اور ایک دل خراش چیخ پورے گھر میں گونجی۔

کم بخت لڑکیوں تم لوگوں کی وجہ سے ناہمارے گھر بدنام ہوئے ہیں ہر کوئی کہتا ہے کہ ان تین گھروں میں سے آواز بہت آتی ہے نہ جانے تم لوگ کیا کھاتی ہو۔ کھانے میں تو میں نے کبھی کو ا ڈالا نہیں تھا لیکن پھر بھی زاہدہ بیگم کا پھر پارہ ہائی ہو چکا تھا۔

اچھانا ماں چھوڑیں یہ لوگ تو ہیں ہی ایسی ہیں آپ جائیں جا کر پکوڑے بنائیں نا نمبرہ نے معصومیت سے آنکھیں پٹیٹا کر کہا۔

اچھا پکوڑے زاہدہ بیگم نے اب افسوس سے ربانیہ کو دیکھا پھر غصے سے بولیں۔ تم پکوڑے رہنے دو ایک بڑا موٹا سا پکوڑا کھا لو اٹھاؤ ربانیہ کو ادھر لے کر آؤ اس کو میں تیل میں ڈالوں اور اسی کا پکوڑا کھا لینا اب تم زاہدہ بیگم نے غصے سے کہا تو نمبرہ منہ جھکا گئی۔

نمرہ نے ایک نظر ربانیہ کو دیکھا تو نمرہ کا منہ کھل گیا وہ غصے سے نمرہ کو ہی دیکھ رہی تھی اور جسم پر پورے بیسن لگا ہوا تھا بول اس کے سر پر تھا جس میں سے ابھی بھی بیسن بہہ بہہ کر اس کے پاؤں پر گر رہا تھا۔

اور مجھے چمٹے کے طور پر استعمال کر لینا نازش نے اپنے ہاتھ میں پکڑا چمٹا نمرہ کے ناک کے پاس کر کے بجایا وہ فوراً پیچھے ہوئی ان دونوں کی ایسی حالت دیکھ کر نمرہ تیز تیز ہنسنے لگی۔

نازش کا ماتھا کافی حد تک سوچ چکا تھا جبکہ ربانیہ کی آنکھیں جلنے لگی تھیں اور کافی حد تک سوچن ہو رہی تھی کیونکہ بیسن آنکھوں میں بھی جا چکا تھا۔

جاؤ جا کر اپنی حالت ٹھیک کرو زاہدہ بیگم غصے سے بولتی ہوئی کچن کی جانب بڑھ گئی اور اب چیخنے کی باری زاہدہ بیگم کی تھی نمرہ بھاگی کچن میں داخل ہوئی پیچھے ہی ربانیہ اور نازش تھی۔

کیا ہوا ہے ماما کیا ہوا نمرہ نے فکر مندی سے پوچھا اور بس پھر کیا تھا جو چیز زاہدہ بیگم کے ہاتھ میں آئی وہ اٹھا کر نمرہ کو مارنے لگی نمرہ اس حملے کے لئے تیار نہ تھی وہ بھی ربانیہ اور نازش کے ساتھ کمرے کی جانب بھاگی۔

منخوس عورتوں جب بھی تمہیں لگتی ہے ساتھ میں میری شامت ایسے ہی آجاتی ہے مجھ معصوم کا کیا قصور ان سب چیزوں میں نمرہ نے غصے سے دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا جواب ہنس رہی تھی کیونکہ نمرہ کے بالوں میں چمچ دکھائی دے رہی تھیں جبکہ کپڑوں پر لگی صابن اور اس کے بٹن میں اٹکی چھوٹی پلیٹ اس چیز کی گواہی دے رہی تھی کہ وہ کافی حد تک ذلیل ہوئی ہے۔

چل اب جلدی سے کچھ پہننے کے لئے نکال دے ربانیہ نمرہ غصے سے کھڑی ہوئی۔
ہاں بھئی کسی اور کو بھی اچھی خاصی لگی ہے ربانیہ نے ہنستے ہوئے نازش کے ہاتھ پر ہاتھ مارا تو نازش بھی زور سے ہنسنے لگی۔

دیکھ لینا جس دن میں مر جاؤں گی نارونا بھی تم لوگوں نے ہے۔ تب میں تمہیں دیکھ کر ہنسوں گی ایسے ہی جیسے اب تم دونوں ہنس رہی ہو۔

کیا بکو اس کر رہی ہو ہر بات پر آج مرنے کی بات کر رہی ہو کوئی اور بات نہیں ہے کہ تمہارے پاس کرنے کے لئے نازش اس بار غصے سے کہا تھا۔

وہ کیا ہے نا مجھے الہام ہو رہا ہے کہ میں تم لوگوں کو چھوڑ کر بہت جلد یہاں سے چلی جاؤں گی ہائے تم لوگوں کو پیچھے روتا چھوڑ کر جاؤں گی نمرہ نے اپنے دونوں ہاتھ ایک گال پر رکھے جبکہ دوسرے گال پر ربانیہ اور نازش کا ہاتھ چھاپ چھوڑ چکا تھا۔

تم لوگ نہ منحوس کی منحوس ہی رہنا نمرہ نے منہ بسورا اور ربانیہ کے الماری میں سے ایک سوٹ نکال کر واش روم میں گھس گئی۔

کیا ہوا اس کو جب سے آئی ہے مرنا مرنا بولی جا رہی ہے ربانیہ نے فکر مندی سے نازش کو دیکھا۔

کوئی نہیں جب انسان کا دماغ خراب ہو جائے نا تو انسان ایسا ہی ہوتا ہے میں سوچ رہی ہوں اس کو پاگل خانے میں چھوڑ کر آ جاؤں جو پیسے ملیں گے اس سے پارٹی کریں گے نازش نے رازدانہ انداز سے ربانیہ کے قریب ہوتے ہوئے کہا پھر آنکھوں میں ایک چمک لے کر پیچھے ہوئی۔

نہیں یار چند پیسوں کے لئے اپنی دوست کو پاگل خانے میں تھوڑی نہ بھیج سکتے ہیں یہ تو اس سے ابھی آگے کی چیز ہے ربانیہ نے کہا اور پھر دونوں ہنسنے لگیں۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ اس کے بعد وہ

ہنسنا بھول جائیں گی جو زندگی ان کو حسین لگتی ہے وہی ہے زندگی ان کے ساتھ ایک کھیل کھیلنے

والی تھی اللہ کی آزمائش ان کے لئے باقی تھی یا یوں کہو کہ ایک گناہ کی بہت بڑی سزا۔

ردادودن ہو گئے ہیں ہمیں پاکستان آئے ہوئے لیکن تم تو ان سے ملنے نہیں جا رہی ہونا لے کر جا رہی ہو۔

یار ہمت ہی نہیں ہو رہی غصہ ہوں گی بہت زیادہ نمرہ نے تو یہ بھی کہا تھا کہ جب تم واپس آؤ گی تو میرا امر امنہ دیکھو گی مجھے ڈر لگتا ہے۔

کیوں ڈر رہی ہو پاگل کل ہی تو ہم نے ان تینوں کو دیکھا تھا بالکل ٹھیک تھی اور تم ایسے ہی اتنا سوچ رہی ہو میں تو سوچ رہی ہوں کہ ہم ابھی چلتے ہیں ان سے ملنے کے لئے۔

نہیں نہیں ابھی نہیں جانا میں خود کو مزید تھوڑا تیار کرنا چاہتی ہوں ہم کل چلیں گے پکا اور ان کے لئے کچھ گفٹس بھی لے آتے ہیں خالی ہاتھ تھوڑی نہ جائیں گے۔

جو کینیڈا سے گفٹ لائے ہیں وہ بہت ہیں ان کے لئے وہ گفٹس کی بھو کی نہیں ہے تم جانتی ہو۔

ہاں لیکن پھر بھی میں کچھ لے کر آنا چاہتی ہوں پھول لے لیں گے ڈھیر سارے نمرہ کو بہت پسند ہیں۔

اچھا تو یہ وجہ ہے بازار جانے کی وہ تو ہم کل ہی چلے جائیں گے تازہ گلاب اسے بہت زیادہ اچھے لگتے ہیں رمرانے مسکرا کر کہا پھر دونوں سونے کے لئے چلی گئیں تھیں۔

رحمان علی کو اپنے ساتھ لے آیا تھا کیونکہ وہ علی کو پرسکون رکھنا چاہتا تھا۔ آغا خان اس کو اس حالت میں دیکھتے تو یقیناً وہ علی کو پاکستان میں نارہنے دیتے تب ہی وہ اس حالت میں علی کو آغا کے سامنے نہیں لے کر جا رہا تھا۔

اس لڑکی نے ایسے کیسے میرے بھائی کو مار دیا اس نے میری قیمتی چیز مجھ سے چھین لی میرا بھائی میرا اکلوتا رشتہ جو اس دنیا میں تھا۔ اس نے وہ چھین لیا میں اس سے اس کی سب سے زیادہ قیمتی چیز چھین لوں گا وہ انکیت کے پاس کمرے میں بیٹھا غصے سے دھاڑا۔

اس کی زندگی میں ہم تو کوئی اہمیت نہیں رکھتے لیکن ہاں دو لڑکیاں ہے جو اس کی زندگی میں بہت اہمیت رکھتی ہیں صرف وہ دو لڑکیاں ہیں۔ کسی طرح ان تک پہنچ جائیں تو ہم اپنا کام آسانی سے کروا سکتے ہیں۔

دوہیں نا۔ میں اسے بتاؤں گا بے بسی کسے کہتے ہیں۔

ایڈریس اور سب کچھ میں بتا دیتا ہوں باقی تم جانو تمہارا کام جانے لیکن ان سب میں میرا نام نہیں

آنا چاہیے انکیت نے لال آنکھیں لئے مقابل کو دیکھ کر کہا۔

بے فکر رہو تمہارا نام نہیں آئے گا مجھے ان لڑکیوں کی ڈیٹیلز چاہیے باقی میں دیکھ لوں گا وہ کہتا
وہاں سے باہر نکل گیا۔

انکیت مجھے تو ڈر لگ رہا ہے تم جانتے ہونا اس لڑکی کے بارے میں کیسی ہے وہ۔

جیسے بھی ہے اب وہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے اس نے جو ہمارے ساتھ کیا مجھے اپنا بدلہ لینا ہے۔ اب
اسے پتہ چلے گا اس نے کس کے بھائی کو مارا ہے وہ ہم تھے جو خاموش تھے۔ جس کے بھائی کو اس
نے مارا ہے وہ خاموش نہیں رہے گا۔

لیکن پھر بھی ایک دفعہ سوچ لو تم جانتے ہو کس حد تک چلاک ہے وہ اسے پتہ چل جاتا ہے سب۔

مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا اگر اب جان بھی جاتی ہے تو جائے اب میں نے صرف اپنی بیعتی کا
بدلہ لینا ہے اس نے کس طریقے سے سب کے سامنے میری بے عزتی کی۔

انکیت مجھے تو ابھی بھی لگ رہا ہے کہ ہمیں خاموش ہو کر بیٹھ جانا چاہیے۔

خاموش نہیں رہنا۔ بدلہ اب بدلہ لینا ہے انکیت غصے سے بولا اور اپنی آنکھیں موند لیں۔

ربانیہ تم سو جاؤ کب تک جاگتی رہو گی زاہدہ بیگم نے گھڑی میں دیکھتے ہوئے کہا۔

ماما بس یہ میرا کام ہو گیا ہے۔ یہ جو آپ کے چھوٹے جناب ہیں نا ان کے کام مجھے ہی کرنے پڑتے ہیں کہا بھی ہے آپ کو کہ ٹیوشن لگا دیں لیکن آپ نے تو میری سنی نہیں ہے ڈرائنگ رہ رہی ہے ان کی بلکہ ڈرائنگ تو مکمل ہو گئی صرف کلر رہے ہیں میں ابھی کر کر سو جاؤں گی آپ فکر نہیں کریں میں یہ سارا سامان اپنے کمرے میں لے جاتی ہوں آپ جا کر آرام سے سو جائیں ربانیہ مسکرا کر اٹھی اور سامان لے کر کمرے میں چلی گئی۔

ربانیہ کمرے میں داخل ہوئی تو عجیب سی وحشت ہو رہی تھی اسے کمرے سے ہاتھ بڑھا کر لائٹ چلانی چاہی تو ہاتھ وہیں تھم گئے تھے اپنے گلے پر مضبوط ہوتی گرفت نے اس کی آواز بھی دبا دی تھی۔ ربانیہ چیخ رہی تھی پر آواز ہی نا نکل رہی تھی۔

تم میری ملکیت ہو کسی اور کے سامنے میں اب حجاب کے بنانا دیکھوں اور وہ زبیر اس سے دور رہو ورنہ میں اس کو اپنا بچ بنا کر کسی گلی کے کونے پر بیٹھا دوں گا بھیک مانگنے کے لئے سمجھی اور آئندہ کبھی کسی کے بھی منہ نہیں لگنا آج تو چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر آئندہ کوئی غلطی کی تو ساتھ لے جاؤں گا سمجھی۔ وہ بول رہا تھا ربانیہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

مقابل کو اس کی حالت پر رحم آیا اور گلہ چھوڑ کر پیچھے ہوا ربانیہ نے کمرے کی کھڑکی کھلی تھی مقابل تو ربانیہ کا چہرہ دیکھ سکتا تھا لیکن ربانیہ نہیں دیکھ سکتی تھی۔

ک۔ک۔ کون ہو تم۔

میری جانم تمہارا ہم دم تمہارا ساتھی جس کی پناہ میں تم نے آنا ہے وہ ایسے بول رہا تھا جیسے وہ ہوش میں ہی ناہو۔

دیکھو چلے جاؤ یہاں سے ورنہ میں چیخ چیخ کر اپنے گھر والوں کو یہاں اکٹھا کر لوں گی۔

ارے واہ جانم بہت اچھی بات ہے میں یہاں بیٹھا ہوں بولا لو سب کو یہاں ساتھ ہی نکاح بھی ہو جائے گا آخر کون سے ماں باپ جو ان بیٹی کے کمرے میں کسی غیر مرد کو برداشت کر سکتے ہیں وہ اپنے ہاتھ سینے پر باندھ کر پیچھے ہوا۔

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

تمہیں لگتا ہے تمہاری اس دھمکی سے میں ڈر جاؤں گی۔؟؟؟

نہیں جانم تم ڈر نہیں سکتی لیکن تمہیں ڈرنا پڑے گا ورنہ تمہارا باپ تمہارے بھائی بیچارے اکیلے ہی جاتے ہیں امید کرتا ہوں میری بات بہت اچھے سے سمجھ رہی ہو گی وہ آگے جھکا اور منہ پر آئی زلفیں پیچھے کیں ربانیہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئی۔

اب تو جا رہا ہوں کل پھر آؤں گا اللہ حافظ جانم وہ کہتا جس راستے سے آیا تھا اسی راستے واپس چلا گیا۔

کون تھا یہ عجیب انسان ربانیہ نے غصے سے لائٹ چلائی اور کھڑکی کے پاس گئی جہاں اب کوئی بھی نہیں تھا۔

ربانیہ اس بارے میں صبح سب کو بتانے کا ارادہ کرتی اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔۔

شکر ہے کہ یہ کام بھی مکمل ہوا ربانیہ نے ڈرائنگ پیچھے کرتے بیڈ کرواؤن سے ٹیک لگائی تھوڑی

دیر پہلے ہو ا واقع واپس یاد آیا تو ڈر کے آنکھیں کھولیں پھر اپنے کمرے میں دیکھتی اٹھی اور

کھڑکیاں دروازے اچھے سے بند کئے۔

میں بھی دیکھتی ہوں کل یہ یہاں آکر کیسے سلامت واپس جاتا ہے ربانیہ غصے سے بولتی اٹھی۔
موبائل رنگ ہو تو ربانیہ نے حیرت سے موبائل کو دیکھا۔

اس وقت کس کا میسج ہے ربانیہ نے ماتھے پر بل ڈالے موبائل اٹھایا کوئی انجان نمبر دیکھ کر سر
جھٹکا اور موبائل واپس پھینکا کیونکہ رنگ نمبر آنا عام بات تھی اس کے لئے اس لئے اب وہ کبھی
رنگ نمبر کی ناکال اٹھاتی تھی نا ہی میسج دیکھتی تھی۔

ربانیہ واپس آکر بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹ گئی موبائل پھر رنگ ہو اور ربانیہ نے غصے سے
موبائل اٹھایا اور میسج دیکھا۔

جلدی سو جایا کریں جانم دیر رات تک جاگنا صحت کے لئے ٹھیک نہیں ہے۔

ربانیہ نے ایک میسج پڑھنے کے بعد دوسرا میسج دیکھا۔

گڈ نائٹ جانم صبح ملاقات ہوتی ہے۔

ربانیہ نے بنا جواب دیئے موبائل اٹھ کر دیوار میں دے مارا اور آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی کیونکہ نیند تو اب غصے کی وجہ سے اسے آنے نہیں والی تھی اور یقیناً اس کی آج کی رات کانٹوں پر گزرنی تھی۔

ربانیہ کی آنکھ کمرے میں ہوتی کھٹپٹ سے کھلی اسے ایسے لگ رہا تھا کہ اس کے کمرے میں بیٹھا کوئی بات کر رہا ہے ربانیہ نے آنکھیں کھول کر سامنے بیٹھے دو وجود کو دیکھا تو فوراً اٹھ بیٹھی۔

منحوس عورتوں تم لوگ کب آئی ہو ربانیہ اچھلتی ردا اور رما پر گری ردا اور رما اس کے لئے تیار نہ تھی اسی لئے وہ بیڈ سے نیچے گر گئی نمرہ ہنسنے لگی۔

ربانیہ پیچھے تو ہٹ جاؤ یا کیا کر رہی ہو تم نے تو کچھ مر بنا دیا ہمارا ردا نے اکھڑتے سانس کے ساتھ کہا۔

"مل گئی فرست؟؟؟ ہم سے ملنے کی اب بھی نہیں آتی نازش نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔"

ردا اور ر مز ایڈ پر ٹھیک سے بیٹھیں اور دونوں نے منہ جھکایا۔

مجھے بھی ان سے یہی شکایت ہے باہر ماما سامنے تھیں۔ تو کچھ بولی ہی نہیں کیونکہ ماما ان سے خوشدلی سے مل رہی تھی اور اتنے دنوں بعد آئی ہیں تو مجھے بھی ان سے آتے ہی کوئی شکایت کرنا ٹھیک نہیں لگا انہوں نے ہمیں اکیلا چھوڑ دیا تھا نمرہ نے کہا۔

نہیں ہم نے ایسا بالکل بھی نہیں کیا ہم مجبور تھے تم لوگ جانتی ہو ردا نے نمرہ کا ہاتھ تھام کر کہا۔
"رہنے دو ہم سب جانتے ہیں کیا تھے وہ تمہارے الفاظ۔؟؟ ہاں۔!!! ان کے ساتھ رہ کر ہمیں کیا ملے گا؟؟ تو اب کیوں آئی ہو ہمارے پاس جب تمہیں کچھ ملنا نہیں والا تو یہاں کیوں آئی ہو اب۔۔؟؟؟"

تم بھی تو چھوڑ کے ہمیں یو اے (UA) چلی گئی تھی ہم نے تو کچھ نہیں کہا تھا۔

ردا یہ کس لہجے میں بات کر رہی ہو وہاں جانا ہے اس کی مجبوری تھی اور وہ ہم سے پوچھ کر گئی تھی حالانکہ ہم صرف اس کے دوست ہیں یہ اپنی مرضی سے کہیں بھی جاسکتی تھی لیکن اس نے مجھ سے پوچھا کہ وہ جانا چاہتی ہے جائے یا نہ جائے اور جانے کی وجہ بھی بتائی تھی اور تم لوگوں نے کیا

کیا تم لوگوں نے بتایا تک نہیں جانے سے پہلے آخری دفعہ مل کر تو جاتی کیا پتا تم آج آئی ہو ہم زندہ ہوتے یا نہ ہوتے۔؟؟؟ ربانیہ نے غصے سے کہا۔

کیا ہو گیا ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو۔؟؟ تم لوگ صحیح سلامت ہونا ہم معافی مانگ رہے ہیں ہمیں معاف کر دو ہم ماں باپ کے سامنے مجبور تھے ہم نہیں جانا چاہتے تھے۔ رمزانے کہہ کر ربانیہ کی جانب دیکھا۔

خیر جو بھی بات ہے بہت خوشی ہوئی تم لوگوں کو یہاں دیکھ کے ہمیشہ تمہاری کمی محسوس ہوتی تھی اب یہاں آئی ہو تو امید کرتی ہوں کہ یہ چند دن بھی ہمارے پہلی زندگی کی طرح گزریں گے۔ ربانیہ نے کہہ اپنا رخ الماری کی جانب کیا۔

"چند دن سے مراد؟؟ نازش نے حیرت سے پوچھا۔"

ہاں بھائی چند دن یہ کون سا اب ہمارے ساتھ رہنے والی ہیں یہ پر اے دیس کی ہو کر رہ گئی ہیں وہاں سکون ہے وہاں اپنے ہیں ان کی چاہنے والے ہیں ہم چاہنے والے نہیں ان کے ربانیہ نے روٹھے انداز میں کہا اور واش روم کی جانب بڑھ گئی۔

"اچھا خیر چھوڑو آؤ تم لوگوں کو گھوما کر لاتی ہوں اچھی بات ہے نا تمہارے بہانے ربانیہ اور نمرہ بھی گھوم لیں گی نازش نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔"

ہاں ہاں ضرور کیوں نہیں ربانیہ تیار ہو کے آجائے پھر ہم چلتے ہیں نمرہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا

ویسے نازش ایک بات پوچھوں رمز نے ڈرتے ہوئے نازش کو دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں ہاں پوچھو اس میں ڈرنے والی کون سی بات ہے۔؟؟ نازش کی نظر ربانیہ کے موبائل پر پڑی

تو نازش نے ربانیہ کا موبائل اٹھایا۔"

یار تم ہم میں رہتی ہو لیکن تمہارا رمز انا خاموش ہوئی۔

"ہاں بولو کیا میرا۔؟؟؟ نازش نے موبائل سائنڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔"

تمہارا مذہب میں وہ رمز امنہ جھکا گئی۔

"تم یہ کہنا چاہ رہی ہو میں اسلام قبول کر لوں۔؟؟"

رمز نے اثباب میں سر ہلایا۔

"اس دنیا میں مسلمان رہ گئے ہیں؟؟ بتاؤ مجھے کون ہے مسلمان اس دنیا میں ان مسلمانوں سے اچھے ہم ہندو ہیں۔ جانتی ہو کیوں؟؟؟ اس لئے کہ ہم لوگوں کو فلسطین کے لوگوں کے لئے ہمدردی ہے بھارت میں دیکھ لو کتنے لوگ ہیں جو وہاں جانے کے لئے تیار کھڑے ہیں اور تمہاری مسلمان حکمران کیا کیا انہوں نے؟؟؟ کرسی کے لئے لڑ رہے ہیں؟؟؟ ایک دوسرے سے حسد کر رہے ہیں عوام یہاں کی تیار ہے لیکن عوام بنا حکومت کے سپورٹ کے کیا کر سکتی ہے۔؟؟؟ لعنت بھیجو ایسے مسلمان حکمرانوں پر مجھے نفرت ہو گئی ہے ان سے میرا بس نہیں چلتا ان حکمرانوں کو آگ لگا دوں اور تم ایسا مسلمان بننے کے لئے کہ رہی ہو مجھے؟؟؟

میں خود کو قصور وار سمجھتی ہوں ان فلسطین کے لوگوں کا وہ مائیں جو اپنے بچے کھور ہی ہیں وہ بہنیں جن کی عزت سلامت نہیں ہے اب وہ بچے جن کے والدین نہیں ان کے ساتھ کیا قصور ہے ان کا؟؟؟ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایسی امت کے لئے دعا کی؟؟؟ یہ امت تو نہیں تھی۔ جانتی ہو میں حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اپنا نبی مانتی ہوں دل سے کے تم سب ان کے امتی ہو۔

لیکن کیا ہمارے نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تکلیف نہیں ہوتی ہوگی؟؟؟ کے وہ فلسطین کے لوگ جنہیں جنتی ہونے کی بشارت حاصل ہے ان کے لئے یہ مسلمان خاموش بیٹھیں ہیں کچھ نہیں کر رہے کیا اللہ اس چیز سے انجان ہے؟؟؟ نہیں نا وہ سب جانتا ہے وہ سب دیکھ رہا ہے

عنقریب یہ دنیا ختم ہو جائے گی اور میری دل سے دعا ہے وہ دن جلد ہی آجائے کیونکہ وہاں روتے بچے مائیں بہنیں پکارتی ہیں مدد کے لئے کوئی نہیں جاتا ہم یہاں پیٹ بھر کر کھانا کھا رہے ہوتے ہیں وہ بھوکے ہیں دنوں سے ہفتوں سے۔ نازش بولتے بولتے اب رونے لگی تھی۔۔۔

نازش یہ صرف نام کے مسلمان ہیں لیکن مسلمان تو وہ ہیں نا جنہوں نے جنت میں جانا ہے ہر مسلمان برا نہیں ہے ہمارا مذہب بہت خوبصورت ہے تم بچپن سے ہمارے ساتھ ہو "ربانیہ نے ٹاول بیڈ پر پھینکتے ہوئے کہا۔

"تو دکھاؤ نا خوبصورتی کیوں نہیں دکھاتے یہ لوگ؟؟ نکلونا ان معصوم لوگوں کے لئے کیا کرے گی یہ حکومت؟؟ جب عوام ایک ساتھ کھڑی ہوگی تو پوری عوام کو گرفتار کر لیں گے یہ لوگ؟؟؟ یا پورے ملک کو تباہ کر دیں گے یہ؟؟؟ اگر ایسا کریں گے تو حکمرانی کہاں کریں گے؟؟؟ ہاں بولوں کیوں نہیں پوری عوام اور کیوں نہیں اٹھتا آج کا مسلمان۔ اور وہ مسلمان بنوں میں جو رمضان میں مسجدوں میں نظر آتا ہے جو رمضان میں عبادت کرتا نظر آتا جس کا عشق رمضان میں جاگتا ہے اپنے رب کے لئے۔ ہم سے زیادہ بے شرم بے حیا تو آج کی مسلمان عورتیں ہیں جہاں دیکھو نا چ رہیں ہیں ٹک ٹاک یوٹیوب ہر جگہ ڈوہٹا تو ان کے تن سے جدا ہو گیا

ہے ارے ہم ہندو چاہے ساڑھی پہنیں لیکن اس کا پلو ہمیشہ سر پر ہوتا ہے۔ نازش اب چیختی تھی۔"

میری بچی رو کیوں رہی ہو زاہدہ بیگم جو کب سے سن رہیں تھیں نازش کے پاس آئیں اور نازش کا ہاتھ تھاما۔ نازش روتے ہوئے ان کے سینے سے لگ گئی۔

جیسا کہ تم نے کہا آج کا مسلمان مسلمان نہیں رہا میں جانتی ہوں نہیں رہا مسلمان یہ نام کے ہیں جو افسوس کرتے ہیں پھر بھول جاتے ہیں۔ حکمران؟؟ ان کی کیا بات کرتی ہو ان کا بس نہیں چلتا یہ عوام کو بیچ دیں یہ ملک کیا چیز ہے۔ اور فلسطین ان سے تو ہم تاقیامت شرمندہ رہیں گے ہم بے بس ہیں ہم نہیں کر سکتے کچھ جو کر سکتے ہیں وہ خاموش ہیں ان کے سامنے بھی ہم کچھ نہیں بول سکتے۔ وہاں بیٹھا ہر فرد رو رہا تھا۔

صحیح تو کہا تھا گنگا نے کہاں رہا ہے مسلمان؟؟؟ ریلی نکل رہی ہے تو وہ بھی صرف دکھاوے کی۔ حکمرانوں نے مدد کرنا تو دور جھوٹی محبت تکلیف کا اظہار تک نا کیا ہے جہاں دیکھو وہاں بس کرسی وزیراعظم میں وزیر صدر یہ۔ حکومت کے خزانے چاہیے ہر کسی کو۔ کیا انہیں ترس نہیں آتا؟؟؟ فلسطین کے مسلمانوں پر وہ مسلمان جن کو جنتی ہونے کی بشارت ہے۔ کیا منہ دکھائیں گے یہ

مسلمان جب روزِ قیامت وہ معصوم بچے ہمارے رب کے حضور ہماری شکایت کریں گے رو کر بتائیں گے کہ ہم نے کیا کیا ہے ان کے ساتھ سوچا ہے کبھی۔؟؟؟

ماما وہ روتے ہیں بچے وہ مائیں روتی ہیں وہ تکلیف میں ہیں بہت نازش اب با آواز رور ہی تھی اس سے آگے وہ کچھ نابولی تھی بس اس کی سسکیاں کمرے میں گونج رہی تھی اور اس کے اس غم میں وہاں بیٹھا ہر فرد رورہا تھا۔

نازش روتے روتے ناجانے کب زاہدہ بیگم کی گود میں سر رکھے سو گئی اب تو اس کے آنسو بھی سوکھ چکے تھے۔

تم لوگ اٹھو نماز پڑھو اور دعا کرنا خدا اسرائیل کو ہدایت دے زاہدہ بیگم نے کہا تو سب نے حیرت سے زاہدہ بیگم کو دیکھا۔

ماما ہدایت؟؟؟ جن کے دلوں پر اللہ کی مہر لگ جائے نا ان کو کبھی ہدایت نہیں ہوتی ربانیہ نم آنکھوں کے ساتھ غصے سے بولی تھی۔

میری بچی ہمارے نبی نے کبھی کسی کے لئے بددعا نہیں کی تھی کتنی تکلیفیں دیں تھیں کافروں نے انہیں کتنا کچھ کہا تھا کچھ نہیں کیا ہمارے نبی نے بس انہوں نے ہدایت کی دعا کی ہم تو پھر حقیر ہیں

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

ان کی برابری تو دور ان کی پاؤں کی دھول بھی نہیں ہیں ہم۔ ان کے نقشے قدم پر چل کر ہی آخرت کی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور آج کہیں نہیں جانا طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے نازش کی۔

ٹھیک ہیں ماما ربانیہ نمرہ ردا اور رمزاتینوں کمرے سے باہر نکل گئیں اور زاہدہ بیگم وہیں بیٹھیں نازش کے بالوں میں ہاتھ گھومنے لگیں۔

ربانیہ والے نماز پڑھ کر بیٹھے ہی تھے کہ نازش کی حالت زیادہ خراب ہونے لگی تھی وہ تھوڑی دیر پہلے ہی اٹھی تھی اور رو رہی تھی زاہدہ بیگم تو اب ہارمان چکی تھیں لیکن نازش کی بگڑتی حالت سے وہاں کھڑا ہر وجود پریشان تھا۔

ماما اس کو ہسپتال لے کر جا رہے ہیں ہم آپ فکر نہیں کریں یہ ٹھیک ہو جائے گی ربانیہ نے نمرہ والوں کی مدد سے نازش کو اٹھایا اور باہر کی جانب بڑھیں باہر کھڑی نازش کی گاڑی دیکھ کر ربانیہ نے شکر کا سانس لیا تھا۔

وہ سب ہسپتال کی جانب بڑھ گئیں تھیں۔

○○○○

تمہیں نہیں لگتا علی تم بہت جذباتی ہو رہے ہو اس لڑکی کو لے کر۔؟؟؟

میں نہیں جانتا میں کہہ چکا ہوں مجھے اس لڑکی کی ساری انفارمیشن چاہیے ورنہ رحمان میں بھول جاؤں گا کے میں کس ہال میں ہوں اور کام کرنے سے ڈاکٹر نے منع کیا ہے۔

کیا ہوا ہے بر خودار جو اتنا تڑپ رہے وہ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا۔ گوری رنگت کالی آنکھیں ستون ناک عنابی لب پر بڑھی ہوئیں مونچھیں ہلکی پیر ڈوجیہ چہرہ لئے وہ اس کے سامنے کھڑا تھا لیدھر کی لانگ کوٹ کے نیچھے براؤن کلر کی شرٹ ساتھ بلک جینز۔

آغا خان یہاں کیسے؟؟؟ علی نے سرخ انگار برساتی آنکھوں سے رحمان کی جانب دیکھا۔

اس نے کچھ نہیں بتایا تمہاری ہر ایک حرکت پر میری نظر ہے پوتے ہو تم میرے لیکن افسوس ہے مجھے کے ایک لڑکی کے شکار بن گئے؟؟؟ امریکہ کا ابھی وہ بول ہی رہا تھا کے علی نے مقابل کی بات کاٹی۔

میں کسی سے تعلق نہیں رکھتا میں اپنا ماضی بھول چکا ہوں اس میں واپس مت گھسیٹو مجھے آغا۔

تمہاری کر سی تمہاری منتظر ہے علی میرے بعد تمہیں وہاں بیٹھنا ہے۔

مجھے کسی کی کوئی کرسی نہیں چاہیے اور رہی بات شکار بننے کی۔ جس کا میں شکار بنا ہوں نا اسے میں اپنا شکار بنا بھی لوں گا لہذا مجھ سے دور رہیں علی کہ کر اٹھا تھا اور جیکٹ اٹھاتا باہر نکل گیا۔

علی کے پاس انفارمیشن جانے سے پہلے وہ انفارمیشن مجھے ملنی چاہیے۔

دیکھیں میں آپ کا کوئی غلام نہیں ہوں آپ بڑے ہیں میں عزت کرتا ہوں آپ کی لیکن جو علی کا فیصلہ ہے وہ ہی ہو گا معذرت رحمان کہتا ہوں سے باہر نکل گیا۔

کہیں یہ وہ کی لڑکی تو نہیں؟؟؟ آغا کے سامنے وہ لڑکی اب سوالیہ نشان بن چکی تھی جس نے اتنی آسانی سے علی پر حملہ کر دیا تھا جہاں علی کا کوئی بال بھی چھو نہیں سکتا وہاں وہ لڑکی جان لینے لگی تھی اس کی۔

○○○○

ربانیہ والے نازش لے کر واپس گھر آچکے تھے نازش کی طبیعت خراب ہونے کی وجہ اس کا زیادہ رونا تھا نازش کو بچپن سے ہی سانس کی بیماری تھی لیکن اس نے کبھی اس بیماری کو سیریس ہی نہ لیا تھا انہیلر کو کبھی وہ استعمال کرتی نہیں تھی کیونکہ وہ اپنے آپ کو سنبھالنا جانتی تھی۔

نازش میں نے کتنی دفعہ کہا ہے انہیلر اپنے پاس رکھا کرو لیکن تمہیں پتہ نہیں کیوں بات سمجھ میں نہیں آتی ہے ربانیہ اس کے سر پر کھڑی اسے ڈانٹ رہی تھی۔

"ربانیہ اس انہیلر کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ انہیلر مجھے کیا سانس دے گا سانس دینے والی ذات تو اوپر بیٹھی ہے نازش نے مسکرا کر کہا۔"

میں جانتی ہوں سانس دینے والی ذات اوپر بیٹھی ہے لیکن احتیاط بھی تو کسی چیز کا نام ہوتا ہے نا لیکن تم نے۔ میں تم سے کوئی فضول بحث نہیں کروں گی جو دل میں آئے کرو وہ کہہ کرو ہاں سے نکل گئی تھی نازش نے مسکرا کر اپنا سر بیڈ کرواؤن کے ساتھ لگا چکی تھی اور آنکھیں موند لیں۔ اس کے سامنے ایک منظر لہرایا آنکھیں کھولتے ہی سرخ ہوئی تھی غصہ اس حد تک تھا کہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

"میرے ساتھ مذاق کیا تھا نا چھوڑو گی نہیں میں تمہیں نازش نے کہہ کر واپس اپنی آنکھیں موند لی اور امریکہ کا وہ منظر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا جب وہ بے بسی کے عالم میں اس کے سامنے کھڑی تھی اور سب اس کا مذاق بنا رہے تھے۔"

○○○○

(ماضی)

دیکھو دیکھو یہ ایک ننھی سی لڑکی اب ہمارا کام کرے گی اس سے تو بندوق بھی نہیں اٹھے گی یہ ہمارا کیا کام کرے گی وہ طنز یہ ہنستے ہوئے بولا تھا۔

"اگر تمہیں کام کروانا ہے کرواؤ نہیں کروانا تو بھاڑ میں جاؤ لیکن یہ تمہارے دانت نکل رہے ہیں نا۔ یاد رکھو بڈھے ہو گئے ہو اس لئے لحاظ کر رہی ہوں۔ ورنہ یہ دانت تمہارے سلامت نہیں رہنے دیتی وہ غصے سے دھاڑی۔"

ارے واہ واہ اس کو تو غصہ بھی آتا ہے اس کے ساتھ کھڑا دوسرا شخص بولا گنگا نے ایک نظر اس کو دیکھا اور پھر سامنے بیٹھے اس شخص کو۔

تمہارے اس ہنسنے کا جواب بہت جلد دوں گی وہ کہہ کر وہاں سے نکل گئی کیونکہ اس کا کام ختم ہو چکا تھا وہ جو کام کرنے آئی تھی وہ کر چکی تھی اسے نہیں پتہ تھا کہ وہ اس حد تک بے بس ہو جائے گی اپنے مذاق بنتے نہیں روک سکے گی۔ اس کے پیچھے اس کے باس کا ہاتھ تھا وہ یہ جان چکی تھی وہ اسے اپنی گینگ میں نہیں رکھنا چاہتا تھا یہ بات تو وہ ایک مہینے سے پہلے ہی جان چکی تھی لیکن اس حد تک وہ اسے بیعت کرے گا اس کا اندازہ گنگا کو نہیں تھا۔

وہ نکلتی باہر آرہی تھی جب کسی سے ٹکرائی شہدرنگ لال آنکھیں اس کی جانب اٹھی۔

وہ تو بس ساکت کھڑا سے دیکھ رہا تھا اس آنکھوں میں الگ سی چمک تھی وہ اس کی آنکھوں کو مسلسل تک رہا تھا لیکن وہ غصے سے کھڑی اسی کو گھور رہی تھی جو اس کا ہاتھ تھام چکا تھا پیچھے سے ایک لڑکی کی آواز پر وہ لڑکا ہوش میں آیا۔

کیا کر رہے ہیں آپ جلدی چلیں اندر آپ وہ بولا رہے ہیں وہ لڑکی کہتی تقریباً کھینچتے ہوئے اندر کی جانب لے کر جا رہی تھی۔

بے حیائی تو یہاں جگہ جگہ بھری ہوئی ہے وہ غصے سے ہر لفظ چبا چبا کر کہتی آگے کی جانب بڑھ گئی اس کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔

ابھی وہ اندر قدم رکھتے اس سے پہلے ہی وہ ہاتھ چھڑوا کر گنگا کے پیچھے بھاگا اندر کھڑی لڑکی حیرت سے اس کو بھاگتے دیکھ رہی تھی پھر کندھے اُچکاتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔

وہ اس کے پیچھے ہی تھا جب وہ اپنے پرائیویٹ ہیلیکاپٹر میں بیٹھ کر اڑان بھر چکی تھی وہ تو بس اسے اڑان بھرتے ہی دیکھ رہا تھا۔

پتہ لگو او اس لڑکی کا کون ہے یہ اپنے پاس کھڑے گاڑڈ کو کہہ کر وہ واپس چلا گیا۔

اٹھو!!! اٹھو!!! نازش یہ لو میڈیسن کھا لو اپنی ربانیہ سے کب سے اٹھا رہی تھی لیکن نہ جانے وہ کن سوچو میں گم تھی آنکھیں تو بظاہر کھلی تھیں لیکن وہ وہاں موجود نہیں تھی اچانک ہوش کی دنیا میں واپس آئی تو ربانیہ کو دیکھ کر مسکرائی۔

"کیا ہوا ابھی تک ناراض ہو مجھ سے۔؟؟ وہ ربانیہ کا اترامنہ دیکھ کر بولی۔"

تمہیں اس سے فرق پڑتا ہے؟؟ تم نے تو انہیں اپنے پاس رکھنا ہی نہیں ہے وہ غصے سے بولی۔

"اچھا نہ لاؤ دے دو میں رکھتی ہوں اپنے پاس اور کچھ نازش مسکراتے ہوئے بولی تو ربانیہ نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔"

اچھا ویسے تم کہہ رہی تھے آج گھومنے کے لئے جانا ہے لیکن ہم جا ہی نہیں سکے اور رات ہو چکی ہے ہم کہیں جا بھی نہیں سکتے۔

ایک کام کرو آج تم یہیں سو جاؤ کل ہم صبح گھومنے کے لئے نکل جائیں گے۔

"ہاں چلو ٹھیک ہے لیکن میں یہاں نہیں میں اپنے گھر میں چلی جاؤں گی گھر کون سا زیادہ دور ہے ساتھ ہی تو ہے۔"

چلی جانا چلی جانا لیکن پہلے یہ مٹھائی تو کھا لوزا ہدہ بیگم نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا ربانیہ نے منہ بسورا۔

ماما میں آپ کو پہلے ہی منع کر چکی ہوں میں پہلے اپنی پڑھائی مکمل کرنا چاہتی ہوں لیکن یہ بات بہت غلط ہے آپ زبردستی کر رہی ہیں میرے ساتھ۔

دیکھو نا سمجھاؤ اتنا اچھا رشتہ آیا ہے اس کے لئے لیکن یہ ہے کہ ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہے۔
"اوہو واہ تم بھی گھوڑی چڑھو گی نازش نے ہنستے ہوئے کہا۔"

بے وقوف لڑکی لڑکیاں گھوڑی نہیں چڑھتی لڑکے چڑھتے ہیں اور دوسری بات میں یہ شادی ہرگز نہیں کرنے والی کیونکہ پہلے مجھے میری پڑھائی مکمل کرنی ہے۔

ہاں تو کر لینا نا وہ کون سا منع کر رہے ہیں بیس سال کی ہو گئی ہو تم مزید کتنا میں دیر لگاؤں گی دیکھو ربانیہ تمہاری ماں بوڑھی ہو گئی ہے اور جب تک تم یہاں بیٹھی رہو گی ظاہر سی بات ہے تمہاری

پریشانی مجھے مزید بوڑھا کرتی رہے گی کیا تم یہی چاہتی ہو؟؟؟ تمہارے بعد ہم نے نازش کو بھی تو رخصت کرنا ہے۔

"اوووو ماما ماما مجھے ان سب میں مت گھسیٹیں مجھے کوئی شوق نہیں ہے شادی وادی کا اور دوسری بات میں ربانیہ کی شادی میں فل انجوائے کرنے والی ہوں نازش نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔"

تم بھی اماں کے ساتھ مل گئی ہو اٹھو اسی وقت میرے کمرے سے باہر نکلو نمبرہ ردار مزا کم تھیں جو تم بھی میرے جلے پر نمک چھڑک رہی ہو۔

ربانیہ بیٹا مان جاؤ نابات اپنے ماں باپ کا مان رکھ لو اگر تمہارے ماں باپ نے اتنی عزت سے ہاں کر دی ہے تو اس میں کیا بری بات ہے زاہدہ بیگم اب افسردہ ہوئی تھیں۔

ربانیہ نے تڑپ کر اپنی ماں کا ہاتھ پکڑا۔ ماما کیا ہو گیا ہے میں آپ کی بات کو منع نہیں کر رہی ہوں لیکن شادی اتنی جلدی آپ جانتی ہیں نا میں اتنی جلدی شادی نہیں کرنا چاہتی۔

میرے بچے ان کے گھر میں کوئی عورت نہیں ہے اور انہیں اب عورت کا سہارا چاہیے تمہارے دادا سسر وہ تو بوڑھے ہو چکے ہیں اور تمہارا شوہر ایک اکیلا ہے تم جیسے جانتی ہو اس کے ماں باپ کا

انتقال بچپن میں ہی ہو گیا تھا تھوڑی دیر پہلے ہی تو میں نے سب کچھ بتایا ہے تم ان کی مجبوری کو سمجھو نا۔

"تو ماما آپ یہ کہہ رہی ہیں کہ ایک ماسی چاہیے رائٹ نازش نے ان کی بات میں دخل کی۔"

ایسا ہر گز نہیں ہے انہوں نے اتنے پیار سے اس کا رشتہ مانگا ہے اور انہوں نے تو کہا ہے کہ وہ بہو نہیں بیٹی بنا کر لے کر جائیں گے اس کو۔

مما صاحب یہی کہتے ہیں پہلے اور بعد میں اسے جا کر ماسی بنا دیتے ہیں ربانیہ چڑھ کر بولی تھی کیونکہ وہ کب سے یہ ہی تو سن رہی تھی کہ وہ بیٹی بنا کے لے کر جائیں گے۔

"بالکل صحیح کہہ رہی ہے ربانیہ ایسے ہر گز نہیں ہو گا انہیں اگر کوئی میڈ چاہیے تو وہ اپنا دوسرا انتظام کر لیں نانہ کہ اس سے شادی کریں۔"

دیکھو میری جان گھر کی عورت جتنی اچھی طریقے سے گھر سنبھال سکتی ہے نا اتنی اچھی طریقے سے کوئی ماسی نہیں سنبھال سکتی زاہدہ بیگم نے ربانیہ کا ہاتھ تھاما۔

ماما میں آپ کی بات کو سمجھ رہی ہوں لیکن آپ بھی تو سمجھیں نا میں اپنی سٹیڈی کنٹینیور رکھنا چاہتی ہوں۔

ہاں تو رکھ لینا میں صرف یہ کہہ رہی ہوں اپنے ماں باپ کی بات کا مان رکھ لو۔

ماما اگر آپ کی بات مان بھی لوں ہاں کر دوں تو یہ کون سی زبردستی انہوں نے اس ہفتے ہی نکاح کا کہا ہوا ہے ربانیہ نے نازش کے سر پر بم پھوڑا نازش اچھل کر کھڑی ہوئی تھی۔

"کیا اس ہفتے تمہارا نکاح ہے اللہ میں نے تو ابھی تک کوئی تیاری نہیں کی ابھی سب سے پہلے میں پار لرجاؤں گی پار لرجانے کے بعد شاپنگ پر جاؤں گی۔ ایک کام کرو تم بھی میرے ساتھ ابھی چلو نازش جذباتی ہوئی۔"

تم یہاں رکو میں تمہیں بعد میں سیدھا کرتی ہوں اور سب سے پہلے ماما آپ میں آپ کی بات پر بالکل بھی راضی نہیں ہوں میں اس ہفتے نکاح نہیں کروں گی آج بدھ ہے اور ہفتے میں باقی دن ہی کتنی رہ گئے ہیں صرف دو دن۔ دو دن میں آپ اپنے رشتہ داروں کو کیا بتائیں گے۔؟؟

کیا بتائیں گے آپ لوگ انہیں کہ آپ جلدی نکاح کیوں کر رہی ہیں وہ تو سب میرے کردار پر انگلی اٹھائیں گے۔

بیٹا تم شاید بھول رہی ہو تم اقبال کی بیٹی ہو اور تمہارے بابا تمہاری طرف اٹھنے والی ہر انگلی کو توڑ دیتے ہیں۔

اور تمہیں کیا لگتا ہے وہ تم پر کوئی انگلی اٹھنے دیں گے۔؟؟

مما میں آپ کے بات سمجھ رہی ہوں لیکن ربانیہ نے کچھ بولنا چاہا لیکن زاہدہ بیگم بات کاٹ گئی۔

دیکھو ربانیہ رشتہ بہت اچھا ہے اس زبیر سے تو کافی حد تک بہتر ہے میں جانتی ہوں وہ میری بہن کا

بیٹا ہے لیکن تم جانتی ہو نا وہ کیسا ہے مجھے تم اس کے ساتھ کھڑی ہوئی بھی اچھی نہیں لگتی تم اس

کے لئے اپنے دل میں کوئی جذبات رکھتی ہو تو بتاؤ مجھے زاہدہ بیگم نے ربانیہ کا ہاتھ پر پکڑ مضبوط

کرتے ہوئے کہا۔

مما دیکھیں میں اس کے لئے دل میں کوئی جذبات رکھتی تو میں آپ کو پہلے ہی بتا دیتی۔

ایسا کچھ بھی نہیں ہے وہ میرا صرف کزن ہے صرف کزن ہے اور دوسری بات یہ۔

دوسری بات کوئی بھی نہیں ربانیہ تم چاہتی ہو کہ میں تمہارے لئے اتنے اچھے گھر کا رشتہ ٹھکرا کر کسی مڈل کلاس فیملی میں تمہاری شادی کر دوں جیسے زندگی ہم نے گزار دی مڈل کلاس فیملی میں ویسے تم گزارو۔؟؟

میں جانتی ہوں اس پیسے سے کچھ بھی نہیں ہوتا یہ پیسہ فضول ہے صرف کاغذ لیکن یہی ہماری زندگی بہتر بنا سکتا ہے اور میں تمہیں پر سکون زندگی دینا چاہتی ہوں۔

"ماما آپ کس بیوقوف سے بحث کر رہی ہیں میں تو فلاح ناپار لہر سے اپوائنٹمنٹ لے لیتی ہوں کل ہم دونوں بازار جائیں گے اور ڈھیر ساری شاپنگ کریں گے کیونکہ باقی کل سے ایک دن ہی تو رہ جائے گا نازش نے کہا۔"

ٹھیک ہے ماما مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اس شادی سے۔ آخر ربانیہ نے ہار مانی تھی اور ایک نظر غصے سے نازش پر ڈالی جو پار لہروالی سے کل کے اپوائنٹمنٹ لے رہی تھی۔

میری بچی زاہدہ بیگم نے ربانیہ کے ماتھے پر بوسا دیا اور باہر کی جانب بڑھ گئیں۔

یار ربانیہ کی شادی ہوگی مجھے تو یقین نہیں آ رہا ہے رمز انے خوشی سے صوفے پر بیٹھتے ہوئے۔
ہاں یقین نہیں آ رہا جس کے ساتھ ہم کھیلتے تھے رہتے تھے دو دن بعد وہ بھی کسی اور کے نام ہو
جائے گی ہائے نازش کا کیا بنے گا وہ تو ہمیں بیٹھنے نہیں دیتی تھی ربانیہ کے ساتھ ردانے ہنستے ہوئے
کہا۔

رمز ابولتی اس سے پہلے پاس موجود رمز کے والد بولے تھے۔
تم دونوں کی کل رات دو بجے کی فلائٹس ہیں تیار رہنا پاس بیٹھے عبداللہ صاحب نے ان دونوں کے
سر پر بم پھوڑا تھا۔

کیا مطلب ہے آپ سن چکے ہیں نابا با کہ ہفتے کو ربانیہ کا نکاح ہے۔
اور ممکن یہ ہے کہ وہ اگلے مہینے تک رخصتی بھی کر دیں یا ایک ہفتے کے اندر اندر۔
میں سب سن چکا ہوں ان جاہل لوگوں کے منہ لگنے کی زیادہ ضرورت نہیں ہے جیسے پہلے دور رہتی
آئی ہو ویسے ہی دور ہو میں نہیں چاہتا کہ تم لوگ ان کے ساتھ رہ کر اپنی پہلے والی حرکتیں شروع
کر دو۔

پہلی بات بابا وہ کوئی جاہل نہیں ہیں اور دوسری بات دور رہتے نہیں تھے آپ لوگوں نے رکھا ہم بھی ان کی طرح عام لڑکیاں ہیں۔

تم عام نہیں ہو رمز اتم خاص لڑکیوں میں ہو عبد اللہ صاحب نے رمز ا کو سر تا پیر دیکھتے ہوئے کہا گوری رنگت براؤن کانچ سی آنکھیں چھوٹی ستون ناک خوبصورتی سے تراشے گئے لب۔ بالوں کو ڈھیلے سے جڑے کی شکل میں قید کیا ہوا تھا وائٹ کلر کی شرٹ جو کمر سے تھوڑی نیچے آرہی تھی ساتھ میں بلیک جینز پہنے وہ ان کے سامنے کھڑی تھی۔

بابا میں بھی ان عام لڑکیوں میں سے ہی ہوں اور دوسری بات میں آپ کو پہلے ہی بول چکی ہوں میں کل کہیں نہیں جا رہی ہوں ہمیں ربانیہ کی شادی اٹینڈ کرنی ہے پہلے ہی ہم لوگ ایک دفعہ آپ لوگوں کی بات مان کر ان سے دور ہو چکے ہیں۔

بالکل صحیح کہہ رہی ہے رمز ا ہم کہیں نہیں جانے والے ردانے اپنے ہاتھ لیپ ٹاپ میں چلاتے ہوئے کہا۔

ایسے کیسے نہیں جاؤ گے جا رہے ہو کل تم دونوں یعقوب صاحب نے ردا کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا تو ردانے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا اور لیپ ٹاپ اٹھا کر کھڑی ہوئی۔

اچھا تو آپ چاہ رہے ہیں کہ پہلے جو ہم نے کہا تھا وہ کر کے دکھائیں ہم بول چکے ہیں کہ ہم کہیں نہیں جا رہے تو کہیں نہیں جائیں گے اب ہماری اسٹیجیہیں پر کنٹینینو ہوگی وہ کہہ کر رمرز اکا ہاتھ تھامتی وہاں سے باہر نکل گئی تھی پیچھے یعقوب صاحب اور عبد اللہ صاحب نے سرد آہ بھری۔

میں نے تمہیں کہا تھا عبد اللہ ان دونوں کو وہاں نہیں جانے دو دیکھو ایک دن میں ہی کیسے پر نکل آئے ہیں ان کے۔

ہمیں جس چیز کا ڈر تھا وہی ہوا ہو گئی نایہ بد تمیز۔

تم اس چیز کی فکر نہیں کرو میں خود دیکھ لوں گا انہیں اور تم بتاؤ ان دونوں کا کیا بنا کب آرہے ہیں وہ لوگ۔؟ عبد اللہ صاحب نے پوچھا۔

ان دونوں کے کسی دوست کی شادی ہے پرسوں۔ تو آج پاکستان کی سرزمین پر لینڈ کر جائیں گے یعقوب صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

چلو اچھی بات ہے جب تک ان کی دوست کی شادی چل رہی ہے ان دونوں کو ان کے ساتھ بھیج دینا امید کرتا ہوں کہ وہ دونوں ان کے ساتھ رہیں گے تو یہ دونوں خوش ہو جائیں گی۔

عبداللہ صاحب شاید آپ بھول رہے ہیں کہ یہ دونوں ان دونوں سے کتنا چڑتی ہیں ان دونوں کا رہن سہن۔ ان دونوں کے رہن سہن سے الگ ہیں۔

پاکستان سے باہر رہنے کے باوجود یہ لوگ مشرقی لڑکیاں ہیں اور وہ لڑکے ان سے تو بہت اچھے طریقے سے آپ واقف ہیں یعقوب صاحب نے کہا تو عبداللہ کا قہقہہ گونجا۔

تم اس چیز کی فکر نہیں کرو وہ سب کچھ اچھے طریقے سے ہینڈل کرنا جانتے ہیں۔

خیر چلو ہم بھی اپنی تیاری کرتے ہیں انہوں نے مسکرا کر کہا تو یعقوب صاحب مسکراتے ہوئے اٹھے اور دونوں سونے کے لئے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔

○○○○○

برو یہاں آنا کتنا بورنگ ہے نا۔ وہ اپنے ہاتھ میں پکڑے موبائل میں انگلیاں چلاتے بولا۔

تمہیں تو ہر جگہ جانا بورنگ لگتا ہے یہ ہمارا ملک ہے ہمارے بزرگوں کی لاکھوں قربانیاں دینے کے بعد ملا ہے مجھے یہ عزیز ہے وہ کہتا آگے بڑھ گیا۔

کیا برو ہر وقت منہ پر بارہ بجائے رکھتے ہو وہ اس کے پیچھے ہی لپکا۔

وہ اس کی بات کو نظر انداز کرتا گاڑی میں بیٹھ گیا تھا اور اپنا موبائل نکال کر اس میں مصروف

ہوا۔

Page | 104

برو اگر یہ ہی سب چلانا تو یقین کرو میں مرجاؤں گا تمہارے ساتھ رہنا دنیا کا سب سے بورنگ کام

ہے ایک آپ اور دوسرا وہ آپ کا کھڑوس دوست تو بہ تو بہ منہ پر بارہ بجائے رکھتے ہو۔

ویسے برو کیا انہیں نہیں پتہ تھا کہ میرا جگری یار پہلے ہی وہاں موجود ہے۔؟؟؟

نہیں انہیں لگ رہا ہے تم دونوں آج آرہے ہو۔ وہ اپنے مخصوص انداز میں بولتا باہر دیکھنے لگا۔

اگر برو انہیں پتا ہے کہ تم منع کر دو گے۔؟؟؟

دیکھو یہ بچپن کی محبت عشق معشوقی یہ سب فضول ہے محبت صرف محرم سے کی جاتی ہے وہ چڑ کر

بولا۔

ویسے برو۔ وہ ابھی کچھ بولتا مقابل دھاڑا۔

کیا برو برو لگا رکھا ہے بول دینا فضول ہے تو فضول ہے وہ بول کر گاڑی سے باہر دیکھنے لگا ٹریفک

اس قدر زیادہ تھی کہ وہ غصہ اب اپنے ساتھ بیٹھے انسان پر نکال رہا تھا۔

کتنی دیر اور لگے گی۔؟؟؟

نہیں معلوم سرپاکستان میں خاص طور پر حیدرآباد میں ٹریفک کا مسئلہ رہتا ہے۔

Page | 105

یہ ہی جگہ ملی تھی۔؟؟؟

انہیں کوئی اور جگہ نہیں ملی۔؟؟؟

برواتنا غصہ ٹھیک نہیں اور وہ آپ کی منکوحوہ کسے برداشت کریں گی آپ کو۔؟؟؟

وہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے تم اپنی منکوحوہ پر دیھان دو۔ وہ غصے سے کہتا واپس گاڑی سے باہر جھانکنے لگا لیکن سامنے کھڑے انسان کو دیکھ کر تن بدن میں آگ لگی تھی۔

وہ اسکے سامنے کھڑی تھی باقی کی تین لڑکیاں تو حجاب میں تھیں لیکن اس کی منکوحوہ کے پاس تو ڈوٹنا نام کی چیز ہی نہیں تھی اوپر سے کھلے بال ہلکا ہلکا میک اپ اس کے حسن کو دو بالہ کر رہے تھے اپنے ہاتھ کی مٹھیاں بنائے وہ گاڑی سے باہر نکلا تھا۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔؟؟؟ وہ سامنے کھڑی آرام سے گول گپے کھا رہی تھی۔ وہ اس کے سر پر سوار ہو گیا تھا۔

وہ ابھی تو آکر یہاں کھڑی ہوئی تھی پہلا گول گپا منہ میں جاتے ہیں اس کی آواز سنائی دی تو بری طرح کھانسنے لگی۔

○○○○○

صبح جب رمزا کی آنکھ کھلی تو نازش کا میسج دیکھ کر بہت خوش تھیں کہ وہ لوگ ان کے ساتھ جائیں گی۔

ردا اور رمزا ان لوگوں کو ناراض کر چکی تھی۔ لیکن جو ان کے دل میں ان دونوں کا مقام تھا وہ آج ویسے ہی برقرار تھا اور یہ ایک خاص موقع تھا ان تینوں کو منانے کا تبھی ان دونوں نے منع نہیں کیا اور تیار ہو کر ان سے ملنے چلی گئی۔

پہلے انہوں نے گھر پر رہ کر خوب مستی کی پھر ربانیہ کے نکاح کا یاد آنے پر شاپنگ کے لئے نکلیں پارلر سے ہو کر وہ شاپنگ کرنے کے ارادے سے شاپنگ مال جا رہی تھیں کہ راستے میں گول گپے کا ٹھیلا دیکھ وہاں رک گئی۔

گول گپے ہوں اور لڑکیاں چھوڑ دیں نا ممکن ردانے گول گپا ہاتھ میں لیتے ہوئے منک میں رکھا۔ پھر رمزانے گول گپا اٹھایا اور منہ کی جانب لے کر گئی لیکن سامنے کھڑی ردا کی حالت اسے عجیب

لگی وہ منہ کھولے اس کو دیکھ رہی تھی رمز اس کو نظر انداز کر کے گول گپا میں ڈالا لیکن پیچھے سے آنی والی آواز سن کر گول گپا ہی منہ اٹک گیا تھا اور اس کا کھانس کھانس کر حالت بری تھی۔

نازش نے پانی کا گلاس اٹھایا اور رمز کو دیا تو وہ ایک ہی سانس میں پانی پی گئی۔

رمز اپنی پیتے ہوئے بس دل میں ایک ہی دعا کر رہی تھی کہ جو آواز سنی ہے وہ اس کا وہم ہو لیکن وہ وہم نہیں تھا پیچھے کھڑے شخص کو دیکھ کر اس کے ماتھے پر پسینہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔

تمہیں نہیں لگتا ہے تمہیں ایسے بے ہودہ لباس نہیں پہننے چاہیے۔؟؟؟

تم سے مطلب رمز نے غصے سے کہا اور آگے بڑھ گئی نازش ربانیہ نمرہ وہیں کھڑی تھیں رداز رمز جا چکی تھیں۔

ان دونوں کو کیا ہوا ہے۔؟؟؟ نمرہ نے حیرت سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ جو غصے سے سامنے جاتی رمز کو دیکھ رہا تھا۔

نازش نے کچھ پیسے نکال کر گول گپے والے کو دیئے اور ربانیہ والوں کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔

وہ وہاں سے واپس گاڑی میں آچکا تھا۔

برویہ ردا تھی نا وہاں۔؟؟ روحان نے پوچھا۔

ہاں ریان غصے سے کہ کر موبائل میں انگلیاں چلانے لگا۔

یہ مجھے تو کہیں سے بھی مشرقی لڑکیاں نہیں لگتی ہیں باہر رہ کر زیادہ پر نکل آئے ہیں اس کا دماغ آج میں سیٹ کرتا ہوں روحان غصے سے سوچتا آنکھیں موند کر سیٹ پر سر گر گیا۔

oooooooooooo

کہاں چلی گئی ہو تم دونوں؟؟؟ ربانیہ نے موبائل کان کو لگائے غصے سے پوچھا۔

ربانیہ میں معذرت کر رہی ہوں تم سے۔ میں کل ملوں گی ابھی میری طبیعت زیادہ خراب ہو رہی ہے اس لئے واپس آگئی اور دیکھو نا مغرب ہونے والی ہے تم لوگ بھی اب گھر جاؤ مرنے جان چھڑوانے والے انداز میں کہا۔

نہیں ابھی ہماری شاپنگ رہتی ہے ہماری فکر نہیں کرو ربانیہ کہہ کر رابطہ منقطع کر گئی اور نازش کی جانب بڑھی۔

نمرہ تو بھی اب شادی کر لے۔ نازش نے ایک برائنڈل ڈریس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

نہیں بہن مجھے شوق نہیں نمرہ نے منہ بسورا اور دوسری جانب بڑھی۔

کہاں ہیں وہ دونوں؟؟؟ نازش نے ربانیہ کو غصے میں دیکھ کر پوچھا۔

مت پوچھو وہ دو سال پہلے بھی ہمیں چھوڑ کر جا چکی ہیں اب وہ ہم سے الگ ہیں ربانیہ نے غصے سے کہہ کر نازش کا ہاتھ تھاما اور نمرہ کے پیچھے چلی گئی۔

ربانیہ کے نکاح کا ڈریس اس کے سسرال سے ہی آیا تھا جیولری اور دوسرا ضروری سامان بھی سسرال سے ہی بھیجا گیا تھا۔ نمرہ اور نازش کی شاپنگ رہتی تھی جو کے وہ اب کر چکی تھیں اب ان کا رخ اپنے گھر کی طرف تھا۔

ربانیہ کے کمرے میں جو آیا تھا وہ واپس نا آیا۔ ربانیہ کو تو اس کا یاد بھی نہیں تھا کہ کوئی کمرے میں آیا تھا وہ تو بس اب اپنے ماں باپ کی عزت کی فکر کرتے خاموش ہو گئی تھی۔

ربانیہ میں تو چلی یہ سامان تم ہی رکھو صبح دیکھیں گے نازش نے جان چھڑوانے والی انداز میں کہا اور صوفے پر سامان رکھتی ربانیہ کے کمرے میں چلی گئی۔

نازش کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ربانیہ اس نے کھانا بھی نہیں کھایا اور دوائی بھی نہیں لی یاد سے دے دینا زاہدہ بیگم نے کہہ کر رخ اپنے کمرے کی جانب کیا۔

ماما وہ نہیں کھائے گی آپ خود کھلائیں ربانیہ نے کہا تو زاہدہ بیگم مسکرا کر چکن کی جانب بڑھ گئیں۔

نازش کمرے میں آکر فریش ہو کر بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹ گئی ابھی لیڈے کچھ دیر گزری تھی کے زاہدہ بیگم کھانے کی ٹرے ہاتھ میں لئے کمرے میں آئیں تھیں۔

میری بچی اٹھو کھانا کھا لو زاہدہ بیگم نے ٹیبل کھینچ کر بیڈ کے پاس کیا۔

نازش نے مسکرا کر ان کے چہرے کو دیکھا اور اٹھ کر بیٹھی۔

ماما مجھے بھوک نہیں ہے۔

میں کوئی بہانہ نہیں سنوں گی نمرہ اور ربانیہ کھانا کھا رہی ہیں باہر تم بھی کھا لو پھر میڈیسن بھی لینی ہیں تم نے۔ زاہدہ بیگم نے نازش کے منہ پر آئے بال پیچھے کئے اور کھانا نازش کے آگے کیا۔ نازش بھی ان کی ممتا کے آگے کچھ بولنا سکی اور کھانا کھانے لگی۔

○○○○○

علی کیا کرنا ہے پھر۔؟؟؟ رحمان نے پوچھا۔

کچھ نہیں مجھے اس لڑکی کی انفارمیشن چاہیے اگر تم نہیں دے سکتے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے میری جان تمہیں میں تنگ نہیں کروں گا تم میرے لئے عزیز ہوں تمہیں تکلیف نہیں دے سکتا علی نے سگریٹ کو نیچے پھینکتے ہوئے کہا۔

کیسی باتیں کر رہے ہو یا تم میرے لئے اتنے عزیز ہو جتنا میں تمہارے لئے جہاں تک اس لڑکی کی بات ہے وہ ایک ہندو لڑکی ہے گنگا نام ہے اس کا اور کسی انکیت نامی شخص کے بھائی کی بیٹی ہے والدین کا بچپن ہی انتقال ہو گیا تھا۔ اور اس لڑکی کے اپنے ہی چاچا والوں کے ساتھ تعلقات اچھے نہیں ہیں۔

ہممممم اعلیٰ نے مزید کچھ بولا نہیں تھا اور آسمان کو گھورنے لگا پھر جوتے اتار کر سمندر کی جانب بڑھ گیا۔

وہ آج ہی کراچی آیا تھا کیونکہ جہاں آغا ہو وہاں اسے سکون نہیں ملتا تھا۔ لیکن اب علی خود ایک کشمکش کا شکار ہو گیا تھا۔

علی سردی ہو رہی ہے اور تم نے صبح سے میڈیسن بھی نہیں لی ہے آؤ کھانا کھاؤ پہلے پھر دادا سے ملنے جانا ہے۔

کیا وہ آگئے؟؟ علی نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو رحمان نے اثباب میں سر ہلایا۔

چلو پھر علی نے واپس کی راہ لی اور رحمان بھی مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے بڑھ گیا۔

○○○○

روحان کیا ہوا ہے تم دونوں کو۔؟؟؟ اور جہاں تک میرا خیال تھا تمہارے ساتھ رحمان آنے والا

تھاریاں نہیں عبد اللہ صاحب نے پوچھا۔

جی بس اسے کچھ کام تھا جو کام ریان نے کرنا تھا وہ رحمان خود کرنے کے لئے آگیا۔ روحان نے

کھانا کھاتے جواب دیا۔

ردا والے آج فارم ہاؤس پر ہیں تم لوگ ان کے کمرے میں سو جانا آج۔ ہمیں لگا تھا تم کل آؤ گے

اس لئے کوئی تیاری نہیں کروائی۔

کوئی مسئلہ نہیں ہے میں تو آج رات دوستوں کے پاس جاؤں گا روحان نے کھانا وہیں چھوڑ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ردا کے اکیلے فارم ہاؤس پر رہنے کا سن کر ہی اس کا خراب موڈ مزید خراب ہو گیا تھا۔

میں بھی چلوں گا تمہارے ساتھ ریان بھی کھڑا ہو گیا۔ ریان خاموش طبیعت کا مالک تھا جبکہ روحان اس سے برعکس الٹا تھا جہاں ردا کی مستیاں ختم ہوتی تھیں وہاں سے تو روحان کی مستیاں شروع ہوتی تھیں۔

ویسے تو روحان غصہ نہیں کرتا تھا لیکن جب غصہ آتا تھا تو کسی کی نہیں سنتا تھا آج بھی عبد اللہ اور یعقوب صاحب نے یہ محسوس کیا تھا کہ وہ دونوں پہلے سے زیادہ سنجیدہ تھے۔

کچھ ہوا ہے تو بتاؤ نا تم دونوں ایسے کیوں بات کر رہے ہو۔۔۔؟؟؟ آخر کار یعقوب نے پوچھ ہی لیا تھا۔

کچھ نہیں آپ فکرنا کریں بس تھک گیا ہیں فرینڈز کے ساتھ اچھے ماحول میں رہیں گے تو موڈ اچھا ہو جائے گا ریان کہتا باہر کی جانب بڑھ گیا اور روحان بھی اس کے ہم قدم چلنے لگا۔

○○○○○

کیا مصیبت ہے یا یہ لوگ پھر آگئے ہیں بابا نے یہ ٹھیک نہیں کیا پہلے ہمارا نکاح کروایا اور پھر باہر بھیج دیا اور اب یہ پھر سے آگئے ہیں۔ رمزا نے غصے سے کہا اور سوئمنگ پول میں چھلانگ لگائی۔

تم غصہ نہیں کرو ان کی وجہ سے آج پھر ربانیہ غصہ ہو گئی ہے غصہ تو مجھے بھی بہت آ رہا ہے لیکن غصہ کرنے سے کیا ہو گا۔ ردانے سوئمنگ پول سے باہر نکل کر ٹاول لپیٹا۔

تم کچھ کھانے کے لئے کے آؤ رمزا نے کہا۔ ردانے کچھ کہے اندر کی جانب بڑھ گئی۔
ردا چکن میں آئی تو اپنے پیچھے کسی کے ہونے کا احساس ہوا۔

پیچھے گردن گھمائی تو کوئی بھی نہیں تھا ردانے اپنا وہم سمجھا اور فریج سے سامان نکالنے لگی۔ ردانے بریانی نکال کر سائڈ میں رکھی اور واپس فریج کی جانب بڑھی لیکن لائٹس بند ہو گئی اور باہر پانی میں کسی کے گرنے کی آواز آئی۔ ایک تو یہ رمزا بھی نا آرام سے سوئم نہیں کر سکتی ردانے غصے سے کہا اور آگے بڑھی لیکن اگلے ہی لمحے کسی نے ردا کا ہاتھ تھاما اور اپنی جانب کھینچا۔ ردا چیختی اس سے پہلے ہی ایک ہاتھ اس کے منہ پر رکھا تھا کسی نے۔

آواز نہیں آنی چاہیے منکوہہ صاحبہ روحان کی آواز ردا کی سماعتوں سے ٹکرائی ردا کو ایسے لگ رہا تھا کہ وہ اب سانس نہیں لے پائے گی۔

رو۔ رو۔ روحان پیچھے ہٹیں پلینرز تھوڑی دیر پہلے والی اکڑا ب ردا کے لہجے میں نا تھی اب منت تھی مطلب اس کی قربت میں وہ بھی بہکتی تھی روحان کچھ سوچتے مسکرایا اور گردن سے چہرہ نکال کر ردا کی جانب دیکھا چہرہ گلاب کی طرح سرخ ہو چکا تھا اور کانپتی پلکیں اور گلابی لب جو کچھ بولنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن روحان نے اجازت نادی اور وہ اس کے لبوں پر جھکا اس کی سانسوں کو قید کر گیا تھا۔ اس کے عمل میں شدت تھی وہ اس کی سانسوں کو پی رہا تھا ردا کو اب سانس لینا محال لگ رہا تھا وہ روحان کو پیچھے کی جانب دھکیل رہی تھی لیکن مقابل تو جیسے آج اس کی سنا ہی نہیں چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جب سانسوں کو آزاد کیا تو ردا گہرے سانس لینے لگی ایک ہاتھ روحان کے کندھے پر اور ایک ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔

یہ مجھ سے دور رہنے کے لئے۔ روحان کہہ کر واپس اس کے ہونٹوں پر جھکا اس بار شدت میں اضافہ ہوا تھا تھوڑی دیر بعد سانسوں کو بخشتے ہاتھ باندھ کر اس کا چہرہ دیکھنے لگا ردا کا چہرہ سرخ ہونے کے ساتھ ساتھ ہونٹوں سے خون بھی آ رہا تھا جیسے روحان نے نرمی سے اپنے انگھوٹے سے صاف کیا اور پھر اس انگھوٹے کو اپنے ہونٹوں پر رکھ کر انگھوٹے پر لگا خون صاف کیا۔ ردا

اس بے باکی کی امید تو نار کھتی تھی روحان سے۔ ردا نے روحان کو پیچھے دھکا دیا اور باہر کی جانب بڑھنے لگی۔

کدھر بیگم باہر تمھاری دوست کی خبر لے رہا ہے وہ۔ اور آئندہ بے ہودہ ڈریسنگ میں گھر سے باہر نہیں نکلنا ورنہ یہ تو صرف ٹریلر تھا وہ ردا کو بیڈ پر دھکا دیتا خود بھی اس کے ساتھ لیٹ گیا۔

کیا کر ہیں یہ آپ چھوڑیں مجھے اور اسی وقت نکلیں یہاں سے ردا غصے سے دھاڑی۔

کچھ نہیں کر رہا اگر کچھ کر بھی لوں گا تو بیوی ہو تم میری وہ ردا کو کھینچ کر اپنے سینے سے لگا چکا تھا اور ہاتھ بڑھا کر لائٹ بند کی اور پھر اس کی گردن پر جھکا۔

پیچھے ابھی وہ مزید کچھ بولتی اپنے جسم سے الگ ہوتا ٹاول محسوس کرتے وہ خاموش ہوئی تھی۔ وہ کیسے روکتی اسے پورا حق تھا ردا پر۔

روحان۔ ردا نے روحان کو پکارا تو روحان اس کی گردن سے منہ نکال کر اسے دیکھنے لگا پھر ردا کا سر اپنے سینے پر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔

سو جاؤ اس سے پہلے کے میں یہ بھول جاؤں تمہاری رخصتی نہیں ہوئی ہے روحان کا انداز وارن کرنے والا تھاردا اپنی مزحت چھوڑتی آنکھیں موند کر لیٹ گئی۔

رمزا سوئمنگ کرنے میں مصروف تھی جب سوئمنگ پول میں کسی چیز کے گرنے کی آواز آئی پیچھے مڑی تو ریان کو بلکل اپنے قریب پایالال انگارہ برساتی آنکھیں اس کے چہرے پر گاڑے کھڑا تھا۔

ت۔ تم یہاں کیسے تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی رمزا دھاڑی۔
میں اب یہاں تمہاری مرضی سے آؤں گا۔؟؟؟

کیا تم یہ بھول گئی ہو کہ یہ فارم ہاؤس میرا ہے۔؟؟ ریان نے مزید قریب ہوا۔
اپنی عقل پر ماتم کرتی رمزا باہر نکلنے لگی جب ریان نے رمزا کو واپس پانی میں کھینچا اور وہ پول میں واپس گری۔

اپنے ہاتھ کنٹرول میں رکھو اس سے پہلے میں توڑ دوں ریزانے کو پیچھے دھکا دے کر کہاریان اپنا ہاتھ مسلتے ریزا کو اپنی طرف کھینچا ہاتھ ریزا کے سر پر رکھ کر ریزا کو پانی میں ڈبو دیا۔

ریزا کو اب ایسے لگ رہا تھا کہ وہ دنیا سے کوچ کر جائے گی سانس لینا دشوار لگ رہا تھا سانس لیتی تو تب بھی مر رہی تھی نالیٹی تو تب بھی کچھ ہی سانس بچی تھی جب ریزانے نے ریزا کو پانی سے باہر نکالا۔

ریزا گہرے سانس لیتی ریزانے کے سینے سے لگ گئی اب اس میں ہمت ہی کہاں بچی تھی جو وہ مزید کوئی حرکت کرتی۔

تمہیں ہر لباس میں دیکھنے کا حق صرف میرا ہے سمجھی یہ تو صرف چھوٹی سی جھلک ہے کہ اگر آئندہ مجھ سے زبان درازی کی یا چھوٹے کپڑے پہن کر گھر سے نکلی تو جسم کا ہر حصہ کاٹ کر کتوں کو کھلا دوں گا اور یقین کرو بنا جسم کے بھی مجھے تم سے عشق ہے وہ ریزا کے کان کے پاس آہستہ آواز میں بول رہا تھا۔

ریزانے کی گرم سانسیں ریزا کی کان کے ساتھ ساتھ گردن پر بھی پڑ رہی تھیں۔

ریزانے تھوڑا دور ہو کر ریزانے کے چہرے کی جانب دیکھا جو کافی حد تک سرخ ہو چکا تھا۔

میں رخصتی کی بات کروں گا انکل سے ہے اور امید ہے تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا ریان نے
رمزا کے منہ پر آئے بال ہٹا کر کہا اور رمزا کو اپنے سینے سے لگائے ہی سوئمنگ پول سے باہر آیا۔

ٹاول اٹھا کر رمزا کے گرد لپیٹا اور ہاتھ تھام کر روم تک لایا۔

اس روم میں سو جاؤ آج ریان نے رمزا کو گھورتے ہوئے کہا اور خود کمرے سے باہر نکل گیا۔

رمزا اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر اپنی دھڑکنوں کو ترتیب دے رہی تھی وہ رمزا کے بے حد قریب تھا
حق رکھتا تھا۔ کتنی شدت سے رمزا کو چاہ ہوئی تھی کہ وہ اس کے ہونٹوں پر بوسا دے۔ لیکن

رمزا تو اس رشتے کو مانتی نہیں تھی پھر یہ خواہش۔؟؟؟

رمزا اپنے خیال جھٹکتی واشر روم میں بند ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد چینج کر کے واپس آئی تو ریان کو
صوفے پر بیٹھے لیپ ٹاپ میں مصروف پایا۔

کیا ہوا۔؟؟؟ ریان نے رمزا کو اپنی طرف دیکھتے دیکھ کر آئیر اوپننگ کی۔

کچھ نہیں مجھے سونا ہے رمزا نے ٹاول زمین پر پھینکتے ہوئے کہا۔

سو جاؤ لیکن یہ ٹاول اس کی جگہ پر رکھو ریان کہہ کر واپس اپنے کام میں مصروف ہوا۔

تم یہاں ہی رہو گے۔؟؟؟

ہاں کیوں کوئی مسئلہ ہے۔؟؟؟ ریان نے لیپ ٹاپ سے نظریں اٹھا کر رمزا کو دیکھا جو اب ڈھیلے سے ٹراؤزر اور شرٹ میں کھڑی تھی۔

Page | 121

رمزا اس وقت تھک چکی تھی تب ہی کھانا بھی نہیں کھانا چاہتی تھی تو اس انسان سے بحث کیوں کرتی اس لئے خاموشی سے بیڈ پر لیٹ کر اپنے اوپر کمفرٹ اور ڈھ کر سونے کی کوشش کرنے لگی اور ریان اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

دادا جان یہ بات غلط ہے مجھے بتایا بھی نہیں اور یہ۔؟؟؟ مجھے جان کہتا ہے اپنی علی نے غصے سے رحمان کا کان کھینچتے ہوئے کہا۔

تب ہی تو تمہیں میرے پاس لایا ہے ورنہ مجال جو مجھے تم سے ملو ادے خود نہیں بتا سکتا تھا تب ہی مجھے کہا کہ میں بتاؤں مقابل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تمہارا کیا بنا علی صاحب اس لڑکی کو چھوڑ دیا۔؟؟؟

ایسے کیسے چھوڑ دیا چار مہینے دس دن اور دس اٹھ گھنٹے نو منٹ تیس سیکنڈ ہو گئے ہیں اسے دیکھے سمجھ نہیں آرہا کیوں ہوا ہے ایسا ایک ہندو سے محبت اور اس قدر محبت۔؟؟ علی نے اپنے بالوں میں ہاتھ گھومائے اور منہ جھکا یا۔

چلو بھئی کھانا کھاتے ہیں مجھے کچھ کام ہیں پھر رحمان نے علی کو مزید الجھتا دیکھ کر کہا۔

علی ہمیشہ ایسا ہی تھا دکھنے میں وہ خوب روہمت والا نوجوان تھا لیکن اپنے جذبات پر اس کا قابو نہیں تھا۔ وہ ہمیشہ اس لڑکی کی بات پر ہمت ہار جاتا تھا اور آج سب معلوم ہونے کے بعد تو وہ بالکل ٹوٹ چکا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا وہ لڑکی اپنا مذہب نہیں چھوڑے گی اور زبردستی اسلام میں جائز ہی نہیں۔ تو کیا وہ لڑکی اس کے نصیب میں نہیں تھی۔؟؟؟ کیا علی پیچھے ہٹ جاتا جس کو محبت کی وہ اسے بھول جائے گا۔؟

وہ لوگ کھانے کے لئے ساتھ میں کمرے سے باہر نکلے۔

تمہیں نہیں لگتا کہ یہ تم جلد بازی کر رہے ہو۔؟؟؟

نہیں مجھے نہیں لگتا مجھے اس لڑکی کے بارے میں پتا لگا کر بتاؤ میں جاننا چاہتا ہوں کون ہے وہ لڑکی کہیں وہی تو نہیں جس کا میں سوچ رہا ہوں۔

ہمیں اس سے کیا سونیا کچھ دنوں میں واپس آئے گی علی سے اس کا نکاح کروائیں اور بات ختم کریں جب زندگی میں دوسری لڑکی آجائے تو پہلے والی لڑکی کو ہمیشہ مرد بھول ہی جاتا ہے۔ وہ دوسرے مرد ہوتے ہوں گے علی ان مردوں میں سے نہیں۔" وہ اپنے کھلونوں کے معاملے میں ایسا نہیں تھا وہ تو پھر جیتی جاگتی لڑکی ہے۔۔

تم ایسے ہی ٹینشن لے رہے ہو سب ٹھیک ہو گا میں جا رہا ہوں کسی کام سے تم جس کام کے لئے آئے ہو وہ کام ختم کرو اس لڑکی کو فلحال چھوڑ دو دوسری لڑکی پر دھیان دو۔

اس لڑکی کو ایسے نہیں چھوڑ سکتا اگر وہی لڑکی علی کی زندگی میں ہے تو مجھے افسوس ہو گا بہت زیادہ افسوس وہ چہرے پر مصنوعی پریشانی سجائے کہنے لگا پھر کمرے میں اس کا ہتھکڑہ گونجا۔

بڑا کمینہ ہے یار تو بڑا کمینہ۔ وہ اب میرے ساتھ کام نہیں کرتی میں نے سنا تھا ہے کہ وہ جس کے ساتھ کام کر رہی تھی وہ بھی اس دنیا میں نہیں رہی ہے۔

شاید ایسا ہو لیکن مجھے خوشی ہوگی کہ اس لڑکی کو اس دنیا میں اکیلا دیکھنا۔

کیسے کہہ کر گئی تھی بوڑھا اور اتنا بڑا نقصان کروا کے آئی تھی میرا۔ میں اب نہیں چھوڑوں گا

اے۔

جو کرنا ہے سوچ سمجھ کر کرنا اتنا یاد رکھنا یہ پاکستان ہے وہ ملک نہیں جہاں تمہارا اسکہ چلتا ہے وہ جگہ نہیں جہاں تمہاری آواز سن کر سب لوگ سہم جاتے ہیں یہ پاکستان ہے یہاں تمہیں کوئی نہیں جانتا سمجھے!!! وہ کہتا ہے کمرے سے باہر نکل گیا۔

میں جانتا ہوں یہاں مجھے کوئی نہیں جانتا تب ہی تو یہاں آیا ہوں اپنی پہچان بنانے اپنا نام بنانے وہ گہرا مسکرایا اور بیڈ پر ڈھے گیا۔

مائی کہاں ہو تم وہ اس چھوٹے سے گھر میں داخل ہوئی تو پہلی آواز اپنی مائی کو لگائی۔

اب کیوں آئی ہیں آپ یہاں ایک ملازمہ کمرے سے باہر نکلتی اس پر دھاڑی تھی۔"

گنگا نے حیرت سے اس ملازمہ کو دیکھا پہلے تو کبھی کسی کی اتنی ہمت نہیں ہوئی تھی اس کے سامنے بولنے کی لیکن آج کیسے وہ غصے سے اس کے سامنے دھاڑ رہی تھی گنگا نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا اور آگے بڑھی۔

میں تمہارے منہ لگنے نہیں آئی ہوں مائی کو بلاؤ میں مائی سے ملنے آئی ہوں۔

نہیں ہے تمہاری کوئی مائی یہاں پر جس وقت انہیں تمہاری ضرورت تھی تم یہاں سے چلی گئی انہوں نے تمہیں پکارا تم نے ایک دفعہ پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا چلی گئی وہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ دی انہوں نے یہ دنیا خوش ہو جاؤ تم اب تمہیں یہاں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔

گنگا نے سمجھی سے اس عورت کو دیکھا پھر اندر کمرے کی جانب بڑھی کمرہ خالی دیکھ کر گنگا کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

میں پوچھ رہی ہوں مائی کہاں ہے بتاؤ مجھے مائی کہاں ہے وہ اس میں ملازمہ کو پکڑ کر دھاڑی۔
بتا تو چکی ہوں تمہیں چلی گئی وہ اس دنیا کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے جاتے جاتے یہ بھی کہہ کر گئی ہیں اسے کہنا اب خوش ہو جائے اس کے سر پر کوئی ذمہ داری نہیں رہی وہ کہہ کر رکی نہیں تھی وہاں سے باہر نکل گئی۔

گنگانے اس کمرے کو دیکھا پھر پورے گھر پر ایک نظر ڈالی وہ آج پھر خالی ہاتھ رہ گئی تھی جیسے وہ بچپن میں تھی منہ جھکا کر وہ گھر سے باہر نکل گئی۔

آنکھ کھلی تو وہ رمز اور ردا گھر میں اکیلی تھیں رمز اور ردا نے سکھ کا سانس لیا اور دونوں ربانیہ سے ملنے چلی گئیں۔

نمرہ ربانیہ اور نازش تینوں صبح سے ایک ساتھ تھی گھر میں ہر طرف مہمان تھے سب خوش تھے سوائے ایک شخص کے۔

وہ کب سے بہانہ ڈھونڈ رہا تھا ربانیہ سے بات کرنے کا لیکن کبھی نازش اس کے پاس نظر آتی کبھی نمرہ تو کبھی اس کی ماں اس کے ساتھ ہوتی ربانیہ تو اس سے کوئی بات کرنا ہی نہیں چاہ رہی تھی۔ اور اتفاق سے اس کے پاس کوئی نہ کوئی ہوتا تھا۔

زبیر نے موقع پاتے ہی ربانیہ سے بات کرنے کا سوچا ربانیہ کچن میں داخل ہوئی تو زبیر بھی پیچھے ہی داخل ہوا۔

مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے زبیر ربانیہ کے راستے میں کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔

لیکن مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی ہے چلے جاؤ یہاں سے میں نہیں چاہتی یہاں پر کوئی تماشہ لگے اور تمہاری ماں کا تمہیں پتہ ہے وہ چھوٹی سی بات کا پتنگڑ بنا لیتی ہیں۔

دیکھو ربانیہ یہاں پر میں ہمارے بارے میں بات کرنے آیا ہوں کسی اور کے بارے میں نہیں تم اس رشتے سے خوش ہو کیا تمہیں پتہ ہے کہ وہ لڑکا کون ہے جس سے تمہاری شادی ہو رہی ہے کل تک جس کے لئے تمہارے دل میں نفرت تھی آج اس سے تم شادی کرنے کے لیے تیار ہو گئی ہو۔

دیکھو یہ تو ہمارا مسئلہ نہیں ہے یہ میرا مسئلہ ہے میں کس سے شادی کر رہی ہوں۔ محبت ہے یا نفرت ہے

تم اپنے کام سے کام رکھو اور میرا راستہ چھوڑو اس سے پہلے کہ میں ماما کو بلاؤں ربانیہ ابھی بولی رہی تھی نمرہ کچن میں داخل ہوئی۔۔

ربانیہ تمہیں ماما بولا رہی ہیں تمہارے کمرے میں ہیں ماما۔ کچھ سامان آیا ہے شاید وہی دکھانا چاہ رہی ہیں تمہیں؛!!! نازش والے بھی وہیں ہیں تم بھی وہیں آ جاؤ نمبرہ نے ربانیہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور کچن سے نکل گئی۔

زبیر نے سرد آہ بھری اور کچن سے باہر نکل گیا۔

تم نے کہا تھا میرے کمرے میں بولا رہی ہیں اور تم مجھے کہاں لے کر جا رہی ہو ربانیہ نے نمبرہ کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

کسی طریقے سے تو وہاں سے تیری جان چھڑوانی تھی۔ بس بول دیا جو منہ میں آیا۔ سارا سامان تو پہلے ہی آچکا ہے اور سارا سامان تم پہلے ہی دیکھ چکی ہو تو اب کیا دیکھنا باقی رہ گیا ہے؟؟ نمبرہ نے اپنی چھوٹی آنکھیں مزید چھوٹی کرتے ہوئے ربانیہ کو دیکھا۔

اسمارٹ ہوتی جا رہی ہے ہمارے ساتھ رہ کر ربانیہ مسکرائی اور نمبرہ کے ساتھ چلنے لگی۔

یار آج کے دن کا تو پتہ ہی نہیں چلا شام کے چھ بج رہے ہیں رمزہ نے اپنے مہندی لگے ہاتھوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

واقعی آج بالکل بھی معلوم نہیں ہو ادن گزرنے کا پہلے شاپنگ اور پھر مہندی لگوانا پھر گھر کے کام تھک گئی ہوں آج تو بہت زیادہ مجھ میں تو گھر جانے کی بھی ہمت نہیں ہے ادھر ہی سو جائیں گے۔

اوہیلو ہیلو ادھر ادھر میرے کمرے میں سونے کی ضرورت نہیں ہے آپ لوگوں کو اپنے اپنے گھر کو چلتے بنور بانیہ نے غصے سے کہا۔

اچھا جی ایک ہاتھ کی مار ہو تم ہماری زیادہ مت بولو کیوں رمزار دانے ہنستے ہوئے رمزار کو دیکھ کر پوچھا تو رمزار نے اثباب میں سر ہلایا۔

ہلنا نہیں لڑکی تم!!! تمہارے پاؤں اور ہاتھ دونوں پر مہندی لگی ہوئی ہے تھوڑا سا ہلی تو یہ خراب ہو جائے گی ربانیہ اٹھنے لگی تو نازش نے گھورتے ہوئے کہا ربانیہ اس وقت صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی لیکن اس کے پاس مانو تکیوں کا سیلاب آیا ہوا تھا دو تکیے اس کے دائیں ہاتھ کے نیچے تھے دو تکیے اس کے بائیں ہاتھ کی نیچے اور چار تکیے اس کے پاؤں کے نیچے پڑے ہوئے تھے جو کہ آدھے مہندی سے خراب ہو چکے تھے۔

اف اللہ لڑکی تم نے تو تکیوں کی حالت ہی بگاڑی ہوئی ہے امی کو پتہ چل گیا نا تو اچھی خاصی ڈانٹ پڑے گی نمرہ نے کہا۔

کیوں ڈانٹ پڑے گی دلہن کو کوئی ڈانٹتا تھوڑی ہے۔ اب تم لوگ یہاں ٹائم ضائع نہیں کرو جاؤ جا کر کھانا کھا لو تمہاری مہندی تو سوکھ چکی ہے میری مہندی سوکھ رہی ہے میں بعد میں کھالوں گی ربانیہ نے کہا۔

نازش نمبرہ اور رمزا کمرے سے باہر نکل گئیں ربانیہ نے اپنا سر صوفے پر گرایا اور آنکھیں موند لیں زبیر کا کہا گیا ایک جملہ اس کے ذہن میں آیا "کل تک تو تم اس سے نفرت کرتی تھی اور آج تمہیں اس سے محبت ہو گئی ہے کہ تم اس سے نکاح کرنے جا رہی ہو۔"

کون ہے وہ لڑکا جس سے مجھے کل تک نفرت تھی اور آج محبت ہو گئی ہے ربانیہ نے خود سے ہی سوال کیا پھر اپنے خیال کو جھٹکتے واپس آنکھیں موند لیں۔

ربانیہ کو اپنے اللہ پر اور اپنے والدین پر پورا بھروسہ تھا کہ اس کے والدین اور اس کا اللہ اس کے لئے کبھی غلط فیصلہ نہیں کر سکتے بے شک انہوں نے جو چاہا وہ بہترین تھا اس کے حق میں اس لئے بنا کوئی سوال کئے وہ نکاح کے لئے تیار ہو گئی تھی کیونکہ اسے یہ ہرگز منظور نہ تھا کہ اس کی وجہ سے اس کے والدین جھوٹے پڑتے اسی لئے وہ بنا کچھ بولے شادی کے لئے تیار ہو چکی تھی وہ

صبح کسی اور کے نام ہونے والی تھی اس چیز کا ڈر اس کے دل میں تھا لیکن اپنے درد کو چھپائے اپنے ماں باپ کے لئے اپنے بھائیوں کے لئے مسکرا رہی تھی۔

آپی آپ کل اپنے گھر چلی جاؤ گی نا حسنین اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

ابے نہیں بدھو کل تو صرف نکاح ہو رہا ہے آپ کی رخصتی تھوڑی نہ ہے۔ رخصتی تو ایک ہفتے بعد ہو گی ممانے کہا ہے حسنین نے ربانیہ کے سر پر ایک اور بم پھوڑا۔

تم دونوں کو ان باتوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے ممانے کہا ہے ربانیہ نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔

ممانے کوئی ہوئی ہیں ممانے صبح آئیں گی کیونکہ آپ کو تو پتہ ہے ساری عورتیں جب ایک ساتھ چلی جائیں کہیں تو کہاں واپس جلدی آتی ہیں ابھی تو صرف اور صرف چھ بجے ہیں اور ممانے والوں نے کہا تھارات کو زیادہ دیر ہو جائے گی انہیں ہم انتظار نہ کریں اور سو جائیں حسنین نے کہا اور حسنین کا ہاتھ تھام کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔

کیا مطلب ایک ہفتے بعد ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟؟؟ نکاح کے لئے تو ٹھیک تھا لیکن یہ رخصتی میں اس چیز کے لئے بالکل نہیں مانوں گی مہاربانہ غصے سے کہتی اپنی آنکھیں موند گئی اچانک کچھ یاد آتے ہی آنکھیں کھولیں اور اپنا سیدھا ہاتھ ہوا میں اٹھا کر اس پر نظر جمائی۔

نفاست اور خوبصورتی سے لکھا گیا ایک نام اس کی آنکھوں کے سامنے آیا نا جانے کیا سوچ کر وہ مسکرائی اور اپنا ہاتھ واپس تکیہ پر رکھ کر آنکھیں موند گئی۔

وہ کھانا کھانے کے بعد سمندر پر آ گیا تھا نیند تو آنی نہیں تھی۔ اسے اچھے طریقے سے یاد تھا وہ آخری بار وہ سکون کی نیند تب سویا تھی جب اس نے آخری اور پہلی بار اس لڑکی کو دیکھا تھا۔ سگریٹ کو زمین پر پھینکتے ہوئے پانی کی جانب جانے لگا اچانک ایک وجود اس سے ٹکرایا اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتی علی نے اسے تھام لیا وہ پہلے کی طرح ہی سر پر کیپ چہرے پر ماسک لگائے اس کی باہوں میں تھی چاند کی روشنی میں اس کی چمکتی آنکھیں صاف دکھ رہی تھیں وہ ان آنکھوں کو کیسے نہ پہچانتا یہ وہی آنکھیں جس نے اس کا سکون برباد کیا تھا وہ اس کی آنکھوں میں کھو گیا تھا اس سے پہلے وہ کچھ کہتا یا کرتا وہ اسے دھکا دیتی وہاں سے بھاگ گئی۔

علی اس کی جانب بھاگا لیکن وہ وہاں سے جا چکی تھی پیچھے سے آتے شور نے علی کو اپنی طرف متوجہ کیا علی بھاگ کر اس طرف گیا جہاں سے وہ بھاگتی آئی تھی لیکن سامنے پڑے مردہ وجود کو دیکھ کر آنکھیں بند کی۔

کتنی بے دردی سے مارا گیا تھا اسے جگہ جگہ جسم میں ہوئے سوراخ اس بات کا ثبوت تھے کہ وہ تڑپا ہے جگہ جگہ کٹ کے نشان۔

کچھ سوچنے کے بعد علی اس کے پاس بیٹھا اور اس کے چہرے کو دیکھا چہرے پر بھی کافی کٹ تھے اور سب سے زیادہ بھیانک اس کے جسم میں سوراخ لگ رہے تھے علی وہاں سے اٹھا اور اپنا جیکٹ سیٹ کر تا وہاں سے نکل گیا جبکہ پیچھے پولیس کی گاڑیاں پہنچ چکی تھیں۔

وہ کمرے میں آیا تو اپنا لپ ٹاپ لے کر بیٹھ گیا۔

کون ہے یہ لڑکی یہ وہی تھی لیکن اس کا قتل کرنے کا انداز کچھ یاد آتے ہیں علی نے اپنے گردن پر لگی پٹی اتار دی اور بغور شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی گردن کو دیکھنے لگا کٹ اتنا گھیرا تو نہ تھا لیکن پھر بھی اسٹیچرز لگائے گئے تھے اپنی آنکھیں بند کی وہ مردہ وجود اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا آنکھیں کھول کر اپنے گلے پر لگے کٹ کو دیکھا تو ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔

یہ وہی ہے وہ کہتا کمرے سے باہر نکلا۔

رحمان رحمان!!! وہ حال کے بیچ میں کھڑا چیخ رہا تھا رحمان اپنی آنکھیں مسلتا کمرے سے باہر آیا اور علی کے مقابل کھڑا ہوا۔

Page | 134

کیا مسئلہ ہے یار اتنی رات کو بھی تم چیخ رہے ہو کوئی کام ہے تو ملازم کو بول دو یا صبح کر لینا تم دیکھ رہے ہو اس وقت اور صبح ہم نے جانا بھی ہے۔

مجھے اس لڑکی کی ساری ڈیٹیلز چاہیے تم مجھے اس آفیسر کا نمبر دو جس کو تم نے یہ کیس ہینڈ اوور کیا تھا۔

یار میں بول تو چکا ہوں تمہیں کہ چھوڑ دو اس کی جان کیوں اس کے پیچھے پڑ گئے ہو تم دور رہو ان سب معاملات سے جیسے پہلے دور رہتے آئے تھے میرا کام ہے میں خود دیکھ لوں گا وہ غصے سے کہتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔

یعنی کہ تم سب جانتے ہو کہ وہ لڑکی کون ہے تم نے مجھے خود نہیں بتایا رحمان کے بڑھتے قدم رکے تھے۔

ہاں میں جانتا ہوں کہ وہ کون ہے اور میں تمہیں بتانا نہیں چاہتا کیونکہ میں چاہتا ہوں تم اس معاملے سے دور رہو جس طریقے سے پہلے دور رہتے آئے ہو تمہاری زندگی پہلے ہی ان سب کی وجہ سے اجڑ چکی ہے مزید نہیں رحمان غصے سے کہتا ہے اپنے کمرے میں بند ہو گیا۔

علی نے ایک نظر بند دروازے کو دیکھا اور واپس اپنے کمرے میں چلا گیا۔

Rabbania & Rehman nikkah special 🌸❤️

اتنی صبح صبح کیوں لے آئے ہو یہاں؟؟؟ رحمان نے علی کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کیا ڈاک تھارخ کا؟؟ ہاں کے ہم شریف کیا ہوئے دنیا ہی بد معاش ہو گئی۔ غصہ دکھانے کی ضرورت نہیں ہے وہ دیکھو علی نے آئبر و اچکا کر کہا۔"

رحمان کی نظر سامنے بڑے سے باکس کی طرف گئی رحمان آگے بڑھا اور باکس پر بندھے ربن کو کھول دیا باکس کی چاروں سائڈز مین پر گر گئیں۔

رحمان مسکرایا اور لال کپڑا ہٹایا۔ بی۔ ایم۔ ڈبلیو (Bmw i7) دیکھ کر رحمان مسکرایا اور علی کو گلے سے لگایا۔

"میری طرف سے نکاح کا چھوٹا سا تحفہ۔ جتنا میرا دوست انمول ہے اتنا تو میں نہیں دے سکا لیکن یہ حقیر سا تحفہ ہے اس کو قابل قبول سمجھوں میں۔؟؟؟ علی نے رحمان کو خود سے دور کرتے کہا"

یہ بہت زیادہ ہے علی آج کل دوست صرف نام کے ہوتے ہیں مشکل وقت میں صرف نسلی دوست نظر آتے ہیں مجھے نہیں پتا کون سی ایسی نیکی کی ہے میں نے جو تم میرے دوست ہو!!! لیکن اللہ کا جتنا شکر کروں اتنا کم ہے کہ تم میرے دوست ہو رحمان نے علی کا ہاتھ تھام کر کہا گال میں پڑتے ڈمپل صاف نمایاں ہوئے۔

رحمان نے بغور علی کے چہرے کو دیکھا پھر سرد آہ بھر کر سامنے اپنے انمول دوست کا دیا ہوا انمول تحفہ دیکھا۔

تم مسکرایا بھول گئے ہو علی رحمان نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہ میری مسکراہٹ ساتھ لے گئے مختصر سا جواب دیتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔"

رحمان بھی علی کے پیچھے ہی اندر کی جانب بڑھ گیا۔

ادھر میری بات سنو لڑکی ربانیہ نے نازش کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے کہا نازش نے ربانیہ کی آنکھوں میں جھانکا ایک الگ چمک تھی ربانیہ کی آنکھوں میں چہرے پر خوشی صاف نمایاں تھی۔

"حکم کریں اس لڑکی کی جان کیا بات ہے نازش نے مسکرا کر ربانیہ کو اپنے سامنے بٹھایا اور ہاتھوں پر لگی مہندی دیکھنے لگی۔"

میرے نکاح کا تحفہ۔؟؟ اور اور میرا صدقہ کب اتارو گی۔؟؟؟

"تمہارے نکاح کا تحفہ مجھ پر ادھار رہا اور رہی بات صدقے کی تو وہ میں آج اتار دوں گی۔"

تحفہ ادھار نہیں بھئی مجھے گاڑی چاہیے لیمبورگینی گیلارڈو بس زیادہ نہیں ربانیہ نے مسکرا کر کہا نازش مسکرائی اور ربانیہ کے ماتھے پر بوسا دیا۔

"یہ معمولی سی چیز مانگ لی؟؟ تم کچھ زیادہ مانگ لیتی۔"

میں کسی کام سے جارہی ہوں واپس لوٹ کر آؤ تو تیار رہنا نازش مسکرا کر کہتی وہاں سے باہر کی جانب بڑھ گئی۔"

ربانیہ کو تو سمجھ ہی نہیں آیا تھا کہ وہ کیا کہہ کر گئی ہے۔ کیا وہ طنز کر کے گئی تھی۔؟؟؟

نہیں طنز نہیں کر سکتی وہ ربانیہ نے پریشانی سے سوچتے ہوئے کہا اور اٹھ کر واشر روم کی جانب بڑھ گئی۔

تھوڑی دیر میں ربانیہ کے سسرال والے بھی آنے والے تھے۔ ربانیہ نے زاہدہ بیگم سے بات کر کے رخصتی ایک مہینے بعد کی کروالی تھی اس لئے آج وہ کافی حد تک پرسکون تھی۔

ربانیہ واشر روم سے باہر نکلی تو زبیر کو اپنے کمرے میں کھڑے دیکھ ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔

کیا ہوا ہے؟؟ ربانیہ نے خود کو نارمل کرتے ہوئے پوچھا۔

ربانیہ اتنی بڑی سزا نہیں دو مجھے میں مر جاؤں گا زبیر بنا وقت ضائع کئے ربانیہ کے قدموں میں بیٹھ گیا تھا آنکھوں میں آنسو تھے۔ سرخ سو جھی ہوئی آنکھیں رونے کی چغلی کر رہی تھیں۔ ربانیہ

کو ایسا لگا جیسے اس کے دل کو کسی نے اپنی مٹھی میں بھینچ لیا تھا وہ پیچھے ہوئے تھی۔

زیر کیا کر رہے ہو یہ تم؟؟؟ ربانیہ نے حیرت سے زیر کو دیکھا کر سٹل گرے آنکھیں جو کافی حد تک سو جی ہوئیں تھیں گوری رنگت جس میں سرخی گھلی ہوئی تھیں ماتھے پر بکھرے بال ستون ناک باریک ہلکے گلابی لب کسرتی جسم جو اس کے پاؤں میں پڑا تھا وہ کہیں سے بھی وہ زیر لگ ہی نہیں رہا تھا جو ہمیشہ ہنسا کرتا تھا۔

دیکھو ربانیہ میں ہمیشہ تمہارے قدموں میں یہیں پڑا رہوں گا مجھ سے میری محبت مت چھینو۔
زیر بیوقوف مت بنو میں نے کبھی کہا کہ مجھے تم سے محبت ہے؟؟؟ ربانیہ منہ پھیر گئی۔

نہیں لیکن مجھے تم سے محبت ہوئی ہے ہر پل ہوئی ہے پل پل ہوئی ہے مجھے خود سے دور نہیں کرو میں مر جاؤں گا یقین کرو میرا۔

میں کل سے جب جب یہ سوچ رہا ہوں کہ تم کسی اور کی ہو جاؤ گی میرا وہ بولتے بولتے رکا اور اپنا سینا رب کیا۔ میرا سانس بند ہوتا ہے وہ ربانیہ کی براؤن کانچ سی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔

زیر میں تمہاری محبت کی قدر کرتی ہوں تم نے مجھ جیسی معمولی لڑکی کو اپنی محبت کے قابل سمجھا لیکن یقین کرو میں اپنے رب اور ماں باپ کے فیصلے میں خوش ہوں۔

زیر نے ایک نظر بے بسی سے ربانیہ کو دیکھنا جانے کتنی دیر وہ اسے کھڑا ایسے ہی دیکھتا رہا جیسے وہ آج سے آخری بار دیکھ رہا ہے اس کے بعد وہ اسے دیکھ نہیں پائے گا۔

ربانیہ نے اپنا رخ بدلہ اور ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی۔ وہ وہیں کھڑا اس بند دروازے کو دیکھتا رہا تھوڑی دیر بعد مردہ قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکل گیا۔

ربانیہ نے باہر جھانکا تو وہ وہاں نہیں تھا نا جانے کیوں ربانیہ کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں وضو تو وہ پہلے ہی کر چکی تھی اپنے رب کے حضور وہ کھڑی ہوئی نفل ادا کرنے کے بعد وہ اپنے رب کے سامنے روئی تھی۔

یا اللہ مجھے صرف اپنے ہونے والے محرم سے محبت ہو گی نا محرم سے محبت میرے بس میں نہیں زیر کے لئے میرے دل میں کوئی جذبات نہیں تھے اس کا دل توڑ دیا میں نے یا اللہ میں نے دل توڑ دیا اس کا وہ اپنا منہ اپنے ہاتھوں میں چھپائے رو رہی تھی۔

اللہ پاک مجھے اور میرے ہونے والے محرم کو کسی بھی قسم کی بد دعا سے بچالیں میں نہیں چاہتی زیر کی بد دعا لگے مجھے میں سچ میں نہیں چاہتی۔

اللہ پاک اس کے دل سے میرے لئے محبت نکال دو نفرت ڈال دو اللہ صرف نفرت زبیر کو اپنے حفظ و امان میں رکھیے گا اللہ میں نے اس کا دل توڑ دیا ہے وہ بہت تکلیف میں ہے اللہ میاں اسے صبر دے دیں ربانیہ مسلسل بیٹھی جائے نماز پر رو رہی تھی کسی کے ہاتھ کا لمس اپنے کندھے پر محسوس کرتے اوپر دیکھا تو نمرہ کھڑی تھی ربانیہ نمرہ کے گلے لگ کر رونے لگی۔

بس ربانیہ اللہ پاک کے فیصلے میں خوش ہو جاؤ۔

دعا کی ہے نازبیر کے لئے اللہ اسے بھی صبر دے گا اور دیکھ لینا اسے محبت ہوگی تم سے زیادہ محبت کرے گا وہ اپنے محرم رشتے سے تم رونا بند کر دو پلیز اور اٹھو پار لہر جانا ہے نا۔
مجھ میں ہمت نہیں ہے نمی میرا دم گھٹ رہا ہے میں نے یہ کیا کر دیا میں نے اشرف المخلوقات کا دل توڑ دیا اللہ پاک مجھے معاف نہیں کریں گے۔

ربانیہ تم نے کچھ نہیں کیا ہے بات نصیب کی ہوتی ہے۔ محبت قسمت اور نصیب سے ملتی ہے اور ہم ٹھہرے بد قسمت لوگ محبت ہی کھو بیٹھے ہیں۔ نمرہ کھوئے انداز میں بولی ربانیہ نے نظر اٹھا کر نمرہ کو دیکھا جس کی آنکھوں سے اب آنسوؤں رواں تھے۔

ربانیہ باہر آؤ جلدی دیر ہو رہی ہے زاہدہ بیگم کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولیں۔

تم دونوں روکیوں رہی ہو۔؟؟؟ زاہدہ بیگم دونوں کی طرف بڑھی اور اپنے گلے سے لگایا۔

آپ سے دور چلی جاؤں گی کچھ دنوں میں ہی اس لئے بس دل اداس ہے ربانیہ نے بات کا رخ

بدلہ۔

میری جان میری زندگی یہ وقت سب پر آتا ہے کسی پر جلدی تو کسی پر دیر سے۔

لیکن یہ بات یاد رکھنا ربانیہ جس طرح تمہیں تمہارا باپ عزیز ہے ویسے ہی اسے عزیز رکھنا وہ کبھی

تمہیں ہماری کمی محسوس نہیں ہونے دیں گے زاہدہ بیگم نے کہ کر ربانیہ کے ماتھے پر بوسا دیا اور

پھر نمبرہ کے۔

چلو اٹھو تم دونوں پار لر چکی جاؤ نازش بھی وہیں آجائے گی زاہدہ بیگم کو جب خود پر کنٹرول کرنا

مشکل لگنے لگا تو دونوں کو چھوڑ کر وہاں سے باہر نکل گئیں۔

آخر ماں تھیں وہ کسے خود کو دلا سے دے رہی تھیں ربانیہ کے سامنے اگر وہ کمزور پڑ جاتیں تو ربانیہ

کو کون سنبھالتا۔

وہ تو زاہدہ بیگم ہی جانتی تھیں کیسے اپنے ایک لوتے لختِ جگر کو کسی کے حوالے کرنے جا رہی تھیں
ناجانے کہاں سے آتی ہے ماں باپ میں اتنی ہمت کے وہ اپنی بیٹیوں کو پال کر بڑا کر کے کسی
انجان کے حوالے کر دیتے ہیں اپنی گھر کی رحمت کو کسی اور گھر کی زینت بنا دیتے ہیں۔

کیا بیٹی ہے باپ پر جب بیٹی کے نام کے آگے سے باپ کا نام ہٹا کر کسی انجان کا نام جوڑ دیا جاتا اور
پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کی ہو جاتی ہے ماں باپ جنہوں نے پال کر بڑا کیا ان سے زیادہ حق
اس انجان شخص کا ہو جاتا ہے۔

وہ اس انجان شخص ہی اس کا اپنا ہو جاتا ہے مجازی خدا ❤️ اس کا شوہر اس کا ہمسفر جو زندگی بھر اس
کے ساتھ رہتا ہے۔

زاہدہ ہمت رکھو ربانیہ نے ایسے دیکھ لیا تو اسے کون سنبھالے گا۔؟؟ زاہدہ (ربانیہ کے والد) نے کہا

مجھے تو سمجھ میں نہیں آتا میں اپنے دل کو کیسے سمجھاؤں کہ بیٹیاں تو ہوتی پر آئی ہیں ایک دن
انہوں نے اپنے گھر جانا ہے۔

خود کو سنبھالو اور جاؤر کیہ (ربانیہ کی خالہ) بولا رہی ہے۔

زیر کو بھی ابھی گھر سے باہر نکلتے دیکھا تھا اتنا کام اسے بتایا تھا لیکن اس لڑکے نے ایک کام نہیں کیا

اچھا آپ اسے کچھ نہیں کہیں جو کام رہتے ہیں جلدی سے نپٹائیں ربانیہ جا رہی ہے پارلر کے لئے۔

آدھا دن تو گزر چکا ہے باقی کچھ ہی ٹائم رہ گیا ہے حال بھی پہنچنا ہے پھر ہم لوگوں نے۔

کام سارا اپنی نگرانی میں کروائیے گا کوئی کمی نہیں رہنی چاہیے۔

ارے بیگم آپ اپنے شوہر پر یقین رکھیں کام سارا آپ کا شوہر ہی کروا رہا ہے بس آپ اپنے آپ

کو سنبھالیں۔

اچھا اچھا بس اب زیادہ چپکنے کی ضرورت نہیں ہے پیچھے رہیں مجھ سے شرم تو نہیں آتی آپ کو

ایسے سرعام شروع ہو جاتے ہیں یہ بھی نہیں دیکھتے کہ گھر میں مہمان ہیں ہر جگہ زاہدہ بیگم اپنے

کندھے سے زاہد صاحب کا ہاتھ ہٹاتی بولیں۔

مہمان ہیں تو کیا؟؟؟ وہ کیا کہتے ہیں کہ اپنی بیوی سے دور رہوں میں۔؟؟؟

پیچھے ہٹیں زاہدہ بیگم انہیں خود سے دور کرتی آگے بڑھ گئی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ وہاں مزید رکی تو ان کا جانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو گا پیچھے سے زاہد صاحب کا قہقہہ گونجا۔

مجھے یہاں بلانے کا مطلب؟؟؟ شام میں ملنا ہی تھا ہم نے وہ سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھ کر بولا۔

"میں جانتی ہوں شام میں ملنے والے تھے لیکن میں چاہتی تھی اس سے پہلے میں آپ سے بات کر لوں وہ اپنی گن نکال کر اس کے سامنے رکھتی بولی۔"

مقابل مسکرایا اور ایک نظر ریٹورنٹ میں گھمائی ان دونوں کے علاوہ اس وقت ریٹورنٹ میں کوئی بھی موجود نہیں تھا یعنی کہ وہ اپنا کام بہت صفائی سے کرتی تھی۔

"کوئی بھی نہیں ہے وہ مسکرائی اور اپنی کیپ اتاری۔"

ایسے ہی جاتی ہو ہمیشہ ناچاہتے ہوئے بھی وہ سوال کر بیٹھا۔

"ہاں میری عادت ہے جو بھی کام کرتی ہوں بہت صفائی سے کرتی ہوں تاکہ کسی کو پتہ ہی ناچلے کہ وہ کام میں نے ہی کیا ہے۔"

جانتا ہوں وہ بے فکر اس کے سامنے بیٹھا بولانا زش نے اپنا ماسک اتارا اور اپنی کیپ کے ساتھ رکھا ہاتھ باندھ کر بغور رحمان کے چہرے کو دیکھنے لگے۔

گوری رنگت ہلکی پیر ڈیلی آنکھیں بے شک وہ ربانیہ کے ساتھ اچھا لگتا۔

میرا معائنہ کرنے کے لئے مجھے بلایا ہے یا کچھ بولو گی نازش کو اپنی طرف ایسے دیکھتے دیکھ کر بولا۔

"ہاں بولنا تو چاہتی ہوں لیکن سوچ رہی ہوں کیا بولوں"۔؟؟؟

جو بولنے کے لئے بلایا ہے وہ بولو کیونکہ نہ ہی تمہارے پاس زیادہ ٹائم ہے اور نہ ہی میرے پاس

زیادہ وقت ہے یہ بات تم بہت اچھے سے جانتی ہو۔

"ہاں جانتی ہوں آنٹی والوں نے تو شاید تم سے بات کر لی تھی اور ربانیہ کو تو یہ معلوم بھی نہیں ہے

کہ اس کا نکاح تم سے ہو رہا ہے اس لئے میں چاہ رہی تھی کہ میں خود ہی تم سے بات کر لوں آنٹی

والوں نے تو زحمت نہیں کی ہو گی تم سے کوئی سوال کرنے کی اب جو سوال کرنے ہیں میں نے ہی

تو کرنے ہیں تم سے"۔

ہاں ضرور تمہارے سوالوں کے جواب دینے کے لئے تو میں یہاں آیا ہوں۔

"روح یارم" ناول تو پڑھ لیا ہو گا تم نے۔؟؟؟

ہاں بالکل میں ناول نہیں پڑھتا اسی لئے مجھے یہ فضول لگا لیکن یہ ناول مجھے سینڈ کر کے پڑھانے کا

Page | 147

مطلب۔؟؟

"یارم کی محبت تو دیکھ لی ہو گی تم نے روح کے لئے۔؟؟

ہاں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟؟؟ تم کیا چاہتی ہو مجھے سیدھا سیدھا کیوں نہیں بتا دیتی۔؟؟؟

"میری دوست سے یارم جیسی محبت کرو۔"

اففف لڑکی تو اتنا بڑا ناول پڑھوانے کی کیا ضرورت تھی۔؟؟؟

نازش ہنسی اور تھوڑا پیچھے ہو کر ویٹر کو اشارہ کیا۔

"آپ کو پتہ ہے ربانیہ میرے لئے بہت اہمیت رکھتی ہے یا یوں کہو کہ جان بستی ہے میری اس

میں اسلام میں اگر نکاح فرض نہ ہوتا تو یقین کیجئے میں ربانیہ کا نکاح کبھی آپ سے نہیں ہونے

دیتی۔"

اچھا اور تمہیں لگتا ہے میں پیچھے ہٹ جاتا وہ دونوں ہاتھ ٹیبل پر ٹکاتے ہیں اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولا۔

"ہاہاہاہاہا جانتی ہوں لیکن جہاں تک بات میری ہے جتنی محبت میں کرتی ہوں نادعوئی سے کہہ سکتی ہوں اتنی محبت تم نہیں کرتے۔"

تمہارا دعویٰ غلط ہے میں نہیں جانتا تمہاری محبت اس کے لئے کتنی ہے لیکن تم یہ نہیں کہہ سکتی کہ میری محبت سے زیادہ تمہاری محبت ہے۔

اس سے محبت میں اس حد تک آگے نکل آیا ہوں کہ۔ چھوڑو تمہیں نہیں بتا سکتا جو محبت مجھے اس سے ہے اس کا اظہار میں اسی کے سامنے کرنا چاہتا ہوں کسی اور کے سامنے نہیں رحمان کہہ کر مسکرایا۔

"میری بات اتنی یاد رکھنا میں نے زندگی میں صرف اور صرف ماما کو اس کے اوپر غصہ کرتے دیکھا ہے اس کے بابا نے بھی کبھی اس کے اوپر غصہ نہیں کیا اور نہ مجھے یہ پسند ہے کہ ربانیہ پر کوئی غصہ کرے۔ ہم دوستوں کا مذاق چلتا ہے۔ ہم دوست غصے میں ایک دوسرے کو چھو لیتے ہیں اس کی ماما چھو لیتی ہیں اسے۔"

"لیکن اتنی بات یاد رکھنا ہاتھ اٹھانا تو دور کی بات ہے تم نے کبھی اگر غصے سے دیکھ بھی لیا نا تو تباہ کر کے رکھ دوں گی میں تمہیں اتنی بات یاد رکھنا۔"

تم مجھے ڈرانا چاہ رہی ہو رحمان طنزیہ مسکرایا۔

نہیں خود سے باور کروا رہی ہوں اور یقیناً تم میرے بارے میں سب کچھ جانتے ہو۔ کیا کہتے ہو تم لوگ؟؟؟

ہاں!!! کافر ہوں میں اور کافر گناہ اور برائی میں فرق نہیں جانتے۔

غلط ہو تم ہمارے اسلام نے کسی کو کافر کہنے کا حق دیا ہی نہیں ہے نہ جانے کب وہ مسلمان ہو جائے اور اس چیز کا گناہ ہمیں مل جائے میں نہیں کہتا کہ تم کافر ہو تم بھی عام لڑکیوں جیسی عام لڑکی ہو فرق ہے تو صرف ایمان کا ہمارے پاس ایمان ہے "الحمد للہ" اور تمہارے پاس ایمان نہیں ہے۔ اللہ جانے کب تمہیں ہدایت ہو جائے۔

آپ پہلے انسان ہو جس نے اتنی پوزیٹو سوچ ظاہر کی ہے ورنہ آج تک میں جس سے بھی ملی ہوں نا تو مجھ سے اکتاہٹ محسوس کرتا ہے۔ ہندو ہوں تو کیا؟؟؟ ہوں تو انسان ہی دکھنے میں بھی ان جیسی ہوں دو آنکھیں ہیں۔ چہرہ رکھتی ہوں جس چیز سے وہ بنے اسی چیز سے میں بنائی گئی ہوں۔

لیکن جب دوسرے لوگ میری طرف دیکھ کر منہ بناتے تھے میرا جھوٹا تک کھانا وہ لوگ پسند نہیں کرتے تھے اس وقت میں ربانیہ اور ان کے گھر والے میرے ساتھ تھے جو میں کھا رہی ہوتی تھی ہاتھ سے چھین کر کھالینا جو میں پیتی تھی جس گلاس میں پیتی تھی جس برتن میں میں کھاتی تھی وہ سب انہوں نے استعمال کئے کبھی محسوس ہی نہیں ہونے دیا کہ میں ان کے مذہب کی ہوں ہی نہیں۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی تو فرق نہیں کیا تھا انہوں نے تو مجھ جیسوں کے ساتھ بیٹھ کر کھایا تھا لیکن آج کل کے لوگ مجھے دیکھ کر منہ بنا لیتے ہیں ہندو ہے یہ تو کافر ہے سامان نہیں دو اس کو یہ نہیں کرو وہ نہیں کرو اب تو میں یہ بھی چھپانے لگی تھی کہ کس مذہب کی ہوں میں وہ تو ربانیہ تھی جس نے مجھے یہ نام دیا۔

نازش؛!!! وہ مجھے اپنا ناز سمجھتی ہے فخر کرتی ہے مجھ پر اور یہی تو معنی ہیں نازش کے۔
جتنے احسان ربانیہ والوں کی مجھ پر ہے نایں چاہ کر بھی نہیں اتار سکتی تمہارے سامنے میں یہ سب اسی لئے کہہ رہی ہوں کیونکہ میں جانتی ہوں یہ سب جاننے کے بعد تم ربانیہ کی ہمیں بہت اچھے طریقے سے جان جاؤ گے اسے کبھی تکلیف پہنچانے گا نہیں سوچو گے۔

ہر مسلمان ایک سا نہیں ہوتا ہے جہاں ایسی جاہل سوچ رکھنے والے لوگ ہیں وہاں اچھے بھی تو ہیں۔ وہ لوگ کبھی فرق نہیں کرتے۔

"میں نہیں جانتی کہ وہ لوگ کہاں ہے خیر یہ سب باتیں فضول ہیں" وہ کہ کر ہنسی اور چائے ویسی ہی چھوڑ کر اٹھی۔

مجھے دیر ہو رہی ہے شام میں ملتے ہیں وہ کہہ کر رر کی نہیں تھی وہاں سے چلی گئی تھی رحمان کو گہری سوچ میں چھوڑ کر۔

سنو وہ کپ اٹھا کر پھینک دینا وہ ہندو تھی لڑکی۔!! ریسٹورینٹ کے مینیجر کی آواز رحمان کی سماعتوں سے ٹکرائی رحمان نے ایک نظر اٹھا کر اس مینیجر کی جانب دیکھا جو اب اپنے کام میں مصروف تھا۔

ویٹر نے کپ اٹھایا تھا ابھی اس میں چائے ویسے ہی موجود تھی کیونکہ نازش بنا چائے پیئے ہی وہاں سے جا چکی تھی۔

چائے نہیں پی ہے اس نے پھینکنے کی ضرورت نہیں ہے رحمان نے گھورتے ہوئے کہا۔

سر انہوں نے ہاتھ تو لگایا ہے نا تو اب ہمیں اس کو پھینکنا پڑے گا وہ ویٹر کہہ کر کپ اٹھا کر ٹرے میں رکھنے لگا رحمان نے اپنا کپ اٹھایا اور ٹرے میں رکھ دیا اور جس کپ کو نازش نے چھوا تھا وہ کپ اٹھا کر اپنے سامنے رکھا۔

میں مسلمان ہوں میں نے اس کپ کو ہاتھ لگایا ہے یہ کپ لے جاؤ رحمان نے ٹرے میں رکھے اپنے کپ کی طرف اشارہ کر کے کہا تو ویٹر سر جھکا تا وہاں سے نکل گیا۔

ایسا تو نہیں سانچہ تھا مسلمانوں کو ہمارے نبی ﷺ نے مسلمان پڑھ لکھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سے زیادہ پڑھا لکھا کوئی ہے ہی نہیں ہندو ہے تو کیا انسان ہیں۔ یہ نہیں کہ دنیا میں ہر طرف برے لوگ موجود ہیں چھوٹی سوچ کے لوگ موجود ہیں جہاں نیگیٹیو سوچ والے لوگ ہیں وہاں پوزیٹو سوچ رکھنے والے لوگ بھی ہوتے ہیں جو ہمارے نبی ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔

ہمارے نبی ﷺ نے بھی تو ہندو کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا تھا ہم اپنے نبی کی سنت پر چلنا تو دور کی بات ان کی تو سنتوں کو بھی بھول چکے ہیں ان کی باتوں کو بھول گئے ہیں ان کے کئے کاموں کو بھول چکے ہیں۔

رحمان ابھی چائے پی رہا تھا کہ اپنے کندھے پر وزن محسوس ہوا وہ گہرا مسکرایا اور علی کو دیکھا۔

علی کو دیکھ کر ایک زوردار قبضہ ریسٹورنٹ میں گونجا یعنی کہ رحمان کی کہی بات اس نے سچ کر دکھائی تھی جو پہلے بال و الف کٹ میں نظر آتے تھے آج وہ نفاست سے سیٹ کئے گئے تھے ہلکی بیئر ڈگندمی رنگت براؤن آنکھیں سفید کلر کے سادے سے لباس میں وہ اس کے سامنے کھڑا تھا

ہینڈ سملگ رہا رحمان کہہ کر مسکرایا۔

بکو اس نہیں کر میرے اتنے اچھے بالوں کو تو نے کٹ کر دیا میں کبھی نہیں بھول سکتا۔

ہاں ہاں نہیں بھولنا یہ سمجھ تو نے میرے نکاح کا تحفہ دے دیا مجھے رحمان کہہ کر ہنسنے لگا۔

کیا کیا کہا تو نے؟؟؟ میں نکاح کا تحفہ تو تجھے صبح ہی دے چکا تھا یہ بات اس لئے مانی میں نے کیونکہ تو نے اتنے دل سے کہا تھا۔

اور پھر اب تیری آنکھوں کے بارے میں کیا خیال ہے۔؟؟ رحمان کا کہنا تھا کہ علی نے غصے سے رحمان کو دیکھا اور واپس اٹھ کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔

میں اس لڑکے کا کچھ نہیں کر سکتا رحمان نے اپنا سر جھٹکا اور واپس چائے پینے لگا۔

وہ لوگ کراچی سے جلدی آگئے تھے کیونکہ نازش اس سے کوئی بات کرنا چاہتی تھی۔

وہ تیار ہو کر اس وقت کے سامنے کھڑی اپنا آپ آئینے میں دیکھ رہی تھی نفاست سے کیا گیا میک اپ بالوں کو جوڑے کی شکل میں قید کیا گیا تھا کچھ آوارہ لٹھیں منہ پر جھول رہی تھیں میچنگ کی جیولری وائٹ کلر کا گراہ اور ہم رنگ دوپٹہ سر پر سیٹ کئے وہ بالکل ایک شہزادی لگ رہی تھی نازش جب کمرے میں داخل ہوئی تو نظر سامنے کھڑی ربانیہ پر پڑی چھوٹی آنکھیں چھوٹی سی ناک خوبصورتی سے تراشے گئے باریک لب اور نفاست سے کیا گیا میک اپ اس کو مزید خوبصورت بنا رہا تھا نازش تو اپنی نظر ہی نہیں ہٹا پارہی تھی۔

"ماشاء اللہ بہت زیادہ پیاری لگ رہی ہوں نازش نے ربانیہ کے پیچھے کھڑے ہوتے ہوئے کہا ربانیہ نے شیشے میں نازش کا عکس دیکھا۔"

بے بی پنک کلر کی پاؤں کو چھوتی فراک بھرے بھرے گال بڑی بڑی آنکھیں جن میں آج بلو لینس لگائے تھے خوبصورتی سے تراشے گل لب نفاست سے کیا گیا میک اپ جیولری کے نام پر

صرف چھوٹے سے ایرنگ اور ماتھے پر بندیا لگائی تھی بالوں کو کرل کر کے آزاد چھوڑا تھا بے شک وہ دکھنے میں خوبصورت تھی۔

تم بھی کچھ کم نہیں لگ رہی ہو نکاح میرا ہے اور چمک تم رہی ہو ربانیہ کہہ کر مسکرائی اور اپنا رخ بدلہ۔۔

"ایسا کچھ بھی نہیں ہے تمہاری سوچ ہے تم پیاری لگ رہی ہو بہت زیادہ پیاری اتنی کہ اتنا پیارا کوئی بھی نہیں لگا آج تک نازش نے مسکرا کر ربانیہ کو گلے لگایا۔"

بس بس سارا پیارا اسی کو دے دو گی میں بھی ہوں یہاں پر نمرانے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو دونوں کی نظریں نمرانے کی جانب اٹھی۔

نمرانے اور نازش کا ڈریس سیم تھا بے بی پنک کلر کی فرائک نفاست سے کیا گیا میک اپ تیکھے نقوش چھوٹی چھوٹی آنکھیں جن میں بلولینز لگائے گئے تھے بالوں کو اسٹریٹ کر کے آزاد چھوڑا گیا تھا۔

"تم بھی کچھ کم نہیں لگ رہے لڑکی ہمارے ساتھ رہا کرو ہم اپنا حسن تمہارے ساتھ شیئر کرتے رہا کریں گے نازش نے اپنے بالوں کو چھو کر ادا سے کہا ربانیہ مسکرائی۔"

بس رہنے دو تم لوگ ہمیشہ میری ٹانگ کھینچنے کے چکر میں رہتی ہوں اگر میں کچھ بولتی ہوں تو وہ بھی میں نے تم لوگوں سے سیکھا ہے اگر میں زیادہ پیاری ہوں تو وہ بھی تم لوگوں سے میں نے حسن لیا واہ بھائی واہ نمرانے اپنی چھوٹی آنکھیں مزید چھوٹی کیں۔

اچھانا دھر آؤ نظر کا ٹیکا لگو اور بانیہ نے نمر کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ماشاء اللہ میری تینوں بچیاں بہت زیادہ پیاری لگ رہی ہیں زاہدہ بیگم نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور پھر تینوں کو باری باری نظر کا ٹیکہ لگایا۔

نمر کی ماں کو کسی کام سے پنجاب جانا پڑا جس وجہ سے وہ آج یہاں موجود نہیں تھیں۔

ربانیہ نکاح کے لئے ہال میں ہی جاتی لیکن طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے انہیں گھر آنا پڑا۔

اچھا چلو تم لوگوں نے حال کے لئے بھی نکلنا ہے تم تھوڑی دیر آرام کرو ربانیہ پھر میں تمہیں کچھ کھانے کے لئے بھی دیتی ہوں تم نے صبح سے کچھ بھی نہیں کھایا ہے زاہدہ بیگم ربانیہ کے ماتھے پر بوسادے کر باہر کی جانب بڑھیں۔

"یہ کیا بات ہوئی مماسا راپیارا آپ کا اس بیٹی کے لئے ہے۔ ہمیں تو آپ نے کچرے سے اٹھایا ہے جیسے زاہدہ بیگم نے جب نازش کے ماتھے پر بوسہ نادیا تو نازش نے چڑ کر کہا۔"

آئے ہائے جلنے کی بدبو آرہی ہے ربانیہ نے ہاتھ ناک کے آگے ہلاتے ہوئے کہا نازش اور نمرانے گھور کر ربانیہ کو دیکھا۔

آجاؤ میری بچی آجاؤ زاہدہ بیگم نے باری باری نمرانے اور نازش کے ماتھے پر بوسہ دیا اور پھر باہر نکل گئی ابھی انہیں گئے تھوڑی دیر گزری تھی جب گھر سے باہر ڈھول بجنے کی آواز سنائی دی تینوں کھڑکی کی جانب بڑھی اور گلی میں ہوتا شور سننے لگی۔

لے آؤ بھئی دو لہے کو رو جان ڈھول کو گلے میں ڈالتا بولا۔

علی اور ریان رحمان کو اپنے کندھوں پر بٹھائے محلے میں داخل ہوئے۔

سب کی نظریں ان چاروں کی طرف اٹھیں۔

ربانیہ دولہے کا چہرہ دیکھنا چاہا لیکن گلی میں لگی لائٹس جو کہ کافی حد تک نیچے تھی اور رحمان کے چہرے کے آگے تھیں جس کی وجہ سے وہ رحمان کا چہرہ نہ دیکھ سکی۔

اور ایسا ہی حال کچھ نازش اور نمر اکا تھا وہ ان تینوں کو دیکھ ہی نہیں پائیں۔

سنو سنو سنو!!!! روحان نے ڈھول بجاتے ہوئے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

دلہن کے گھر والوں سنو۔!!!

زاہد اقبال صاحب گھر سے باہر نکلے اور روحان کو دیکھ کر مسکرائے۔

رحمان کا دھیان اوپر کھڑکی کی طرف گیا جہاں ایک آنچل لہراتا نظر آیا چہرے کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

یہ دولہا ہمارا چھوٹا بچہ ہے اور اس کی۔ دھونے کے لئے آپ کی بیٹی درکار ہے کیا آپ کی اجازت ہے۔

وہ بنا کسی لحاظ کے سب کے سامنے بولا۔

استغفر اللہ ربانیہ نے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

اس کی آنکھیں باہر آنے کو تھیں وہ اس کے سسرال میں آکر سسر کے سامنے یہ کہہ رہا تھا۔؟؟؟

کیا بک رہا ہے تو۔؟؟؟ رحمان نے غصے سے کہا۔

اس سے پہلے رحمان نیچے آکر کوئی کاروائی کرتا روحان ڈھول وہیں پھینکتا وہاں سے بھاگا تھا۔
انگل آپ اس کی باتوں کو نظر انداز کیجئے گا علی نے رحمان کو نیچے اتارتے ہوئے کہا اور رحمان کا ہاتھ پکڑے واپس کی راہ لی۔

معاف کیجئے گا بچے کچھ شرارت کرنا چاہتے تھے اس لئے میں انہیں یہاں لے آیا شفیق صاحب نے زاہد صاحب کے بغل گیر ہوتے ہوئے کہا تو زاہد صاحب مسکرائے۔

کوئی بات نہیں بچے ہیں آئیں آپ اندر چلیں۔

نہیں اندر کہاں جناب مہمان پہنچ چکے ہیں اب ہمیں بھی نکلنا چاہیے شفیق صاحب نے کہا زاہد صاحب مسکرائے اور اثاب میں سر ہلایا۔

تھوڑی دیر میں سب ہال کے لیے روانہ ہوئے ربانیہ کے چہرے پر لال کلر کا دوپٹہ ڈال دیا گیا تھا جس کے باعث اس کا چہرہ صاف دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

ردا اور رمزا بھی اس وقت برائڈل روم میں نازش والوں کے ساتھ تھیں۔

جہاں نازش اور نمبرہ کا ڈریس سیم تھا ویسے ہی ردا اور رمزا کا ڈریس سیم تھا۔

نازش نے رمزا کو دیکھا براؤن کلر کی چھوٹی سی شرٹ کے ساتھ گرا براؤن آنکھیں چھوٹی ستون ناک خوبصورتی سے تراشے گئے لب نفاست سے کیا گیا میک اپ اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہا تھا۔ بالوں کو جوڑے کی شکل میں قید کیا ہوا تھا کچھ آوارہ لٹھیں چہرے پر چھوڑی گئیں تھیں۔

نازش کی نظر اب ردا پر پڑی تھی وہ ایک گرے آنکھوں والی گڑیا لگ رہی تھی نازش نے دل ہی دل میں ان کو سراہا اور ربانیہ کے پاس بیٹھی۔

گھبرانا نہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں نازش نے ربانیہ کے ہاتھ پر زور دے کر کہا۔

بہن تو کون سا میری جگہ نکاح کر لے گی جب تجھ پر یہ وقت آئے گا تب پوچھوں گی تجھ سے
ربانیہ نے کہہ کر ہاتھ جھٹکانا زش مسکرائی۔

نازش مزید کچھ بولتی زاہدہ بیگم کمرے میں داخل ہوئی۔

نازش تم لے کر آؤ اسے باہر نکاح کے لئے بولا رہے ہیں۔

ماما اتنی جلدی کیا ہے رک جائیں ناربانیہ روہانسی ہوئی۔

میری جان ٹائم دیکھو پہلے ہی بارہ بجنے والے ہیں رات کے مزید دیر نہیں کر سکتے شوٹ بھی تو ہونا
ہے نا تم دونوں کا زاہدہ بیگم پیار سے کہتی ربانیہ کا ہاتھ تھام کر باہر کی جانب بڑھیں۔

نازش رمز اردا اور نمرا کو لے کر پہلے ہی کمرے سے باہر نکل چکی تھی۔

ربانیہ کانپتے ہوئے زاہدہ بیگم کے ہمراہ ہوئی زاہدہ بیگم ربانیہ کو سہارا دیئے باہر آئیں ہر طرف
اندھیرا دیکھ کر ربانیہ کی گرفت زاہدہ بیگم کے ہاتھ پر مضبوط ہوئی۔

○○○○○

ہال میں ہر طرف بہت مگوئیاں ہو رہی تھیں اندھیرا ہونے کے باعث تبھی فوکس لائٹ اون ہوئی تو سب کی نظریں اس لائٹ میں کھڑی لڑکی پر گئیں تھیں۔

چند امیری چندا تجھے کسے میں یہ سمجھاؤں مجھے لگتی ہے تو کتنی پیاری رے۔ نازش ایک ایک لفظ پر اسٹیپ کرتی ربانیہ کے قریب آئی اور ربانیہ کا ہاتھ تھاما۔

اب فوکس لائٹ نمر اردا اور رمزا پر تھی اور سب کی نظریں ان پر تھیں۔

مجھے لگتی ہے تو کتنی پیاری رے۔۔۔ ان تینوں سے ایک جیسا اسٹیپ کیا۔

اووووو خوشیاں جتنی ہیں سب ڈھونڈ ڈھونڈ کے لاؤں تیری ڈولی کے سنگ کر دوں ساری رے۔۔۔

نازش نے ربانیہ کے ہاتھ پر بوسا دیا اور ربانیہ کو اپنے ہمراہ لے کر آگے بڑھی۔

تیری ڈولی کے سنگ کر دوں ساری رے۔۔۔

اب نازش اسٹیج کے سامنے ربانیہ کا ہاتھ پکڑے اسے گول گول گھوم رہی تھی اور ردارمز اور نمرا اس کے آس پاس گول گھوم رہیں تھیں اور ان کے اوپر پھول گر رہے تھے جو ماحول کو مزید حسین بنا رہے تھے۔

ابے یاریہ تو تیرا کام تھا یہ لڑکی کیوں کر رہی ہے۔؟؟ روحان نے رحمان کے کان میں سرگوشی کی رحمان مسکرایا۔

ویسے تو لڑکیوں کی سوتن ہوتی ہے پر مجھے لگتا ہے میرے لئے یہ سوتن ثابت ہوگی رحمان نے کہہ کر ریان کی جانب دیکھا جو غصے سے رمزا کو گھور رہا تھا۔

گرے کلر کا تھری پیس سوٹ براؤن آنکھیں گوری رنگت جس میں سرخی گھلی ہوئی تھی ستون ناک عنابی لب کسرتی جسم ماتھے کی رگیں صاف ابھری نظر آرہیں تھیں۔ ریان کا بس نہیں چل رہا تھا رمزا کی طرف اٹھی ہر نظر کو جھکا دے اور اسے دیکھنے والے ہر شخص کو آگ لگا دے۔

ریان کیا ہوا ہے؟؟؟ روحان نے ریان کو پکارا ریان نے غصے سے روحان کو دیکھا پھر رمزا کو۔

برو کول ڈاؤن دوست کی شادی ہے انجوائے کرنے دو روحان کہہ کر رحمان کی جانب بڑھا ریان بھی اس کے پیچھے ہی بڑھا۔

رحمان نے اس وقت سفید کلر کا سادہ سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا اور اوپر وائٹ ہی واس کوٹ تھا جس پر کام کیا گیا تھا۔

نفاست سے سیٹ کئے بال گوری رنگت ہلکی ہلکی بیئر ڈنیل آ نکھیں ستون ناک وہ خاموشی سے بس ربانیہ کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ رہا تھا جسے نازش ہاتھ سے تھامے اسٹیج کے اوپر لے آئی تھی اور پھولوں کے بنے پردے کے پیچھے بٹھایا۔

تھوڑی دیر میں نکاح کی رسم ادا کی گئی اور ربانیہ کو رحمان کے ساتھ بٹھایا گیا۔

ربانیہ میں تو ہمت ہی نا تھی کہ وہ اپنے ساتھ بیٹھے شخص کو بھی دیکھ کے وہ تو بس منہ جھکائے بیٹھی تھی۔

نازش اپنے ہی دھیان چل رہی تھی جب کسی سے ٹکرائی۔

کیا مصیبت ہے اندھے ہو کیا اتنی بڑی لڑکی نہیں دیکھی وہ غصے سے سامنے کھڑے شخص کی کالی آنکھوں میں دیکھ کر دھاڑی تھی۔

علی نے حیرت سے اس لڑکی کو دیکھا جو اس کے کندھے تک آرہی تھی اور دھاڑی ایسے تھی جیسے شیرنی۔

نازش نے علی کی جانب دیکھا جو آج پہلے سے ہٹ کر تیار ہوئے اس کے سامنے کھڑا تھا۔

بلیک کرتا گلے میں لٹکایا ہم رنگ دوپٹہ نفاست سے سیٹ کئے گئے بال ہلکی ہلکی بیسڈ عنابی لب ستون ناک کالی اندھیری رات سی آنکھیں جن میں ڈھونڈنے سے بھی کہیں چمک نظر نا آتی تھی۔

میں دیکھ کر چل نہیں رہا تھا لڑکی تو تم بھی کیا اندھی ہو۔؟؟؟ علی نے سامنے کھڑی اس چھوٹی سی آفت کو دیکھ کر کہا۔

ہاں اندھی ہوں مجھے کیا پتا تھا میرے علاوہ یہاں اور بھی اندھے ہیں نازش غصے سے کہہ کر آگے بڑھنے لگی جب علی کی آواز پر رک کر علی کے مقابل آئی۔

پانی دو مجھے علی نے مختصر کہا اور سگریٹ سلگانے کے لئے لائٹر نکالا۔

تمہارے باپ کی نوکر نہیں ہوں میں نازش جو اب دے کر غصے سے علی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کے سامنے کھڑی ہوئی۔

علی نے ایک سائڈ کی اسمائل پاس کی جو نازش کو ہرگز نظر نہ آئی تھی۔

علی نے نازش کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا لاسٹر دونوں کی آنکھوں کے سامنے لہرایا نازش تو اس کی آنکھوں میں ہی کہیں کھو گئی تھی تب ہی علی کے ہاتھوں پر اس کا دھیان نہیں گیا۔

علی نے لاسٹر کو لہرا کر نیچے کیا اور لاسٹر چلایا علی نے "تم اس وقت میری غلام ہو جاؤ پانی لاؤ" علی نے ایک آئبر و اچکا کر کہا۔

نازش کسی روبوٹ کی طرح چلتی پانی کے پاس گئی اور پانی بھر کر لائی علی کو دے کر علی کے پاس ہی کھڑی ہو گئی۔

علی یہ کیا کیا ہے؟؟ روحان نے علی کی تھوڑی دیر پہلے کی گئی کاروائی دیکھ لی تب ہی وہ حیران تھا۔

زیادہ کچھ نہیں ہسپنوٹائز کیا ہے یہ میری بنائی گئی دنیا میں پہنچ گئی ہے۔

علی تم تو یہ سب کچھ چھوڑ چکے تھے پھر یہ سب کچھ۔؟؟؟

"ہاں چھوڑ چکا ہوں تبھی لینس لگاتا ہوں اس لڑکی نے اکڑ دکھائی تھی مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی میرے سامنے اکڑے" علی نے ایک نظر نازش کو دیکھا اور پھر روحان کی طرف۔

یار چھوڑ جانے دے اس کو کسی نے دیکھ لیا اس کو ایسے تمہارے ساتھ چپک کر کھڑا ہے کچھ اور ہی سمجھیں گے۔

سمجھتے ہیں تو سمجھیں میری غلطی نہیں ہے وہ پانی کا گلاس منہ کو لگاتا آگے بڑھا تو نازش بھی اس کے پیچھے چلنے لگی

تم میرے پیچھے کیوں آرہی ہو مجھ سے دور رہو علی نے حال کے بیچ میں پہنچ کر نازش کو خود سے دور کیا۔

نہیں ایسا نہیں کریں میں مر جاؤں گی نازش نے فوراً علی کا ہاتھ تھاما اور رونے لگی۔

ربانیہ نے حیرت سے نازش کو دیکھا اور پھر نمرا کو۔

نمرا پکڑو اس کو کیا ہوا ہے وہ تو اس کو جانتی ہی نہیں ہے پھر کیسے۔؟؟

میں دیکھتی ہوں لگتا ہے طبیعت خراب ہے اس کی نمرا کہتی نازش کی جانب بڑھی۔

دیکھو مجھ سے دور رہو اس سے پہلے کہ میرا ہاتھ اٹھ جائے میں لڑکیوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتا علی غصے سے کہتا ہال سے باہر نکل گیا۔

نازش بھی اس کے پیچھے پیچھے بڑھنے لگی نمرانے حیرت سے نازش کو دیکھا اور پھر اس کے پیچھے ہی باہر چلی گئی۔

پاگل واگل تو نہیں ہو گئی ہو تم نازش کہاں جا رہی ہو۔؟؟؟

علی نازش کی جانب بڑھا اور اپنا لاسٹر کھول کر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا اور دونوں کے درمیان رکھ کر لاسٹر واپس جلا یا تو نازش ہوش کی دنیا میں واپس آئی سر چکرانے لگا تھا پاس کھڑی نمراکا ہاتھ تھاما۔

نمراحیرت سے علی کیا گئی کاروائی کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

میں یہاں کیسے میں تو پانی ابھی نازش بول ہی رہی تھی کہ علی لمبے لمبے ڈگ بھر تا وہاں سے نکل گیا۔

بیٹا تو پانی وانی کچھ نہیں تو جانی مانی ہو گئی تھی مجھے تو لگ رہا تھا تم پاگل ہو اس کو جانتی بھی ہو جس کے بنا تم مرنے کی بات کر رہی تھی۔؟؟؟

کیا بکواس کر رہی ہو تم کس بارے میں بات کر رہی ہو نازش نے غصے سے نمرا کو دیکھتے کہا۔ نمرا نے نفی میں سر ہلایا اور نازش کا ہاتھ تھامے اندر کی جانب بڑھی۔

تم پاگل ہو گئی ہو کیا کون ہے وہ لڑکا جانتی ہو تم اس کو ردانے غصے سے نازش کو دیکھتے ہوئے کہا۔ پہلی بات یہ غصہ مجھ پر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیا ہوا ہے یہاں پر مجھے کوئی بتائے گا نازش نے نمرا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

رات زیادہ ہو گئی ہے مجھے لگ رہا ہے تم تھک چکی ہو گھر جا کر اس بارے میں بات کریں گے تم نے کھانا کھایا ہے۔؟؟؟؟ نمرا نے بات بدلی۔

ہاں کھانا تو نکاح سے پہلے ہی کھا چکے تھے جانتی تو ہو نازش نے غصے سے کہا اور ہال سے باہر نکل گئی

کیا ہوا تھا مجھے یہ سب لوگ ایسے عجیب عجیب باتیں کیوں کر رہے ہیں اور کچھ دیر ہو پہلے منظر یاد کیوں نہیں مجھے کچھ میں تو وہاں پانی پینے کے لئے گئی تھی تو پھر یہاں باہر ایسے نادش نے اپنے ماتھے پر لگی بندیا کو زمین پر پھینکا اور اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔

یہ لڑکی پاگل تو نہیں ہے ہندو تو تھی ہے اب مجھے لگ رہا ہے کہ یہ پاگل بھی ہو گئی ہے اس کا آپ لوگوں کے گھر میں رہنا ہے ٹھیک نہیں ہے۔ زاہدہ اب بھی وقت ہے سمجھ جاؤ یہ تمہارے بچی کے نصیب کھا جائے گی رکیہ نے زاہدہ بیگم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

کیسی باتیں کر رہی ہو وہ معصوم بچی ہے نصیب ہر کسی کا اپنا ہوتا ہے۔

ہاں ہوتا ہے لیکن مسلمانوں اور ہندوؤں میں فرق ہوتا ہے۔ وہ اب بھی خاموش ناہوئیں تھیں۔

نازش بچپن سے ہمارے ساتھ ہے تو ہم کیسے اس میں فرق کر لیں وہ تو معصوم ہے وہ کبھی اس

مذہب کی طرف گئی ہی نہیں ہاں وہ ہمارے نبی پر ایمان نہیں رکھتی لیکن نہ جانے کب اس کو

ہدایت ہو جائے تو میں اسے کیسے بول سکتی ہو۔

جن کے دلوں پر اللہ کی مہر لگ جائے نا ان کو کبھی ہدایت نہیں ہوتی دیکھتی ہوں اکتی امیر ہے وہ پتہ

نہیں کہاں سے آتا ہے اس کے پاس اتنا حرام کا پیسہ۔

آپی آپ غلط کہہ رہی ہیں خیر کچھ لوگوں کی سوچ چھوٹی ہوتی ہے اور وہ ہمیشہ چھوٹی ہی رہتی ہے میں آپ سے اس بارے میں کوئی بحث نہیں کرنا چاہتی وہاں شوٹ ہونا ہے بچوں کا آپ کو چلنا ہے ادھر چلیں ورنہ آپ یہاں کھڑی رہیں زاہدہ بیگم کہہ کر آگے بڑھ گئی۔

ربانیہ کی نظر رحمان کے چہرے پر گئی تو حیرت سے بیٹھی اسی کو دیکھ رہی تھی۔

تم۔ تم۔ یہاں کیا کر رہے ہو میرا دولہا کہاں ہے ربانیہ نے حیرت سے اسے پیچھے ہوتے ہوئے کہا رحمان مسکرایا اس کے گال میں پڑتے ڈمپل نمایاں ہوئے۔

بیگم صاحبہ میں ہی ہوں آپ کا شوہر شاید آپ نے مجھے نکاح سے پہلے نہیں دیکھا تھا اور نکاح جس وقت ہو رہا تھا اس وقت تو آپ کی نظریں ہی جھکی ہوئی تھیں اور نا جانے ایسا کیا غم تھا جو آپ رونے میں مصروف تھیں رحمان نے ربانیہ کو اپنے مزید قریب کرتے ہوئے کہا۔

تو تم۔ ہو وہ ربانیہ نے کچھ سوچتے ہوئے رحمان کو حیرت سے دیکھا۔

کون وہ رحمان نے پوچھا تو ربانیہ منہ جھکا گئی۔

نازش ہال میں واپس داخل ہوئی تو نمبر اس کی جانب بڑھی۔

کہاں چلی گئی تھی تم چلو گھر جانا ہے اب ہم لوگوں نے نمرانے نازش کا ہاتھ پکڑ کر اسٹیج کی جانب لے گئی۔

رحمان ربانیہ کا شوٹ ہو رہا گیا تھا اس کے بعد نازش والوں کا شوٹ ہوا۔

ربانیہ نے سوالیہ نظروں سے نازش کو دیکھا تو وہ مسکرائی اور آگے بڑھ کر ربانیہ کا ہاتھ تھام کر رحمان بھی ساتھ ہی کھڑا ہوا۔

وہ ربانیہ کا ہاتھ تھام کر باہر کی جانب بڑھنے لگی تو پیچھے ہی رحمان چلنے لگا۔

علی حال میں داخل ہوا تو نظر سامنے سے آتی نازش پر پڑی کچھ سوچ کر اپنا ہاتھ مسئلہ اور رحمان کی جانب بڑھا۔

نازش تھوڑی آگے آئی تھی کہ ہال کے اندر تین آدمی داخل ہوئے جن کے ہاتھ میں تین بیگ تھے نازش مسکرائی اور اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا وہ آدمی اس کا اشارہ سمجھتے نازش کے پاس رکھ دیئے۔

نازش نے بیگ کو کھولا تو ربانیہ کی آنکھیں حیرت سے کھلیں تھیں۔

تمہارا صدقہ نازش مسکرائی اور ایک بیگ میں سے ایک نوٹ کے گٹھی اٹھائی جو کہ پانچ پانچ ہزار روپے کی تھی ربانیہ کے اوپر سے وار کر نازش نے ملازم کو اشارہ کیا تو ایک آدمی حال کے اندر داخل ہوا نازش نے دوسرے ملازم کو اشارہ کیا تو ہاتھ میں ایک شمال لئے ربانیہ کے قریب آیا ربانیہ کے ہاتھ میں وہ شمال پکڑا دی۔

پکڑو اس شمال کو اور یہ لو تمہارا صدقہ اور یہ تمہاری نکاح کی خوشی میں ایک شمال باری باری کر کے ایک غریب آئے گا یہ تین کروڑ ہیں اور تم نے یہ انہیں دینا ہے نازش نے کہا۔

حال میں کھڑے ہر شخص نے اس لڑکی کو حیرت سے دیکھا تھا۔

اس کا تو کوئی تعلق ہی نہ تھا ربانیہ سے صرف ایک دوست تھی تو تھی کیا وہ اس کے لیے اتنا معنی رکھتی تھی کہ وہ اس کا صدقہ دے رہی تھی کسی معمولی معمولی رقم سے نہیں بلکہ تین کروڑ روپوں سے اور نہ جانے کتنے غریب باہر کھڑے تھے جن کو شمال دینی تھی۔

نازش صدقہ کم پیسوں سے بھی اتارا جاسکتا ہے ربانیہ نے نازش کو گھورتے ہوئے کہا۔

لیکن جتنی تم انمول ہونا اس کے سامنے تو یہ کچھ بھی نہیں مجھے لگتا ہے ابھی بھی یہ کم ہیں کیونکہ جتنی پیاری تم لگ رہی ہو جتنی بری نظریں آج کل اس دنیا میں لوگوں کی ہیں میرا تو دل کر رہا تھا

کہ اپنی ساری جائیداد تم پر وار کر میں صدقہ کر دوں لیکن ہائے میرا اس دنیا میں تمہارے علاوہ کوئی اور ہے بھی نہیں ناتم بھی اپنے شوہر کی ہو جاؤ گے پھر میں تو در بدر کی ٹھوکر ہی کھاؤں گی نازش کہہ کر مسکرائی علی نے نظر اٹھا کر نازش کی جانب دیکھا اور اپنی سوچ کو جھٹکتے رحمان کی طرف متوجہ ہوا۔

رحمان یہ ڈرامہ کب تک چلے گا؟؟؟ علی نے رحمان کو گھورتے ہوئے کہا۔
رحمان نے علی کو گھورا تھا وہ خاموش ہو کر رحمان کے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا تقریباً دو گھنٹوں بعد نازش ربانیہ کا صدقہ اتار چکی تھی وہ تین کروڑ روپے نازش باری باری ایک ایک گھنٹی اٹھاتی اور ربانیہ کے اوپر سے وار کر ربانیہ کے ہاتھ میں موجود شال پر رکھتی ایک غریب آتا تو وہ اس کو تھما دیتی ایک گھنٹے کی جدوجہد کے بعد آخر کار نازش ربانیہ کا صدقہ اتار چکی تھی۔

اب تمہارے تحفے کی باری ہے نازش مسکرائی اور ربانیہ نے حیرت سے نازش کو دیکھا۔
نازش یہ بہت تھا مجھے تم سے کوئی تحفہ نہیں چاہیے تمہاری دوستی میرے لئے سب سے انمول تحفہ ہے ربانیہ نے نازش کا ہاتھ تھام کر کہا۔

نہیں یہ تمہارا صدقہ تھا جو میں نے اپنی خوشی سے اتارا ہے اور تحفہ تمہارا حق ہے اس پر آؤ وہ ربانیہ کا ہاتھ پکڑے باہر کی جانب بڑی تور حمان نے بھی ربانیہ کا ہاتھ تھاما اور اس کے ساتھ ہی باہر بڑھنے لگا ربانیہ کا سارا دھیان نازش پر تھا تبھی اس کا دھیان رحمان کے ہاتھ پر نہیں گیا۔

سب لوگ ان کے پیچھے چلتے اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے جو کتنا جنون رکھتی تھی اپنی دوست کے لئے تین کروڑ کا صدقہ اتار دینے کے بعد بھی تحفہ دینے کی خواہش رکھتی تھی۔

نازش میرا بچہ بہت زیادہ کر دیا ہے تم نے اب اور نہیں مزید زاہدہ بیگم نے نازش کا ہاتھ پکڑا نازش نے نظر اٹھا کر زاہدہ بیگم کو دیکھا جن کی آنکھیں نم تھیں نازش مسکرائی اور زاہدہ بیگم کے اس ہاتھ پر بوسہ دیا جس ہاتھ سے نازش کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔

مما آپ کے لئے اور ربانیہ کے لئے تو جان بھی قربان ہے یہ تو پھر فالٹو کاغذ ہے نازش مسکرائی اور زاہدہ بیگم کا بھی ہاتھ تھام کر آگے بڑھنے لگی۔

ربانیہ باہر آئی تو سامنے کھڑی کار کو دیکھ کر ربانیہ کی حیرت سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں یعنی کہ اس کی بات کو اس نے مذاق میں نہیں لیا تھا جو گاڑی اس نے مانگی تھی وہی گاڑی اس کے سامنے کھڑی تھی۔

تمہارا تحفہ نازش مسکرائی اور چابی ربانیہ کے ہاتھ میں تھما دی ربانیہ مسکرائی اور اس گاڑی کی جانب بڑھی اور اس گاڑی کو چھوا۔

واہ بھائی واہ سارا پیار ہی میڈم نے ربانیہ کو دے دیا ہے اور ہم تو پھینکے ہوئے ہیں ہمارے نکاح پر تو تم نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا تھا ردا نے طنزیہ کہا۔ روحان نے ایک نظر اٹھا کر ردا کو دیکھا اور پھر مسکرا کر سر جھٹکا وہاں کھڑا ہر شخص مسکرا رہا تھا سوائے ایک کے۔
ربانیہ نے اس گاڑی کے سامنے ہی کھڑی گاڑی کو دیکھا۔

یہ گاڑی کس کی ہے ربانیہ نے پوچھا۔

میری ہے رحمان نے مختصر سا جواب دیا۔

بڑی بات ہے میری دوست نے میرا صدقہ دے دیا اور میرے شوہر نے دس روپے کانوٹ تک میرے اوپر سے وار کر صدقہ نہیں دیا ربانیہ طنزیہ مسکرائی رحمان نے اپنی جیب سے گاڑی کی چابی نکالی اور ربانیہ کے اوپر سے واری اور ریان کی طرف پھینکی میری بیوی کا صدقہ آج ہی لی تھی بی۔ ایم۔ ڈبلیو رحمان مسکرایا اور ربانیہ کی طرف دیکھا۔ جواب نازش کی طرف دیکھ رہی تھی۔

اگر اب یہ صدقہ صدقہ کھیلنا بند ہو گیا ہو تو ہم اپنے گھر کی طرف چلیں چار بجنے والے ہیں علی کی سنجیدہ آواز سب کی سماعتوں سے ٹکرائی تو سب کی نظریں اس کی جانب اٹھی جو وجیحہ چہرے پر سنجیدگی سجائے رحمان کو دیکھ رہا تھا۔

چلیں اب ہمیں اجازت دیں ہم جلدی آئیں گے اپنی بیٹی کو لینے کے لئے شفیق صاحب مسکرا کر زاہد صاحب کے بغل گیر ہوئے زاہد صاحب مسکرائے۔
سب مہمان اپنے اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

رحمان تم نے میرا دیا ہوا تحفہ صدقے میں دے دیا علی نے غصے سے رحمان کا گریبان پکڑا۔
کیا لگتا ہے؟؟؟ میں تیرا دیا گیا تحفہ صدقے میں دے دوں گا؟ ربانیہ میرے لئے انمول ہے اس انمول کے لئے میں اپنی چیز صدقہ کروں گا تیری چیز نہیں رحمان مسکرایا اور اسی گاڑی کے پیچھے کھڑی دوسری گاڑی کی جانب بڑھا جو کہ آگے کھڑی گاڑی کے جیسی تھی۔
تجھے پتہ ہے میں بیچ میں غائب ہو گیا تھا یہی لینے کے لئے گیا تھا دل کیا آج میرا کہ میں لے لوں یہ گاڑی تو لے لی اور رہی بات تیری اس گاڑی کی ربانیہ نے میری خریدی گاڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا۔

اب چل زیادہ منہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے گھر جانا ہے صبح ہونے والی ہے دوسرا کام بھی تو کرنا ہے رحمان مسکرایا اور دونوں گھر کی جانب بڑھ گئے

یہ صبح صبح نمرا کہاں چلی گئی ہے آنٹی بھی گھر پر نہیں ہے ربانیہ نمرا کو کب سے ڈھونڈ رہی تھی لیکن وہ پورے گھر میں کہیں بھی نہیں ملی اپنے قدم ربانیہ نے گھر سے باہر کی جانب بڑھائے نازش کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

"کہاں جا رہی ہو تم۔؟؟؟ اتنی صبح صبح چار بجے تو سوئی ہو اب ٹائم دیکھ رہی ہو سات بجے ہی اٹھ کر بیٹھ گئی ہو تم۔"

یار پتہ نہیں نمرا کہاں ہے کل طبیعت بھی اس کی خراب ہو گئی تھی نظر ہی نہیں آرہی ہے۔

"اچھا میں ڈھونڈتی ہوں جا کر آرام کرو۔ تم تھک گئی ہو زیادہ۔"

میڈم تھک تو تم بھی گئی تھی دونوں ساتھ میں ڈھونڈتے ہیں اس کو۔

"کہاں سے آرہی ہے تم نازش نے نمرا کو گھر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا کر پوچھا۔"

باہر کسی کے چیخنے کی آواز آئی تھی جا کر دیکھا تو کوئی بھی نہیں تھا بس یہ ایک لیٹر ملا ہے مجھے پتہ نہیں کس کا ہے اوپر نام تمہارا لکھا ہوا ہے اس لئے میں اندر لے آئی۔

"یہ قوفوں کی طرح ایسے ہی منہ اٹھا کر باہر نکل جاتی ہو کسی کو اٹھا لیا کرو اپنے ساتھ آئیںدہ اکیلی باہر نہیں جانا" نازش غصے سے نمر کے ہاتھ سے لفافہ چھینتی کمرے میں چلی گئی۔

اس کو کیا ہوا ہے؟؟؟ ربانیہ نے حیرت سے پوچھا۔

دیکھ رہی ہوں کچھ دنوں سے عجیب سلوک کر رہی ہے چیخنے لگ جاتی ہے بنا وجہ دھیان پتہ نہیں کہاں ہے اس کا تمہیں پتہ ہے پرسوں یہ چھ بجے سے غائب ہوئی ہے رات میں ایک بجے گھر واپس آئی پوچھنے پر اس نے مجھ پر غصہ کیا ہے مجھے بتایا نہیں ہے کہ کہاں گئی تھی۔

اچھا فلحال جا کر ہم لوگ سوتے ہیں اٹھ کر دیکھتے ہیں اس کو کیا چل رہا ہے اس کے دماغ میں۔ اس کی عقل ٹھکانے میں لگاؤں گی اور ربانیہ نمر کے ساتھ کمرے میں چلی گئی۔

دونوں کمرے میں آئیں تو نازش پہلے ہی سوچکی تھی۔

یہ اتنی جلدی سو گئی ابھی تو کمرے میں آئی تھی نمر نے نازش کے ساتھ لیٹتے ہوئے کہا۔

صحیح ہے ناسو گئی ہے مجھے لگ رہا ہے تھک گئی ہے تبھی تو یہ ایسا کرتی ہے۔

ان دونوں نے بھی نازش کے ساتھ لیٹ کر آنکھیں موند لیں۔

"کہاں کی تیاری ہے جناب علی نے رحمان کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔"

کچھ نہیں کوئی کام ہے جانا پڑ رہا ہے مجھے تم دھیان رکھنا دادا کا اور یہ تم لینس لگا لو تو بہتر ہے۔ بتایا مجھے روحان نے کہ تم نے کل کیا حرکت کی ہے میں تمہیں پہلے ہی منع کر چکا ہوں کہ ان چیزوں سے دور رہو بہت مشکل سے میں نے تمہیں ان چیزوں سے نکالا ہے میں واپس نہیں چاہتا کہ تم واپس ان سب میں پڑو۔

"یہ تمہاری خواہش تھی کہ آنکھوں کا بھی کچھ کروں میں نے کچھ کر لیا اب یہ لینس کبھی نہیں لگیں گے۔"

اب میں خود کہہ رہا ہوں نا ہاتھ جوڑتا ہوں تمہارے سامنے خدا کا واسطہ لینس لگا کر رکھو تم۔ اور یہ لائٹ مجھے دو سگریٹ ماچس سے جلا لیا کرو لیکن یہ لائٹریوز نہیں کرنا یہ تو کیا کسی بھی قسم کا تم لائٹریوز نہیں کرو گے۔

"کیا ہو گیا یار لائٹریوز ہی تو ہے" علی نے لائٹریوز نکالا اور رحمان کی آنکھوں میں جھانکا لائٹریوز آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

نہیں علی ایسا کچھ نہیں کرنا رحمان کہتا اپنا منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔

"تم سے یہ امید نہیں تھی تم بھی مجھ سے ڈرتے ہو" علی سگریٹ سلکھا کر باہر نکل گیا۔

مجھے سمجھ نہیں آتا میں اس لڑکے کا کیا کروں وہ اپنا سر پیٹتا بیگ اٹھا کر باہر نکل گیا۔

ردا اور رمنز اکل رات دیر ہونے کہ وجہ سے فارم ہاؤس پر ہی تھیں کیونکہ عبداللہ اور یعقوب صاحب تو کسی کام سے گئے تھے اور ان دونوں کے ذمہ داری ریان اور روحان پر ڈال گئے تھے۔

ریان اور روحان نے رد اور رمز سے دور رہنا ہی مناسب سمجھا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ تھک چکی ہیں۔ رد اور رمز کی ایک بجے آنکھ کھلی تو دونوں کمرے سے باہر نکلیں باہر ریان اور روحان کو اپنا منتظر پایا۔

آپ دونوں یہاں کیا کر رہے ہو کام پر نہیں جانا آپ لوگوں نے رمز نے حیرت سے پوچھا۔ شاید تم بھول رہی ہو ہمارا کام یہاں نہیں ہے روحان نے کہہ کر رمز کی جانب دیکھا۔ چھوٹی سی شرٹ کے ساتھ کھلاڑاؤزر بکھرے بکھرے بال آنکھوں پر ہوئی سو جن کے باعث اس کی چھوٹی آنکھیں مزید چھوٹی ہو گئی تھی چھوٹی سے ناک باریک لب جن پر رات کی لپسٹک ابھی بھی لگی ہوئی تھی ریان نے مزید اس کی طرف نہ دیکھنا ہے مناسب سمجھا اور نظریں پھیر لیں۔۔

روحان نے رد کی جانب دیکھا جو بس آنکھیں بند کئے رمز کے کندھے پر سر رکھے کھڑی تھی بکھرے بکھرے بال چھوٹی سی شرٹ کے ساتھ میں کھلاڑاؤزر پہنے رمز کا ہاتھ پکڑ کر کھڑی تھی دوپٹہ تو دونوں کے پاس ہی نہ تھا روحان اٹھا اور کچن کی جانب بڑھ گیا۔

جا کر تم دونوں فریش ہو جاؤ ناشتہ لے کر آ رہا ہوں میں روحان نے کچن میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

نہیں ہم لوگ فریش ہو کر گھر جائیں گے وہیں ناشتہ کر لیں گے ضرورت نہیں ہے ناشتے کی رمزا کہہ کر رد اکا ہاتھ تھامے کمرے میں چلی گئی۔

ان دونوں کا سمجھ میں نہیں آتا مشرقی لڑکیاں تو نہیں ہیں یہ روحان نے گلاس پر پکڑ مضبوط کرتے ہوئے کہا۔

جیسی بھی ہے اب وہ تمہاری ہے۔ سمجھاؤ گے تو سمجھ جائے گی۔"

ٹھیک ہے صاحب اگر آپ کہتے ہیں تو مان لیتے ہیں خیر مجھے کچھ کام ہے جا رہا ہوں تم انہیں پہلے گھر چھوڑ دینا پھر جانا جہاں جانا ہے۔

ہاں ٹھیک ہے ٹائم سے واپس آ جانا ہے کچھ کام ہے مجھے بھی اور تمہارے ساتھ کچھ ڈسکس کرنا ہے

ٹھیک ہے اللہ حافظ روحان کہہ کر گاڑی کی چابی اٹھاتا باہر نکل گیا۔

نمر اور ربانیہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھیں تب نازش کی آنکھ کھلی۔ نمر اکمرے سے باہر نکل گئی نازش نے اپنے تکیے کے نیچے سے لفافہ نکال کر دیکھنے لگی۔

گنگا!!!!

°° بہت کرلی تم نے اپنی من مانی لڑکی اب ہماری چلے گی اگر تم چاہتی ہو تمہارے جان سے عزیز تم سے دور نہ ہوں؛!!! تو تمہیں وہ کرنا ہو گا جو ہم کہہ رہے ہیں۔ ورنہ یاد رکھو جن کے ساتھ تم رہتی ہو تمہارے جان سے عزیز لوگ یہ تم سے دور ہو جائیں گے۔
تمہارا انجان دشمن۔

نازش نے پڑھ کر غصے سے وہ لیٹر پھاڑا اور ساتھ پڑی ڈسٹ بین میں پھینک دیا۔
کیا ہوا ہے نازش اتنے غصے میں کیوں لگ رہے ہو۔؟؟ خیریت تو ہے ربانیہ نے نازش کے پاس بیٹھ کر اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لئے۔

"دیکھ رہی ہوں کچھ دنوں سے جب سے ہم نے ان لڑکوں کو مارا ہے تب سے دھمکیاں ہی آئی جا رہی ہیں مجھے دھمکیوں سے ڈر نہیں لگتا مجھے فرق نہیں پڑتا کیونکہ تم لوگوں کو میں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتی ہوں اور یہاں ہر وقت میں ہوتی ہوں۔ میرا کوئی جان سے عزیز مجھ سے دور نہیں لیکن اب یہ روز روز دھمکیاں تنگ آگئی ہوں میں اب اس سے"۔۔

پہلی بات ہم نے نہیں تم نے کیا ہے۔ میں نے تو صرف کہا تھا اور تم نے اس بات پر عمل بھی کر دیا اور تمہیں تنگ ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں بابا سے کہتی ہوں وہ پولیس میں بات کرتے ہیں اگر ایسی کوئی بھی بات ہے تو وہ خود ہی دیکھ لیں گے۔

"نہیں یہ معاملہ پولیس کا نہیں ہے تمہیں یاد ہے میں یو۔ کے گئی تھی"۔

ہاں کچھ کام تھا شاید تمہیں اسی وجہ سے گئی تھی اس کا اس سے کیا تعلق۔؟؟؟

"یاد ہے وہ کام کیا تھا دس کروڑ کے ہیرے جو کہ آغا کے آدمی کے پاس تھے۔ وہ آغا کا خاص آدمی تھا اس کا رائٹ ہینڈ"۔ اس کو میں نے کہا کہ وہ ہیرے مجھے دے دو کیونکہ وہ ہیرے میری مائی کے لیے اہمیت رکھتے تھے اور مجھے کسی بھی حال میں اپنی مائی کی بات پوری کرنی تھی"۔۔

ہاں ان ہیروں کے ساتھ شاید یو۔ ایس۔ بی آئی تھی اور تمہیں وہ معلوم نہیں تھا کہ وہ یو۔ ایس۔ بی کیسے آئی ہے اسی کی بات کر رہی ہوں نا تم۔؟؟؟

"ہاں اور وہ یو۔ ایس۔ بی اس وقت تمہارے پاس ہے۔" "یو۔ ایس۔ بی میں ایسا ہے کیا مجھے خود سمجھ میں نہیں آ رہا اس کے بعد سے یہ دھمکیاں شروع ہوئی تھیں کہ تم نے ہمارا اتنا بڑا نقصان کر دیا مجھے لگا پہلے تو اس آدمی کے لئے کر رہے ہیں لیکن پھر جب انہوں نے اس یو۔ ایس۔ بی کا ذکر کیا نا تو سمجھ گئی کہ وہ یو۔ ایس۔ بی کے لئے کر رہے ہیں۔ تم وہ یو۔ ایس۔ بی لاسکتی ہو۔؟؟"

ربانیہ اثباب میں سر ہلاتی اپنی الماری کی جانب بڑھی اور الماری سے یو۔ ایس۔ بی نکال کر لے آئی۔ لیپ ٹاپ اٹھا کر نازش کو دیا اور خود نازش کے ساتھ بیٹھی۔

نازش نے یو۔ ایس۔ بی لگا کر لیپ ٹاپ ان کیا۔

"اف اللہ یہ دنیا پیسوں کے پیچھے پاگل ہے نازش کہہ کر مسکرائی اور ربانیہ کی جانب دیکھا۔"

نازش وہ پاگل کیوں نہ ہو تم پیسے دیکھ رہی ہو یہ کتنے ہیں اور کس اکاؤنٹ میں ہیں ڈیٹیلز اس کی ساری اس چیز میں ہیں اور بے وقوف نے پاسورڈ تک نہیں لگایا ہو کسی چیز پر۔۔

"تو کیا ہمارے لئے تو فائدے مند ہی ہے نازش مسکرا کر لپ ٹاپ میں انگلیاں چلانے لگی۔"

نازش کل تم نے جو میرا صدقہ دیا ہے وہ حرام کے پیسوں کا تھا؟؟؟ ربانیہ کھڑی ہوئی۔ ربانیہ نے پوچھا تو نازش نے حیرت سے ربانیہ کو دیکھا۔

"تمہیں پتہ ہے ربانیہ ہمارے لیے کچھ حرام حلال نہیں ہوتا میں نے اپنے کمائے گئے پیسے مسلمان کو دے دیئے" اور مسلمان کے جو حلال کی کمائے ہوئے پیسے تھے وہ سیدھا حال میں آئے اور میں نے اس کا صدقہ دیا ہے میں نے اپنے پیسوں سے تو دیا ہے لیکن وہ پیسے میرے نہیں تھے نازش نے مسکرا کر ربانیہ کو دیکھا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔

اب تم ان کا اس کا کیا کرو گی۔؟؟؟ تمہارے پاس تو پہلے سے ہی اتنا پیسہ ہے۔۔

"میں نے کب کہا مجھے ان پیسوں کی ضرورت ہے۔؟؟؟ لیکن ہاں جن کو ضرورت ہے یہ پیسے ان تک ضرور پہنچے گے" نازش نے کہہ کر ایک فولڈر اوپن کیا۔

چھمسیسیسی کیا ہے یہ نازش نے فوراً بیک کیا اور ربانیہ کی جانب دیکھا۔ حد ہو گئی ہے کتنے گندے لوگ ہیں۔ یہ سب کرتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی۔؟؟؟

ایک منٹ یہ ویڈیو واپس لگانا ربا نیہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور نازش کے ساتھ بیٹھی۔

"کیا مطلب یہ ویڈیو واپس لگاؤ۔؟؟؟ تمہیں کہتے ہوئے شرم نہیں آئی؟؟؟ تم یہ دیکھو گی۔؟؟؟ تم

ایک کام کرو دیکھنے کے لئے رہنے دو تمہارا تو نکاح بھی ہو گیا ہے۔ پھر کیا کہتی ہو۔؟؟؟ نازش نے

ہنستے ہوئے کہا ربا نیہ نے نازش کے سر پر ایک چپت لگائی اور ویڈیو واپس لگائی۔

یہ لڑکا اتنا گندا ہے ربا نیہ نے ویڈیو کو اسٹاپ کر کے لڑکے کے چہرے پر زوم کیا نازش کی نظریں

لیپ ٹاپ کی سکرین پر گئی تو چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔

"یہ لڑکا تو مجھے پہلے ہی کچھ گڑ بڑ لگ رہا تھا لیکن ایسے کاموں میں ہے مجھے اس چیز کا اندازہ نہیں

تھا۔" اس کی ویڈیو ہونا اور ساری پراپرٹی کی ڈیٹیلز۔ سمجھ میں نہیں آیا!!! پراپرٹی کے سپر ز

بھی تو ہوں گے ظاہر سی بات ہے نا اور ان کی ڈیٹیلز ان کے پاس بھی ہو لیکن اس کے باوجود اس

یو۔ ایس۔ بی کے لئے وہ جان لینے سے بھی پیچھے نہیں ہٹ رہے۔"

نازش اس بات کو چھوڑو یہ رحمان کے ساتھ ہوتا ہے اگر یہ لڑکا ایسا ہے تو یقیناً رحمان بھی۔"

ربا نیہ کہتے کہتے رکی اور نازش کی جانب دیکھا۔

"تم نے بنا سوچے سمجھے ماما کو ہاں کر دی اس سے شادی کے لئے۔ اب تمہیں یہ سب نکاح کے بعد یاد آرہا ہے کہ کہیں وہ بھی ایسا نہ ہو۔ تمہیں پتہ ہے انسان اپنے صحبت میں ویسے ہی انسان جوڑتا ہے جیسا وہ خود ہوتا ہے۔"

نازش تم میرا گھوما ہوا دماغ مزید گھوما رہی ہو مجھے ملنا ہے اس سے اور یہ یو۔ ایس۔ بی میں ساتھ لے کر جاؤں گی ابھی تم اٹھو اور جا کر ناشتہ کرو جلدی سے پھر ہم چلتے ہیں۔"

"میں وہاں جا کر کیا کروں گی تم جانا اور دوسری بات اکیلے نہیں جانا۔"

میڈم میں اکیلی نہیں جا رہی ہوں تم میرے ساتھ چل رہی ہو شاید تم نے دھیان سے نہیں سنا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ اور یہ نمرا پھر سے کہاں غائب ہو گئی ہے؟؟؟ نازش نے غصے سے کمرے میں نظر دوڑائی۔"

ارے کہیں نہیں گئی ہے باہر ہے ماما کے پاس مہمان ہیں ناشتہ بنا رہی ہے ہم بھی باہر چلتے ہیں کام بہت پڑے ہوئے ہیں گھر کے۔ اور مہمانوں کو آج رخصت بھی تو کرنا ہے ربانیہ کہہ کر باہر کی جانب بڑھ گئی نازش بھی پیچھے ہی کمرے سے باہر نکل گئی۔"

آغاخان میں آخری دفعہ پوچھ رہا ہوں وہ یو-ایس-بی کہاں ہیں مجھے بتا دو ہیرے رکھنے ہیں شوق سے رکھو لیکن اس میں موجود وہ ویڈیو اور تصاویر ڈیلیٹ کرو جو تم نے ایڈٹ کی تھی۔ وہ کمرے دھاڑا۔

وہ تصویریں وہ ویڈیو وہ تو ڈیلیٹ نہیں ہو سکتی۔ جانتے ہو کیوں؟؟؟ کیونکہ وہ ویڈیو اور وہ تصویریں میرے آگے جا کر کام آئیں گیں۔ جانتے ہو کیسے۔؟؟؟ علی کے پاس نا ایک ایسا ٹیلنٹ ہے جو ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔ سو میں سے صرف ایک فرد ملتا ہے۔ جو ہسپنوٹائز کر لیتا ہے۔ سامنے والے انسان کو ایک ایسی دنیا میں لے جاتا ہے جو اس کی اپنی ہی بنائی گئی ہوتی ہے۔ اور ہم اپنا کام ایسے چٹکی میں کر سکتے ہیں وہ چٹکی بجاتے ہوئے بولا۔

علی یہ سب کچھ چھوڑ چکا ہے اور میں علی کو واپس اس کام میں نہیں آنے دوں گا پہلے ہی تم نے بہت غلط استعمال کیا۔ وہ پہلے خاموش تھا تو صرف اسی لئے کیونکہ اسے لگتا تھا تمہارے ساتھ اس کا کوئی رشتہ ہے اگر اسے یہ معلوم ہوا کہ اس کے گھر والوں کے ساتھ جو ہوا ہے اس کے پیچھے تمہارا ہاتھ ہے تو یاد رکھو!!! اسے پہلے والا علی بننے سے میں نہیں روکوں گا۔

تم مجھے دھمکی دے رہے ہو ہاں اٹھو اور یہاں سے نکلو دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ آغا دھاڑا رحمان کھڑا ہوا اور اپنا کوٹ ٹھیک کیا۔

تیار رہو اب علی کو میں نہیں روکنے والا شروعات وہ کر چکا ہے اور اب میں اسے روکوں گا نہیں۔۔

تو اچھی بات ہے لیکن اسے ایک بات یاد کرو ادینا کہ اس کی ایک سب سے اہم چیز میرے پاس ہے جو نیٹ پر جاتے ہیں اس کا کریئر اس کی زندگی سب کچھ تباہ کر دے گی۔

اس کو سنبھالنا ہمارے دائیں ہاتھ کا کھیل ہے تم اپنی فکر کرو علی تمہارا شاگرد ہے اور تم جانتے ہو وہ کیسا شاگرد ہے ہاں!!! ابلیس کہتے تھے نا اسے۔ اسے واپس ابلیس بننے پر تم مجبور کر رہے ہو۔۔

ابلیس بن جائے فرعون لیکن یاد رکھو اس کو ایک بات سمجھا دینا میرے سامنے اکڑنا چھوڑ دے ورنہ۔

ورنہ کیا؟؟ کیا کر لو گے تم؟؟ کچھ نہیں کر سکتے تم بہت اچھے سے جانتے ہو۔ تم علی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور یہ دھمکی تمہاری ہے نایہ ہمارے کسی بھی قسم کے ڈر کا باعث نہیں بنتی۔ آج تک ہم پیار

سے پیش آتے رہے لیکن اب تم علی کا وہی روپ دیکھو گے جو آج تک سب نے دیکھا وہ اپنا کوٹ جھاڑتا باہر نکل گیا۔

اس سے پہلے ہی میں اس کو زندہ نہیں رہنے دوں گا اگر وہ ہمارا کام کرتا ہے تو ٹھیک نہیں تو وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ کر ہنسنے لگا۔

آؤ سونیا آؤ تمہارا ہی تو مجھے انتظار تھا۔ رحمان کے جاتے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی تو آغا مسکرا کر اٹھا اس کو اپنے سینے سے لگایا۔

آپ تو مجھ سے دور ہی رہیں اور آپ نے مجھے کہا تھا کہ آپ علی سے میرا نکاح کروائیں گے اب تو وہ جان چکا ہے کہ آپ اس کے کچھ بھی نہیں لگتے اس کے بعد وہ آپ کی بات کیوں مانے گا
_????

مانے گا کیوں نہیں مانے گا جس لڑکی کے پیچھے وہ پاگل تھا وہ تو ہندو ہے اور دوسری بات وہ ویڈیو اس کی تمہارے ساتھ بنائی گئی ہے بنائی نہیں۔ ہاں!!!! ایڈٹ کی گئی ہے آغانے اپنا جملہ درست کیا۔

وہ تو مجھے دیکھنا تک پسند نہیں کرتا تھا آپ کو لگتا ہے وہ آپ کی بات مان کر مجھ سے نکاح کرے گا
؟؟؟ سونیا نے آغا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

تم فکر نہیں کرو تم بس مجھے خوش رکھو تمہیں تمہارے نکاح میں وہ مل جائے گا آغا نے سونیا کے
منہ پر آئے بال پیچھے کئے سونیا مسکرائی اور منہ جھکا لیا۔

ہائے تمہاری یہ ادا آغا نے کہا اور کمرے میں اس کا قہقہہ گونجا۔

زاہد زیر کل سے ابھی تک گھر واپس نہیں آیا مجھے تو اب اس کی فکر ہونے لگی ہے پتہ نہیں کہاں
ہے وہ نمبر بھی اس کا بند جا رہا ہے۔۔

ہاں میں پتہ کرواتا ہوں میں نے بولا بھی تھا کل دو تین لوگوں کو اس کا نمبر ٹریس کر کے مجھے بتاؤ
کہ کہاں ہے وہ لیکن جو لاسٹ لوکیشن اس کی پتہ چلی ہے وہ گھر کی ہی تھی اس کے بعد اس کا
موبائل اون ہی نہیں ہوا۔

"ہاسپٹل میں ہے وہ" نازش نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے سب کے سر پر بم پھوڑا۔

کیا مطلب ہاسپٹل میں؟؟ پاگل ہو گئی ہے تم رقیہ بیگم دھاڑی۔

"آواز نیچے رکھیں یہ نہ ہو کہ جو آپ کا بیٹا آخری سانسیں گن رہا ہے اس کی بچی سانسوں میں نکال دوں" نازش کہہ کر زاہد صاحب کے پاس بیٹھی اور چائے کا کپ اٹھا کر انہیں دیا۔

میری بچی کیا بول رہی ہو یہ تم کیا ہوا ہے زبیر کو جو وہ ہاسپٹل میں ہے زاہد صاحب نے پیار سے نازش کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا تو وہ مسکرائی۔۔

کل میں کہیں سے واپس آرہی تھی تو میرے سامنے ہی تھا جب اس کو ایکسٹرنٹ ہوا لیکن ایکسٹرنٹ بہت برے طریقے سے ہوا ہے چوٹیں لگی ہیں اندرونی بھی اور بیرونی بھی پتا نہیں کون سی سوچوں میں گم تھا جو اس کو آس پاس کی دنیا کی فکر ہی نہیں تھی۔ ایک ٹرک آگے اور ایک ٹرک پیچھے سے آکر ابھی وہ بول ہی رہی تھی ربانیہ کے ہاتھ سے چائے کی ٹرے نیچے گری سب کا دھیان اس کی طرف ہوا۔

ربانیہ نفی میں سر ہلاتی اپنے کمرے میں بھاگ گئی نمبر 11 اٹھی اور ربانیہ کے پیچھے گئی۔

کیا ہوا ہے اس کو زاہد بیگم نے حیرت سے نازش کو دیکھ کر پوچھا۔

مما ایک اچھا دوست ہے وہ اس کا اور سب سے بڑھ مر بھائی کزن۔ اس کی کوئی بہن ہوتی تو اس کو بھی اتنا ہی دکھ ہوتا جتنا اسے ہوا ہے۔ مجھے جب اتنا دکھ ہوا اسے اس حالت میں دیکھ کر تو وہ تو پھر اس کی کزن ہے بہن ہے دوست ہے نازش نے بات کا رخ بدلہ زاہدہ بیگم نے آگے بڑھ کر رقیہ بیگم کو سہارا دیا جو اب رورہی تھی۔

نازش اٹھی اور ربانیہ کے پاس چلی گئی کیونکہ وہ جانتی تھی وہ اس سب کا قصور وار وہ کو خود کو سمجھے گی۔

زاہد صاحب نے رقیہ کو اور زاہدہ بیگم کو ہاسپٹل جانے کا کہا پھر خود باہر کی جانب بڑھ گئے۔ پیچھے رقیہ اور زاہدہ بیگم ہاسپٹل جانے کے لئے نکلیں۔

تم پاگل ہو ایسے اندر آگئی اور یہ جو حرکت تم نے کی ہے نالوگ یہ سمجھیں گے اس کے پیچھے تم ہو اور تم جانتی تھی اس کے ساتھ یہ ہونے والا ہے۔ یا اس کے ساتھ یہ ہو چکا ہے نمرانے غصے سے ربانیہ کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

یہ سب کچھ میری وجہ سے ہو رہا ہے میں نے سچ میں اللہ سے معافی مانگی ہے میرے دل میں اس کے لئے کوئی جذبات نہیں تھے میرا یقین کرو میں اس کا کبھی برا نہیں چاہتی ربانیہ روتے ہوئے بول رہی تھی نازش کمرے میں داخل ہوئی اور ربانیہ کے پاس بیٹھی۔

"تم جانتی ہو اس سب میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے تم اپنے اللہ پر یقین رکھتی ہونا اور تمہیں پتا ہے جو ہوتا ہے اس میں اللہ کی مرضی شامل ہوتی ہے پھر تم ایسے بول رہی ہو۔"

نازش میں جانتی ہوں اس میں اللہ کی مرضی شامل ہے یقیناً کچھ اچھا ہی سوچا ہو گا اللہ نے اس کے لئے بھی۔ کیا پتہ اس حادثے کے بعد وہ مجھے بھی بھول جائے لیکن اس کو جواب تکلیف ہو رہی ہے اس کی وجہ تو میں بنی ہوں نا۔

"کیا وہ ایکسیڈنٹ تم نے کروایا تھا؟؟؟ یا تم نے کیا ہے؟؟؟ جو تم اس کی تکلیف کی وجہ بنی۔"

ایسا کچھ بھی نہیں ہے نازش تم بات کو دوسرا رخ دے رہی ہو ربانیہ غصے سے بولی تھی۔

غصہ تھوڑا کنٹرول میں رکھو میڈم آپ کے ہسپینڈ سے ملنے کے لئے جانا ہے مسج کیا تھا میں نے

انہیں تو انہوں نے کہا ہے کہ چھ بجے آجائیں اور اس وقت چارج رہے ہیں ہمیں چلنا چاہیے

کیونکہ سامان بھی تو لینا ہے ہم نے کچھ۔"

میں بھی چلوں گی نمرانے کھڑے ہوتے ہوئے کہانازش مسکرائی اور دونوں کو تیار ہونے کا کہتے کمرے سے باہر نکل گئی۔

زبیر کا ایکسیڈنٹ ہونا کوئی عام بات نہ تھی اور وہ بھی اتنے برے طریقے سے اگر وہ ایکسیڈنٹ اتفاقاً ہوا ہوتا تو مان بھی لیتی لیکن دوڑک کے درمیان زبیر کا آجانا اتفاقاً نہ تھا کیا ٹرک والے نہیں جانتے تھے کہ اس کے سامنے سے ایک ٹرک آرہا ہے کیا انہیں زبیر دکھائی نہیں دیا تھا
-؟؟؟

یقیناً وہ اسے دیکھ پارہے تھے اور وہ اسے مارنے ہی کے لئے وہاں آئے تھے لیکن نازش کو سمجھ نہ آیا تھا جس کی تربیت میں مارنا لڑنا جھگڑنا تھا ہی نہیں اس کا کون دشمن ہو سکتا ہے۔؟؟؟

نازش کو گاڑی میں بیٹھے کچھ ہی دیر گزری تھی جب ربانیہ اور نمرانے پاپہن کر حجاب لئے گھر سے باہر آئیں نازش نے گاڑی کا دروازہ کھولا ربانیہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی جبکہ نمرانے ایک سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"اپنا منہ ٹھیک کرو اور وہ یو۔ ایس۔ بی لے کر آئی ہو؟؟؟ نازش نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے

پوچھا۔" ربانیہ نے اثباب میں سر ہلایا اور سیٹ کے ساتھ سر لگا کر آنکھیں موند لیں۔ پورا راستہ

خاموشی سے گزرا۔

چھ بجے تک وہ مال میں تھیں اپنا سامان لینے کے بعد وہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئیں۔ ایک ریسٹورنٹ کے پاس گاڑی روک کر نازش نے نمبر اور ربانیہ کو باہر نکلنے کا اشارہ کیا اور خود گاڑی پارک کرنے کے لئے آگے بڑھی۔

نازش گاڑی پارک کر کے باہر نکلی تھی جب ایک گاڑی نازش کے پاؤں کے پاس آکر رکی۔ اگر وہ بریک ناگتا تو یقیناً وہ اپنا پاؤں گنوا دیتی۔ نازش نے غصے سے اس گاڑی کی جانب دیکھا لیکن اس گاڑی سے باہر نکلنے والے وجود کو دیکھ کر ماتھے پر بے شمار بل نمایاں ہوئے تھے۔

مقابل کی نظر نے بھی اس کا جائزہ لیا آنکھوں پر لگایا چشمہ منہ پر لگایا ماسک سر پر پہنی کیپ جس میں سارے بال قید تھے لید ہر کی لانگ جیکٹ جو پاؤں تک آرہی تھی۔

علی نے حیرت سے سامنے کھڑے اس وجود کو دیکھا ایک پل کے لئے تو وہ ساکت ہو گیا تھا کیا یہ وہی لڑکی تھی اگر تھی بھی تو اسے اب فرق نہیں پڑنا چاہیے تھا۔ کیونکہ وہ اس چیز سے بہت اچھے سے واقف تھا کہ وہ لڑکی مسلمان نہیں جس کے سامنے محبت کا اظہار کر کے وہ اس کو اپنی زندگی میں شامل کرتا۔

اندھی ہو کیا دیکھ کر نہیں چل سکتی ہو تم علی دھاڑا۔

مجھے لگتا ہے کہ آنکھیں تم نے اپنے گھر پر چھوڑی ہوئی ہیں جیسے ہی تمہاری حرکتیں ہیں جیسا تمہارا کردار ہے ویسے تمہاری آنکھیں ہیں گندی وہ کار کی بونٹ پر پاؤں مار کر آگے نکل گئی علی نے غصے سے کار کے شیشے پر مکارا تو وہ ٹوٹ گیا۔

میں تمہیں۔ ایک منٹ یہ آواز کچھ یاد آنے پر علی نے اپنے ذہن پر زور ڈالا۔۔

نہیں یہ وہ لڑکی نہیں ہے یہ تو وہی لڑکی کی آواز ہے جو کل نکاح میں تھی علی نازش کے پیچھے ہی بھاگا۔

ربانیہ کے پاس جا کر کھڑی ہوئی تھی جب پیچھے سے علی آیا اور رحمان کے پاس کھڑا ہوا علی کی آنکھیں نازش کے چہرے پر ہی تھیں نازش نے اپنے آنکھوں سے چشمہ ہٹایا علی کو شدید حیرت کا جھٹکا لگا تھا یہ لڑکی مسلمان تھی یعنی رحمان نے اس سے جھوٹ بولا تھا۔؟؟؟

بیٹھ جاؤ کھڑی کیوں ہوں ربانیہ نے نازش کو دیکھتے ہوئے کہا وہ اثاب میں سر ہلاتی ربانیہ کے دوسری جانب بیٹھی اور ہاتھ باندھ کر نظریں رحمان کے چہرے پر مرکوز کی۔

تم تینوں نے میرا جائزہ لینے کے لیے مجھے یہاں بلایا۔ مجھے تو سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ تم لوگ مجھے ایسے گھور گھور کر کیوں دیکھ رہی ہو۔ جو بات ہے سیدھی بات کرو۔ انہیں یہاں بیٹھے پانچ

منٹ ہو گئے تھے لیکن ربانیہ نمر اور نازش مسلسل رحمان کو گھور رہی تھی رحمان کو اب غصہ آنے لگا تھا۔

یہاں پبلک پلیس میں آپ کو بتادیں سب کچھ نازش نے بات کا آغاز کیا۔

"رحمان یہ لڑکی" علی کچھ بولتا اس سے پہلے ہی رحمان نے علی کا ہاتھ تھاما اور خاموش رہنے کا اشارہ کیا علی خاموشی سے بیٹھا اور لائٹرنکال کر ہاتھ میں گھمانے لگا رحمان کو اس کے ارادے کچھ ٹھیک نہ لگ رہے تھے۔ دماغ کی رگیں ابھری نظر آرہی تھی گندی رنگت میں سرخی گھلی تھی۔

کیوں ایسی کیا بات ہے جو پبلک پلیس میں نہیں کر سکتے رحمان کا کہنا تھا کہ علی کی دھاڑ ریسٹورنٹ میں گونجی۔

"ریسٹورینٹ خالی کرو سب" اس کی دھاڑ سنتے ہی مینیجر نے ریسٹورنٹ خالی کروایا اور خود بھی ریسٹورنٹ سے باہر نکل گیا اب وہاں پر صرف وہ پانچ لوگ ہی بیٹھے تھے۔

نہیں رہا ابھی پبلک پلیس جو بات کرنی ہے جلدی کرو کیونکہ ہم تمہاری طرح فارغ نہیں ہیں وہ ہاتھ میں لائٹر گھومتا غصے سے بولا۔

تم سے بات کرنے کے لئے ہرگز نہیں آئے ہیں ہم یہاں پر وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غصے سے بولی۔

علی نے اپنی آئینہ اور پھر رحمان کی جانب دیکھا۔

اچھا اب تم لوگ دونوں لڑائی شروع نہیں کر دینا۔ صحیح تو ہے اب یہ پبلک پلیس نہیں رہا بات شروع کرو جو بھی بات تم نے کرنی ہے رحمان نے بات شروع کی۔

نازش نے یو۔ ایس۔ بی نکالی اور نمر کی جانب دیکھا نمر نے لیپ ٹاپ نکال کر نازش کے آگے رکھا نازش نے یو۔ ایس۔ بی لگائی اور مخصوص فولڈر نکال کر بنا لیپ ٹاپ کی سکرین کی جانب تھے وہ ویڈیو پلے کی اور رحمان کی جانب کر دی۔۔۔

رحمان اور علی کی جب نظر اسے سکرین پر پڑی علی کے چہرے پر غصہ صاف نمایاں ہونے لگا۔

علی نے ہاتھ کی مٹھی بنا کر مکالیپ ٹاپ کی اسکرین پر مارا ربا نیہ نے حیرت سے ٹوٹے ہوئے لیپ ٹاپ کو دیکھا اور پھر نازش کو۔

اللہ تمہارا بیڑا غرق کرے لڑکے ابھی تو میں نے یہ لیا تھا اب تو ابو بھی نہیں دلائیں گے ربانیہ رونی صورت بنا کر بولی۔

اس سے پہلے رحمان وہ یو ایس بی نکالتا نازش یو۔ ایس۔ بی نکال کر اپنے ہاتھ میں لے چکی تھی۔

"نہیں۔ یہ حرکت نہیں کرنا۔ تم مجھ سے بہت اچھے طریقے سے واقف ہو" نازش نے گن نکالی

اور رحمان کے سر پر رکھی۔ علی ٹیبل پر زور دیتا ہوا میں اٹھا اور پاؤں نازش کے ہاتھ پر مارا نازش کے ہاتھ میں پکڑی گن زمین پر دوڑ جا گری نازش نے غصے سے رحمان کو دیکھا اور پھر علی کو۔

"حد میں رہو۔ لڑکی ہو لڑکی بن کر رہو سمجھی تم۔ علی نے گن نکالی ہے اور نازش کے ماتھے پر رکھی۔

نازش نے اپنی آنکھیں بند کیں اور علی کے آنکھوں میں جھانکا چٹکی بجائی علی کو اپنی دنیا گھومتی نظر سے لگی لیکن اگلے ہی لمحے وہ خود کو سنبھال چکا تھا۔

لیکن افسوس گن اب نازش کے ہاتھ میں تھی علی کو سمجھ ہی نہیں آیا تھا کہ کیا کیا ہے اس لڑکی نے۔

نازش نے ٹانگ ہوا میں کرتے ہی علی کے پیٹ میں ماری جس کے باعث وہ جھکانا نازش نے گولی چلا دی رحمان نے بے یقینی سے سامنے کھڑی اس لڑکی کو دیکھا مطلب جو سنا تھا وہ سچ تھا یہ گولی چلاتے وقت سوچتے نہیں سوچتی۔ لیکن اس نے گولی چلائی کس پر تھی رحمان نے نازش کے لگائے نشانے کا جائزہ لیا تو باہر زمین پر ایک آدمی گر ہوا تھا۔

تم پاگل ہو؟؟؟ بنا سوچے سمجھے ایک آدمی کو مار دیا رحمان دھاڑا۔

"آواز نیچی رکھو اپنی۔ اگر میں اسے نہ مارتی نا تو یقیناً ہم میں سے ایک زندہ نہ ہوتا اور اس کا نشانہ تو ربانیہ تھی اس کو ایسے کیسے چھوڑ دیتی۔"؟؟؟ نازش غصے سے کہتی باہر کی جانب بڑھی۔

کیا کہہ رہی ہیں نشانہ میں؟؟؟ ربانیہ نے حیرت سے نمر سے پوچھا اور اٹھ کر نازش کے پیچھے ہی جانے لگی۔

بیوقوف لڑکی تم باہر کہاں جا رہی ہو؟؟؟ رحمان نے ربانیہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنی طرف کھینچا۔

تم دونوں یہیں رہو ہم آتے ہیں۔ رحمان نے کہا۔ پھر علی اور رحمان ریسٹورنٹ کے باہر گئے ابھی

انہوں نے باہر قدم رکھا ہی تھا جب باہر کھڑی گاڑیوں میں سے ایک کے بعد ایک آدمی نکلے اور

انہوں نے گولیاں چلانا شروع کر دیں۔

نازش ایک گاڑی کی اونٹ میں چھپ کر جوابی کارروائی کرنے لگی جبکہ رحمان اور علی بھی اس کا ساتھ دے رہے تھے۔

ربانیہ یہ کیا ہو رہا ہے مجھے تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا نمرانے ربانیہ کے پیچھے ہوتے ہوئے کہا۔

تم اتنا ڈرتی کیوں ہو؟؟؟ ربانیہ نے غصے سے نمرانے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ربانیہ تم جو سوچ رہی ہو نا تم رہنے دو نازش ہے باہر رحمان ہے اور دوسرا وہ لڑکا بھی ہے سنبھال لیں گے وہ تمہیں ایسا کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ایسے کیسے یار اتنے دنوں بعد تو موقع ملا ہے ربانیہ نے کہہ کر اپنے بیگ میں ہاتھ ڈالا۔ اور مخصوص

چیز ملنے پر مسکرائی دونوں ہاتھوں پر دستانے چڑھاتی وہ ریسٹورنٹ سے باہر نکلی آس پاس کے

حالات کا معائنہ کیا تو دس سے پندرہ لوگ تھے ربانیہ نے اپنی آئینہ و اچکائی اور ہاتھ ہوا میں کرتی

ایک آدمی کی جانب کیا ہے اس میں سے ایک چھوٹی سی نوکیلی چیز نکلی اور اس آدمی کے گردن

میں جا لگی اور وہ آدمی وہیں گر گیا۔

لوگ اپنی دکانیں بند کر کے بھاگ چکے تھے ہر طرف لوگوں کا شور گونج رہا تھا پندرہ منٹ کے بعد وہ سب آدمی زمین پر گرے ہوئے نظر آ رہے تھے کچھ آدمی مر چکے تھے تو کچھ ربانیہ نے بھی ہوش کر دیئے تھے۔

چار آدمی گاڑی سے نکلے جن میں سے دو رحمان اور علی پر گولیاں چلا رہے تھے اور باقی دو نازش اور ربانیہ کی می جانب بڑھے علی اور رحمان کا دھیان دوسرے آدمیوں پر تھا اس سے پہلے وہ دو آدمی نازش اور ربانیہ کو کچھ کرتے نازش اور ربانیہ گاڑی کی بونٹ پر ہاتھ رکھ کر وہ ہوا میں اچھلی اور دونوں کے پاؤں ان دو آدمیوں کے منہ پر لگے جس کے باعث وہ زمین بوس ہو رہے گئے۔ علی اور رحمان ان کی جانب بڑھے اور ان دو آدمیوں کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالا۔

گھر پہنچ کر کال کر دینا رحمان نازش کو کہتا وہاں سے آگے بڑھا جبکہ علی بھی رحمان کے ساتھ تھا۔ "چلیں میری جان"۔ نازش نے ربانیہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ رحمان کے بڑھتے قدم رکے تھے اور ربانیہ کو دیکھا پھر مسکرا سرنفی میں ہلاتا آگے بڑھا۔ علی پہلے ہی گاڑی میں بیٹھ چکا تھا۔

نازش اور ربانیہ نمرا کو لے کر گھر کی طرف روانہ ہوئیں۔۔ چہرے پر ہنوز مسکراہٹ قائم تھے اس چیز سے انجان کے گھر پر ان کے قیامت برپا ہوئی ہے۔

رقیہ بیگم زاہدہ کے ساتھ زبیر کے پاس کھڑی تھی زبیر کو ابھی تک ہوش نا آیا تھا اس کا پورا جسم
ٹیوں میں جکڑا ہوا تھا۔

زبیر کو ہوش آیا تو رقیہ بیگم تڑپ کر زبیر کی جانب بڑھیں۔

میرا بچے کیا ہوا ہے تمہیں یہ کیسے ہوا کس کی نظر لگ گئی میرے بچے۔ کوہائے کس کی نظر کھا گئی
رقیہ بیگم روتے ہوئے بولی۔

زبیر نے ایک نظر اٹھا کے رقیہ بیگم کو دیکھا پھر ساتھ کھڑی اپنی خالہ اور خالو کو ایک درد بھری
مسکراہٹ چہرے پر نمایاں ہوئی۔

مما کسی کی نظر نہیں "مجت کھا گئی آپ کے بیٹے کو"۔ آپ کا بیٹا زندہ نہیں رہے گا زبیر بمشکل یہ
جملہ بول پایا تھا۔

بیٹا ایسا نہ بولو تم ہی تو میرا آخری سہارا ہو تمہیں اگر کچھ ہو گیا تو میں ویسے ہی مر جاؤں گی تمہارے
ابا تو مجھے چھوڑ کر پہلے ہی جا چکے ہیں میرا آخری سہارا تم ہو رقیہ بیگم مسلسل روتے ہوئے بول رہیں
تھیں۔

ماں جوانی میں ہوئی موت لوگ ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں میں مر جاؤں اور اسے میری
محبت کا احساس ہو وہ چیخے روئے۔ لیکن!!! افسوس وہ کسی اور کی ہو چکی ہے اسے میرے زندہ
ہونے یا نا ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن میں چاہتا ہوں اسے افسوس ہو اور اس کو
احساس دلانے کے لئے میرا امرنا ضروری ہے۔

ایسا نہیں بولو بیٹا تمہاری ماں مر جائے گی۔ رقیہ بیگم با آواز رونے لگیں تھیں۔

میں اللہ کے حضور کہوں گا کہ میرے ساتھ ہی ایسا کیوں؟؟؟ بے شک اللہ نے اس میں میری
کوئی بہتری لکھی تھی لیکن محبت!!! وہ تو میری پہلی اور آخری محبت تھی نا ماں کیوں نہیں ملی وہ
مجھے زبیر کی آنکھوں سے مسلسل آنسوؤں رواں تھے وہ بمشکل بول رہا تھا رقیہ بیگم کی تو وہ بات سن
ہی نہیں رہا تھا۔

بیٹا ایسے نہیں بولتے ہیں تم بہت جلدی ٹھیک ہو جاؤ گے زاہد صاحب نے زبیر کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

جب "عشق" ہو جائے نا کسی سے تو اس کا کسی اور کا ہو جانا۔ یہ سوچ کر جان نکلتی ہے۔ اور مجھے جس سے عشق تھا وہ تو "کسی اور کی ہو چکی ہے" میں اب زندہ نہیں رہنا چاہتا۔

زاہد صاحب کچھ بولتے ہیں اس سے پہلے ہی زبیر لمبے لمبے سانس لینے لگا رقیہ بیگم کی چیخیں سن کر ڈاکٹر آئے۔

آپ لوگ باہر جائیں ہمیں پیشینٹ کو دیکھنے دیں ڈاکٹر نے انہیں باہر جانے کا کہا تو زاہدہ بیگم رقیہ کو لے کر باہر آگئی اور زاہد صاحب بھی ان کے پیچھے ہی باہر آگئے۔

رقیہ بیگم کی توجان جا رہی تھی "جو ان بیٹا دور جاتا اور دکھائی دے رہا تھا" کچھ دن پہلے ہی تو اس کی کھکھلاہٹ گھر میں گونج رہی تھی کتنا خوش تھا وہ۔

رقیہ بیگم کے بار بار پوچھنے پر بھی اس نے اس لڑکی کا نام نہیں بتایا تھا جس سے وہ محبت کرتا تھا ہمیشہ یہی کہہ کر ٹال دیتا کہ "اماں میں بھی یہی ہوں وہ بھی یہی ہیں میں بہت جلد آپ کو اس سے ملواؤں گا۔"

اللہ پاک مجھ بوڑھی جان کو اٹھالیں لیکن میرے بچے کو سلامت رکھنا رقیہ بیگم زاہدہ بیگم کے گلے لگے رو رہی تھی اور اپنے رب سے دعا گو تھی۔

ابھی کچھ ہی پل گزرے تھے جب ڈاکٹر صاحب باہر آئے زاہد صاحب ڈاکٹر صاحب کے پاس گئے۔

آئی ایم سوری ہم "پیشنٹ کو نہیں بچا سکے" یا یوں کہیں کہ اس پیشنٹ کو خود ہی جینے کی تمنا نہیں تھی۔ ہم اسے سانس لینے کا بول رہے تھے لیکن وہ تو بس کسی کا نام لے رہا تھا کہ اور کہہ رہا تھا "آخری دیدار کرنا ہے مجھے"

صحیح کہتے ہیں عشق کے جیسی بیماری کسی کو نہ لگائے لوگ یا تو زندہ مر جاتے ہیں۔ یا تو اس دنیا سے ہی چلے جاتے ہیں ہمیں افسوس ہے وہ تو ابھی صرف بائیس سالہ نوجوان تھا کیسے "مجت کھاگئی" اس بچے کو ڈاکٹر صاحب زاہد صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہتے وہاں سے جا چکے تھے۔ رقیہ بیگم بس اب خاموشی سے ڈاکٹر کو جاتے دیکھ رہیں تھی اب نا آنکھوں میں انسو تھے اور نہ ہی لب سے ایک بات نکلی تھی وہ خاموش تھیں۔

زیر کے کہے الفاظ رقیہ بیگم کے کانوں میں گونجے تھے "مما محبت کھاگئی آپ کے بیٹے کو" رقیہ بیگم کی چیخ گونجی تھی اور ان کا رونا پورا ہسپتال دیکھ رہا تھا سب کو اس ماں پر رحم آرہا تھا جس نے اپنا جوان بیٹا گوا دیا تھا۔ آخر اس کا قصور کیا تھا۔؟؟؟؟ "محبت"

رقیہ بیگم کو آج یقین آیا تھا کہ محبت قسمت سے ہی ملتی ہے۔ ورنہ وہ تو ہمیشہ یہی کہتی تھی محبت اگر نالے تو چھین لینی چاہیے۔ لیکن!!! وہ تو اپنے بیٹے کے لئے یہ بھی نہ کر سکیں کہ اپنے بیٹے کے لئے محبت چھین لیں اس کی محبت کو اس کے قدموں میں رکھ دیں اس محبت نے ان کے جوان بیٹے کو چھین لیا تھا۔

تھوڑی دیر میں وہ سب گھر آچکے تھے۔ کل تک جس گھر میں گانے گونج رہے تھے ہنسی کھکھلاہٹ گونج رہی تھی آج وہاں رونے اور چیخنے ک آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

جہاں کل رقص کیا جا رہا تھا آج وہاں میت پڑی تھی ایک جوان بیٹا اپنی محبت کے ساتھ نکلا تھا اور اپنی محبت کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی بھی ہار گیا تھا۔

زیر کا چمکتا چہرہ دیکھ کر سب کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔

وہ تینوں محلے میں داخل ہوئیں تو اپنے گھر کے سامنے لوگ جمع دیکھ کر ربابیہ کو کچھ غلط ہونے کا

احساس ہوا۔

نازش ربابیہ اور نمر اس ہجوم کو چیرتی گھر میں داخل ہوئی تو سامنے پڑی میت کو دیکھ کر ربابیہ نے

نازش کا سہارا لیا۔

چمکتا چہرہ چہرے پر ہنوز مسکراہٹ ویسے ہی قائم تھی چہرے پر سوجن تھی سر پر لگی چوٹیں جس پر ابھی تک پٹی بندھی تھی۔

ربابیہ کی چیخ گونجی تو سب کی نظریں اس کی جانب اٹھیں۔

"نہیں زبیر اٹھو" ربابیہ اس سے پہلے زبیر کیمیت کو پکڑتی نازش پکڑ چکی تھی۔ "اٹھو" زبیر تم ایسا

نہیں کر سکتے تم اتنی بڑی سزا نہیں دو مجھے اپنا گنہگار کر گئے ہو۔ اٹھو اس کی چیخیں پورے گھر میں

گونج رہی تھی وہ میت کی طرف بھاگ رہی تھی۔ لیکن نازش مضبوطی سے تھامے اپنے آنسو

روکنے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ دیوار کا سہارا لئے نمر اٹھا موش کھڑی تھی۔

رحمان اور علی جو کہ یو۔ ایس۔ بی لینے کے لئے نازش کے پاس آئے تھے لیکن گھر کا ماحول دیکھ کر شدید حیرت کا جھٹکا لگا تھا ربانیہ کو چیختے دیکھ کر رحمان اس کی جانب بڑھانا نازش کو تو اب اپنا آپ سنبھالنا مشکل لگ رہا تھا۔

ربانیہ اس میں اللہ کی مرضی شامل تھی تم اس کے لئے دعا کرو ایسے نہیں کرو نہیں رو۔ ایسے مجھے تکلیف ہو رہی ہے تمہیں ایسا رو تا دیکھ کر نازش اب رونے لگی تھی ربانیہ کو روتے دیکھ کر۔ وہ بار بار اس کے آنسو صاف کرتی اور اس کو اپنے سینے سے لگائے کھڑی تھی لیکن ربانیہ وہ کسی کی سن ہی کہاں رہی تھی اس کی بس چیخیں گھر میں گونج رہی تھیں۔

تھوڑی دیر پہلے جہاں ربانیہ کے چہرے پر مسکراہٹ تھی آج دکھ تھا تکلیف تھی۔ رحمان نے آگے بڑھ کر ربانیہ کو پکڑا

ربانیہ بنا سوچے سمجھے اس کے سینے سے لگی۔

اس سے پہلے نازش زمین بوس ہوتی علی نے اسے کندھے سے تھامنا نازش نے اپنا چہرہ علی کے سینے میں چھپایا۔ علی نے ناگواری سے اسے دیکھا پھر موقع کی نزاکت کو سمجھتے خاموش ہو گیا۔

"اسے بولو خاموش ہو جائے نہیں دے خود کو تکلیف۔ مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔ اسے تکلیف میں دیکھ کر میں مر جاؤں گی" نازش علی کے سینے میں منہ چھپائے مسلسل روتے ہوئے بول رہی تھی۔

ربانیہ کی چیخیں بند ہوئیں تو اگلے ہی لمحے ربانیہ رحمان کے ہاتھوں میں جھول گئی۔

دوسری طرف نازش کی سسکیاں اور آواز بھی بند ہوئی علی نے نازش کا چہرہ اپنے سینے سے نکالنا چاہا تو وہ زمین بوس ہو گئی۔

اس نے حیرت سے زمین پر پڑی نازش کو دیکھا اور پھر ربانیہ کو۔

رحمان رحمانیہ کو اپنی ماؤں میں اٹھایا دہد صاحب نے ربانی کے کمرے کا راستہ دکھایا تو رحمان ربانی کو اپنی واں میں اٹھائے کمرے کی جانب بھاگا۔

زاہدہ بیگم اور زاہد صاحب تو نازش کے پاس تھے اپنی سگی بیٹی کو چھوڑے وہ نازش کے پاس بیٹھے اس کی فکر میں تھے۔

زاہد ڈاکٹر کو بلائیں دیکھیں نامیری بچی کو کیا ہوا ہے۔ اٹھو نازش اٹھو اپنی ماں کو تنگ نہیں کرو ایسے۔

دیکھو نا تمہاری ماں پہلے ہی تکلیف میں ہے اور تنگ نہیں کرواٹھ جاؤ زاہدہ بیگم روتے ہوئے مسلسل بول رہی تھی علی نے آگے بڑھ کر نازش کو اپنی بانہوں میں اٹھایا تو زاہدہ بیگم بھی علی کے پیچھے ہی چلی گئیں جبکہ زاہد صاحب موبائل کان کو لگاتے باہر کی جانب بڑھے۔

تھوڑی دیر میں نماز جنازہ پڑھائی گئی اور میت کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

رقیہ بیگم کو تو اب ہوش ہی نہ تھا وہ بس ایک جگہ آنکھیں موند کر خاموش بیٹھیں تھی۔

نازش اور ربانیہ کو بھی ابھی تک ہوش نہ آیا تھا رحمان تو ربانیہ کو اکیلا چھوڑ کر جانے کے لئے تیار نا تھا۔ لیکن زاہد صاحب کے سمجھانے پر وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔

ان سب میں ایک اور وجود بھی تھا جس سے سب انجان تھے جس کی تکلیف کسی کو نظر ہی نہ آئی تھی کہ وہ بھی کچھ ہار چکا ہے۔۔

علی نے جیسے ہی گھر کے اندر قدم رکھا تو سامنے سونیا کو دیکھ کر ماتھے پر بے شمار بل نمایاں ہوئے۔

وہ اس کے کتے کے پاس بیٹھی اس کے بال سہلار ہی تھی اور اسے بسکٹ کھلا رہی تھی۔

علی غصے سے اس کی جانب بڑھا اور سونیا کا ہاتھ پکڑ کے اسے کتے سے دور پھینکا۔

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ کیا کرنے آئی ہو تم یہاں پر"۔؟؟ علی غصے سے دھاڑا۔

سونیا علی کی جانب بڑھی اور منہ جھکائے کھڑی ہوئی۔

تمہارے کپڑے میں نے پریس کر دیئے ہیں۔ جب دیکھا تو تمہاری سگریٹ بھی ختم تھی وہ بھی میں نے لا کر رکھ دی ہے اور تمہاری گاڑی جو کہ آغا کے پاس تھی وہ بھی میں لے آئی ہوں۔ امید کرتی ہوں کہ تمہیں پسند آئے گا کیونکہ تمہیں اپنا ہر کام وقت پر چاہیئے ہوتا ہے۔

ہاں مجھے ہر کام میرا وقت پر چاہیئے لیکن جسے میں کہوں وہ کر کے دے۔

"مجھے" اور "میری چیزوں کو" یہ ہرگز پسند نہیں کہ کوئی میری اجازت کی بنا میرے کپڑے میرے سگریٹ میری گاڑی میرے کتے کو ہاتھ لگائے میری ہر چیز سے دور رہو خواہ وہ جاندار ہو یا بے جاندار"۔ وہ غصے سے کہتا اپنے کتے کے بیلٹ کو پکڑ کر وہ اپنے کمرے میں جا چکا تھا۔

جب کہ پیچھے کھڑی سونیا حیرت سے علی کو جاتا دیکھ رہی تھی اور آنکھوں میں آنسوؤں لئے وہاں سے باہر بھاگ گئی

ربانیہ اور نازش کی جب صبح آنکھ کھلی تو گھڑی صبح کے بارہ بج رہی تھی۔

نازش وہ میری وجہ سے۔ سب میری وجہ سے ہوا ہے میں کیا کروں ربانیہ نازش کا ہاتھ پکڑے پھر رونے لگی تھی۔

"تم ایسے رو رہی ہونا تو مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔ خدا کا واسطہ ایسا نہیں کرو ایسے خود کو تکلیف نہیں دو" نازش کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

نازش نے کمرے میں نظر دوڑائی تو نمرا نظر نہ آئی۔ پریشانی سے کمرے میں خود سے ہٹاتی بیڈ سے نیچے اتری اور پاؤں میں چپل اڑی۔

"نمرا کہاں ہے نازش۔؟؟؟" نے ربانیہ سے سوال کیا ربانیہ کا دھیان اب نمرا کی جانب گیا۔

مما ابو حسنین حنین ربانیہ باری باری سب کو بلانے لگی۔

سب پریشانی سے کمرے میں داخل ہوئے۔ زاہد صاحب ربانیہ کی جانب بڑھی اور زاہدہ بیگم نازش کی طرف اور پریشانی سے نازش کی ماتھے پر ہاتھ رکھا۔

ٹھیک ہونا تم دونوں جان نکال دی تھی۔ کتنا پریشان کرتی ہو اپنی اس بوڑھی ماں کو زاہدہ بیگم روتے ہوئے بولیں۔

"ماما آپ فکرنا کریں نا آر رونا بند کریں" نازش نے زاہدہ بیگم کے آنسو صاف کئے۔ نمرا کہاں ہے نازش نے زاہدہ بیگم کے ہاتھ تھامتے ہوئے پوچھا۔

باہر ہے ہمارے ساتھ زاہدہ بیگم نے کہہ کر نازش کو بیڈ پر بٹھایا۔ تم دونوں فریش ہو جاؤ میں تم لوگوں کے لئے کچھ کھانے کے لئے لے کر آتی ہوں کل سے تم لوگوں نے کچھ بھی نہیں کھایا ہے زاہدہ بیگم کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ نازش بھی پیچھے ہی کمرے سے باہر آئی اور نمرا کو ڈھونڈنے لگی۔ وہ گھر کے ایک سائڈ ہاتھ میں بک لئے صوفے پر بیٹھی تھی۔

نمرا کچھ کھانے کے لئے لے آؤ نازش نے کہا۔ نمرا نے ایک نظر نازش کو دیکھا اور خاموشی سے اٹھ کر کچن کی جانب بڑھی۔

"نمرا" نازش نے نمرا کا ہاتھ پکڑا نمرا نے نازش کی جانب دیکھا اور اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ آزاد کروا کر کچن میں چلی گئی جہاں زاہدہ بیگم پہلے سے ہی نازش والوں کے لئے کھانا نہیں نکال رہیں تھیں۔

نازش نے کچھ نہ بولنا ہی مناسب سمجھا اور واپس کمرے میں چلی گئی۔

کہاں ہے نمر اٹھیک تو ہے نا۔؟؟؟ ربانیہ نے فکر مندی سے پوچھا۔

"ہاں اٹھیک ہے لیکن خاموش ہے میں نے پکارا بھی وہ ہمیشہ میرے پکارنے پر پوچھتی ہے کیا ہوا ہے کوئی کام ہے طبیعت کا پوچھ لیتی ہے لیکن آج تو وہ بھی نہیں" نازش نے پریشانی سے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

پاپا بھی بتا کر گئے ہیں کہ کل سے وہ الگ الگ ہے خاموش ہے پتا نہیں کیا ہوا ہے اس کو۔

"وہ تو جب وہ کمرے میں آئے گی تبھی پوچھیں گے کہ ہوا کیا۔ تم اٹھو اٹھ کر فریش ہو جاؤ میڈیسن لو تمہاری طبیعت زیادہ خراب نہ ہو جائے میں تمہارے لئے کھانا لگاتی ہوں نازش کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

میڈم اگر یاد ہو تو طبیعت آپ کی بھی خراب ہے کل سے بے ہوش آپ بھی تھی تم پہلے فریش ہو جاؤ میں بعد میں فریش ہو جاؤں گی ربانیہ نے کہہ کر آنکھیں موند لیں نازش واشر و م کی جانب بڑھ گئی۔

علی صبح اٹھا تو گھر میں کوئی بھی موجود نہیں تھا شکر کا سانس لیتے وہ رحمان سے ملنے کے لئے چلا گیا۔

وہ اس وقت رحمان کے کمرے میں موجود تھا لیکن رحمان تو خوابِ خرگوش کے مزے لے رہا تھا۔

علی کو جب صبر کرنا مزید مشکل لگنے لگا تو اٹھ کر رحمان کے پاس آیا اور سائڈ ٹیبل پر پڑا جگ اٹھا کر رحمان کے اوپر گرا دیا رحمان اٹھ بیٹھا اور مونہہ موندی آنکھوں سے علی کو دیکھنے لگا۔

تم یہاں۔؟؟؟ تمہیں کوئی اور کام نہیں ہے ہر وقت میرے سر پر سوار رہتے ہو۔ رحمان غصے سے کہتا واپس لیٹ گیا علی نے غصے سے آنکھیں بھینچیں اور رحمان کو گریبان سے پکڑ کر کھڑا کیا۔

"تم نے کہا تھا وہ لڑکی ہندو ہے لیکن وہ لڑکی ہندو نہیں ہے رائٹ" علی نے ایک ایک لفظ چبا کر ادا کیا۔

وہ لڑکی ہندو ہی ہے ربانیہ میری منکو حہ اسے پیار سے نازش کہتی ہے کیونکہ وہ اس کے لئے اہمیت رکھتی ہے تمہیں لگتا ہے کوئی عام دوست اپنی دوست کے نکاح پر تین کروڑ روپے کا صدقہ دے

سکتا ہے یا یوں کہو کہ پورے دس کروڑ روپے جو اس نے اس کو اوپر خرچ کر دیئے ہو سکتا ہے ایسا

؟؟؟؟-

اور وہ لڑکی خود کو صرف اسی لئے نازش کہتی ہے کیونکہ ربانیہ یعنی میری منکوحہ کو یہ نام پسند ہے

ہندو ہے وہ ویسے۔ رحمان غصے سے کہتا پیچھے ہو اور بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"چل کیا رہا ہے یہاں پر میں جتنا چاہ رہا ہوں میں ان سب چیزوں سے دور رہوں مجھے مزید ان چیزوں میں گھسیٹا جا رہا ہے وہ ویڈیو۔ اور وہ تصویریں بھی یقیناً اسی یو۔ ایس۔ بی میں ہوں گی۔ اس لڑکی سے لے کر دو مجھے وہ یو۔ ایس۔ بی۔ اور وہ سونیا وہ یہاں آچکی ہے کل تو وہ میرے گھر تک پہنچ گئی۔"

کیا سونیا یہاں آگئی ہے؟؟؟ اور وہ کل تمہارے گھر پر تھی اور پھر رات کو؟؟ رحمان نے آئیرو اُچکائی۔

"اپنی بکو اس بندر کھو۔ نا پہلے ہمارے درمیان ایسا کوئی رشتہ تھا نا ہے اور نا کبھی ہوگا" علی نے غصے

سے کہا اور اپنا ماتھارب کرنے لگا۔

اچھانہ چھوڑنا شتہ کیا ہے تم نے۔؟؟

"تمہیں ناشتے کی سوچھ رہی ہے۔؟؟ مجھے پہلے یہ بتاؤ کہ یہ چل کیا رہا ہے وہ یو۔ ایس۔ بی اس لڑکی کے پاس کیسے پہنچی"۔؟؟

یہ تو ہم اسی سے پوچھ سکتے ہیں کیونکہ میرے خیال سے وہ یو۔ ایس۔ بی تو آغا کے کسی خاص آدمی کے پاس تھی۔

"دیکھو تم نے اگر مجھے ان سب چیزوں سے دور رکھا ہے اور چاہتے ہو کہ میں دور رہوں ان سب چیزوں سے تو تم مجھے ایک ایک منٹ کی خبر دیا کرو اس سے پہلے کہ میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو اور میں واپس اپنے اسی حرکتوں پر واپس آؤں مجھے صحیح طریقے سے یہ بتاؤ کہ اس لڑکی کے پاس یہ یو۔ ایس۔ بی کہاں سے آئی ہے اور اس سونیا کو یہاں سے جلدی سے چلتا کرو ورنہ یہ نہ ہو کہ میں قتل کر بیٹھوں"۔

میں گیا تھا آغا کے پاس۔ کی ہے بات میں نے پیار سے نہیں سمجھ رہا۔ اب یہ تمہارا معاملہ ہے تم جانو اور تمہارا کام جانے رحمان نے مسکرا کر کہا اور علی کے کندھے کو تھپتھپا کر واش روم کی جانب بڑھ گیا۔

علی نے آنکھیں بھینچیں ایک خوفناک منظر علی کی آنکھوں کے سامنے لہرایادماغ کی رگیں ابھریں آنکھیں کھولیں نے تو آنکھیں لال ہو رہی تھی وہ خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

رمز کی آنکھ کھلی تو خود کو ایک اندھیرے کمرے میں پایا ہاتھوں پر رسی بندھی تھی اور منہ پر جگہ جگہ نشان تھے اسے کل کا وقت یاد آیا جب وہ گھر کی طرف جا رہی تھی اور ان کی گاڑی پر حملہ ہوا تھا۔

کل جب ریان ردا اور رمز کو چھوڑنے کے لئے ان کے گھر جا رہا تھا تب راستے میں اچانک کچھ گاڑیاں ان کی گاڑی کے آگے آکر رکیں ریحان گاڑی سے باہر نکلا۔

کچھ آدمی ان کی گاڑی کے پاس آئے اس سے پہلے ریان کچھ کرتا سامنے سے آنے والے آدمی نے ایک اسپرے نکالا اور ریحان کے منہ پر کیا۔

رمز اور ردا گاڑی سے باہر نکلیں کچھ آدمیوں نے آکر انہیں پکڑا اور اسپرے کیا اور وہ دونوں بے ہوش ہو گئیں اور ان کے ہاتھوں میں جھول گئیں آج جب آنکھ کھلی تو خود کو اندھیرے کمرے میں پایا۔

کوئی ہے یہاں کھولو مجھے رمز اغصے سے دھاڑی اس کی دھاڑکے ساتھ میں بندھی ردا کی آنکھ کھلی تو موندی موندی آنکھوں سے آس پاس دیکھا جہاں تین کرسیاں تھیں سامنے کرسی پر ریان کو باندھا گیا تھا ریان کے ہونٹ کے پاس خون جما ہوا تھا جبکہ چہرے پر جگہ جگہ مارنے کے نشان تھے۔

ریان رمز نے ریان کو پکارا لیکن ریان ویسے ہی بے سود کوئی حرکت ناہوئی اس کے جسم میں۔ اس کی نیندیں پوری نہیں ہو رہی ہیں رمز اپنے ہاتھوں کو کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔

کیا ہو گیا ہے رمز؟؟؟ بیوقوف لڑکی نیند میں نہیں ہے وہ بے ہوش ہے دیکھ نہیں رہی ہو کہ کتنی چوٹیں اس کو لگی ہوئی ہیں لیکن مجال ہے تمہیں ذرا سی بھی اپنے شوہر کی پرواہ ہو۔

مجھے لگ رہا ہے تمہیں مجھ سے زیادہ پرواہ ہے اس کی اگر ہاتھ کھلے ہوتے نا ایک مکہ میں منہ پر جھڑ دیتی ہے تمہارے۔ تو پتہ چل جاتا کہ شوہر کس کا ہے وہ اور پروا کس کو کرنی چاہیے۔

رمز اتم بہت زیادہ بول رہی ہو دیکھ رہی ہوں کل جب گھر سے بھی نکلی تھی تو ہمارا بیسیویز ایسا ہی تھا مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ کیا چاہ رہی ہو تمہاں۔؟؟ ردا مسلسل ہاتھ ہلاتے ہوئے بول رہی تھی۔

ردامزید میرا دماغ خراب نہیں کرو اور کسی طریقے سے اس کو اٹھاؤ ورنہ میں یہیں سے ٹانگ اس کے منہ پر ماروں گی تاکہ یہ نیچے گر جائے جب ہماری آنکھ کھل سکتی ہے تو اس کی کیوں نہیں۔؟؟؟ یقیناً اسی کی وجہ سے کچھ ہوا ہو گا۔

جب تک ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ہمیں یہاں کون لایا اور کس لئے لایا ہے نا تم ایسے بے بنیاد الزام نہیں لگاؤ اس پر۔

ردا تم مجھے غصہ دلارہی ہو تمہیں اتنی فکر کیوں ہو رہی ہے اس کی شوہر میرا ہے مجھے فکر کرنی چاہیے۔

تم لوگ تو ایسے لڑ رہی ہے جیسے تم لوگوں کا آپس میں کوئی رشتہ ہی نہیں ہے باہر سے اندر داخل ہوتے ہوئے ایک آدمی نے کہا۔

رمزانے غصے سے اس آدمی کی طرف دیکھا اور اس کے پیچھے آتے کچھ آدمیوں کو۔

کون ہو تم لوگ یہاں کیوں رکھا ہے تم لوگوں نے رمزا غصے سے دھاڑی۔

صبر کرو بتادیں گے بتادیں گے اتنی بھی کیا جلدی ہے۔؟؟

اور تم تم تو کہہ رہے تھے یہ لوگ ایک دوسرے کے لئے جان دیتے ہیں لیکن مجھے تو نہیں لگتا کہ انہیں ایک دوسرے کے مر جانے سے بھی فرق پڑے گا سامنے کھڑے آدمی نے پیچھے مڑ کر دوسرے آدمی سے پوچھا۔

صاحب معلوم کرنے پر تو یہی معلوم ہوا تھا کہ یہ ایک دوسرے کے لئے جان دیتی ہیں۔

مجھے لگ رہا ہے تم غلط لڑکیوں کو اٹھالائے ہو۔ اٹھاؤ ان کو واپس پھینک کر آؤ وہیں جہاں سے لے کر آئے ہو وہ آدمی کہتا باہر کی جانب بڑھنے لگا۔

کیا مطلب ہے تمہارا کس لئے لے کر آئے ہو تم ہمیں یہاں پر۔؟؟ اور کس کو اٹھانے کے لئے تم گئے تھے ر مزانے غصے سے پوچھا۔

تمہیں اس سے مطلب نہیں ہونا چاہیے لڑکی اپنا منہ بند رکھو بہت زبان چلتی ہے تمہاری اس سے پہلے میں یہ زبان کاٹ دوں وہ آدمی کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

جہاں تک مجھے معلوم ہے یہی ہیں وہ لڑکیاں جو ان کے ساتھ اکثر دیکھی جاتی تھیں۔ خیر اگر باس نے کہہ دیا کہ ان کو واپس چھوڑ کر آؤ تو چھوڑ کر آنا پڑے گا لیکن جانتے ہونا کیسے چھوڑ کر آنا ہے وہاں کھڑے ایک آدمی نے کہا تو پاس کھڑے کچھ آدمی اثاب میں سر ہلانے لگے۔

وہ آدمی باہر نکلتا اس سے پہلے ان میں سے ایک آدمی بولا تھا۔

صاحب جی لڑکیاں ہیں اور کچھ دنوں سے ہمارا باہر جانا بھی منع ہے تو اگر آپ اجازت دیں تو ان میں سے ایک آدمی بولا۔ ردا نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس آدمی کو دیکھا۔

ہاں ہاں بیٹا تم ہاتھ کھولو مزے ایسے دوں گی کہ ساری زندگی یاد رکھو گے رمز اغصے سے کہا اور پھر ریان کی جانب دیکھا جو اب بھی بے ہوش تھا۔

اور تم کیا یہاں پر ہو سونے کے لئے آئے ہو رمضان غصے سے ریان کی کرسی پر ٹانگ مارتے ہوئے کہا ریان کے جسم میں حرکت ہوئی۔

ہاں جو کرنا ہے کرو۔ زبان بہت چلتی ہے اس کی لیکن دھیان رہے کہ یہ لوگ زندہ نہیں جانی چاہیے واپس اور یہ لڑکا تو بے ہوش ہے اس سے پہلے یہ ہوش میں آئے اسے وہیں پھینک آؤ جہاں سے اس کو لے کر آئے تھے آدمی کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

چلو ہمارا بھی انتظام ہو گیا۔ آج کی رات تو جشن ہو گا جشن ان میں سے ایک آدمی ہنستے ہوئے بولا اور مکاری سے ردا کے ہونٹ کو چھوا اس سے پہلے وہ کوئی بے باکی کرتا مزانے اپنی ٹانگ ہو امیں کی اور اس کے منہ پر ماری وہ آدمی اس کے لئے تیار نہ تھا اس لئے دور جا گرا۔

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

رمزا اپنے ہاتھوں کو مسلتی کھڑی ہوئی۔

آج اتھے مزہ دوں وہ اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو مسلتے ہوئے بولی پیچھے کھڑے آدمی اس

Page | 227

کی جانب بڑھے رمزا نے ایک پاؤں اپنی کرسی پر اور دوسرا پاؤں ہوا میں کرتے ایک ٹانگ ایک

آدمی کے سینے میں ماری اور دوسرے کے اوپر مکارا تو وہ آدمی نیچے زمین پر گر گیا۔

رمزا نے ریان کے ہاتھ کھولے جواب بھی وہ غنودگی میں تھا پھر باقی آدمیوں کی جانب بڑھی۔

رمزا نے پاس پڑی ایک لوہے کی راڈ اٹھائی اور وہاں کھڑے ہر آدمی کے سر میں ماری جس کے

باعث وہ بے ہوش ہو گئے۔

وہ وہاں زمین پر پڑے باقی تین آدمیوں کی جانب بڑھی اور ان میں سے ایک آدمی کا گریبان پکڑا

اور کھڑا کیا۔

اب جلدی جلدی سے بتاؤ تم کس کو لینے گئے تھے اور کس لئے۔؟؟؟

گنگانام کی کوئی لڑکی ہے جس سے کسی چیز کا بدلہ لینا چاہتے ہیں اور ان کی کوئی ضروری چیز ان کے

پاس ہے وہ چیز چاہیے میرے پاس کو۔

ہمارے باس کو لگا تھا کہ تم لوگ اس کی خاص دوست ہو اگر تم لوگوں کو یہاں لے کر آئیں گے تو تمہارے ذریعے ہم اس سے کام کروا سکتے ہیں۔

تم لوگ اٹھا کر تو صحیح لڑکیوں کو لائے ہو لیکن اپنے باس کو یہ اتنا بتا دینا کہ آئندہ ہم پر ہاتھ ڈالنے کی غلطی کی تو اس کا وہ ہاتھ اکھاڑ کر پھینک دیں گے شاید وہ گنگا کو نہیں جانتے کون ہے وہ لڑکی وہ زندہ انسان کھا جانے والی لڑکی ہے۔

اگلی بار حملہ کرو تو بچوں کی طرح نہیں کرنا یہ کچے کھیلنے والا کھیل نہیں ہے جس کو اتنا آسان سمجھا ہے۔

اپنے باس کا نام بتاؤ کیا نام ہے اس کا مرزا دھاڑی۔

وہ ہمیں مار دے گا اگر ہم نے نام بتایا تو۔ وہ آدمی ڈرتے ہوئے مرزا سے پیچھے ہوا۔

اگر تم نے نہیں بتایا تو میں ابھی مار دوں گی۔ مرزا نے اپنے سیدھے ہاتھ میں پکڑی راڈ کو گول گھمایا اور اس کے سر میں ماری تو وہ آدمی وہیں گر گیا دوسرے آدمی کی جانب بڑھی جو یہ سب دیکھ رہا تھا

کیا تم بتانا پسند کرو گے نام کیا ہے اس کار مزانے کہہ کر آئیبر و اچکائی تو وہ آدمی نفی میں سر ہلاتا پیچھے ہوا رمزا مسکرائی اور وہ اس کے سر میں بھی راڈ ماری تیسری آدمی کی جانب بڑھی۔

اور یقیناً تم میرے ہاتھ سے مرنا پسند نہیں کرو گے وہ گھٹنوں کے بل اس تیسرے آدمی کے پاس بیٹھی۔

"قادر خان" نام ہے اس کا مجھے چھوڑ دو مجھے جانے دو وہ آدمی رمزا سے پیچھے ہوتے ہوئے بولا۔

ہاں جاؤ کس نے روکا ہے لیکن یہ تحفہ لے کر جاؤ رمزانے وہ راڈ اس آدمی کے گلے پر ماری اور راڈ وہیں پر پھینکی پھر ردا کی جانب بڑھی۔

تم نے اپنے شوہر کے ہاتھ کھول دیئے لیکن اپنی دوست پر زرا سا بھی ترس نہیں آیا نا کہ میرے ہاتھ کھول دو۔

شوہر کے بھی ہاتھ کھولنے کا کیا فائدہ دیکھو کیسے خوابِ خرگوش کے مزے لے رہا ہے نکما انسان رمزا کہتی ریان کی جانب بڑھی۔

بار بار پکارنے اور ہلانے پر بھی جب ہوش میں نہ آیا تو رمزا اپنی تلاش کرنے لگی پانی ملنے پر ریان کے منہ پر مارتا تو وہ ہوش میں آیا۔

آنکھیں کھول کر رمزا کی جانب دیکھا تو ماتھے پر بے شمار بل نمایاں ہوئے۔

ہم یہاں کیسے ہم تو گھر جا رہے تھے نا پھر ہم یہاں ریان نے آس پاس دیکھ کر اپنے سر پر ہاتھ رکھا جہاں چوٹ لگی تھی۔

یہ ڈرامے نام اپنے گھر جا کر کرنا اب چلو یہاں سے چلتے ہیں اس سے پہلے وہ لوگ واپس آجائیں رمزا ردا کا ہاتھ پکڑتی باہر نکل گئی تو ریان بھی پیچھے چلنے لگا۔

ردا والے کمرے سے باہر نکلے تو آس پاس دیکھا وہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے باہر کچھ ہی کچے گھر تھے وہاں سے کھڑے ہو کر روڈ صاف دیکھا جاسکتا تھا۔

تم اگر گھر جانا چاہو تو جاسکتے ہو ہم لوگ نازش کے پاس جا رہے ہیں رمزا نے ردا کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا۔

اتنی بھی جلدی کیا ہے اس کے پاس جانے کی۔؟؟ بعد میں چلی جانا ابھی اپنی حالت دیکھو اس حالت میں تم کہیں نہیں جاسکتی ریان غصے سے کہتا آگے بڑھا۔

میں نے جتنا کہا ہے اتنا کرو گھر جاؤ بینڈج کرو اپنی ہم لوگ شام تک واپس گھر آجائیں گے رمز ابنا ریان کی کوئی بات سنے ردا کے ساتھ وہاں سے جا چکی تھی جبکہ ریان غصے سے رمز کو جاتے دیکھ رہا تھا۔

نازش اور ربانیہ کو کھانا بھی زاہدہ بیگم نے دیا تھا نمرا اب بھی ان سے نہیں ملی تھی شاید وہ ان سے ملنا ہی نہیں چاہ رہی تھی لیکن ناراضگی کس بات کی تھی؟؟ وہ نازش اور ربانیہ کو سمجھ نہ آرہا تھا۔

ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ کمرے میں رمز اور ردا داخل ہوئی۔

ردا اور رمزہ کو زخمی حالت میں دیکھ کر ربانیہ اور نازش ان کی جانب بڑھیں۔

پچھے ہی رقیہ اور زاہدہ بیگم اور زاہد صاحب کمرے میں داخل ہوئے ان کے پیچھے ہی نمرا تھی جس کے چہرے پر اب بھی کوئی تاثرات نہیں نظر آرہے تھے۔

کیا ہوا ہے بچہ تم لوگوں کی اتنی چوٹیں کیسے لگیں ہیں خون بھی بہہ رہا ہے زاہدہ بیگم نے فکر مندی سے ردا کے ہاتھ کو دیکھتے ہوئے کہا جہاں رسی کھولنے کی جلدی میں اس کے ہاتھ پر کٹ لگ گیا تھا

ہم نازش سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں اکیلے میں اگر آپ کی اجازت ہو تو ردا نے ادب سے سر جھکاتے ہوئے کہا تو زاہد بیگم رقیہ بیگم اور زاہد صاحب کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ نمرا نازش اور ربانیہ وہیں پر تھیں۔

"کیا ہوا ہے تمہیں اور یہ کس نے کیا ہے" نازش نے پوچھا۔

تم یہ چھوڑو یہ بتاؤ تم کن چکروں میں گھوم رہی ہو۔؟؟ کون ہے وہ لوگ جو تمہارے دشمن بنے بیٹھے ہیں۔ ہاں!!! بتاؤ مجھے کون سی ایسی چیز تم نے کسی کی چراہی ہے جو لوگ تمہیں مارنے کے لئے گھوم رہے ہیں رمز اغصے سے دھاڑی۔

"آواز نیچی رکھو رمز مجھے پسند نہیں کہ مجھ سے کوئی تیز آواز میں بات کرے جو بات ہے سیدھی

سے بتاؤ تمہارے زخمی ہونے سے اس بات کا کیا تعلق۔؟؟؟"

تعلق ہے نازش۔ تعلق ہے؛!!! تبھی میں تم سے پوچھ رہی ہوں جانتی ہو یہ جو ٹیس ہمیں کیسے لگی ہیں۔؟؟ کل ہمیں جب پتہ چلا کہ زبیر کی ڈیٹھ ہو گئی ہے تو ہم یہاں آرہے تھے راستے میں ہماری گاڑی پر حملہ ہوا تو ہمیں کچھ لوگ اپنے ساتھ لے گئے۔ اس کو خوش قسمتی کہیں تو زیادہ اچھا ہو گا۔ ہماری خوش قسمتی تھی کہ ہم بچ گئے انہیں لگا کے ہمیں اٹھا کر لائے ہیں ہم وہ نہیں جو انہیں چاہیے تھیں۔

"کون تھے وہ لوگ۔؟؟؟" نازش نے غصے سے ہاتھوں کی مٹھیاں بناتے رمزا کو دیکھ کر پوچھا۔

قادر خان کا کوئی آدمی ہے اور کسی چیز کا بدلہ لینا چاہتا ہے تم سے اور کوئی قیمتی چیز تمہارے پاس ہے اس کی رمزا نے کندے اچکا کر کہا اور بیڈ پر بیٹھی۔

میں فرسٹ ایڈ باکس لے کر آتی ہوں نمرا کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

"اس نام کے کسی شخص کو میں نہیں جانتی کون ہے یہ۔؟؟؟" نازش نے حیرت سے پوچھا۔

نازش دیکھو اتنا تو میں بھی نہیں جانتی نامیں نے ان سے پوچھنا مناسب سمجھا یہ نام بھی نہ جانے کیسے بتا دیا۔ وہ لوگ تو اس کے لئے جان دینے کے لئے تیار تھے لیکن نام بتانے کے لئے تیار نہ تھے اور

تمہیں لگتا ہے وہ مجھے کام بتائیں گے؟؟؟ اور کون سی اہم چیز ہے تمہارے پاس جس کے لئے وہ یہ سب کر رہے ہیں اس کا بھی بتادیں گے۔

وہ آگے میں خود ہی پتہ لگوا لوں گی لیکن سب سے پہلے ضروری یہ ہے کہ یہ قادر خان کون ہے اس کا پتہ لگوانا ہے۔

وہ تو ٹھیک ہے لیکن تم اس بات خیال رکھنا کہ تم زیادہ تر ربانیہ اور نمر کے ساتھ ہوتی ہوں ربانیہ خود کی حفاظت کر سکتی ہے لیکن نمر اوہ نہیں کر سکتی۔

ہاں میں جانتی ہوں میرا زیادہ دھیان اسی پر رہتا ہے لیکن کل سے وہ بھی بہت خاموش ہے سمجھ میں نہیں آ رہا کیا مسئلہ ہوا ہے اس کے ساتھ۔۔

یہ سب کچھ جو گھر میں ہوا ہے اس کی وجہ سے ڈپریس ہے لیکن تم اپنا دھیان صرف اس کام پر رکھو گے یہ قادر خان کون ہے اس کے بارے میں پتہ لگواؤ کیونکہ گزرتے وقت کے ساتھ یہ ہمارے لئے خطرناک ثابت بھی ہو سکتا ہے رمز انے کہا اس درمیان ربانیہ اور ردا بالکل خاموش تھیں۔

میں دیکھ لوں گی تم فکر نہیں کرو اس کی۔ ربانیہ کے نکاح کی وجہ سے میں خاموش تھی لیکن مجھے لگ رہا ہے کہ اب یہ بات بڑھتی جا رہی ہے اس کا کچھ نہ کچھ علاج کرنا پڑے گا نازش نے اپنا موبائل ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

جو بھی کرنا ہے جلدی کرو لیکن یاد رکھو ان سب سے فیملی ممبرز کو دور رکھنا مزہا کہتی اٹھی۔

ہم گھر چلتے ہیں بابا والے بھی آگئے ہوں گے ردا نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

نہیں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تم لوگ یہیں رہ کر آرام کرو یہ ناہو کہ پھر سے تم پر کوئی خطرہ آجائے نازش نے موبائل کان کو لگاتے کہا۔

نہیں ہم چلے جائیں گے بس تمہاری گاڑی لے کر جا رہے ہیں آکر لے لینا۔

"نہیں میں بھی ساتھ چل رہی ہوں تمہارے کچھ کام ہے جو کہ اب کرنے پڑیں گے اور مزید

خطرہ نہیں ڈال سکتی" نازش کہ کر رما کے ساتھ ہی باہر کی جانب بڑھی۔

ان کے جانے کے بعد نمرا کمرے میں آئی تو ہاتھ میں فرسٹ ایڈ باکس کے ساتھ دودھ بھی تھا۔

کہاں گئی ہیں یہ لوگ نمرانے ربانیہ کی طرف دیکھتے پوچھا جو خاموش بیڈ پر بیٹھی زمین کو گھور رہی تھی۔

چلی گئی ہیں بیٹھو مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے ربانیہ نے بنا نمرانے کی جانب دیکھے کہا۔

تم زبیر سے محبت کرتی تھی مجھ سے جھوٹ نہیں بولنا۔

اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے جو نصیب میں تھا وہ ہو گیا اب ان سب باتوں کو کرنے کا مطلب۔؟؟؟؟

نمرانے میں جانتی ہوں تم اس وقت تکلیف میں ہو لیکن تم مجھ سے صحیح طریقے سے بات نہیں کرو گی مجھے بتاؤ گی نہیں تو کیسے پتہ چلے گا کہ تم کتنی تکلیف میں ہو ایسے دل کی تکلیف کم ہو جائے گی۔

انسان کتنا ناشکر ہے ناربانیہ جس کو محبت ملتی ہے وہ ٹھکرا دیتا ہے اور جو محبت کے لئے تڑپ رہا ہوتا ہے وہ تڑپتا ہی رہتا ہے وہ طنزیہ ہنسی۔۔

تم سچ میں زبیر سے محبت کرتی تھی۔؟؟ ربانیہ نے حیرت سے نمرانے کو دیکھا۔

ہاں یہ سچ ہے اب سے نہیں تب سے جب سے میں یہاں آئی ہوں اس کی حرکتیں اس کا ہنسنا اس کا کھیلنا اس کا چھیڑنا اچھا لگتا تھا یہ کھیلنا ہنسنا محبت میں بدل گیا مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔

تکلیف تو مجھے تب ہوئی تھی جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے محبت نہیں عشق کرتا ہے تم سے۔ اور تم بار بار ہر بار اسے ٹھکرا دیتی یہ دیکھ کر اور کوئی تکلیف ہوئی۔

خیر ان سب باتوں کا کوئی مطلب نہیں ہے تم بیمار ہو میڈیسن دیتی ہوں میں تمہیں وہ لو اور آرام کرو۔

مجھے معاف کر دو نمرا مجھے اگر اس بارے میں پتہ ہوتا تو شاید میں کچھ کر دیتی شاید میں اپنی غلطی کا مداوا کر سکتی۔

تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے تم نے تو مجھے نہیں کہا تھا کہ میں زبیر سے محبت کروں اور جو نصیب میں تھا وہ ہو گیا۔ میں تمہیں میڈیسن دیتی ہوں زیادہ نہیں سوچنا ورنہ اور طبیعت خراب ہو جائے گی میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں نمرا کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

ربانیہ اپنا منہ اپنے ہاتھوں میں چھپائے رونے لگی وہ جانتی تھی اسے اب سکون صرف اپنے رب کی بارگاہ میں ملے گا اس لئے اٹھ کر وضو کرنے کے غرض سے واش روم میں چلی گئی۔

رحمان اس وقت اپنے گھر میں موجود تھا اور سامنے نازش بیٹھی دیوار پر لگی ربانیہ کی تصویر کو گھور رہی تھی۔

تم یہاں میری منکوحہ کو تاڑنے کے لئے آئی ہو یا کوئی بات کرنی ہے۔؟؟؟ رحمان نے کہا تو نازش مسکرائی۔

ہاں بات کرنے تو آئی تھی لیکن اپنی دوست کے لئے اس کے شوہر کی محبت دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ تم بچپن سے اس کے لیے چاہت رکھتے ہو دل میں محبت کرتے ہو اس سے۔

بالکل اب بھی تمہیں لگتا ہے کہ تم مجھ سے زیادہ سے محبت کرتی ہو۔؟؟؟؟ ناچاہتے ہوئے بھی رحمان نے پوچھا۔

ہاں بالکل نازش کہہ کر ہنسنے لگی کمرے میں داخل ہوتے علی کی نظر نازش کے چہرے پر پڑی تو ایک پل کے لئے وہ نظر ہٹانا بھول گیا مسکراتی بڑی بڑی آنکھیں مسکراتا چہرہ سر پر کیپ براؤن لیدھر کی جینز اور براؤن کھلی ٹی شرٹ میں وہ بیٹھی ہنس رہی تھی۔

علی آگے بڑھا اور رحمان کے پاس بیٹھ گیا اور نظریں لیپ ٹاپ میں مرکوز کی نازش کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی اور وہ واپس رحمان کی طرف متوجہ ہوئی۔

قادر خان کون ہے جانتے ہو تم۔؟؟ نازش نے بغور رحمان کے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا علی کے لیپ ٹاپ میں چلتے ہاتھ رکھے اور نظریں اٹھا کر نازش کی جانب دیکھا جہاں سنجیدگی تھی۔

تم اس کے بارے میں کیوں جاننا چاہتی ہو رحمان کے پوچھنے سے پہلے ہی علی نے پوچھا۔
حملہ کروایا ہے اس نے رد اور رمز اپر۔ مجھے تو یہ سمجھ میں نہیں آتا جب اس کی دشمنی میرے ساتھ ہے تو سیدھا مجھ پر وار کرے کیوں یہ بزدلوں کی طرح میری دوستوں پر وار کرتا پھر رہا ہے نامرد کہیں کا نازش غصے سے پھنکاری۔

علی نے پاس پڑھا گلڈ ان اٹھا کر نازش کی طرف پھینکا تو وہ نازش کے ماتھے پر لگا اور زمین بوس ہو گیا۔

نازش کے ماتھے سے خون بہنے لگا نازش نے اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور پھر اپنے ہاتھ پر لگے خون کو۔ وہ علی کی جانب بڑی اور گریبان سے پکڑ کر دو مکے علی کے پر مارے علی نے فوراً اسے خود سے دور کیا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی علی نے اپنے ہاتھ میں پکڑا سگریٹ زمین پر پھینکتے ہوئے کہا۔

اسی طریقے سے ہمت ہوئی جس طریقے سے تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا نازش نے جیب میں ہاتھ ڈال کے اسپینر نکالا اور دبایا اسپینر گھومنے کے ساتھ ساتھ تین چھوٹے سے چاکو اس میں سے باہر آئے نازش نے وہ اسپینر علی کی طرف پھینکا علی بروقت اگر اپنا ہاتھ آگے نہ کرتا تو یقیناً علی کے گلے پر لگ جاتا۔

علی نے حیرت سے اسپینر کو دیکھا پھر غصے سے نازش کو۔

تم دونوں پاگل ہو گئے ہو۔ اور علی جب تک ہم اسے بتائیں گے نہیں کہ قادر خان کون ہے تو یہ کیسے جان پائے گی کہ کون ہے وہ اور جو اس نے الفاظ بولے ہیں شاید اس کے بعد کچھتاوا ہو اسے اپنے الفاظ پر۔ تب تک اس کو کچھتاوا نہیں ہو گا جب تک ہم بتائیں گے نہیں کہ قادر خان ہیں کون ہے۔

کوئی جانے یا نہ جانے میں نہیں چاہتا کہ کوئی میری چاچا کے بارے میں ایسے الفاظ بولے اور خاص طور پر تب جب وہ اس دنیا میں ہی نہیں ہے علی غصے سے دھاڑا۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم۔؟؟؟ کیا کہا تم نے وہ اس دنیا میں نہیں ہے اور کیا پھر رد اور ر مزا پر جو آج حملہ ہوا ہے جس شخص نے کیا ہے وہ قبر سے کر رہا ہے کیا نازش بھی کہاں چپ رہنے والی تھی

کیا؟؟؟ رحمان نے حیرت سے نازش کو دیکھا اور پھر علی کو علی کی حالت بھی رحمان سے کم نہ تھی۔

بکواس کر رہی ہے یہ لڑکی اس سے پہلے کہ میں اس کی جان لے لوں اس کو کہو یہاں سے چلی جائے میرے مرحوم چاچا کے بارے میں جو یہ بول رہی ہے وہ میں برداشت نہیں کر سکتا۔

ارے جاؤ تمہاری ان گیدڑ دھمکیوں سے کون ڈرتا ہے مجھے صرف اتنا بتاؤ کہ یہ قادر خان کون سے منحوس انسان کا نام ہے اور کیا ہے یہ تاکہ اسے ٹھکانے لگا سکوں نازش نے کہا اور جیب سے رومال نکال کر اپنے ماتھے پر رکھا جہاں سے خون بہہ رہا تھا۔

گنگا دیکھو یہ ناممکن ہے ایک مرا ہوا شخص کبھی کسی پر حملہ نہیں کروا سکتا رحمان نے پرسکون انداز میں کہا۔

تم میرا اب دماغ خراب کر رہے ہو رحمان کیا میری دوست جھوٹ بول رہی ہیں کیا ان کے زخم جھوٹے ہیں نازش دھاڑی۔

میں نہیں جانتا تم سچ بول رہی ہو یا جھوٹ بول رہی ہو میں صرف اتنا جانتا ہوں تم جس شخص کی نام لے رہے ہو وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے انہیں ہم نے اپنے ہاتھوں سے سپرد خاک کیا تھا۔

اچھا چلو صحیح ہے تم ٹھیک کہہ رہے ہو وہ اس دنیا میں نہیں ہے یہ قادر خان۔ لیکن تم خود بھی تو سوچو جس شخص سے میں پہلے کبھی ملی نہیں میں جانتی نہیں۔ اس کا نام میں تمہارے سامنے لے رہی ہوں کہ اس شخص نے میری دوستوں پر حملہ کیا ہے اگر وہ مر گئے ہوتے تو ان کا ذکر اس دنیا میں کیوں ہوتا۔؟؟؟ میرے دوست کسی اور کا نام بھی تو لے سکتی تھیں انہوں نے صرف قادر خان کا نام ہی کیوں لیا بولو۔؟؟؟

بات تو ٹھیک کہہ رہی ہے نازش جب تم ان سے کبھی ملی نہیں۔ وہ تو کبھی پاکستان ہی نہیں آئے تو پھر تم کیسی جانتے ہو ان کا نام بھی تم کیسے جانتی ہو سوچنے والے انداز میں کہا۔

شکر ہے؛!!! شکر ہے؛!!! تمہیں تو میری بات سمجھ میں آئی ورنہ جس سنی انسان کے ساتھ تم گھومتے ہو مجھے تو لگتا ہے کہ تمہارے پاس تو دماغ ہی نہیں اب جو دماغ تھا نا وہ یہ چاٹ چکا ہے۔ نازش نے کہہ کر اپنا رخ واپس صوفی کی طرف کیا۔

یہ بہت فضول بولتی ہے علی اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے کھڑا ہوا۔

صحیح تو کہہ رہی تھی وہ لڑکی وہ کبھی ملی نہیں ہے اس کا نام کیسے لے سکتی ہے۔؟؟؟ کوئی اور بھی نام بھی تو لے سکتی تھی لیکن صرف یہی ایک نام کیوں اور اس کی قدر خان سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے جبکہ وہ تو سادہ طبیعت کے مالک تھے انہوں نے کبھی کسی سے اونچی آواز میں بات تک نہ کی تھی اس کی کسی سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے جو کسی پر حملہ کروائیں گے اور یہاں حملہ کروانے کی بات تو ہوتی نہیں تھی جبکہ وہ اس دنیا سے ہی جا چکے تھے۔

آغا علی نے زیر لب نام بڑبڑایا۔

تمہیں لگتا ہے یہ سب کچھ آغانے کیا ہے لیکن وہ ایسا کیوں کرے گا۔؟؟؟

وہ یو۔ ایس۔ بی اس لڑکی کے پاس ہے اور یقیناً وہ ہیرے بھی اسی کے پاس ہوں گے اسی لئے وہ یہ

سب کچھ کر رہے ہیں اس نے نام میرے چاچا کا استعمال کیا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے وہ اس دنیا

میں نہیں اگر وہ اپنا نام استعمال کر کے کوئی کام کرے گا تو اس کے لیے خطرہ ہے کیونکہ وہ امریکہ

میں جانا مانا غنڈا ہے یہاں نہیں۔ یہاں اس نے کچھ بھی ایسا ویسا کر دیا تو اس کے لئے خطرہ ثابت

ہو سکتا ہے اس لئے اس نے میرے چاچا کا نام استعمال کیا علی نے بولتے ہوئے اپنا منہ دبایا اور

آنکھیں کھولیں جو کافی حد تک لال ہو رہی تھیں وہ غصے سے باہر نکل گیا جبکہ نازش رحمان کو حیرت سے دیکھتی واپس بیٹھ گئی۔

باس وہ وہی لڑکیاں تھیں جو آپ کو چاہیے تھیں۔ وہ آدمی اس کے سامنے کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔
ہاں میں جانتا ہوں لیکن مجھے ضروری کام سے کہیں باہر جانا پڑ رہا ہے میں نہیں چاہتا تھا۔ کوئی مسئلہ
کھڑا ہو میں جا رہا ہوں کچھ دنوں میں واپس آؤں گا پھر مجھے یہ دو لڑکیاں نہیں وہی چاہیے وہ سامنے
کھڑے شخص کو غصے سے کہتا باہر نکل گیا۔

مجھے تو سمجھ میں نہیں آتا ان کو کون سی لڑکیاں چاہیے کبھی ان کو یہ لڑکیاں چاہیے تو کبھی وہ
لڑکیاں چاہیے۔

اب کیا کر سکتے ہیں جو انہوں نے کہا ہے کرنا پڑے گا اور باقی وہ تین آدمی ان کا کیا کیا تم نے۔؟؟
دوسرے آدمی نے پوچھا۔

ہسپتال میں۔ ہوش میں نہیں آئے ابھی تک وہ آدمی کہتا ہے باہر کی جانب بڑھا جبکہ اس کے پیچھے ہی دوسرا آدمی تھا۔

تمہیں یہ چوٹیں کیسے لگی ہیں اور کل سے تم کہاں غائب تھے۔؟؟؟؟؟ روحان نے ریان کے زخم پر پاؤڈین لگاتے ہوئے پوچھا۔

پتہ نہیں کون تھے وہ لوگ میں جب اٹھا تو سارے وہاں پر بے ہوش پڑے تھے سامنے سے ردا رمزا تھیں مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لڑکیاں کن چکروں میں گھومتی ہیں جہاں گنڈا لڑکوں کو ہونا چاہیے وہاں یہ بنی پھر رہی ہیں۔

ان کا دماغ کچھ زیادہ ہی خراب ہے۔ یار مجھے لگتا ہے میں انکل والوں سے بات کرنی چاہئے بہت زیادہ آوارہ ہو گئی ہیں یہ۔

دیکھو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ فلحال دونوں آجائیں۔ پھر ہم ان سے بات کرتے ہیں اگر وہ صحیح طریقے سے بات بتاتی ہیں تو ٹھیک نہیں تو پھر ہم اپنے طریقے سے معلوم کروا سکتے ہیں ریان نے آئسبر و اچکائی اور خود ہی پاؤڈین لگانے لگا

دو دن ہو گئے ہیں علی غائب ہے رحمان اس وقت نازش کے پاس ریستورنٹ میں بیٹھا تھا۔

اس دن تو وہ تمہارے سامنے ٹھیک ہی تو نکلا تھا اس کے بعد واپس نہیں آیا کیا؟؟؟ نازش نے ویٹر کو اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

اس دن جب نکلا اس کے بعد نہیں آیا مجھے اب فکر ہو رہی ہے اس کی۔

چھوٹا بچہ نہیں ہے جو لڑکی پر ہاتھ اٹھانا جانتا ہے نا وہ سب کچھ ہی جانتا ہے نازش نے اپنے ماتھے پر لگی چوٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

دیکھو اپنے چاچا کے معاملے میں بہت زیادہ سینسٹو ہے اسی وجہ سے اس نے تمہارے ساتھ ایسا کیا ویسے وہ دل کا برا نہیں ہے۔

اوہ رہنے دو وہ کتنا برا ہے اور کتنا اچھا ہے اور کس تربیت کا مالک ہے وہ تو میں نے اس ویڈیو میں

دیکھ ہی لیا ہے نازش نے بے دلی سے کہا اور اپنا چہرہ موڑ کر ریستورنٹ کی خارجی دروازے کی

جانب دیکھا۔

گنگا میں اس معاملے میں تمہارے ساتھ بحث کرنے کا قائل نہیں ہوں میں صرف تم سے اتنا چاہتا ہوں کہ وہ یو۔ ایس۔ بی تم مجھے دے دو تاکہ اس میں جو بھی پروپریٹیز ہیں ہم اس کو صحیح طریقے سے دیکھ سکیں کیونکہ وہ ساری آغانے غیر قانونی طریقے سے اپنے نام کروائیں ہوئی ہیں۔

جو کہ امریکہ میں غیر قانونی ہے کسی کی بھی زمین چھین لینا عام بات نہیں ہے۔ وہاں تو کسی کی کوئی چیز نہیں چھین سکتا یہ تو پھر زمین ہے جس کے اوپر اس نے الیگل طریقے سے قبضہ کیا ہوا ہے اور اس کی ساری ڈیٹیلز اس یو۔ ایس۔ بی میں ہے۔

دیکھو اگر تم یو۔ ایس۔ بی یو۔ ایس۔ بی کرنے کے لئے یہاں آئے ہو تو اٹھ کے یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ اس سے پہلے کہ میں تمہارا منہ توڑ دوں میرے پاس کوئی یو۔ ایس۔ بی نہیں ہے نازش غصے سے دھاڑی۔

یار تم کیسے مانو گی مجھے بتاؤ ایک تو مجھے علی کی ٹینشن ہے اور دوسری مجھے اس چیز کی ٹینشن لگی ہوئی ہے کہ اگر یہ غلط ہاتھوں میں چلی گئی نازش تو آغا بچ جائے گا اور پھر سے وہی کام شروع کرے گا جو وہ کرتا رہا وہ امپورٹ اور ایکسپورٹ کا کام بھی کرتا ہے ساتھ میں لیکن وہ امپورٹ اور ایکسپورٹ کیا کرتا ہے تم جانتی ہو اس چیز کے بارے میں؟؟

کیا امپورٹ ایکسپورٹ کرتا ہے مجھے نہیں معلوم۔ کیونکہ میں اس سے تو زیادہ جانتی نہیں میری دشمنی اس کے ہیریوں تک تھی جو کہ مائی کے کہنے پر میں نے اس سے مول لی تھی اور وہ ہیرے میں مائی کو دے چکی ہوں اب میں نہیں جانتی کہ وہ ہیرے کہاں ہیں؟؟

وہ یہاں سے بچوں کو لڑکیوں کو اور دوسرے انسانوں کو کڈنیپ کرواتا ہے پھر ان کے جسم کے ہر حصے کو نکال کر وہ باہر کے ملک میں بیچ دیتا ہے جو کہ بڑی قیمت میں بیچے جاتے ہیں نا جانے کتنے بچے اس ملک سے آج بھی غائب ہوتے ہیں۔ کتنے لڑکے کتنے بچے کتنے بچیاں غائب ہوتی ہیں تمہیں ان پر زرا سا بھی ترس نہیں آتا رحمان نے نازش بغور نازخ دیکھتے ہوئے کہا۔

دیکھو یہ تمہارا مسئلہ ہے مجھے ترس آتا ہے لیکن کیا کروں اس دنیا نے ترس کھانے لائیک نہیں چھوڑا مجھے بچپن میں ہی ماں باپ کو چھین لیا گیا بڑی ہوئی تو جسم پر جگہ جگہ نشان تھے مار کے لوگ دیکھتے تھے میری چیخیں سنتے تھے میری پکار سنتے تھے لیکن کبھی کوئی مدد کے لئے نہیں آیا اور اس چیز نے مجھے پتھر کا بنا دیا اب مجھے فرق نہیں پڑتا اب مجھے فرق ہے تو صرف اور صرف ربانیہ سے اور تم یہ سب کچھ فضول کی چیزیں چھوڑ کر ربانیہ پر دھیان دو

اگر مجھے اس کی طرف سے تھوڑی سی بھی شکایت ملی نا تو یاد رکھنا میری بات تمہیں میں بخشنے والی نہیں ہوں۔۔

ابھی تمہیں میرے ساتھ رہتے ہفتہ ہفتہ چار دن ہوئے ہیں اور تمہارا روعب مجھ پر دیکھ لو کیسے ہے اتنا روعب تو کبھی مجھ پر علی نے نہیں جمایا۔ جتنا تم جماتی ہو ان فیکٹ میری بیوی جو مجھ پر حق رکھتی ہے اس نے بھی کبھی اتنا روعب نہیں جمایا۔

ہاہاہاہاہاہا وہ معصوم ہے اسی لئے اور میں ہوں نا اس کی حصے کا یہ کام کرنے کے لئے ویسے بھی تم مجھے اپنی کیا کہتے ہو ہاں سوتن!!! تمہاری سوتن ہے یہ کام کرنے کے لئے تو پھر تمہاری بیوی کو یہ کام کرنے کی کیا ضرورت ہے ہاہاہاہاہاہا۔

جو سمجھنا ہی سمجھو ایک تم اور ایک وہ علی دونوں کو سمجھانا ممکن ہے پتس نہیں کون سی مٹی سے بنے ہو تم لوگ رحمان نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

اچھا خیر یہ چھوڑو مجھے اب چلنا ہو گا چائے ختم کرو جلدی سے نازش کی نظر مسلسل ریسٹورنٹ کے خارجی دروازے کی جانب تھی جسے رحمان بہت اچھے سے نوٹ کر رہا تھا۔

تم کسی کا انتظار کر رہی ہو یہاں پر یا صرف مجھے ہی چائے پینے کے لئے تم نے یہاں بلایا تھا رحمان نے ریسٹورنٹ کے خارجی دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

تمہیں لگتا ہے میں صرف تمہارے لئے یہاں آئی ہوں؟؟؟ ویری فنی میرا ہنسنے کا موڈ ہوتا تو ضرور ہنستی نازش ایک سائڈ کی سائل دیتی بولی۔

وہ تو تمہارے چہرے سے صاف دکھ رہا ہے تم یہاں میرے لئے نہیں آئی ہو جلدی سے بتاؤ کون ہے جس کا انتظار کر رہی ہو تم۔

نمر اکولا بھیریری کے لئے چھوڑا تھا اس نے کہا تھا کہ دس منٹ میں آجائے گی لیکن ابھی تک آئی نہیں ہے میں اپنی چائے ختم کر چکی ہوں اور تمہاری اتنی فضول باتیں سن چکی ہوں نازش نے موبائل میں ہاتھ چلاتے ہوئے کہا۔

تو تم ایک کام کرونا جا کر دیکھ لو ان فیکٹ چلو ساتھ میں چلتے ہیں جا کر دیکھتے ہیں رحمان نے اپنا کپ ٹیبیل پر رکھتے ہوئے کہا تو نازش بھی ساتھ میں کھڑی ہوئی اور دونوں باہر کی جانب قدم بڑھائے۔

نمرالائبریری میں داخل ہوئی تو اسے ایسا لگا جیسے اس پر کسی نے نظر رکھی ہوئی ہے بار بار دیکھنے پر کوئی بھی لائبریری میں نظر نہ آیا وہ اپنی مخصوص کتاب اٹھاتی اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھ گئی اور کھول کر پڑھنے لگی۔

ارے بی بی آپ اتنے دنوں بعد آئی ہیں ایک بوڑھا آدمی اس کے پاس کھڑے ہوتے ہوئے بولا

ہاں بابا گھر کے کچھ حالات ہی ایسے تھے گھر سے باہر نکلنے کا دل ہی نہیں کرتا اب۔ اس دنیا سے دل بھر گیا تو باہر گھر سے نکلنے کا مطلب؟؟؟ وہ زخمی مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولی۔

بیٹا یہ دنیا فانی ہے پھر یہ جان بھی تو ایک دن جانی ہے تو کیوں اس دنیا کے لئے خود کو چھپاتی پھر رہی ہو باہر نکلو گھومو خود کی زندگی جیو یہ زندگی صرف تمہاری ہے ایک بار چلی جائے تو واپس نہیں آنی میں تمہارے لئے کچھ کھانے کے لئے لے کر آتا ہوں کافی کمزور ہو گئی ہو وہ آدمی پیار سے نمرالائبریری کے سر پر ہاتھ رکھتے بولا اور باہر چلا گیا۔

نمرانے اپنے سامنے ٹیبل پر بیٹھے تین لڑکوں کو دیکھا جن کی نظریں پہلے نمرالائبریری کے چہرے پر تھی پھر سامنے رکھی کتاب پر جو ہاتھ میں اٹھائے ہوئے تھے۔

نمرانے غور سے کتابوں کو دیکھا تو وہ کتابیں الٹی تھیں یعنی وہ کتابیں پڑھنے نہیں وہ نمر پر نظر ہی رکھے ہوئے تھے نمر کے ماتھے پر پسینہ صاف دکھائی دے رہا تھا نمر اسپینہ صاف کرتی کتاب اٹھا کر اٹھی اور کتابیں جگہ پر رکھیں اور باہر کی جانب بڑھنے لگی

اس سے پہلے وہ باہر نکلتی ان میں سے ایک آدمی آگے بڑھا اور نمر کے ماتھے پر ایک بھاری چیز ماری نمر اچکراتے سر کے ساتھ باہر بھاگی۔

باہر لوگوں کا رش زیادہ ہونے کے باعث اسے تھوڑا سکون ملا تھا۔ ماتھے سے مسلسل خون بہہ رہا تھا وہ بھاگتی بھاگتی ایک دکان کے سامنے آگری پاؤں میں پہنا کھسا وہیں اتر گیا۔ ہمت کرتی اٹھی اور آگے کی جانب بھاگنے لگی ریسٹورینٹ میں نازش کو انتظار کرنے کا کہا تھا۔ اس کے آگے پہنچی تھی کہ پیچھے سے ایک لوہے کی راڈ اڑتی ہوئی آئی اور اس کے سر میں جا لگی اور وہ زمین بوس ہو گئی۔

ایک دل خراش چیخ گونجی سب لوگوں کی نظریں اس معصوم پر مرکوز ہوئیں جس کا جسم خون سے لت پت تھا براؤن کلر کا سوٹ اب بالکل لال ہو چکا تھا جگہ جگہ لگی مٹی کے نشان وہ زمین پر گری تھی۔

سامنے ریسٹورنٹ سے رحمان اور نازش باہر آئے تو سامنے لوگوں کا ہجوم تھا وہ اس ہجوم کو چیرتے جب آگے بڑھے تو سامنے پڑی نمر کو دیکھ کر اس کی جان ہلکان ہوئی۔

نمر!، نمر! اٹھو!! کیا ہوا ہے تمہیں!!! کیا ہوا ہے اس کو!!! وہ آس پاس کھڑے لوگوں سے چیخ کر پوچھتی نمر کو اپنے باہوں میں اٹھائے گاڑی کی جانب بھاگی۔

رحمان نے روڈ پر لگے کیمرے کو دیکھا اور نازش کے پیچھے ہی بڑھا موبائل نکال کر کان کو لگایا اور کچھ ضروری بات کرتا گاڑی چلانے لگا۔

دیکھو تم ایسا نہیں کر سکتی!!۔

کیا ہوا ہے تمہیں تم ایسے نہیں کرو میرے ساتھ تکلیف ہو رہی ہے مجھے تمہیں اسے درد میں دیکھ کر دیکھو تمہارا کتنا خون بہہ گیا ہے اٹھ جاؤ نازش نہیں کرو میرے ساتھ نازش مسلسل نمر کا چہرہ ہلارہی تھی لیکن وہ آنکھیں بند کئے نازش کے گود میں سر رکھے لیٹی تھی۔

رحمان کو وہ دن یاد آیا جب نازش بے ہوش ہوئی تھی اور نمر اور ربانیہ اس کے لئے ایسے رورہی تھیں اور آج وہ نمر کے لئے ایسے رورہی تھی یعنی وہ تینوں ہی ایک دوسرے کے لئے ایک جیسے جذبات رکھتی تھیں نازش سے کم پیار کرتی تھی اور نازش سے زیادہ۔

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

رحمان ہر سگنل توڑتا ہسپتال کی جانب بڑھا ہسپتال کے باہر پہنچتے ہی رحمان اسٹر کچر لے آیا نمر اکو اسٹر کچر پر لٹا کر وارڈ بوائے اسے اندر لے گئے نازش اب باقاعدہ رونے لگی تھی ہاتھ میں لگا نمر اکا خون بار بار دیکھتی اور بار بار چیختی۔

تمہاری خون بہانے والے کو زندہ نہیں چھوڑوں گی نمر۔

ایک ایک بوند کا حساب لوں گی نمر ایک ایک بوند کا وہ نمر اکو لے جاتے دیکھ کر دھاڑی۔

نازش یہ وقت فلحال ان سب باتوں کا نہیں ہے تم گھر پر انفارم کرو میں۔ ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ نظر علی پر پڑی۔ سر پر پٹی بندھی وہ وارڈ روم سے باہر نکل رہا تھا چہرے پر جگہ جگہ کٹ کے نشان تھے ہاتھوں پر بھی پٹی بندھی تھی رحمان علی کی جانب لپکا۔

علی کیا ہوا ہے تمہیں کس نے کیا ہے یہ۔؟؟

بولو؟؟؟ کیسے ہوا ہے یہ۔ تم نے ایک دفعہ انفارم کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا مجھے نہیں کم از کم دادا کو بتا دیتے کتنا پریشان تھے ہم تمہارے لئے لیکن تم نے ایک دفعہ بھی ہمیں بتایا نہیں کم از کم ہمیں تو اپنا سمجھ لیا ہوتا تم نے رحمان ایک ہی سانس میں سب بول گیا تھا جبکہ مقابل کھڑے علی کی نظریں نازش کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

سوچی سوچی آنکھیں جن میں آنسوؤں بھرے تھے ماتھے پر لگائی اس کی ہی چوٹ اور اس کے بھرے بھرے گالوں پر لگا خون کانپتے لب علی نے نظریں پھیر لیں اور رحمان کو دیکھا۔

نازش کی آنکھوں میں آنسوؤں دیکھ کر علی کو اپنے زخم سے زیادہ اس کے آنسوؤں تکلیف دے رہے تھے وہ اس بات سے انکاری تھا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے وہ صرف اٹریکشن تھی جسے وہ بھولا چکا تھا۔ لیکن!!! اسے ہنستا دیکھ کر اسے سکون ملا تھا تو آج اس کی آنکھوں میں آنسوؤں دیکھے وہ تڑپ اٹھا تھا۔

ایسا کچھ نہیں ہے میں بتانا چاہتا تھا لیکن ہوش ہی ابھی آیا ہے مجھے۔ جب میں اس دن گھر سے نکلا تو مجھے ایسا لگا کہ میرے پیچھے کوئی ہے سنسان جگہ سے گزر رہا تھا جب مجھے یہ سب تنگ کرنے لگا تو میں گاڑی سے نیچے اتر اور اتر کر میں نے دیکھا تو کوئی بھی نہیں تھا۔ لیکن جب واپس گاڑی میں آیا تو کچھ لوگ میری گاڑی میں تھے اس سے پہلے میں کچھ کرتا ان لوگوں نے مجھے بے ہوش کر دیا اور جب آنکھ کھولی تو یہاں ہسپتال میں تھا۔

بتا رہے ہیں کہ مجھے روڈ سے اٹھا کر کوئی آدمی لے کر آیا تھا لیکن وہ آدمی کون تھا میں نہیں جانتا لیکن وہ کہہ رہا تھا کہ وہ مجھے جانتا ہے۔

دیکھو ہم اس کو ڈھونڈ کر بعد میں اس کا شکر ادا کر دیں گے لیکن فلحال تم ابھی آرام کرو ابھی۔ میں تمہارے پاس ہی ہوں۔

ہاں ٹھیک ہے لیکن یہ لڑکی علی نے نازش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھنا نازش آنکھوں میں انسو جمع کیا مسلسل علی کو دیکھ رہی تھی چہرے پر کسی بھی قسم کے جذبات نہ تھے جب کہ علی کے چہرے پر اس کے جذبات اس کی اذیت صاف نمایاں ہو رہے تھے۔

گنگا علی کی آنکھوں میں دیکھتی اس کے مقابل کھڑی ہوئی۔۔

محبت کرتے ہیں مجھ سے گنگا نے علی کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا علی ہڑبڑا کر پیچھے ہوا اور اپنی نظریں پھیر لیں۔

تم ایک ہندو لڑکی ہو اور ہمارے یہاں ناہی ہندو لڑکی سے کوئی تعلق بنایا جاتا ہے اور نہ ہی ان سے محبت کی جاتی ہے علی بھی اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا نازش نے اپنا سر جھٹکا اور ڈاکٹر کی جانب بھاگی۔

ڈاکٹر میری دوست۔ وہ نمر کیا ہوا ہے اس کو؟؟؟ ٹھیک تو ہے نا۔ اس کو ہوش آیا یا نہیں وہ ٹھیک ہو جائے گی نا۔ ڈاکٹر بولیں نا!!! ڈاکٹر آپ خاموش کیوں ہیں نازش ڈاکٹر کا ہاتھ تھامے ڈاکٹر کو بولنے کا موقع دیئے بنا مسلسل بول رہی تھی۔

دیکھیں سر پر چوٹ کافی گہری لگی ہے اور جسم پر کوئی گہری چوٹ نہیں ہے لیکن خراشیں ہیں جو زیادہ گہری نہیں ہے لیکن سر کی چوٹ بہت زیادہ گہری ہے اسٹریچر لگا دیتے ہیں لیکن ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ وہ لڑکی ٹھیک ہو پائے گی بھی یا نہیں کیونکہ سر کی چوٹ حرام مغز کے اوپر لگی ہے آگے ہمارا اللہ مالک ہے ہمارے سے جتنی ہو سکے گی ہم کوشش کریں گے۔

تم نے اگر مجھے یہ کوشش لفظ کہا نا ڈاکٹر تو یاد رکھو اس ہسپتال کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دوں گی۔ گنگاراؤ کی دوست ہے وہ گنگاراؤ کی اگر وہ مجھے کچھ ہی پل میں ٹھیک نہ ملی تو تم بھول جاؤ کہ تم ڈاکٹر تھے اور تمہارا کوئی ہسپتال بھی تھا وہ غصے سے ڈاکٹر کا گریبان پکڑ کر بولی اور اسے پیچھے کی جانب دھکا دیا وہ ڈاکٹر زمین پر جا گرا۔

یہ دادا گری تم یہاں نہیں دکھا سکتی ہو یہ پولیس کیس ہے جاؤ پہلے پولیس کو انوالو کرو اس میں اس کے بعد ہم تمہاری دوست کا ٹریٹمنٹ اسٹارٹ کریں گے اور وائزیہ مرتی ہے تو مر جائے ہماری وجہ سے وہ ڈاکٹر غصے سے کہتا ہے اپنا کوٹ ٹھیک کرتا اٹھا۔

نازش نے گن نکالی اور ڈاکٹر کے گھٹنے میں گولی چلائی گولی ڈاکٹر کے گھٹنے کو چیرتی باہر نکل گئی ڈاکٹر کی دل خراش چک پورے ہسپتال میں گونجی۔

اس نے اس کے ساتھ کھڑے دوسرے اسپیشلسٹ کو دیکھا جو نازش کو ہی دیکھ رہا تھا۔

اس کا علاج تب ہو گا جب تم پولیس کو انوالو کرو گے نازش نے اس ڈاکٹر کو گریبان سے پکڑا اور کھینچتے ہوئے باہر لے جانے لگی۔

دیکھیں ہم اس لڑکی کا علاج کر رہے ہیں آپ اس کو چھوڑ دیں یہ ڈاکٹر ہی اس کا علاج کر سکتا ہے۔

ٹھیک ہے نازش نے اس ڈاکٹر کو دوسرے ڈاکٹر کی جانب پھینکا اور اپنا موبائل نکالا۔

نام کیا ہے تمہارا نازش نے اس کے کندھے کے پاس لگے چھوٹے سے بیچ کو دیکھا۔

ہاں احسن جلال الدین۔ مممم؛!!! نانس نیم وہ ایک مخصوص نمبر ڈائل کرتی موبائل کان کو لگا گئی جبکہ آنکھوں کو بار بار رگڑ کر صاف کر رہی تھی چہرے پر اذیت صاف نمایاں تھی۔

احسن جلال الدین اس کو اپنے گھر والوں کی یاد آرہی ہے اٹھو الو ان کو جانتے ہونا کون سے احسن جلال الدین کی بات کر رہی ہوں؟ نازش نے بغور اس ڈاکٹر کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا جس کے چہرے پر اب حیرت اور ڈر صاف نمایاں تھا۔

ہاں ڈاکٹر احسن جلال الدین جو دماغ کے اسپیشلسٹ ہیں اٹھو الو انہیں اور وہیں پھینک دو جہاں میں لوگوں کا علاج کیا کرتی ہوں آرہی ہوں میں ابھی۔ وہ کہہ کر رابطہ منقطع کر چکی تھی قدم اٹھاتی اس ڈاکٹر کے پاس گھٹنے کے بل بیٹھی۔

دس منٹ دس منٹ ہیں تمہارے پاس میری دوست کا علاج کرو مجھے وہ بالکل ٹھیک چاہیے نازش غصے سے ایک ایک لفظ چبا کر ادا کرتی اٹھی اور سائید میں لگے بیچ کے اوپر بیٹھ کر منہ جھکا گئی آنکھوں سے انسو بہہ کر ہاتھ پر گرنے لگے تھے۔

وہ ڈاکٹر جاچکے تھے رحمان اور علی نے پہلے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا پھر اس لڑکی کو۔

لڑکی کو لڑکے کے لئے جنون رکھتے تو دیکھا تھا!!! اور لڑکے کو لڑکی کے لئے جنون رکھتے دیکھا تھا
!! لیکن یہ جنون اپنی دوستوں کے معاملے میں رکھتی تھی جہاں لڑکیاں ایسے معاملات میں گھبرا
جاتی تھی وہ جلال کے ساتھ سامنے کھڑی اس سچویشن کا سامنا کر رہی تھی اپنے جان سے عزیز
دوست کو وہ موت سے لڑتا دیکھ کر اس میں اور ہمت آئی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ خود
جا کر اپنی دوست کو موت کے منہ سے نکال لے۔

میں گھر جا رہا ہوں علی ایک نظر نازش کو دیکھتے منہ پھیر گیا اور باہر کی جانب بڑھ گیا۔

نازش ہمت رکھو سب ٹھیک ہو گا تم گھر پر انفارم کر دو۔

اور اس طریقے سے غصے میں آ کر تم نمرا کی جان خطرے میں ڈال دو گی تم فی الحال گھر جاؤ میں
یہاں پر ہوں۔ ہو سکے تو گھر سے کسی کو یہاں بھیج دینا۔

جب تک نمرا ٹھیک نہیں ہو جاتی میں یہاں سے کہیں نہیں جانے والی میں اسے اپنے ساتھ لے کر
ہی گھر جاؤں گی وہ کیپ سر سے اتارتی سائیڈ میں رکھ کر بولی۔

دیکھو تم ضد نہیں کرو تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی ہے۔

رحمان میں ٹھیک ہوں جاؤڈاکٹر سے پوچھو کہ نمرا کو کب تک خوش آجائے گا کیونکہ اگر میں گئی تو پھر میں اپنے طریقے سے اسے ٹھیک کرواؤں گی۔

رحمان وہاں سے اٹھا اور ریسپشن کی طرف بڑھ گیا۔

امی صبح سے بہت زیادہ دل گھبرا رہا ہے نمرا کو بھی میں نے گھر سے باہر نکلنے سے منع کیا تھا لیکن وہ میری بات نہیں مانی۔

اور کب سے نازش کو کال کر رہی ہوں لیکن میری ایک کال بھی نہیں اٹھا رہی نہ ہی کال مصروف کر رہی ہے اور نا ہی اٹھا رہی ہے۔ اگر وہ مصروف ہوتی تھی تو ہمیشہ میری کال بزی کر دیتی تھی لیکن آج وہ بھی نہیں مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے۔

ربانیہ میرے بچا تم زیادہ فکر نہیں کرو۔ اٹھو نفل ادا کرو اور دعا کرو کہ سب ٹھیک ہو۔ تب تک میں نازش کو کال کرتی ہوں کیا پتا میری کال اٹھالے زاہدہ بیگم نے ربانیہ کے منہ پر آئے بال پیچھے کرتے ہوئے کہا ربانیہ مسکرا کر اٹھی اور واش روم کی جانب بڑھ گئی۔

زاہدہ بیگم کے بار بار کال کرنے پر بھی جب نازش نے کال نہ اٹھائی۔

زاہدہ بیگم نے رحمان کے نمبر پر کال کی صبح وہ زاہدہ بیگم کو بتا کر گئی تھی کہ وہ رحمان سے ملنے جا رہی ہے۔

Page | 262

ہیلو السلام علیکم بیٹا کیسے ہو آپ زاہدہ بیگم نے مقابل کی کال اٹھاتے ہی سلام کیا۔

وعلیکم السلام آنٹی الحمد للہ میں بالکل ٹھیک آپ بتائیں آپ کیسی ہیں رحمان نے مودبانہ انداز میں جواب دیا۔

نازش تمہارے ساتھ تھی کہاں ہے وہ میری کال نہیں اٹھا رہی ہے خیریت تو ہے مناسب ٹھیک ہے نا وہ زاہدہ بیگم نے ایک ساتھ کئی سوال کئے۔

آنٹی نازش بالکل ٹھیک ہے لیکن نمر رحمان بولتے بولتے رکا۔

کیا ہوا نمر اکو بولو کیا ہوا ہے اسے۔ ٹھیک ہے نا وہ بولو نا تم چپ کیوں ہو گئے ہو؟؟ بولو نمر کیسی ہے کہاں ہے میری بات کرو او اس سے زاہدہ بیگم بنا سانس لئے بول رہی تھی۔

آئی نمرا آئی۔ سی۔ یو میں ہے ایک ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اس کے سر پر گہری چوٹ لگی ہے جس کی وجہ سے وہ ہوش میں نہیں ہے صرف سر پر چوٹ لگی ہے اور کہیں بھی نہیں اسٹیچرز لگا دیئے گئے ہیں ابھی وہ میڈیسن کے زیر اثر ہے۔ اب بس دعا کیجئے گا وہ ٹھیک ہو جائے اگر ہو سکے تو آپ لوگ یہاں آجائیں۔

کیونکہ مجھے نازش کی حالت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی ہے بات بات پر غصہ کر رہی ہے بات بات پر چیخ رہی ہے اگر ایسا ہی چلتا رہا تو ڈاکٹر صحیح طریقے سے نمرا کا ٹریٹمنٹ نہیں کر پائیں گے اور اسے صرف آپ سمجھا سکتی ہیں رحمان نے مودبانہ انداز میں کہہ کر رابطہ منقطع کیا۔

زاہدہ بیگم ابھی موبائل کو ہی گھور رہی تھی جب موبائل پر ہسپتال کی لوکیشن رحمان نے سینڈ کی۔ ربانیہ باہر آئی تو سامنے زاہدہ بیگم کی آنکھوں میں آنسوں دیکھ وہ تڑپ کر اپنی ماں کے پاس آنے کے لئے قدم بڑھائے۔

لیکن قدموں نے اسکا ساتھ نادیا اور وہ زمین بوس ہو گئی

رحمان کو ریسپشن پر کھڑے دس منٹ گزرے تھے جب علی وہاں پر واپس آیا۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو تمہیں کہا تم آرام کرو رحمان نے علی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا علی نے ایک نظر رحمان کو دیکھا اور پھر نظریں جھکائیں۔

میں نے سوچا بینڈ چینج کروالوں یہ دیکھو وہ ہاتھ کی بینڈ تیج دکھاتے ہوئے بولا جہاں سے خون بہہ رہا تھا رحمان نے پریشانی سے علی کا وہ ہاتھ پکڑا۔

ڈاکٹر ڈاکٹر وہ اس کا ہاتھ پکڑے آگے کی جانب بھاگا اور چیخنے لگا ڈاکٹر آیا اور علی کا ہاتھ دیکھتے ہی اسے اپنے ساتھ لے گیا تھوڑی دیر میں علی کی بینڈ تیج چینج کر دی گئی تھی رحمان علی کے ساتھ واپس باہر آیا تو گنگا کو آنکھیں موندے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے دیکھ کر رحمان اس کی جانب بڑھا۔

گنگا رحمان نے اس کو کندھے سے ہلایا تو وہ آگے کی جانب گر گئی رحمان حیرت سے پہلے علی کو دیکھا پھر اس کو چہرے سے پکڑ کر ہلایا اور پکارنے لگا۔

گنگا گنگا اٹھو گنگا اٹھو رحمان مسلسل ہلاتے ہوئے اسے پکار رہا تھا لیکن گنگا ہوش میں ہوتی تو آگے سے جواب دیتی علی ڈاکٹر کو بولا لایا۔

ڈاکٹر چیک کریں دیکھیں کیا ہوا ہے علی نے بغور نازش کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ڈاکٹر نازش کی جانب بڑھا اور نبز چیک کی۔

اس کی نبض بہت آہستہ چل رہی ہے اسے اندر روم میں شفٹ کریں ڈاکٹر وارڈ بوائے کو کہتا ہوں
سے چلا گیا وارڈ بوائے آگے بڑھا اور گنگا کو اٹھا کر اسٹریچر پر لٹایا اور روم کی جانب بڑھا۔
ناوش کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا نازش کے بے ہوش ہونے کی وجہ ذہنی دباؤ تھی وہ حد سے
زیادہ ٹینشن لے چکی تھی۔

رحمان ابھی باہر ہی کھڑا تھا جب زاہد صاحب اور زاہدہ بیگم اسی کی طرف بھاگے آ رہے تھے
رحمان نے اسٹریچر پر ربانیہ کو لٹے دیکھا رحمان بھاگ کر زاہد صاحب کے مقابل کھڑا ہوا۔

انکل کیا ہوا اسے انکل بولے نا کیا ہوا ایسے وہ ربانیہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے زاہد صاحب سے پوچھنے
لگا۔

پتہ نہیں بیٹا کیا ہوا ہے اچانک سے بے ہوش ہو گئی ہے اور تب سے آنکھیں نہیں کھول رہی ہے
رحمان ان کی بات کو نظر انداز کرتا چیخنے لگا اور ڈاکٹر کو بلایا۔

ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر بانی کوچیک کیا اور اسے روم میں شفٹ کرنے کا کہہ کر خود نازش کے روم میں چلے گئے۔

کیا ہو رہا ہے یہ نازش کہاں ہے زاہدہ بیگم نے رحمان کو کندھے سے تھامتے ہوئے پوچھا۔

رحمان نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا تو زاہدہ بیگم اس کمرے میں چلی گئیں سامنے نازش کو بے سو دپڑا دیکھ کر زاہدہ بیگم اس کی طرف بھاگی۔

نازش میرا بچہ کیا ہو گیا ہے تم نے کہا تھا نازش بالکل ٹھیک ہے۔ نمر کہاں ہے؟؟؟ زاہدہ بیگم رحمان پر دھاڑی تھی جبکہ وہ منہ جھکائے کھڑا تھا۔

سرپرچوٹ زیادہ گہری لگی ہے اور سانس لینے میں بھی کافی مشکل ہو رہی ہے اس کو کسی ایسی چیز سے الرجی تھی جو وہ سونگھ چکی ہے یا کھا چکی ہے وہ بھی کافی مقدار میں۔ اسی وجہ سے اسے سانس لینے میں مسئلہ ہو رہا ہے اور ہوش میں نہ ہونے کی وجہ سے وہ ٹھیک سے سانس نہیں لے پارہی ہے۔

صبح میں تو وہ گھر سے بالکل ٹھیک نکلی تھی اس نے ایسی کوئی بھی چیز زاہدہ بیگم کہتے کہتے رکیں اور کچھ یاد آنے پر اپنا سر پیٹا۔

اسے گلاب کے پھولوں سے المرجی ہے اور میں نے اسے کہا تھا پھولوں کی ایک چادر بنوا کر گھر بھجوادینا زاہدہ بیگم اب رونے لگی تھی۔

آئی اب رونے سے کوئی فائدہ نہیں آپ نازش کے پاس رہیں میں ڈاکٹر سے نمر کی حالت کا معلوم کرتا ہوں اس کی بھی حالت بہت نازک ہے ویکنس بہت زیادہ ہے اور ڈپریشن میں چلی گئی ہے دماغ پر بہت گہرا اثر ہوا ہے۔ ہوش میں آئے تو ہو سکے کنٹرول کر لیجئے گا۔

میں دیکھ لوں گی ربانیہ کو دیکھو نا اسے کیا ہوا ہے زاہدہ بیگم نے نازش کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

رحمان ایک نظر زاہدہ بیگم کے چہرے پر ڈالتا باہر نکل گیا جب کہ علی وہیں کھڑا نازش کو گھور رہا تھا

انہوں نے ان تینوں میں تو کبھی فرق ہی نہیں کیا تھا جیسی ان کے لیے ربانیہ تھی ویسے ہی نمر اور گنگا جب بھی کوئی ان سے پوچھتا کہ ان کی کتنی بیٹیاں ہیں تو وہ کبھی صرف ربانیہ کا نام نہ لیتی وہ ہمیشہ بتاتی کہ ان کی تین بیٹیاں ہیں وہ باقاعدہ ان تینوں کا نام لیا کرتی تھیں۔

آج وہ تینوں بیٹیاں موت کے منہ میں جاتی دکھائی دے رہی تھیں نمر جس کو ابھی تک ہوش نہ آیا تھا اور نازش وہ بھی بے ہوش ہو چکی تھی جبکہ ربانیہ کا تو معلوم ہی نہ تھا کہ اسے کیا ہوا ہے۔

زاہدہ بیگم نازش کا ہاتھ پکڑے بیٹھے مسلسل رو رہی تھی جب کندھے پر کسی کے ہاتھ کا لمس محسوس ہوا۔ تو سر اٹھا کر دیکھا علی کو دیکھ کر اپنا سر جھٹکا اور واپس نازش کے چہرے کو دیکھنے لگیں۔

بہت پیار کرتی ہیں آپ اس سے۔؟؟؟ کیا رشتہ ہے اس کا آپ سے علی نے زاہدہ بیگم کے پاس بیٹھ کر پوچھا۔

بہت گہرا رشتہ ہے اس سے میرا۔ بیٹی ہے میری خون کا رشتہ نہیں احساس کا رشتہ ہے۔
اگر اتنا ہی گہرا رشتہ اس کے ساتھ ہے تو یہ اسلام قبول کیوں نہیں کر لیتی۔؟؟؟ علی کے نظریہ مسلسل نازش کے چہرے پر تھی جبکہ وہ زاہدہ بیگم سے مخاطب تھا زاہدہ بیگم نے حیرت سے علی کو دیکھا پھر پھیکا سا مسکرائیں۔

میرا بچہ اسلام میں زبردستی نہیں ہے اور نازش اسلام کے بارے میں کی رائے بہت غلط ہے یہ کہتی ہے کہ ہندو مذہب میں رحم دلی ہے جبکہ اسلام میں نہیں یہ ایسے مسلمانوں سے کبھی ملی ہی نہیں جن کے دل میں رحم دلی ہے۔

جہاں یہ رہتی تھی وہاں صرف مار پیٹ ہو کر تھی وہ محلہ ہی ایسا تھا وہاں جو مسلمان ہوتے تھے وہ رات کو شراب پی کر اپنی بیویوں کو مارا کرتے تھے اور جو اس کے چاچا اور چاچی ہیں وہ تو

صرف اس کو ہی مارا کرتے تھے اور ایک دوسرے کے دل میں ان کے لئے محبت ہے تو اسے یہ لگتا ہے کہ ہندو مذہب بہت خوبصورت ہوتا تھا وہ کبھی عورتوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتا بس یہ غلط فہمی کا شکار ہے۔

جب بھی میں نے اس سے پوچھا کہ تم اسلام قبول کیوں نہیں کرتی تو ہمیشہ مجھے یہی کہتی ہے۔
"ہمارا جو مذہب ہے وہ حسین ہے" میں اسے نہیں چھوڑ سکتی بس اللہ جب ہدایت دیں مجھے تو انتظار ہے اس دن کا جب میری ہے بچی مسلمان بن کر میرے سامنے آئے گی اور میں اپنے مرنے سے پہلے اس دن کو دیکھنا چاہتی ہوں بہت دعائیں کرتی ہوں اس کے لئے اپنے رب سے۔
یہ بچی معصوم ہے اسے ہدایت دے اللہ بس اللہ کے "کن" کا انتظار ہے اور عنقریب ہو جائے گا۔ اگر تم اسی طریقے سے محبت کرتے رہے آخری جملے پر زاہدہ بیگم کھل کر مسکرائیں علی نے حیرت سے زاہدہ بیگم کو دیکھا۔

میں نے آپ سے کہا۔؟؟ کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔؟؟ ناچاہتے ہوئے بھی علی کا لہجہ سخت ہوا تھا۔

بیٹا محبت ایک ایسا احساس ہے جسے چھپایا نہیں جاسکتا۔ تمہاری آنکھوں میں صاف سے نظر آتا ہے اور تمہارے بماس کی طرف بڑھے قدم صاف دکھائی دے رہے ہیں تمہارے چہرے پر اذیت ہے پریشانی کس چیز کے لئے بولو۔؟؟

وہ تو مجھے خود چوٹ لگی ہے آپ کو دکھ ہی رہا ہو گا کس طریقے سے پورے جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی ہیں یہ اذیت اور پریشانی اسی چیز کی ہے۔

نہیں بیٹا اس تکلیف میں اور جو تمہاری چہرے پر تکلیف ہے اس تکلیف میں زمین آسمان کا فرق ہے وہ علی کے بکھرے بالوں کو صحیح کرتے ہوئے پیار سے بولیں علی نے آنکھیں بند کر کے ان کے ہاتھ کا لمس محسوس کیا کتنا سکون تھا یہ وہی سکون تھا جس کی وہ تلاش میں تھا اس سکون کو اس نے اپنے ماں باپ کے جانے کے بعد کبھی محسوس ہی نہ کیا تھا علی کی آنکھوں کا کونا نم ہوا علی نے فوراً آنکھیں کھولیں اور باہر کی جانب دیکھنے لگا۔

میں نہیں جانتی تمہیں کس چیز کی تکلیف ہے لیکن جو تکلیف ہم اپنے رب سے بیان کر دیں نا وہ تکلیف ہماری تکلیف نہیں رہتی ہے سکون مل جاتا ہے کہ ہم نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں

اسے پیش کر دیا اب ہمارا رب جو ہے۔ وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے وہ جو فیصلہ کرے گا وہ عنقریب سامنے آئے گا اور سب سے بہترین فیصلہ ہو گا۔

علی کو جب وہاں بیٹھنا مزید مشکل لگنے لگا تو وہ زاہدہ بیگم کی باتوں کو نظر انداز کرتا وہاں سے نکل گیا۔ زاہدہ بیگم نازش کے چہرے کو بار بار چوم رہی تھیں اور اس کے ہوش میں آنے کی دعا کر رہی تھی۔

نازش پر آیت الکرسی پڑھ کے پھونک مارتی وہ وہاں سے باہر نکلیں اور ربانیہ کے پاس گئیں۔ ہاتھ میں ڈرپ لگائی گئی تھی جب کہ منہ پر آکسیجن ماسک تھا۔

کیا ہوا ہے میری بچی کو زاہدہ بیگم نے روتے ہوئے زاہد صاحب سے پوچھا۔

کمزوری بہت زیادہ ہے اور ذہنی دباؤ کا شکار ہے۔

پتہ نہیں کون سی ایسی پریشانی ہے یہ دونوں ہمیں نہیں بتا رہی ہیں زاہدہ بیگم نے ربانیہ کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا زاہد صاحب نے حیرت سے زاہدہ بیگم کو دیکھا۔

کیا مطلب دونوں کو کیا ہوا ہے نازش کو بولو۔۔۔؟؟

ذہنی دباؤ کا شکار ہے وہ بھی مجھے سمجھ میں نہیں آتا ہماری بچیوں کو ایسی کون سی پریشانی کھاگئی کتنا کھیلتی تھی خوش رہتی تھی۔ پہلے زبیر کا چلے جانا۔ پھر نمر کے ساتھ وہ حادثہ اور پھر میری یہ بھی دو بچیاں زاہدہ بیگم اب با آواز رونے لگی تھیں۔

بیگم رونے سے کچھ نہیں ہو گا اپنے رب کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ کہ ہماری تینوں بچیاں صحیح سلامت گھر لوٹ آئیں ہماری زندگی ان تینوں کی بنا کچھ بھی نہیں ہے اگر ان تینوں میں سے کسی کو بھی کچھ ہو گیا تو ہم جیتے جی مرجائیں گے۔ ہم اپنے رب کے سامنے ہاتھ پھیلائیں گے۔ بے شک!! وہ کسی کو خالی ہاتھ واپس نہیں آنے دیتا وہ بولتے وہاں سے باہر کی جانب بڑھ گئے۔

زاہدہ بیگم چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی باہر آئیں۔

نمر اسے ملنا ہے مجھے!! کہاں ہے میری بچی۔؟؟ بولو نا زاہدہ بیگم نے رحمان کو جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا رحمان انہیں لئے آئی۔ سی۔ یو میں آیا۔

ہاتھ میں لگے ڈریپ منہ پر لگا ماسک اور سر پر بندھی بڑی سی پٹی کچھ ہی گھنٹوں میں اس کا چہرہ مر جھا گیا تھا جہاں صبح وہ مسکرا کر ان سے گلے ملتی باہر نکلی تھی اب اس کا تاروں میں جکڑا جسم دیکھ کر زاہدہ بیگم تڑپ اٹھی تھی۔

زاہدہ بیگم منہ گھما کر زور زور سے رونے لگیں رحمان نے انہیں پکڑا اور سہارا دے کر نمرا کے پاس لے آیا۔

اللہ پاک اتنا بڑا امتحان نہ لو میرا۔ یہ ناہو کہ اس امتحان میں میری جان چلی جائے میں اتنی تکلیف برداشت نہیں کر سکتی اللہ پاک میری بچی کو ٹھیک کر دیں چاہے تو آپ میری جان لے لیں۔

رحمان انہیں ویسے ہی پکڑے کھڑا نمرا کو دیکھ رہا تھا کہیں سے بھی وہ اسے پہلے دن والی نمرا نا لگی تھی جو کھیل رہی تھی لڑ رہی تھی جس کے چہرے پر معصومیت صاف نمایاں تھیں آنکھیں موندی تو ربانیہ کے ساتھ ہر وقت ہر جگہ اسے وہی دکھی تھی۔

زاہدہ بیگم کو سہارا دیتے ہیں وہ واپس ربانیہ کے پاس لے آیا ابھی وہاں بیٹھے ہوئے ہیں تھوڑی دیر گزری تھی جب نازش کی چیخوں کی آواز گونجنے لگی۔

میں کہہ رہی ہوں میری دوست کو ہوش آجانا چاہیے۔ ورنہ یہ نہ ہو ڈاکٹر کہ تم اور تمہاری فیملی ہوش میں نہ رہے۔ میں آخری دفعہ وارن کر رہی ہوں تمہیں۔ مجھے میری دوست صحیح سلامت چاہیے وہ ائی۔ سی۔ یو کے باہر ڈاکٹر کا گریبان پکڑے کھڑی تھی۔

زاہدہ بیگم نازش کے پاس آئیں اور ڈاکٹر کا گریبان چھڑوایا نازش نے زاہدہ بیگم کو دیکھا اور ان کے گلے لگ کر رونے لگی۔

ماما نمرا وہ دیکھیں نا وہ نہیں اٹھ رہی ہے۔ اس ڈاکٹر نے کچھ کیا ہے اسے بولیں نا اسے ٹھیک کرے۔ یہ سب ٹھیک کر سکتے ہیں یہ تو خود کو دو سرا خدا کہتے ہیں۔ نا تو ایسے کیسے ٹھیک نہیں کر پا رہے جھوٹے ہیں یہ۔۔ دیکھو ڈاکٹر تمہیں جتنے پیسے چاہیے میں تمہیں دینے کے لئے تیار ہوں بس مجھے میری دوست صحیح سلامت چاہیے۔ وہ اب ڈاکٹر کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑی تھی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہ رہے تھے کہیں سے بھی وہ گنگا نہیں لگ رہی تھی جو لوگوں کی جان لے لیتی تھی کسی اپنے کو تکلیف میں دیکھ کر وہ تڑپ رہی تھی اسے آج بھی ان لوگوں کا احساس ناہور ہا تھا جن کو وہ بے دردی سے مار دیا کرتی تھی۔

زاہدہ بیگم نے نازش کو اپنے سینے سے لگایا اور سر پر ہاتھ پھیرنے لگیں۔
میری بچی تھوڑا سا صبر کرو سب ٹھیک ہو جائے گا مجھے میرے اللہ پر یقین ہے سب ٹھیک کر دیں گے۔

اما کب تک کریں گے آپ کے اللہ یہ سب کچھ ٹھیک مجھ سے نہیں دیکھا جاتا کتنی تکلیف میں ہے وہ دیکھیں نا اس کو سانس نہیں آرہا اس کو چوٹ لگی ہے اس کو درد ہو رہا ہو گا کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس کی تکلیف اس کے زخم میں خود پر لے لوں وہ ٹھیک ہو جائے وہ زاہدہ بیگم کے گلے لگی مسلسل روتے ہوئے بول رہی تھی۔

چلو میرے ساتھ ربانیہ کے پاس چلتے ہیں۔ زاہدہ بیگم نے کہہ کر نازش کو سہارا دیا نازش نے حیرت سے زاہدہ بیگم سے پیچگلے ہو کر ان کے چہرے کو دیکھا۔

اما ربانیہ کہاں ہے؟؟؟ وہ اپنے آنسوؤں بے دردی سے صاف کرتے ہوئے بولی۔

کیونکہ وہ جانتی تھی نمر کی ایسی حالت دیکھ کر وہ ہرگز خاموش نہ رہتی جیسی حالت نازش کی تھی ویسی ہی حالت اس کی ہوتی لیکن ربانیہ تھی کہاں جو اس کی نظروں میں نہیں آرہی تھی۔

بے ہوش ہے تمہاری طرح ذہنی پریشانی کا شکار ہے زاہدہ بیگم نے نازش کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور پھر خاموشی سے وارڈ کی جانب بڑھ گئیں۔

نادش اندر داخل ہوئی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ربانیہ کے پاس آکر بیٹھی اور ربانیہ کے کندھے پر سر رکھے با آواز رونے لگی۔

اٹھو ربانیہ۔ اتنی بڑی سزا نہیں دو تم دونوں مجھے تم بھی ایسے کر رہی ہو میرے ساتھ دیکھو اگر کوئی مذاق کر رہی ہو تو میرے ساتھ ایسا مذاق نہیں کرو انسان ہوں میں مزید تکلیف برداشت نہیں کر سکتی روتے ہوئے وہ سرگوشی نما آواز میں بول رہی تھی زاہدہ بیگم نے نازش کو کندھوں سے پکڑ کر صوفے پر بٹھایا اور پھر اپنے سینے سے لگایا۔

بس میری پچی رونا نہیں ہے میں نے کہا ہے نا اللہ پر یقین کرو وہ سب کچھ ٹھیک کر دیں گے کچھ نہیں ہو اور ربانیہ کو۔ دوائیوں کے زیر اثر سو رہی ہے گا زاہدہ بیگم نے کہا تو نازش نے سکھ کا سانس لیا پھر رونے میں تیزی آئی تھی۔

ابھی زیادہ بیگم مزید کچھ بولتی رحمان وارڈ میں داخل ہوا۔

نمر کو خوش آگیا ہے رحمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا گنگا زاہدہ بیگم کا ہاتھ چھوڑتی باہر کی جانب بھاگی جب کہ پیچھے ربانیہ کو ہوش میں آتا دیکھ زاہدہ بیگم اس کی طرف لپکیں رحمان بھی ربانیہ کے پاس آیا۔

مما ہم یہاں کیا کر رہے ہیں نازش کہاں ہے اور نمر کہاں ہے۔۔ ان کے پاس م لے چلیں مجھے ربانیہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

میں لے کر آتا ہوں آنٹی اسے آپ چلیں رحمان نے کہا تو زاہدہ بیگم اشباب میں سرہلاتی باہر چلی گئی۔

میری بات دھیان سے سننا اس کے بعد میں تمہیں نمرا کے پاس لے کر جاؤں گا رحمان نے ربانیہ کو آرام سے اٹھاتے ہوئے کہا۔

میں خود ہی اٹھ جاؤں گی ربانیہ رحمان کا ہاتھ دور کرتی کھڑی ہوئی۔ اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتی رحمان نے اسے کندھے سے پکڑا اور اپنے ساتھ لگایا۔

میرے ساتھ چلو ورنہ یہ نہ ہو کہ اپنے طریقے سے لے کر جاؤں پھر میں وہ سخت لہجے میں کہتا ہے اسے اپنے ساتھ چلانے لگا خاموشی سے اس کے ساتھ آگے بڑھنے لگی۔

آئی۔ سی۔ یو میں داخل ہوتے ہی سامنے نمرا کو لیٹا دیکھ ربانیہ رحمان کو پیچھے کرتی اس کی طرف بھاگی۔

نازش کیا ہوا۔؟ نمرا کیا ہوا ہے یہ تمہیں یہ چوٹ۔؟؟ اتنی چوٹ کیسے لگ گئی تمہیں درد ہو رہا ہے یہاں پر بولو۔؟؟

مما دیکھیں نا سے کتنا درد ہو رہا ہے دیکھیں آنکھیں بھی لال ہو رہی ہیں ربانیہ روتے ہوئے
مسلسل زاہدہ بیگم کو بول رہی تھی جبکہ زاہدہ بیگم کی بھی حالت مختلف نہ تھی وہ نمرا کو تکلیف میں
دیکھ کر آنکھیں موندے ایک سائیڈ کھڑی تھیں جبکہ نازش اپنے آنسوؤں کے نمرا کا ہاتھ پکڑ کر
بیٹھی تھی۔

ڈاکٹر نے کہا ہے یہ خطرے سے باہر ہے۔ اب بس مجھے ایک دفعہ پتہ چل جائے کہ اسے اس
حالت میں پہنچانے والا کون ہے باخدا اپاتال سے بھی ڈھونڈ نکالوں گی اس کو نازش کی پکڑ نمرا کے
ہاتھ پر سخت ہوئی۔

یار میرے ہاتھ میں پہلے ہی اتنا درد ہے اب توڑ دو گی کیا۔؟؟؟ نمرا نے رونی صورت بنا کر کہا تو
وہاں کھڑا ہر وجود مسکرایا۔

اب چلو تم دونوں جا کر آرام کرو رات۔ ہر ہو گئی ہے اور میں ہوں نمرا کے پاس زاہدہ بیگم نے نمرا
کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

نہیں ماما اس کے پاس رہنا ہے ربانیہ نے نمرا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

بہت بول لیا تم نے چلی جاؤ یہ نا ہو میں یہاں ہی جوتی اتار لوں زاہدہ بیگم نے غصے سے کہا۔

نازش اور ربانیہ ناچاہتے ہوئے بھی باہر کی جانب بڑھ گئیں جبکہ رحمان وہاں سے جا چکا تھا

نمر کی حالت پہلے سے کافی بہتر تھی وہ صبح سے جب سے اٹھی تھی بس گھر جانے کی ضد کر رہی تھی۔ اس کی ضد کو مد نظر رکھتے ہوئے سب اسے گھر لے آئے تھے وہ اس وقت ربانیہ کے کمرے میں تھی کیونکہ نمر کی ماں ابھی تک واپس نہ آئی تھی اور ناہی اس کا نمر اسے کوئی رابطہ ہوا تھا۔

نازش ماما کو میں بار بار کال کر رہی ہوں وہ میری کال نہیں اٹھا رہی ہیں اور ناہی واپس کال کر رہی ہیں۔ مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے ممانے کبھی ایسا نہیں کیا وہ ہمیشہ میری کال اٹھا لیا کرتی ہیں اگر نہ اٹھا سکے تو میسج کر دیتی ہیں اور بعد میں کال ضرور کرتی ہیں۔۔

"ہاں میں نے بھی کال کی تھی میسج بھی کیا تھا لیکن انہوں نے کوئی ریپلائی نہیں کیا۔ میں تمہارے ماموں کو کال کر کے معلوم کرتی ہوں"۔ نازش اپنا موبائل نکالتی کھڑکی کے پاس گئی ایک مخصوص نمبر ڈائل کیا۔

دوسرے رنگ پر کال اٹھالی گئی۔

"السلام علیکم نازش بات کر رہی ہوں انکل۔ نمر اکی دوست۔"

"وہ دراصل مجھے آنٹی کے بارے میں پوچھنا تھا کب نکل رہی ہیں وہ وہاں سے نمر ابہت یاد کرتی

Page | 280

ہے انہیں۔ انہیں کہیں ایک دفعہ نمر سے بات کر لیں اگر آپ کے پاس ہیں وہاں تو آپ ابھی

بات کروادیں۔"

نازش مقابل کے بات سنے بنا ہی اپنی بات مکمل کر چکی تھی۔

وعلیکم السلام!!! بیٹا سانس تو لو۔ اور کیسا مذاق کر رہی ہو رضیہ یہاں کب آئی ہے میں تو خود اس

سے ناراض ہوں!!! بہت زیادہ۔ میں نے اسے یہاں آنے کے لئے کہا وہ مان بھی گئی تھی اس نے

کہا تھا وہ دو دن میں یہاں جائے گی دو دن کیا ایک ہفتے سے زیادہ ٹائم ہونے والا ہے لیکن وہ آکر ہم

سے ملی ہی نہیں اور کال کر رہے ہیں تو کال نہیں اٹھا رہی ہے۔

"کیا۔؟؟؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے دیکھیں انکل اگر آپ مذاق کر رہے نا تو یہ مذاق نہ کریں۔"

نازش رو ہانسی ہوئی ماتھے پر پسینہ چھلکنے لگا۔

بچہ میں مذاق کیوں کروں گا آپ سے میرا اور آپ کا کوئی مذاق ہے۔؟؟؟ بس رضیہ تک یہ بات

پہنچا دینا کہ میں اس سے بہت زیادہ ناراض ہوں ہو سکے تو اپنے اس بھائی کو بھی یاد کر لے۔ اور

رابطہ کر لے وہ کہہ کر رابطہ منقطع کر چکے تھے جب کہ گنگا موبائل کو گھور رہی تھی نمرا نے بغور گنگا کے چہرے کو دیکھا۔

نازش نازش نازش تین بار پکارنے پر بھی گنگا نے کوئی جواب نہ دیا تو نمرا نے پاس پڑا کیشن اٹھا کر نازش کے منہ پر دے مارا وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی۔

"ہاں کیا ہوا۔؟؟؟" نازش نے موبائل سائیڈ پاکٹ میں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

کیا کہا ماما نے۔ کب تک واپس آرہی ہیں وہ۔؟؟؟ مجھ سے نہیں رہا جاتا ان کے بنا میں نے ان سے کہا بھی تھا ہم دونوں ساتھ چلیں گے لیکن ماما نے میری بات نہیں مانی۔ میں ناراض ہوں بہت نمرا اپنی ہی دھن میں بول رہی تھی جبکہ نازش کی سوچیں وہیں مرکوز تھیں کہ رضیہ پنجاب ہی نہیں پہنچی۔

میں آتی ہوں نازش پریشانی سے اپنا کوٹ اٹھاتی باہر کی جانب بھاگی باہر سے آتی رہا نیہ کو نظر انداز کرتی وہ گھر سے باہر نکل چکی تھی۔ موبائل کان کو لگائے وہ گاڑی میں بیٹھی۔

ہیلو ایک نمبر سینڈ کر رہی ہوں پانچ منٹ ہے تمہارے پاس اس کی لاسٹ لوکیشن مجھے بتاؤ زیادہ وقت نہیں ہے تمہارے پاس۔ صرف پانچ منٹ؛!!! وہ کہہ کر رابطہ منقطع کر چکی تھی انگلیاں

موبائل میں چلاتی ایک مخصوص چیز سینڈ کرنے کے بعد موبائل ڈیش بورڈ پر پھینکا اور آنکھیں
موند لیں۔

نازش کورضیہ کی آخری کال یاد آئی جب نمرا کا موبائل نازش کے پاس تھارضیہ کی کال آئی تھی
لیکن وہ ریسیونا کر سکی تھی کیونکہ موبائل سائلنٹ پر تھا۔

کہاں ہو گئیں ماما اگر وہ پنجاب نہیں گئی گھر واپس نہیں آئی تو کہاں چلی گئی۔؟؟ ان کا تو نمرا اس
کے ماموں اور ہمارے سوائے اس دنیا میں کوئی ہے بھی نہیں تو پھر وہ بنا بتائے کہاں جاسکتی
ہیں۔؟؟ کچھ تو گڑ بڑ ہے مجھے پتہ لگوانا ہو گا گنگا نے اپنے ماتھے پر زور دیتے ہوئے آنکھیں بند
کیں۔ گود میں کوئی بھاری چیز گری آنکھیں کھول کر دیکھا تو وہ ایک کاغذ تھا جس کے اندر ایک
پتھر تھا نازش نے گاڑی کے باہر دیکھا تو وہاں کوئی نظر نہ آیا کاغذ کھول کر پڑھا۔

"تم جتنی دیر کرو گی مجھے میری چیز دینے میں یاد رکھواتنے ہی تمہارے اپنے تم سے دور ہوتے
جائیں گے کل وہ لڑکی اب انتظار کرو میرے اگلے وار کا۔"

غصے سے دماغ کی رگیں ابھریں اور ہاتھ گاڑی کے فرنٹ شیشے میں مارا تو وہ چخنا چور ہو گیا ہاتھ سے
خون بہنے لگا آنکھیں موند کر سیٹ کے ساتھ لگائی اور سوچنے لگی۔

موبائل رنگ ہو موبائل میں آیا نوٹیفیکیشن دیکھ کر اپنی گاڑی سے باہر نکلی اور بائیک کی طرف بھاگی۔

بائیک اسٹارٹ کرتے ہی وہ وہاں سے نکل چکی تھی۔

نازش کو کیا ہوا ہے یہ ایسے بھاگ کر کیوں گئی ہے۔؟؟؟ ربانیہ نے نمر کو میڈیسن دیتے ہوئے پوچھا۔

پتہ نہیں میں نے ماما سے بات کرنے کے لئے کہا تھا اس کو ماموں کی کال کٹ کی تب سے پتہ نہیں پریشان ہے یہ۔ اور میری بات کو نظر انداز کر کے گئی ہے اب جب آئے تو تب یہ خود ہی بتائے گی نمر انے غصے سے کہہ کر میڈیسن کھائی۔

اچھا نا تم غصہ نہیں کرو آئے نا پھر میں دیکھتی ہوں اس کو ایسے کیسے تمہاری باتوں کو نظر انداز کر سکتی ہے۔

کر سکتی ہے نہیں کر چکی ہے میں نے کہا تھا اسے کہ ماموں سے پوچھ کر بتائے لیکن اس نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔

اچھانا نمی تم غصہ نہیں کرو تم آرام کرو میں تمہارے لئے کچھ کھانے کے لئے لے کر آتی ہوں پھر جب یہ آئے گی نادونوں مل کے ساتھ میں اس کی کلاس لیں گے ربانیہ نے پیار سے نمر اکا ہاتھ پکڑ کے کہا وہ مسکرائی اور بیڈ کرواؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی ربانیہ وہاں سے اٹھ کر باہر نکل گئی۔

تم دیکھ رہے ہو یہ جو راڈ اڑتی ہوئی آئی ہے یہ رائٹ سائیڈ سے آئی ہے جب کہ رائٹ سائیڈ پہ موجود کیمرے کی فوٹیج غائب ہے لا سیریری سے نکلتے کچھ لڑکے دیکھے گئے ہیں اس کے پیچھے لیکن وہ لڑکے اس چوک میں اگر کہیں غائب ہو گئے۔ رحمان نے لیپ ٹاپ پر ہی انگلی سے دائرہ بناتے ہوئے کہا۔

غائب ہو نہیں گئے ہیں کئے گئے ہیں اور اس کی فوٹیج غائب ہے۔ جب نمر ایہاں چوک سے بھاگی ہے وہ راڈ دیکھو اس دکان پر پڑی ہے۔ دھیان سے دیکھو اب بیس منٹ بعد دیکھو وہ راڈ وہاں پر

موجود نہیں ہے راڈ خود اٹھ کر تو نہیں جائے گی سوچنے کی بات ہے نا علی نے بغور لیپ ٹاپ میں دیکھتے ہوئے کہا۔

ایک چیز نوٹ کی ہے تم نے علی نے لیپ ٹاپ اپنی طرف کرتے انگلیاں چلانا شروع کیں۔

کون سی چیز رحمان نے حیرت سے پوچھا۔

ان تینوں لڑکوں کی گردن پر ایک نشان موجود ہے سیم ٹیو یعنی کہ یہ تینوں کسی گینگ سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ ٹیو تو مجھے دیکھا دیکھا لگ رہا ہے غور سے دیکھو یہ ٹیو میں نے علی بولتے بولتے رکا

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا علی فوٹیج بار بار چلا کر دیکھ رہا تھا اور فوکس ان لڑکوں کی گردن پر موجود ٹیو پر تھا۔

کیا ہو گیا ہے تجھے کیوں ایسے کر رہے ہو۔؟؟ ٹیو عام ہوتے ہیں ہر کوئی بنواتا ہے کیا پتا شوق شوق میں تینوں نے بنوائے ہوں۔؟؟؟

رحمان یہ ٹیٹو ایک خاص ٹیٹو ہے جو کہ آغا اپنے خاص بندوں کی گردن پر بنواتا ہے یعنی کہ نمر اپر حملہ کروانے والا کوئی اور نہیں آغا تھا لیکن آغا پاکستان میں موجود نہیں ہے جب سے گنگا کی ان دو دوستوں پر حملہ ہوا ہے تب سے آغا غائب ہے اور یاد ہے اسی دن میرے ساتھ یہ انسٹیڈنٹ ہوا تھا۔

بات تو تمہاری بالکل ٹھیک ہے لیکن مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا آغا یہ سب کچھ رحمان بولتے بولتے رکا اور اپنا سر پیٹا۔

ناجانے یہ لڑکی کیا چاہتی ہے یو۔ ایس۔ بی میں نے مانگی تھی لیکن اس نے یو۔ ایس۔ بی نہیں دی یہ اپنی جان کے ساتھ ساتھ اپنے گھر والوں کی جان کو بھی خطرے میں ڈال رہی ہے وہ یو۔ ایس۔ بی کسی بھی طریقے سے مجھے اس سے نکلوانی ہوگی اور جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ اپنی ہر ضروری چیز ربانیہ کے پاس رکھواتی ہے رحمان کہہ کر کو مسکرایا۔

ہاں اب جاؤ جا کر اپنی منکوہ سے لے کر آؤ لیکن یاد رکھو خالی ہاتھ واپس نہیں آنا یہ نہ ہو کہ یہ یو۔ ایس۔ بی ان لوگوں کے لئے خطرناک ثابت ہو وہ یو۔ ایس۔ بی لے آؤ پھر آگے میں خود دیکھتا ہوں کہ کس طریقے سے اس معاملے کو ہینڈل کرنا ہے وہ لیپ ٹاپ کو سائیڈ میں کرتا اٹھا اور

جیب سے سگریٹ نکال کر سلگائی اور عنابی لبوں میں دبا کر وہ کھڑکی کے پاس آیا اور ایک لمبا کش لیا۔

"آپ کو کوفت نہیں ہوتی ہر وقت یہ پیتے رہتے ہیں آپ کو دیکھ کر میرا دم گھٹنے لگا ہے"۔ ایک جملہ علی کی سماعتوں سے ٹکرایا ہاتھ میں پکڑی سگریٹ کو اپنے ہاتھوں میں ہی مسل دیا اور لب بھینچے۔

پاگل ہو گیا ہے تو اگر پینے نہیں تھی تو جلا کر یہ ہیر و گری کرنے کی کیا ضرورت تھی رحمان نے علی کے ہاتھ سے سگریٹ نکالتے ہوئے پوچھا۔

اپنی بکو اس بند کرو اور اپنے کام سے کام رکھو تمہیں جتنا کہا ہے اتنا کرو وہ یو۔ ایس۔ بی مجھے کسی بھی حال میں چاہیے اور وہ آج رات تک میرے پاس ہونی چاہیے۔ علی نے موبائل جیب سے نکالتے کان کو لگایا اور باہر نکل گیا۔

تم کہاں جا رہے ہو رحمان نے کمرے کا دروازہ کھول کر اونچی آواز میں پوچھا علی کے بڑھتے قدم رکے۔

کچھ کام ہے ضروری۔ شام تک آ جاؤں گا علی آنکھوں پہ گلاسز لگاتے باہر نکل گیا۔

مجھے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اب یہ کیا کرنے والا ہے یہ خاموش ہے۔ اب یہ خاموشی مجھے ڈرا رہی ہے رحمان کہتے ہوئے واپس کمرے میں بند ہو گیا۔

وہ لوگ ایک اندھیرے کمرے میں موجود تھے چہرے پر جگہ جگہ زخم تھے ناک اور منہ سے مسلسل خون بہہ رہا تھا لیکن مقابل تو شاید آج رحم کھانے کے موڈ میں ہی نا تھا۔ وہ مسلسل انہیں مار رہا تھا کبھی ایک کے منہ پر تو کبھی دوسرے کے منہ پر۔

کون ہو تم ہمیں چھوڑ دو ہمیں جانے دو!! تم نہیں جانتے ہم کس کے آدمی ہیں اسے معلوم ہوا تو وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔

"اور شاید تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ میں خود کون ہوں ہوں جس کے ٹکڑوں پر تم پلتے ہونا وہ میرے ٹکڑوں پر پلتا ہے" وہ غصے سے پھنکارتا اس آدمی کی گردن مروڑ چکا تھا جبکہ باقی دو حیرت سے اس بتیس سالہ مرد کو دیکھ رہے تھے۔

"اب مجھے تم جلدی سے بتاؤ آغا کہاں ہے۔؟؟؟" علی نے اپنے ہاتھ کی پٹی کو کھولتے ہوئے پوچھا

کر سرتی جسم بکھرے بکھرے بال گندم رنگت جس میں سرخی گھلی ہوئی تھی آنکھوں میں بلا کی وحشت تھی جیسے آج وہ اپنے سارے حساب بے باک کرنا چاہتا ہو۔

ہمیں نہیں معلوم اس کا۔ کون ہے یہ۔؟؟؟ ہم اس کے لئے کام نہیں کرتے۔

"اچھا تو کس کے لئے کام کرتے ہو۔؟؟؟" علی نے اپنے ہاتھ پر دوسری پٹی باندھتے ہوئے پوچھا۔

ہم قادر خان کے لئے کام کرتے ہیں علی نے حیرت سے اس لڑکے کو دیکھا۔

"کون قادر خان بولو۔؟؟؟" علی نے غصے سے اس آدمی کا منہ دبوچتے ہوئے پوچھا۔

وہ ہی قادر خان جس کے گھر والوں کو ہم نے مار دیا تھا۔

وہ الفاظ تھے یا پگھلا ہوا سیسہ جو علی کے کانوں میں ڈالا گیا تھا۔ علی کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا اس کا

جان سے عزیز چاچا زندہ تھا۔؟؟؟ اور وہ ہی یہ سب کر رہا تھا۔

علی کسی کی جان تو نالیت تھا مگر جینے کے قابل بھی ناچھوڑتا اور آج بھی یہ ہی کیا تھا اس نے ان تینوں کے ہاتھ اور پاؤں توڑ چکا تھا اور ایک کی تو گردن بھی توڑ چکا تھا۔

غصے کسی بھی طریقے سے کم نہیں ہو رہا تھا۔

علی نے لائٹرنکال کر سگریٹ سلگائی اور ایک گہرا کش لیا۔

چاچا ایسے کیوں کریں گے۔؟؟ اور انہیں تو میں نے اپنے ہاتھوں سے۔

وہ غصے سے لال چہرہ لئے شرٹ لیس ہی اس کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

ہیلو رحمان کہاں ہو تم۔؟؟ گنگا نے رحمان کے کال اٹھاتے ہی پوچھا۔

گھر سے کبھی باہر بھی نکل لیا کرو۔ ایک لوکیشن سینڈ کر رہی ہوں وہاں پہنچو نازش نے کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا اور لوکیشن رحمان کو سینڈ کرنے کے بعد خود حیدرآباد کے ریلوے اسٹیشن میں داخل ہوئی۔

وہاں موجود ہر دکان پر جا کر رضیہ کی تصویر دکھا کر اس کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ سب کا یہ ہی کہنا تھا کہ وہ ریل میں گئیں تھیں۔

ایک ایک کولی سے پوچھتی وہ ریل میں داخل ہو گئی تھی۔

ریل چلنے سے پہلے اس نے بہت سے لوگوں سے پوچھا کہ شاید کوئی ایسا مسافر ہو جو اس دن بھی سفر کر رہا ہو جس دن رضیہ بیگم یہاں آئیں تھیں۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ایک چائے والا ریل میں داخل ہوا۔

گنگا نے ایک آخری امید لئے اسے سے رضیہ کا پوچھا۔

اس کو دیکھا ہے آپ نے کہیں۔؟؟؟

ہاں دیکھا تھا اب تو مر بھی گئی ہوگی اب تو چھوڑ دو اس کو وہ چائے والا بزرگ غصے سے کہتا آگے بڑھ گیا۔

گنگا نے اس کا راستہ روکا۔

بابا کیا مطلب ہے آپ کا بتائیں۔؟ "ماں ہے یہ میری۔"

بیٹا اب تو بہت دیر ہو چکی ہے مجھے آج بھی ایسے لگتا ہے وہ میرے سامنے ہی رو رہی ہے۔

کچھ دن پہلے۔۔ Page | 292

مجھے چھوڑ دو کیا بگاڑا ہے میں نے تمہارا۔؟؟ رضیہ کے منہ سے خون بہہ رہا تھا چہرے پر کٹ اور جسم پر جگہ جگہ زخم لگے تھے۔

بگاڑا تو نے نہیں۔ اس لڑکی نے بگاڑا ہے کاش وہ ہمارے راستے میں نا وہ آدمی ہنستا ایک بار پھر رضیہ کے منہ پر وار کر چکا تھا۔ وہ اس وقت ٹرین میں موجود تھی آس پاس لوگ خوف سے چہ بیٹھے اس کی بے بسی کا تماشا دیکھ رہے تھے۔

وہ دس سے پندرہ آدمی تھی جو ایک بزرگ خاتون پر تشدد کر رہے تھے لیکن کسی نے بھی ہمت نا کی تھی کے اسے بچالے۔

رضیہ کی اب آنکھیں بند ہونے لگیں تھیں ہمت کر کے پاس گر اموبائل اٹھایا اور ایک آخری بار کال ملائی لیکن کال نا اٹھائی کسی نے بھی اپنی بے بسی پر چیخ چیخ کر روئی آنکھیں بند کیں تو نمرا کا مسکراتا چہرہ سامنے آیا۔

میری بچی میرا انتظار کر رہی ہوگی مجھے جانے دور ضیہ نے ایک آخری بار امید بھری نظروں سے سامنے کھڑے اس آدمی سے پوچھا جس کے ہاتھ میں گن تھی۔

ہاں ہاں تیرے جانے کے بعد وہ بھی آجائے گی وہ ہنسا اور گولی چلنے کی آواز گونجی سب پر ویسے ہی خاموشی طاری تھی۔

اسٹیشن کے آنے سے پہلے ہی وہ لوگ وہاں سے نکل چکے تھے وہ چائے والا وہاں آیا اور رضیہ کی لاش کو پاس کے پولیس اسٹیشن میں جمع کروادیا۔

گنگا کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے وہ بس ساکت کھڑی اس بوڑھے آدمی کو گھور رہی تھی۔

گنگا کیا ہوا ہے یہاں کیوں بلایا۔؟؟ رحمان اس کے پیچھے ہی کھڑا اس سے پوچھ رہا تھا۔

گنگا نے بمشکل ایک قدم اس کے جانب بڑھایا اور پھر اس کی چینیں گونجنے لگیں وہ جتنے بھی غصے والی ہی کیوں نا ہوتی وہ ماں سمجھتی تھی انہیں ایسے کیسے وہ خاموش رہتی اس پاس کی فکر کئے بنا وہ رحمان کے سینے سے لگی رو رہی تھی۔

کیا ہوا ہے گنگا ایسے کیوں رو رہی ہو۔؟؟ رحمان نے گنگا کو خود سے دور کرتے ہوئے پوچھا۔

رحمان ماما۔ مار دیا میری ماں کو میں آج ایک بار پھر یتیم ہو گئی رحمان میں پھر یتیم ہو گئی وہ مسلسل روتے ہوئے اسے۔ تار ہی تھی لیکن رحمان کو کچھ سمجھ ہی نا آ رہا تھا اس سے پہلے گنگا مزید کچھ بتاتی ایک گولی اس کے سینے کو چیرتی رحمان کے کندھے میں جا لگی تھی گنگا وہیں ڈھے گئی تھی۔

گنگا رحمان نے گنگا کو پکڑا اور آس پاس دیکھا کوئی نظر نا آیا تو گنگا کو بانہوں میں اٹھائے باہر نکل گیا۔

بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے ربانیہ نازش کو بولا کو گھر پر۔ زاہدہ بیگم ایک گھنٹے سے گنگا کا انتظار کر رہی تھیں لیکن وہ تھی کہ آنے کا نام ہی نہیں کے رہی تھی۔

ماما آپ فکر نا کریں آجائے گی وہ آپ نمر کو دیکھیں میں کال کرتی ہوں نازش کو شاید کال اٹھالے اب ربانیہ کہ کہنے پر زاہدہ بیگم کمرے میں چلی گئیں۔

ربانیہ نے نازش کا نمبر ڈائل کیا اور موبائل کان کو لگایا۔ لیکن پھر کوئی جواب نا ملا۔

اب اسے خود فکر ہونے لگی تھی وہ ایسے غائب تو رہتی تھی لیکن زاہدہ بیگم کی کبھی کال مس نہیں کرتی تھی ہر حال میں وہ ان سے بات کرتی تھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ زاہدہ بیگم اسے بالکل ماں جیسا پیار کرتی ہیں اور فکر بھی تو سگی ماں سے کم نہیں کرتی تھیں۔

کیا ہو گیا ہے نازی کال اٹھا وہ ایک آخری بال کال کر رہی تھی اور دعا بھی کر رہی تھی کہ وہ کال اٹھالے۔

آخر کال اٹھالی گئی تھی لیکن سامنے سے گہری خاموشی تھی۔

کال اٹھاتے ہی ربانیہ غصے سے بولنے لگی تھی۔

نازی حد ہوتی ہے ہر چیز کی بندہ ایک بار کال ہی اٹھا لیتا ہے پتا ہے ماما کتنی پریشانی میں ہیں اگر ایسے ہی کرنا تھا نا تو میری ماما کے قریب بھی نہیں آتی اور نا ہمارے۔ تم اچھے سے جانتی ہو ہم سب تمہیں کتنا پیار کرتے ہیں کتنی فکر کرتے ہیں اس لئے ایسا کرتی ہو تم وہ غصے سے ایک سانس میں سب بول گئی تھی۔

رحمان بات کر رہا ہوں ربانیہ کے خاموش ہوتے ہی رحمان کی سنجیدہ آواز ربانیہ کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

نازش کہاں ہے اور آپ اس کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟؟ ربانیہ خود اس چیز سے انجان تھی کے اس وقت سے غصہ نازش کی غائب ہونے پر نہیں رحمان اور نازش کے ساتھ ہونے پر آیا تھا۔ گولی لگی ہے نازش کو رحمان کی بات پر ربانیہ نے حیرت سے موبائل کو دیکھا جیسے رحمان کو دیکھ رہی ہو۔

میرے ساتھ یہ مذاق نہیں کریں نازش کو دیں موبائل وہ اسی لہجے میں بولی تھی جبکہ دل اب الگ رفتار سے دھڑکنے لگا تھا۔ یہ ڈر نازش کو کھونے کا تھا اس سے دور ہونے کا تھا۔

میں مذاق نہیں کر رہا ہوں۔ صبح سے حالت بہت زیادہ خراب تھی اس کی اب پہلے سے بہتر ہے دواؤں کے زیر اثر سو رہی ہے۔ آپ لوگ ہسپتال آ جاؤ۔

آپ اب بتا رہے ہیں ہمیں۔؟ ربانیہ کے آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔

ہاں کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ لوگ پریشان ہوں رحمان کہہ کر رابطہ منقطع کر چکا تھا۔ ماما بابا نمرا۔ ربانیہ روتے ہوئے سب کو پکار رہی تھی۔

کیا ہوا ہے میرے بچے کیوں رو رہی ہو زاہد صاحب نے ربانیہ کو اپنے سینے سے لگاتے پوچھا۔

پاپانازش کو گولی لگی ہے وہ۔ وہ ٹھیک نہیں ہے چلیں نا آپ ربانیہ بولتی زاہد صاحب کو اپنے ساتھ کھینچ رہی تھی۔

نمر اور زاہدہ بیگم بھی اس کے پیچھے چلنے لگیں تھیں۔

زاہدہ بیگم کی حالت اب بگڑنے لگی تھی سانس لینا ان کو مشکل لگنے لگا تھا۔

تھوڑی دیر میں وہ لوگ ہسپتال کے باہر تھے زاہدہ بیگم کو اب چلنا محال لگ رہا تھا کل تک ایک بیٹی اسی ہسپتال سے زندگی اور موت کے درمیان لڑ رہی تھی اور آج دوسری بیٹی۔

کیسے ہوا ہے یہ سب ہاں۔؟؟ بولو جب جب تم ہمارے ساتھ ہوتے ہونا تب تب یہ سب ہوتا ہے ربانیہ رحمان کو گریبان سے پکڑے کھڑی تھی۔

رحمان نے بغور ربانیہ کے چہرے کو دیکھا اور آرام سے اپنا گریبان چھڑوایا۔

آپ لوگ نازش سے مل لیں ہوش میں آئی ہے ابھی رحمان اتنا کہہ کر آگے بڑھا جب نازش کو باہر آتے دیکھا۔

نازش یزہ کوئی فلم نہیں چل رہی ہے حالت دیکھو بہت کمزور ہو تم خون بہت بہہ چکا ہے۔ رحمان

دھاڑا۔

Page | 298

ماما کہاں ہے۔؟؟؟ وہ اپنی تکلیف کو نظر انداز کرتی رحمان سے پوچھ رہی تھی۔

وہ۔ رحمان کچھ بولتے بولتے رکا اور نمراک دیکھا۔

اسے نہیں مجھے دیکھو اور بتاؤ ماما کہاں ہے نازش نے رحمان کو پھر مخاطب کیا۔

رحمان خاموشی سے آگے بڑھا پیچھے ہی نازش چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کے پیچھے چلنے لگی۔

ایک حال نما کمرے کے سامنے کھڑے ہو کر رحمان نے اس کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا

پیچھے ہی نازش ربانیہ والوں کے ساتھ داخل ہوئی۔

نمرا کو کچھ بہت غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا نازش کے قدم وہیں تھم گئے تھے جبکہ نمرا ناچاہتے

ہوئے بھی آگے بڑھی اور اس سفید چادر کو اپنے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ کھینچا۔

رضیہ کے منہ سے جیسے ہی وہ کپڑا ہٹا نمرا کی چیخ گونجی۔

ماما۔ ماما۔ نہیں یہ ماما نہیں ہے نا بھائی بولیں نا یہ ماما نہیں ہیں نا نمرا رحمان کی طرف بھاگی۔

رحمان نے منہ جھکایا۔ پھر وہ نازش کی جانب بھاگی۔ ماما نہیں ہیں نابولو ایک بار بول دو۔ رضیہ کا چہرہ کافی حد تک سوچ چکا تھا چہرے پر لگی چوٹیں صاف بیان کر رہیں تھیں کے وہ وفات سے پہلے کس حد تک اذیت سے گزریں ہیں۔ گنگاساکت کھڑی ان کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

زاہدہ بیگم نے آگے بڑھ کر نمر کو اپنے سینے سے لگایا تو وہ ان کے سینے سے لگی با آواز رونے لگی۔۔

آخری رسومات ادا کرنی ہیں ایک ہفتے سے زیادہ ہو گیا ہے میت کو تکلیف ہوتی ہے ایسے رحمان وہاں موجود ہر فرد کو نظر انداز کرتا کہہ کر وہاں سے نکل گیا۔

وہ سب لوگ اس وقت گھر پر موجود تھے جہاں کچھ دن پہلے زبیر کی میت تھی آج وہاں رضیہ کی میت پڑی تھی۔

نمرہ اپنی ماں کے غم میں رو رو کر اپنی طبیعت خراب کر چکی تھی۔

نازش تو بس خاموشی سے رضیہ کی میت کے پاس اس کی چارپائی تھامے بیٹھی تھی نظریں رضیہ کے چہرے پر تھیں۔

پہلے ہی میت کو بہت تکلیف ہوئی ہے ہمیں زیادہ دیر نہیں کرنی چاہیے دفنانے میں زاہد صاحب نے کہا۔

میت نہیں رضیہ؛!!!! نازش نے کہہ کر زاہد صاحب کی طرف دیکھا اور پھر نظریں رضیہ کے چہرے پر گاڑھیں۔

زاہد صاحب نے منہ جھکایا اور سب کو سائیڈ میں ہونے کا کہا۔

نمر کی چیخیں گونجنے لگیں تھیں وہ اپنی کو پکڑ لینا چاہتی تھی لیکن زاہدہ بیگم اور ربانیہ کی پکڑ مضبوط ہونے کی وجہ سے وہ وہیں رک گئی۔

نازش اب بھی خاموش تھی۔ ربانیہ اور زاہدہ بیگم نمر کو پکڑے رو رہیں تھیں ہر کوئی کھڑا صرف ان کو دیکھ رہا تھا جہاں کچھ دن پہلے رقص ہوا کرتا تھا آج وہاں ایک کے بعد ایک حادثے ہو رہے تھے۔

جب میت کو لے کر گھر سے نکلے تو مخصوص لوگ تھے نہ جانے اتنا ہجوم کہاں سے آگیا تھا سب کے چہروں پر کالے ماسک تھے اور سر پر ٹوپیاں سفید کپڑوں میں وہ منہ جھکائے ان کے ساتھ چل رہے تھے اور بار بار رضیہ کی میت کو کندھا دے رہے تھے۔

مہمان خاموشی سے یہ سب دیکھتا آگے بڑھنے لگا۔

گنگا زاہدہ بیگم نے جب اسے مسلسل خاموش کھڑے دیکھا تو اسے پکارا۔

وہ زاہدہ بیگم کے گلے لگی اور رونے لگی۔

میں نے آج ایک اور ماں کو کھو دیا ماما۔ وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئیں ماما۔ میں ایک بار پھر یتیم ہو گئی۔

میری ہی غلطی کی وجہ سے گئیں ہیں وہ۔ وہ روتی مسلسل بول رہی تھی۔

نمرانے حیرت سے اسے دیکھا اور اس کے پاس آئی۔

کیا کہا تم نے کس کی وجہ سے گئیں ہیں۔؟؟؟ نمرانے نازش کو اپنے سامنے کھڑا کرتے پوچھا۔

میرے وجہ سے کاش میں اس دن کال اٹھا لیتی اور آج وہ یہاں ہمارے ساتھ ہوتی صحیح سلامت وہ

منہ جھکائے کھڑی تھی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔

نمراکا ہاتھ اٹھا اور نازش کے منہ پر چھاپ چھوڑ گیا۔

تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے خود کو اس کا قصور وار مت کہو جس دن کال آئی تھی موبائل میرے

پاس ہی تھا کال بند ہونے کے بعد میں نے تمہیں دیا تھا۔ تم کیا ثابت کرنا چاہتی ہو یہ سب کہہ

کر۔۔؟؟؟ آئندہ یہ بات زبان سے مت نکالنا سمجھی وہ روتی وہاں سے بھاگ گئی تھی گنگازمین پر بیٹھی زاہدہ بیگم کے گلے لگی اور آنکھیں موند لیں۔

بار بار پکارنے پر بھی جب گنگانے آنکھیں ناکھولیں تو ربانیہ اور زاہدہ بیگم اسے لے کر ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئیں

تدفین کر کے سب گھر واپس آچکے تھے۔

زاہد صاحب کو جیسے نازش کا معلوم ہوا تو وہ ہسپتال چلے گئے رحمان تو اپنے کام کے لئے نکل چکا تھا۔ گھر میں صرف رقیہ اور نمراتھی رقیہ کو تو ہوش ہی نہ تھا کہ وہ کہاں ہے وہ اپنے بیٹے کے جانے کا غم منار ہی تھی۔

جب نمر اکادم گھٹنے لگا تو وہ رقیہ بیگم کے پاس آئی۔

میں یہاں آپ کے پاس بیٹھ جاؤں نمرانے نم آنکھوں کے ساتھ پوچھا۔ رکیہ نے اثباب میں سر ہلایا تو وہ ان کے پاؤں کے پاس بیٹھ گئی۔

بہت درد ہوتا ہے نا جب کوئی اپنا چھوڑ کر چلا جائے۔ وہ اپنا جس کے سہارے ہم نے اپنی پوری زندگی گزارنی ہے جو ہماری زندگی کا سب سے اہم حصہ ہے نمرانے بولنا شروع کیا۔

بہت زیادہ!!! لیکن بیٹا یہ اللہ کا نظام ہے کوئی آرہا ہے تو کوئی جا رہا ہے بس ہمیں اللہ کے ہر فیصلے پر صبر کرنا ہے چاہے وہ اچھا ہو یا برا۔ نا جانے کتنی تکلیف ہوئی تھی میرے بیٹے کو جب اس نے یہ سنا کہ اس کی محبت کسی اور کی ہو گئی ہے وہ تکلیف ساری زندگی برداشت کرنی پڑتی اس کو۔ اس تکلیف سے نجات مل گئی اور یہ تکلیف کتنی بڑی ہے وہ تو وہی جان سکتا ہے جس پر یہ بیٹی ہو۔ وہ خود تو تکلیف سے نجات پا گیا پر مجھے ازیت میں چھوڑ گیا وہ رونے لگیں تھیں۔

آئی محبت کامل جانا آسان بات نہیں ہوتی جس طرح محبت کی زندگی سے چلے جانے سے زندگی میں اندھیرا اچھا جاتا ہے نا ویسے ہی ماں باپ کی زندگی سے چلے جانے سے اندھیرا اچھا جاتا ہے۔

میرے بابا تو پہلے ہی مجھے چھوڑ کر جا چکے تھے دنیا والوں نے میری ماں کو بھی مجھ سے چھین لیا نمرانے رونے لگی تھی رقیہ نے پیار سے نمرہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اپنے سینے سے لگایا پھر دونوں خاموشی سے آنسو بہانے لگیں۔

ایک نے اپنا اکلوتا بیٹا کھویا تھا تو وہ مقابل بھی کم تکلیف میں نہ تھی اپنی "محبت" کو کھودنے کے بعد اپنی "ماں" اپنی "جنت" کو وہ کھو چکی تھی۔

علی کہاں گھوم رہے ہو تمہیں معلوم ہے نمر کی ماں کو ان لوگوں نے مار دیا۔

کون نمر۔؟؟ کس کی ماں۔؟؟ اور کون سے لوگوں نے مار دیا علی نے سگریٹ کو پاؤں کے نیچے مسلتے ہوئے پوچھا۔

ایک تم نے یہاں پر دھواں اتنا کیا ہوا ہے کچھ نظر نہیں آرہا کتنی سگریٹ پیتے ہو تم کتنی دفعہ کہا ہے کہ یہ صحت کے لئے ٹھیک نہیں ہوتی ہے مگر پتا نہیں کیوں تمہیں میری بات سمجھ میں نہیں آتی۔؟؟

تم اگر مجھے سگریٹ کے بارے میں لیکچر دینے کے لئے آئے ہو تو وہ رہا باہر جانے کا راستہ تم یہاں سے جاسکتے ہو کیونکہ اس وقت میں کسی چیز کو سننے کے موڈ میں نہیں ہوں جو بات کرنی ہے کرو اور دفاع ہو جاؤ۔

گنگا کی دوست نمر اس کی ماں۔

اسے کہا بھی تھا کہ یو۔ ایس۔ بی میرے حوالے کر دے اور اپنے گھر والوں کی جان بچالے لیکن شاید اسے اپنے گھر والوں کی جان پیاری نہیں ہے اسی لئے وہ یو۔ ایس۔ بی آج بھی اپنے پاس لے کر گھوم رہی ہے

جا جا کر اسے بولو کہ مجھے یو۔ ایس۔ بی دے دے ابھی بھی وقت ہے بچالے اپنے گھر والوں کو۔ نازش پر بھی حملہ ہوا ہے ہسپتال میں ہے وہ۔ اسے ہوش نہیں آیا ہے ابھی تک۔ اور پھر نمر کی ماں کہا چلے جانا اس کی حالت مزید بگاڑ چکا ہے۔

ہممممم علی میں کچھ نہ کہا اور ایک سگریٹ نکال کر ہونٹوں میں دباتے دو انگلیوں سے رحمان کو جانے کا اشارہ کیا رحمان منہ بسور کر وہاں سے نکل گیا۔

ربانیہ رورو کر اپنی حالت خراب کر چکی تھی زاہدہ بیگم کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا زاہد صاحب کبھی اپنی بیٹی کو تسلیاں دیتے تو کبھی اپنی بیگم کو آخر وہ بھی تو تکلیف میں تھے وہ اپنی تکلیف کس کو سناتے چہرے سے تکلیف کے اثار صاف نمایاں ہو رہے تھے۔

زاہد صاحب ایک طرف ربانیہ کو لئے بیٹھے تھے تو دوسری طرف زاہدہ بیگم کو۔ زاہد صاحب آنکھیں موندے بیٹھے تھے جب انہیں احساس ہوا کہ گنگا کہ وارڈ میں کوئی داخل ہوا ہے انہوں نے آنکھیں کھولیں تو دروازے کو ہلتا پا کر اٹھے اور قدم وارڈ کی جانب بڑھائے۔

زاہد تھا جب اندر داخل ہوئے تو مقابل بیٹھی ہستی کو دیکھ کر حیران ہوئے اور قدم آگے بڑھاتے اس کے پاس آئے جو نازش کا ہاتھ تھا مے اس کے پاس ہی بیٹھا تھا۔

"حیران کیوں ہو رہے ہیں آجائیں یہاں میرے پاس" اس کی آواز وارڈ میں گونجی زاہد صاحب چونکے پھر قدم اٹھاتے ہیں اس کے پاس گئے اور غصے سے گنگا کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالا وہ مسکرایا اور اٹھ کر پیچھے کھڑا ہوا۔

تم یہاں کیا کرنے آئے ہو اور اس طریقے سے میری بیٹی کے پاس کیا کر رہے ہو تم۔؟؟ وہ دبی دبی آواز میں دھاڑے۔

محبت کرتا ہوں لاکھ انکار کے بعد بھی نہیں روک پایا آج یہ تکلیف میں کے تو میں بھی تکلیف میں ہوں وہ کہہ کر منہ جھکایا کھڑا ہوا۔

تم جانتے ہو یہ کون ہے۔؟؟ زاہد صاحب نے علی کو حیرت سے دیکھا۔

گندمی رنگت ہلکی ہلکی بیسڈ کالی آنکھیں ستون ناک عنابی لب نفاست سے سیٹ کئے بال وجیہ چہرہ لئے وہ ان کے سامنے کھڑا تھا۔

ہاں جانتا ہوں ہندو ہے۔ لیکن میں بھی تو اس سے کم نہیں کبھی اپنے رب کے گھر نہیں گیا کبھی

اسے یاد نہیں کیا مجھ میں اور اس میں فرق کیا ہے۔؟؟ آج کا مسلمان نام کا ہی تو رہ گیا ہے نا نمازنا

قرآن جب آیا رمضان تو بھر جاتی ہیں پھر مسجدیں۔ لیکن میں جانتا ہوں میرا رب بیت مہربان

ہے وہ گنگا کو ہدایت دے گا صراطِ مستقیم پر چلنے لگے گی وہ اور میری محبت کو بھی سمجھے گی۔

کیا کہا تم نے؟؟؟ نازش کب سے علی کی باتیں سن رہی تھی لیکن آخری بات پر وہ دھاڑی۔

علی اور زاہد صاحب نے گنگا کو دیکھا زاہد صاحب مسکرا کر گنگا کے پاس آئے اور پیار سے سر پر

ہاتھ رکھا۔

تم ٹھیک ہو میری بچی میں ڈاکٹر کو لے کر آتا ہوں وہ جلدی جلدی میں بول کر وہاں سے نکل گئے۔
گنگا کی نظر مقابل کھڑے علی پر گئی جو مسلسل اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ شہد رنگ آنکھیں کالی
آنکھوں سے ٹکرائیں گنگا نے نظریں گھومائیں۔

میں تو ہندو ہوں۔ کافر ہوں۔

لیکن تم؟؟؟ تم تو مسلمان ہونا۔

جس مسلمان نے اپنے اس رب سے محبت کا اظہار نہیں کیا۔ نماز نہیں پڑھنی مجھے کیا محبت کرو گے
تم۔!!؟

اس کا جھکا چہرہ مزید جھک گیا تھا۔

صحیح تو کہہ رہی تھی وہ بچپن سے لے کر آج تک کبھی بھی اس نے اپنے رب سے محبت کا اظہار
نہیں کیا تھا اور آج وہ ایک انسان کے سامنے اظہارِ محبت کر رہا تھا۔

"پہلے جاؤ اپنا ایمان مضبوط کرو پھر مجھے راہِ ہدایت پر لانے کی دعا کرنا" وہ تلخ لہجے میں کہہ کر
مسکرائی علی نے گنگا کے چہرے کو دیکھا اور پھر بنا کچھ کہے وہاں سے نکل گیا۔

گنگا کو علی کا ایسا چلے جانا بہت برا لگا تھا آخر اس نے کچھ کہا کیوں نہیں تھا اس نے۔؟؟ گنگا نے اس

کے ایمان کو کمزور کہہ دیا تھا کیا واقعی اس کا ایمان کمزور تھا۔؟؟

ماما کیوں کیا آپ نے ایسا وہ چھت کو گھورتے ہوئے بڑبڑائی آنکھوں سے پھر آنسو بہنے لگے

تھے۔

زاہدہ بیگم اور ربانیہ وارڈ میں داخل ہوئیں اور گنگا کے دائیں بائیں آ بیٹھیں۔

کیسی ہو میری بچی کتنی کمزور ہو گئی ہو۔ نا جانے کس کی نظر لگی ہے ہمارے گھر کو زاہدہ بیگم رونے

لگیں۔

جس نے میری ماں کو مجھ سے چھیننا ہے نا میں اسے چھوڑوں گی نہیں گنگا کی دھیمی سنجیدہ آواز

ربانیہ کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

نازش ہم میں جتنی ہمت تھی ہم اپنوں کو کھو چکے ہیں اور مزید ہمت نہیں دے دو انہیں وہ یو۔

ایس۔ بی اور ختم کر دو یہ موت کا کھیل کھیلنا پلیز ربانیہ نے روتے ہوئے گنگا کے سامنے ہاتھ

جوڑے زاہدہ بیگم نے حیرت سے ربانیہ کو دیکھا اور پھر گنگا کو۔

کون سا کھیل نازش کس چیز کی بات کر رہی ہے بتاؤ زاہدہ بیگم نے پیار سے گنگا کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

ماما آپ کو پتا ہے نا اس کو بہت فضول بولنے کی عادت ہے۔ نمر اکہا ہے کیسی ہے وہ مجھے اس سے ملنا ہے مجھے اس سے ملو ادیں گنگا نے زاہدہ بیگم کا ہاتھ تھام کر کہا۔

وہ اٹھیں اور جلدی سے وارڈ سے باہر نکل گئی۔

تم پاگل ہو گئی ہو؟؟؟ ماما کے سامنے یہ سب باتیں کر رہی ہو۔ دور رکھو ان سب چیزوں سے اور خود بھی دور رہو۔

کیسے نازش۔؟؟ اب تو ہم دور ہیں ہی نہیں پہلے زبیر کا چلے جانا اور مجھے یقین ہے اس کے ایکسیڈنٹ میں بھی کہیں نہ کہیں ان لوگوں کا ہی ہاتھ ہے پھر اب رضیہ ماما۔ کیا چاہ رہی ہو تم نہیں دو ہمیں یہ تکلیف۔

میں نے ساری تیاری کروادی ہے تم ممانمر اور رقیہ آنٹی والوں کے ساتھ ملک سے باہر جا رہی ہو۔ تم سب اس وقت تک واپس نہیں آؤ گے جب تک میں نہ کہہ دوں اور تم لوگوں نے آج رات بارہ بجے کی فلائٹ سے یہاں سے نکلنا ہے۔

تمہاری سوچ ہے نازش میں تمہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جانے والی میں تو کیا ماما بھی تمہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گی تم یہ بات بہت اچھے سے جانتی ہو پھر کیوں بات کو اتنا بڑھا رہی ہو وہ یو۔
ایس۔ بی۔ دے دو انہیں۔

ربانیہ میں وہ یو۔ ایس۔ بی۔ نہیں دے سکتی۔ اس یو۔ ایس۔ بی۔ نے میرے اپنوں کو مجھ سے دور کیا ہے وہ اپنے جو میرے لئے بہت اہمیت رکھتے ہیں پہلے تو میں رحمان کی بات نامانتی لیکن اب مانوں گی وہ یو۔ ایس۔ بی۔ جہاں ہونی چاہیے اب وہ وہاں پہنچے گی گنگاراؤ پہنچائے گی اسے وہاں دیکھتی ہوں مجھے کون روکتا ہے۔

جودل میں آئے کرو میں تمہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جانے والی ہوں مگر ہاں رہی بات ماما والوں کی تو میں بھی چاہتی ہوں وہ یہاں سے دور چلے جائیں۔ ربانیہ کہہ کر اٹھی اور باہر نکل گئی۔
نازش نے ایک سرد آہ بھری اور آنکھیں موند لیں۔

چٹاخ؛!!!!!!

ایک تھپڑ کی آواز پورے حال میں گونجی اس نے غصے سے آنکھیں بھینچیں اور پھر چہرے پر ایک مسکراہٹ آئی اپنا منہ مقابل کھڑی لڑکی کی طرف کیا پھر ایک نہیں چار تھپڑوں کی آواز پورے حال میں گونجی اور وہ آواز پہلے تھپڑ سے زیادہ تھی۔

تمہیں کیا لگا تھا ایمن ان لڑکیوں میں سے ہے جو تھپڑ کھا کر رونے لگ جائے گی۔؟؟؟

آئندہ مجھ پر ہاتھ اٹھانا تو کیا۔ ہاتھ اٹھانے کے بارے میں سوچنا بھی مت اور اگر سوچ آئے بھی تو ان تھپڑوں کو یاد کر لینا سمجھی میری بات!!! وہ غصے سے کہتی ہے اپنے کلاس کی جانب بڑھ گئی۔

آج یونی میں اس کا پہلا دن تھا لیکن صبح آتے ہی کسی نے اسے روسٹ کرنے کی کوشش کی ایمن خان بھی کسی سے کم نہ تھی آخر کیسے برداشت کرتی اپنے اوپر کہا گیا ایک لفظ بھی جب اس لڑکی کو اس نے سمجھانے کی کوشش کی تو اس لڑکی نے اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔

پہلے تو سینئر کے قہقہے گونجنے لگے لیکن جب ایمن نے بھی جو ابی کاروائی کی تو سب کے چہروں پر سنجیدگی اور حیرت چھائی تھی۔

کون ہے یہ لڑکی اس کے بارے میں پتہ لگاؤ اس کی ہمت کیسے ہوئی مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی عشال خانزادہ ہوں میں ایسے کیسے اس نے مجھ پر ہاتھ اٹھا دیا اس کا ہاتھ اکھاڑ کے پھینک دوں گی میں اس کا۔ وہ کہتی ہے وہاں سے نکل گئی جب کہ سب صرف افسوس کر رہے تھے۔

اج تک عشال پر کسی نے ہاتھ اٹھانے کی تو کیا۔ اس سے غصے سے بات کرنے کی بھی کوشش نہ کی تھی کیونکہ سب جانتے تھے کہ وہ یونی کہ پر نسیل کی بیٹی ہے آج تک ہر کوئی اس سے ڈرتا آیا تھا اور اس ہی ڈرنے اسے شیر بنا دیا تھا۔

جب وہ یونیورسٹی میں پہلے دن آئی تھی تو وہ بالکل ایسے نہ تھی سادے سے عبایا میں حجاب کئے ہوئے رہتی تھی۔ ایک مہینہ یونیورسٹی میں ایسے ہی رہی اور پھر ایک مہینے بعد نہ جانے اس کا حجاب اور عبایا کہاں گیا کتنی بدل گئی تھی وہ جہاں چہرے پر معصومیت تھی وہاں آج پارلر سے بار بار کرواتے گئے ٹریٹمنٹ کی وجہ سے وہ معصومیت نے کھو چکی تھی کالے گھنے لمبے بالوں کو چھوٹا کر دیا تھا۔

تمہیں کیا ضرورت تھی اس سے پنگالینے کی اگر اس نے تمہیں ایک جملہ کہہ دیا تھا تو تم برداشت کر لیتی ایمن تم اس سے لڑنے کے لئے چلی گئی۔

پلو شہ یہ تمہاری عادت ہوگی ڈرنا اور جواب نہ دینا لیکن تم مجھے بہت اچھے سے جانتی ہو ایمن مجیب خان نام ہے میرا اور ایمن مجیب خان نہ ہی اپنے دوستوں کو چھوڑتی ہے اور نہ ہی اپنے دشمنوں کو وہ ایک ادا سے کہتی ہے اٹھی اور کلاس کی جانب بڑھ گئی۔

یہ بالکل اپنے باپ جیسی جذباتی ہے پتہ نہیں اس کا کیا بنے گا مجھے تو یہ سمجھ میں نہیں آتی جس سے اس کی شادی ہونی ہے اس کا کیا بنے گا وہ اپنا سر پیٹتی اٹھی اور اس کے پیچھے ہی بڑھنے لگی۔

وہ کلاس روم کے گیٹ پر کھڑی ہوئی تو سب کی نظریں اس چھوٹی سی لڑکی کی طرف اٹھی معصومیت چہرے پر صاف معصومیت نمایاں تھی بالوں کو کالے حجاب سے کور کیا تھا جس سے اس کی گوری رنگت مزید چمک رہی تھی کندھے پر براؤن کلر کا دوپٹہ اوڑھا تھا جب کہ پاؤں تک آتا عبا یا اس نے زیب تن کیا ہوا تھا۔

لو بھائی آگئی ایک اور عشال جیسی تم بھی بتا دو تم نے کب تک ہمیں اپنے حسن سے دوچار کروانا ہے ایک باہر سے گزر تا لڑکا ہنستے ہوئے بولا ایمن نے اپنا رخ اس کی جانب کیا۔

پہلی بات میں کسی عشال کو نہیں جانتی دوسری بات ایمن مجیب خان کا ایمان اتنا بھی کچا نہیں ہے کہ وہ اپنے رب کے حکم کو بھول جائے اپنی اس حجاب کو میں نے بچپن سے ہی اپنی زینت بنایا ہے

اور یہ ہمیشہ ایسے ہی رکھیں گے اور آئندہ میرے حجاب میری ڈریسنگ یا میرے کسی بھی کام کے بارے میں بولنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے کسی سے کمپیئر کرنے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔

ورنہ یاد رکھو جو اب دینا اور منہ بند کروانا مجھے بہت اچھے سے آتا ہے وہ کہہ کر رکی نہیں تھی وہ کلاس روم میں داخل ہو گئی جبکہ وہ لڑکا غصے سے پیر پٹختا وہاں سے نکل گیا۔

کیا ہوا ہے لڑکی انگارے چبا کر آئی ہو کیا تم ہر کسی کے منہ لگ رہی ہو۔

تو ہاں اور کیا کروں یاد دیکھو کتنی بری بات ہے بھائی نے ایک دفعہ پوچھا تک نہیں اور پاکستان کی ٹکٹ بک کروالی ہے ابھی تو میں نے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لیا ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ چھٹی لے چکی ہے لیکن ایسے کیسے چھٹی مل گئی آج میرا پہلا دن ہے اور دیکھو چھٹیاں بھی لے لیں۔

کیا اتنی جلدی پاکستان اور انہوں نے مجھے اس بارے میں کیوں نہیں بتایا۔؟؟؟

تمہیں کیوں بتائیں گے لڑکی جب مجھے ہی آج پتہ چلا ہے اور یقیناً تمہاری خیر خبر یونیورسٹی کے بعد لینے ہی والے ہیں وہ آپ کے کھڑوس شوہر!! ایمن منہ بسور کر کہتی کتاب میں دیکھنے لگی۔

کیا بولتی رہتی ہو ہر وقت اتنے پیارے تو ہیں میرے شوہر وہ اپنے گال پر ایک ہاتھ رکھتے کھوئے انداز میں بولی۔

ایمن ہنسنے لگی اس کی کھکھلاہٹ پوری کلاس میں گونج رہی تھی سب کی نظریں اس معصوم چہرے پر تھی سب کی نظریں خود پر محسوس کرتے ایمن نے منہ جھکایا اور منہ نیچے جھکائے ہی ہنسنے لگی جب کے ساتھ بیٹھی پلوشہ کا منہ لال ہو چکا تھا۔

ایمن اور پلوشہ دونوں کزن تھی اور بچپن سے ہی ساتھ رہتی تھی۔ مجیب خان نے پلوشہ کا نکاح اپنے ہی بیٹے سے کروا دیا تھا۔ اور یہ بھی ایمن کی خواہش پر ہی ہوا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی اس کی جان سے پیاری دوست اس سے دور ہو۔

جب کہ ایمن کا نکاح مجیب خان کے دوست کے بیٹے کے ساتھ ہو چکا تھا۔

ہاں آ رہا ہوں پاکستان لیکن اس یو۔ ایس۔ بی کا کیا بنا تمہیں نہیں لگتا کہ تم لوگ بہت دیر کر رہے ہو کل ہی یہاں پر پولیس کی ریڈ ہوئی ہے وہ تو شکر ہے پولیس ٹائم پر پہنچ گئی ورنہ نا جانے آج کیا ہو جاتا۔ آج بھی کئی زندگیاں برباد ہو جاتی۔

ہاں میں جانتا ہوں لیکن میں کچھ نہیں کر سکتا میں اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں جیسے ہی کچھ ہوتا ہے تمہیں ضرور بتاتا ہوں لیکن تمہیں پاکستان آنے کی ضرورت نہیں تھی تم وہیں سے رہ کر ہمارا کام بہت اچھے طریقے سے کر سکتے ہو۔

میں جانتا ہوں لیکن یہاں ان دونوں کی جانوں کو خطرہ ہے اور میں تو سارا دن گھر سے باہر ہوتا ہوں میں ان دونوں پر نظر نہیں رکھ سکتا ٹھیک سے۔ وہاں اپنوں کے بیچ میں ہوں گی تو سلامت رہیں گے اور میں بے فکر رہوں گا۔

چلو جو تمہیں بہتر لگے یہاں آ جاؤ تو ملنے ضرور آنا بہت سارے کام ہیں یہاں کہ ابھی جو تمہارے لئے رکھے ہوئے ہیں وہ کہہ کر رابطہ منقطع کر چکا تھا جب کہ منیب نے حیرت سے موبائل کو دیکھا

کمینہ انسان بنا بات سنے میری کال کاٹ دیتا ہے۔ موبائل کو جیب میں ڈال کر مسکرایا اور اپنی گاڑی کی جانب بڑھا۔

سادے سے سفید شلوار قمیض میں بالوں کو نفاست سیٹ کئے گوری رنگت گرے کلر کی آنکھیں تھوڑی بڑی ہوئی بیڈ کسرتی جسم وہ بالکل ایک شہزادہ دکھتا تھا لیکن ناجانے کیوں وہ اس سے ڈرتی

تھی اتنا کہ وہ کبھی اسے غصے سے دیکھ بھی لیتا تو وہ کانپنے لگتی اور وہاں سے بھاگ جاتی اور یہ عادت بھی اس کی منیب کو بھاتی تھی

وہ کب سے بیٹھی صرف علی کے کو یاد کر رہی تھی وہ ہندو تھی اس کے باوجود وہ اس سے محبت کرتا تھا کیا ان کے مذہب میں واقعی کوئی مذہب کوئی تہذیب کوئی ذات معنی نہیں رکھتی تھی اگر رکھتی تھی تو وہ اس سے محبت کیوں کرتا تھا جانے کیوں آنکھوں سے آنسوؤں رواں تھے وہ اپنی ہی سوچو میں گم تھی زاہدہ بیگم وارڈ میں داخل ہوئی۔

میری بچی طبیعت کیسی ہے اب زاہدہ وہ بیگم نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں ماما آپ بتائیں آپ کیسی ہیں میں نے نمرا کو بلایا تھا آئی نہیں وہ ابھی

تک۔؟؟؟"

ہاں میں نے کہا ہے اسے یہاں آنے کا ابھی آتی ہی ہوگی تم بس اپنا خیال رکھو اور یہ تم نے کیا نیا ڈرامہ شروع کیا ہے ہم کہاں جا رہے ہیں اور کیوں جا رہے ہیں سچ سچ بتاؤ مجھے سب کچھ زاہدہ بیگم نے گنگا ہاتھ پکڑتے ہوئے پوچھا۔

گنگا نے ساری بات زاہدہ بیگم کو بتادی زاہدہ بیگم کی آنکھیں حیرت سے کھلی تھی جبکہ آنکھوں میں آنسوؤں چہرے پر غصہ صاف نمایاں تھا۔

تم لوگوں نے اتنی بڑی بات مجھ سے چھپائی اتنی بڑی ہو گئی ہے تم کہ اب اپنی ماں سے بات چھپانے لگی ہو۔؟

"مما ایسی کوئی بات نہیں ہے میں آپ کو بتانا چاہتی تھی لیکن مجھے وہ وقت ہی صحیح نہیں لگا رہا ہے کہ نکاح تھا اس کے بعد زبیر کی ڈیوٹی ہو جانا اس کے بعد نمرا کے ساتھ یہ حادثہ اور اب ممرضیہ کا چلے جانا۔ میں آپ لوگوں کو کھونا نہیں چاہتی میں اپنی دوسری ماں کھو چکی ہوں اس کے بعد میں آپ کو نہیں کھونا چاہتی سمجھی میری بات مانیں اور چلے جائیں آپ لوگ یہاں سے میں آپ لوگوں کو نہیں کھو سکتی بالکل بھی۔"

ہم کہیں نہیں جا رہے ہیں ہم تمہارے ساتھ رہیں گے اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے زاہدہ بیگم غصے سے کہہ کر اٹھیں۔

"مما آپ مجھے بہت اچھے طریقے سے جانتی ہیں جہاں بات آپ لوگوں کی حفاظت کی آئے گی وہاں مجھے اگر سختی بھی کرنی پڑے تو میں کر جاؤں گی میں آپ کو پیار سے کہہ رہی ہوں جا کر تیاری

کریں ورنہ تیاری مجھے بھی کروانی آتی ہے آپ سب چلے جائیں جب یہاں سب کچھ صحیح ہو جائے گا میں آپ کو واپس بلا لوں گی رقیہ آنٹی کو بھی ساتھ لے کر جائیے گا آپ لوگ اس سے آگے میں کچھ اور نہیں کہوں گی آپ جاسکتی ہے گنگا سختی سے بولی اور آنکھیں موند لیں زاہدہ بیگم نے اس کی کوئی بات کا جواب نا دیا اور وہاں سے نکل گئیں۔

کیا ہوا ہے زاہدہ کیوں ہو رہی ہو تم۔؟؟ اب نازش ٹھیک ہے خطرے سے باہر ہے۔
نہیں ہے خطرے سے باہر اگر ہم اسے یہاں چھوڑ کر چلے گئے اور اسے کچھ ہو گیا تو ہم۔ اسے سمجھائیں نا کہ ہمارے ساتھ چلے رہا ہے بھی یہیں رکنے کی ضد کر رہی ہے اور نمرا کو جب سے بتایا ہے وہ بھی یہی کہہ رہی ہے کہ وہ نازش کو چھوڑ کر کہیں نہیں جائے گی اب میں ایک ساتھ اپنی تینوں بیٹیوں کو نہیں کھوسکتے اور ہمت نہیں ہے۔

تو فکر نہیں کرو ہم کہیں نہیں جا رہے بس اپنا خیال رکھو اور نازش کا اس کی باتوں کو نظر انداز کرو بیمار ہے وہ اس لئے کچھ بھی بول رہی ہے جاؤ جا کر اس کے پاس بیٹھو بات کرو اس سے۔؟

زاہدہ بیگم اپنا منہ صاف کر کے واپس گنگا کے پاس چلی گئی جب کہ زاہد صاحب رحمان کو کال کرتے ہیں باہر کی جانب بڑھے۔

نمر اب تک گنگا سے ملنے نہیں آئی تھی جبکہ گنگا زبردستی ڈسچارج لے کر واپس گھر کی طرف روانہ ہو چکی تھی زاہدہ بیگم رقیہ بیگم حسنین اور حنین زاہد صاحب کے ساتھ باہر کے ملک روانہ ہو چکے تھے جبکہ ربانیہ گنگا کے ساتھ تھی نمر ابھی ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار نا تھی نا جانے کیوں گنگا سے ملنے نہ آئی تھی ایک عجیب سا خوف گنگا کے دل میں جگہ بنا رہا تھا جسے وہ دور کرنا چاہتی تھی اس لئے وہ جلد سے جلد نمر کو ملنا چاہتی تھی۔

رمزہ اور ردا کا تو کوئی پتا ہی نا تھا نمبر بھی ان کا بند جا رہا تھا جبکہ روحان اور ریان بھی غائب تھے۔ جلدی جلدی گھر پہنچنا ہے اور مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا یہ ردا اور رمزہ کہاں غائب ہے شام سے کال کر رہی ہوں لیکن انہوں نے میری ایک کال نہیں اٹھائی ہے نا جانے کیا وجہ ہے۔

نازش ہم نے ماما والوں کو وہاں بھیج تو دیا ہے لیکن ان کی حفاظت کا ذمہ۔؟؟؟؟ ان کی تم فکر نہیں کرو جس کی دسترس میں جا رہے ہیں وہاں حفاظت رہیں گے شاید ہوش میں آنے کے بعد ماما مجھے معاف نہ کریں لیکن یہ ہی آخری طریقہ تھا میرے پاس میری بات ہی نہ مان رہی تھی اس لئے بے ہوش کر کے بھیجنا پڑا۔

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

ہم نمم گھر چلو تمہیں آرام کی ضرورت ہے نمر سے میں بات کر لوں گی اس کے بعد تم کر لینا گھر پر اکیلی ہے اس کا گھر پر اکیلا رہنا ٹھیک نہیں۔

ربانیہ اور گنگا پھر کی طرف روانہ ہو گئی تھی جبکہ رحمان ان کے پیچھے ہی تھا گنگا پر حملہ ہو جانے کے بعد وہ گنگا کو ہرگز اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ کیونکہ گنگا اس وقت کمزور تھی۔

نازش اور گنگا گھر کے باہر کے گاڑی پارک کرتے دونوں گھر میں داخل ہوئے تو سامنے صوفے پر نمر کو بیٹھے دیکھا۔

تمہیں جانا چاہیے تھا نمر تم کیوں نہیں گئی ان کے ساتھ گنگا نے گھر میں داخل ہوتے ہی پہلا جملہ کہا نمر انے منہ بسور اور واپس باہر دیکھنے لگی۔

نمر میں تم سے بات کر رہی ہوں ساتھ کیوں نہیں گئی ہو۔؟

یہ میرا مسئلہ ہے تم دنیا کے سامنے خود کو گنہگار کہہ دو۔ کیا لوگ پہلے کم باتیں بناتے ہیں کہ ہم نے ایک ہندو لڑکی کو گھر میں پناہ دے رکھی ہے اور یہ ہندو لڑکی ہمارے استین کا سانپ ہے تم لوگوں کی باتیں مزید سچ کرنے کے لیے بکو اس کرنے لگ گئی ہو۔

نمر اس سے فرق نہیں پڑتا بات یہاں پر تمہارے جانے کی ہو رہی ہے تم کیوں نہیں گئی ہو

۔؟؟؟

میں اس لئے نہیں گئی کیونکہ تم اور ربانیہ دونوں یہاں تھے۔ جہاں اگر میں تمہارے اچھے وقت میں تمہارے ساتھ تھی وہاں تمہارے برے وقت میں بھی میں تمہارے ساتھ کھڑی ہوئی نظر آؤں گی میں ان دوستوں میں سے ہرگز نہیں جب اچھا وقت چل رہا ہے تو ہستی کھیلتی ساتھ کھڑی ہوئی ہے لیکن برا وقت آتے ہی مصیبت آتے ہی وہاں سے غائب۔

جب تک یہ مسئلہ نہیں حل ہو جاتا میں تم لوگوں کے ساتھ ہوں اب خاموشی سے جاؤ جا کر فریش ہو جاؤ میں کھانا لگا رہی ہوں اور تمہیں زیادہ بولنے کی اور سوچنے کی ضرورت نہیں ہے طبیعت ٹھیک نہیں ہے تمہاری نمر اغصے سے کہتی ہے وہاں سے چلی گئی۔

ربانیہ اور گنگا نمر کو دیکھ رہے تھے چہرے پر غم تو تھا لیکن اس نے ظاہر نہ ہونے دیا رونے کی وجہ سے آنکھیں سوجی ہوئی تھی چھوٹی آنکھیں چھوٹی سی ستون ناک گوری رنگت میں سرخی گھلی ہوئی تھی۔

یہ جتنا مضبوط ثابت کر رہی ہے نانتی ہے نہیں ڈرتی ہے یہ بہت ہمیں زیادہ سے زیادہ اس کا خیال رکھنا ہو گا فحاحل رات ہو چکی ہے جاؤ جا کر تم آرام کرو اور رہی بات ردا اور رما کی تو میں رحمان سے بات کرتی ہوں ان دونوں کو پتہ وہ لگوا لیں گے۔

گنگا وہاں سے نکل گئی جبکہ ربانیہ موبائل نکالتی کچن کی طرف بڑھی۔

علی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ یہ سب کچھ ہو کیا رہا ہے ایک طرف آغا دشمن بنا ہوا ہے اور دوسری طرف اس کا نام بھی نہیں آ رہا صرف اور صرف قادر خان کا نام لیا جا رہا ہے ہر جگہ۔ ردا اور رما پر حملہ کروایا کس نے قادر خان نے آج نازش پر حملہ ہوا وہ کس نے کروایا قادر خان نے رضیہ کو کس نے مروایا قادر خان نے اور نمر پر حملہ کس نے کروایا قادر خان نے یہاں کہیں بھی آغا کا نام نہیں ہے۔

مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا صرف وہی نام وہی انسان جو میرے سب سے زیادہ قریب تھا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا صرف اسی کا نام بدنام کیا ہے جا رہا ہے کیوں۔؟؟ علی نے سگریٹ کو ہونٹوں میں دباتے ہوئے کہا۔

ہمت رکھ گنگا انکل اور آنٹی والوں کو بھیج چکی ہے اس نے اپنا کام بخوبی نبھادیا ہم نے صرف گنگا ربانیہ اور نمر اپر نظر رکھنی ہے کیونکہ نازش اس وقت زخمی ہے اور وہ اس وقت اپنی حفاظت خود نہیں کر سکتی۔

ان کی حفاظت میں دیکھ لوں گا لیکن فحالی تم اس قادر خان والے قصے کو ختم کرو۔

رحمان کچھ بولتا موبائل میں آتی کال نے رحمان کو اپنی طرف متوجہ کیا رحمان مسکرایا اور کال اٹھا کر موبائل کان کو لگایا اور گاڑی سے باہر نکل گیا۔

علی نے ایک گہر اسانس لیا کانوں میں اذان کی آواز گونجی تو دوسری طرف گنگا کے کہے الفاظ کان میں گونجے فوراً آنکھیں کھولیں اور گاڑی سے باہر دیکھتا سگریٹ پینے لگا اور اذان کو سننے لگا۔

السلام علیکم خیریت تو ہے آج اس ناچیز کو آپ نے یاد کر لیا رحمان نے مسکراتے ہوئے۔

وعلیکم السلام کال کرنے کے پیچھے بھی ایک وجہ ہے ورنہ میری عادت نہیں میری۔ کسی کو بھی

تنگ کروں ربانیہ نے غصے اور اجنبیت کے ملے جلے تاثرات برقرار رکھتے ہوئے کہا رحمان نے

حیرت سے موبائل کو دیکھا جیسے وہ موبائل نہ ہو ربانیہ ہی ہو۔

میں آپ سے صرف یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ رمز اور ردا کا کچھ پتہ نہیں ہے کہاں ہے ماما رضیہ کی ڈیٹھ ہوئی وہاں بھی نہیں آئیں ہیں نازش شام سے کالیں کر رہی ہے اور کال بھی وہ نہیں اٹھا رہی ہیں ذرا آپ اپنے فرینڈ سے معلوم کر کے بتا سکتے ہیں کہ وہ دونوں کہاں ہیں۔؟؟؟

کال تو میں نے بھی کی تھی ریان اور روحان کو لیکن دونوں نے کال نہیں اٹھائی میری لیکن عجیب بات ہے یہ چاروں ایک ساتھ غائب ہیں۔

دیکھیں عجیب بات تو ہے اور غائب کیوں ہے یہ تو اب آپ پتالگا کے بتا سکتے ہیں رات کافی ہو گئی ہے تو اب تو نہیں۔ کیا پتہ شاید سو رہی ہوں اب صبح میں ایک دفعہ معلوم کر کے بتا دیجئے گا مجھے۔ ٹھیک ہے بتا دوں گا لیکن مجھے بھی اس کے بدلے کچھ چاہیے۔

آپ کو جو چاہیے نازش سے لے لیجئے گا مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ اس کا اور آپ کا واسطہ ہے اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اسی وجہ سے میں نے آپ کو کال کی ہے ورنہ آپ بہت اچھے طریقے سے جانتے ہیں میں آپ سے بات نہیں کرتی۔

یہی تو مسئلہ ہے بیگم آپ مجھ سے بات نہیں کرتی ہیں لیکن اب میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں تیار ہو جاؤ آ رہا ہوں تمہیں لینے کے لیے ان فیکٹ گھر سے باہر نکلو باہر ہی کھڑا ہوں رحمان کہہ کر رابطہ منقطع کر چکا تھا۔

جبکہ دوسری طرف کھڑی ربانیہ حیرت سے موبائل کو دیکھ رہی تھی۔

ربانیہ کیا ہوا ہے نازش کو کھانا دو اور ٹیبلٹس بھی دو تاکہ سو جائے۔

رحمان آ رہا ہے تم جاؤ جا کر نازش کو کھانا دو اور ٹیبلٹ دو نیند کی گولی لازمی دینا کیونکہ ایسے وہ

سوچتی رہے گی سوئے گی نہیں اور کمرے کی کھڑکیاں دروازے اچھے سے بند کرنا اور ہو سکے تو اسی کے ساتھ وہاں سو جاؤ میں بھی تھوڑی دیر میں وہیں آ جاؤں گی۔

گھر کے سارے کھڑکیاں دروازے بند کر دو جس دروازے سے باہر جاؤ گے صرف وہی دروازہ

کھولنا۔ وہ بھی تب جب رحمان باہر آئے اور رحمان کے ساتھ جاتے ہی وہ دروازہ بند کر کے جانا۔

ہاں ٹھیک ہے ایسا ہی کروں گی میں تم فکر نہیں کرو میں۔ باہر گاڑ بھی ہے کوئی بھی مسئلہ ہونا ہے

تو پہلے مجھے کال کر دینا۔

فکر نہیں کرو میں خیال رکھوں گی نازش کا اور تم اپنا خیال رکھنا نمرا کہہ کر کھانے کے ٹرے اٹھاتی کچن سے باہر نکل گئی۔

اچھا جناب تو اب مجھ سے ملنا چاہتے ہیں آجائیں ہم بھی آپ کا انتظار کر رہے ہیں اتنے دنوں سے آپ کو موقع ہی نہیں ملا ہم سے ملنے کا خیر اب سب کچھ ٹھیک ہے تو ملنا ہی چاہیے ربانیہ مسکرائی اور ایک نظر خود کو کچن میں لگے ہے شیشے میں دیکھا۔

رونے کی وجہ سے آنکھیں کافی حد تک سوج چکی تھی جبکہ گلابی خوبصورتی سے تراشے گئے لب مسکرا رہے تھے چھوٹی سے ناک گوری رنگت بالوں کو ٹیل پونی میں قید کیا ہوا تھا وہ مسکرائی اور دوپٹہ سیٹ کرتی ہے وہاں سے باہر نکل گئی۔

نمرا کمرے میں گئی اور خاموشی سے ٹیبل کھینچ کر گنگا کے سامنے کیا اور اس کے اوپر کھانے کی ٹرے رکھی۔

کھانا کھا لو پھر تمہیں ٹیبلٹس بھی دینی ہے میں نے۔

بیٹھو میرے پاس گنگا نے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اپنا ہاتھ کھانے کی طرح

بڑھایا

نمر انا موثى سے نازش كے ساتھ بیٹھی۔

نمر ایں جانتی ہوں تمہیں اس وقت بہت زیادہ تکلیف میں ہے مجھے معاف کر دو میں تمہاری ماں کو نہیں بچا سکی کاش اس دن میں کال اٹھالیتی ہوں یہ نہ ہوتا۔

Page | 329

نازش جہاں تک بات ماما کی ہے شاید ان کی اتنی ہی زندگی تھی ہاں مجھے تکلیف ہوتی ہے یہ جان کر کہ ان کے جانے سے پہلے انہیں تکلیفیں ملی ہیں بہت زیادہ تکلیفیں ملی ہیں ان کے چہرے پہ نشان اس بات کا منہ بولتا ثبوت تھے کہ انہیں بہت تکلیف دی گئی ہے اور میں چاہتی ہوں ان کا بدلہ تم لو۔ جنہوں نے میری ماں کو تکلیف دی ہے تم اس سے زیادہ تکلیف انہیں دو جتنی تکلیف میری ماں کو ہوئی تھی۔

وعدہ کرتی ہوں تم سے نہیں چھوڑوں گی ان کو میں۔ پہلے تو انہوں نے صرف تم پر ہاتھ اٹھایا تھا لیکن انہوں نے اب میری زندگی کے سب سے قیمتی چیز مجھ سے چھین لی ہے کل ہی میں جاؤں گی واپس اور اپنے اسی کام کو سرانجام دوں گی جس کو میں کرنا نہیں چاہتی تھی۔

کل نہیں کچھ دن آرام کرو کیونکہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے بے شک تم خطرے سے باہر ہو لیکن تمہارا زخم بھرنے میں کچھ وقت لگے گا اگر کچھ دن آرام کر لو گی تو جلد صحتیاب ہو جاؤ گی

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

نمرانے اپنا ہاتھ گنگا کے ہاتھ سے نکالا اور اسے کھانا کھانے کا اشارہ کیا تو خاموشی سے کھانا کھانے لگی اور نمر ابھی ساتھ ہی کھانے میں مصروف ہو گئی۔

ربانیہ گھر سے باہر نکلی تو سامنے رحمان کو کھڑے پایا جو مسکرا رہا تھا ربانیہ قدم اٹھاتی ہوئی گاڑی کے ساتھ کھڑی ہوئی اور چاند کو گھورنے لگی۔

سب کچھ جاننے کے بعد بھی انجان بنتی رہی ایکٹنگ بہت اچھی کر لیتی ہو تم رحمان کی نظریں چاند پر تھی۔

کیا کہہ رہے ہیں۔؟؟ مجھے تو آپ کا پہلے دن کا کہا جملہ نہیں بھولتا۔ غریب لوگ کچھڑ میں کھینے والی لڑکیاں آج وہ ایک کچھڑ میں کھینے والی لڑکی آپ کی بیوی بن کر آپ کے ساتھ کھڑی ہے اب گھن نہیں آتی مجھ سے۔؟؟؟

تمہیں معلوم ہے ربانیہ زندگی میں صرف میں نے محبت تم سے کی ہے تمہاری شکل سے نہیں تمہارے نام سے تمہارے ساتھ بچپن میں گزارے ہر لمحے سے۔ مجھے معلوم ہوتا وہی کچھڑ میں کھینے والی لڑکی میری محبت ہے تو میں یہ سب کچھ نہیں بولتا۔ میرے یہ الفاظ دنیا کی ہر لڑکی کے

لئے تھے سوائے اس کے اس کے جس سے میں محبت کرتا ہوں اور میری محبت کی حقدار صرف تم
ہو۔

آپ تو چھوڑ کر چلے گئے تھے کیوں آئے واپس۔ جس دن جانے سے منع کر رہی تھی رو رہی تھی
اس دن تو روتا چھوڑ کر چلے گئے تھے یاد ہے نا آٹھ سال کی تھی میں جب روئی تھی میری آخری
بولے گا الفاظ یاد ہیں۔۔۔؟؟؟

رحمان مسکرایا "اسے کیسے بھول سکتا ہوں تمہارے آخری بولے گئے الفاظ ہاتھ میں پکڑی میری
ہی دی ہوئی گڑیا بکھرے بکھرے بال آنکھوں سے بہتے انسو جنہوں نے مجھے بے حد تکلیف دی
تھی اور وہ تمہارے آخری الفاظ۔

حامو نہیں جاؤ میرا دل نہیں لگے گا مجھے چھوڑ کر گئے تو میں کس سے باتیں کیا کروں گی۔

اور پھر حامو کی اس گڑیا نے دل لگا لیا اپنی دوستوں سے جو آج اس کے جینے کی وجہ ہیں نازش نمرا۔
ویسے آپ کے جانے سے ایک بات بہت اچھی ہوئی ہے کسی اپنے کا دور ہو جانا کیا ہوتا ہے مجھے یہ
معلوم ہو گیا تھا اور پھر میں نے اس کو اپنے سینے سے لگایا جس کا اپنا دور ہو گیا تھا جس کا اس دنیا میں
کوئی اپنا تھا ہی نہیں آج وہ میرے لئے بہت اہمیت رکھتی ہے۔

میں جانتا ہوں جتنی تکلیف مجھے ہوئی تھی اتنی تکلیف تمہیں ہوئی تھی۔ لیکن تم نے نکاح کے بعد ایک دفعہ بھی مجھ سے ملنا مناسب نہیں سمجھا؟؟ تمہیں اندازہ ہے میں کتنا ٹرپا ہوں تم سے ملنے کے لئے۔

میں جانتی ہوں اسی لئے تو نہیں مل رہی تھی آپ کو بھی تو پتہ چلے کسی اپنے کا دور ہو جانا کیسا ہوتا ہے

آپ کو پتہ ہے مجھے آپ سے محبت ہے لیکن اتنی نہیں جتنی نازش سے ہے نمر سے ہے۔ میں آپ کا احترام کرتی ہوں لیکن اتنا نہیں جتنا نازش اور نمر کا احترام کرتی ہوں۔

رد اور رمزانے بھی وہی کیا تھا جو آپ نے کیا چھوڑ کر چلی گئیں تھی جیسے آپ مجھے چھوڑ گئے تھے لیکن نازش اور نمر ا جانا چاہتی تو جاسکتی تھی لیکن نہیں گئی۔

نمر کے ماموں والے آئے تھے انہیں لینے کے لیے لیکن تمہیں پتہ ہے نمر اور رضیہ ماما کے الفاظ کیا تھے

"ہم نازش اور ربانیہ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاسکتے کیونکہ وہ ہمارے گھر کے افراد ہیں اور گھر افراد کی بنا ایک مکان ہوتا ہے۔"

پھر بات کروں نازش کی کیا کچھ نہیں ہے اس کے پاس عزت دولت شہرت سب ہی تو ہے اس کے پاس جب اس کے انکل اور آئی اس پر ظلم کرتے تھے چاہتی تو اسی پیسے کو لے کر وہ اس ملک سے جاسکتی تھی لیکن وہ سب برداشت کرتی رہی تو صرف اس لئے کیونکہ میں یہاں تھی میرے لئے اس نے وہ مار برداشت کی میں ہر وقت اس کے ساتھ نہیں ہوتی تھی اکیلا پن اس نے برداشت کیا صرف اس لئے کہ میں اور نمر اس کی زندگی میں اہمیت رکھتے ہیں۔

مجبور تھا اس وقت میرے بس میں ہوتا تو ملک چھوڑ کر نہیں جاتا بچہ تھا اس وقت میں دس سال کا بچہ آخر کیا کر سکتا ہے۔؟؟ اپنے گھر والوں کو کھودینے کے بعد میں نے تمہیں بھی کھو دیا تھا لیکن ایک ایک منٹ ایک ایک سیکنڈ ہر دن صرف تمہیں یاد کیا تمہارے پاس آنے کی تڑپ تھی۔

آپ کو اپنی تڑپ کی فکر تھی میرا نہیں سوچا کہ اگر آپ نہیں رہ پارہے تو میں کیسے رہ رہی ہوں گی۔؟؟؟ بچے سے اگر اس کی پسندیدہ چیز چھین لی گئی ہے تو وہ کس حالت میں ہو گا اس چیز کا اندازہ تھا آپ کو؟؟ ربانیہ نے نم آنکھوں سے رحمان کو دیکھا رحمان کی نیلی آنکھوں نے ربانیہ کی براؤن آنکھوں میں جھانکا۔

مہمان نے ربانیہ کو اپنی طرف کھینچا اور اس کے اوپر جھک کر ایک شرارت کی پھر پیچھے ہو کر ربانیہ کے چہرے کو دیکھنے لگا جو کافی حد تک سرخ ہو چکا تھا ربانیہ کو خود سے پیچھے کیا اور ماتھے پر بوسہ دیا۔

انکل تو کہہ کر گئے ہیں کہ میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں تو چلیں۔؟؟؟

نہیں ایسا کچھ بھی نہیں کہا میرے بابا نے دور رہو مجھ سے جیسے پہلے دور تھے ربانیہ پیچھے ہوئی رحمان مسکرایا اور جیب سے موبائل نکالا۔

میں جانتا تھا کہ تم ایسا کچھ ہی کہو گی یہ لو انکل سے بات کرو رحمان نے موبائل کان کو لگاتے ہوئے کہا۔

لیکن پاپا تو بے ہوش تھے ناپا پاپا کو ہوش کیسے آیا کیا پاپا والے سب پہنچ گئے ہیں وہاں پر۔؟؟؟

انکل سب کچھ جانتے تھے نازش نے پہلے ہی انہیں سب کچھ بتایا ہوا تھا تمہاری ماما سے سب کچھ چھپایا تھا لیکن تمہارے بابا سے نہیں۔

ربانیہ نے موبائل پکڑا اور کان کو لگایا۔

السلام علیکم بابا کیسے ہیں آپ ماما کیسی ہیں۔؟؟؟

وعلیکم السلام میری بچی میں بالکل ٹھیک ہوں اور تمہاری ماما بھی دوڑائی کی ریر اثر سو رہی ہیں۔

Page | 335

پاپا ماما کا خیال رکھیے گا اور سمجھا دیجیے گا انہیں۔ ان کا یہاں سے دور جانا ہی بہتر تھا نازش پر وہ غصہ نا کریں نازش کے لئے اپنے دل میں کوئی بات نارکھیں۔

تم اس کی فکر نہیں کرو میرا بچہ!! میں سمجھاؤں گا اسے اور وہ سمجھ جائے گی جتنی محبت وہ تم سے کرتی ہے اتنی وہ نازش سے کرتی ہے اگر یہ سب تم کرتی تو زاہدہ کا غصہ زیادہ ہوتا لیکن نازش کے لئے اس کے دل میں جتنی محبت ہے ناچاہے نازش ہم گھر والوں کو نقصان بھی پہنچا دے تو زاہدہ کبھی نازش کو اف بھی نہ کہے گی۔

میں جانتی ہوں بابا بس آپ لوگ اپنا خیال رکھیے گا نازش میرا انتظار کر رہی ہوگی میں آپ سے صبح میں بات کر رہی ہوں۔

تم نازش کے ساتھ نہیں رحمان کے ساتھ جاؤ گی میں جانتا ہوں یہ جو رخصتی ہوتی ہے نایہ وقت بہت مشکل ہوتا ہے لڑکی کے لئے۔ میں تمہاری رخصتی ویسے کرنا چاہتا تھا جیسے سب باپ کرتے ہیں موقع ہی نہیں ملا۔

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

میں پچھتارہا ہوں کاش اس وقت میں نے نازش اور نمر اکا بھی نکاح کر دیا ہوتا تو آج دونوں اپنے گھر کی ہوتیں تمہارا رو میں نے فرض ادا کر دیا ہے تم اپنے گھر جاؤ بچہ۔

لیکن بابا ایسے کیسے میں اس طریقے سے نہیں جانے والی میں آپ لوگوں کا پیار لے کر پھر یہاں سے رخصت ہوں گی۔

میری جان میں جانتا ہوں یہ سب کچھ مناسب نہیں لیکن جیسے حالات چل رہے ہیں ان میں تمہارا رحمان کے ساتھ رہنا ہی بہتر ہے اور رہی بات نازش اور نمر کی ان کی حفاظت کا ذمہ بھی علی کے سر ہے۔

کتنا بد نصیب باپ ہوں نا اتنی عزت سے نکاح کرنے کے بعد اپنی بیٹی کو کہہ رہا ہے کہ رات کے اندھیرے میں اپنے شوہر کے ساتھ گھر سے خود ہی رخصت ہو جائے۔

بابا ایسی کوئی بات نہیں ہے میں نہیں ہو رہی ہوں یہاں سے کہیں بھی رخصت آپ آئیں گے تو خوشی خوشی یہاں سے آپ رخصت کریں گے نا مجھے۔ ربانیہ تڑپی کیونکہ زاہد صاحب کے لہجے میں نمی صاف نمایاں تھی۔

بچہ تمہاری رخصتی کا مقصد صرف یہ ہے کہ تمہاری حفاظت یہ سب کچھ جو گھر میں ہو رہا ہے اب ان کا اگلا نشانہ تم ہو۔

بابا میں ہوں تو نشانہ تو کیا؟؟؟ میں اپنی خوشیاں ضائع نہیں کرنے دے سکتی میں کہہ چکی ہوں آپ جب آئیں گے تو رخصتی تب ہی ہوگی۔

ربانیہ تم رات کے اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو خود تو کھڑی ہو ساتھ میں شوہر کو بھی کھڑا کیا ہوا ہے تم دونوں کو ابھی اس وقت اپنے گھر پر ہونا چاہیے تھا محلے سے گزرتے ایک بوڑھے انسان نے کہا ربانیہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو بیٹا تمہارے بابا نے بتایا تھا تمہاری رخصتی کر دی ہے انہوں نے۔ کچھ مسئلے مسائل کی وجہ سے دھوم دھام سے نہ کر سکے۔

اگر تمہیں نازش اور نمر کی فکر ہو رہی ہے تو تم فکر نہ کرو ہم سب یہاں پر ہیں ان کے لئے اس بوڑھے آدمی نے پیار سے نمر کے سر پر ہاتھ رکھا اور خود وہاں سے چلا گیا۔

بابا آپ یہاں پر سب کو کیا کہہ کر گئیں ہیں کہ آپ نے میری رخصتی کر دی ہے۔؟؟؟

ہاں کہہ دیا کیونکہ آج جب میں ہاتھ پکڑ کے تمہیں گھر سے لے کر نکلا تھا نا اسی وقت ارادہ کر لیا تھا میں نے۔ تمہیں اس گھر میں رہنے دینا ٹھیک نہیں۔ نیت تو میں نے تب ہی کر لی تھی۔

بابا ربانیہ کچھ بولتی اس سے پہلے ہی زاہد صاحب نے اس کی بات کاٹی۔

رات بہت ہو گئی ہے آرام کرو بات ہوتی رہے گی ہماری زاہد صاحب کہہ کر رابطہ منقطع کر گئے جبکہ ربانیہ حیرت سے موبائل کو دیکھ رہی تھی۔

رحمان نے آگے بڑھ کر ربانیہ کو کندھے سے تھاما اور گاڑی میں بٹھایا۔

میں نازش اور نمر اکو بتا دوں ربانیہ نے گاڑی سے نکلنے ہوئے کہا۔

معلوم ہے ورنہ تمہیں کبھی نمر اکیلے رات کو یہاں نہ آنے دیتی یہ بات تم بھی بہت اچھے سے

جانتی ہو رحمان نے واپس ربانیہ کو کندھے سے تھام کر کہا۔

ربانیہ بس خاموشی سے کھڑی ابھی تک موبائل کو گھور رہی تھی اسے تو کچھ سمجھ ہی نہ رہا تھا کہ اس

کی زندگی میں یہ سب کچھ اچانک سے ہو کیا رہا ہے جتنے شوق جتنی چاہت سے وہ رخصتی کرنا چاہتی

تھی آج رخصتی کے نام پر اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا گیا تھارات کے اندھیرے میں اس کی رخصتی

ہو رہی تھی جہاں باپ اور ماں کو ہونا چاہیے تھا وہاں آج ناماں تھی ناباں اور تو اور جان سے عزیز دوستیں بھی آج منہ موڑے بیٹھی تھیں۔

ایسے کیسے میڈم اتنی جلدی بھی کیا ہے اپنے شوہر کے ساتھ جانے کی۔؟؟ نمرانے تیز آواز میں کہا ربانیہ کے چہرے پر ایک چمک ابھری اور اس نے نمرانے کی طرف دیکھا۔
ہاں بھائی شوہر کی ملتے ہی لڑکی ایسے ہی دوستوں کو بھول جاتی ہیں نازش بھی نمرانے کے پیچھے کھڑی تھی۔

ربانیہ رحمان کی گرفت سے نکلی اور بھاگ کر نمرانے کے سینے سے لگی میں پھر نازش کو آرام سے نہیں اپنے سینے سے لگایا پھر رونے لگی۔

قرآن پاک لے آئی ہوں میں چلو اب نمرانے قرآن ربانیہ کے سر پر کرتے ہوئے کہا۔
میں ملنے آتی رہوں گی اور اگر یہ تمہیں ہاتھ بھی لگائے تو مجھے بتانا گنگانے پیار سے ربانیہ کے ماتھے پر بوسا دیا اور ربانیہ کو گاڑی تک لائی۔

رحمان نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور ربانیہ کے کار میں بیٹھتے ہی گاڑی اپنی منزل کی طرف بڑھائی جبکہ پیچھے نمر اور نازش نم آنکھوں سے کھڑی اسے جاتا دیکھ رہیں تھیں

صبح نمر اور نازش کی آنکھ کھلی تو اپنے ساتھ لیٹی ربانیہ کو دیکھ کر حیرت کا شدید جھٹکا لگا وہ تورات میں رحمان کے ساتھ جا چکی تھی تو پھر وہ ان کے ساتھ کیسے۔۔۔؟؟
ربانیہ تم یہاں کیا کر رہی ہو تم تورات میں رحمان کے ساتھ گئی تھی نا۔۔۔؟ نمر نے ربانیہ کو اٹھاتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

ہاں مجھے نیند نہیں آرہی تو یہاں واپس چھوڑ گیا ہے آج واپس لے جائے گا اب مجھے سونے دو پیچھے ہٹ جاؤ ربانیہ نے کمبل کھینچتے ہوئے کہا نازش مسکرائی اور اٹھ کر واش روم کی جانب بڑھی۔

مجھے فریش ہونے دو پہلے کیونکہ میں نے ناشتہ بنانا ہے تم لوگوں کو تو کوئی کام نہیں ہے لیکن مجھے بہت سے کام ہیں نمر نے جلدی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

اچھا ہم تو فارغ ہیں جیسے ربانیہ نے منہ سے کمبل ہٹایا اور نمر ا کو گھورا۔

ہاں تو تم یہاں اب سوتی رہو گی یہ باہر نکل جائے گی اور باقی بچی میں گھر کے کام۔ کھانا بنانا سب کچھ اب تو مجھے دیکھنا پڑے گا پہلے ماما تھی کر لیتی تھیں سب نمرانے کہہ کر منہ جھکایا آنکھیں پل میں نم ہوئی تھیں۔

اچھا جا کر پہلے تم فریش ہو جاؤ میں بعد میں جاؤں گی نازش بولی نمر اثبات میں سر ہلاتی واش روم میں چلی گئی۔

اس کی ماں کی کمی کو کبھی پورا کر ہی نہیں سکتے۔ نازش اس کا اداس ہونا ٹھیک ہے کیا کچھ نہیں کیا رضیہ ممانے ہمارے لئے لیکن ہم ان کے لئے کچھ بھی نہیں کر پائے۔

جو اوپر والے کو منظور ہوتا ہے ناربانہ ہونا وہی ہوتا ہے وقت کے ساتھ سب گھاؤ بھر جاتے ہیں ہاں رضیہ ماما کی کمی ہمیشہ محسوس ہوتی رہے گی لیکن اگر ہم اسے پیار دیں تو شاید کم ہو محسوس۔

نازش یہ بات تم بھی بہت اچھے طریقے سے جانتی ہو کہ ماں باپ کی کمی کوئی بھی پورا نہیں کر سکتا چاہے وہ دوست ہو چاہے ماں جسے پیار کرنے والی کوئی اور کیوں نا ہو۔

"ہمممممم" نازش نے صوفے پر بیٹھی۔

تمہیں درد تو نہیں ہے میڈیسن لی رات کو اور انجیکشن لگو لینا اگر پین ہو تو۔

"ہاں تم فکر نہیں کرو لگوالوں گی۔ جو درد ماما کے جانے سے ہو اے اس درد کے آگے یہ درد تو کچھ بھی نہیں محسوس ہی نہیں ہوتا مجھے یہ درد۔"

یہ بات تو ہے رضیہ ماما کے جانا کا درد تو بہت ہے۔ ساری زندگی اس کا افسوس بھی رہے گا کہ کاش رضیہ ماما کے ساتھ اس دن کوئی ہوتا ہے تو شاید رضیہ ماما ہمارے ساتھ ہوتیں۔

پشتاؤں سے کیا ہو گا بس ان کے لئے دعا کرو تم نے آج نماز بھی نہیں پڑھی تم نے۔ میری بھی آنکھ نہیں کھلی ورنہ میں اٹھادیتی۔ نماز پڑھو قرآن پڑھو نمرا کھانا بنالے گی۔

ہاں میں پڑھ لوں گی اور کہتے ہیں جس گھر میں انتقال ہو اہو اس گھر میں تین دن تک چولہا نہیں چلتا۔

لیکن نمرا تو پہلے ہی جلا چکی ہے اب جو ہو رہا ہے اسے ہونے دو میں کھانا باہر سے ارڈر کر لیتی ہوں۔ نمرا بھی کافی تھکی ہوئی لگ رہی ہے۔

ہاں ٹھیک ہے تم فکر نہیں کرو بس تم اپنا خیال رکھو۔

نمرا تھوڑی دیر بعد باہر آئی تو گنگا واش روم میں چلی گئی جبکہ ربانی وہیں لیٹی چھت کو گھور رہی تھی

تم لوگوں کو میں نے کہا تھا نا اس پر نظر رکھنا وہ مرنی نہیں چاہیے وہ مجھے زندہ چاہیے۔

لیکن باس آپ نے کہا تھا کہ۔۔

میں نے جو بھی کہا تھا اسے چھوڑو میں تمہیں کچھ دن پہلے بھی کہہ کر آیا تھا کہ وہ لڑکی مجھے زندہ چاہیے اور اب بھی کہہ رہا ہوں کہ وہ لڑکی مجھے زندہ چاہیے اگر وہ مر گئی تو اس کے پاس جو ہے وہ مجھے نہیں مل پائے گا اتنا بڑا ڈرامہ میں نے ان سب چیزوں کے لئے کیا لیکن وہی میرے ہاتھ میں نہیں تمہیں کیا لگتا ہے میں اس لڑکی کو مار کر وہ سب کچھ کھو دوں گا۔؟؟ ہر گز نہیں!!!

بس تم اس پر نظر رکھو اور ابھی کچھ دن رک جاؤ اس لڑکی سے اس کے گھر والوں سے دور رہو۔

ٹھیک ہے باس جیسا آپ کہیں گے ویسا ہی ہو گا۔

ویسا ہونا بھی چاہیے ورنہ تم لوگ مجھے بہت اچھے طریقے سے جانتے ہو وہ کہہ کر رابطہ منقطع کر گیا

کیا ہو گیا ہے اس طریقے سے بات کیوں کر رہا ہے آغانے اس کے مقابل بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

میں نے کہا تھا وہ لڑکی مجھے زندہ چاہیے لیکن شاید ان لوگوں کو بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے میں وہاں سب کچھ ان کتوں کے اوپر چھوڑ کر تو آ گیا لیکن مجھے اب ڈر ہے کہ یہ سب کچھ خراب کر دیں گے ان لوگوں نے اس لڑکی پر گولی چلا دی اگر وہ مر جاتی تو وہ یو۔ ایس۔ بی میں کہاں سے لیتا
-؟؟؟

اس کے گھر والوں سے؛!!! یو۔ ایس۔ بی وہ ہر وقت اپنے ساتھ لے کر تھوڑی نہ گھومتی ہوگی گھر سے نکال لیں گے اگر نہ نکلے تو گھر والے ہیں نہ اٹھالیں گے ان کو۔

وہ اپنے گھر والوں کو کہیں اور بھیج چکی ہے گھر میں صرف تین لڑکیاں موجود ہیں اگر وہ گھر والوں کو کہیں دور بھیج سکتی ہے تو وہ انہی کے ذریعے وہ ثبوت وہ یو۔ ایس۔ بی بھی بھیج سکتی ہے۔

"تو اس کے گھر والے کہاں گئے ہیں اس چیز کا پتہ لگو الو تم"۔

اس چیز کا پتہ ہی تو نہیں لگ پارہا ہے وہ لوگ گھر سے تو نکلے لیکن پھر ان کی گاڑی کہیں غائب ہو گئی ہے جس گاڑی میں وہ لوگ نکلے ویسی ہی چار سے پانچ گاڑیاں آکر ایک ساتھ آگے بڑھی ہیں لیکن کون سی گاڑی میں وہ لوگ تھے اس چیز کا ان لوگوں کو پتہ نہیں چلا میری سب سے بڑی غلطی تھی کہ میں پاکستان چھوڑ آیا اب مجھے لگ رہا ہے واپس جانا پڑے گا۔

لیکن یہاں جائیداد کا کیس چل رہا ہے پہلے اسے حل کرواؤ اس کے بعد جانا آغانے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو مقابل مسکرایا۔

یہ کیس تو ختم وہ زمین میری ہے تو مطلب میری ہے جس چیز پر میری نظر پڑ جائے اور وہ میری نہ ہو ایسا ممکن ہی نہیں ہے اور اس چیز سے تم بہت اچھے سے واقف ہو وہ طنزیہ مسکرایا اور آغا کی جانب دیکھا۔

واہ بھائی واہ ایسا کانفیڈنس مجھے بھی چاہیے خیر میں چلتا ہوں مجھے اور بھی بہت سے کام ہیں میرا کام تھا تمہیں اس یو۔ ایس۔ بی کی ڈیٹیلز دینا کہ کہاں ہے کس کے پاس ہے اب آگے تم جانو اور وہ یو۔ ایس۔ بی جانے کیونکہ اس میں میرا کوئی لینا دینا ہے ہی نہیں میں نے جو سب کچھ کیا تھا

تمہارے کہنے پر کیا تھا بس اتنا دھیان رکھو کہ اس چیز کے بارے میں علی کو نہیں پتہ چلنا چاہیے پھر تم اس سے بہت اچھے طریقے سے واقف ہو۔

میرے ہاتھ کا بچہ ہے جسے میں نے پالا ہے تمہیں کیا لگتا ہے وہ مجھ سے لڑے گا۔؟؟؟

پالا تو میں نے بھی ہے اسے تمہیں یاد ہے جس دن وہ میرے مقابل کھڑا ہوا تم بھی وہیں موجود تھے اس کا ہاتھ اٹھ جاتا لیکن نا جانے کیا سوچ کر اس نے اپنا ہاتھ نیچے کر لیا بس یہی کہوں گا کہ خیال رکھو اتنا اور کانفیڈنس اچھا نہیں ہوتا۔

تم اس چیز کو چھوڑو تم اپنی فکر کرو واپس ضرورت پڑی تو بولا لوں گا۔
معذرت اب ضرورت پڑے گی تو مجھے واپس نہیں بلانا آغا ایک ہاتھ ہو امیں لہراتے ہوئے کہ کر باہر نکل گیا۔

تجھے کیا لگتا ہے اتنی آسانی سے تجھے چھوڑ دوں گا میرے ہر راز تجھے پتا ہے۔ علی کے سامنے منہ کھولتے ہوئے وقت نہیں لگائے گا اسی لئے تیرا زندہ رہنا میرے لیے خطرہ ہو سکتا ہے وہ ہاتھ میں پکڑی سگریٹ کو دیکھ کر مسکرایا پھر چھت پھاڑ قہقہہ پورے کمرے میں گونجا۔

آغا باہر نکلا تو اسے اپنے پیچھے کسی کے ہونے کا احساس ہوا ایک نظر پیچھے دیکھتے وہ جلدی سے گاڑی میں بیٹھا اور اپنی گاڑی کو اپنی منزل کی طرف گامزن کیا اس کا فارم ہاؤس ایک سنسان جگہ تھا ابھی وہ فارم ہاؤس پر پہنچا ہی تھا کہ گاڑی میں بلاسٹ ہوا اور گاڑی کے ساتھ ساتھ آغا بھی جل کر راکھ ہو گیا۔

کام ہو گیا بس ایک آدمی موبائل کان کو لگائے آغا کی جلتی کار کو دیکھ کر بولا اور وہاں سے نکل گیا۔

رحمان کمرے میں داخل ہوا تو ہر طرف دھواں تھا یعنی وہ کمرے میں ہی تھا ایسا ممکن تھا جہاں وہ ہو اور دھواں نہ ہو۔

مجھے تو لگتا ہے تمہاری زندگی میں جو کچھ ہیں بس ابھی سگریٹ ہی رہ گئی ہے آگے پیچھے کی کوئی ہوش ہی نہیں رہتی تمہیں تو۔

ہاں یہی تو ہے جس نے ابھی تک ساتھ نہیں چھوڑا اور نہ ہر کوئی ساتھ چھوڑ گیا ہے اور یہ بات تم بھی بہت اچھے طریقے سے جانتے ہو۔

علی جانے والوں کے ساتھ جایا نہیں جاتا کبھی مسکرا بھی لیا کرو۔

میں نے مسکراہٹ ہنسی اپنوں کے ساتھ ہی دفن کر دی تھی۔

تمہیں جو کام ہے وہ کام بتاؤ اور جاؤ یہاں سے سنا ہے زاہد صاحب جانے سے پہلے یہ کہہ کر گئے ہیں کہ ربانیہ کو تم اپنے ساتھ رکھو۔

ہاں کہا تھا کل رات لے کر بھی آیا لیکن میڈم کو نیند ہی نہیں آرہی تھی رونادھونا شروع کر دیا تھا تو واپس اسے وہیں چھوڑا ہے جہاں سے لے کر آیا تھا دو تین دن وہاں رہے گی تھوڑا ماسنڈ فریش کر لے اس کے بعد واپس لے آؤں گا۔

اس کا وہاں اکیلے رہنا ٹھیک نہیں لگتا بھی زخمی ہے ربانیہ اگر وہاں رہی تو یقیناً وہ وہاں حملہ ضرور کریں گے اور وہاں ان تینوں کی جان کو خطرہ ہے۔

میں جانتا ہوں نظر رکھی ہوئی ہے گارڈ بھی میں نے لگائے ہوئے ہیں۔

ٹھیک ہے ربانیہ سے بات کرو اور اس یو۔ ایس۔ بی کے بارے میں پوچھو کہ کیا چاہتی ہے۔ وہ یو۔

ایس۔ بی اب بھی دینا چاہتی ہے یا نہیں۔؟؟؟

میں وہ یو۔ ایس۔ بی اب بھی تمہیں نہیں دوں گی لیکن مجھے وہ یو۔ ایس۔ بی وہاں پہنچانی ہے جہاں وہ ہونی چاہیے گنگا کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی اس نے ایک نظر اٹھا کر دروازے پر کھڑی گنگا کو دیکھا۔

گوری رنگت کیپ میں چھپے بال آنکھوں پر لگا کالا چشمہ گرے جیکٹ کے نیچے وائرڈ شرٹ اور بلیک جینز میں وہ ان کے سامنے کھڑی تھی۔

تمہیں گھر پر سکون نہیں ہے جب تمہارا دل کرتا ہے منہ اٹھا کر چلی آتی ہو علی نے کھڑے ہو کر جیکٹ جھاڑتے ہوئے کہا۔

ہاں گھر پہ سکون نہیں ہے تبھی تو منہ اٹھا کے اپنے جیجا کے گھر آ جاتی ہوں اور تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے تمہیں سکون نہیں ہے اپنے گھر میں جو تم ہر وقت یہاں پڑے رہتے ہو گنگا ایک آئسبرو اچکا کر کہتی ہے بیڈ پر نیم دراز ہوئی۔

شرم کرو طریقے سے بیٹھو لڑکی ہو تم رحمان نے اس کے بیٹھنے پر چوٹ کی۔

تم لوگ شرم کرو آنکھوں کو اپنی حدود میں رکھو مجھے شرم کرنے کی ضرورت ہی نہیں کندھے اچکا کر بیٹھی اور نظریں سامنے ٹیبل پر پڑے لیپ ٹاپ پر جمائیں۔

یہ کیا ہے یہاں آغاخان آغاخان لگا کر رکھا ہے جہاں تک میری انفارمیشن ہے یہ ساری پراپرٹی تو کسی قادرخان کے نام ہے گنگا نے حیرت سے لیپ ٹاپ میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا۔

پہلی بات میری چیز کو میری اجازت کے بنا ہاتھ نہیں لگاؤ مجھے یہ بالکل پسند نہیں کہ میری چیز کو کوئی میری اجازت کے بنا ہاتھ لگائے علی نے گنگا کے آگے سے اپنا لیپ ٹاپ کھینچا اور غصے سے رحمان کو دیکھا۔

رحمان نے کندھے اچکائے اور نازش کے سامنے بیٹھا۔

گنگا تمہیں کوئی غلط فہمی ہو رہی ہے کیا پتا آغانے ہمیں بہکانے کے لئے یہ سب کچھ کیا ہو کیونکہ جس قادرخان کا یہاں ذکر کر رہی ہو وہ تو مرچکا ہے وہ اس دنیا میں نہیں ہے اور ان کو دفن ہم نے اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔

میں یہ سب کچھ نہیں جانتی مجھے تمہاری کہی کسی بات پر یقین نہیں مجھے یقین ہے تو صرف اپنی آنکھوں پر اور ناجانے کتنے قادرخان ہیں اس دنیا میں لازم تو نہیں۔ وہ ہی ہو جو تمہیں لگ رہا

ہے۔

اور ردا والوں کا کچھ پتہ چلا کہاں ہے وہ کل سے کال کر رہی ہوں کال ہی نہیں اٹھا رہی ہیں وہ لوگ

میرا۔

نہیں ریان اور روحان کو بھی کال کر رہا ہوں کل سے لیکن ان لوگوں کا نمبر ہی بند ہے۔

جارہی ہوں اسی طرف میرے ساتھ چلو میں اکیلے نہیں جانا چاہتی وہاں پر۔

ہاں ہاں جاؤ اس کے ساتھ بچی ہے ڈر رہی ہے شکل سے صاف دکھ رہا ہے علی نے طنزیہ کہا اور گنگا نے آئیبر و اُچکائی اور علی کے مقابل کھڑی ہوئی۔

تم کھوکلے انسان اب میری شکل دیکھ کر مجھے بتاؤ گے کہ میں کس وقت ڈر رہی ہوں اور کس وقت بہادر ہوں۔؟؟؟

تم مجھے اتنے اچھے طریقے سے کیسے جانتی ہو کہ میں اندر سے کھوکھلا ہوں علی نے اپنی کالی آنکھوں کو گنگا کی شہد رنگ آنکھوں میں گاڑتے ہوئے پوچھا۔

سگریٹ پینے والے ہمیشہ کھوکلے ہی ہوتے ہیں وہ اس کی سگریٹ پر طنز کرتی وہاں سے نکل گئی جب کہ رحمان بنا علی کو دیکھے وہاں سے جا چکا تھا۔

علی نے ہاتھ میں پکڑے سگریٹ کو اپنے ہی ہاتھوں میں مسئلہ اور آنکھیں بند کی پھر گہرا مسکرایا
"مزہ آئے گا کھیل تو ابھی شروع ہوا ہے وہ مسکراتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔"

جس مسکراہٹ کو وہ دفنانے کی بات کر رہا تھا وہ ہی مسکراہٹ اس کے چہرے پر تھی جس سے وہ
بلکل بے خبر تھا۔

رحمان نے ردا والوں کے گھر کہ دروازے پر دستک کرنے کے لئے ہاتھ لگایا تو وہ کھلتا ہی چلا گیا
رحمان نے ایک نظر گنگا کو دیکھا پھر اپنی گن نکالی۔

گنگا نے بھی اپنی گن نکالی اور رحمان کے ساتھ آگے بڑھنے لگی گھر میں قدم رکھا تو جگہ جگہ سامان
بکھرا نظر آیا۔

خون گنگا نے حیرت سے کہا اور اس طرف بھاگی سامنے یعقوب صاحب کو دیکھ کر ماتھے پر بے شمار
بل نمایاں ہوئے۔

تم تو ویسے ہی دھرتی پر بوجھ تھے وہ مسکرا کر کہتی آگے بڑھی جب کہ رحمان نے حیرت سے گنگا کو جاتے دیکھا وہ تو ردا والوں کو اپنی جان کہتی تھی تو اس کے والد کے لئے ایسے الفاظ بول کر کیوں گئی تھی۔؟؟؟

رحمان نے موبائل کان کو لگایا اور کچھ ہدایات کرتے آگے بڑھا

گنگا اس طریقے سے تمہارا کیلے آگے جانا ہے ٹھیک نہیں تم پہلے ہی زخمی ہو میرے خیال سے تمہیں پیچھے رہنا چاہیے۔

گنگا کو پیچھے کھڑے رہنے کی عادت نہیں ہے۔ گنگا راجب ایک قدم آگے بڑھاتی ہے نا تو اس کے بعد رکتی نہیں ہے اور مجھے یہ پسند ہے سب لوگ مجھ سے پیچھے رہیں وہ کہتی ہے آگے بڑھ گئی۔

ایک تو اس لڑکی کے فلمی ڈالو ختم نہیں ہوتے رحمان اپنا سر پٹینا اس کے پیچھے ہی بڑھا۔

ردا کے کمرے میں پاؤں رکھا تو عبد اللہ صاحب بھی سامنے گرے ہوئے نظر آئے ان پر بھی وہ ہنستی کھڑکی کے پاس گئی جہاں خون سے بھرے ہاتھوں کے نشان تھے۔

گنگا نے ان دھبوں کو ہاتھ سے چھوا اور آنکھیں بند کیں

پریشانی سے پیچھے ہوئی اور رحمان کو دیکھا یہ خون ردا کا ہے وہ ٹھیک نہیں ہے گنگا نے اپنے جیب سے موبائل نکالتے ہوئے کہا۔

تمہیں کیسے معلوم یہ خون تھا ردا کا ہے رحمان نے حیرت سے پوچھا۔

ہمارا بچپن کا ساتھ گزرا ہے اس خون پر چیونٹیاں مری ہوئی ہیں ردا کا خون کڑوا ہے کیونکہ اس کو کوئی مچھر بھی کاٹتا تھا نا وہ مچھر مر جاتا تھا یعنی کہ یہ جو خون ہے یہ ردا کا ہے۔
یہ تو کوئی لوجک نہیں ہو ایہ خون کسی اور انسان کا بھی تو ہو سکتا ہے۔

اس گھر میں ان دونوں کے باپ کے علاوہ اور ان دونوں کے علاوہ کوئی نہیں رہتا تھا تمہیں ابھی بھی لگتا ہے کہ یہ خون کسی اور دوسرے کا ہو سکتا ہے۔؟؟؟

ہاں روحان اور ریان بھی تو آئے ہوئے تھے۔

وہ یہاں نہیں تھے وہ فارم ہاؤس میں رکے ہوئے تھے اور وہ یہاں آتے ہی نہیں اور جہاں تک مجھے ان کے نیچر کا پتہ ہے وہ لوگ ان سے دور ہی رہتے تھے۔

لیکن تم انہیں کیسے جانتی ہو وہ تو تمہیں جانتے بھی نہیں ہیں۔

یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے میں انہیں کیسے جانتی ہوں یا وہ مجھے نہیں جانتے تھے یا کیوں نہیں جانتے تھے تم صرف یہ پتہ لگو اور راز اور راز اس وقت کہاں ہیں آدھا گھنٹہ صرف آدھا گھنٹہ ہے تمہارے پاس تمہارا ٹائم شروع ہو چکا ہے وہ غصے سے انگلی اٹھا کر کہتی وہاں سے نکل گئیں۔

ایک یہ اور دوسرا علی مجھے لگتا ہے یہ دونوں مجھے اپنا ملازم سمجھتے ہیں رحمان غصے سے کہتا ہے باہر نکل گیا۔

تم لوگوں نے ہمیں یہاں رکھا کیوں ہے اور کیا چاہیے تم لوگوں کو ہم سے۔؟؟

مجھے تم لوگوں سے کچھ نہیں چاہیے تھا لیکن کیا کروں تمہاری جو دوست ہے نا وہ بہت ہی ڈھیٹ ہے بہت بہادر سمجھتی ہے وہ خود کو۔

تو تم بھی اس یو۔ ایس۔ بی کے پیچھے پاگل کتے ہو راز نے ہنستے ہوئے کہا۔

رسی جل گئی لیکن بل نہیں گیا تم اس وقت میری قید میں ہو اور پھر بھی مسکرا رہی ہو۔

رمز اریان شاہ نے کبھی گھبرانا ڈرنا سیکھا ہی نہیں ہے تو ایک دفعہ ہاتھوں کو کھول تیری آنے والیں سات پشتیں یاد رکھیں گی کے کسی لڑکی سے مار کھائی تھی۔

ریان نے حیرت سے رمز کو دیکھا پھر مقابل کھڑے اس آدمی کو۔

نامرد کہیں کہ ان سے کیا بات کرتا ہے ہمت ہے تو مجھ سے بات کر۔

تجھ سے کیا بات کروں کل سے بے ہوش تھا اور آج جب سے ہوش میں آیا ہے تو خاموش ہو اور

تجھے میں نے زخمی اتنا کیا ہے کہ توجہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتا کھولو اس کے ہاتھ مقابل نے ہنستے

ہوئے کہا۔

ریان نے ایک آئبرو اچکائی اور پاس بڑھتے ایک آدمی کو دیکھا جو اب اس کے ہاتھ کھولنے میں

مصروف تھا۔

وہ آدمی ہاتھ کھولتے ہی پیچھے ہو اریان نے اپنا زخمی ہاتھ ہی اس آدمی کے منہ پر دے مارا جب کہ

دوسرے ہاتھ سے مقابل کھڑے اس انسان کی گردن کو دبوچا۔

یہ مت بھول شیر اگر زخمی ہونا تو وہ شیر ہی ہوتا ہے گیدڑ یا کتا نہیں بن جاتا سمجھا۔

ریان نے اپنی دو انگلیاں اس آدمی کی گردن پر رکھ کر مروڑی تو وہ آدمی نیچے گر گیا جب کہ باقی آدمی ریان کی طرح بھاگے۔

ریان نے اپنا ایک ہاتھ رما کی کرسی پر رکھا اور ردا کے اوپر سے کود کر روحان کی کرسی کی طرف گیا

ان آدمیوں نے ریان اور روحان کو گھیرا ریان کی نظریں ان آدمیوں پر تھی لیکن ہاتھ مسلسل روحان کی کرسی کو کھولنے میں مصروف تھے رسی کے کھلتے ہی ریحان پیچھے ہوا روحان نے اپنی گردن مروڑی اور ہاتھ مسلماً کھڑا ہوا دونوں کے ہاتھ پر کٹ لگے تھے جبکہ سر پر گہری چوٹیں تھی ناک اور منہ سے خون نکل کر جم چکا تھا۔

میرے ہاتھ کھولو رما نے چیخ کر کہا۔

ریان اور روحان اس کی بات کو نظر انداز کرتے ان آدمیوں کی طرف بڑھے۔

"علی کا پسندیدہ کھیل" ریان نے کہتے ہوئے مسکرا کر لاسٹر نکالا اور چٹکی بجائی سب آدمی اب حیرت سے کھڑے ریان کو دیکھ رہے تھے۔

ریان نے لائٹر کو دائیں بائیں گھوما یا اور چلایا آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

روحان رمزا کو کھول چکا تھا رمزا حیرت سے ریان کو دیکھ رہی تھی۔ روحان رداجو تلاش کر رہا تھا ہر ردانامی۔

کام ہو گیا ریان نے لائٹر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور رمزا کی طرف بڑھا۔

ردا نہیں ہے یہاں ریان روحان نے اپنے ہاتھ سے نکتے خون کو بے دردی سے صاف کرتے ہوئے کہا۔

رمزا ریان سے دور ہوتی وہاں سے باہر نکلنے کا راستہ تلاش کرنے لگی۔

یہ آدمی اندر کہاں سے آئے تھے رمزا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ان سے ہی پوچھ لیتے ہیں ریان ایک آدمی کی طرف بڑھا جو منہ جھکائے کھڑا تھا۔

کہاں سے آئے تھے تم لوگ اندر۔؟؟

اس آدمی نے ایک دیوار کی طرف اشارہ کیا جس کے آگے لڑکی کی بنی دیوار تھی رمزا ریان اور

روحان اس طرف بڑھے اور اس لکڑی کے دروازے کو ہٹایا تو پیچھے ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔

وہ تینوں کمرے سے باہر نکلے اور اس دروازے کو ویسے ہی بند کیا۔

کمرے سے باہر آتے ہی لاؤنچ تھا سامنے لگا چھوٹا سا ٹی وی اور چھوٹے چھوٹے چار صوفے تھے جن کے درمیان ایک چھوٹا سا ٹیبل تھا۔

ردا کو ڈھونڈو روحان نے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کہا کہ ہے ہی ردا اور ریان بھی تھے۔

اوپر کاہر کمر اور روحان کھول کر دیکھا رہا تھا اب آخری کمر تھا جس کا دروازہ اندر سے بند تھا۔

پورے گھر کے دروازے باہر سے بند تھے لیکن اس کا اندر سے۔

توڑ دیتے ہیں دروازہ رمزانے دروازے کے لاک کو ہاتھ لگا کر کہا۔

ریان اور روحان نے ایک ساتھ دروازے کو دھکیلا لیکن دروازہ ناکھلا۔ رمزانے ان دونوں کو

پیچھے کیا اور پھر تینوں نے ساتھ میں دروازے کو اندر کی طرف دھکیلا لیکن دروازہ ناکھلا۔

ریان نے دروازے پر دستک دی تو کسی نے دروازہ کھولا۔

کون ہو تم لوگ بولا تھا نا کے ننگ نہیں کرنا ابھی تو دوسری لڑکی لایا ہوں وہ آدمی باہر آتے بولا۔

روحان نے ایک زوردار مکا اس کے منہ پر مارا تو وہ آدمی پیچھے ہوا۔

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

وہ تینوں کمرے میں داخل ہوئے۔

ردا کو سامنے بیڈ پر لٹایا ہوا تھا اور بے ہوش تھی رمزا نے غصے سے آنکھیں غصے بند کیں پھر اس آدمی کی طرف بڑھی۔

بنارو کے اس کے منہ پر نگے مارنے لگی۔

روحان ردا کی طرف بڑھا اور اس کو اٹھانے لگا پاس پڑاپانی اٹھا کر منہ پر مارا تو ہوش میں آئی اور سامنے روحان کو دیکھ اس کے سینے میں منہ چھپائے رونے لگی۔

روحان وہ آدمی ردا نے روتے ہوئے اس آدمی کی طرف اشارہ کیا جسے رمزا ابھی بھی مار رہی تھی۔

ریان تو بس خاموشی سے کھڑا ان کو دیکھ رہا تھا۔

اگر تم لوگوں کا ڈرامہ ختم ہو جائے تو چلیں ہم فین میں چھڑتے ہوئے کہا

روحان نے غصے سے ریان کو دیکھا پھر اس آدمی کو اٹھ کر اس آدمی کی طرف آیا اور رمزا کو پیچھے کیا خود اسے مارنے لگا۔

تیری ہمت کیسے ہوئی ہے ہاتھ لگانے کی میں تیری جان لے لوں گا۔

روحان اتنا ٹائم نہیں ہے وہ لوگ پھر سے آجائیں گے چلو یہاں سے۔ ریان نے روحان کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

آنے دو میں نہیں ڈرتا کسی سے۔ روحان چیخا۔

بھولو مت روحان ان کے پاس اسلحہ ہے ہمارے پاس کچھ نہیں۔ ریان روحان کو مقابل کھڑا کرتے ہوئے دھاڑا روحان غصے سے اپنی ہی شرٹ سے خون صاف کرتے آگے بڑھ گیا۔

ردا کو اپنے سینے سے لگایا اور اپنی ہی بانہوں میں اٹھائے باہر نکل گیا۔

اففففف یہ عاشق رمز امنہ بسورتی بول کر باہر نکلی جبکہ ریان بھی ان کے پیچھے ہی تھا۔

باہر نکل کر کسی سے موبائل لے کر رحمان کو کال کرو گاڑی لے کر اے اس طریقے سے ہم گھر نہیں جاسکتے پہلے تو یہ پتہ کرو کہ ہم لوگ ہیں کہاں روحان نے اس گھر سے باہر نکلتے ہوئے کہا

ریانہ اثباب میں سر ہلاتا پاس کی دکان میں گیا اور اس سے جگہ کا معلوم کیا اور موبائل لے کر ریان کی طرف آیا۔

بتا رہے ہیں ٹھٹھہ شہر ہے یہ۔

یہ ہی جگہ ملی تھی انہیں رمزانے منہ بسور کر کہا ریان نے پہلے بغور رمزا کے چہرے کو دیکھا پھر
موبائل کی طرف متوجہ ہوا۔

Page | 362

تھوڑی دیر رحمان سے بات کرنے کے بعد ریان موبائل دے کر وہیں آکر روحان کے ساتھ کھڑا
ہوا۔

ریان وہ لوگ رمزانے ریان کا ہاتھ پکڑ کر اسے دور سے آتے آدمیوں کی طرف متوجہ کیا۔

روحان نے ردا کو اپنے ساتھ لگا کر کھڑا کیا ہوا تھا ردا نے روحان کے سینے سے چہرہ نکالا اور ان
آدمیوں کو دیکھا۔

ریان نے رمزا کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما اور روحان کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔

وہ لوگ کل سے بھوکے اور زخمی ہو جانے کی وجہ سے کمزور تھے چاہ کر بھی ان کا مقابلہ نہیں کر
سکتے تھے اس لئے وہاں سے جانے میں ہی ان لوگوں نے عافیت جانی۔

وہ چاروں ایک بس میں بیٹھے اور منہ پر رومال باندھے۔ تھوڑی دیر میں بس چلنے لگی تو انہوں نے سکھ کا سانس لیا۔

ایک بار پھر رحمان کو کال کر کے وہاں کی صورتحال سے آگاہ کیا۔

ریان نے اپنے ساتھ بیٹھی رمزا کو دیکھا جا آج خود سے پہلی بار اس کے قریب آئی تھی اور اس کے کندھے پر سر رکھے سو رہی تھی ریان مسکرایا اور آنکھیں موند لیں۔

ہم لوگ یہاں بیٹھ کر ان کے انتظار کرتے رہیں نا جانے کس حالت میں ہوں گے وہ لوگ۔

فکر نہیں کرو ٹھیک ہیں وہ ریان اور روحان دونوں کے ساتھ ہیں اور تھوڑی دیر میں ہی وہ پہنچ جائیں گے اور انہیں وہاں سے نکلے ہوئے تقریباً دو تین گھنٹے تو ہونے والے ہیں۔

اور تم مجھے اب بتا رہے ہو ان کی واپس کال آئی یا نہیں۔؟؟؟

پہلے بتا دیتا تھا تم وہی کرتی جو تم اب کر رہی ہو۔ تم ان کے پیچھے نکل جاتی اب بس وہ پہنچنے ہی والے ہیں تب ہی ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

ابھی گنگابول ہی رہی تھی کہ دور سے آتی رمزہ اور ردا کو دیکھا گنگا رحمان اور علی کو وہیں چھوڑتی ان کی طرف بھاگی۔

تم لوگوں نے ایک دفعہ مجھے بتانا تک مناسب نہیں سمجھا۔ کب غائب ہو جاتی ہو پتہ ہی نہیں چلتا اب تم لوگوں کو میں اپنے ساتھ رکھوں گی گنگا نے غصے سے رمزہ اور ردا کو اپنی طرف کھینچا اور بنا ریان اور روحان کی طرف دیکھے وہاں سے چلی گئی۔

یہ پاگل واگل ہے کیا؟؟؟ ریان کو گنگا پر غصہ آیا کیونکہ رمزہ اس کا ہاتھ تھامے ہوئے تھی اور گنگا نے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

ہاں یہ سمجھ لو تم لوگ چلو علی نے ریان کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور خود گاڑی کی طرف بڑھا۔

کون تھے وہ لوگ کچھ معلوم ہو اعلیٰ نے بات شروع کی۔

رمزا یو۔ ایس۔ بی کی بات کر رہی تھی لیکن اس آدمی کے چہرے سے لگ ہی نہیں رہا تھا کہ وہ کسی یو۔ ایس۔ بی کو لے کر ہمیں لے کر گیا ہے۔ کیونکہ یو۔ ایس۔ بی کے نام پر جو تاثرات اس پہلے آدمی کے چہرے پر آئے تھے وہ اس کے چہرے پر ناسخ تھے۔

ہاں بات کوئی اور تھی کیا بات تھی ہمیں معلوم نہیں ہے ان کے پاس اسلحہ تھا اور ہمارے ساتھ ردا اور رمزا ہمارا وہاں رہنا ٹھیک نہیں تھا۔

تم لوگ اب رحمان کے گھر جا رہے ہو اکیلے نہیں رہنا تم لوگ زخم بھرنے میں وقت لگے گا اور یہ تم لوگوں نے جو لا پرواہی کی ہے ناب نہیں کرنا کیونکہ تم بھی اب ان کی نظروں میں ہو۔

یار ہمیں تو سمجھ میں نہیں آ رہا۔ ہم لوگ تو ردارمزا کی دوست ربانیہ کے گھر جا رہے تھے کیونکہ وہاں کسی کا انتقال ہو گیا تھا لیکن ریڈ سگنل آتے ہی ہم نے گاڑی روکی اس کے بعد ہمیں ہوش ہی نہیں رہا نہ کوئی انسان ہمارے پاس آیا نہ کسی نے گاڑی کا دروازہ کھولا بس ایسے لگ رہا تھا جیسے ہم نے پلک جھپکنے کے لئے آنکھیں بند کیں اور ہمیں واپس ہوش ہی نہ آیا۔

کلوروفام زیادہ مقدار میں سنگھایا گیا ہے تمہیں اور وہ تمہاری کار میں ہی تھا یقیناً پہلے سے ہی سب پلین تھا علی نے کہہ کر آنکھیں موندیں۔

اور تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم۔؟؟؟ روحان نے حیرت سے پوچھا۔

کلوروفام ہی بڑی مقدار میں سنگھایا جائے تو ایسا ہوتا ہے ورنہ کپڑا منہ پر رکھو صاف محسوس ہوتا ہے کہ ہم بے ہوش ہو جائیں گے۔

اور زیادہ دماغ لگانے کی ضرورت نہیں ہے رحمان کے ساتھ جاؤ وہاں جا کر آرام کرنا پھر دیکھتے ہیں ہمیں آگے کیا کرنا ہے علی نے کہہ کر بات ختم کی۔

نازش تم اتنی فکر نہیں کرو ہم لوگ بالکل ٹھیک ہیں بس وہ اچانک ہی نہ جانے کیسے اور تم بول رہی ہو کہ ہم نے تمہیں بتایا نہیں جبکہ ریان نے کال کی تھی رحمان کو ہم نے نہیں ہمارے پاس تو اپنے موبائل بھی نہیں ہیں۔ رمرانے کہا۔

جس طریقے سے ریان نے رحمان کو کال کی تھی اس طریقے سے تم مجھے بھی تو کال کر سکتی تھی

۔ اگر تم لوگوں کو راستے میں کچھ ہو جاتا پھر۔؟؟؟ تم لوگ اپنی حالت دیکھو کس حد تک تم لوگ

زخمی ہو پہلے کے زخم ٹھیک نہیں ہوئے تھے اور مزید زخم لگوائے ہیں تم لوگوں نے۔

نازش اب غصہ کرنے سے کچھ نہیں ہوگا ہمیں بس گھر لے چلو ہمیں بھوک لگی ہے اور آرام کرنا ہے بہت تھک چکے ہیں ہم لوگ ردا نے نڈھال آواز میں کہا۔

گنگا خاموش ہو گئی اور گاڑی گھر کی طرف بڑھائی۔

کیا ان لوگوں کو تم لوگوں نے جانے دیا اتنی آسانی سے کیسے۔؟؟؟ وہ دھاڑا

باس ہمیں سمجھ میں نہیں آیا کہ اس لڑکے نے کیا کیا ہمیں تو ہوش تب آیا تھا جب وہاں سامنے کوئی بھی نہ تھا۔

اس لڑکے نے ایسا کون سا جادو منتر تم پر پھونک دیا تھا جو تم لوگوں کو ہوش ہی نہ رہا کسی کام کے نہیں ہو تم لوگ دفاع ہو جاؤ سب میری آنکھوں کے سامنے سے وہ دھاڑا۔

سب لوگ وہاں سے چلے گئے جبکہ وہ کرسی سے ٹیک لگائے چھت کو گھورنے لگا۔

مجھے خود کچھ کرنا ہو گا اتنی دور سے ان کے پیچھے یہاں آنے کا کوئی مطلب ہی نہیں رہا میرا اتنی آسانی سے وہ چلے گئے ناجانے کیا کیا میں نے سوچا تھا لیکن افسوس ان کتوں نے سارا کام خراب کر کے رکھ دیا میرا وہ غصے سے اپنا ماتھا مسلتے کچھ سوچنے لگا پھر یاد آنے پر موبائل نکالا اور کان کو لگایا۔

کیا حال ہیں میں نے سنا ہے تم ابھی تک اسی چکر میں پھنسے ہوئے ہو وہ کان کو موبائل لگائے مسکرا کر بولا۔

مقابل کے غصے سے بھری آواز سن کر اس کا ایک زوردار قہقہہ کمرے میں گونجا۔

میں بھی بدلے کی آگ میں جل رہا ہوں مجھے تمہارا ساتھ چاہیے اور یقیناً تمہیں میرا۔

تم مانویا نہ مانو تمہیں میرا ساتھ ضرور چاہیے کیونکہ جن کے سہارے تم پاکستان میں وہ کام چھوڑ کر گئے ہو یقیناً وہ نہیں کر سکتے۔

اب تم یہ سوچ رہے ہو گے کہ مجھے یہ سب کچھ کیسے معلوم مجھے اس طرح معلوم ہے کیونکہ میں تمہاری پل پل کی خبر رکھتا ہوں پھر افسوس تم نے ہی مجھے کسی فالتو چیز کی طرح سائیڈ میں پھینکا ہے

ہاں ہاں ٹھیک ہے تم پاکستان آ جاؤ پھر بات کریں گے وہ کہہ کر رابطہ منقطع کر گیا۔

اب آئے گا اس کھیل میں مزہ یا تو وہ یا تو ہم لوگ وہ کہہ کر اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

یار یہ مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا یہ نئے سے نئے لوگ ہمارے دشمن کہاں سے نکلتے آرہے ہیں ہم لوگ انسان نہ ہو گئے پھول گئے جس میں سے شہد نکلتا ہی جا رہا ہے رحمان نے لیپ ٹاپ میں ہاتھ چلاتے ہوئے کہا۔

ٹھنڈ رکھ ٹھنڈ یہ پاکستان ہے بیٹا یہاں دوستوں سے زیادہ دشمن پائے جاتے ہیں یہاں ہم نے اگر کسی کو غصے سے دیکھ بھی لیا نا تو وہ ہمیں اپنا جانی دشمن سمجھنے لگتا ہے ہم تو پھر ان کی یو۔ ایس۔ بی لئے گھومتے ہیں روحان نے ہنستے ہوئے کہا۔

تو اس چیز کی دشمنی علی سے مجھ سے گنگا سے ہے گنگا کے گھر والوں پر حملہ تو ٹھیک تھا لیکن تم پر ریان پر اور ردا اور رمز پر وہ لوگ حملہ کیوں کریں گے کیونکہ تمہارا تو اس سے دور دور تک تعلق نہیں ہے۔

بات تمہاری بھی ٹھیک ہے۔ پر رد اور ر مز از زیادہ تر گنگا کے ساتھ ہوتی ہیں کیا پتا نہیں لگتا ہو کہ ہم بھی اس بارے میں کچھ جانتے ہیں۔

ہم جیسا سمجھ رہے ہیں نا ویسا کچھ بھی نہیں ہے یہ معاملہ جو ہے یہ یو۔ ایس۔ بی کا نہیں ہے یہ معاملہ کسی اور چیز کا ہے ہمیں پتہ کرنا ہو گا رحمان نے لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے کہا۔

تم لوگ اپنے چھوٹے سے ذہن پر زور نہیں ڈالو کھانا کھاؤ اور آرام کرو باقی میں اور رحمان دیکھ لیں گے علی نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔

ہاں ویسے بھی تھک چکے ہیں ہم تھوڑی دیر میں آرام کرنے دو پھر بات کرتے ہیں ہم اس کے بارے میں روحان نے کہا۔

تھوڑی دیر نہیں اب تورات ہونے والی ہے صبح میں ہی بات ہوگی علی کہہ کر کمرے سے نکل گیا رحمان بھی علی کے پیچھے ہی تھا۔

اب کیا کرنا ہے یہ مسئلہ الجھتا ہی جا رہا ہے سلجھنا تو دور کی بات ہے۔

میں آج رات اس چیز کا معلوم کرتا ہوں کہ ان پر حملہ کرنے والے ان کو لے جانے والے کون تھے اور تم کچھ لوگوں کو لے کر ٹھٹھا جاؤ ابھی زیادہ وقت نہیں ہوا ہے سات بج رہے ہیں جلدی پہنچ جاؤ گے لیکن صبح تک مجھے واپس تم یہیں چاہیے ہو لیکن خیال رہے کہ وہ لوگ زیادہ ہیں تمہیں کچھ نہیں ہونا چاہیے سمجھے کچھ ملے وہاں سے تو مجھے ضرور بتا دینا باقی یہاں میں دیکھ لوں گا ان لوگوں کی حفاظت بھی اور ان لوگوں کو بھی جو انہیں یہاں سے لے کر گئے تھے اگر وہ مجھے مل جاتے ہیں تو ان سے میں سچ اپنے طریقے سے اگلوالوں کا علی کہتا آگے بڑھ گیا۔

چل بھائی رحمان نکل لے اب یہ کریں گے آرام اور ہم کریں گے کام رحمان اپنے بالوں میں ہاتھ گھماتا علی کے پیچھے باہر نکل گیا

ایک مہینہ گزر چکا ہے لیکن اس گھر سے باہر نہیں نکلنے نہیں دے رہی ہو مزانے چڑ کر کہا۔

ایک مہینہ ہو گیا ہو یا ایک سال جب تک یہ معاملہ سلجھ نہیں جاتا تم یہاں سے باہر نہیں جاؤ گے اور ہم کل رات امریکہ جا رہے ہیں۔ کیونکہ وہ یو۔ ایس۔ بی وہاں پہنچانا ضروری ہے تم لوگوں کو یہاں اکیلے چھوڑ کر جا نہیں سکتی کیونکہ رحمان میرے ساتھ جائے گا

کسی اور کے سارے میں تم لوگوں کو نہیں چھوڑ سکتی اس لئے تم لوگوں کو میں اپنے ساتھ لے کر جاؤں گی تم اپنی جتنی مرضی حفاظت کر لو لیکن جو حفاظت ایک مرد کر سکتا ہے وہ کبھی ایک عورت نہیں کر سکتی۔

کیا ہو گیا تمہاری سوچ اتنی چھوٹی کب سے ہو گئی۔؟؟ آج کی عورت وہ کام کر سکتی ہے جو ایک مرد کر سکتا ہے تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم اکیلی جاؤ اور ویسے بھی ایک دو دن کی بات ہے سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ردا نے کہا۔

تم لوگ سمجھ نہیں رہے ہو او یہ صرف تمہاری بات نہیں ہے نمرار بانیہ ان کی بھی بات ہے یہ تم لوگوں کا تو اس سے لینا دینا ہے بھی نہیں تب بھی وہ تمہارے پیچھے ہیں اب تو ان لوگوں کو یہ کنفرم ہو گیا ہو گا کہ اس یو۔ ایس۔ بی کے بارے میں تم لوگ بھی جانتے ہو اس لئے تم لوگوں کو چھوڑ کر جانا مجھے مناسب نہیں لگ رہا گنگا نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

اچھا چلو ٹھیک ہے میں نے ریان کو کال کی تھی وہ آگیا ہو گا مجھے کچھ سامان لینا ہے اور ردا نے بھی کچھ سامان لینا ہے ہم لوگ گھر جائیں گے تو جلدی واپس آجائیں گے۔

مجھے بھی کہیں جانا ہے تم لوگ جلدی واپس آ جانا پھر اس کے بعد میں چلی جاؤں گی۔

نہیں نازش تم انہی کے ساتھ چلی جانا ایسے الگ الگ جائیں گے تو ٹھیک نہیں ہے تم تینوں ساتھ میں ہو گے ساتھ میں ریان ہے تو مجھے فکر نہیں ہوگی اور تم یہاں کی فکر نہیں کرنا باہر گاڑ ہے ویسے بھی جہاں ایک مہینے میں کچھ بھی نہیں ہو اوہاں آج کیا ہو جانا ہے تم فکر نہیں کرو جاؤ جا کر آرام سے اپنا کام کر کے آ جاؤ ربانیہ نے کہا۔

ہاں تمہارے آنے تک ہم لوگ کھانا بنا کر رکھیں گے نمرانے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ کھانا بننے دینا میں کھانا باہر سے ہی لے آؤں گی تم لوگ اپنا خیال رکھنا گزار دو اور رمرزا کے ساتھ باہر کی جانب بڑھی۔

دروازے کو اچھے سے لاک کر چیک کرنا۔ ہم لوگ رسک نہیں لے سکتے چاہے ایک مہینے میں کچھ ہو ا ہو یا نہ ہو ایک ذرا سی لاپرواہی ہماری جان کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے ٹھیک ہے رمرزا نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

ہاں ہاں ایک تو تم اور تمہاری انسٹرکشنز بس جلدی سے آ جانا کیونکہ بہت زیادہ بھوک لگی ہے مجھے نمرادروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

ہاں!!! خیال رکھنا اپنا ہم جلدی واپس جائیں گے گنگا کہتی باہر نکل گئی رد اور مرزا بھی گنگا کے ساتھ تھے ریان پہلے ہی باہر ان کا انتظار کر رہا تھا۔

ہم لوگ جب تک نماز اور قرآن پڑھ لیتے ہیں عصر کا ٹائم ہو چکا ہے ان لوگوں کو آنے میں مغرب ہو ہی جائے گی۔

ہاں صحیح کہہ رہی ہو چلو ہم نماز قرآن پڑھ لیتے ہیں تمہیں بھوک لگی ہے تم کچھ کھا لو فریزر میں کچھ پڑا ہو گا۔

نہیں سب کے ساتھ ہی کھا لوں گی اتنی بھوک بھی نہیں لگی ہے جو س پڑا ہے جو س پی لیتی ہوں تم جاؤ جا کر نماز پڑھو میں بھی آرہی ہوں نمرا کہہ کر کچن میں چلی گئی اور ربانیہ کمرے میں بند ہو گئی۔

نمرا کچن میں آئی تو اسے ایسے لگا جیسے کھڑکی سے کوئی جھانک رہا ہے نمرا نے آگے بڑھ کر کھڑکی سے باہر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا اپنا وہم سمجھتی وہاں سے چلی گئی۔

یاران کو ایسے چھوڑ کر آنا مجھے بہت عجیب لگ رہا ہے تم ایک دفعہ گارڈ کو بول دو کہ وہ دھیان رکھے وہ دونوں گھر میں اکیلی ہیں۔ ردا نے کہا

ہاں بول کر آئی ہوں گارڈ کو اور دو گارڈ کو میں نے آنے کے لئے کہہ دیا تھا ان کو آگئے ہوں گے۔

بس مجھے جلدی ٹکٹس کروا کر واپس جانا ہے ان لائن کروا سکتی تھی لیکن پیمنٹ کا کچھ ایشو ہو رہا تھا اس لئے خود جانا پڑ رہا ہے۔

تو اپنا کام جلدی کر کے جانا کیونکہ ہمیں زیادہ وقت لگے گا پہلے گھر جائیں گے وہاں سے سامان لیں گے اور پھر شاپنگ کے لئے جائیں گے کیونکہ ہمارا سامان کافی حد تک ختم ہو چکا ہے۔

میں کوشش کروں گی جلدی چلی جاؤں ویسے زیادہ ٹائم نہیں لگے گا گنگا نے ہاتھ ہلا کر ریان کو گاڑی روکنے کا کہا اور کیپ پہنی۔

خیال رکھنا تم لوگ اپنا گنگا کہہ کر گاڑی سے باہر نکلی اور منہ نیچے کرتی ایک طرف کو چلنے لگی۔ ہم لوگ پہلے گھر چلتے ہیں پھر جو سامان چاہیے ہم وہ لے لیں گے۔

گھر جانے کی ضرورت نہیں ہے جو تمہیں سامان چاہیے تم لوگ نیا ہی خرید لو گھر میں جانا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ سب جانتے ہیں کہ تم لوگ وہاں رہتی ہو۔

کیا ہو گیا جہاں ایک مہینے میں کچھ نہیں ہو اوہاں آج کیا ہو جائے گا فضول میں بس تم بھی نازش کی طرح کر رہے ہو۔

میں تم لوگوں سے فضول بحث کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں بس اتنا کہوں گا کہ خاموشی سے نیا سامان خرید لینا۔

چپ ہو جاؤ اس سے بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں چلو ہم نیا سامان خرید لیں گے رمزانے ردا کو خاموش رہنے کا کہا اور خود موبائل میں مصروف ہوئی ریان نے گاڑی شاپنگ مال کی طرف بڑھا لی۔

علی مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا تم کیا کر رہے ہو ایک مہینہ ہو گیا ہے تمہیں معلوم ہے کہ اس کے پیچھے کون ہے اس کے باوجود تم ہمیں نہیں بتا رہے ہو بس خاموشی سے بیٹھے ہونا جانے کس کا انتظار کر رہے ہو تم رحمان نے غصے سے کہا۔

میں جس کا انتظار کر رہا ہوں نا وہ بہت جلد تمہیں بتا دوں گا پہلے مجھے تو یقین آنے دو کہ وہی ہے جس کا مجھے پتہ چلا ہے۔

کون ہے وہ جس کا تمہیں پتہ چلا ہے ذرا مجھے بھی تو بتاؤ روحان نے چڑتے ہوئے کہا۔

تم لوگوں کا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے لہذا کل تم گنگا کے ساتھ جانا اور وہ یو۔ ایس۔ بی دے آنا

تم نہیں جا رہے۔؟؟؟ رحمان نے حیرت سے پوچھا۔

نہیں میں نہیں جا رہا میرا یہاں بہت سا کام ہے جو اس سے زیادہ ضروری ہے جس کا انتظار ہے وہ کل میرے سامنے ہو گا۔

دیکھو ہم تمہیں یہاں اکیلا چھوڑ کر ہر گز نہیں جائیں گے رحمان نے کہا۔

تمہیں میری فکر؟؟؟ اگر میں خاموش ہوں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں بزدل ہوں علی نے

سگریٹ کو پیروں تلے مسلتے ہوئے کہا۔

کام ہو گیا اگر یہاں آکر آن لائن پیمنٹ ہو گئی تو گھر سے کیوں نہیں ہو رہی تھی؟؟ ربانیہ نمر اچھ یاد آنے پر گنگانے اپنی عقل پر ماتم کیا اور بنا آس پاس دیکھے بھاگنے لگی اب سوچ و فکر تھی تو صرف ربانیہ اور نمر اکی۔

اس کو کیا ہوا ہے یہ اس طریقے سے کیوں نکلا نہ ہی کچھ بتایا۔
بے وقوف ہے یہ کتنی دفعہ کہا ہے یہ جیسے حالات چل رہے ہیں ان حالات میں خود کو بہادر سمجھنے کی کوشش نہ کرے لیکن سمجھتا ہی نہیں ہے بنا بتائے نکل گیا۔
اب جاتے ہیں اس کے پیچھے دیکھتے ہیں کیا مسئلہ ہوا ہے علی نے کار کی سپیڈ تیز کرتے ہوئے کہا۔

نمر اور ربانیہ قرآن پاک پڑھ رہی تھیں جب گھر میں کچھ گرنے کی آواز آئی نمر نے ربانیہ کو خاموش رہنے کا کہا اور خود کمرے کی کھڑکی سے باہر جھانکا

وہ پانچ سے چھ لوگ تھے منہ پر ماسک تھا جبکہ کالے لباس انہوں نے زیب تن کئے تھے ہاتھوں میں بندوقیں پکڑی ہوئی تھی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ادھر سے ادھر دیکھتے آگے بڑھ رہے تھے

نمر ۱۱ بھی دیکھ رہی تھی کہ ایک آدمی کی نظر نمر پر پڑی اور وہ چیخا۔

وہ رہی وہ لڑکی پکڑو اسے جا کر زندہ نہیں بچنی چاہیے اس آدمی نے کہتے ہیں نمر پر گولی چلائی نمر ا پیچھے ہوئی لیکن گولی اس کے ہاتھ پر لگی۔

نمر کی چیخ کے ساتھ ساتھ ربانیہ کی چیخ بھی ہو ا میں بلند ہوئی ربانیہ قرآن پاک سینے کو لگائے اٹھ کر نمر کی طرف بڑھی۔

نمر ایہ کیا کون ہے باہر ربانیہ اٹھ کر باہر کی طرف جانے لگی۔ نمر نے ربانیہ کا ہاتھ پکڑ کے اپنی طرف کھینچا۔

وہ لوگ زیادہ ہیں اور ہمارے پاس کچھ نہیں ہے تم اس کھڑکی سے باہر نکلو میں بھی تمہارے پیچھے ہی آرہی ہوں۔ نکلو جلدی نمر نے کمرے میں موجود ایک کھڑکی کو کھولتے ہوئے کہا جو کہ ان کے گھر کے پیچھے کے راستے پر کھلتی تھی۔

نمر پہلے تم نکلو تمہیں گولی لگی ہے جلدی نیچے چھلانگ لگاؤ۔

ربانیہ یہ وقت بحث کرنے کا نہیں ہے ان لوگوں کو پتا ہے کہ میں گھر میں موجود ہوں۔ لیکن اگر انہیں ہم نہ ملے تو وہ پیچھے ضرور آئیں گے اور راستہ بھی بہت کم وہاں کا پکڑ لیں گے تم یہاں سے باہر نکلو میں ان کا دھیان ادھر ادھر کرتی ہوں تب تک نازش آجائے گی۔

پاگل ہو کیسی بیوقوفوں والی بات کر رہی ہو جب ہم دونوں ایک ساتھ یہاں سے نکل سکتے ہیں تو پھر تمہیں یہ فلموں کے ہیرو کی طرح یہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے پہلے میں چھلانگ لگا رہی ہوں تم میرے پیچھے ہی آؤ۔

ربانیہ بات کو سمجھو میں بھی گئی تو دونوں نر جائیں گے ایسے ایک ہی صحیح زندگی لکھی ہے تو بیچ جاؤں گی ورنہ تم اپنا خیال رکھنا بس اور نازش کا جاؤ یہاں سے۔

نمر اجان جانی ہی ہے تو میری صحیح نکلو یہاں سے تم۔

ربانیہ فضول بحث نہیں کرو میرا اس دنیا میں کوئی نہیں جس کیلئے میرا زندہ رہنا ضروری ہے تمہارے لئے تمہارے ماں باپ شوہر بھائی ہیں جاؤ دفاع ہو جاؤ نمر انے غصے سے ربانیہ کو دھکا دیا۔

نمرا ہم ساتھ میں جا رہے ہیں جو ہو گا دیکھ لیں گے ربانیہ نے نمرا کا ہاتھ پکڑ کر کہا باہر کا دروازہ کافی حد تک ڈبیج ہو چکا تھا ایک سے دو دھکے اور لگتے تو یقیناً وہ ٹوٹ جاتا نمرا نے اثباب میں سر ہلایا۔

اچھا صحیح ہے چلو جلدی نمرا نے کہتے ہی ربانیہ کو آگے کی جانب دھکیلا ربانیہ نے نیچے چھلانگ لگائی نمرا اچھلانگ لگاتی اس سے پہلے ہی کسی نے اس کے پاؤں پر گولی چلائی نمرا چیختے نیچے گری۔

ربانیہ کسی کو مدد کیلئے بلانے وہاں سے بھاگی۔

کہاں ہے تیری وہ دوست جلدی سے بول اس آدمی نے گھٹنوں کے بل نمرا کے قریب بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

بھاگ گئی اور تم اس تک تو نہیں پہنچ پاؤ گے نمرا طنزیہ ہنستے ہوئے بولی۔

تم لوگ جاؤ اس کو دیکھو میں اس کو سنبھالتا ہوں وہ آدمی نمرا کے بال پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے باہر لے جانے لگا۔

وہ آدمی باہر نکلتے اس سے پہلے نمرا نے اپنے پاس کھڑے آدمی کے سر میں گلدان مارا وہ چیخا تو باہر بڑھتے آدمی واپس گھر کے اندر داخل ہوئے۔

بہت ہو شیاری کرنی آرہی ہے نا تجھے تجھے ہم بتاتے ہیں آدمی نے ایک چھوٹا سا چاقو نکالا اور نمرا کے ہاتھ پر کٹ لگائے۔

تم لوگ یہاں کھڑے تماشا کیا دیکھ رہے ہو جاؤ جا کر اس لڑکی کو پکڑو زخمی آدمی دھاڑا تو وہ باقی آدمی باہر کی جانب بھاگے۔

درد کی شدت جب بڑھ گئی تو وہ اپنا ہوش کھونے لگی اس سے پہلے وہ بے ہوش ہوتی آدمی نے پاس پڑاپانی اٹھا کر اس کے منہ پر پھینکا۔

ایسے کیسے اتنی آسانی سے تو مرے گی تجھے درد برداشت کرنا ہو گا۔

اس آدمی نے دوسرے ہاتھ پر بھی کٹ لگائے پھر چاقو آرام سے اس کی گال پر رکھا اور ایک کٹ اس کی گال پر لگایا نمرا درد کی شدت سے چیخنی پھر یہ ہی عمل اس آدمی نے اس کے دوسری گال پر کیا اپنا ایک ہاتھ پر گال رکھتی اس سے پیچھے ہونے لگی۔

زخمی آدمی نے نمرا کے دونوں ہاتھ پکڑے اور اس کے گلے پر کٹ لگایا چاقو سے کٹ لگانے کی رفتار اتنی آہستہ تھی کہ نمرا کی چیخیں پورے گھر میں گونج رہی تھیں لوگ بس باہر کھڑے تماشا

دیکھ رہے تھے کسی میں ہمت نہ تھی کہ آگے بڑھ کر وہ اسے بچالیں سب کی آنکھوں میں آنسوں تھے اور منہ جھکائے باہر کھڑے تھے۔

وہ آدمی اٹھاگن نکال کر ایک گولی نمرا کے گھٹنے میں ماری اور پھر ایک اور گولی چلنے کی آواز آئی جو نمرا کے پاؤں میں لگی تھی تیسری گولی نمرا کے کندھے میں ماری ایک گولی اس نے اس کے دوسرے کندھے میں ماری باقی دو گولیاں جو بچی تھی ایک گردن میں اتارتے پیٹ میں ماری اور وہاں سے نکلا۔

تم لوگوں نے کچھ دیکھا وہ آدمی اپنی گن ہاتھ میں گھماتے ہوئے گیٹ پر کھڑے ہو کر بولا سب لوگوں نے اپنا جھکا ہوا منہ مزید جھکایا اور سر نفی میں سر ہلایا۔

شبابش فرمانبردار وہ کہتا ہوا وہاں سے نکل گیا سب لوگ اندر کی جانب بھاگے نمرا درد سے چیخ رہی تھی اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

گنگا جب گھر پہنچی تو گھر میں لوگ جمع تھے وہ ان لوگوں کے ہجوم کو چیرتی اندر بڑھنے لگی۔

ربانیہ تھوڑی دور ہی گئی تھی جب رحمان کی گاڑی سے ٹکرائی۔

رحمان فکر مندی سے باہر نکلا اور ربانیہ کو اپنے سینے سے لگایا۔

تم ٹھیک ہو کچھ ہو تو نہیں نا تمہیں؟؟ کہیں چوٹ تو نہیں لگی نا رحمان ربانیہ کا جائزہ لیتے ہوئے بولنے لگا۔

رحمان نمر اوہ اکیلی ہے جلدی چلو میرے ساتھ ربانیہ نے رحمان کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا اور گاڑی میں بیٹھی۔

وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے اور گاڑی گھر کی طرف بڑھائی۔

یہ یہاں اس سے ملنے آیا تھا۔؟؟؟ روحان نے منہ بسورتے ہوئے پوچھا۔

نہیں ربانیہ گھبرائی ہوئی ہے بات کچھ اور ہے وہ جارہے ہیں کہیں اور بھی ہم بھی پیچھے جاتے ہیں علی نے گاڑی کو اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

گنگا آگے بڑھی تو کچھ لوگ نمر کو اٹھانے کی کوشش کر رہے تھے نمر کی آنکھوں سے آنسوؤں
رواں تھے اور زمین نمر کے خون سے بھری ہوئی تھی گنگا کو دیکھ کر وہ لوگ اٹھے اور منہ جھکا کر
پیچھے ہوئے گنگا بھاگ کر نمر کے پاس آئی اور اسے اپنے سینے سے لگایا۔

کس نے کیا ہے۔؟؟ میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو چلو اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر چلیں وہ اپنے غصے اور
آنسوؤں ضبط کرتی ہوئی چیخی۔

لوگوں نے نمر کو اٹھایا پھر وہیں لٹا دیا نمر کی آنکھیں بند ہو چکی تھی جو درد کی وجہ سے کراہنے کی
آواز آرہی تھی اب کسی کو سنائی نہیں دے رہی تھی گنگا کو لگا جیسے اس پر آسمان ٹوٹ پڑا ہے وہ
اپنے ڈر کو جھوٹ ثابت کرنے کی کوشش کرتی واپس ان لوگوں پر چیخی۔

تم لوگوں کو سنائی نہیں دیتا کہ اس کو لے کر جانا ہے اٹھو جلدی

بیٹا اب کوئی فائدہ نہیں نمر اب ہمارے بیچ نہیں رہی ایک بوڑھے آدمی نے گنگا کے اندھے پر
ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

کیوں کیسے معلوم آپ کو ڈاکٹر ہیں آپ؟؟؟ ٹھیک ہے یہ بالکل یہ دیکھیں ٹھیک ہے سانس لے رہی ہے گنگا نے نمرا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا لیکن اگلے ہی لمحے نمرا کا ہاتھ گنگا کے ہاتھ سے گرا وہ نمرا کو اپنے سینے سے لگائے زور زور سے رونے لگی۔

تم ایسا نہیں کر سکتی میں تمہیں معاف نہیں کروں گی اٹھو تمہیں کچھ نہیں ہو گا گنگا روتے ہوئے مسلسل نمرا کا منہ ہلا رہی تھی جب ربانیہ گھر میں داخل ہوئی گنگا کی چیخ سن کر وہ لوگوں کو دھکا دیتی گنگا کے پاس آئی۔

سامنے پڑی نمرا کو دیکھ کر دو قدم پیچھے لے۔

نہیں ٹھیک ہے نمرا کچھ نہیں ہو اسے لے کر چلو اس کو ہسپتال لے کر چلو ربانیہ آگے بڑھ کر نمرا کو اٹھانے لگی

رحمان علی روحان گھر میں داخل ہوئے۔

رحمان نے آگے بڑھ کر ربانیہ کو اپنے سینے سے لگایا گنگا نمرا کو اپنے سینے سے لگائے ویسے ہی رو رہی تھی۔

بیٹا اس طریقے سے میت کو چھوتے نہیں ہیں تکلیف ہوتی ہے بوڑھی خاتون نے گنگا کو نمر سے پیچھے کرتے ہوئے کہا۔ گنگا کی سرخ آنکھیں دیکھ کر وہ عورت پیچھے ہوئی علی نے آگے بڑھ کر گنگا کو اپنی طرف کھینچا۔

پاگل مت بنو خاموش ہو جاؤ یہ تمہیں لا پرواہی کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا کہ اس سے کسی کی جان جاسکتی ہے اب رونے سے کیا فائدہ وہ جاچکی ہے اور صرف اور صرف تمہاری وجہ سے علی نے گنگا کو اس کے بازو سے مضبوط سے تھام کر اپنے مقابل کھڑا کیا۔

گنگا تیز آواز میں رونے لگی۔ کچھ عورتوں نے نمر کو اٹھا کر پاس موجود چارپائی پر لٹایا۔ بانیہ اس چارپائی کو پکڑ کر رونے لگی۔

بیٹا میں جانتی ہوں کہ تم لوگ اس وقت بہت تکلیف میں ہو لیکن اس کے اپنے گھر والے تم لوگ ہی ہو میت کا کفن دفن تم لوگوں نے ہی کرنا ہے ہمت رکھو میت کو جتنی جلدی قبر میں اتار دیا جائے اتنا ہی بہتر ہوتا ہے ایک خاتون نے آکر بانیہ سے کہا بانیہ نے اثباب میں سر ہلایا اور رونے لگی۔

نمر اکا خون کافی حد تک بہہ چکا تھا کچھ ہی دیر میں نمر اکا چہرہ زرد پڑ گیا ربانیہ تو بس ایک جگہ چارپائی پکڑ کے بیٹھی رو رہی تھی جبکہ گنگا نے واپس نمر اکا کے پاس آنے کی کوشش تک نہ کی تھی وہ دور سے ہی بیٹھی نمر اکا کو دیکھتے رو رہی تھی ہاتھوں اور کپڑوں پر ابھی بھی نمر اکا خون لگا تھا۔

غسل کے بعد میت کو لے جانے کا شور اگو نجار ربانیہ تو اب ہوش میں ہی نہ تھی رو رو کر وہ اپنی طبیعت خراب کر چکی تھی جبکہ گنگا اب خاموشی سے بیٹھی بس اپنے ہاتھوں پر لگے نمر اکا کے خون کو دیکھ رہی تھی میت کو لے جانے لگے تو وہ اٹھی اور خاموشی سے ان کے ساتھ چلنے لگی۔

ساتھ چلتے چلتے وہ قبرستان تک آئی وہ قبرستان میں داخل ہوتی اس سے پہلے علی نے اسے باہر کی طرف کھینچا۔

یہ سب تماشہ کرنے سے سب کچھ ٹھیک نہیں ہو جائے گا ہمارے یہاں عورتوں کا قبرستان میں جانا منع ہے تم قبرستان میں نہیں جاسکتی۔

ہاتھ چھوڑو میرا نمر اکا عورت نہیں ہاں؟؟؟ ایسے کیسے میں نہیں جاسکتی میں جاؤں گی۔ تم ہوتے کون ہو مجھے روکنے والے گنگا غصے سے میں علی کو پیچھے کرتی ہوئی قبرستان میں داخل ہوئی۔

"لا حول ولا قوۃ" ہمارے یہاں عورتیں قبرستان میں نہیں آتی ہیں جاؤ یہاں سے ایک مولوی نے غصے سے کہا گنگا نے اپنی گن نکالی اور اس کی طرف کی۔

تمہارے یہاں نامیں تمہارے یہاں کی نہیں میں ہندو ہوں سمجھے دور رہو میرے پاس کوئی نہیں آئی گنگا نے اپنے آنسوؤں کو بے دردی سے صاف کرتی آگے بڑھی اور پاس پڑی چارپائی کو تھام کر رونے لگی۔

مجھے معاف کر دو نمرا میں تمہاری گناہگار ہوں مجھے معاف کر دو گنگا اونچی آواز میں رورہی تھی۔ رحمان یہ کیا طریقہ ہے۔ یہ قبرستان ہے یہاں یہ لڑکی ایسی حرکتیں کر رہی ہے وہ مولوی غصے سے رحمان پر دبی دبی آواز میں دھاڑا۔

نمرا کو دفن میں اپنے ہاتھ سے کرنا چاہتی ہوں گنگا نے منہ جھکائے کہا مولوی نے حیرت سے اس لڑکی کو دیکھا پھر غصے سے رحمان کو وہاں کھڑا ہر آدمی اس پاگل لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کے کپڑوں پر خون لگا تھا بالوں پر رومال تھا جس کے باعث بال چھپے ہوئے تھے۔

لڑکی تم توہین پر توہین کئے جا رہی ہو ہم یہ برداشت نہیں کریں گے جاؤ یہاں سے تم۔

کسی کو کوئی مسئلہ ہے تو بتادے گنگا نے گن رحمان کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا رحمان نے منہ جھکایا کیونکہ وہ جانتا تھا گنگا وہ ہی کرے گی جو اس کے دل میں آئے گا۔

گنگا قبر میں اتری اور رحمان کی طرف دیکھا علی اور رحمان نے آگے بڑھ کر آرام سے نیت کو اٹھایا اور گنگا کے ہاتھ میں تھمایا گنگا نے آرام سے میت کو لٹایا۔

آنکھوں سے آنسوؤں رواں تھے اور وہ آنسوؤں اب نمرا کے کفن ہر گر رہے تھے۔

میں ایک آخری بار نمرا کو دیکھنا چاہتی ہوں گنگا نے منہ جھکائے کہا رحمان اور علی نے ایک کپڑا اٹھایا اور قبر کے اوپر ڈال دیا گنگا نے آہستہ سے منہ سے کفن ہٹایا اور بغور نمرا کو دیکھ کر رونے لگی۔

مجھے معاف کر دو گنگا نے کہہ کر فوراً نمرا کے منہ پر کفن ڈالا اور قبر سے باہر نکل آئی منہ ایک طرف کئے رونے لگی۔

رحمان نے ٹائل رکھنے کے بعد مٹی ڈالنے کا کہا تو گنگا نفی میں سر ہلانے لگی علی اگر ناپکڑتا تو یقیناً گنگا نمرا کو باہر نکال لیتی۔

علی نے گنگا کے کوٹھی کے قریب کیا اور مٹھی بھر کر مٹی قبر کے اندر پھینکی چار سے پانچ مٹھی بھر کر پھینکنے کے بعد علی گنگا کو پکڑے باہر آ گیا گنگا اب با آواز رو رہی تھی بار بار قبرستان میں جانے کی کوشش کر رہی تھی علی گنگا کو گاڑی میں بٹھا کر گھر کی طرف روانہ ہوا۔

گنگا گھر میں داخل ہوئی سامنے بیٹی ربانیہ کو دیکھ وہ اس کی طرف بھاگی اور اس کو اپنے سینے سے لگایا

میں نے مار دیا آج خود کو میں دفن کر آئی آج خود کو وہ با آواز روتے ہوئے بولنے لگی۔

ساتھ مجھے بھی دفن کر دیتی کیونکہ میرے پاس بھی تو کوئی نہیں ہے ربانیہ نے روتے ہوئے گنگا کے آنسو صاف کر کے کہا پھر دونوں ایک دوسرے کے گلے بنا آواز رونے لگیں

تم لوگوں نے ہمیں بتانا مناسب تک نہیں سمجھا ہمارا انتظار تک نہیں کیا ایسی بھی کیا مجبوری تھی تم لوگوں کی جو ایک دو گھنٹے کے اندر اندر تم لوگوں نے نمر کو سپرد خاک کر دیا تمہیں ذرا خیال نہیں آیا ہمارا۔؟؟؟ ر مزانے کہا۔

کل رات جب ردار مز اور ریان واپس لوٹے تو انہیں ربانیہ نے سب بتایا اس سے پہلے کسی نے انہیں کچھ نا بتایا تھا۔

آخری دفعہ تم نے دیکھنے تک نہیں دیا کیا تم لوگوں نے ہمیں اتنا پرایا کر دیا نمر اہماری اپنی تھی ہم بھی اس کے کچھ لگتے تھے جو رشتہ تمہارا تھا اس کے ساتھ وہی رشتہ ہمارا تھا ردا نے گنگا کے پاس سے اٹھتے ہوئے کہا۔

نمر ا کو پہلے ہی بہت اذیت ہوئی تھی کہتے ہیں جتنی دیر میت پڑی رہے اسے اذیت ہوتی رہتی ہے اسے جلدی سپرد خاک کر دیا جائے بہتر ہوتا ہے۔ نمر ا کو جس حالت میں نے دیکھا ہے نا اس کے بعد جتنی جلدی سے سپرد خاک کر دیا جاتا بہتر تھا۔

تمہارے لئے نا صرف تم اور تمہاری بات ہی اہمیت رکھتی ہے اور صرف یہ ربانیہ اور کوئی نہیں رما نے غصے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

رما تم لوگ بھی میری اتنی ہی اہمیت رکھتی ہو جتنی ربانیہ اور نمر ا تمہیں ایسے سوچ بھی کیسے سکتی ہو۔؟؟ کہ تم لوگوں کو وہ اہمیت نہیں دیتی جو میں نے نمر ا اور ربانیہ کو دی ہے۔

رہنے دو تبھی تم وہ کرتی ہو تمہارے دل میں آتا ہے نا جانے کیا چاہتی ہو ردا نے گنگا کو خود سے دور کرتے ہوئے کہا۔

تم اس بات میں بہت زیادہ غلط ہو جتنی اہمیت پیار نازش ہم سے کرتی ہے اتنا ہی تم سے۔ تم تو چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ ہمیں بھی بھول جانا چاہیے تھا بالکل ویسے ہی جیسے تم لوگ ہمیں بھول گئی تھی لیکن نہیں بھولے ہم جس جس تہوار پر پہلے ہم سب کا ایک جیسا سامان آتا تھا ویسا ہی آتا رہا لیکن تمہارا سامان ہمیشہ ہم نے سنبھال کر رکھا مگر اب بھی کھانا بناتی تم دونوں کا کھانا بھی ہمارے ساتھ ہی بنتا تھا کس کو دیتے کھانے والا تو کوئی تھا نہیں۔ جو جو چیز تمہاری موجودگی میں یہاں ہوتی تھی وہی تمہاری غیر موجودگی میں بھی ہوتی تھی۔

تو تم کیا کہنا چاہ رہی ہو تم لوگوں نے احسان کیا ہے ہم پر؟؟؟ میرے بابا کی رما کے بابا کی ڈیٹھ ہوئی کس کی وجہ سے صرف اور صرف گنگا کی وجہ سے کیونکہ وہ یو۔ ایس۔ بی اس کے پاس ہے ردا نے آج پہلی بار نازش کی جگہ گنگا کہہ کر پکارا تھا گنگا نے حیرت سے ردا کو دیکھا اور پیچھے ہو کر دیوار کا سہارا لیا۔

نازش؛!!! "نازش" نام ہے اس کا گنگا نہیں اگر تم لوگوں کو لگتا ہے تمہاری زندگی میں جو مسئلے مسائل ہو رہے ہیں نازش کی وجہ سے ہیں تو تم لوگ ہم سے دور ہو جاؤ اور واپس کبھی یہاں نہیں آنا رہانیہ غصے سے چیخی۔

گنگا تو بس خاموشی منہ جھکائے کھڑی تھی اس نے تو کبھی ایسا سوچا بھی نہ تھا کہ یہ موڑ بھی اس کی زندگی میں آئے گا ماں باپ تو اس کے بچپن میں ہی چھوڑ گئے تھے کوئی اپنا تھا۔ بچپن سے دوستوں کے ساتھ رہی وہ دوست ہی لڑیں گیں یہ تو اس کے ذہن و گمان میں بھی نہ تھا۔

ہاں جا رہے ہیں ہمیں بھی کوئی شوق نہیں ہے یہاں رہ کر مرنے کا مزہ ادا کا ہاتھ پکڑے وہاں سے نکل گئی رہانیہ اٹھ کر گنگا کے پاس آئی اور اسے سہارا دے کر کرسی پر بٹھایا۔

کیوں افسوس کر رہی ہو یہ لگ تو بہت پہلے ہی ہمیں چھوڑ کر جا چکے تھے اب اس طریقے سے افسوس کرنے کا کوئی مطلب نہیں لہذا آرام کرو میں قرآن پاک اور نماز پڑھ لوں رہانیہ کہہ کر کمرے کی طرف قدم بڑھائے۔

تم آج یہاں سے جا رہی ہو رحمان کے ساتھ گنگا نے کہا رہانیہ کے بڑھتے قدم تھے۔

یہ تمہاری سوچ ہے کہ میں ردارمزا کی طرح تمہیں چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔؟؟ میں یہاں سے کہیں نہیں جانے والی تمہاری آج کی یو۔ کے کی فلائٹ ہے تم جاؤ اپنا کام ختم کر کے آؤ۔

نہیں ہے میری کوئی فلائٹ تمہیں یہاں سے جانا ہے تیاری کرو دو گھنٹے بعد تمہاری فلائٹ ہے۔

تم پاگل ہو گئی ہونازش اس طریقے سے تمہیں اکیلے چھوڑ کر میں کہیں نہیں جانے والی اگر جانا ہے تو ہم ساتھ میں جائیں گے میں نمرا کو کھو چکی ہوں اب میں تمہیں کھونا نہیں چاہتی ربانیہ غصے سے کہہ کر کمرے میں بند ہو گئی۔

تم اتنی بزدل تو نہیں تھی بات بات پر رونے کی عادی تو نہیں تھی۔ گنگا کو اپنے پاس سے آواز سنائی دی گنگا نے اپنے ساتھ دیکھا تو خود کو ہی اپنے مقابل بیٹھا پایا۔

صحیح کہہ رہی ہوں تم اتنی بزدل نہیں تھی بات بات پر رونے والی۔ تم تو بہت ہی بہادر تھی جو سب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کیا کرتی تھی ایک قتل کر دینا ایسے ہوتا تھا جیسے کوئی فروٹ کاٹ دینا۔

ویسے گنگا جب کل نمر اکو اپنے ہاتھ میں لیا ان کی تکلیف کا احساس ہو ا جو ہمیشہ سے دوسروں کو دیتی آئی ہو وہ تکلیف جو تم دوسروں کو مار کر اس کے گھر والوں کو دیتی تھی۔ وہ بھی ایسے ہی لاش کو پکڑ کر روتے ہو گے جیسے کل تم روئی ویسے ہی قبرستان تک دفنانے جاتے ہوں گے جیسے کل تم گئی۔

چپ ہو جاؤ گنگا اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ کر چیخی۔

میں تمہاری ہی آواز ہوں کیسے خاموش کرواؤ گی مجھے۔۔۔؟؟؟

میں کہتی ہوں چپ ہو جاؤ چپ ہو جاؤ چپ ہو جاؤ گنگا نے پاس پڑے گلاس ایک ایک کر زمین

بوس کرنا شروع کر دیئے علی گھر میں داخل ہوا تو سامنے گنگا کو چیختے دیکھ اس کی جانب بڑھا۔

گنگا گنگا کیا ہوا ہے علی نے گنگا کو پکڑا لیکن گنگا ویسے ہی چیختی رہی علی نے گنگا کا منہ پکڑ کر اپنے

سامنے کیا تو وہ علی کو پہچاننے کی کوشش کرنے لگی پھر یاد آنے پر علی کو دھکا دے کر پیچھے کیا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی دور رہو مجھ سے سمجھے وہ چیختی کمرے میں چلی گئی۔

بھائی آپ یہاں خیریت ربانیہ کی آواز پر علی نے ربانیہ کو دیکھا۔

کتنے عرصے بعد آج کسی نے اسے بھائی کہا تھا علی نے اپنا ماتھارب کیا اور سگریٹ نکالی۔

بھائی یہاں نہیں پینا پلیز میرا سانس بند ہوتا ہے ربانیہ نے التجائی لہجے میں کہا علی نے لب بھینچے اور سگریٹ واپس رکھ دی۔

میرے ساتھ چلیں فلائٹ ہے آپ لوگوں کی جانا ضروری ہے آپ لوگوں کا۔

دیکھیں میں گنگا سے پہلے ہی بول چکی ہوں میں کہیں نہیں جانے والی فضول میں ضد کر رہے ہیں آپ سب لوگ۔

بات سمجھو چھوٹی تمہارا جانا ضروری ہے خطرہ ہے یہاں۔ تیاری ساری ہو چکی ہے بس میں ابھی میرے ساتھ چلنا ہے۔

لیکن میں کہیں نہیں جا رہی ربانیہ غصے سے کہتی پیچھے جانے لگی علی نے ربانیہ کا ہاتھ پکڑا اور غصے سے باہر کی جانب بڑھا

پیار سے بات کر رہا ہوں اس کا مطلب یہ نہیں مجھے غصہ کرنا نہیں آتا وہ گنگا ہی ہے جو تو ہمارا غصہ برداشت کر لیتی ہے میں نے جو کہہ دیا وہ کہہ دیا تم ابھی جا رہی ہو مطلب جا رہی ہو۔

تم بھی اپنی دوست کی طرح کر رہی ہو کتنا کچھ کھو چکی ہے وہ۔ اپنی دوست۔ ماں اور کیا چاہتی ہو تم دونوں؟؟ میں وعدہ کرتا ہوں تمہارے آنے تک گنگا سلامت رہے گی دیکھو ایک خراش تک نہیں آئے گی تمہیں بس اب یہاں سے جانا ہو گا۔

ربانیہ خاموش ہوئی علی نے ربانیہ کا ہاتھ چھوڑا وہ خاموشی سے علی کے پیچھے چلنے لگی ایک نظر اٹھا کر پیچھے دیکھا تو اسے گنگا کہیں نظر نہ آئی نم آنکھیں لئے گھر سے باہر نکل گئی۔

کتنی اور ایکٹنگ کرتی ہونا تم گنگا موبائل کان کو لگائے کمرے سے باہر نکلی۔

جتنی اور ایکٹنگ تم نے کہا تھا میں نے اتنی کی ہے اب اچھی نہیں ہوئی تو میں کچھ کر نہیں سکتی موبائل سے ایک آواز ابھری گنگا رابطہ منقطع کیا اور خود گھر سے باہر نکلتی گھر لاک کرنے لگی گنگا کو ایسا لگا کہ وہ کسی کے نظروں کے حصار میں ہے گنگا نے نظر آس پاس دوڑائی اور پھر کچھ سوچتے ہوئے اپنی گاڑی کی جانب بڑھی۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد ربانیہ کی فلائٹ ٹیک اف کر چکی تھی۔ وہ ایئر پورٹ کے باہر کھڑی فلائٹ کو اڑان کرتے دیکھ رہی تھی۔

اب کیا کرنا ہے؟؟؟ علی نے کہا۔

اس کے آنے کا انتظار ہے اب آگے کا کھیل تب شروع ہو گا جب وہ آئے گا۔ اور میں جانتی ہوں کہ وہ ایسے سامنے نہیں آئے گا ابھی بھی وہ کچھ ایسا کرنا چاہ رہا ہے جس سے مجھے تکلیف ہو رہا ہے کہہاں گئی ہے یہ تم اور میں جانتے ہیں اور یہاں پر تیسرا شخص جو کہ اب میرے ہاتھوں سے مرنے والا لنگا نے اپنی گاڑی کے پیچھے چھپے چھپے ایک آدمی کو گردن سے دبوچ کر باہر نکالا علی نے حیرت سے لنگا اور پھر اس آدمی کو دیکھا وہ آدمی گردن آزاد کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔

کون ہے یہ اگر تمہیں پتہ تھا یہ ہماری سب باتیں سن رہا ہے تم نے یہ سب کچھ کیوں بولا۔؟؟؟ اس لئے کیونکہ میں چاہتی ہوں کہ اس تک یہ بات پہنچے۔ اور اب تک یہ اس کا کتا اس تک یہ بات پہنچا چکا ہے۔ ویسے بھی کچھ دن ہو گئے میں نے اپنا پسندیدہ کھیل نہیں کھیلا تھا تو چلیں لنگا نے آبرو اچکائی اور اس آدمی کو گاڑی میں پھینکا علی گاڑی میں بیٹھا لنگا نے ڈرائیونگ کرنا اسٹارٹ کی۔

ربانیہ کیا ہو گیا ہے؟؟ تم رو کیوں رہی ہو یہ سعادت تو سو میں سے ایک کو ملتی ہے تم بہت آسانی جا رہی ہو پھر بھی رو رہی ہو۔

رحمان میں جانتی ہوں یہ سعادت سو میں سے ایک کی قسمت میں ہوتی ہے لیکن نازش نے یہ ٹھیک نہیں کیا کل نمرانے مجھے چھوڑ دیا آج نازش نے اکیلا چھوڑ دیا۔

کل نمرانے میں چھوڑ کر چلی گئی لیکن اس کے چہرے پر افسوس کے آثار ہی نہیں تھے لگ ہی نہیں رہا کہ کل ہمارے گھر میں ڈبیتھ ہوئی ہے نمرانے ہماری زندگی میں اہمیت رکھتی تھی بہت زیادہ اہمیت رکھتی تھی نازش کو اس چیز کا افسوس ہی نہیں کہ نمرانے ہمارے بیچ نہیں ہے۔

میری جان تمہیں یاد ہے ہمیں بچپن میں تمہاری ماما اور لوگوں کے قصے سنایا کرتی تھی جانتی ہو وہ راؤ کون تھے؟؟ گنگا کے دادا!!! دیوراج راؤ۔ گنگا کے نانا کرشنا اور وہ لوگ بدلہ لینے میں یقین رکھتے ہیں تمہیں معلوم ہے آئی کیا کہتی تھیں۔؟؟؟ کہ راؤ لوگ کہتے ہیں بدلہ لینا ہے ناکسی کی موت کا تو اس کی راکھ بننے سے پہلے ہی لے لو گنگا بھی اس بات پر یقین رکھتی ہے آج جب وہ مجھ سے ملی تو اس نے مجھے یہ کہا کہ جب دوسری دفعہ نمرانے کی قبر پر پھول رکھے گی نا تو وہ اس کے قاتل کو مار چکی ہوگی۔

آپ کو اسے سمجھانا چاہیے تھا چھوڑ دے یہ ضد میں اس کو نہیں کھونا چاہتی میں مر جاؤں گی اب میں سچ میں مر جاؤں گی ربانیہ روتے ہوئے رحمان کے سینے سے لگی۔

میری جان گنگا کے ساتھ جو ہے نا وہ اس کی حفاظت کرنا بہت اچھے سے جانتا ہے جتنی پاگل وہ ہے نا اتنا ہی پاگل وہ ہے جس طریقے سے کھیل کھیلنا گنگا جانتی ہے اس طریقے سے کھیل کھیلنا وہ بھی جانتا ہے تم میرے ساتھ ہو مجھ پر دھیان دو اس پر نہیں رونا بند کرو رحمان نے ربانیہ کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے کہا۔

ایمن ہم کب سے پاکستان آئے ہیں لیکن مجال ہے تم ایک دفعہ بھی میرے ساتھ باہر نکلی ہو اوپر سے تمہارے بھائی صاحبزادے۔ گھر سے باہر نہیں نکلنا اسے کیا ہے بھئی جو ہمیں باہر نکلنے سے منع کیا ہے اور خود تو سرے سے ہی غائب ہیں۔

اے لڑکی میرے بھائی کے بارے میں کچھ ایسا ویسے نہیں بول اور رہی بات باہر جانے کی تو میں تو خود بھی باہر جانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ پاکستان کے لوگوں سے کوفت محسوس ہوتی ہے مجھے یہاں ہر کوئی گھمنڈیں چور نظر آتا ہے۔

تمہاری سوچ ہے یہ تم ذرا ان سے مل کر تو دیکھو بہت اچھے لوگ ہیں یہاں کے ایک دوسرے کا احساس کرنا جانتے ہیں۔

اوہ رہنے دو یار اچھے طریقے سے جانتی ہوں کتنا احساس کر لیتے ہیں۔ سامنے کوئی مر بھی رہا ہو تو ان کو فرق نہیں پڑتا وہ تو ہم جس دن پاکستان آئے تھے اسی دن تم دیکھ چکی تھی۔ مجھ سے جھوٹ بولنے کا مطلب۔؟؟؟

کیوں بولتی رہتی ہو اتنا۔؟؟ اچھا خیر چھوڑو تم سے ملنے کے لئے کوئی آرہا ہے آج یہ کپڑے رکھ کر جارہی ہوں تیار ہو جاؤ میں نے کہیں جانا ہے تم جاتی نہیں ہو اس لئے میں اکیلی جارہی ہوں۔ پہلی بات اگر تم جارہی ہو تو گھر میں کون آرہا ہے؟؟ دوسری بات میں تمہیں نہیں جانے دوں گی

شاید تم دیکھ نہیں سکتی پاکستان آنے کے بعد اندھی ہو گئی ہو میں تیار ہوں جانے کیلئے تمہارے بھائی آتے ہی ہوں گے وہ لے کر جا رہے ہیں مجھے اگر تمہیں کوئی مسئلہ ہے یا ان کے فیصلے پر کوئی اعتراض ہے تو تم ان سے بات کر سکتی ہو پلوشہ کہتی ہے وہاں سے نکل گئی ایمن غصے سے اٹھی اور کپڑے اٹھا کر واش روم میں بند ہو گئی۔

ایمن فریش ہو کر باہر آئی دھلی دھلی گوری رنگت کندھوں سے تھوڑے نیچے آتے بال چھوٹی آنکھیں اور نچ کلر کی چھوٹی سی گھٹنوں تک آتی شرٹ پہنے وہ ایک ننھی گڑیا معلوم ہو رہی تھی وہ اپنے دھیان چلی آرہی تھی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہونے لگی تو کسی سے ٹکرائی۔

پلو کی بچی تم کہہ رہی تھی تم جا رہی ہو لیکن تم نہیں گئی مجھ سے جھوٹ کیوں بولا تم نے اور یہاں کیوں کھڑی ہو ایمن دوسری سائڈ منہ کرے کہ اپنے ماتھے کو مسلتے ہوئے اپنے منہ کی بولی جا رہی تھی بنا پیچھے دیکھے کہ وہ کس سے ٹکرائی ہے۔

اپنے اوپر کسی کا وزن محسوس کرتے پیچھے ہونے لگی لیکن وہ اس کو اپنے حصار میں لے چکا تھا ایمن کی آنکھیں حیرت سے کھلیں تھیں پیٹ پر کسی کا لمس محسوس کرتی جی جان سے تڑپی وہ اس لمس کو نہیں بھول سکتی تھی۔

ہاں یہ وہ ہی لمس تھا جس کو محسوس کرتے وہ تڑپ جاتی تھی جس سے دور وہ بھاگی تھی کیا آج پھر وہ اس کے پاس تھا۔

ویلم بیک گڑیا وہ اس کی گردن پر لب رکھتے بولا اسکی بھاری آواز اپنی بے حد قریب سے محسوس کرتی وہ کانپ رہی تھی اگر مقابل نے اسے اپنے حصار میں نالیا ہوتا تو یقیناً وہ زمین بوس ہو جاتی۔

کا۔ کا۔ کاشی۔ ایمن بمشکل اتنا ہی بول پائی تھی۔

جی کاشی کی جان اب تو ناگہر اوکتے عرصے بعد ملی ہو مجھے اور کتنا تڑپاؤ گی مجھے وہ اس کے کندھے پر اپنا سر رکھے مدہوش آواز میں بولا۔

Page | 405

تمہیں میری ایک بار بھی یاد نہیں آئی چھوڑ کر چلی گئی مجھے مقابل نے گرین آنکھیں اٹھائیں ایک پال کے لئے دونوں کی نظریں ٹکرائیں ایمن منہ موڑے آنکھیں بند کئے کھڑی ہو گئی۔

وہ پیچھے ہوا منہ موڑ کر کھڑا ہوا خود کو پر سکون کیا پھر ایمن کی طرف بڑھا اور ایمن کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیا چہرے کے ہر نقوش کو غور سے دیکھا لرزتی پلکیں پھولے پھولے گال کسی گلاب کی طرح لال ہونٹ جو لرز رہے تھے وہ سچ میں اس کی قربت سے ڈرتی تھی وہ مسکرایا۔

میں جانتا ہوں تم میری ان آنکھوں سے ڈرتی ہو میری کئے گئے گناہ سے ڈرتی ہو لیکن تم میری محبت ہو تم سے وعدہ کرتا ہوں یہ ڈر تمہاری ہمت میں بدل دینے کے بعد ہی تمہارے پاس آؤں گا ایمن کاشف وہ اپنا نام اس کے نام کے ساتھ جوڑ کر یہ باور کروا گیا تھا وہ اس کا شوہر ہے اس کا

مجازی خدا۔

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

کاشف نے ایمن کی پیشانی پر اپنے لب رکھے تھوڑی دیر ویسے ہی کھڑے رہنے کے بعد باری باری دونوں آنکھوں پر بوسا دیا پھر اس کے گالوں پر پھر آپے انگھوٹے سے اس کے لبوں کا چھوتا وہاں سے نکل گیا۔

جب ایمن کو دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تو ایمن نے آنکھیں کھولیں بھاری کلون کی خوشبو محسوس کرتے وہ ایک بار پھر جی جان سے کانپی تھی اپنا ماتھا اور آنکھیں بے دردی صاف کرتی وہ بیڈ پر اوندھے منہ گری اور رونے لگی۔

بات کی اس سے تم نے کاشف کو باہر آتے دیکھ کر پلوشہ نے پوچھا۔
میں نے تو کی لیکن اس نے نہیں کیا ہمیشہ کی طرح خاموشی وہ مجھ سے ڈرتی ہے آج بھی۔

جو تم نے کیا ہے ڈرنا تو بنتا ہے اگر اس دن کچھ ہو جاتا تو۔؟؟؟ پلوشہ نے پانی کا گلاس کاشف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

میں جانتا ہوں میری غلطی ہے بچی تھی وہ لیکن۔ ابھی کاشف کچھ بولتا شیر وز کچن میں داخل ہوا
کاشف مسکرا کر شیر وز کی طرف بڑھا اور اس کے بغل گیر ہوا۔

تم دونوں کہیں جا رہے۔؟؟ ہو کاشف نے مسکرا کر پوچھا۔

ہاں جا رہے ہیں تم بھی ایمن کو اپنے ساتھ لے جاؤ گھومالاؤ وہ جب سے آئی ہے بس ایک کمرے میں ہی بند ہے کہیں باہر نہیں گئی ہے ہمارے ساتھ جائے گی تو کیا پتا تمہارے درمیان جو غلط فہمی ہے وہ بھی دور ہو جائے۔

وہ نہیں جائے گی میرے ساتھ کاشف نے مسکرا کر کہا اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھا۔

تم اتنا یقین کے ساتھ کیسے کہہ سکتے ہو۔؟؟ شروز نے حیرت سے پوچھا۔

شاید تم اس کی ضد کو نہیں جانتے غصے میں اور ضد میں وہ میرے چاچا پر گئی ہے کاشف نے مسکرا کر کہا تو شیروز بھی مسکرایا۔

چلو ٹھیک ہے پھر تم ہمارے آنے تک یہیں رہنا اس کا گھر میں اکیلے رہنا ٹھیک نہیں ہے ہم جلدی آجائیں گے شیروز پلو شہ کو باہر آنے کا اشارہ کرتے خود بھی باہر نکل گیا پلو شہ آخری کلمات ادا کرتی وہاں سے نکل گئی کاشف وہیں بیٹھے زمین کو گھورنے لگا

کاشف کے کمرے کے جانے کے بعد وہ خود کو نارمل کرتی بال بنا کر کچھ کھانے کے غرض سے وہ کچن کی طرف آئی لیکن کچن میں بیٹھے کاشف کو دیکھ کر وہ وہاں سے بھاگی۔

کاشف نے پہلے اسے آتے تو نہ دیکھا لیکن ایمن کے کمرے کی طرف کسی کو بھاگتے دیکھ کر وہاں سے اٹھا اور ایمن کے کمرے کی جانب بھاگا۔

ایمن کمرے میں بند ہو گئی کاشف نے ایمن کے کمرے کا بند دروازہ دیکھا تو آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی۔

ایمن تم ٹھیک ہو دو تین بار پکارنے پر بھی جب ایمن نے دروازہ ناکھولا تو کاشف نے کمرے کی دوسری چابی نکالی۔

کاشف نے دروازہ کھولا تو کمرے میں اندھیرا تھا کاشف نے آگے بڑھ کر لائٹس چلائی کمرے میں ایک کونے میں ایمن کو بیٹھے دیکھ کر اس کی طرف بھاگا اور ایمن جو چھوٹا چاہا ایمن کی چیخ کمرے میں گونجی۔

کاشف فوراً پیچھے ہوا اور حیرت سے ایمن کو دیکھا۔

ت۔ت۔ت۔ تم گندے ہو دو رہو مجھ سے دور وہ اپنے گھٹنوں میں منہ چھپائے رونے لگی۔

Page | 409

تم مجھ سے ناڈرو میرے قریب آؤ تم تو مجیب خان کی بیٹی ہونا ایک شیرنی کاشف نرمی سے بولتا اس کی طرف بڑھنے لگا۔

تمہیں پتہ ہے ایمن پوری دنیا کے سامنے بہادر ہے نڈر ہے لیکن تم واحد شخص ہو جس سے مجھے خوف آتا ہے ڈر لگتا ہے مجھے تم سے تم میرے محافظ ہو لیکن مجھے خوف ہے کہ تم ہی کہیں نقصان نا پہنچا دو۔

تم ایسا کیوں سوچتی ہو ایمن وہ بچپن تھا۔

تم تو بڑے تھے نا بچپن میرا تھا تمہارا نہیں۔ ایمن چیختی کھڑی ہوئی۔

کاشف کھڑا ہوا اور ایمن کے مقابل آیا۔

میں معافی مانگ رہا ہوں نا ایمن میں ہوش میں نہیں تھا۔

تم نے چاہا تب ہی وہ ہو اور نہ اسکی کیا مجال کے وہ مجھے ایمن روتے ہوئے اپنے کندھے رگڑنے لگی اور بچپن کی ایک طلخ یاد سامنے آئی وہ کندھے سے پھٹی شرٹ اور وہاں سے بھرا خون ہونٹ پر لگی چوٹ بکھرے بال چھوٹے چھوٹے ہاتھ منہ پر رکھے وہ رو رہی تھی۔

ایمن میری بات سنو۔

پی۔ پیچھے میں نفرت کرتی ہوں تم سے میری بابا کے اس فیصلے کا احترام کرتی ہوں دور رہو مجھ سے ایمن کہتی بالکنی کی جانب بھاگی کاشف غصے سے ایمن کی جانب بڑھا اور ایمن کو اپنی جانب کھینچا۔

تم سے اگر میں کچھ نہیں کہہ رہا تو اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں تمہیں کچھ کہہ نہیں سکتا اس دن میں خود ہوش میں نہیں تھا اور نہ میں اپنی بچپن کی محبت کو کسی اور کے حوالے کیوں کرتا۔

دوسری بات آئندہ مجھے خود سے دور رہنے کے لئے کہانا تو یاد رکھو یہ جو رخصتی کا پردہ ہمارے درمیان ہے نا اس کا لحاظ بھی نہیں کروں گا میری پیاری گڑیا امید کرتا ہوں میری بات کو اچھی طریقے سے سمجھ رہی ہے کاشف نے غصے سے دبی دبی آواز میں ایمن کے منہ پر آئے بال پیچھے کئے وہ ایمن کو مزید خوفزدہ کر گیا تھا۔

کیا کرو گے پھر کسی کو میرے سامنے لا کر کھڑا کر دو گے جیسے اس دن کیا ہاں وہ بھی۔ ابھی ایمن مزید کچھ بولتی کاشف نے تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ ہوا میں کیا تو وہ وہیں ٹھہر گیا ایمن کی آنکھیں حیرت سے کھلی اور وہ ڈر کر پیچھے ہوئی۔

مجھے مجبور مت کرو میں خاموش ہوں کنٹرول کر رہا ہوں تو کرنے دو کاشف نے ہاتھ نیچے کر کے کہا۔

میں تم سے نفرت کرتی ہوں نفرت وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھے زمین پر بیٹھ کر رونے لگی کاشف اسے وہیں چھوڑ کر سامنے صوفے پر بیٹھ کر اسے دیکھنے لگا۔

گنگا یہ پلو شہ ہے جو پلان ہے اس میں یہ ہمارے ساتھ ہو گئی میں ایمن کو لے آتا لیکن کاشف اس چیز کے لئے تیار نہیں تھا اور ہم سے زیادہ حق کاشف رکھتا ہے اس پر۔

تم اس کے پاس جاؤ جی اور یہ اسکارف پن یہ صرف پن نہیں ہے اس میں کیمرہ لگا ہوا ہے دھیان رہے کہ یہ پن ایک دفعہ جہاں لگے گی وہیں لگی رہنی چاہیے اس کی ڈائریکشن چنیں نہیں ہونی

چاہیے ہم صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ جہاں وہ ہے وہاں کتنے لوگ آتے ہیں کون کون ہے اور وہ جگہ کیسی ہے جہاں وہ رہ رہا ہے پھر آگے کیا کرنا ہے وہ پلان کرنے میں بہت آسانی ہوگی۔

تم اس سے جا کر یہ کہو گی کہ تم وہ یو۔ ایس۔ بی لا کر اسے دے سکتی ہو۔ چونکہ وہ جائیداد کے پیچھے پاگل ہے وہ اس کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہے حال ہی میں وہ ایک اور کیس جیت کر آیا ہے ناجانے کہاں لے کر جائے گا یہ اتنی زیادہ جائیداد گنگا نے لیپ ٹاپ میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا۔

شروز مجھے ڈر لگ رہا ہے اگر کہیں کچھ ہو گیا تو پلوشہ نے شیروز کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

ہم لوگ گھر سے باہر ہی ہوں گے کچھ نہیں ہونے دوں گا تمہیں کیمرہ ہے نا تمہیں کچھ ہونے سے پہلے تم پر آنے والا ہر خطرہ مجھ پر آئے گا وعدہ کرتا ہوں میں شیروز نے پلوشہ کے ہاتھ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

اہم اہم اہم علی نے گلا کھنکارا اور گنگا نے منہ بسورا اور واپس لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوئی۔

تمہیں نہیں لگتا تمہیں کبھی ہنس بھی لینا چاہیے شروز نے کہا۔

میں یہاں تم لوگوں کی فضول بحث سننے کے لئے نہیں بیٹھا انفارمیشن ملی ہے کہ وہ گھر آچکا ہے علی کہہ کر کھڑا ہوا اور باہر کی طرف بڑھا گنگا بھی علی کے پیچھے ہی باہر نکل گئی۔

عجیب لڑکی ہے یہ لڑکوں جیسے کپڑے پہن کر باہر گھومتی ہے اس کو شرم نہیں آتی پلوشہ نے گنگا کو باہر جاتے دیکھ کر منہ بسور کے کہا۔

باہا باہا باہا باہا اس کو اس چیز سے کوئی فرق نہیں پڑتا جیسے ماحول میں پلی بڑی ہے اس میں یہ سب ہی پہنا جاتا ہے۔ شروز نے ہنستے ہوئے کہا تو پلوشہ نے منہ بسور۔

آپ بڑا ہنس کر بات کر رہے تھے اس سے پلوشہ نے آئیروز اچکائی۔

تم یہ بات گھر جا کر بھی کر سکتی ہو میں جانتا ہوں تمہارے اب سوالات شروع ہوئے تو یہ ختم نہیں ہوں گے لیکن اب جو کام کرنا ضروری ہے پہلے ہم وہ کر لیں چلو دیر ہو رہی ہے اس سے پہلے وہ نکل جائے ہمیں جانا ہے یہاں پر شیروز نے پلوشہ کا ہاتھ پکڑا اور باہر کی جانب بڑھا۔

یہ لو اس پین میں گیس بھری ہوئی ہے یا یوں کہو کہ اس میں دو کیمیکل ہیں جن کے مل جانے سے ایک گیس پیدا ہوتی ہے اور وہ گیس عام نہیں ہے اس سے لوگ بے ہوش ہو جاتے ہیں تمہیں

اگر خطرہ محسوس ہو تو اس پین کو دبا دینا اور کان میں لگی بلوٹو تھ کو اسکارف سے کور کر کے رکھنا ذرا سی بھی لاپرواہی ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔

میں سمجھ گئی پلو شہ نے گاڑی سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ گھر کے گیٹ کے باہر کھڑی ہو کر پلو شہ نے ایک لمبا سانس خارج کیا اور گاڑی سے کچھ بات کرتی اندر داخل ہوئی۔

گھر کے اندر داخل ہوئی تو وہ ایک محل نما بنگلہ تھا جہاں نا جانے کتنے ملازمین اپنے کام میں مصروف تھے سیڑھیوں کے پاس دو گاڑی کھڑے تھے ایک انجان لڑکی کو گھر میں داخل ہوتے دیکھ وہ گاڑی پلو شہ کے پاس آئے۔

اے لڑکی تمہیں کیا چاہیے اور تم یہاں کیا کر رہی ہو ایک گاڑی نے پلو شہ کے راستے میں آتے ہوئے پوچھا۔

مجھے تمہارے باس سے ملنا ہے انہیں جو چیز چاہیے وہ میں لا کر دے سکتی ہوں پلو شہ نے خود کے ڈر پر قابو پاتے ہوئے کہا ان دونوں گاڑیوں نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر سرتا پیر پلو شہ کو ایک گاڑی کان میں لگی بلوٹو تھ کو ٹچ کر کے پیچھے ہوا۔

دوسرے گارڈ نے پلوشہ کی چیکنگ کی تو اس کے پاس کچھ نہ ملا سوائے ایک پین کے وہ گارڈ پیچھے
ہوا اور دوسرے گارڈ کی جانب دیکھا جو اثباب میں سر ہلارہا تھا اس گارڈ نے اوپر جانے کا اشارہ کیا
پلوشہ منہ جھکائے سیرٹھیاں چڑھنے لگی۔

اللہ پاک اس مصیبت سے بچالیں میں پکا وعدہ کرتی ہوں کہ میں پچاس غریب لوگوں کو کھانا
کھلاؤں گی۔ پلوشہ نے اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا پلوشہ اوپر پہنچی تو سامنے کئی گارڈ کھڑے
تھے پلوشہ کو اپنی سوچ پر غصہ آیا وہ ایک چھوٹا سا پین لئے بہادر بن رہی تھی جس میں صرف چند
بونڈھی کیمیکل تھا اگر وہ کیمیکل ایک جگہ کام کرتا تو ساتھ میں وہ بھی تو بھی بے ہوش ہو جاتی اور
باہر کھڑے گارڈ کو یقیناً یہ سب پتہ چل جاتا۔ صحیح معنوں میں پلوشہ کی اب جان نکلی تھی۔

یہاں تک آہی گئی ہوں اب ڈرنا کیسا پلوشہ نے خود کو حوصلہ دیا اور اللہ کا نام لیتی کمرے کی جانب
بڑھی۔

اندر چلی جاؤ ایک گارڈ نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا پلوشہ کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے ایک
بوڑھا آدمی شرٹ لیس دولٹریوں کے درمیان بیٹھا نظر آیا اب کی بار جھٹکا لگنے کی باری گنگا اور
علی کی تھی۔

گنگا اور علی نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا پھر خاموش ہو کر لیپ ٹاپ میں نظریں جمائیں۔

پلو شہ رخ پھیر کر کھڑی ہوئی تو اس بوڑھے آدمی کا قبضہ پورے کمرے میں گونجا۔

آؤ آؤ یہ تو ہمارے یہاں عام ہیں میں نے سنا ہے تم ہماری مدد کرنے آئی ہو داد دینی پڑے گی تمہاری ہمت کی کہ تم ہماری دلشیر خانزادہ کی مدد کرنے کے لئے آئی ہوں وہ ہنستے ہوئے بولا۔
کان میں لگی بلوٹو تھ میں گنگا کی آواز گونجی۔

لڑکی اس کی جانب گھومنے سے بھری آواز سن کر پلو شہ نے اپنی آنکھیں بند کی اور دلشیر کی جانب گھومی۔

بولو تم ہماری کیسے مدد کر سکتی ہو وہ بوڑھا آدمی بیڈ سے اٹھ کر پلو شہ کی طرف بڑھنے لگا۔
گنگا میں اس کی جان لے لوں گا اگر اس نے پلو شہ کو ہاتھ بھی لگایا تو پلو شہ کو وہاں سے نکلنے کے لئے بولو شہ روز نے غصے سے کہا۔

خاموش رہو جو کام کر رہے ہیں ہمیں کرنے دو گنگا نے غصے سے کہا۔ گنگا پلو شہ کی طرف متوجہ ہوئی۔ پلو شہ اس کو بولو کہ۔

تم جس یو ایس بی کے لئے ہزاروں لوگوں کو لئے گھومتے ہو وہ یو۔ ایس۔ بی میں اکیلی لا کر دے سکتی ہوں پلو شہ نے ہمت سے کہا دلشیر خانزادہ کے بڑھتے قدم وہیں رکے تھے۔

کیا سچ میں۔؟؟؟ تم لا کر دے سکتی ہو دلشیر خانزادہ نے حیرت سے پلو شہ کو دیکھا پھر ایک قہقہہ کمرے میں گونجا۔

جو کام میرے آدمی نہیں کر سکے اس ضدی لڑکی سے لانے میں وہ تم کر سکتی ہو اکیلی تم۔؟؟؟ اچھا مذاق کر لیتی ہو لڑکی تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیے تمہارا یہاں اکیلی آنا تمہارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔

جانتی ہوں میرا یہاں آنا میرے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے لیکن پھر بھی میں یہاں آئی کیونکہ مجھے گنگا سے بدلہ لینا ہے بہت اکڑتی تھی اپنی دوستی پر بہت مان تھا اسے وہ سب کچھ تو آپ نے چھین لیا اب اس کی ایک دوست ہے جس کی اکڑ میں نے توڑنی ہے اس کو چھیننا ہے آپ نے۔ اور اس چیز میں صرف آپ میری مدد کر سکتے ہیں اور جو چیز آپ کو چاہیے وہ چیز لا کر دینے

میں۔ میں آپ کی مدد کر سکتی ہوں پلوشہ نے ویسے ہی دہرایا جیسے گنگا نے اسے بولنے کے لئے کہا

واقعی تم میری مدد کر سکتی ہو۔؟؟ پلوشہ نے اشباب میں سر ہلایا۔ ٹھیک ہے تمہیں کل تک کا وقت دیتا ہوں کل تک مجھے وہ یو۔ ایس۔ بی لا کے دے دو اور اگر تم نالا سکی تو یاد رکھو کل ہونے والی موت ایک تھی لیکن تمہارا نا آنا اس میں تمہاری موت بھی شامل کر سکتا ہے دلشیر نے کہا۔ ایک اور موت ابھی یہ کس کو مارنے والا ہے ریان اور روحان تو یہاں سے پہلے ہی جا چکے ہیں رحمان کو بھی ہم بھیج چکے ہیں اور یہ تو کسی کو جانتا بھی نہیں ہے یہاں پر علی نے حیرت سے کہا۔ پلوشہ وہاں سے نکلو لیکن ہاں تمہارے کندھے میں جو پن لگی ہے اسے کسی طریقے سے اس کے دروازے کے پاس جو گلڈان لگا ہے اس میں ایسے لگاؤ کہ کیمرہ پورے کمرے کو کور کرے اور تمہارے دوسرے کندھے پر جو پن لگی ہے اسے ایسی جگہ پھینکو جہاں اسے کوئی نا دیکھ سکے۔ لیکن دوسرے کندھے کی لگی پن کیوں شیراز نے حیرت سے پوچھا۔

اس میں مانگ ہے خیر تمہیں رو مینس سے فرصت ملے تو تب تمہیں ہوش ہونا کہ میں نے اس وقت وہاں کیا کہا تھا اور یقیناً تمہاری اس منکوحوہ کو بھی معلوم نہیں ہو گا کہ اس میں ایسا کیا ہے۔
پوشہ یہ کام کرو اور جلدی وہاں سے نکلو۔

مجھے ایک گلاس پانی مل سکتا ہے پوشہ نے دلشیر خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں ہاں کیوں نہیں اب تو تم ہماری خاص مہمان ہو بیٹھو دلشیر نے دروازے کے پاس ہی پڑے ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا دلشیر نے اپنا منہ موڑا پوشہ بڑے بڑے قدم لیتی دروازے کے پاس موجود صوفے کے پاس آئی اور جلدی سے پن کو نکال کر گلدان میں لگایا اور صوفے پر بیٹھ گئی۔

پھر اپنے دوسرے کندھے پر لگی پن کو نکال کر صوفے کے پیچھے گرا دیا دلشیر نے پانی کا گلاس

پوشہ کی جانب بڑھایا اور خود ان دونوں لڑکیوں کی جانب بڑھا

پوشہ نے دو گھونٹ پانی پیا اور گلاس سائیڈ میں رکھتی وہاں سے نکلی بنا پیچھے دیکھے وہ فوراً گھر سے

باہر نکل جانا چاہتی تھی وہ بھاگتی سیدھا گھر سے باہر نکلی گھر سے دور کھڑی گاڑی کو دیکھ کر حوصلہ

ہوا تو قدم آہستہ آہستہ لینے لگی اور گنگا تک پہنچی

بہت اچھا کام کیا تم نے اب صرف انتظار ہے اس شخص کا۔ رحمان کو بتاتے ہوئے مجھے بہت افسوس ہو گا کہ ان سب کے پیچھے کون ہے علی نے سگریٹ ہونٹوں میں دباتے ہوئے کہا۔

گنگا نے کارڈ رائیو کرنا شروع کی تو موبائل رنگ ہوا۔

گنگا کار سائیڈ میں پارک کیا اور کال ریسیو کی۔

سنہے تمھاری پیاری دوست ربانیہ سعودی گئی ہے سامنے سے ایک آواز ابھری گنگا نے حیرت سے موبائل کو دیکھا پھر علی کو۔

کون ہو تم۔؟؟؟ گنگا نے حیرت سے پوچھا۔

بتاتا ہوں بتاتا ہوں جلدی کیا ہے۔؟؟؟ لیکن پہلے تم اپنی دوست کو تو بچا لو جو کل صبح طواف کعبہ کرتے وقت اس دنیا سے چلی جائے گی وہ ہنستے ہوئے کہہ کر رابطہ منقطع کر گیا۔

کیا بکو اس ہے یہ اب یہ کون ہے۔؟ گنگا نے غصے سے اسٹیرنگ پر ہاتھ مار کر کہا۔

کیا ہوا ہے۔؟؟؟ علی نے پوچھا۔

ناجانے کس کی کال تھی وہ کہتا ہے کہ ربانیہ کو بچالے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ ربانیہ سعودی عرب گئی ہے کل صبح تک کا وقت دیا ہے۔

ابھی تو رات ہو گئی ہے فلائٹ نہیں ملے گی مجھے کل جانا ہو گا۔

کیا وہ عمرے پر گئی ہے۔؟؟ پلوشہ نے پوچھا۔

ہاں۔!!!! گنگانے مختصر جواب دے کر گاڑی اسٹارٹ کی۔

لیکن خانہ کعبہ میں ہندو کو جانا منع ہے تو تم کیسے جاؤ گی.؟؟

ہاں وہاں تو شاید سعودی میں تو ہندو کا داخلہ ہی منع ہے شیروز نے کہا۔

میں جاؤں گی منع ہو یا نا ہو گنگا ہر لفظ پر زور دے کر غصے سے بولی۔

لیکن کیسے۔؟؟ میں اس چیز میں تمہارے ساتھ نہیں کیونکہ وہ ایک پاک جگہ ہے جہاں جانے کے

لئے ایمان جیسی انمول دولت ہونا ضروری ہے شیروز نے کہا۔

میں جاؤں گی جس میں ہمت ہے روک کے دکھا دے اب فلائٹ میں نہیں پرائیویٹ جیٹ میں

جاؤں گی گنگانے کہہ کر گاڑی روکی اور نکل کر گھر میں داخل ہوئی۔

علی منع کروا سے۔ شیروز نے علی کو مخاطب کیا جو اپنی ہی سوچو میں گم تھا۔

تم فکر نہیں کروا بھی وقت ہے بہت تم گھر جاؤ میں بھی گھر جا رہا ہوں اور ہاں جو کام کہا ہے وہ یاد رکھنا علی نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

ہمیں بھی گھر ڈراپ کر دو اسی طرف سے جا رہے ہو تم۔

ہاں میں ڈراپ کر دیتا ہوں علی نے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے کہا سوچوں کامر کزا بھی وہی تھا آخر وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں تو کیا جو نام استعمال ہو رہا تھا وہ شخص خود تھا یا قادر خان کا نام کوئی اور استعمال کر رہا تھا۔

مجھے روکیں گے یہ ہاں۔؟؟ مجھے گنگاراؤ کو میں کھڑے کھڑے ان کی سات پوشتین خرید لوں اور یہ کہتے میں ناپاک ہوں گنگا نے گھر کی ایک ایک چیز توڑ دی تھی ذہن میں بار بار ایک ہی بات گھوم رہی تھی کے سعودی میں جانے کیلئے ایمان کی دولت ہونا ضروری ہے وہ ایک پاک جگہ یہ بات گنگا کو مزید غصہ دلار ہی تھی۔

ربانیہ کیا ہو گیا ہے۔؟؟ تم تھک چکی ہو سو جاؤ فکر نہیں کرو اس کی میں نے ابھی علی سے بات کی ہے وہ ٹھیک ہے رحمان نے ربانیہ کو کھڑکی کے پاس کھڑے دیکھ کر کہا۔

میں جانتی ہوں!!! دیکھو کتنا خوبصورت منظر ہے۔ رحمان میں نے کبھی سوچا نہیں تھا میں خانہ کعبہ کو اس طریقے سے دیکھوں گی جہاں رہوں گی اس کے باہر اتنا حسین منظر ہو گا ربانیہ نے کھڑکی پر ہاتھ رکھ کر کہا جیسے خانہ کعبہ کو چھونا چاہ رہی ہو۔

مجھے لگ رہا ہے تمہاری ایکسائٹمنٹ کچھ زیادہ بڑھ گئی ہے ہم کل وہیں جانے والے ہیں میں جانتا تھا تمہیں یہ سب بہت پسند آئے گا اسی لئے تو میں نے یہ والا فلیٹ بک کروایا تھا۔

اچھا میرے ساتھ چپکنے کی ضرورت نہیں ہے دور رہو۔ زیادہ فری مت ہو ربانیہ کہہ کر پیچھے ہوئی اور واش روم کی جانب بڑھنے لگی چہرے پر مسکراہٹ تھی جبکہ رحمان نے منہ بسورا اور گیلری کی طرف بڑھا کھلی ہو میں سانس لیا اور نظر خانہ کعبہ پر گئی تو گہرا مسکرایا۔

چلیں بیگم کل کرواتے ہیں آپ کو ہمارے رب کے گھر کی سیر رحمان مسکرا کر کہتا کمرے میں چلا

گی

کہاں جا رہی ہو تم کل منع کیا تھا نا کہ تم وہاں نہیں جاسکتی میں جا رہا ہوں تم شیر وز کے ساتھ رہنا۔

تم ہوتے کون مجھے روکنے والے میں جاؤں گی اور میں جا کر دکھاؤں گی ہمت ہے تو روک لو گنگا نے

پر ایویٹ جیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

تمہیں کل بھی سمجھایا تھا اور اب بھی پیار سے سمجھا رہا ہوں وہ تم جیسے لوگوں کے لئے جگہ نہیں

ہے وہ جگہ پاک ہے اور جس کے پاس ایمان جیسی دولت ہے وہی وہاں جاسکتا ہے دنیا کی دولت

وہاں نہیں لے کے جاسکتی۔

تمہارے پاس ہے ایمان کی دولت۔؟؟ بولو جس نے کبھی اپنے رب کو یاد نہیں کیا آج سے یہ یاد آ

رہا ہے کہ اس کے پاس ایمان جیسی دولت ہے۔

ہاں فخر سے کہتا ہوں کہ میرے پاس ایمان جیسی دولت ہے؛!! تم اپنی حد و میں رہو تو تمہارے

لئے بہتر ہے علی نے گنگا کو پیچھے دھکا دیتے ہوئے کہا۔

گنگا آگے بڑھی اور علی کو گردن سے دبوچ کر پیچھے دھکا دیا علی نے اپنی گردن کو دائیں بائیں جھٹکا دیا اور گنگا کی طرف بڑھا اس کو بالوں سے پکڑ کر اپنے قریب کیا اور پھر دیوار کی جانب پھینکا گنگا سنبھلتی پیچھے ہوئی اور پاؤں ہو امیں کرتی علی کے منہ کے قریب لے گئی اس سے پہلے وہ پاؤں علی کے منہ پر لگتا وہ پیچھے ہوا اور ہاتھوں کی مٹھی بنا کر گنگا کے منہ پر مارنے لگا لیکن اس سے ہی پہلے گنگا اپنے منہ کو کور کرتی پیچھے ہوئی اور علی کے پیٹ میں ایک مکہ مارا علی پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا اور ہاتھ باندھ کر پیچھے کھڑا ہوا گنگا مسکرائی اور اسپینر نکالا۔

تمہیں کیا لگتا ہے میں اپنے ہتھیار کو استعمال کرنا بھول گئی؟؟؟ تمہیں موت دینے پر آؤں نا ابھی دے دوں گا لیکن کیا ہے نام میرے بہت کام کے ہو گنگا اسپینر اپنی جیکٹ میں ڈالتی پیچھے ہوئی اور پرائیویٹ جیٹ کی جانب بڑھی۔

اس سے پہلے علی گنگا تک پہنچتا تین گارڈ ایک آدمی کے منہ پر کالا کپڑا ڈالے جیٹ کی جانب بڑھے اور اسے جیٹ میں بٹھایا۔

یہ کیا چل رہا ہے یہاں۔؟؟ علی جیٹ میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

تمہاری دلیری کے بہت قصے سنے تھے لیکن مجھے افسوس ہے اس بات کا کہ وہ سب جھوٹے تھے۔

جھوٹ تو کچھ نہیں تھا وہ کیا ہے نا ہمیشہ تمہارے آگے ہار جاتا ہوں ورنہ آج تک دنیا میں ایسا کوئی پیدا نہیں ہوا جو مجھے ہر ادے علی نے کہا۔

گنگا نے ایک نظر علی کو دیکھا اور پھر پائلٹ کی طرف متوجہ ہوئی اور اسے اڑان بھرنے کے لئے کہا۔

رمزا ہمیں لگتا ہے ہم نے بہت غلط کیا ہم اس طریقے سے نہیں آنا چاہیے تھا ربانیہ ہم سے بہت خفا ہوگی اور تو اور نازش اکیلی ہے۔

تمہیں اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں جتنا کھا ہے اتنا کرو۔ نظر رکھو اگر کوئی بھی تمہیں دکھتا ہے تو مجھے بتانا میں تب تک اس نمبر کی انفارمیشن نکالوں کہ یہ کون ہے۔

ہمیں یہ سب کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم پولیس کی مدد بھی تو لے سکتے ہیں۔

ہاں لے سکتے ہیں لیکن یہ تو پاکستان کا معاملہ ہی نہیں ہے یہ تو معاملہ ہی آؤٹ آف کنٹری کا ہے اور تو اور جائیداد یا کسی کی جان لے لینا پاکستان میں ویسے بھی عام ہو چکا ہے۔

رمز اتم بات کو سمجھ نہیں رہی ہو اگر ہم یہ سب کچھ پولیس کو بتادیں تو اپنے طریقے سے ہینڈل کر لیں گے نا۔ ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی ہم پہلے کتنے لوگوں کو کھو چکے ہیں۔

رد اتم اپنے چھوٹے سے دماغ پر زیادہ زور نہیں ڈالو اور تم میرے ساتھ چلو رمزانے ریان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

رمز اور ریان جیسے ہی کمرے سے باہر نکلے روحان ردا کے قریب آیا۔

تمہیں زرا بھی افسوس نہیں اپنے باپ کے مرنے کا۔؟؟ تم نے ایک بار بھی نہیں پوچھا کے انکی میت کہاں ہے روحان نے بغور ردا کے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ہاں مجھے افسوس نہیں بلکہ خوشی ہے بیشک وہ میرے باپ تھے نا جانے کتنی لڑکیوں کی عزت کو

انہوں نے چند پیسوں میں بیچ دیا نا جانے کتنے گھروں کو اجاڑ دیا انہوں نے صرف پیسوں کیلئے

جب جب سوچتی ہوں نا کے میں نے میرے والد کے دیئے پیسوں سے اپنا پیٹ بھرا ہے دل کرتا

ہے نوچ لوں خود کو ختم کر دوں کیونکہ ان حرام پیسوں سے سکون لیا ہے پیٹ بھرا ہے میں نے

کسی اور کے منہ کا نوالہ چھین کر میرے منہ میں ڈالا گیا ہے ردا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

جب بولنے میں تکلیف ہونے لگی تو خاموشی سے آنسو بہانے لگی۔

روحان نے ردا کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ واپس بولنے لگی۔

کبھی کبھی سوچتی ہوں کہ کاش میری پیدائش پر میری ماما نہیں میرے بابا چلے جاتے میری ماما میرے پاس ہوتی تو مجھے وہ پیار جو رقیہ ماما اور زاہدہ ماما سے ملا وہ پیار مجھے میری اپنی ماں سے ملتا۔

تمہیں معلوم ہے ردا تم نے اپنا بچپن اپنی ماں کے پاس گزارا جب تمہارے بابا کو یہ پتہ چلا تم اپنی ماں کے قریب ہوتی جا رہی ہو تو انہوں نے تمہیں یہاں سے بہت دور بھیج دیا۔
کیا مطلب تمہارا؟؟ کون ہے میری ماں ردا نے حیرت سے روحان کو دیکھتے ہوئے پہنچا۔

رقیہ آنٹی تمہاری ماما اور ان کا انتقال تمہاری پیدائش پر نہیں ہوا ابھی ہوا ہے۔

تمہارے بابا کے غیر قانونی کام کے بارے میں تمہاری ماما کو تمہاری پیدائش کے بعد پتہ چلا تھا تمہاری ایک بڑی بہن بھی تھی وہ تو جس رات رقیہ آنٹی گھر سے بھاگی وہ تمہیں اور تمہاری بڑی بہن نے نمرادونوں کو لے کر بھاگی تھی لیکن راستے میں تمہارے بابا نے تمہیں چھین لیا وہ نمرادونوں کو بھی چھین لینا چاہتے تھے لیکن وہ وہاں سے بھاگ گئیں تم چند دنوں کی تھی جب وہ اپنے ساتھ لے آئے تمہیں۔

ردا حیرت سے روحان کو دیکھ رہی تھی مطلب وہ انجان بن کر جن سے پیار و وصولتی تھی وہ اس کی اپنی ماں تھی۔

ردا کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے جیسے اپنے دل کی تکلیف بیان کرے وہ بس اب روحان کے کندھے پر سر رکھے تو رہی تھی اور روحان کے ہاتھ ردا کی پشت پر تھے۔

ربانیہ نے آنکھیں کھولیں تو کعبہ کے پاس کھڑی تھی رحمان نے ربانیہ کو یہاں تک آنکھ پر پٹی باندھ کر لایا تھا ربانیہ کی آنکھوں میں پل میں آنسوؤں بھرے تھے وہ غلافِ کعبہ کو ہاتھ میں تھام کر با آواز رونے لگی تھی۔

کیا میں اس قابل تھی ربانیہ نے اپنے لب کعبہ پر رکھتے ہوئے سوچا اچانک سے نمر اور رقیہ بیگم کا خیال آیا تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی پاس کھڑے گارڈ نے تشبیہ کرتی نظروں سے رحمان کو گھورا تو وہ ربانیہ کو اپنے سینے سے لگائے ایک سائڈ ہو گیا ربانیہ رحمان کا کندھا پا کر رونے مزید رونے لگی رحمان مسکرایا۔

جب وہ خود پہلے بار یہاں آیا تھا تب اس کی بھی تو یہ ہی حالت تھی تب وہ اپنے رب کے پاس اپنی محبت کو مانگنے آیا تھا اور آج وہ اپنی محبت کے مل جانے پر شکریہ ادا کرنے آیا تھا رحمان نے مسکرا کر ربانیہ کو دیکھتے ہوئے سوچا پر کعبہ کی طرف آنکھیں نم ہوئیں اور ایک آنسو ٹوٹ کر ربانیہ کے اسکارف میں جذب ہو گیا۔

اب کیوں رو رہی ہو یہاں رونے کیلئے آئی ہو کیا رحمان نے ربانیہ رونے پر چوٹ کی تو ربانیہ مسکرائی اور آنکھ اٹھا کر کعبہ کی طرف دیکھا دھیان جب دوسری جانب گیا تو بے یقینی سے اپنی آنکھیں مسلنے لگی اور پھر رحمان کو دیکھا رحمان کا حال بھی اس سے کم نہ تھا۔

ہمیشہ جینز شرٹ پر کیپ پہن کر رکھنے والی لڑکی آج پوری طرح سے خود کو سفید گاؤن میں کو دور کئے مسکرا کر ان کی طرف آرہی تھی ربانیہ کو لگا کہ وہ اس کی آنکھ کا دھوکا ہے اس لئے ایک بار پھر آنکھ مسل کر آنکھیں کھولیں تو منہ کھل گیا۔

رمزاریان کب سے نوٹ کر رہا تھا کہ رمز ا خاموش ہے اس لئے آج اس نے خود اسے مخاطب کیا تھا بے بی پنک کلر کی فرائڈ پر نفاست سے ڈوبتا سیٹ کئے وہ مسلسل باہر دیکھ رہی تھی۔

ہممممم "رمرانے ریان کی طرف دیکھا کیا کچھ نہیں تھا اس کی آنکھوں میں غم اداسی افسوس ڈر اتنی بہادر دکھنے والی آج ٹوٹ گئی تھی کے۔

ریان نے کب بھینچے اور کار ایک طرف روک کر رمرانے ہاتھ تھا مارمرانے حیرت سے ریان کو دیکھا۔

میں جانتا ہوں نمرانے کی اچانک وفات نے تمہیں غمگین کیا ہے اور تمہارے والد کی وفات میں انہیں واپس تو نہیں لاسکتا لیکن وعدہ کرتا ہوں تمہیں کبھی ان کی کمی محسوس نہیں ہونے دوں گا ان سے زیادہ پیار کروں گا۔

ماں باپ کی کمی ہمیشہ محسوس ہوتی ہے چاہے ان سے زیادہ پیار کرنے والا کیوں نامل جائے رمرانے کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ریان نے رمرانے کو اپنے کندھے پر رکھا رونے میں تیزی آئی اور پھر وہ روتی چلی گئی۔

میں نہیں جانتی نازش اتنی ہمت کہاں سے لائی کے وہ بالکل نارمل ہے۔ وہ ہم سے زیادہ نمرانے کو چاہتی تھی پھر کیسے وہ اتنی نارمل گھوم رہی ہے اسے یاد ہے تو صرف بدلہ اسے ایک بار بھی نمرانے کا خیال نہیں آیا رمرانے روتے ہوئے کہا۔

نازش کو غم ہے اس کی جان سے عزیز دوست کے چلے جانے کا۔

تمہیں یاد ہے کل رات میں اچانک گھر سے باہر نکل گیا تھا پتا ہے کہاں گیا تھا؟؟ ریان نے پوچھا تو
رمزانے سوالیہ نظر سے اس کی طرف دیکھا۔

نازش کے پاس جو وہاں گارڈ چھوڑے ہیں انہوں نے نازش کو گھر سے باہر نکلتے دیکھا جب میں وہاں
گیا تو وہ قبرستان گئی تھی میں وہاں پہنچا تو علی بھی وہیں آ گیا تھا۔

وہ لڑکی نازش لگ ہی نہیں رہی تھی اس کی چیخ و پکار میں نے سنی ہے کتنا ٹوٹی ہے اور توڑنے والے
اپنے ہی تھے اس کا رونا پانگلوں کی طرح چیخنا اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ویسے ہی آتی ہے
کون اتنا چاہ سکتا ہے کوئی اتنا جنون رکھتا ہے اپنی دوست کے لئے یہ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا
لیکن کل دیکھ کر یقین آیا کہ ہاں دوستی ابھی بھی نبھائی جاتی ہے دوستوں کو عزیز رکھا جاتا ہے۔

ان کی استین کا سانپ نہیں بنا جاتا ان کو پھولوں کی طرح سجا کر اپنے سر پر رکھا جاتا ہے ریان کی
آنکھوں کے سامنے کل رات کا منظر لہرایا۔

سب کچھ توڑ توڑ کر بھی جب گنگا کو سکون نہ ملا تو وہ گھر سے باہر نکل کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھی اور قبرستان کی طرف چلی گئی قبرستان کے باہر روک کر سر پر رومال باندھا قبرستان کے اس حصے کی طرف گئی جہاں صرف نمرا کی قبر تھی اور کسی کے قبر نہ تھی یہ نمرا کی ہی خواہش تھی کہ اسے سب سے الگ دفنایا جائے۔ وہاں صرف دو درخت تھے اور ایک نمرا کی قبر آس پاس تھوڑی جگہ خالی تھی گنگا اپنے جسم کو اچھے سے کور کرتی قبرستان کے اس حصے کی طرف چلی گئی جہاں نمرا کی قبر تھی قبر کے پاس پہنچ کر آس پاس دیکھا تو اسے کوئی نظر نہ آیا دوسری قبریں بھی اس کی قبر سے بہت دور تھی گنگا نمرا کے سر کی طرف لگے درخت کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی اور آنکھیں موند لیں۔

تم جانتی ہونا تمہارے اور ربانیہ کے علاوہ میرا کوئی اپنا نہیں کیوں چھوڑ دیا مجھے اتنی بڑی سزا وہ بولنا شروع ہوئی تو بولتی ہی گئی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اس کا بولنا چیخ میں بدلہ اور پاگل جنونی انسان کی طرح نمرا کی قبر سے مٹی ہٹانے لگی۔

تم مجھے اسے چھوڑ کر نہیں جاسکتی تجھے میں لے آؤں گی سمجھی تم وہ قبر سے ہٹاتی ہوں مسلسل بول رہی تھی۔

علی اور ریان اس کی طرف بھاگے اس سے پہلے وہ قبر سے زیادہ مٹی ہٹا دیتی علی نے گنگا کو کھینچ کر اپنے ساتھ لگایا قبرستان کے گارڈ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ گنگا کے منہ پر ہاتھ رکھ کر گنگا کی گاڑی کی طرف بڑھا اور اسے اپنے ساتھ لے گیا۔

گنگا کارونا اب بھی بندنا ہو رہا تھا علی نے گارنٹی رو کی گنگا نے لال ہوتی آنکھوں سے باہر دیکھا تو گاڑی دروازہ کھول کر باہر آئی اور دریائے سندھ کی جانب بڑھی۔ اور وہاں تھوڑے ہی فاصلے پر بیٹھ کر پانی کی لہروں کو گھورنے لگی۔

منع کیا تھا نا کے وہاں نہیں جاؤ گی تم سنتی کیوں نہیں؟؟؟ علی نے گنگا سے کچھ فاصلے پر ہی بیٹھتے ہوئے کہا۔

میں نہیں جانا چاہتی تھی لیکن میں مجبور ہوں وہ۔ وہ میری بہن تھی دوست تھی اچھی ساتھی تھی کیوں؟ آخر کیوں چلی گئی وہ گنگا نے روتے ہوئے علی کو دیکھا۔

وہ گنگا لگ ہی نہیں رہی تھی جہاں وہ لوگوں کو مارتے وقت افسوس تک نا کرتی تھی آج وہ بے بس سی بیٹھی تھی شہد رنگ آنکھوں میں آنسو تھے۔

علی نے لائٹرنکال کر آنکھوں کے سامنے لہرایا اور دوسرے ہاتھ سے چٹکی بجائی گنگا کی آنکھیں بند ہوئیں علی نے آگے بڑھ کر گنگا کے کان میں سرگوشی کی گنگا نے آنکھیں کھولیں۔

جو حکم میرے آقا وہ اٹھ کر علی کے قدموں میں بیٹھی اور اس کے پاؤں دبانے لگی علی نے بغور گنگا کے چہرے کو دیکھا پھر مسکرایا علی نے بے یقینی سے اپنے لبوں کو چھوا ہاں وہ مسکرایا تھا پہلی دفع۔ علی نے ہاتھوں کی چٹکی بجائی گنگا ہوش کی دنیا میں واپس آئی۔

خود کے ہاتھ علی کے پیروں پر دیکھ کر پیشانی پر کئی بل نمایاں ہوئے اس سے پہلے وہ گن نکال کر علی کو شوٹ ہی کر دیتی علی اٹھ کر وہاں سے بھاگا تھا گنگا اس کے پیچھے ہی پانی میں اترنے لگی تھی۔ تم گھٹیا انسان رک جاؤ میں تمہارا منہ نوچ لوں گی تمہاری ہمت کیسے ہوئی ایسا کرنے کی گنگا علی کے پیچھے بھاگتی مسلسل بول رہی تھی۔

آگے بڑھتے ہی جب پانی گہرا ہوا تو وہ منہ کے بل گر گئی ایک زوردار قہقہہ گونجا گنگا نے بے یقینی سے سر اٹھا کر اپنے سامنے کھڑے علی کو ہنستے دیکھا کتنا پیارا لگ رہا تھا وہ اس وقت سانولی رنگت ہلکی ہلکی بیئر ڈکالی آنکھوں میں ایک ہنسنے کی وجہ سے آئے آنسوؤں نفاست سے سیٹ کئے بال سفید سادے سے لباس میں وہ اس کے سامنے کھڑا ہنس رہا تھا علی نے جب گنگا کو مسلسل گھورتے دیکھا

تو فوراً خاموش ہو اور سنجیدگی چہرے پر سجائے وہاں سے نکل گیا گنگا ہوش میں آئی۔ ایک سرد آہ بھری اور آنکھیں بند کیں نمر کا چہرہ آنکھوں کے سامنے لہرایا آنکھیں پھر سے نم ہوئی۔

گنگا خاموشی سے آکر گاڑی میں بیٹھی علی بھی خاموش تھا سنجیدگی چہرے پر سجائے ڈرائیونگ کرنے لگا گنگا کے گھر کے باہر پہنچ گئے تو گاڑی روکی گنگا نے ایک نظر گھر کو دیکھا اور پھر علی کو۔

رات بہت ہو چکی ہے اور بارش کا موسم بھی ہو رہا ہے گاڑی تمہاری ہے نہیں اور میں دینے والی نہیں ہوں اپنی گاڑی میرے خیال سے تمہیں آج یہیں تک جانا چاہیے۔

گنگا کہہ کر بنا علی کی سنے وہاں سے نکلی اور گھر کا دروازہ کھولا چھوڑا اندر چلی گئی علی باہر نکلا تو ہر طرف آندھی سے ہوئی ہل چل دیکھ کر اپنا ماتھا رب کیا اور گھر کے باہر کھڑے گاڑی کی طرف گاڑی کی چابی اچھالی اور خود گھر میں داخل ہوا۔

علی گھر میں داخل ہوا تو گھر کی بنی درگت دیکھ کر پیشانی پر بل نمایاں ہوئے علی نفاست پسند تھا ہر طرف پڑا گند دیکھ کر علی کو گھر میں آنے کا اب پشٹاوا ہو رہا تھا۔

تم کتنی گندی ہو گھر صاف نہیں رکھ سکتی ہر طرف کتنا سامان پھیلا رکھا ہے تم نے علی نے کف فولڈ کرتے ہوئے کہا گنگا نے جیکٹ اتار کر سائیڈ میں پھینکا وہ بھی زمین بوس ہو اعلیٰ نے حیرت سے اپنے سامنے کھڑی اس آفتکو دیکھا جسے صفائی سے کوئی غرض نہیں تھا۔

ایک جو تاڈاٹنگ ٹیبل کے پاس تھا تو دوسرا جو تا صوفے کے پاس چلتے چلتے وہ اپنے سوکس اتار رہی تھی جیسے ہی وہ سوکس اتارنے کے لئے نیچے جھکی صاف شفاف اس کی کمر نمایاں ہوئی علی نے اپنا رخ موڑا اور آس پاس کا موازنہ کرنے لگا۔

علی نے واپس گنگا کو دیکھا تو وہ ایک سوکس دو انگلیوں سے پکڑے آگے چل رہی تھی اور دو انگلیوں سے اپنے ناک کو دبایا ہوا تھا سوکس ایک جگہ پر پھینک کر وہ ڈاٹنگ ٹیبل کے دوسری طرف بیٹھی اور اپنا دوسرا سوکس اتار کر وہیں پھینک دیا۔

اف اللہ لڑکی تم کتنی گندی ہو صفائی کرو یہاں سے ورنہ میں یہاں سے جا رہا ہوں علی نے رعب سے کہتے ہوئے اپنے ہاتھ سینے پر باندھے۔

ہاں تو جاؤ وہ رہا باہر جانے کا راستہ گنگا کندھے اچکا کر اپنی شرٹ اتارنے لگی۔

تم پاگل واگل تو نہیں ہو گئی ہو علی کو اس کی دماغی حالت پر شک ہوا تھا گنگا ہوش میں آئی تو اپنا تھا پٹی کمرے میں بند ہوئی۔

اف اللہ کیا لڑکی ہے یہ علی نے اپنا تھا پیٹا اور کچھ سوچتے ہوئے کمر پر ہاتھ رکھے وہ جانتا تھا کہ وہ اگر ایک کمرے میں سو بھی جائے تو اس کا سارا دھیان یہاں رہے گا اور وہ ڈھنگ سے سو نہیں پائے گا اسی لئے کچھ سوچتے ہوئے وہ آگے بڑھا اور ٹوٹی ہوئے چیزیں اٹھانے لگا۔

دو گھنٹے بعد جب شاہور لے کر گنگا باہر آئی تو باہر کا منظر دیکھ کر آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھی وہ اسی کا گھر تھا اور آج وہ بالکل ویسا ہی لگ رہا تھا جیسے زاہدہ بیگم رکھا کرتی تھی آنکھ پھر نم ہوئی دیوار پہ ایک سائڈ لگی زاہدہ بیگم کی تصویر دیکھی اور سر جھکایا۔

تم نے اگر کچھ کھانا ہے آ جاؤ میں نے کھانا آرڈر کیا تھا کھانا آ گیا ہے علی نے ٹیبل پر کھانا رکھتے ہوئے کہا اور کچھ پلیٹس ٹیبل پر رکھنے لگا۔

ایک منٹ تم نے برتن بھی دھو دیئے۔؟؟ گنگا نے حیرت سے پوچھا علی نے آنکھیں سکیڑ کر گنگا کو دیکھا اور پھر منہ بنا کر کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

جس حد تک تم گندی ہونا دودن تم اور اس گھر میں اکیلی رہی تو اس گھر میں کیڑے لگ جائیں گے بلکہ لگ کیا جائیں گے لگ چکے تھے تمہیں کھانا باقی تھا کوئی اتنا گندا بھی ہو سکتا ہے یقین نہیں تھا لیکن آج دیکھ لیا علی نے ناک منہ چڑھا کر اپنے سامنے کھڑی اس آفت کو دیکھا۔

زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں ہے کر دیا تو کر دیا میں تمہیں اس کا پے کر دوں گی۔

بلکہ میں تو کہہ رہی ہوں روز تم ہی کر دیا کرو میں تمہیں ہے کر دیا کروں گی گنگا نے اپنے کندھے سے ٹاول ہٹا کر ایک سائڈ رکھتے ہوئے کہا۔

میں تمہارا نوکر باقی کے الفاظ علی کے منہ میں ہی رہ گئے گنگا نے اس وقت سیلو لیس ٹی پنک کلر کی گھٹنوں تک آتی شرٹ کے ساتھ ڈھیلے سے ٹراؤزر میں اس کے سامنے کھڑی تھی دھلی دھلی دودھیارنگت کندھوں سے نیچے تک آتے بال میک سے پاک چہرہ رونے کی وجہ سے لال ہوتی ناک گلابی لب وہ بنا پلک چھپکائے مسلسل اسے کی دیکھ رہا تھا۔

گنگا کا پورا فوکس کھانے پر تھا اور نہ وہ سامنے کھڑے علی کی آنکھوں میں موجود جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ضرور دیکھ لیتی۔

علی نے ہاتھ آگے بڑھا کر گنگا کے منہ پر آئیں لٹھوں کو چھونا چاہا اس سے پہلے وہ اس کو چھوتا ہوش میں آتا پیچھے ہوا۔

تم کھانا کھا لو مجھے بھوک نہیں علی کہہ کر واپس جانے لگا۔

ابھی تو تم نے کھانا خود آڈر کیا تھا اور اب تمہیں بھوک نہیں؟؟؟ کیا تمہیں بھی اعتراض ہے دوسروں کی طرح کے میں ہندو ہوں اس لئے نہیں کھانا چاہتے۔؟؟ گنگا اس کی کہی بات کا کچھ اور ہی مطلب نکال چکی تھی۔

نہیں ایسا نہیں ہے علی نے اپنا رخ گنگا کی جانب کیا لیکن نظر اٹھا کر دیکھنے والی غلطی علی نے ناک تھی علی نے بنا کچھ بولے اپنی کرسی پر بیٹھا اور جلدی سے کھانا ڈالنے لگا۔

تم بھی بیٹھ کر کھانا کھا لو علی نے بنا گنگا کو دیکھے سامنے پڑی کرسی کی طرف اشارہ کیا گنگا علی کی حالت سے محفوظ ہوتی اپنی مسکراہٹ چھپا کر علی کے پاس موجود کرسی کھینچ کر ہی بیٹھ گئی۔

ناجانے کیوں وہ ایسی تھی اسے سامنے والی کی آنکھوں میں اپنے لئے جذبات چاہت دیکھ کر سکوں ملتا تھا اسکی حالت کو وہ پہلے ہی سمجھ چکی تھی ناجانے کیوں اسے یہ اچھا لگا تھا وہ مقابل کو مزید تڑپانا چاہتی تھی اسکا ضبط دیکھنا چاہتی تھی اس لئے وہ اس کے پاس بیٹھی پاس پڑی چیچ نیچے پھینک کر

مسکرائی دونوں کی نظریں آپس میں ٹکرائیں علی نے فوراً نظریں جھکائیں اور چیخ اٹھانے کے لئے جھکا گنگا بھی ساتھ ہی جھکی۔

دونوں کی پیشانی ٹکرائی گنگا اپنی پیشانی مسلتے پیچھے ہوئی علی نے مزید جھک کر چیخ اٹھائی اور چہرے پر سنجیدگی کے ساتھ ساتھ سختی بھی آئی تھی اب۔

بادل گرجنے کی آواز پر گنگا گہرا مسکرائی اور بریانی ڈال کر واپس بادلوں کے گرجنے کا انتظار کرنے لگی۔

لائٹس بند ہوئیں تو گنگا کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

واہ پاکستان کی لائٹ آج تو لوہو کہہ کر پی لینے کا دل کر رہا لائٹ کا کیا صحیح ٹائم پر گئی ہے گنگا چہکی تھی اس نے صرف سوچا تھا زبان سے ایک لفظ نکالتی تو یقیناً مقابل کے ہاتھ سے زمین بوس ہو جاتی بادل گرجے تو گنگا نے پاس بیٹھے علی کا ہاتھ پکڑا اور اس کی گود میں آ بیٹھی۔

مجھے ڈر لگتا ہے بادلوں کے گرجنے سے اور اندھیرے سے گنگا نے اندھیرے میں ہی علی کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا ابھی گنگا مزید کچھ بولتی لائٹ واپس آگئی تھی وہ علی کے بے حد قریب تھی اگر زرا سا بھی گنگا ہلتی تو علی کے کب کو چھو لیتی گنگا کی حالت اب غیر ہوئی تھی وہ یہ تو

نہیں چاہتی تھی علی کی آنکھوں میں چمک ابھری گنگا اٹھتی اس سے پہلے ہی گنگا کی کمر کو علی نے اپنی گرفت میں لیا۔

حیرت کی بات ہے کہ گولیوں کے سائے تلے پل کر بڑی ہوئی لڑکی جو اندھیرے میں نشانہ ٹھیک لگاتی ہے اندھیرے کمرے میں لوگوں کا قتل کرتی ہے آج اسے ڈر لگ رہا ہے۔؟؟؟ گنگا کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں تھیں وہ کیسے جانتا تھا اس کے بارے میں۔

جب تم میرے بارے میں پتہ کروا سکتی ہو میرے لئے تو یہ چند سیکنڈ کا کام تھا اور جو تم یہ کر رہی ہو نایہ تمہارے لئے ہی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے سمجھی علی نے دھکا دے کر گنگا کو خود سے دور کیا اور اپنے حصے کا کھانا اٹھا کر صوفے پر جا بیٹھا گنگا حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی لیکن وہاں سے اٹھی نہیں تھی۔

ایسے بیٹھے رہنے کا ارادہ ہے۔؟؟؟ کھانا کھاؤ گی یا میں اپنے طریقے سے کھلاؤں اور شاید پھر تمہیں وہ طریقہ پسند نہیں آئے تمہیں علی اپنے کھانے پر جھکا ہوا بالا تو گنگا منہ بسورتی اتنی اور کھانا کھانے لگی پھر خاموشی سے اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔

ت۔ ت۔ ت۔ تم یہاں کیسے گنگا۔؟؟؟ رحمان نے حیرت سے گنگا کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

گنگا نہیں نازش گنگا مسکرائی تو رحمان نے حیرت سے ربانیہ کو اور پھر پیچھے کھڑے علی کو دیکھا جس کے چہرے پر آج مسکراہٹ تھی وہ مسکراہٹ دیکھ کر رحمان کو بھی جھٹکا لگا تھا اس مسکراہٹ میں کیا کچھ نہیں تھا سکون اپنی چاہت مل جانے کی خوشی۔

ربانیہ نے اثباب میں سر ہلایا تو نازش نے بھی اثباب میں سر ہلایا ربانیہ آہستہ آواز میں چیختی نازش کے گلے لگی اور رونے لگی نازش کا حال بھی کچھ مختلف نہیں تھا وہ بھی رو رہی تھی علی نے آگے بڑھ کر رحمان کو گلے لگایا اور پھر طوافِ کعبہ کرنے لگا پیچھے روتی ربانیہ اور نازش میں بھی طوافِ کعبہ کر رہیں تھیں۔

ماما کو یہ معلوم ہوا نا تو وہ بہت خوش ہو گئی نازش کے تم نے اسلام قبول کر لیا ہے ربانیہ نے چہکتے ہوئے کہا۔

تم ملنا نہیں چاہو گی ان سے؟؟؟ نازش نے بغور ربانیہ کے چہکتے چہرے کو دیکھا ربانیہ نے مڑ کر نازش کو دیکھا جو مسکرا رہی تھی اور پیچھے ہی زاہد صاحب زاہدہ بیگم حسنین حنین اور رضیہ بیگم کے ساتھ کھڑے مسکرا رہے تھے۔

ربانیہ خوشی سے ان سے ملی اور نازش کے گلے لگی۔

تھینک یو تھینک یو سوچ نازش مجھے میرے گھر والوں سے ملوانے کیلئے کاش نمر ایہاں ہوتی رقیہ ماما یہاں ہوتیں ہمارے پاس ربانیہ کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔

اس کا افسوس اور تکلیف ہمیشہ رہے گی کی وہ ہمارے درمیان نہیں لیکن نازش بولتے بولتے رکی اور نظر سامنے کعبہ پر پڑی کچھ لوگ کعبہ کا غلاف بدل رہے تھے نازش نے حسرت بھری نگاہ سے انہیں دیکھا تھوڑی ہی دیر میں وہ لوگ غلاف کعبہ لے کر وہاں سے چلے گئے نازش کی حسرت بھری نگاہ نے دور تک اس غلاف کا پیچھا کیا پھر ربانیہ کی طرف متوجہ ہوئی۔

ربانیہ تم نے مجھے بتایا تھا کہ اللہ کا گھر خوبصورت ہے جھوٹ کیوں بولا نازش نے کعبہ کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے پوچھا ربانیہ کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے اور وہ نازش کی جانب بڑھی اور اس کا کاہاتھ کھینچ کر اپنے سامنے کھڑا کیا۔

کیا کہنا چاہتی ہو تم۔؟؟؟ ربانیہ نے آج پہلی بار نازش سے غصے سے بات کی تھی نازش نے ایک نظر اٹھا کر کعبہ کو دیکھا چہرے کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور آنکھیں نم ہوئیں۔

ہاں جھوٹ بولا تھا تم نے کہ اللہ کا گھر خوبصورت ہے اللہ کا گھر خوبصورت نہیں بے انتہا خوبصورت ہے اس سے اچھا نظارہ میں نے کہیں دیکھا ہی نہیں اتنا پرکشش اتنا حسین دنیا میں اس سے زیادہ حسین نظارہ کہیں نہیں رہا۔

جو سکون یہاں ہے وہ کہیں نہیں نازش آنکھیں موند کر کھڑی بول رہی تھی اور ربانیہ کے چہرے کے تاثرات نارمل ہوئے تھے وہ بھی کعبہ کی طرف منہ کئے کھڑی اس خوبصورت منظر کو اپنی آنکھوں میں بسا رہی تھی۔

نازش ایک تحفہ دینا چاہتی ہوں تمہیں قبول کرو گی۔؟؟؟ ربانیہ نے نازش کا ہاتھ تھام کر پوچھا تو نازش مسکرائی تمہارے تحفے میں دی موت بھی نازش ہنس کر قبول کر لے گی نازش نے ربانیہ کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی تو وہ گہرا مسکرائی پھر ہاتھ پکڑے ہی کعبہ کا طواف کرنے لگی۔

شام ہو گئی ہے اب ہمیں چلنا چاہیے نازش کعبہ کو بوسا دیتے ہوئے کہا۔
تم بس آج کیلئے آئی تھی۔؟؟ ربانیہ کی غم میں ڈوبی آواز سن کر نازش نے سرد آہ بھری ہاں میں ہی نہیں ماما والے بھی آج کیلئے ہی آئے تھے بس نازش نے بغور زاہدہ بیگم کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

جہاں ہنوز مسکراہٹ قائم ہوتی تھی وہاں آج غم تھی تکلیف تھی مسکراتی آنکھوں میں آج آنسو تھے نازش نے زاہدہ بیگم کا ہاتھ تھاما اور ان کے قریب بیٹھی۔

ماما!!! نازش نے پکارا تو زاہدہ بیگم نے نازش کی طرف دیکھا۔

میں جانتی ہوں ماما آپ کو نمرا کے جانے کا دکھ تکلیف ہے اتنی ہی تکلیف ہمیں بھی ہے لیکن آپ ایسے رہ کر مجھے بھی اندر سے توڑ رہی ہیں مجھے تکلیف ہو رہی ہے میں آپ ایسے رہیں گیں تو مجھ میں ہمت کہاں سے آئے گی۔؟؟

زاہدہ بیگم نازش کے گلے لگ کر رونے لگیں۔

ماما اور نہیں اب رونے کی باری ان کی ہے جنہوں نے ہمیں یہ تکلیف دی آج میں اپنے رب کے گھر اس لئے آئی تھی کہ مجھے اپنے رب سے بہت سی باتیں کرنی تھیں اس دشمن کو مارنے کیلئے پر سکون ہونا تھا ہو گئی پر سکون اب مجھے کوئی نہیں روک سکتا اسے مارنے سے۔

بیٹا لازم تو نہیں اسے مارا جائے اللہ پر چھوڑ دو وہ بہترین بدلہ لینے والا ہے نازش زاہدہ بیگم نازش کا ہاتھ تھام کر بولیں تو نازش مسکرائی۔

ماما چھوڑ دوں۔؟؟ تا کے وہ آپ لوگوں کو بھی مار دے مجھے اکیلا کر دے ویسے ہی جیسے میں بچپن میں تھی ماما یقین رکھیں کچھ غلط نہیں کروں گی بس اپنا اپنا قصاص لوں گی نازش کہہ کر اٹھی۔

نازش ایک تحفہ دینا چاہتی تھی وہ دے دوں۔؟؟؟ ربانیہ نے کہا نازش مسکرائی اور ربانیہ کا ہاتھ تھام کر اثباب میں سر ہلایا۔

ربانیہ نے زاہدہ بیگم ک طرف دیکھا پھر زاہد صاحب کو اشارہ کیا تو وہ وہاں سے دوسری جانب چلے گئے۔

ربانیہ نے اپنے بیگ سے ایک لال ڈوبٹا نکالا اور نازش کے سر پر دیا نازش نے حیرانی سے ربانیہ کی طرف دیکھا۔

یہ ڈوبٹا تمہارے لئے آج ہی خریدا تھا میں نے کے جب تم کسی سے شادی کرو گی تو میں یہ تمہیں اپنے رب کے گھر کا تحفہ دوں گی اور دیکھو اللہ نے کیسے میری دعا قبول کر لی آج ہی صبح دل سے تمہیں یہاں دیکھنے کی خواہش کی تھی اور دیکھو تم جہاں میرے سامنے ہو ربانیہ نے مسکرا کر کہا۔

وہ سب کچھ تو سمجھ میں آ گیا تو تم نے یہ میرے شادی کے لئے لی ہے لیکن یہاں اور شادی تمہارا دماغ خراب تو نہیں ہو گیا نازش نے دوپٹہ اپنی ارد گرد اچھے سے لپیٹتے ہوئے کہا ربانیہ مسکرائی اور

اس طرف گئی جس طرف رحمان اور علی کھڑے بات کر رہے تھے وہاں کھڑی ہو کر ربانیہ نے کچھ کہا علی اور رحمان کے ہمراہ ربانیہ نازش کے پاس آئی نازش ربانیہ کو یہ سب کرتے حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔

ابھی ربانیہ کچھ بولتی کہ زاہد صاحب ایک امام کے ساتھ وہاں آئے۔

یہ رہا میری طرف سے تمہارا تحفہ ربانیہ نے ہاتھ اٹھا کر علی کی طرف اشارہ کیا نازش نے حیرانی سے پہلے علی کو پھر ربانیہ کو دیکھا۔

تمہارا دماغ خراب تو نہیں ہو گیا ہے کسی عجیب و غریب سی باتیں کر رہی ہو پہلے اس بات کو ادھورا چھوڑ کر چلی گئی اب تم مجھے یہ تحفہ دے رہی ہو ایسا گندا تحفہ نازش نے چڑ کر کہا علی نے اپنی نظر چاروں طرف گھمائی پیشانی پر کئی بل نمایاں ہوئے تھے۔

تم کہنا کیا چاہتی ہو علی نے پوچھا۔

اب ذرا صبر کریں میں آتی ہو ربانیہ نازش کا ہاتھ پکڑتی ہوں وہاں سے چلی گئی۔

اب وہ دونوں کعبہ کی طرف بڑھ رہی تھی۔

تمہیں معلوم ہے علی کیسا انسان نے جو پہلے سے ہی ٹوٹ چکا ہے جتنا میں نے علی کو جانا ہے پہچانا ہے وہ ویسا نہیں جیسا دکھتا ہے وہ بھی ویسی محبت ڈیزرو کرتا ہے جیسے رحمان کو ملی۔

کیا سچ میں رحمان کو اس کی محبت مل گئی نازش نے حیرت سے پوچھا ربانیہ مسکرائی۔

ہاں آدھی ادھوری وہ بھی ہر وقت یہی کہتا رہتا ہے نازش کے حصے کا پیار نازش تک رکھو اور میرے حصے کا پیار مجھے دو۔ ربانیہ کہہ کر ہنسی۔

ربانی تمہاری بات سمجھ رہی ہوں لیکن میں اس رشتے کے لئے بالکل تیار نہیں ہاں میں بھی علی کو جانتی ہوں۔ بلکہ بہت اچھے سے جانتی ہوں وہ ایک اچھا لڑکا ہے لیکن!!!

لیکن ویکن کچھ نہیں۔ نکاح ایک ایسا بندھن ہوتا ہے نایہ پاک بندھن ہوتا ہے یہ جب دو انسانوں کے درمیان باندھا جاتا ہے نامحبت نہ بھی ہو تو جذبات محبت خود ہی پیدا ہو جاتی ہے میرا دیا ہوا تحفہ ٹھکرا رہی ہو تم ربانیہ کی آنکھوں میں نمی پھیلی۔

نہیں ایسا کچھ نہیں تمہارا دیا ہوا تحفہ مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہے ہاں اپنی محبت کی حیثیت سے نہ صحیح تمہارے دیئے ہوئے تحفے کہ حیثیت سے اسے بہت چاہوں گی کیونکہ تمہاری ہر چھوٹی سی چھوٹی دی ہوئی چیز مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہے نازش نے مسکرا کر کہا ربانیہ مسکرائی

چہکتی ہوئی نازش کا ہاتھ پکڑ کر اسی طرف گئی جس طرف سب کھڑے ہوئے ان کا انتظار کر رہے تھے۔

رحمان نے علی کو بتایا تو اس کے چہرے سے کوئی کسی بھی قسم کے جذبات کا پتہ ناگاسکا کیونکہ چہرے پر ویسے ہی مسکراہٹ قائم تھی۔

تھوڑی دیر میں دونوں کا نکاح پڑھوایا گیا۔

پہلے تو تمہیں بہت خوش آمدید ہمارے مذہب میں تمہارا یہ فیصلہ درست تھا اور دوسری بات بہت خوش قسمت ہو تم اللہ کے گھر میں تمہاری زندگی کا فیصلہ کیا گیا ہے اور تیسری بات اگر آپ لوگ رخصتی کرنا چاہتے ہیں تو بچی کا یہاں سے مدینہ منورہ تک کا سفر کروادیں رخصتی کی نیت سے امام نے مسکرا کر کہا تو زاہد صاحب نے پہلے نازش کو پھر ربانیہ کو دیکھا۔

میں نے اپنی ایک بچی کی نہیں دونوں بچیوں کی رخصتی کرنی ہے تمہاری صحیح طریقے سے رخصتی نہیں کر پایا تھا نا آج کروں گا زاہد صاحب نے مسکرا کر ربانیہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور اپنے سینے سے لگایا پھر اپنا ہاتھ کھول کر نازش کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا تو نازش ان کے سینے سے لگی۔

امام صاحب مسکرائے اور اپنا موبائل نکال کر تھوڑے سائڈ میں ہوئے تھوڑی دیر بعد وہ ان کی طرف واپس آئے تو تین سے چار لوگ ان کے ساتھ تھے اور ہاتھ میں قرآن پاک تھے وہاں طواف کرتا ہر انسان ان کی طرف متوجہ تھا۔

سر پر قرآن کا سایہ کئے ربانیہ اور نازش کو مدینہ منورہ لایا گیا۔

کتنا حسین تھا وہ گنبد وہ گھر ہمارے نبی پاک جہاں رہتے تھے وہ گھر فاطمہ کا گھر فاطمہ کی چچی جس کو وہ اپنے حسین ہاتھوں سے چلایا کرتی تھیں نازش نے مدینہ منورہ کا طواف کرنے کے بعد اپنا رخ واپس زاہد صاحب والوں کی طرف کیا اور انہیں ان کے مقام کی طرف روانہ کیا اور خود علی کے ہمراہ واپس آئی۔

نازش تمہیں نہیں لگتا کہ اب آنٹی والوں کو دور رکھنا ٹھیک نہیں علی نے نازش کے قریب بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

تم ذرا مجھ سے دور ہو کر بیٹھو گے نازش نے منہ بنا کر کہا۔

پہلے میں تم سے دور اس لیے بیٹھتا تھا کہ تمہارا مجھ سے کوئی تعلق نہیں تھا لیکن اب میرا تم سے تعلق ہے اور کون سا تعلق ہے وہ بھی تم بہت اچھے طریقے سے جانتی ہو علی نے ہاتھ میں پکڑا

نکاح نامہ نازش کی آنکھوں کے سامنے لہرا کر کہا نازش نے منہ بسور کر نظریں باہر کی طرف گھمائیں۔

اب کچھ نہیں کہنا آپ کو میڈم علی نے آئیبر و اچکا کر نازش کو خاموش بیٹھے دیکھ کر واپس کہا لیکن نازش نے آنکھیں موند لیں علی بھی خاموش ہو کر باہر دیکھنے لگا۔

کتنا خوش کن تھا یہ منظر علی نے سوچا تو نہ تھا وہ اتنی جلدی اس کے پاس آجائے گی اس کو مل جائے گی کل تک جو بنا تعلق کہ اس کے ساتھ تھی آج پورے حق سے وہ اس کے ساتھ بیٹھا تھا اس پر صرف علی کا حق تھا وہی مسکراہٹ علی کے چہرے پر آئی جو اس سے چھین لی گئی تھی۔ نظریں نازش کے چہرے پر جمائی اور بس پھر خاموشی سے نازش کو ہی دیکھتا رہا۔ وہ خوش تھا چہرے پر مسکراہٹ تھی دل میں اپنے رب کا شکر گزار تھا۔

نازش کو معلوم تھا وہ اب اس کے چہرے کا طواف کر رہا ہے اپنی مسکراہٹ چھپاتی وہ منہ موڑ گئی علی نے منہ بسورتے ہوئے اپنا موبائل نکالا اور اس میں مصروف ہو گیا تھوڑی دیر بعد نظریں واپس نازش کی جانب اٹھیں علی کو لگا کہ وہ سوچکی ہے ہاتھ آگے بڑھا کر نازش کا سر اپنے کندھے پر رکھا اور اس کے سر پر اپنا سر رکھ کر آنکھیں موند لیں نازش مسکرائی اور ویسے ہی بیٹھی رہی۔

گھر میں قدم رکھا تو اب وہ گھر اپنا نہیں تھا اس کا سرد آہ بھرتی گھر میں داخل ہوئی اور اسکارف اتار کر ایک طرف پھینکا اور چلتے چلتے آگے بڑھی اور تھوڑے سے فاصلے پر ہی گاؤں پھینک دیا

علی نے منہ بسور اور اسکارف اٹھایا اور پھر گاؤں اپنے ہاتھ پر رکھے موبائل نکال کر باہر کی جانب بڑھا۔ کھانے کا آرڈر دینے کے بعد نازش کے پیچھے ہی گیا نازش نے شوز اتار کر ایک کمرے کے گیٹ کے پاس ہی چھوڑا تھا اور دوسرا بیڈ کے پاس علی نے گاؤں کو طریقے سے الماری میں رکھا۔ شوز اور سوکس اٹھا کر طریقے سے رکھ دیئے۔

اپنا کورٹ اتار کر ایک سائڈر کھا ابھی وہ باہر کی جانب بڑھا ہی تھا کہ نازش ٹاول میں منہ لپیٹے باہر آئی علی کی نظریں نازش کی جانب اٹھیں چہرے پر ایک مسکراہٹ آئی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے نازش کے قریب جانے لگا نازش نے چہرے سے ٹاول ہٹایا اپنی طرف بڑھتے علی کو دیکھ کر آئیبرو اُچکائی۔

تمہیں آج میرے سامنے ایسے آتے وقت سوچنا چاہیے تھا علی نے کہہ کر نازش کو سر تا پیر دیکھا نازش کو اب احساس ہوا کہ وہ جانے انجانے میں غلطی کر بیٹھی پہلے اگر وہ کنٹرول کر رہا تھا تو صرف اس لئے کہ نازش کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔

نازش کیا کر بیٹھی شیر کے آگے خود ہی کھانا بن کر آگئی نازش نے سوچتے ہوئے اپنے قدم و اثر و م کی طرف بڑھائے لیکن اس سے پہلے ہی علی نے نازش کو کمر سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو وہ اس کے سینے سے آگئی۔

تم میرے جذبات سے کل بہت اچھے سے واقف تھی پھر بھی مجھے کل تم نے وہ دکھایا جو مجھے دیکھنا نہیں چاہیے تھا علی نے نازش کے کان پر جھک کر سرگوشی کرنا شروع کی۔

آج نہیں کرو گی وہ سب۔؟؟؟ آج بھی بادل گرج رہے ہیں آج ڈر نہیں لگ رہا میری بیگم کو۔؟؟؟ علی نے کہہ کر اپنے لب نازش کی گردن پر چھوڑ دیئے نازش کا چہرہ گلاب کی طرح لال ہو رہا تھا یہ احساس الگ تھا ایک نیا احساس نازش اپنی بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کو ترتیب دینے کی ناکام کوشش کرتی علی سے دور ہونے لگی خمار آلود نگاہیں اٹھا کر علی نے نازش کے چہرے پر دیکھا کچھ لٹھیں نازش کے چہرے پر تھیں صاف و شفاف دودھیار نگت شرم و حیا کے بکھرے چہرے

پر رنگ کسی قوس و قزح کے رنگوں سے بھی دلکش تھے علی نے نازش کے ماتھے پر بوسہ دیا علی کے دہکتے لب اپنی پیشانی پر محسوس کرتے نازش نے علی کی شرٹ کو مضبوطی سے تھام لیا۔

لاکھ بہادر صحیح تھی تو وہ ایک لڑکی علی کی قربت سے بہکار ہی تھی اس کا لمس اب نازش کو سکون دینے لگا تھا نازش کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے علی نے نازش کے بہتے آنسو کو صاف کیا۔

آنکھیں کھولو میری طرف دیکھو علی نے بغور نازش کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ نازش نے آنکھیں کھول کر علی کو دیکھا۔ علی کی گرفت کمر پر مضبوط ہوئی اور ہاتھ گردن پر رکھ کر نازش کو اپنے مزید قریب کیا علی کی دہکتی سانسیں نازش کو اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھیں۔

میں جانتا ہوں تم تکلیف میں ہو اور میں تمہاری یہ تکلیف محسوس کر سکتا ہوں۔ کس قدر تکلیف ہوتی ہے جب کوئی اپنا ہم سے دور ہو جاتا ہے میں نے تو ایک ساتھ کئی اپنوں کو کھویا ہے اس کی تکلیف میں بہت اچھے سے محسوس کر سکتا ہوں علی کی آنکھوں میں نمی پھیلی نازش نے ہاتھ علی کی کمر پر باندھے ایک آنسو ٹوٹ کر گر اتو نازش نے بے یقینی سے علی کے چہرے کو دیکھا کالی آنکھوں میں جہاں ویرانی ہوتی تھی وہاں آج تکلیف تھی۔

علی نے نازش کی آنکھوں میں جھانکا اور پھر دونوں طرف خاموشی چھائی نا جانے کتنی دیر وہ نازش کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر نظر گلاب کی طرح لال لب پر پڑی علی نے جھک کر نازش کے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کیا اور نازش کی سانسوں کو پینے لگا نازش نے علی کی کمر کے گرد حصار تنگ کیا اور آنکھیں موند لیں نازش کی طرف سے کوئی حرکت ناپا کر علی کی شدت مزید بڑھی تھی علی نے نازش کے ہونٹوں کو آزاد کیا اور نازش کے چہرے کی طرف دیکھا شرم سے ہوتا لال چہرہ کتنی حسین لگتی تھی وہ شرماتی ہوئی۔

علی ابھی مزید کوئی گستاخی کر تا گیٹ پر کسی نے دستک دی علی نے منہ بسورتے ہوئے نازش کو چھوڑا اور بنا کچھ بولے کمرے سے باہر نکل گیا۔

نازش اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اپنی دھڑکنوں کو ترتیب دینے لگی کیا ہو گیا تھا آج اسے کیسا احساس تھا یہ۔؟؟؟ نازش کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

بہت خوبصورت احساس نازش نے اپنے ہونٹوں کو چھوا۔

علی نے کھانا لگایا اور نازش کو لینے کیلئے کمرے میں گیا تو نظر سامنے کھڑی نازش پر پڑی جو اب بھی ویسے ہی کرسی کا سہارا لئے اپنے دل پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی لیکن چہرے پر کی قسم کے جذبات نہیں تھے علی نے آگے بڑھ کر نازش کا ہاتھ تھاما تو وہ ہوش میں آئی۔

کھانا کھا لو پھر آرام کر لینا میں نے کسی کام سے جانا ہے علی نے بغور نازش کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا نازش بنا کچھ بولے اثاب میں سر ہلاتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔

ریان یہ کون ہے۔؟؟؟ ر مزانے سامنے موجود ایک بوڑھے آدمی کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

گنگا جانتی ہو گی مجھے نہیں معلوم یہ ریکارڈنگ علی کو بھیج دیتے ہیں وہ دیکھ لیں گے کون ہے۔

نازش نام ہے اس کا بھائی آپ دونوں بھی نازش بولا کریں اسے سمجھے آپ ردا جو رونے کا کام سر انجام دے رہی تھی چڑ کر بولی تھی۔

ارے ہاں ویسے بھی سنا ہے بھابھی بن گئی ہے ہماری گنگا راؤ سے مسسز علی بن گئیں ہیں روحان نے کندھے اچکا کر کہا۔

کیا۔؟؟ سچ میں۔؟؟ سچ بتائیں آپ جھوٹ تو نہیں بول رہے نا۔؟؟ ردا بے یقینی سے روحان کا کالر پکڑے پوچھ رہی تھی۔

نہیں مجھے کیا ضرورت ہے چھوڑ بولنے کی نکاح خانہ کعبہ میں ہو اور پھر رخصتی بھی وہیں سے کر دی گئی ہے۔

ہائے نازش تمہاری قسمت کتنی اچھی ہے ردا پھر روحان کے سینے سے لگ کر رونا شروع کر چکی تھی۔

کس بات کا رونا دھونا مچا رکھا ہے تم لوگوں نے علی نے گھر کے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا ان چاروں کا دھیان علی کی طرف گیا۔

آؤ تمہارا انتظار کر رہا تھا میں ریان نے کھڑے ہوتے ہوئے علی سے ہاتھ ملایا تو روحان بھی آگے بڑھ کر علی سے ملا ریان نے تھوڑی جگہ بنائی اور وہ لیپ ٹاپ علی کے سامنے کیا اور ایک ویڈیو چلائی۔

اس میں تقریباً سارے بڑے ہی آدمی ہیں مجھے سمجھ میں نہیں آتا یہ بوڑھے آدمی جن کی ادھی ٹانگیں قبر میں ہیں ان لوگوں نے جائیداد کا کرنا کیا ہے ان سب میں سے تم سب کا تعارف کروا چکے تھے لیکن ایک شخص نیا ہے اس میں میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔؟

میں خود دیکھ لوں گا علی نے لیپ ٹاپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا سامنے آنے والے چہرے کو دیکھ کر علی پر تو جیسے آسمان ٹوٹ پڑا تھا علی نے بے یقینی سے لیپ ٹاپ کی سکرین کو اپنے ہاتھ میں لیا اور لیپ ٹاپ کو اپنی گود میں رکھا چار سے پانچ دفعہ ویڈیو واپس دیکھی۔

آنکھوں میں وحشت اتر آئی تھی تھوڑی دیر پہلے پر سکون بیٹھا علی اب پر سکون ہر گز نہ تھا لیپ ٹاپ اٹھا کر زمین پر پھینکا اور اپنے بال کھینچتے ہوئے کھڑا ہوا۔

یہ۔ یہ نہیں ہو سکتا اتنا بڑا دھوکہ میرے۔ وہ بولتے بولتے چپ ہو اور اپنے ہونٹوں کو غصے سے رب کرتا باہر کی طرف بھاگا۔

اس کو کیا ہو گیا روحان نے حیرت سے پوچھا۔

ویڈیو دیکھ رہا تھا شاید کسی ایسے کو دیکھ لاجس کو نہیں ہونا چاہیے تھا اس ویڈیو میں۔ خیر رات بہت ہو گئی ہے اب سونا چاہیے صبح اٹھ کر اس کے بارے میں بات کرتے ہیں اور یہ لیپ ٹاپ کل جا کر ریپیئر کروانا ریان موبائل نکالتا روحان کو حکم دے کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

یہ ہمیشہ سے ایسے ہی حکم دیتا ہے۔؟؟ ر مزانے روحان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

ہاں ہمیشہ سے جب سے یہ میرے ساتھ ہے تب سے روحان نے منہ بسور کر کہا اور لیپ ٹاپ اٹھایا جس کی حالت خراب تھی۔

چل اب جا کر ہم بھی سو جاتے ہیں مجھے تو بہت زیادہ نیند آرہی ہے ر مزانے ردا کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

تم کیوں روئی جا رہی ہو کیا ہوا ہے مجھے بھی بتاؤ ر مزانے فکر مندی سے ردا کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا اور قدم کمرے کی طرف بڑھائی۔

سب کچھ بتاتی ہوں پہلے کمرے میں تو چلو ردا لے ر مضا کے گرد اپنے ہاتھ حائل کئے اور دونوں کمرے میں بند ہو گئی۔

ان دونوں کا اب کوئی ہے نہیں مطلب کے اب رخصتی کا کوئی چانس نہیں ہے روحان نے منہ بسورا۔ اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔

علی رش ڈرائیونگ کر کے گھر پہنچا تھا گھر میں داخل ہوا تو خالی گھر اسے منہ چڑھا رہا تھا خود کو نارمل کرتے وہ قدم آگے بڑھانے لگا تو اپنے پیچھے پاؤں کی آہٹ محسوس کر کے علی نے گن نکالی اس سے پہلے علی شوٹ کر تا گن زمین پر گری تھی۔

تم پاگل واکل تو نہیں ہو یا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے اگر تم مرنا چاہتے ہو میرے ہاتھوں سے تو ویسے ہی بتا دو لیکن مجھے تمہارے ہاتھوں سے مرنے کا کوئی شوق نہیں ہے مجھے میری دوست کا بدلہ لینا ہے اس کا بدلہ لئے بنا میں ہر گز دنیا کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی نازش نے غصے سے کہا۔

تمہیں اس گھر کا کیسے معلوم اور تمہیں کیسے معلوم کہ میں یہاں ہوں۔؟؟ علی نے حیرت سے پوچھا۔

شاید تم بھول رہے ہو کہ میرا نام نازش اور نازش کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہو تا گھر اچھا ہے صاف ستھرا رکھا ہوا ہے لیکن زیادہ دیر تک نہیں رہی نازش نے اپنی جیکٹ اتارتے ہوئے کہا۔

دیکھو اگر تم اپنی سلامتی چاہتی ہو نا تو میرے گھر میں گندہر گز نہیں کرنی اور یہ جو تم نے ڈریسنگ کر رکھی ہے آئندہ یہ ڈریسنگ تمہارے جسم پر نظر نہیں آئے تمہاری جسم کا ہر حصہ نمایاں ہوتا ہے اس سے۔ اور جو چیز علی کی ہوتی ہے اس پر علی کسی کی نظر نہیں پڑنے دیتا۔

پہلی بات میں کوئی چیز نہیں ہے دوسری بات نکاح کیا ہے تمہاری غلام بن کر نہیں آئی ہوں جو تمہاری ہر بات مانوں گی میں جس طریقے سے پہلے اپنی زندگی گزارتی آئی ہوں میں ویسے ہی اپنی زندگی گزاروں گی اگر تمہیں کوئی اعتراض ہے تو میں یہاں سے چلی جاتی ہوں جہاں پہلے میں رہ رہی تھی میں وہی رہوں گی۔

زبان بہت زیادہ چلتی ہے لیکن کوئی بات نہیں مجھے زبان کرنے کا بہت اچھا طریقہ آتا ہے علی نے نازش کو اپنی طرف کھینچا اور اپنے ہاتھ نازش کی کمر پر باندھے۔

کیا ہوا حیرت سے کیوں دیکھ رہی ہو طریقہ تھوڑا الگ ہو گا لیکن یقین مانو اسے تمہاری زبان بند ہو جائے گی علی کہہ کر نازش کے ہونٹوں پر جھکا نازش نے علی کی سینے پر ہاتھ رکھ کر علی کو دور دھکیلنا چاہا لیکن وہ ناکام رہی علی شدت مزید بڑھنے لگی جیسے جیسے نازش علی کو دور کرنے کی کوشش کرتی اتنی ہی شدت علی اختیار کر لیتا اب نازش کا سانس بند ہونے لگا تھا۔

جب علی کے منہ میں خون کا ذائقہ گھلا تو علی نے نرمی سے نازش کے ہونٹوں کو راحت بخشی۔

کچھ بولنا ہے اب بھی علی نے نازش کو اپنی طرف غصے سے دیکھتے ہا کر پوچھا۔

اس سے پہلے نازش کوئی جواب دیتی کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی علی اور نازش کی نظریں کچن کی طرف اٹھیں نازش کے ماتھے پر بیشمار بل نمایاں ہوئے تھے۔

سونیا ٹاول میں بال کھلے چھوڑے منہ پر ہاتھ رکھ کھڑی تھی منہ پر بھر بھر کے میک اپ لگا کر خود کو مزید حسین ثابت کرنے کی کوشش کر رہی تھی شاید۔

تم کون ہو۔؟؟ اور اسلئے تم یہاں آئے تھے نازش نے علی کو گرد حصار باندھا علی نے حیرت سے نازش کو دیکھا پھر سونیا کو۔

تمہیں میں نے منع کیا ہے نا کہ میری ہر چیز سے دور رہو ہر چیز میں میرا گھر بھی آتا ہے تمہیں میری بات سمجھ میں نہیں آتی۔ ابھی نکل جاؤ یہاں سے علی دھاڑا۔

ایسے کیسے نکل جاؤں تم میرے ساتھ ایسے کیسے کر سکتے ہو پہلے تم میرے ساتھ اور اب یہ نئی لڑکی۔ اس سے کب تک دل بھرے گا سونیا چیخی تھی۔

آواز نیچی رکھو لڑکی مجھے یہ ہر گز پسند نہیں کہ میرے سامنے کوئی اونچی آواز میں بات کرے اس سے پہلے علی کچھ بولتا نازش دھاڑی تھی۔

میں نہیں جانتی تمہارے اس کے ساتھ کیا تعلق تھا لیکن جو بھی تعلق تھا وہ اب ختم اپنے ذہن سے اس کا خیال نکال دو یہ میری دوست کا دیا ہوا تحفہ ہے تو یہ مجھے بہت عزیز ہے اسے تو میں کسی کو دینے نہیں والی چونکہ مجھے میری دوست کے ہر دی ہوئی چیز سے محبت وہ بھی بے انتہا کی محبت۔ بس اتنی بات یاد رکھو اب اس گھر میں تم مجھے واپس نظر آئی یا تمہیں میں نے علی کے آس پاس بھٹکتے دیکھ لیا تو وہ تمہارا اس دنیا میں آخری دن ہو گا سمجھ رہی ہوں نامیری بات نازش اسے وارن کرتی علی کو اپنے ساتھ لے کر آگے بڑھنے لگی۔

ایک کریکٹر لیس ہے یہ اس کو محبت کون کرتا ہے۔؟؟ سونیا نے طنزیہ مسکراتے ہوئے کہا۔

مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا کریکٹر لیس ہے یا کوئی بھی لیکن ہاں مجھے لگتا ہے تمہیں بہت فرق پڑتا ہے ویسے میں نے سنا ہے جیسا انسان خود ہوتا ہے نا ویسی سوچ کو سامنے والے کے بارے میں دکھتا ہے یہاں کریکٹر لیس مجھے علی تو کہیں نہیں دکھ رہا لیکن۔ نازش نے سونیا کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور ایک آئیر اُچکائی۔

ارے جاؤ جاؤ مجھے کوئی شوق نہیں تھا اس کے پاس آنے کا وہ تو آج اس نے مجھے کال کر کے کہا کہ وہ یہاں گھر آ رہا ہے میں اس کے لئے کھانے کا اہتمام کروں اور اس کی رات گزارنے کا تو صرف اسی لیٹے میں نے یہ سب کچھ کیا۔

اور تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ یہ میرے بچے کا باپ بننے والا ہے سونیا نے کہا تو علی نے حیرت سے نازش کے چہرے کی طرف دیکھا جہاں کسی بھی قسم کے تاثرات نہیں تھے۔
ارے واہ یہ تو بہت اچھی بات ہے کیا بات ہے ہسپینڈ صاحب بنا میری کسی محنت کے بچہ دے رہے ہو مجھے نازش نے ہنس کر علی کی طرف دیکھا۔

روبی روبی اندر آ جاؤ نازش نے باہر کھڑی لڑکی کو بلا یا وہ دروازہ کھول کر سر جھکائے اندر داخل ہوئی یہ ناہماری سب سے زیادہ اسپیشل گیسٹ ہے نازش نے سونیا کو کندھے سے تھامتے ہوئے کہا سونیا نے حیرت سے نازش کے اس بدلتے دھوپ کو دیکھا۔

ہاں ایسے نہیں دیکھو یہ سب سے زیادہ اسپیشل گیسٹ ہے اس نے ملازمہ کو حیرت سے دیکھتے دیکھ کر کہا تو وہ پھر سر جھکا گئی۔

اس کو نا اُس اسپیشل والے روم میں چھوڑنا ہے اس کی خاطر داری بہت اچھے سے ہونی چاہیے کیونکہ "یہ میرے شوہر کی ماں بننے والی"۔ "اوہو!!! سوری سوری یہ میرے شوہر کے بچے کی ماں بننے والی ہے" یعنی یہ میرے بچے کی ماں بننے والی ہے تو ہمیں تو اس کا خیال رکھنا وہ بھی اچھے سے کھانا پینا سب کچھ ٹائم پر دینا لیکن صرف اسے اس کو تو اسپیشل ٹریٹمنٹ دینی ہے۔ نازش نے سونیا کے چہرے سے پکڑ کر اوپر چہرہ کیا اور مسکرائی۔

جاؤ احتیاط سے لے کر جانا ہے اسے نازش نے روبی کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور وہ خود آگے بڑھ کر علی کے قریب ہوئی اور اس کے بازو میں ہاتھ ڈالا اور روبی کو دیکھنے لگی علی تو حیرت سے صرف نازش کو دیکھ رہا تھا کیا وہ سچ میں یقین کر چکی تھی کہ وہ اس کے بچے کی ماں بننے والی ہے۔ تبھی وہ اتنے اچھے طریقے سے رہنے کا کہہ رہی تھی یقین بھی کیوں نہ کرتی ایک دن میں کون سا وہ اس پر یقین کرنے لگی تھی یا علی نے اس کو خود پر یقین کرنے کا کہا کب تھا؟؟۔

ایسے لے کے جاتا ہے نازش نے روبی کو جب ہاتھ پکڑ کر آہستہ آہستہ چلتے دیکھا تو نازش فوراً بولی روبی نے سوالیہ نظر سے نازش کو دیکھا۔

ارے ذرا اسپیشل ٹریٹ کرنا ہے یا تم اتنے سالوں سے میرے ساتھ ہو تمہیں اس چیز کا اندازہ نہیں ہوا پاگل لڑکی نازش نے آگے بڑھتے ہوئے کہا نازش سونیا کے قریب کھڑی ہوئی اور اس کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹنا شروع کر دیا جبکہ وہ زمین پر گری چیخ رہی تھی علی نے حیرت سے نازش کو دیکھا جس کے چہرے پر اب بھی کوئی تاثرات نہ تھے چہرے پر ہنوز مسکراہٹ قائم تھی روبی بھی اس کے پیچھے پیچھے سر جھکائے چل رہی تھی۔

اب سمجھ گئی اس طریقے کا اسپیشل ٹریٹ کرنا ہے نازش نے روبی کو دیکھتے ہوئے پوچھا تو مسکرا کر اثاب میں سر ہلاتی آگے بڑھی نازش ہاتھ جھاڑتی علی کی جانب بڑھ گئی۔

آہستہ آہستہ سونیا کی چیخیں کم ہونے لگی تو وہ پرسکون ہو کر علی کہ بازو میں بازو ڈال کر آگے بڑھنے لگی۔

مجھے تمہارے اس گھر کے بارے میں تو پتہ تھا لیکن اس میں ہمارا کون سا ہے وہ مجھے نہیں پتا تم بتادو کہ ہم نے کس روم میں رہنا ہے نازش نے پوچھا۔

علی نے سامنے موجود بند کمرہ کھولا نازش اس کمرے میں گئی۔ چاروں طرف نظر دوڑائی دیواروں پر ہوئے کلر سے لے کر روم میں پڑی ہر ایک چیز کالی تھی نازش نے منہ بسورا اور پھر علی کو دیکھا۔

دیکھو مانا کہ کالا کلر ہر کسی کا پسندیدہ کلر ہوتا ہے میرا بھی ہے لیکن یہاں اگر لائٹ بند کر دی جائے کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔

جانتا ہوں؛!!! لیکن تم نے یہاں لائٹ بند کر کے گھومنا ہی کیوں ہے علی کہتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔

نازش منہ بسورتی صوفے پر بیٹھ گئی سر پیچھے کی طرف گرا کر آنکھیں موند لیں نا جانے کتنی دیر وہ ایسے ہی بیٹھی رہی جب علی واش روم سے باہر آیا۔

دیر کافی ہو گئی ہے تمہیں سو جانا چاہیے علی نے کہا نازش اٹھی اور وہ ٹاول علی کے ہاتھ سے چھینتی واش روم میں بند ہو گئی۔

لڑکی تمہارا ٹاول الگ ہے میرے ٹاول کو گندا نہیں کرنا علی واش روم کے باہر کھڑا چیخا نازش نے واش روم کا دروازہ کھول کر اپنی گردن باہر نکالی۔

جو چیز تمہاری ہے اب وہ چیز میری بھی ہے لہذا اپنا منہ بند رکھو اور جا کر لیٹ جاؤ وہ کہہ کر واپس علی کے منہ پر دروازہ بند کر چکی تھی۔

نہایت ہی گندی لڑکی ہو تم صفائی نام کی چیز سے تمہارا دور دور تک لینا دینا نہیں ہے علی کہتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا۔

ہاں تو۔؟؟ تم لینا دینا ہونا بھی نہیں چاہیے نازش نے باہر آتے ہوئے کہا اور ٹاول ایک جگہ پھینک دیا علی نے حیرت سے نازش کو دیکھا اور پھر ٹاول کو

تم اتنی جلدی باہر۔؟؟؟ علی نے ٹاول ایک جگہ سلیقہ سے رکھتے ہوئے پوچھا۔

ہاں نازش صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھی اور سر پر ہاتھ رکھ آ نکھیں بند کیں تھوڑی دیر بعد نازش کو سر میں حرکت محسوس ہوئی تو نازش نے اپنے پیچھے کھڑے علی کو دیکھا۔

فکر نہیں کرو نہیں کھینچ رہا بال تمہارے سر میں درد ہے مساج کروا کر ٹیبلٹ لے لینا سکون ملے گا علی نے کہہ کر واپس نازش کے سر میں ہاتھ چلانا شروع کئے تو وہ خاموشی سے آنکھیں موند کر بیٹھ گئی پھر ناجانے کس پہرے سے نیند آئی اس کا تو نازش کو بھی اندازہ نا ہوا۔

رمز اکیا ہے صبح صبح یہاں لے آئی ہو مجھے اور سونا ہے ردانے آنکھیں بند کئے ہی رمز کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

موٹی!!! کتنی موٹی ہوتی جا رہی ہے تجھے اپنا خیال رکھنا چاہیے اور اپنی صحت کا صبح صبح کی واک اچھی ہوتی ہے لیکن ناجانے تمہاری نیند ہے یہ سمندر کا پانی جو کبھی ختم ہی نہیں ہوتا۔

تم میری نیند کو نظر لگاؤ گی۔؟؟ ردانے رمز کو دور دھکیلتے ہوئے کہا رمز اساتھ چلتی لڑکی کے ساتھ جا لگی اس لڑکی نے رمزہ کو دیکھا اور پھر ایک زوردار تھپڑ رمز کے منہ پر لگایا۔

اندھی ہو دکھائی نہیں دیتا اگر دکھائی نہیں دیتا تو تمہیں میرے خیال سے گھر رہنا چاہیے۔ وہ غصے سے کہتی ہے آگے بڑھی چند قدم آگے بڑھائے تھے کہ ایک لڑکی اس کے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔ اچھے طریقے سے حجاب کئے گلاسز لگائے وہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔

تم کون ہو اب میرا راستہ چھوڑو وہ لڑکی اسی سے کہتی ہے آگے بڑھنے لگی۔ سامنے آئی لڑکی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور پیچھے کی طرف دھکیلا۔

نازش!! نازش علی نام ہے میرا تم مجھے کسی اور نام سے بھی پکار سکتی ہو نازش نے کہتے ہوئے گلاسز اتارے پھر ایک کے بعد ناجانے کتنے تھپڑ اس لڑکی کے منہ پر رسید کئے پھر اس لڑکی کا وہ ہاتھ

پکڑا جس ہاتھ سے اس لڑکی نے رمز کو تھپڑ مارا تھا ایک ہی منٹ لگا تھا جب نازش نے سوچے سمجھے بغیر اس کا ہاتھ درمیان سے پکڑ کر اپنی ٹانگ پر مارا تو وہ لڑکی درد سے چیخ اٹھی اور نیچے زمین پر گر کر رونے لگی۔

یہ تو صرف اس پر ہاتھ اٹھانے کی سزا ہے بہت خوش نصیب ہو تمہیں تمہاری زبان چلانے کی سزا نہیں دے رہی نازش غصے سے کہتی ہوئی اٹھی اور آنکھوں پر گلاسز لگاتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔ یہ یہاں کیا کر رہی تھی اسے ہمارے لئے اس طرح کا کچھ کرنے کی ضرورت نہیں تھی یہ سمجھتی ہے یہ سب کچھ کرنے سے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا لیکن ہماری نمرا کبھی واپس نہیں آسکتی مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں رکھنا ہے رمز کہتی ہوئی اس لڑکی کی طرف بڑھی اور اس لڑکی کو اٹھایا اور اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔

اس لڑکی کے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹی ہے توڑی بھی بڑی مہارت سے ہے میری سمجھ میں نہیں آتا آج کل کی لڑکیوں کو ہو کیا گیا ہے ڈاکٹر نے ہنستے ہوئے ایکسرے رمز کی طرف کیا۔

جس نے توڑا ہے وہ ان سب چیزوں میں مہارت رکھتی ہے توڑنے میں رمز نے ہر لفظ چبا چبا کر ادا کیا اور ایکسرے اٹھا کر باہر کی جانب بڑھ گئی۔

رمز اس نے تمہیں تھپڑ مارا تھا اور تم اس کے لئے اتنا سب کر رہی ہو میرے خیال سے تمہیں یہ سب کچھ نہیں کرنا چاہیے اسے اس کی سزا ملی ہے۔

ردا میں جانتی ہوں کہ میرے ساتھ غلط کیا جب میں خاموش تھی اسے کیا ضرورت تھی اس طریقے سے اس پر ہاتھ اٹھانے کی ہاتھ توڑ دیا پکڑ کے تھپڑ مارا تو تھانازش نے ہو گیا حساب برابر تھپڑ کا جواب تھپڑ ہاتھ توڑنے کی کیا ضرورت تھی۔؟؟

اچھا اس کے گھر والے آتے ہی ہوں گے اسے اس کے حال پر چھوڑو یہاں سے نکلو۔

رمز اس لڑکی کے پاس گئی اور کچھ پیسے اس کے ہاتھ میں پکڑاتی ایکسرے اسے دے کر وہاں سے نکل گئی۔

ایمن بچہ ادھر میرے پاس آؤ شیروز نے ایمن کو خاموش کھڑے دیکھ کر اپنے پاس بلایا ایمن خاموشی سے شیروز کے ساتھ آکر بیٹھی اور اس کے کندھے پر اپنا سر رکھا۔

کیا ہوا ہے میری جان خاموش کیوں ہو تم اور تم ابو سے جا کر بھی نہیں ملی بہت یاد کرتے ہیں تمہیں میرے خیال سے تمہیں کاشف کے ساتھ جا کر ان سے مل لینا چاہیے۔

بھائی مجھے کسی سے نہیں ملنا سب لوگ یہاں دو غلے ہیں آپ لوگوں نے مجھے اس کے ساتھ نکاح میں دے دیا جس کے ساتھ میں محفوظ ہی نہیں ہوں۔

میری جان تم خود سوچو اگر صحیح وقت پر کاشف وہاں نہ آتا تو کیا تم آج اس طریقے سے میرے ساتھ بیٹھی ہوتی؟؟؟ شیروز نے ایمن کے بالوں میں انگلیاں گھماتے ہوئے پوچھا۔

اور اس نے بچایا تو خطرے میں اس کی وجہ سے ہی تو آئی تھی بھائی۔

نہیں وہ آدمی ہماری لاپرواہی سے تمہارے کمرے میں آیا تھا کاشف تو اسے اندر جانے ہی نہیں دے رہا تھا لیکن میرا یہ کہنا تھا کہ ایسے جانے دو۔

کیا مطلب بھائی ایمن نے حیرت سے شیروز کو دیکھا۔

آج شیر وز اور پلوشہ کا نکاح تھا ایمن تو آج بہت زیادہ خوش تھی کیونکہ اس کی بیسٹ فرینڈ بیسٹ کزن ہی اس کی بھابھی بننے جا رہی تھی اور پلوشہ کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا اسے تو شیر وز سے کچھ مطلب ہی نہیں تھا اسے تو خوشی بس اس بات کی تھی کہ وہ ہمیشہ ایمن کے ساتھ رہنے والی تھی۔

کاشف تم کہاں جا رہے ہو شیر وز نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے پوچھا کاشف نے موبائل سے نظر ہٹا کر ایک نظر شیر وز کو دیکھا جو اس وقت کالے شلوار قمیض میں کندھے پر اجرک اوڑھے اس کے سامنے کھڑا تھا۔

لائٹ کا کچھ مسئلہ ہو رہا ہے بار بار لائٹ چلی جاتی ہے تو میں نے سوچا تھا کہ فیوز چیک کر لوں ایک دفعہ۔ وہاں دیکھا تو وائرز کافی خراب ہو رہی ہیں بلایا ہے میں نے اپنے ایک دوست کو وہ آتا ہی ہو گا تو وہ ٹھیک کروانے کے لئے جا رہا ہوں۔

تم چھوڑو اسے اندر بھیج دینا ہم سب باہر چلتے ہیں تھوڑی دیر میں نکاح کی رسمیں بھی تو ہونے والی ہیں اور نا جانے ایمن کہاں ہے کب سے بلایا ہے میں نے اسے مجال ہے جو آئے۔

شاید کمرے میں ہوگی میں دیکھتا ہوں اسے کاشف تو کب سے ایمن کے پاس جانے کا بہانا ڈھونڈ رہا تھا آخر کار وہ موقع اسے مل ہی گیا تھا۔

ہاں جلدی سے تم باہر آجانا ایک تو یہ لڑکی تیار ہونے میں اتنا ٹائم لگاتی ہے شیراز موبائل میں مصروف باہر کی جانب بڑھ گیا کاشف مسکرا کر ایمن کے کمرے کی جانب بڑھا دروازے پر دستک دے کر کمرے میں داخل ہوا۔

وہ سامنے ہی بیڈ پر بیٹھے سینڈل پہن رہی تھی بال اس کے چہرے پر تھے بال لمبے ہونے کی وجہ سے زمین پر بھی لگ رہے تھے اس کا اور پلوشہ کا ڈریس سیم تھا جو کہ پلوشہ کی ضد کے باعث ہی بنوایا گیا تھا جہاں پلوہ شاہ آج دلہن لگ رہی تھی تو ایمن بھی آج چھوٹی سے دلہن لگ رہی تھی۔ ہماری چھوٹی دلہن یہاں بیٹھی ہیں اور سب باہر انتظار کر رہے ہیں آپ کا کاشف نے دروازے کے ساتھ لگ کر ہاتھ سینے پر باندھتے ہوئے پوچھا ایمن نے آنکھیں اٹھا کر کاشف کو دیکھا جو آج وائٹ کلر کی شلوار قمیض پر بلیک واسکوٹ پہنے کندھے پر اجرک اوڑھے اس کے سامنے کھڑا تھا۔

دیکھو خدا کا واسطہ ہے میرے منہ نہیں لگنا تم یہاں سے چلے جاؤ پہلے ہی یہ مجھ سے بند نہیں ہو رہی ہے ایمن نے اپنے منہ پر آئے بال پیچھے کرتے ہوئے کہا۔ کاشف بنا پل جھپکائے ایمن کو ہی

دیکھ رہا تھا وہ سامنے بیٹھی اپنی سینڈل سے ہی الجھی ہوئی تھی کاشف آگے بڑھا اور ایمن کے پاس نیچے ہی بیٹھا ایمن کا پاؤں اٹھا کر اپنے گھٹنے پر رکھا اور ایمن کی سینڈل کو درست کرتے اس کا پاؤں نیچے رکھ کر ایمن کو دیکھا جو منہ بسوے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

تھینک یو اب چلو تم باہر جاؤ مجھے تیار ہونا ہے ایمن نے شوخی سے اٹھتے ہوئے کہا کاشف نے حیرت سے ایمن کو دیکھا کیا تمہیں اب بھی تیار ہونا ہے کاشف نے ایک نظر ایمن کو سر تا پیر دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں نائیں نے ایرنگ پائل نہیں پہنی تم نے کیا پتہ لڑکیوں کی کتنی تیاریاں ہوتی ہیں ایمن نے کاشف کو باہر کی جانب دھکیلتے ہوئے کہا وہ اپنا سر نفی میں ہلاتا باہر چلا گیا۔

کہاں رہ گئے تھے تم اور کہاں ہے ایمن شیر وز کاشف کے دوست کے ساتھ کھڑا تھا کاشف کو آتے دیکھ کر اس سے پوچھا۔

ہاں ایمن اپنے کمرے میں ہی آتی ہوگی تھوڑی دیر میں تیاری مکمل نہیں ہوئی ہے میڈم صاحبہ کے خیر اسے میں اندر لے کر جاتا ہوں چیک کروالیتا ہوں کاشف نے اپنے دوست سے بغل گیر ہوتے ہوئے کہا۔

پہلے تم اسے کچھ کھلا دو اس کے بعد اسے لے جانا شروز نے پہلے کاشف ایک کندھے پر تھکی دی اور پھر کاشف کے دوست کے کندھے پر اور خود آگے بڑھ گیا کاشف مسکرا کر اس سے باتیں کرتا آگے بڑھا۔

تیس منٹ کے بعد وہ اپنے دوست کو لئے گھر میں داخل ہوا تو پیچھے شیروز نے کاشف کو پکارا۔ کاشف تم ادھر آؤ تم سے کچھ بات کرنی ہے ایک تو یہ ایمن ابھی تک اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی ہے نا جانے کیا چاہتی ہے یہ لڑکی۔

شیروز بھائی چھوڑیں نا آجائے گی آپ کام بتائیں کاشف نے اپنے دوست کو وہیں کھڑے رہنے کا اشارہ کیا اور خود شیروز کی جانب بڑھا۔

ایک کام کرو تم جا کر اپنا کام کرو اور تم کاشف میرے ساتھ باہر چلو شیروز نے کاشف کے دوست کی جانب دیکھتے ہوئے کہا کاشف نے حیرت سے پہلے شہروز کو پھر اپنے دوست کو دیکھا وہ اپنے دوست کی تربیت سے بہت اچھی طریقے سے واقف تھا وہ کیسے اسے گھر میں جانے دے سکتا تھا۔

نہیں بھائی میں چلا جاتا ہوں اس کے ساتھ آپ کام بتائیں مجھے کام بھی کروں گا میں۔

ارے نہیں بیٹا تمہارا دوست ہے کوئی مسئلہ نہیں ہے اس کو جانے دو۔ تمہارے ساتھ بہت ضروری کام ہے تم ذرا میرے ساتھ چلو شیروز نے بنا کاشف کے سنے اسے اپنے ساتھ گھسیٹنا شروع کر دیا اس کا دوست پورے گھر میں نظریں گھماتا اوپر سیڑھیوں کی جانب گیا۔

بہت گھمنڈ تھا نا تجھے تو نے اپنی اسی کزن کی وجہ سے مجھے تھپڑ مارا تھا نا آج میں بتاؤں گا تجھے جو تھپڑ تو نے مجھے مارا تھا اس تھپڑ نے کتنی اذیت مجھے دی تھی وہ کہتا ہوا ایمن کے کمرے کی جانب بڑھا اور بنا دروازہ کھٹکھٹائے کمرے کے اندر داخل ہوا ایمن اپنی پائل سے الجھی بیڈ کے دوسری جانب بیٹھی تھی۔

کاشف میں نے تم سے کہا ہے نا کہ میں آجاؤں گی تم یہاں کیوں آجاتے ہو تنگ کرنے کے لئے۔
ایمن اپنی دھن میں بول رہی تھی ایک عجیب سی بدبو اپنے کمرے میں محسوس کرتے ایمن نے
سراٹھا کر دروازے سے آنے والے کی جانب دیکھا۔

واہ آج تو غضب ڈھا رہی ہے سب لوگ باہر مصروف ہیں اور تم اکیلی یہاں۔ وہ خباثت سے ہنستے
ہوئے ایمن کی جانب بڑھا۔

کاشف؛!!! کاشف؛!!! کہاں ہو تم بھائی کہاں ہیں آپ ایمن زور زور سے چیخنے لگی تھی لیکن ہائے
قسمت باہر گانوں کی آواز اس حد تک تیز تھی کہ اسے اپنی آواز بھی مدھم سنائی دے رہی تھی تو
اس کی آواز باہر کیسے جاتی۔

تیرا کاشف نشے میں نیچے پڑا ہے وہ کیا ہے نا میں نے تمہارے پاس آنا تھا تو میں نے اس سے پوچھا
کہ تم کہاں ہو تو اس نے کہا۔ کمرے میں ورنہ مجھے کیسے پتہ چلتا ہے کہ تم یہاں ہو بہت افسوس ہوا
جس سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے اسی کو میرے آگے ڈال دیا وہ لڑکا کہتے ہوئے ایمن کی جانب
بڑھا ایمن کا دوپٹہ کھینچ کر زمین پر پھینکا ایمن بیڈ کے اوپر سے ہی پھلانگتی دوسری جانب جا کر

کھڑی ہوئی باہر کی جانب دوڑ لگانی چاہی لیکن پاؤں میں پہنی ہیل کے باعث وہ زمین پر گری ہاتھوں سے ساری چوڑیاں ٹوٹ گئی اور اس کی کلانی میں لگیں۔

سب کچھ بیکار ہے لہذا ابھی وہ مزید کچھ بولتا کمرے کا دروازہ کھلا تھا وہ لڑکا ایمن کو وہیں چھوڑتا کھڑکی سے پھلانگ کر باہر نکل گیا۔

کاشف کی حالت خراب تھی بال بکھرے تھے اجرک کندھوں پر نا تھی واس کوٹ بھیج اب اس کے جسم پر نا تھا کاشف ایمن کی جانب بڑھا اور اسے اٹھایا۔

تم ٹھیک ہو کیا ہوا ہے وہ یہاں آیا تھا کاشف فکر مندی سے اس سے پوچھنے لگا ایمن نے اس کا ہاتھ جھٹکا اور اسے پیچھے کی جانب دھکیلا۔

یہ جھوٹی ہمدردیاں مجھے دکھانے کی ضرورت نہیں ہے ابھی ایمن مزید کچھ بولتی کمرے میں داخل ہوتے شیراز کو دیکھ کر وہ اس کے سینے سے جا لگی اور زور زور سے رونے لگی بھائی وہ لڑکا وہ لڑکا وہ آگے مزید کچھ بول نہیں پارہی تھی۔

مجیب خان کمرے میں داخل ہوا تو اس کے ساتھ وہی لڑکا تھا۔

میں تیری جان لے لوں گا کاشف غصے سے چیختا اس لڑکے کی جانب بڑھا جواب بھی ہنس رہا تھا۔

میری جان لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ابھی تو میں نے کچھ کیا نہیں ہے لیکن فکر مت کر

چھوڑوں گا نہیں میں وہ اپنا آپ گارڈز سے چھڑواتے ہوئے چیخنے لگا۔

میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا کاشف کہتے ہوئے اس کے جانب بڑھا مجیب خان نے کاشف کو پکڑا

کیا ہو گیا کاشف تیرے کہنے پر تو میں نے یہ سب کچھ کیا تھا تاکہ تو اس کا عزت کا محافظ بن کر اس کے سامنے آئے اور پھر مجیب خان اس کا نکاح تجھ سے کروادے۔

اپنی بکو اس بندر کھ میں نے تجھے ایسا کچھ نہیں کہا تھا اور دوسری بات اگر مجھے اس سے جب نکاح کرنا چاہوں گا۔ تو میں تجھ سے مدد کیوں مانگوں گا میں اس سے محبت کرتا ہوں ہمارے رشتہ پاک ہے میں سیدھا اپنے انکل سے بات کروں گا تاکہ تجھ جیسے گھٹیا انسان سے کاشف چیخا تھا مجیب خان نے حیرت سے کاشف کو دیکھا اور پھر گارڈز کو اشارہ کیا کہ وہ اسے لے جائیں تو وہ گارڈ اس لڑکے کو کھینچتے باہر لے گئے۔

اس کا حلیہ درست کرو اور اچھے سے تیار کر کر لے کر آؤ مجیب خان نے کمرے میں پیچھے داخل ہوتی ملازمہ کو کہہ کر مجیب خان نے کاشف اور شیراز کو اپنے ساتھ لے گئے۔

ملازمہ ایمن کو لئے نیچے آئی ایمن اب بھی ڈری ہوئی تھی نظریں چاروں طرف گھما رہی تھی شیراز کو سامنے پاتے ہی شیراز کا ہاتھ پکڑ کر اس کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوئی۔

تھوڑی ہی دیر میں نکاح کے رسومات ادا کی گئی ایمن کو جھٹکا تو تب لگا تھا جب مجیب خان نے کاشف اور ایمن کے نکاح کا بھی اعلان کیا باہر کھڑے مہمان تو پہلے بھی یہی سمجھ رہے تھے کہ جس طرح ایمن تیار ہے اس کا بھی آج نکاح ہوگا۔

دیکھا میں نے کہا تھا نا کہ جس طرح یہ دلہن بنے گھوم رہی ہے اس کا بھی نکاح آج ہی ہے ایمن کو اپنے پاس سے ہی ایک آواز سنائی دی ایمن نے حیرت سے اس عورت کو دیکھا اور پھر اپنے باپ کو جس کے چہرے پر کسی بھی قسم کے تاثرات نہ تھے چہرے پر سنجیدگی سجائے وہ اپنے ہاتھ پیچھے باندھے ایمن کو اسٹیج پر اوپر آنے کا اشارہ کر رہے تھے ایمن خاموشی سے قدم اٹھاتی پلوشہ کے برابر میں جا بیٹھی مجیب خان نے ایک لال دوپٹہ ایمن کے سر پر اوڑھ دیا اور کاشف کو شیراز کے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

ایمن نے بنا کچھ بولے کاشف کے ساتھ نکاح قبول کر لیا تھا لیکن دل میں ایک درد تھا تکلیف تھی جو لڑکا سے کسی اور کے سامنے پیش کرنے جا رہا تھا اس کے باپ نے اسی لڑکے کے ساتھ اتنا مضبوط تعلق باندھ دیا تھا۔

ایمن نے خفا خفا نظروں سے اپنے باپ کو دیکھا اور پھر کاشف کو اپنی قسمت پر اسے رونا یا اور وہ منہ جھکائے رونے لگی۔

اس دن کے بعد سے ایمن نے کاشف سے کوئی بات نہ کی تھی جہاں وہ شوخ و چنچل سی لڑکی ہر وقت کسی نہ کسی کو تنگ کرنے میں مصروف رہتی تھی۔ اس نے سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ لیا تھا ہر کسی سے دور رہتی یہاں تک کہ پلوشہ سے بھی اس نے فاصلے قائم کر لئے تھے مجیب خان نے ایمن کی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے ایمن کو باہر بھیجنے کا فیصلہ کیا۔

شیر وز اپنے کام کے سلسلے میں ملک سے باہر جا رہا تھا مجیب خان نے پلوشہ اور ایمن کو بھی شیر وز کے ساتھ بھیج دیا وہاں جا کر ایمن کافی حد تک پرسکون ہو گئی تھی کاشف کا خیال تو اس کے ذہنوں و گمان میں بھی نہیں تھا۔

نازش کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے بیڈ پر علی لیٹا چھت کو گھور رہا تھا۔ نازش کو کمرے میں محسوس کر کے علی مسکرایا نازش اپنا حجاب اتار کر سائیڈ میں رکھتی واش روم میں بند ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد باہر نکلی تو علی اب بھی بالکل ویسے ہی لیٹا تھا۔

وہ آدمی کھا ہے۔؟؟؟ جس دن ربانیہ سعودیہ گئی تھی اس دن سے وہ غائب ہے اور تم نے مجھے بتایا ہی نہیں کہ وہ کہاں ہے۔۔

وہ آدمی وہیں ہے جہاں ہونا چاہیے اور تمہیں کیا لگتا ہے کہاں ہو گا وہ۔؟؟؟ نازش نے ٹاول سلیقے سے ایک جگہ رکھتے ہوئے پوچھا تو علی اٹھ کر بیٹھا اور بغور نازش کے چہرے کو دیکھا۔

میں تم سے پوچھ رہا ہوں کہاں ہے۔؟؟؟

نازش کچھ سوچ کر مسکرائی علی کی جانب بڑھی اور اس کے سامنے بیٹھی۔

اس دن کا منظر نازش کی آنکھوں کا سامنے لہرایا۔

نازش اس آدمی کو لے کر اپنے پرانے گھر گئی تھی کمرے میں تھوڑی دیر بند رکھنے کے بعد کمرے میں داخل ہوئی۔

تم نے مجھ سے پنگالے کر بہت بڑی غلطی کی ہے تم جانتے ہو جسے تم نے ہاتھ لگایا وہ کون تھی نازش نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا تو وہ آدمی تھوڑا پیچھے ہوا۔

مجھے معاف کر دو مجھے معلوم ہوتا کہ اسے مارنے کی سزا میری موت ہوگی تو میں کبھی اس کو نہ مارتا مجھے تو لگا تھا کہ وہ عام لڑکی ہے یقین کرو گنگا مجھے معلوم ہوتا کہ اس کا راول خانداں سے کوئی تعلق ہے تو میں ہرگز اس لڑکی پر ہاتھ نہ ڈالتا میں نے یہ سب کچھ قادر خان کی کہنے پر کیا۔

اب تو تم غلطی کر چکے اب سزا کی باری ہے نازش نے اپنا اسپینر نکال کر ہاتھ میں چلانا شروع کیا پہلے تو وہ پرسکون بیٹھا نازش کو دیکھ رہا تھا کہ جیسے ہی نازش نے اسپینر کو دبایا تو اسپینر کے تینوں طرف ایک باریک تیز دھار چا کو نکل آئے وہ آدمی گھبرا کر پیچھے ہوا۔

یہاں پر تم نے نشان دیا تھا نمر اکو نازش نے وہ اسپینر اس آدمی کے گال پر چلاتے ہوئے کہا پہلے ایک گال پر پھر نازش نے اس کی دوسری گال پر اسپینر چلایا آہستہ آہستہ وہ اسپینر اس کے ہاتھ پر حرکت کرنے لگا وہ آدمی چیخ رہا تھا لیکن اسے پرواہ کہاں تھی آنکھوں کے سامنے بس نمر اکا روتا

چہرہ آ رہا تھا یاد تھا تو صرف نمر کی تکلیف آنکھوں کا ایک کونا نم ہوا بے دردی سے اپنی آنکھوں کو صاف کرتی وہ اپنی جیب سے اپنی پسندیدہ چیز نکالتی اس آدمی پر چھوڑ چکی تھی اس کی چیخیں بڑھنے لگی لیکن وہ اسے موت نہیں دینا چاہتی تھی اسی لئے جھک کر اسے اس تکلیف سے آزاد کیا اور باہر کی جانب بڑھ گئی۔

اندر موجود شخص کو کچھ نہیں ہونا چاہیے مرہم پٹی کرو اس کی زخم ٹھیک کرو ہر وہ چیز دو کھانے کو جس سے یہ ہر دن ٹھیک ہو اور ہر دن مرے اسے روز ایک نئے طریقے سے موت دیا کروں گی اسے میں۔ میں بتاؤں گی راؤ خاندان سے جڑی کسی فرد کا جان لینا اس کے لئے کتنا خطرناک ثابت ہوا ہے نازش کہتی آگے بڑھ گئی جبکہ ڈاکٹر حیرت سے جاتی اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا وہ ایسی تو نہ دکھتی تھی شکل پر بلا کی معصومیت تھی ویسی ہی معصومیت جیسی اس کی بیٹی کی شکل پر ہوتی تھی کاش اس کی بیٹی بھی اتنی ہی بہادر ہوتی تو آج وہ اپنے باپ کے ساتھ ہوتی وہ ڈاکٹر ایک سرد آہ بھرتا اندر کی جانب بڑھا جہاں وہ شخص بیہوش پڑا تھا۔

تمہارا اس یو۔ ایس۔ بی کے بارے میں کیا خیال ہے مجھے لگتا ہے کہ تمہیں وہ مجھے دے دینی چاہیے جو کام تم نہیں کر پارہی وہ مجھے کرنا چاہیے۔

پہلے یہ تمہارا ذاتی مسئلہ اور قانونی مسئلہ تھا میں اسی لئے خاموش تھی لیکن اب یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے اس نے مجھے نقصان پہنچایا ہے اس نقصان کی بھرپائی کئے بنا تو میں اسے کہیں بھی نہیں جانے دوں گی نہ ہی کسی جیل میں اور نہ ہی قانون کے ہاتھ میں وہ کہتی ہے وہاں سے اٹھی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔

اتنی رات کو یہاں آنے کی کوئی ضرورت تھی پتہ نہیں تمہیں کون سا شوق سوار ہوا ہے وہ اس کے پیچھے مسلسل بولتے چل رہا تھا وہ رکی اور گھور کر رحمان کو دیکھا۔

تم یہ بات بہت اچھے طریقے سے جانتے ہو کہ ہم سعودیہ میں عمرہ کرنے نہیں گئے میں صرف نازش کے کہنے پر گئی تھی ورنہ میں عمرہ نازش کے ساتھ کرنا چاہتی ہوں ربانیہ اپنی ہڈی کی ٹوپی اپنے سر پر ڈالتی آگے بڑھی رحمان نے بھی ہڈی درست کی اور منہ چھپاتا ربانیہ کے پیچھے ہی بڑھا

- نازش کی توجان بستی تھی ربانیہ میں لیکن علی یانازش میں سے کسی کو پتہ چلتا کے ربانیہ کو وہ لایا ہے
تو یقیناً آج اس کا سردھڑ سے الگ ہونے والا تھا۔

ایک بار پھر سے سوچ لو تم جو کرنے جا رہی ہے وہ صحیح ہے۔؟؟

صحیح نہیں بہت صحیح ہے وہ کہتی ہوئی گھر میں داخل ہوئی اور صحن سے ہوتی ایک کمرے میں داخل
ہو گئی سامنے لیٹے اس فرد کو دیکھ کر چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ آئی چاکو نکال کر وہ اس کی
طرف بڑھی۔

میں نے آپ کو پہلے بھی کہا تھا اس کے زخم بہت زیادہ گہرے ہو چکے ہیں اب اسے مزید زخم نہیں
دے سکتے اگر اس کو اور زخم دیئے تو یہ مر جائے گا ڈاکٹر اس کے پاس آیا۔

ڈاکٹر اپنے کام سے کام رکھو میرے کام میں دخل اندازی کرنے کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے
ربانیہ نے سرخ انگار ہوتی نگاہوں سے ڈاکٹر کو دیکھا اور پھر رحمان کو رحمان نے کندھے اُچکائے
اور پیچھے ہو کر کھڑا ہو گیا۔

دیکھیں آپ اسے سمجھانے کی کوشش کریں اب اس کی جان کو خطرہ ہے نازش میڈم نے بھی کہا
تھا کہ کچھ دن تک ان کو آرام دیا جائے گا اس کی حالت بہت نازک ہے نسیں کٹ چکی ہیں۔

اپنی بکواس بند کرو اور شکل گم کرو یہاں سے جب میرا کام ختم ہو جائے گا آجانا ربانیہ نے کہہ کر قدم اس آدمی کی طرف بڑھائے جو یقیناً اب ہوش میں آچکا تھا ربانیہ کے آنکھوں کے سامنے نمر کا چہرہ آیا کیسے نازش اسے تھا مے بیٹھی رو رہی تھی ان کی ہنستی کھیلتی زندگی خراب کر چکا تھا

وہ۔

ربانیہ نے چاقو مہارت سے چلانا شروع کیا تھا جیسے اسے زخم دینا اس کے لئے عام تھا زرا سا بھی رحم اس کے دل میں نا تھا۔

ربانیہ نے نا جانے کتنی بار اس کے زخمی جسم کو مزید زخمی کیا تھا آنکھوں کے سامنے صرف نمر کا چہرہ آرہا تھا جہاں اس آدمی نے زخم دیئے تھے نمر کا خون بہتا یاد آرہا تھا ہاتھوں چلانے کی رفتار تیز ہو گئی تھی اور اس کے رونے میں بھی شدت آئی تھی۔ مقابل بیہوش ہو چکا تھا اگر رحمان ربانیہ کا پیچھے نا کر تا تو یقیناً آج وہ مقابل کو مار دیتی۔

یہ مرنا نہیں چاہیے باہر سے ڈاکٹر اس آدمی کی چیخیں سن کر اندر آیا تھا۔ وہ اسے کہتی باہر نکل گئی ڈاکٹر نے سامنے پڑے اس آدمی کو دیکھا آج اس زانی پر بھی اسے رحم آگیا تھا سامنے پڑا وہ ہی

انسان تھا جس نے اس کی بیٹی کو عزت کو تار تار کر دیا تھا اس لئے تو وہ ڈاکٹر یہاں تھا تا کے پل پل مرتے اسے اپنے سامنے دیکھے لیکن اب اسے بھی ترس آنے لگا تھا۔

ناجانے کتنے گھروں کو اس نے اجاڑا تھا کتنے گھروں کی خوشیاں اس نے چھینی تھی کتنے لوگوں کی جان لی تھی۔

یقیناً انہیں بھی اتنی تکلیف ہوئی ہوگی اسے بھی تو اتنی تکلیف ہوئی تھی جب اپنی بیٹی کی لاش کو دیکھا تھا اتنی ہی اذیت ہوئی تھی اسے بھی اپنا ایک جان سے عزیز رشتہ اس سامنے پڑے بیہوش وجود کی وجہ سے ہی تو اسے دفن کر آیا تھا۔

آگے بڑھ کر بے دردی سے اس نے اسکے زخم صاف کرنے شروع کئے اور اب وہ اپنے کام میں مصروف ہو چکا تھا۔

کاشف گھر کے اندر داخل ہوا تو ایمن کو گارڈن میں ٹہلتا پا کر اس کی طرف بڑھا لیکن پھر کچھ سوچ آتے ہی وہاں سے واپس گھر کے اندر چلا گیا ایمن کاشف کو گھر کے اندر داخل ہوتے دیکھ چکی تھی اس لئے وہ بھی کے اندر ہی داخل ہوئی۔

پلوشہ کچن میں مصروف تھی جبکہ شیر وزلاؤنچ میں بیٹھائی وی دیکھ رہا تھا کاشف آگے بڑھ کر
شیر وز سے ملا اور اس کے ساتھ ہی بیٹھا۔

کچھپتا چلا۔؟؟ کاشف نے شیر وز کے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا شیر وز نے پہلے کاشف کو دیکھا
اور پھر واپس ٹی وی کی طرف۔

فلحال تو کوئی خاص نہیں اس آدمی نے منع کر دیا پلوشہ کو یو۔ ایس۔ بی لانے سے۔ وہ یو۔ ایس۔ بی
اس کے لئے اتنی اہمیت رکھتی ہے تو اس سے منع کیوں کر دیا۔؟؟ اور اتنی آسانی سے اسے مل
رہی تھی اس کے باوجود بھی۔؟؟ مجھے لگ رہا ہے اس کا مقصد صرف یو۔ ایس۔ بی حاصل کرنا
نہیں ہے وہ کچھ اور بھی کرنا چاہتا ہے۔

وہ تو اپنے چچوں سے کہہ کر کچھ بھی کروا سکتے ہے اس کے باوجود اس نے پلوشہ کی مدد لینے
چاہی۔؟؟ کیوں۔؟؟ وہ اس نازش نامی لڑکی کو دوست کو کڈنیپ کر کے بھی تو یہ کام کروا سکتا ہے

تمہیں کیا لگتا ہے نازش کی دوست پر ہاتھ ڈالنا کوئی آسان بات ہے وہ جس پر ہاتھ ڈالے گا وہ آگے سے شیرنی بن کے دھاڑے گی شیروز نے ہنستے ہوئے کہا کاشف نے نا سمجھی سے شیروز کو دیکھا۔

میری جان کے ٹوٹے ربانیہ نازش رمز اور رد مارشل آرٹ کی ایکسپرٹ ہے تمہیں لگتا ہے ان پر کوئی ہاتھ ڈال سکتا ہے؟؟ تم نے ایک چیز نوٹ کی ہوگی کاشف جب رد مارمز پر حملہ ہوا ہے انہیں ہمیشہ پہلے بے ہوش کیا گیا ہے کیونکہ وہ لوگ جانتے ہیں جب تک وہ ہوش میں ہوں گی وہ لوگ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ایک نمرا تھی جو کمزور تھی جس نے کبھی خود کو مضبوط ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی۔ باپ کا نچھڑ جانا اپنوں کا دور ہو جانا اسے توڑ چکا تھا اسی وجہ سے وہ پیچھے رہ گئی اگرچہ وہ بھی نازش اور ربانیہ کی طرح ہوتی تو آج وہ بھی زندہ ہوتی۔

وہ بات تو ٹھیک ہے لیکن خاموش کیوں ہے اب تک نازش؟؟؟ اسے تو بہت جلدی تھی اپنے دوست کا بدلہ لینے کی اور جس خاندان سے یہ تعلق رکھتی ہے وہاں تو قبر کے اوپر ڈالا پانی خشک ہونے سے پہلے ہی اپنا بدلہ لے لیتے ہیں۔

یہاں بات صرف اسے ایک لڑکی کی نہیں آرہی ہے ہزاروں لڑکیوں کی آرہی ہے ان ہزاروں بچوں کی آرہی ہے جنہیں یہاں سے فروخت کر دیا جاتا ہے جگہ جگہ پاکستان میں یہ کاروبار ہو رہا ہے کچھ لوگ آتے ہیں گلیوں میں سے بچے غائب ہونے لگ جاتے ہیں جب معصوم بچے گلیوں میں کھیل رہے ہوتے ہیں اپنی زندگی جی رہے ہوتے ہیں وہ بچے اچانک سے غائب ہو جاتے ہیں ان کی لاش تک نہیں ملتی زندہ ملنے تو دور کی بات ہے۔

پھر بات کرتے ہیں ہم ہماری یونیورسٹیز میں ہونے والی آوارگی کی بات نا جانے کتنے بچے ہیں جو نشہ کرنے کے لئے کلبوں میں جاتے ہیں لیکن اب یہ سب کچھ تو یونیورسٹیز میں عام ہے ان لوگوں کو کلب جانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی یہ سب کچھ انہیں یونیورسٹی میں مہیا کیا جا رہا ہے یونیورسٹی کا مطلب ہوتا ہے ب

پڑھنے کی جگہ لیکن وہاں آوارگیاں ہو رہی ہے ایک دوسرے کی محبت میں گرفتار ہو رہے ہیں نشہ کر رہے ہیں مار رہے ہیں تمہارے خیال سے یہ سب کچھ ٹھیک ہے؟؟ انڈونیشیا کی یونیورسٹی اگر ہم لوگ دیکھ لیں وہاں ہر کسی کے سر پر تمہیں حجاب نظر آئے گا اور یہاں؟؟ یہاں کی یونیورسٹیز میں ہم لوگ قدم رکھ لیں تو ایسا لگتا ہے کہ کسی باہر کے ملک کی یونیورسٹی میں ہم نے

قدم رکھ لیا کسی انگریز ملک کی یونیورسٹی میں ہم نے قدم رکھا ہے جسم آدھا ننگا بال کھلے ہوئے ہیں جینز شرٹ ان کا لباس ہے کون ہے ان سب کے پیچھے ایسے لوگ ہی تو ہیں جنہوں نے یونیورسٹی میں آنے والے ہر بچے کو نشے کی عادت ڈالی اور ان کی صحبت میں رہ کر دوسرے بچے بھی ان کی طرف دیکھ کر چاہت کرتے ہیں کے ہم بھی ایسے ہو جائیں اور وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ہمارے اسلام میں یہ سب کچھ جائز نہیں کہتے ہیں اگر بیچ غلط جگہ لگا دیا جائے نا تو کبھی اچھا پھل نہیں دے سکتا جیسی جگہ اسے لگایا گیا ہے وہ ویسا ہی پھل دے گا اگر کسی اچھی یونیورسٹی میں ایک بھی بچہ ایسا چلا جائے جو برا ہے نشہ کرتا ہے تو اپنے ساتھ بیٹھنے والے لوگوں کو بھی گندا کرے گا اور ایسے لوگوں میں مالدار لوگ زیادہ شامل ہوتے ہیں جن کے بیٹے پیسوں کے گھمنڈ میں چور ہوتے ہیں اور ان بچوں سے کون دوستی نہیں کرنا چاہے گا سب کرنا چاہتے ہیں اور اس کے ساتھ۔ پھر اگے تم خود سمجھدار ہو شیروز نے اپنی بات آدھی چھوڑ کر ریموٹ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔ تمہیں پورا یقین ہے کہ یونیورسٹیز میں یہ جو سب کچھ ہو رہا ہے وہ اسی وجہ سے ہوتا ہے کاشف نے شیروز کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کاشف تم نے یہ محاورہ تو سنا ہو گا کہ خر بوزے کو دیکھ کر خر بوزہ رنگ بدلتا ہے جب کسی لڑکی کا فرسٹ سمسٹر ہوتا ہے تو وہ لڑکی بالکل حجاب میں ہوتی ہے گاؤں پہنا ہوتا ہے خود کو اتنے اچھے طریقے سے اس نے ڈھانپا ہوتا ہے کہ اس کا ناخن تک دیکھنا ممکن ہوتا ہے ہاں کچھ عظیم ماں کی عظیم بیٹیاں ہوتی ہیں جو اپنے حجاب کو نہیں اتارتی لیکن کچھ لڑکیاں ایسی ہوتی ہیں جو ڈل کلاس گھر سے تعلق رکھتی ہیں جو اپنے سامنے آنے والی لڑکیوں کو دیکھ کر ان کے جیسے بننے کی کوشش کرتی ہیں اور یونیورسٹیز میں بڑے بڑے گھر کی لڑکیوں ہوتی ہیں ان کے لئے تو یہ سب کچھ عام ہے کوئی گناہ نہیں ہے وہ تو ہنسی خوشی موسٹ ویلکم کہہ کر انہیں اسی دنیا میں لا کر کھڑا کر دیتی ہیں جس دنیا میں وہ خود کھڑے ہوتی ہیں۔

تو اس میں نشہ آور چیزوں کو کیا تعلق وہ لڑکیوں کی اپنی خود کی سوچ ہوتی ہے تربیت ہوتی ہے۔

تم نے دیکھا ہو گا یونیورسٹیز میں گروپ بنے ہوئے ہوتے ہیں لڑکوں کے ان گروپ میں ایک لڑکا ایسا ضرور ہوتا ہے جو راتوں کو کلب میں اٹھتا بیٹھتا ہو گا نشہ کرتا ہو گا اور اپنے دوستوں کو وہی بات بتاتا ہو گا پھر وہ یہ بتائے گا کہ اس نے یہ چیز اس سے سیکھی تھی وہ آگے ان میں ڈیولپ کر رہا ہوتا ہے کیا یہ سب کچھ اس نشہ آور چیزوں سے جڑا نہیں ہوا؟؟ کہ وہ اپنی عادت سامنے والے

میں ڈال رہا ہے اگر وہ دس لڑکوں کا گروپ ہے پانچ کو تو چاہت ہوگی اس کے جیسے بننے کی تجسس ہو گا کہ جو چیز وہ لے رہا ہے وہ کیا کیسی ہے جیسے وہ بتا رہا ہے پھر ان میں سے وہ پانچ لڑکے ہی بولیں گے چل یار ٹرائی کرنے میں کیا جا رہا ہے ٹرائی کرنے کے چکر میں وہ اس کے عادی ہو جاتے ہیں اور یہ نشہ ان کو مہیا کر رہا ہے باہر غیر ممالک میں بیٹھے ہوئے وہ لوگ ہمارے ممالک میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے ساتھ مل کر۔

اچھا خیر چھوڑو میں انہیں۔ میں بتانے آیا تھا کہ انکل یاد کریں آپ لوگوں کو اور خاص طور پر ایمن کو ان کا کہنا ہے کہ ایمن سے کہنا کہ ان سے ملنے آجائے اتنی بڑی بھی غلطی انہوں نے نہیں کی تھی جتنی بڑی ایمن سزا دے رہی ہے اور دوسری بات آپ ایمن سے پوچھ لیں بتا دیجئے گا مجھے کیا چاہتی ہے اگر وہ اس رشتے سے آزادی چاہتی ہے تو تب بھی مجھے بتادیں کاشف کہہ کر وہاں سے اٹھا تو اپنے پیچھے ایمن کو کھڑے دیکھا جس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

کیا وہ سچ میں وہ اس کو چھوڑنے کی بات کر رہا تھا بچپن سے کیا گیا محبت کا دعویٰ۔؟؟ کہاں گیا تھا۔؟؟ اتنی آسانی سے اس کو چھوڑ دینے والا تھا پھر اپنی کی گئی زیادتی یاد آئی اس نے بھی تو کاشف پر یقین نہ کیا تھا وہ باہر سے آنے والے لڑکے پر یقین کر کے اس سے دور ہو گئی تھی وہ یہ

بھول گئی تھی کہ وہ بھی اس سے نکاح کرنے کی چاہ رکھتی ہے ہمیشہ اس کے پاس آنے کی چاہ رکھتی تھی ایمن بنا کچھ بولے اپنے کمرے کی طرح بھاگی اور کمرے میں بند ہو گئی شیراز نے پہلے ایمن کو اور پھر کاشف کو دیکھا کاشف بنا کچھ بولے وہاں سے نکل گیا۔

کیا تم نے اپنے اور رحمان کے رشتے کو آگے نہیں بڑھایا زاہدہ بیگم نے پوچھا تو ربانیہ کی چلتی زبان کو بریک لگی تھی۔

کیا مطلب ہے مہاجب آگے بڑھانا ہو گا تو بڑھالیں گے لیکن میں نے اس بارے میں کچھ نہیں سوچا۔

ربانیہ میری جان میں جانتی ہوں تمہیں نمر کے دور ہونے کا غم ہے جتنا غم تمہیں ہیں اتنا ہی غم ہمیں بھی ہے لیکن تم نے کبھی سوچا کہ رحمان کی جو ضرورتیں ہیں جو حقوق ہیں وہ صرف تم نے ہی پورے کرنے ہیں اگر اس طریقے سے تم اس سے دور رہو گی وہ اپنی ضرورتیں باہر سے پوری کرنے کی کوشش کرے گا کیا تمہیں یہ منظور ہے۔؟؟

مما ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے وہ مجھے اپنی بچپن کی محبت کہتا ہے آپ کو لگتا ہے وہ ایسا ہے؟؟؟

یہ سچ ہے ربانیہ لیکن ایک مرد کو اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے ناکچھ بھی کرنا پڑے نا تو وہ کر جاتا ہے ہاں کچھ مرد ہوتے ہیں جو ایسا نہیں کرتے لیکن تمہیں بھی خیال کرنا چاہیے جس طریقے سے وہ تمہارا خیال کرتا ہے تمہیں بھی اس کی ضرورتوں اور حقوق کا خیال رکھنا چاہیے۔

اور رہی بات نمرا کی ہم سے الگ ہونے کی تو ہمارے رب کو ایسا ہی منظور تھا جتنی تکلیف اس بچی نے اس دنیا میں صحیح ہے نا مجھے پورا یقین ہے خدا پاک نے اس کی آخرت سنواری ہوگی۔

ماما مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا فحالی۔ میں آنکھیں بند کروں بیٹھوں چلوں کوئی کام کروں تو مجھے صرف نمرا یاد آتی ہے کس طریقے سے وہ میرے آگے پیچھے گھوما کرتی تھی کس طریقے سے وہ کام کیا کرتی تھی اس کا لڑنا پیار کرنا صرف وہی یاد آتا ہے ماما میں چاہ کر بھی اسے نہیں بھول سکتی وہ میری دوست ہے میں کس طریقے سے اپنی زندگی میں آگے بڑھوں گی ابھی اسے ہمیں چھوڑ کر گئے صرف چند دن ہی تو ہوئے ہیں ماما ربانیہ رونے لگی۔

میری جان میں جانتی ہوں لیکن مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا تم ایسے خود کو اکیلے کر رہی ہو رحمان کو اکیلا کر رہی ہو تمہارے پاس جینے کی وجہ ہے رحمان اسے وقت دوا سے سمجھو تمہاری تکلیف خود ہی کم ہونے لگے گی۔

مما میں آپ کی بات سمجھ گئی میں کوشش کروں گی آئندہ آپ کو شکایت کا موقع نہیں دوں گی
ربانیہ کہہ کر رابطہ منقطع کر چکی تھی ربانیہ نے موبائل سائڈ رکھ کر نظر گلاس وال کے باہر آنے
والے منظر پر جمائی۔

اتنا حسین منظر تھا یہ وہ خدا کے گھر کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہی تھی روشنیوں سے چمکتا
دکتا وہ منظر اس کی آنکھوں کے سامنے تھا وہ ابھی ابھی عشاء کی نماز پڑھ کر وہیں سے واپس آئی
تھی اور زاہدہ بیگم سے بات کرنے لگی تھی رحمان کھانا لینے کے لئے باہر گیا تھا تبھی وہ اتنا کمفر ٹیبل
بیٹھی باہر دیکھ رہی تھی نظریں اب بھی خانہ کعبہ پر جمائی ہوئی تھی جب ایک دفعہ موبائل پھر
سے بجاسو چوں کا تسلسل ٹوٹا اور منہ بسور موبائل کو اٹھا کر کان سے لگایا۔

وعلیکم السلام بولو کیا ہوا ہے سامنے والے کے سلام کرنے کے بعد ہی فوراً ربانیہ نے پوچھا۔

ربانیہ یہ کون سا طریقہ ہے بات کرنے کا اور میں نے تمہیں کہا تھا نا کہ تم جہاں جس کام کے لیے
گئی ہو وہ کام کرو تم کل یہاں آئی تھی یعنی کہ تم نے عمرے کا ارادہ کیا ہی نہیں تھا صحیح کہہ رہی
ہوں میں۔؟؟؟ دبائیاں کے اتنے آرام سے بات کرنے پر نازش چیخ اٹھی تھی۔

آواز نیچی رکھو نازش نمرا کے دور ہونے کی تکلیف جتنی تمہیں ہے اتنی ہی تکلیف مجھے بھی ہے۔
جتنی تمہارے سینے میں آگ لگی ہوئی ہیں نابدلہ لینے کی اتنی ہی آگ میرے سینے میں بھی جل
رہی ہے بدلہ لینے کی سمجھ میں آرہی ہے؟؟؟ اب میں تمہاری ایک نہیں سننے والی میں نے یہ سب
کچھ چھوڑا تھا تو صرف تمہارے کہنے پر۔

ربانیہ تم بات کو سمجھنے کی کوشش کرو وہ آدمی اگر مر گیا تو مجھے اتنا سکون نہیں ملے گا جتنا میں
سکون چاہتی ہوں اسے میں اپنے طریقے سے مارنا چاہتی ہوں اپنے طریقے سے مار کر ہی مجھے
سکون ملے گا اس کی حالت نازک تھی وہ شاید اب ٹھیک بھی نا ہو پائے گا تم نے مزید اسے زخمی کر
دیا۔

ہاں تو کیا ہو گیا تم اسے زخمی کرتی رہو تو وہ ٹھیک ہے میں نے تھوڑا کر دیا تو تمہیں تکلیف ہونے لگ
گئی ہے ربانیہ نے چڑھ کر کہا۔

تم بات کس طریقے سے کر رہی ہو یار۔؟؟ کچھ ہوا ہے کوئی ٹینشن ہے تو مجھے بتاؤ نا میں سن رہی
ہوں تمہاری بات کونازش نے پیار سے کہا تو ربانیہ بھی تھوڑی نرم ہوئی اور آنکھوں سے آنسو
بہنے لگے۔

نازش نمر۔ نمر اچھوڑ کر چلی گئی ہمیں مجھے واپس چاہیے کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں اس کی جگہ چلی جاؤں اور وہ واپس آجائے کاش اس دن میں اسے چھوڑ کر نہیں جاتی اس تکلیف سے وہ آخری تکلیف بہتر تھی کم از کم اس چیز کی خوشی تو ہوتی ہے کہ اپنی دوست کے ساتھ ہی جا رہی ہوں اپنی دوست کے ساتھ دفن ہو جاتی۔

کیا بکو اس کئے جا رہی ہو؟؟؟ نمر تو جیتے جی مار ہی چکی ہے اب تم پورا مارنا چاہتی ہو مجھے۔ کیا چاہ رہی ہو تم میں اپنی جان خود لے لوں اتنی بات یاد رکھو۔ اپنی ایک جان سے عزیز دوست کو کھونے کے بعد نا مجھ میں ہمت نہیں ہے کہ میں تم چاروں میں سے کسی ایک کو کھو سکوں لہذا اپنا خیال رکھو رہی بات بدلے گی جب وقت ہو گا میں تمہیں بھی یہاں بولا لوں گی۔

جب وقت ہو گا نہیں میں کل ہی وہاں آرہی ہوں ان فیکٹ میں تھوڑی دیر میں نکلنے والی ہوں وہ کہتے ہیں نا۔ کل کرے سو آج کر آج کرے سواب۔

میں تمہیں بول چکی ہوں نا تمہیں یہاں آنے کی ضرورت نہیں ہے تو کیوں فضول میں اپنا ٹائم یہاں ضائع کر رہی ہوں نازش چیخی تھی۔

تم میرے سامنے فضول میں چیخا نہیں کرو ورنہ تم بہت اچھے سے جانتی ہو میری آواز اسپیکر سے بھی زیادہ تیز ہے ربانیہ کہہ کر رابطہ منقطع کر چکی تھی جبکہ دوسری طرف نازش نے حیرت سے اپنے موبائل کو دیکھا تھا۔

کیا ہوا ہے اس طریقے سے موبائل کو کیوں دیکھ رہی ہو علی نے کمرے کے اندر داخل ہوتے نازش کو خاموش بیٹھے موبائل کو گھورتے دیکھ کر پوچھا۔

ربانیہ کو اتنی دفع کہا ہے کہ ان سب چیزوں سے دور رہیں لیکن اس کے باوجود بھی اسے سمجھ میں نہیں آتا۔

اچھا تم یہ چھوڑو ربانیہ اور رحمان ایک دوسرے کا خیال رکھنا بہت اچھے طریقے سے جانتے ہیں ہم کہیں باہر چلتے ہیں کھانا کھا کر آئیں گے تمہارا موڈ بھی فریش ہو جائے گا علی نے اپنی جیکٹ اتار کر ایک سائیڈ رکھتے ہوئے کہا۔

ہاں میں تیار ہوں بس عبایا پہن لو پھر چلتے ہیں نازش نے موبائل سائیڈ میں رکھتے ہوئے کہا علی نے ایک نظر نازش کو دیکھا جو آج پرپل کلر کے سادے سے شلوار قمیض میں نفاست سے سر پہ دوپٹہ اوڑھے بیٹھی تھی علی مسکرایا اور واش روم میں بند ہو گیا۔

علی فریش ہو کر باہر آیا تو نازش عبایہ پہنے باہر کھڑی اپنی سوچ میں گم تھی علی مسکرایا اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہوتے خود پر پر فیوم لگا کر بال سیٹ کئے لیکن نازش اب بھی اپنی ہی سوچوں میں کہیں گم تھی۔

چلیں بیگم علی نے نازش کو دیکھتے ہوئے کہا نازش نے ایک نظر علی کو دیکھا جو سادے سے سفید لباس میں اس کے سامنے کھڑا کھڑی پہن رہا تھا نازش اپنا عبایا درست کرتی اٹھی اور باہر کی جانب بڑھی۔

پہلے کھانا کھاؤ گی یا میری بارے میں جاننا چاہو گی علی نے ڈرائیور کرتے ہوئے پوچھا نازش نے ایک نظر علی کو دیکھا پھر واپس باہر دیکھنے لگی۔

جہاں آپ لے جائیں نازش نے کہہ کر آنکھیں موند لیں علی نے مسکرا کر گاڑی آگے بڑھائی اور ایک ہوٹل کے پاس گاڑی روکی پہلے خود گاڑی سے باہر نکلا اور پھر نازش کی سائیڈ آکر گاڑی کا

دروازہ کھول کر نازش کو باہر نکالا آس پاس سے سب لوگوں نے اس وجیہ چہرے کو دیکھا تھا یہاں کون نہیں پہنچتا اس کو بزنس ٹائیکون حیدر کا بیٹا آج کسی کے لئے گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا۔؟؟؟

بزنس کی دنیا میں ایک نام تھا حیدر کا جہاں بڑے سے بڑے بزنس مین کا نام لیا جاتا تھا وہاں نمبر ون پر حیدر مرتضیٰ کا نام آتا تھا۔

علی بلکل اپنے باپ سا تھا چہرہ مزاج بلکل اس کے باپ سے ملتا تھا جہاں اسے نرمی سے پیش آنا ہوتا وہاں نرمی سے پیش آتا تھا اور جہاں اسے غصے سے پیش آنا ہوتا وہاں کبھی نرمی نہیں دیکھی جاتی تھی علی کے چہرے پر۔

حیدر مرتضیٰ بھی ایسے ہی تھے لیکن حیدر مرتضیٰ کی تین کمزوریاں تھیں۔ علی حیدر مرتضیٰ۔ انکی بیٹی علیہ حیدر مرتضیٰ۔ اور ان کی بیوی شبانہ حیدر مرتضیٰ حیدر صاحب ہمیشہ باہر کی لڑکیوں کے لئے خطرناک ثابت ہوتے ہے اور بیوی کے ساتھ بلکل الٹا تھا نرمی ان کے لب و لہجے میں ہوتی تھی پیار ان کی آنکھوں لفظوں اور اور ہر حرکت سے برس رہا ہوتا تھا حیدر نے کبھی اپنی بیوی کو کوئی کمی نہیں ہونے دی تھی جیسے آج علی نے نازش کے لئے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا ٹھیک ویسے ہی حیدر صاحب جب بھی یہاں آتے تھے اپنی بیوی کے لئے وہ ہی دروازہ کھولا کرتے تھے۔

ان کا کہنا تھا بیوی جب ہماری خدمت کرتی ہے تو ہم ان کی کیوں نہیں۔؟؟ وہ ہمارے لئے سب چھوڑ کر آتی ہے تو یہ شوہر کا فرض ہے اپنی بیوی کو دنیا جہان کی خوشی دے۔

علی تم علی ہونا علی حیدر مرتضیٰ وہاں سے گزرتے ایک شخص نے علی کو دروازہ کھولے کھڑے دیکھ کر پوچھا علی نے سر خم کیا جیسے فخر سے بتا رہا ہو کہ ہاں وہ حیدر مرتضیٰ کا بیٹا ہے۔

بالکل اس کے جیسے ہو۔ بیوی ہے تمہاری؟؟ اس بزرگ نے پہلے علی کو اور پھر نازش کو دیکھتے ہوئے کہا نازش حیرت سے اس بزرگ کو دیکھ رہی تھی علی نے اثباب میں سر ہلایا۔

کہاں ہیں سب میں ملنا چاہتا ہوں چشمہ آنکھوں سے اتار کر گاڑی میں رکھا اور نازش کو ہاتھ پکڑ کر گاڑی سے نیچے اتارا۔

آؤ سب تمہارا انتظار کر رہے تھے اس بزرگ نے اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا اور تھوڑا ہی آگے چلنے کے بعد ایک گلی میں جانے کا اشارہ کیا تو علی خاموشی سے نازش کا ہاتھ پکڑے اس گلی میں داخل ہوا کچھ قدم چلنے کے بعد ہی گھر میں داخل ہوا تو پیچھے ہی کئی ملازم اس کے ساتھ داخل ہوئے جہاں اتنی خاموشی تھی چند ہی پل میں وہاں شور ہوا۔

علی کے گرد کئی خواتین بچے جمع ہو گئے تھے نازش تو حیرت سے اپنے اس پاس کھڑے ان معصوم بچوں کو اور ان خواتین کو دیکھ رہی تھی۔

ایک چھوٹی بچی نے نازش کو نیچے ہونے کا اشارہ کیا تو نازش نے جھک کر کان اس کے منہ کے ساتھ لگایا۔

آپ صاحب کی بیوی ہو میرا مطلب ہے آپ صاحب کے بچے کی ماں ہو جیسے یہ میری ماں ہے؟؟
اس بچی نے اپنے ساتھ کھڑی ایک بڑی عمر خاتون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا تو نازش مسکرائی اور اس کے گال پر بوسہ دیا۔

ہاں یہی سمجھ لو نازش نے کہا علی نے حیرت سے نازش کو اور پھر اس بچی کو دیکھا۔

بہت بولنے لگی ہو تم جاؤ تحفے لے کر آیا ہوں تم لوگوں کے لئے پھر کھانا کھانا ہے سب نے لیکن تم سب لوگ میری بات سن لو تحفے پر جس کا نام لکھا ہے وہ تحفہ اسی کا ہو گا وعدہ کرو کہ آپ لوگ ایک دوسرے کے تحفے کو ایکسچینج نہیں کرو گے علی نے تیز آواز سے کہا تو سب بچے اثباب میں سر ہلاتے اپنے تحفوں کی طرف بھاگے۔

علی بیٹا تمہیں یہ سب کچھ کرنے کی ضرورت نہیں تھی تم ہمارے کھانے پینے کا خرچ اٹھاتے ہو ہمیں ہر عید خوشی دیتے ہو یہ ہی کافی ہے ہمارے لئے۔ کیوں کرتے ہو آخر ایسا ہر بار تمہیں منع کرتی ہوں کہ ان تحفوں کی ضرورت نہیں ہے بس ہمارے پاس آ جایا کرو ایک بڑی عمر خاتون نے علی کے پاس آتے ہوئے کہا علی اس خاتون کا ہاتھ تھاما۔

آپ لوگوں کو پتہ ہے میری فیملی کے بعد آپ لوگ ہی ہیں جو میرے اپنے ہیں اس کے بعد میرا اس دنیا میں کوئی نہیں جن کو اپنا کہوں جو اپنے تھے وہی آستین کا سانپ نکلے لیکن آپ لوگوں کے ساتھ میرا احساس کارشتہ ہے جو کبھی ناختم ہونے والا ہے۔

ارے میں آپ لوگوں کو ملوانا ہی بھول گیا ان سے ملیں یہ میری بیگم صاحبہ ہیں دو دن پہلے ہی ہمارا نکاح ہوا ہے علی نے کہا تو وہ سب عورتیں نازش کی طرح بڑھیں اور باری باری اس کو پیار دینے لگی۔

آپ لوگ ان کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کریں میں ذرا بچوں کو دیکھتا ہوں کہ کیا کر رہے ہیں علی ان خواتین کے پاس نازش کو چھوڑ کر ان بچوں کی طرف بڑھ گیا۔

علی اگر تمہیں یہاں لے کر آیا ہے نا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنے بارے میں تمہیں سب کچھ بتا دینا چاہتا ہے اور یقیناً آج تمہیں وہ وہاں بھی لے کر جائے گا جہاں وہ کبھی کسی کو بھی نہیں لے کر گیا ہمیں بھی نہیں لیکن ہم نے بہت سنا ہے اس کے منہ سے۔

میں کچھ سمجھی نہیں کہاں جانے کی بات کر رہی ہیں آپ نازش نے اپنے ساتھ بیٹھی اس خاتون سے پوچھا۔

وہ تمہیں علی ہی بتائے گا لیکن اس سے پہلے میں تمہیں ایک بات بتا دوں علی کی ہمیشہ قدر کرنا اس نے بہت کچھ کھویا ہے اپنوں سے دھوکہ کھایا ہے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی فیملی کو مرتے دیکھا ہے اور تم اچھے سے جانتی ہو ایک بیوی ہوتی ہے جو اپنے شوہر کے زخم پر مرہم رکھتی ہے اور تم اس کی بیوی ہو اب آگے تم نے علی کو سنبھالنا بہت سنا تھا تمہارے بارے میں راؤ خاندان کی اکلوتی وارث جو ہوں اس خاتون نے کہا تو نازش نے حیرت سے اس خاتون کو دیکھا۔

آپ کیسے جانتی ہو کہ میں راؤ خاندان سے تعلق رکھتی ہوں؟

میری جان راؤ خاندان کے ساتھ میری ایک عمر گزری ہے ملازمہ تھی میں تمہارے گھر میں جب تم ہوئی پہلی دفعہ تمہیں میں نے ہی اپنے ہاتھوں میں لیا تھا لیکن آہستہ آہستہ سب بدلتا گیا جیسے

جیسے وہ دولت بڑھتی گئی تمہارے چاچا کی دولت کی بھوک بڑھتی رہی جب تمہارے دادا اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے وہ اسلام قبول کر چکے تھے لیکن ان میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنے بیٹے کو اپنی طرف بولا سکیں تمہارے ابو نے بھی سلام قبول کر لیا تھا لیکن تم اپنے چاچا کے ساتھ ہوتی تھی انہوں نے تمہیں اس چیز سے محروم رکھا۔

جب تک تمہارے دادا زندہ تھے انہوں نے سب کو ایک مٹھی میں بند کر کے رکھا تھا لیکن سے جیسے ہی تمہارے دادا رخصت ہوئے اس دنیا سے تو تمہارے چاچا نے جائیداد پر لڑائی جھگڑے شروع کر دیئے بڑے بھائی کو مارا تمہارے بابا لڑائی جھگڑا نہیں چاہتے تھے اسی لئے خاموش رہتے تھے انہوں نے یہ بات کبھی تم پر ظاہر ہونے ہی نہیں دی تھی۔ جب آہستہ آہستہ انیتا کا ظلم بڑھنے لگا تو میں نے وہاں سے ملازمت چھوڑ دی وہاں ملازمت چھوڑنے کے کچھ مہینوں بعد نہیں مجھے پتہ چلا کہ تمہارے ماں باپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں تب مجھے افسوس ہوا کہ کاش میں نے اس وقت انہیں اکیلانا چھوڑا ہوتا۔

مجھے بھی معلوم ہے سب اپنے ماں باپ پر ہونے والے ظلم سے میں ناواقف نہیں تھی اپنے چاچا اور چاچی کو تو میں نے ایسے جگہ رکھا ہے جہاں نا تو وہ ٹھیک سے بیٹھ سکتے ہیں نہ ہی کھڑے ہو سکتے

ہیں نہ ٹھیک سے کھا سکتے ہیں لیکن انہیں زندہ رکھنا مجھ پر فرض ہے نازش نے کچھ سوچتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

مجھے تم سے ایسے ہی امید تھی راؤ خاندان کی بیٹی ہو بہادر تو ہوگی اس خاتون نے مسکرا کر کہا۔

تم یہاں بیٹھے ہو آرام سے اور وہ یو۔ ایس۔ بی۔؟؟؟ تمہیں معلوم ہے آج ہونے والی ڈیل میں وہ یو۔ ایس۔ بی۔ ایس۔ اہم کردار رکھتی ہے اس میں کی سب ڈیٹیل ہیں دلشیر نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے غصے سے کہا۔

دلشیر حوصلہ رکھو میں اچھے سے جانتا ہوں کے مجھے کرنا کیا ہے۔

مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی کہ میرے گارڈز کا کہنا ہے کے انہوں نے آج علی کو دیکھا لیکن علی پاکستان میں ہے تو وہ یہاں کیا کرنے آیا ہو گا۔؟؟

تم اس بات پر بعد میں دماغ لڑالینا تھوڑی دیر میں یہاں وہ لوگ آنے والے ہیں جنہیں ہم نے شراب اور اسلحہ بیچنا ہے اور اس اسلحے کی ساری ڈیٹیلز بھی اس یو۔ ایس۔ بی میں ہیں ہوش کے ناخن کو قادر۔۔

دلشیر بیٹھو مجھے کچھ گڑبڑ لگ رہی ہے ہمیں یہ میٹنگ کینسل کرنی ہے اور نکلو یہاں سے قادر خان نے اپنا موبائل اٹھاتے باہر کی جانب دوڑ لگائی تو دلشیر بھی بنا کچھ بولے وہاں سے اس کے پیچھے ہی نکل گیا۔

ربانیہ تم اچھے سے جانتی ہو یہ خطرے سے خالی نہیں جس کے بارے میں تم ڈیٹیل دینے جا رہی ہو وہ وائٹڈ انسان ہے اور اگر تم وہاں جا کر سیدھا یہ بولو گی کے تم اس کی ڈیٹیل دینے آئی ہو بتانے آئی ہو کہ وہ کہاں ہے تو تمہارے بھی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے اور وہاں کی پولیس تو سزا دیتے وقت یہ بھی نہیں دیکھتی کے سامنے والی لڑکی ہے یا لڑکا وہ تو سنیں گے بھی نہیں میں ڈر رہا ہوں تم رہنے دو میں یہ کام کر دوں گا۔

میں خود کروں گی اور میں ماما سے وعدہ کر چکی ہو کے اس شخص کو میں قانون کے حوالے کر دوں گی تو میں خود ہی جا رہی ہوں سمجھے اور رہی بات اس آدمی کی جو زخمی پڑا ہے اس کو تو میں اپنے ہاتھوں سے ہی ماروں گی ربانیہ کہہ کر جیٹ میں بیٹھی اور رحمان بھی پیچھے ہی جیٹ میں بیٹھا۔

میں تمہارے ساتھ ہو تمہارے ہر فیصلے میں رحمان نے مسکرا کر کہا اور ربانیہ کے ماتھے پر بوسہ دیا ربانیہ مسکرا کر آنکھیں موند لیں۔

رحمان اب ربانیہ کے بار میں سوچ رہا تھا۔ (ربانیہ کو ایسے خطرے میں نہیں چھوڑ سکتا میرے پاس ایک یہ تو ہے۔

ارے ہاں دادا بھی تو یو۔ کے میں ہیں میں ان سے بات کرتا ہوں) رحمان نے موبائل نکال کر ایک نمبر ڈائل کیا لیکن افسوس وہ نمبر بھی بند تھا رحمان نے ایک میسج سینڈ کرتے ہوئے اپنی آنکھیں موند لیں

کرنا کیا ہے کچھ بھی نہیں اب وہ کرنا ہے جو مجھے پہلے ہی کر لینا چاہیے تھا پیچھے سے آتا دلشیر مسلسل قادر کو بولا رہا تھا لیکن وہ اسے نظر انداز کرتا آگے بڑھ رہا تھا۔

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

میں علی کے پاس جا رہا ہوں یہ میٹینگ کینسل کر دو اور انہیں بولو کہ یہ میٹینگ اب تب ہوگی جب قادر خان بولے گا وہ کہتا وہاں سے نکل گیا جبکہ دلشیر کے قدم رکے تھے۔

اب آئے گا مزہ حیدر مرتضیٰ خدا تمہاری بخشش کرے اور تمہارے بیٹے کی بھی دلشیر کہتا باہر نکل گیا۔

علی اور نازش کھانا کھانے کے بعد وہاں سے نکل آئے تھے ناجانے کب سے علی نازش کو لئے ایک سنسان سڑک پر جا رہا تھا جیسے جیسے گاڑی آگے بڑھ رہی تھی علی کے چہرے کے تاثرات بگڑنے لگے تھے گاڑی چلانے میں تیزی آئی تھی۔

تم ٹھیک ہو؟؟؟ نازش نے علی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا علی ہوش میں آیا تو سر خم کر کے رفتار کم کی تھی گاڑی ایک جگہ روکنے کے بعد علی گاڑی سے باہر نکلا اور نازش کو گاڑی سے باہر نکالنا نازش کا ہاتھ پکڑے آگے بڑھنے لگا۔

میں چل لوں گی خود ہی نازش نے ہاتھ چھڑوانا چاہا لیکن علی گرفت مضبوط ہوئی تھی۔

میں جانتا ہوں تم چل سکتی ہو لیکن یہ میرے بابا کی دی ہوئی تربیت ہے کہ بیوی کو اپنے ساتھ لے کر چلو قدم سے قدم پر ملا کر چلنے دو تا کہ وہ پیچھے کہیں نہیں رہ جائے علی کہتے ہوئے آگے بڑھا نازش نے اک نظر سامنے نظر آتے بنگلے پر ڈالی سفید کلر کا یہ بنگلہ کسی کا بھی ڈریم ہاؤس ہو سکتا تھا۔ علی نے گھر کے باہر کھڑے واج مین کو اشارہ کیا تو اس نے دروازہ کھولا دونوں اندر داخل ہوئے سامنے ہی ایک بہت بڑا گارڈن تھا جہاں کے پھول تازہ تھے ہری ہری گھاس دور سے دیکھنے بھی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ گھاس ابھی بھی گیلی ہے علی نازش کا ہاتھ پکڑے آگے بڑھ رہا تھا نازش کو اپنے ہاتھ پر علی گرفت مضبوط ہوتی محسوس ہوئی تو علی کا ہاتھ پکڑا اور علی کے کندھے پر ہاتھ رکھے اس کے ساتھ بڑھنے لگی۔

بھائی بھائی آپ آگئے کتنا مس کیا میں نے آپ کو اور یہ کیا آج بھی آپ خالی ہاتھ آئے ہو ہاں۔؟ کتنی بری بات ہے ادا میں آپ سے ناراض ہوں وہ نظروں سے دور جا رہی تھی اور آخر کار وہ غائب ہو گئی علی نے دونوں ہاتھ سے نازش کے ہاتھ کو تھاما۔

اکلوتی بہن ہی تو تھی جو گھر آتے ہی بھاگ کر اسکے سینے سے لگا کرتی تھی آج وہ گھر میں داخل ہوا تو خالی گھر منہ چڑھا رہا تھا علی نازش کو لے کر تھوڑا آگے بڑھا جہاں کچھ صوفے اور ساتھ ہی ایک

لکڑی کا جھولا تھا ایک بار پھر اس کے سامنے اپنی معصوم بہن کا چہرہ لہرایا کتنے شوق سے اس جھولے کو بنوایا تھا لیکن جب وہ جھولا گھر کے کر آیا تو جھولنے کے لئے اس کی بہن ہی نہیں تھی۔

کیا کرتے ہو شہزادے پھر کر دیا نا تم نے علینہ کو ناراض کتنی بار کہا ہے گھر آنے سے پہلے چاکلیٹ لے آیا کرو لیکن تمہیں تمہیں کام سے فرست کہاں ہے جو بہن یا ماں پر توجہ دو میں بھی نہیں بولتی تم سے وہ کہتی کچن کی طرف بڑھنے لگی پھر وہ سایہ بھی علی کی آنکھوں کے سامنے سے او جھل ہو گیا سب کچھ دھندلا دھندلا دکھائی دینے لگا اپنے چہرے پر نرم ہاتھ کا لمس محسوس کر کے نازش کی جانب دیکھا جو علی کے آنسو صاف کر رہی تھی۔

میں ہوں تمہارے پاس نازش نے علی کے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا علی نے نازش کا وہ ہی ہاتھ پکڑا اور سامنے گلاس وال کے قریب پڑی کرسی کو دیکھا جا دیکھنے میں کسی ملکہ کی لگتی تھی اس کے پاس ہی نیچے ایک لال کلر کی گدی پڑی تھی علی آگے بڑھا اور اس کرسی کو چھوا ایک بار پھر علی کی آنکھوں کے سامنے اس کی ماں کا حسین چہرہ آیا جو اس کرسی کو تھامے کھڑیں تھیں۔

کیا دیکھ رہے ہو ایسے یہ کرسی میری ہے تمہارے بابا نے بنوائی ہے ملکہ ہوں انکی عزت تو دیتے ہی ہیں ملکہ والی اب یہ کرسی لا کر سب کو دکھانا چاہتے ہیں اس گھر پر میری حکومت ہے وہ مسکراتی ہوئے علی کو بتا رہیں تھیں۔

ماما بہت اچھی بات ہے آپ تو ہمارے بادشاہ کی ملکہ ہیں ایسی ہی عزت آپ ڈیزرو کرتی ہیں بیٹھیں نا علی نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

ہاں ہاں یہ لو بیٹھ گئی لیکن میں پہلے ہی کہہ دوں حیدر اس کرسی پر میں تب تک ہوں جب تک میرے شہزادے کی شہزادی نہیں آجاتی اس کے بعد میری شہزادی کا حق ہے اس پر جس طرح آپ کی ساری جائیداد میرا مطلب ہے وراست علی کے حصے میں آئی ہے ویسے ہی یہاں حکومت میرے بیٹے کی شہزادی کرے گی وہ علی کو اپنے سینے سے لگا کر بولیں علی کے چہرے پر گہرائی مسکراہٹ آئی تھی جبکہ پاس بیٹھی علی نے چہک اٹھی تھی وہاں بیٹھا صرف ایک شخص ایسا تھا جس کو یہ بات بہت بری لگی تھی۔

علی!!! نازش نے واپس علی کو پکارا تو وہ ہوش میں آیا اور نازش کا ہاتھ پکڑ کر اس کرسی پر بٹھایا یہ تمہاری کرسی ہے تم یہاں حکومت کرو گی ہاں اس مکان کو واپس گھر بنانے میں وقت لگے گا لیکن

بہت جلد اس مکان کو واپس گھر بنادوں گا اس کرسی کے پاس ہی پڑی لال گدی پر بیٹھتے ہوئے علی نے کہا پھر نازش کا ہاتھ پکڑا۔

اوپر بیٹھ جاؤ یہ سب ضروری نہیں نازش نے علی کو نیچے بیٹھے دیکھ کر کہا۔

نازش یہ میرے بابا کی جگہ تھی جہاں میرے بابا بیٹھا کرتے تھے اور آج جہاں تم بیٹھی ہو وہ میری ماں کی جگہ تھی میری ماں کی خواہش تھی کہ تم یعنی میری بیوی اس کرسی پر بیٹھے اور میں وہاں بیٹھوں جہاں میرے بابا بیٹھتے تھے میں بھی تمہیں ویسی ہی عزت پیار دوں گا جیسی میری ماں کو ملی جیسی عزت پیار میرے بابا نے میری ماں کو دیا ویسا ہی سب کچھ بس تم میری ماں کی طرح میرے ساتھ مخلص رہنا علی نے نازش کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا اور نازش کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی۔

نازش بس مسکرائی سامنے دیوار پر لگی تصویر دیکھی ایک سائڈ علی کھڑا تھا ایک خوبصورت مسکراہٹ چہرے پر قائم تھی سانولی رنگت مسکراتی آنکھیں بالوں کو نفاست سے سیٹ کئے بال سفید کرتے میں علی کے ساتھ ہی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے ایک بڑی عمر کا شخص تھا یقیناً وہ علی کا باپ تھا کیونکہ اب کا علی بالکل ان جیسا دکھتا تھا ساتھ ہی ایک بڑی عمر کی خاتون تھی یقیناً وہ علی کی

ماں تھیں ان کی ساتھ ایک خوبصورت سی نازک گڑیا جیسی لڑکی کھڑی مسکرا رہی تھی اور وہ تو بلکل علی کی ماں جیسی تھی اپنی ماں کی کاربن کاپی آنکھیں مسکراہٹ پھولے پھولے گال گوری رنگت جو تصویر میں بھی صاف نمایاں ہو رہی تھی۔

میری فیملی ہے علی نے نازش کو تصویر گھورتے دکھ کر کہا اور اپنا سر نازش کی گود میں رکھا اور آنکھیں موند لیں نازش خاموشی سے علی کے بالوں میں ہاتھ گھومنے لگی۔

تمہیں میں اپنا ماضی بتانے کیلئے یہاں لایا ہوں کیونکہ میرے ماں باپ کا کہنا تھا کہ جسے ہم اپنی زندگی میں شامل کرتے ہیں ان سے کچھ نہیں چھپایا کرتے علی نے بولنا شروع کیا۔ اور نازش خاموشی سے کرسی سے ٹیک لگائے باہر ہوتی بارش کو دیکھتے علی کے بالوں میں انگلیاں چلاتی علی کو سننے لگی۔

حیدر مرتضیٰ صاحب کے دو بھائی تھے قادر اور وسیم ماں کا انتقال دو جڑواں بیٹے قادر اور وسیم کی پیدائش پر ہی ہو گیا تھا باپ نے بچپن سے پالہ تھا وسیم ملک سے باہر اپنے باپ کا بزنس سنبھالتا تھا جبکہ حیدر مرتضیٰ پاکستان میں کیونکہ انہیں ملک سے پیار تھا۔

قادر اپنے ہی کام میں ہمیشہ مصروف رہتا سے اپنے گھر والوں سے مطلب ہی نا تھا لیکن ان کے گھر میں جب پیارے سے بیٹے کی آمد پر قادر کا سارا دھیان اس ننھے سے وجود کی طرف ہو گیا اور وہ اپنا سارا وقت اس چھوٹے شہزادے کے ساتھ گزارنے لگا سے محبت تھی اس شہزادے سے وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا حیدر مرتضیٰ کے بیٹے علی کو علی جب تین سال کا ہوا تو ان کے گھر میں ایک چھوٹی سے شہزادی بھی آئی جس کا نام علینہ رکھا۔

قادر کا پھر بھی سارا دھیان اور محبت صرف علی سے ہی تھی اور علی بھی اپنے چاچا کے ساتھ خوش رہتا ان کے نقش قدم پر چلتا تھا۔

قادر کسی کام کے سلسلے میں کچھ سالوں کے لئے ملک سے باہر گیا تھا آج اس کی واپسی تھی اور علی کے قدم زمین پر ناتھے اپنے جان سے عزیز چاچا کی آمد نے اسے آسمان پر پہنچا دیا تھا۔ آج علینہ پورے اٹھاراں سال کی ہو گئی تھی اس کی سا لگرہ کا بھی جشن تھا۔

بھائی کو تو ذرا سی بھی فکر نہیں ہے اپنی پرنس انہیں تو بس اپنے چاچا کی آمد کی خوشی ہے اپنی بہن کی سا لگرہ کی نہیں وہ منہ بسور کر اپنے سر پر تاج رکھتی خفگی سے بولی تو شبانہ بیگم مسکرائیں۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے شہزادی تمہارے بھائی کو تمہاری بھی فکر ہے تبھی تو وہ تمہارے لئے تحفہ لینے کے لئے گیا ہے۔

سچ میں انہوں نے میرے لئے تحفہ لیا ہے کیا تحفہ لیا ہے بتائیں نا مجھے وہ اپنی شہد رنگ آنکھوں سے اپنی ماں کو دیکھتی ان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے پوچھنے لگی تو شبانہ بیگم اس کے انداز پر مسکرائیں۔

تحفہ بتایا جاتا ہے کہ تحفہ کیا ہے پاگل لڑکی اب جلدی سے یہ لویہ پہنو بیگم نے ایک پنک کلر کی سلیش اس کے ہاتھ میں پکڑائی جس کے اوپر پیسی برتھ ڈے لکھا تھا علینہ نے منہ بسورتے وہ سلیش پہنی اور ایک نظر اپنے سر اپنے پر ڈالی ریڈ کلر کی پاؤں کو چھوتی باربی فراک کھلے بالوں کو ہلکا کر کے سر پر ایک چھوٹا سا تاج سجائے وہ خود اس کو دیکھ رہی تھی۔

علینہ نے ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا جو ہلکا سا میک اپ کئے اسے ہی دیکھ رہی تھی پھر خود کو دیکھا جس کا میک اپ شبانہ بیگم نے ہی کیا تھا۔۔

ویسے ماننا پڑے گا ماما میں بھی اپنی ماں کی طرح ہی خوبصورت ہوں علینہ نے اپنی ماں کی گردن میں ہاتھ ڈال کر لاڈ سے کہا تو شبانہ بیگم مسکرائیں اور اس کی ماتھے پر بوسہ دیا۔

تم مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت ہو میری جان چلو نیچے چلتے ہیں جس طرح باہر شور ہو رہا ہے مجھے لگ رہا ہے تمہارے بھائی کا انتظار ختم ہو ایشبانہ بیگم نے ہنستے ہوئے کہا تو وہیں علیینہ نے منہ بسورا۔ ان کو تو بس اسی چیز کی خوشی ہے۔ میں نہیں بولوں گی آج ان سے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑتے باہر کی جانب بڑی شبانہ بیگم مسکرا کر ساتھ باہر نکلیں۔

اپنے چاچا کو گھر کے اندر داخل ہوتے دیکھا تو وہ خوشی سے جھوم اٹھا تھا اکیس سال کا ہونے کے باوجود آج بھی اس میں بچپنا ویسے ہی قائم تھا وہ ڈھول والوں کو اشارہ کرتا خود ناچتا اپنے چاچا کی طرف بڑھا اور ان کو گود میں اٹھالیا قادر نے قبضہ لگایا اور اپنے اس جوان بھتیجے کو دیکھا جسے وہ تین سال پہلے چھوڑ کر گیا تو اس سے ناراض تھا لیکن اس کے آجانے پر اتنا ہی خوش۔

برخودار تم تو کافی بڑے ہو گئے ہو کون سی چکی کا آٹا کھانے لگی ہو قادر نے ہاتھ علی کے گرد حاصل کرتے ہوئے کہا اور ایک نظر اس کو سرتا پیر دیکھا۔

گندمی رنگت ہلکی ہلکی بیئر ڈکالی آنکھیں بالوں کو نفاست سے سیٹ کئے تھری پیس میں اس کے سامنے کھڑا تھا۔

کیا کرو اتنا جو ان اور خوبصورت ہونا تو بنتا ہی تھا کیونکہ حیدر مرتضیٰ کا بیٹا جو ہوں وہ فخریہ انداز میں اپنے باپ کی طرف دیکھتے بولا تو وہ بھی مسکرائے۔

اچھا اچھا چلو تمہاری پرنسز ناراض ہیں آج حیدر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو علی نے اپنا سر بیٹا کیونکہ صبح سے وہ قادر کی آنے کی خوشی سن کر وہ تو اپنی بہن کے برتھ ڈے کو فراموش ہی کر چکا تھا لیکن اس کا تحفہ لانا وہ ہرگز نہ بھولا تھا۔

کوئی بات نہیں منالیتے ہیں ہم اپنی پرنسز کو بھی علی قادر کے گرد ہاتھ حائل کرتے اپنے ساتھ لے کر آگے چلنے لگا قادر نے جب اپنا پہلا قدم گھر کے اندر رکھا تو سامنے سیڑھیوں سے اترتی گڑیا پر پڑی جو شبانہ بیگم کے ساتھ نیچے آرہی تھی قادر علی کے ساتھ کھڑا بس اسے ہی دیکھ رہا تھا چھوٹی سی بچی تھی وہ جب وہ اسے یہاں چھوڑ کر گیا تھا آج وہ کتنی بڑی لگ رہی تھی قدر اس کا اپنی ماں سے بھی زیادہ تھا اور وہ خوبصورتی میں اپنی ماں کو بھی پیچھے چھوڑ گئی تھی۔

سرخ ہوتا ہے اس کا چہرہ اس بات کی صاف گواہی دے رہا تھا کہ وہ علی سے سخت ناراض ہے علی

قادر کو وہیں چھوڑ اپنی بہن کی طرف بڑھا اور اسے گود میں اٹھا کر گول گھمایا تو اس کی چیخیں

پورے ہال میں گونجی کیونکہ وہ ڈرتی تھی کہ کہیں علی اسے گرا ہی نالانکہ وہ بہت اچھے سے جانتی

اس کا بھائی اس تک کسی تکلیف نہیں آنے دیتا لیکن جب وہ پندرہ سال کا تھا تب علینہ کو علی نے اٹھایا تھا علینہ کا جسم بھاری ہونے کے باعث وہ دونوں ہی گرے تھے اس کے بعد سے وہ ہمیشہ اس کے اٹھانے پر ایسے ہی چبختی تھی۔۔

میں آپ سے ناراض ہوں آپ مجھے چھوڑیں میں آپ سے بات نہیں کروں گی وہ غصے سے علی کے سینے پر مکے مارتی بولی شبانہ بیگم مسکرا کر مہمانوں کی طرف متوجہ ہوئی کیونکہ وہ اب جانتی تھی ان دونوں بہن بھائیوں کا لڑائی اپنی مرضی سے ہی ختم ہوگی حیدر مر ترضی بھی قادر کو لے کر اپنے دوستوں کی جانب بڑھے لیکن قادر کی نظریں اب تک علی کے گود میں جھولتی علینہ پر تھی۔

میری شہزادی میں سچ میں بول رہا ہوں تمہارا بر تھ ڈے یاد تھا لیکن تمہیں تو پتہ ہے میرے لئے چاچو کتنے عزیز ہیں ان کے آنے کی خوشی بھی مجھے بہت زیادہ تھی جس طریقے سے مجھے تمہاری بر تھ ڈے کی تھی۔

مطلب کہ آپ کو چاچا زیادہ عزیز ہیں آپ یہ ہی کہنا چاہ رہے ہیں بھائی اس کے پھولے گال مزید کھلے تھے۔

نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے تم غلط سوچ رہی ہو میری پرنسز میرے لئے چاچو سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہے اس پرنسز نے مجھے بچپن سے لے کر آج تک اکیلا نہیں چھوڑا وہ تو پھر بھی مجھے اکیلا چھوڑ دیتے ہیں علی نے مسکرا کر کہا تو کھکھلاہج اس کی کھکھلاہٹ پورے حال میں گونجی تو سب مہمان ان کی طرف متوجہ ہوئے جو تھوڑی دیر پہلے ناراض تھی اب وہ اس کی گود میں جھولتی مسکرا رہی تھی کھکھلا رہی تھی۔

مجھ سے نہیں ملے گی میری شہزادی قادر نے نظریں علی کی گود میں جھولتی علی نے پر ڈال کر پوچھا تو علی نے ایک نظر ان پر ڈالی اور مسکرایا۔

السلام علیکم چاچا کیسے ہیں آپ وہ علی کا گردن میں ہاتھ حائل کرتی مسکرا کر پوچھنے لگی۔

وعلیکم السلام چاچا کی جان چاچا بالکل ٹھیک ہیں آپ بتائیں آپ کیسی ہیں علی نے مسکراتے ہوئے تو علی نے اپنے گود سے نیچے اتارا تو وہ بھی علی کا بازو تھام کر اس کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوئی۔

ایک دم پرنسز جیسے وہ ایک اداسے اپنے بال پیچھے کرتی کہہ کر کھکھلائی تو ساتھ کھڑا علی بھی مسکرایا ابھی قادر کچھ بولتا اس سے پہلے ہی حیدر نے علی نے اپنے پاس بلایا اور نوکر کو کیک لانے کا کہا۔

چار ملازم کیک لئے حال میں داخل ہوئے تو سب لوگ حیرت سے پہلے حیدر اور اس کے ساتھ کھڑی اس معصوم سی ننھی پری کو دیکھ رہے تھے پھر ایک نظر کیک پر ڈالی جو کہ کسی انسان کے قد سے بھی زیادہ بڑا تھا۔

واو بابا یہ کیک کتنا بڑا ہے وہ آگے بڑھی علیینہ جلدی جلدی میں قادر کا ہاتھ تھام چکی تھی اسے ایسا لگا کہ جیسے اس نے حیدر کا ہاتھ تھاما لیکن قادر نے حیرت سے اپنے ساتھ کھڑی اس گڑیا کو دیکھا اس کی نرم انگلیوں کا لمس محسوس کرتے آنکھیں بند کی پھر مسکرا کر اس کیک کی طرف متوجہ ہوا۔

بابا ہم آگے چلے نا وہ قادر کا ہاتھ کھینچتی آگے بڑھنے لگی جب حیدر صاحب نے اس کا دوسرا ہاتھ پکڑا تو علیینہ نے پہلے اپنے بابا کو اور پھر اپنے دوسری طرف کھڑے قادر کو دیکھا جلدی سے قادر کا چھوڑتی وہ اپنا دوسرا ہاتھ بھی حیدر صاحب کے ہاتھ پر رکھ چکی تھی قادر کے ماتھے پر بیشمار بل نمایاں ہوئے اور وہ اپنی جگہ پر علی کو کھڑا کر تا کچھ پیچھے ہو گیا۔

بس میری بہن اتنی سی بات پھر تو جو میں اس کے لئے جو گفت لایا ہوں اس کو پسند ہی نہیں آئے گا علی نے شرارت سے کہہ کر علیینہ کو ایک دم نیچے چھوڑا تو کسی نرم چیز سے ٹکرا کر کھڑی ہوئی۔

تم بہت بد تمیز ہو اگر مجھے چوٹ لگ جاتی پھر وہ اپنے بال درست کرتی کھڑی ہوئی اور اپنے نیچے ایک غبارہ نما چیز دیکھ کر اس پر کودنے لگی واؤ اتنا پیارا ہے علیینہ نے اسے پاس نظر گھمائی تو ہر طرح جھولے لگے تھے کبھی ایک جھولے پر تو کبھی دوسرے جھولے لے رہی تھی علی خاموش کھڑا اپنی اس ننھی کے پری کو دیکھ رہا تھا جو اتنی سی خوشی میں خوش ہو کر اڑتی پھر رہی تھی۔

اب اپنا تحفہ نہیں لوگی علی نے کہا تو علیینہ زور زور سے اثباب میں سر ہلانے لگی علی مسکرایا اور ہاتھ پکڑتے ایک طرف لے گیا ملازم کو اشارہ کیا تو وہ لال پردہ ہٹائے پیچھے ہو اعلینہ خوشی سے جھوم اٹھی تھی یہ وہی کار تھی جو اسے چاہیے تھی جس کی وہ تین سال سے ضد کہہ رہی تھی لیکن لائسنس نہ ہونے کی وجہ سے حیدر مرتضیٰ نے اسے نہیں دلائی لیکن اپنی بہن کی خواہش کو مد نظر رکھتے ہوئے آخر کار علی اپنی بہن کو وہ تحفے میں دے چکا تھا۔

ہاؤسویٹ بھائی وہ خوشی سے اس کا بازو پکڑ کر ناچنے لگی تو علی مسکرا کر اپنی شہزادی کو ساتھ لئے گاڑی کی جانب بڑھا اور ایک طرف بیٹھا کر خود نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پھر گاڑی ان کی گھر سے باہر نکلتی چلی گئی۔

ماشاء اللہ دونوں بچے بہت بڑے ہو گئے ہیں سب مہمانوں کے جانے کے بعد قادر حیدر اور شبانہ بیگم کے ساتھ بیٹھے چائے پی رہا تھا۔

واقعی وقت کا پتہ ہی نہ چلا وقت کیسے گزر گیا اور تم کہاں غائب تھے نہ تم ہمارے کسی کال کا جواب دیتے تھے اور نہ ہی تم خود ملنے آئے حیدر مرتضیٰ صاحب نے خفگی سے پوچھا تو وہ مسکرائے۔

کیا بتاؤں بھائی بس کام کی مصروفیات کچھ ایسی تھی اور آپ کو تو پتہ ہے میں اپنے کام میں جب لوگ جاؤں تو مجھے اپنے ہی فکر کہاں رہتی ہے انہوں نے مسکرا کر کہا تو حیدر صاحب بھی مسکرائے اور اپنی باتوں میں مشغول ہوئے جبکہ شبانہ بیگم اٹھ کر انہیں وہیں چھوڑے گھر میں گئی۔ کیونکہ ملازم گھر کا کام کر رہے تھے۔

ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ باہر سے علی اور علیہ دونوں چیختے ہنستے گھر میں داخل ہوئے قادر اور حیدر کی نظریں ان پر گئی تو مسکرائے حیدر صاحب اٹھ کر اپنے دونوں بچوں کے پاس گئے۔

علی کتنی دفعہ کہا ہے اپنی بہن کو تنگ نہیں کیا کرو دیکھو کیا حالت کر دی ہے تم نے اس کی حیدر صاحب نے علیہ کو اپنے ساتھ لگایا جو اپنی اتنی مہنگی ڈریس خراب ہونی پر منہ پھلائے آنکھوں میں آنسوؤں جمائے کھڑی تھی۔

بہت گندے ہیں آپ میں آپ سے بات نہیں کروں گی وہ غصے سے گاڑی کی چابی علی کے ہاتھ سے چھینتی اندر کی جانب بھاگی تو علی تہقہ لگاتا اس کے پیچھے ہی بھاگا ہاتھ میں ڈھیر ساری چاکلیٹ تھی جو وہ اسے دینا چاہتا تھا۔

علی!!!! قادر نے پکارا تو علی کے بڑھتے قدم وہیں ر کے اور پھر مسکرا کر چاکلیٹ ٹیبل پر رکھتا اپنے چاچا کی جانب بڑھا۔

تم تو مجھے بالکل ہی بھول گئے ہو اپنے چاچا کے ساتھ وقت نہیں گزارو گے۔؟؟؟

میں آپ سے بہت زیادہ ناراض ہوں کیونکہ آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے اور آج ویسے بھی میری پرنسز کی برتھ ڈے ہے تو آج کا یہ سارا دن میں اپنی پرنسز کے ساتھ گزارتا ہوں اسی لئے

آپ ذرا مجھ سے بات ناہی کریں تو آپ کے لئے بہتر ہو گا وہ غصے سے کہہ کر منہ موڑ گیا حیدر صاحب مسکرا کر ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر خود گھر کی جانب بڑھے۔

ایسے کیسے ناراض ہے میرا شہزادہ وہ اپنی مضبوط بازو علی کے گردن میں ڈال کر دبوچتے ہوئے بولے تو علی کے کاسانس بند ہونے لگا اور فوراً قادر کا بازو کھول کر پیچھے کمر کی طرف اور دیا لیکن اس کی پکڑ نرم تھی کہ قادر صاحب نے ہنستے ہوئے فوراً اپنا ہاتھ چھڑوایا اور علی کو اپنے سینے سے لگایا۔

کافی بہادر ہو گیا ہے میرا شہزادہ امید نہیں تھی کہ اتنا بہادر ہو جائے گا قادر ہنستے ہوئے بولنے لگے تو علی نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔

اچھا ویسے چاچا آپ نے مجھے بتایا نہیں آپ کس کام کے لئے باہر گئے تھے علی نے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو قادر نے بیٹھ کر ایک نظر علی کے چہرے پر ڈالی اور پھر گارڈن میں لگے پھولوں کو دیکھنے لگا۔

وقت آنے پر بتادوں گا پھر جانا ہے میں نے اور اس دفعہ تمہیں اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا وہ کہہ کر مسکرائے تو علی نے بھی مسکرا کر ناہی مناسب سمجھا اور دونوں باتوں میں مصروف ہو گئے۔

علینہ بیڈ پر ادھر ادھر گھومتی موبائل میں کچھ ڈھونڈ رہی تھی پھر اپنی مطلوبہ چیز ملنے پر بیڈ پر کھڑی ہو کر کودنے لگی اور جس ہاتھ میں موبائل تھا وہ ہاتھ فضا میں کرتی وہ چیخ رہی تھی۔

امید نہیں تھی اتنی جلدی مل جائے گی ہائے ہائے مل گئی میری شہزادی مل گئی وہ موبائل کو ہی اپنے سینے سے لگائے چیخی جیسے وہ مقابل کو تصور کرے اسے اپنے گلے لگائے کھڑی تھی۔

آئے ہائے بچی تو کمال کی ہے میرے بھائی کی قسمت کھل گئی علینہ نے کہتے ہوئے ڈانس کرنا شروع کیا پچامہ گھیر دار ہونے کی وجہ سے وہ بیڈ سے نیچے گری لیکن زمین پر اون کی طرح نرم کالین پر ہاتھ پھیر کر اللہ کا شکر ادا کرنے لگی کہ اسے چوٹ نہیں آئی۔

اب بس مجھے اپنا کام کرنا ہے کہتے ہیں دن رات ایک ہی چہرہ دیکھنے سے محبت ہو ہی جاتی ہے علینہ

نے کچھ سوچتے ہوئے ایک نمبر ڈائل کیا اور اپنا حکم سنا کر رابطہ منقطع کیا اور موبائل میں ہاتھ چلاتی ہے اپنی مطلوبہ چیز بھیجنے پر موبائل بند کر کے بیڈ پر پھینکا اور ایک نظر گھڑی پر ڈالی عشاء کی

نماز میں تھوڑا ہی وقت تھا وہ اٹھی اور مسکرا کر واش روم میں بند ہوئی اور نماز پڑھنے کے غرض

سے وضو کر کے آئی اور موبائل اٹھا کر کان کو لگایا۔

ہیلو میرا کام ہو گیا۔؟؟ علیینہ نے بغیر سامنے والے کی سنیں اپنے مطلب کی بات کی۔

تمہارے پاس دس منٹ ہے یہ کام کرو کیونکہ بھائی نے اب نماز پڑھنے کے لئے جانا ہے اور میں چاہتی ہوں بھائی کے آنے سے پہلے یہ کام ہو جائے سمجھ میں آئی۔؟؟؟ تمہارے پاس دس منٹ ہیں اذان ہونے والی ہے ہے نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی وہ مجھے میرے گھر چاہیے علیینا کہہ کر بنا سامنے والے کی سنیں رابطہ منقطع کیا اور منہ بسور کر بیٹھی پھر مسکرا کر اٹھی اور کمرے سے باہر نکلی تو سامنے ہی شبانہ کو کھانے کھاتے دیکھ کر نیچے کی طرف بھاگی۔

لیکن اپنا پیجامہ گھردار ہونے کی وجہ سے اس کا پاؤں پھر پھسلا اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتی تو ایک سخت ہاتھ اسے اپنے کمر پر محسوس ہو اعلینہ تڑپ کر پیچھے ہوئی اس لمس سے اسے عجیب وحشت محسوس ہوئی علیینہ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے قادر کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا اور چہرے پر ایک مکروہ مسکراہٹ تھی علیینہ نے جھر جھری لی اور بنا چھ بولے قدم شبانہ بیگم کی طرف بڑھائے۔

علی اپنی قمیض کے کف فولڈ کرتا مسکراتا نیچے آ رہا تھا اس کے وجیہ چہرے پر یہ مسکراہٹ اس کی زندگی کا اہم حصہ تھی۔ قادر کو ایسے خاموش دیکھ کر علی نے قادر کو کندھے سے تھام کر ہلایا تو وہ ہوش میں آیا۔

یہاں کیوں کھڑے ہیں چلے آئیں کھانا کھاتے ہیں پھر نماز کا ٹائم ہو رہا ہے نماز پر ساتھ چلیں گے علی نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ بھی مسکرائے اور علی کے ساتھ ٹیبل کی جانب بڑھے۔

میں بابا کو بولا کر لاتی ہوں علی نے کہا کہ حیدر صاحب کے کمرے کی طرف بھاگی علی نفی میں سر ہلاتا مسکرایا اور شبانہ بیگم مسکراتے ہوئے علی کے سامنے والی کرسی پر بیٹھیں۔

تھوڑی دیر بعد علی نے اپنے بابا کے کندھے کے ساتھ لگے ٹیبل پر آئی شبانہ بیگم کے ساتھ والی کرسی کھینچ کر اپنے بابا کو بٹھایا اور خود ڈائمننگ ٹیبل کے درمیان میں پڑی ایک بڑی کرسی پر بیٹھی ہمیشہ

کی طرح علی نے ہی علی نے کو کھانا ڈال کر دیا شبانہ بیگم اور حیدر صاحب اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہوئے اور علی نے بھی قادر تھا کی نظریں تو علی نے کاندھے کا طواف کر رہی تھی جو حجاب میں چاند

کی طرح چمک رہا تھا اپنے چہرے پر کسی کے نظروں کی تپش محسوس کرتے علی نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا قادر نے اپنی نظریں پھریں اور پھر کھانے کی طرف متوجہ ہوا

علینہ کو قادر کا ایسے دیکھنا بہت عجیب لگ رہا تھا ان کی نظروں کی تپش کچھ اور ہی بیان کر رہی تھی جس سے علینہ کو گھن محسوس ہو رہی تھی وہ ایسی نظروں کی عادی ہی کہاں تھی اسے ہمیشہ معصوم بچوں کی طرح رکھا گیا تھا اس کو تو دھوپ سے بھی بچایا گیا تھا پھر آخر وہ کیسے ایسی نظریں پر برداشت کر سکتی تھی اپنی سوچ کو جھٹکتی واپس کھانا کھانے لگی پاس بڑا موبائل رنگ ہو اعلینہ کے ہاتھ سے چھچھر اور چارو اس کی طرف متوجہ ہوئے علینہ دانتوں کی نمائش کرتی موبائل اٹھا کر اٹھی اور تھوڑا سا ٹیڈ میں ہوئی علی نے مشکوک نظروں سے اپنی بہن کو دیکھا اور پھر کھانے کی طرف متوجہ ہوا۔

رکور کو ابھی اندر نہیں آنا بھائی ابھی گھر پر ہیں اور بھائی گھر سے باہر نکلیں تو تم چھپ جانا میں تمہیں تھوڑی دیر میں ہی اندر بلائی ہوں ابھی تو کھانا کھا رہی ہوں۔ ویسے ماننا پڑے گا کام بہت جلدی کر دیا ہے تم نے علیج نے کہہ کر قبہ لگایا چاروں کی نظریں علینہ کی طرف اٹھیں اور نفی میں سر ہلاتے واپس کھانا کھانے لگے۔

بیٹا کھانے کے ٹائم موبائل استعمال نہیں کرتے کتنی دفعہ کہا ہے آپ کو حیدر صاحب نے علینہ کو ٹوکا تو وہ رابطہ منقطع کرتی اپنے جگہ پر آئی اور شرمندہ ہو کر سر جھکایا۔

سوسوری بابانیکسٹ ٹائم میں دھیان رکھوں گی پکا علی نے مسکرا کر کہا اور واپس کھانا کھانے لگی اس کا انداز بدلاتا تھا جہاں وہ خاموش تھی اب چہرے پر خوشی صاف نمایاں تھی اسے ایسے خوش دیکھ کر شبانہ بیگم نے ایسے ہی اس کے خوش ہونے کی دعا کی علی ابھی بھی مشکوک نظروں سے اپنی بہن کو دیکھ رہا تھا۔

ایسے نہیں دیکھو تمہاری بہنوں ہر بری چیز سے دور رہتی ہوں مسلسل علی کی نظر اپنے چہرے پر محسوس کرتی آخر کار علی نے مسکرا کر علینا کے ماتھے پر بوسہ دیا اور پھر سب کو اللہ حافظ کہتا گھر کہ خارجی دروازے کی طرف بڑھ گیا علی نے نظروں سے علی کا پیچھا تب تک کیا جب تک وہ گھر کے خارجی دروازے سے باہر نہ نکل گیا۔۔

ماما باہر نا عادی آیا ہے کسی طرح اسے بھائی کی نظروں سے بچا کر علی کے کمرے میں پہنچا دیں پلیز زعلینہ نے فوراً شبانہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

وہ باہر کیوں کھڑا ہے اندر کیوں نہیں آیا حیدر صاحب نے حیرت سے پوچھا اور موبائل اٹھایا۔

بابا کہیں آپ بھائی سے ہی نا کہہ دینا کہ عادی کو لے آئے اس کے پاس کچھ سامان ہے مجھے چاہیے وہ بھائی کو معلوم ہو تو پھینک دیں گے باہر ایسا نا کریں نا وہ روہانسی ہوئی۔

اچھا اچھا بابا کی جان بابا قربان میں گارڈ کو کہتا ہوں بس حیدر صاحب نے مسکرا کر کہا۔

اور ہاں خیال رکھیے گا بھائی کی نظروں میں نا آئے عادی علی نے اپنے منہ پر آئے بال پیچھے کرتے ہوئے کہا تو وہ تینوں مسکرائے اور علی نے کھانا چھوڑ کر علی کمرے کی طرف بھاگی۔

خیال رکھیے گا علی کو معلوم نہ پڑے۔ آپ کی شہزادی حکم دے کر گئی ہیں اور اگر علی نے اس کا سامان باہر پھینک دیا تو یقیناً وہ آپ سے ناراض ہو جائے گی جیسے اس نے کہا ہے کہ علی کو پتہ نہیں چلنا چاہیے۔ مجھے تو لگ رہا ہے یقیناً کوئی ایسا ویسا سامان منگوایا ہے اس نے جس سے وہ چھپا رہا ہے لیکن اس نے علی کے کمرے میں کیوں منگوایا شہزادہ بیگم نے علی کو بھاگتے دیکھ کر حیدر صاحب سے پوچھا وہ کندھے اچکا کر موبائل میں گاڈ کو کچھ کہتے ہاتھ دھونے کے لئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے شہزادہ بیگم نے ملازمہ کو برتن اٹھانے کے لئے کہا اور خود کچن میں چلی گئی قادر نے گیٹ سے اندر داخل ہوتے ایک لڑکے کو دیکھا قدا کاٹ میں وہ بالکل علی سا تھا گرے ٹراؤزر کے ساتھ بلیک شرٹ گوری رنگت ہلکی بیئرڈ مونچھیں بال بکھرے ہوئے تھے آنکھوں میں خمار تھا اور کافی حد تک لال تھیں وہ منہ پر ہاتھ رکھتا علی کے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا قادر صاحب بھی اٹھے اور اس کے پیچھے یہ لے کے کمرے میں گئے۔

ہائے میری زندگی میری جان میرے جگر کے ٹوٹے میں قربان علیینہ نے ہاتھ پھیلائے اس کے پاس آئی اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا پیچھے آتے قادر نے مٹھیاں بند کیں اور کمرے میں داخل ہوا علیینہ دیکھ کر فوراً پیچھے ہوئی اور منہ بسورا۔

ناہی میں تمہاری جان۔ نہ ہی تمہاری جگر کا ٹوٹا ہوں اور نہ ہی تمہیں مجھ پر قربان ہونے کی ضرورت ہے اس وقت اس چیز کی تمہیں کیا ضرورت پڑی تھی تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا وہ اس پر دھاڑا اور ہاتھ میں پکڑی ایک بورڈ نما چیز اس کی طرف پھینکی جس پر لفافہ تھا بروقت علیینہ ناپکڑتی تو وہ زمین بوس ہو جاتی۔

میں کہہ رہی ہوں عادی اگر یہ ٹوٹ گئی ہو گی ناتو میں تمہیں ہر گز نہیں بخشوں گی وہ انگلی اٹھا کر وارن کرتی وہ کھولنے لگی علیینہ کا چہرہ قادر کی طرف تھا جبکہ پشت اوندھے منہ لیٹے عادل کی طرح جو کہ نیند سے اٹھ کر اس کا کام کرنے کے لئے آیا تھا لیکن اسے سمجھ نہ آیا تھا کہ اتنے فالتو سے کام کے لئے اسے ہی کیوں کہا اور اتنا رجنٹ کیوں بلوایا۔

ویسے تم یہ کام کل بھی کروا سکتی تھی لیکن تمہارا تو دماغ خراب ہے چڑیل وہ الٹا لیٹے ہی بولا علیج نے ایک نظر اٹھا کر اس کی پشت کو دیکھا اور نفی میں سرلاتی وہ اب لفافہ کھولنے لگی کھولتے ہی اس کے چہرے پر ایک جاندار مسکراہٹ آئی۔

تھینک یو تھینک یو سوچ وہ چلتی بیڈ پر بیٹھی اور اس کی پشت پر تین چار تھپڑ لگائے عادی نے علیج کے اسی ہاتھ پکڑا اور گھوما کر اپنے تکیے پر گر آیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا علیج نے پیچھے کھڑے قادر کی طرف اشارہ کیا لیکن عادل کا پورا فوکس علیج کے لب تھے عادل کو اس چیز کا معلوم نہ تھا کہ پیچھے قادر کھڑا ہے وہیں علیج کا حلق خشک ہوا۔ علیج کچھ بولتی اس سے پہلے ہی عادل اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا اس کی گرفت اس کے ہاتھ پر سخت ہوئی اور دوسرا ہاتھ کی اس کے بالوں میں پھیرنے لگا۔

کیا بد تمیز ہے یہ قادر خان دھاڑا عادی ہوش میں آیا اور علیج کو خود سے دور کرنا اٹھ کر بیٹھا تھا پرا بھی بھی بال بکھرے ہوئے تھے آنکھوں میں سرخی تھی وہ حیرت سے اپنے سامنے کھڑے اس آدمی کو دیکھ رہا تھا۔

یہ قادر ہے وہی قادر جس کے آنے کی خوشی نے علی کو آسمان پر پر بٹھایا ہوا تھا عادی نے اپنے بال صحیح کرتے علینی کی طرف دیکھ کر پوچھا تو علینہ نے فوراً اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر وہ سامنے بڑی بورڈ نما چیز اٹھائی اور نظر دیوار پر لگی علی کی تصویر پر گئی قادر کی موجودگی کو تو وہ دونوں ہی فراموش کر چکے تھے جبکہ علینہ کا دل تو اس کے کانوں میں دھڑک رہا تھا چہرہ شرم سے لال ہو رہا تھا ایسی بے اکی وہ بھی اس کے چاچا کے سامنے وہ دل میں ہی توبہ کرنے لگی تھی۔ قادر غصے سے ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے عادل کو ہی دیکھ رہا تھا لیکن عادل کو پرواہ کہاں تھی وہ تو بس علینا کی پشت کو ہی دیکھ رہا تھا۔

میں ہیلپ کر دیتا ہوں عادل اٹھا اور علینہ کے کندھے سے کندھا ٹکرا کر آگے بڑھا اور صوفے پر چڑھ کر علی کی تصویر اتاری اور پھر علینہ کی طرف دیکھ اور قہقہہ لگایا وہ مزید شرم سے منہ جھکا گئی۔ قادر کا خون کھول اٹھا تھا کیسے وہ بے باک حرکتیں کرنے پر اتر اٹھا اور علینہ بالکل خاموش تھی شرما رہی تھی اس کے سامنے کھڑی اور اسے سب سے زیادہ غصہ تو اپنے بھائی پر آیا تھا کہ کیسے وہ اپنی بیٹی کو ایک انجان لڑکے کے ساتھ چھوڑ کر خود اپنے کمرے میں بند تھا۔

عادل نے ایک نظر دروازے پر کھڑے گھورتے قادر کو دیکھا ایک لمبی سانس خارج کرتے علیینہ کو اپنے کندھے کے ساتھ لگائے وہ قادر کی طرف بڑھا علیینہ گھبرائی اور عادل کے چہرے کو تنگ لگی۔ قادر تو اس کی دلیری دیکھ کر غصہ ضبط کرنے لگا۔

گھبراؤ نہیں تعارف کروا رہا ہوں علیینہ کو خود دور ہوتے دیکھ کر عادل نے مزید خود میں بھینچا اور علیینہ خاموش کھڑی سر جھکا گئی۔

السلام علیکم میرا نام عادل ہے اور یہ۔ عادل بولتے بولتے رکا اور قادر خان کی آنکھوں میں دیکھا جس میں سرخی تھی چہرے پر بلا کا غصہ تھا جیسے وہ ابھی اس کا خون کر ڈالے گا عادل کو لگا کہ یہ غصہ اسے اس لئے آیا ہے کیونکہ وہ علیینہ کے قریب تھا تب ہی تعارف کروانا مناسب سمجھا۔

یہ مسسز عادل ہیں۔ عرف علی کی بہن حیدر انکل کی بیٹی عادل نے جیسے قادر خان کے سر پر دھماکہ کیا تھا وہ بنا کچھ بولے اس کمرے سے باہر نکلے اور اپنے کمرے کی طرف بڑھے چہرہ غصے پر ابھی بھی ویسے ہی قائم تھا آنکھوں کے سامنے وہ علیینہ کے قریب ہی دکھ رہا تھا اور کانوں میں بس چار الفاظ ہی گھوم رہے تھے کہ یہ مسسز عادل ہے اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی قادر نے غصے سے دروازہ بند کیا۔

نازش کی آنکھ کھلی تو بارش اب بھی ہو رہی تھی علی نازش کا ہاتھ تھامے اس کے پاؤں میں ہی اس کی گرد میں سر رکھے سو رہا تھا بادل گرجنے کی آواز اور بجلی کی چمک گلاس وال سے اندر آتی اور علی کے چہرے کو روشن کر دیتی نازش مسکرائی اور علی کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔

کتنا کچھ سہا تھا اس نے اپنی بہن کو بے آبرو ہوتے دیکھا تھا اگر اس کی جگہ کوئی کمزور دل ہوتا تو یقیناً مرجاتا اتنی تکلیف کے باوجود وہ زندہ تھا روز ایک نئی موت مرتا تھا اپنی بہن کو یاد کر کے اور اپنوں کے دیئے دھوکے کو یاد کر کے نازش کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گر اور علی کے بالوں میں جذب ہو گیا۔

جاگ رہی ہو ابھی تک۔؟؟؟ علی کے گھمبیر آواز گونجی نازش کے حرکت کرتے ہاتھ رکے اور فوراً ہاتھ پیچھے کئے۔

"ت۔ت۔ت۔ تم اٹھ گئے نازش نا جانے کیوں گھبرائی تھی جیسے اس کی چوری پکڑ لی گئی ہو۔
حلانکہ وہ اس پر حق رکھتی تھی بیوی تھی اس کی اور اس کا فرض تھا جب علی تکلیف میں ہو تو اسے

سکون دے علی اس وقت تکلیف میں ہی تو تھا تب ہی تو وہ اسے سکون دینے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اسے جاگتا پا کر فوراً پیچھے ہوئی۔

میں سویا ہی کب تھا۔؟؟" لال سرخ آنکھیں شہد رنگ آنکھوں میں گاڑتے بولا نازش نے نظریں پھیریں اور واپس کر سی سے پشت لگائی علی کی نظریں اب بھی نازش کے چہرے پر تھیں۔ سفید معدے جیسی رنگت بڑی بڑی آنکھیں میک اپ سے پاچہرہ بقول ربانیہ کے طوطے جیسی ناک علی نازش کی صاف شفاف سفید رنگت کو دیکھ کر اپنی رنگت دیکھنے لگا ایک سرد آہ بھر کر اس نے نظریں پھیریں۔

"بہت خوبصورت ہو تم" نازش کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کرتے علی نے کہا اور نظریں اسکی گردن پر گئیں وہ اٹھ کر کھڑا ہوا اور سیڑھیوں پر سامنے موجود کمرے کر دیکھنے لگا ماضی کی ایک یاد اس کی آنکھوں کے سامنے لہرائی اور ایک آنسو ٹوٹ کر اس کی بیسڑ میں جذب ہو گیا۔

"میں تمہارے ساتھ ہی ہوں" علی اپنی ہی سوچوں میں گم تھا نازش کی آواز اسے اپنے بے حد قریب محسوس ہوئی تو نظریں پھیر کر اسے اپنے ساتھ کھڑے پایا آج پھر علی کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی اور حیدرولا کی چار دیواری جہومنے لگی تھی یہ وہ ہی مسکراہٹ ہے جو اس کی

یہاں ہی بند ہو گئی تھی اپنوں کی تدفین کے وقت اس نے اپنی مسکراہٹ بھی دفن کر دی تھی۔
لیکن یہ مسکراہٹ اس کے ساتھ کھڑی اس کی بیوی اسکی شریک حیات کی وجہ سے آئی تھی
کیونکہ وہ ثابت کرنا چاہتی تھی کہ وہ اس کے ساتھ کھڑی ہے ہر تکلیف میں۔

جانتا ہوں تب ہی تو میری شہزادی نے میرے لئے یہ شہزادی منتخب کی تھی وہ بھاری گھمبیر آواز
میں کہتا اس کی پیشانی چوم کر اس کی پیشانی کے ساتھ پیشانی ٹکا کر آنکھ موند گیا۔
نازش نا سمجھی سے علی کو دیکھ رہی تھی علی نے نازش کی طرف دیکھ اور نازش کی کمر میں ہاتھ ڈال
کر اسے مزید اپنے قریب کیا۔

ایسے نہیں دیکھو تمہارا ایسے دیکھنا مجھے بہکا دیتا ہے میں ابھی کچھ کر نہیں سکتا اپنے جذبات کو
تھامے رکھا ہے جس سے یہ جذبات بے لگام ہوئے ناتو تمہارے لئے ہی خطرناک ثابت ہوں گے
کیونکہ علی حیدر مرتضیٰ اپنے جان سے عزیز لوگوں کو اپنے طریقے سے محبت دیتا ہے جس میں وہ
تڑپ اٹھتے ہیں انکھوٹے سے ناز کی گال سہلاتے ہوئے علی نے نازش کی آنکھوں میں آنکھیں
ڈال کر کہا گھنی پلک سجده ریز ہوئیں۔

میں نے ابھی کہا تھا نا کہ ایسا کرنا تمہارے لئے ہی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے علی نے غصے اور افسردگی کے ملے جلے تاثرات سے کہا نازش نے آنکھیں پھیلا کر علی کو دیکھا علی کی گرفت نازش کی کمرے پر آہستہ آہستہ مضبوط ہو رہی تھی۔ نازش بے شک ایک مضبوط لڑکی تھی لیکن علی کے سامنے اپنے محرم کے سامنے وہ کمزور پڑنے لگی تھی ابھی نکاح کئے وقت ہی کتنا ہوا تھا انہیں۔ یہ کیسا احساس تھا جو نازش کو خاموش کر دیتا تھا وہ اپنے سامنے کھڑے اس شخص کی سامنے کچھ بول نہیں پاتی تھی بس خاموشی سے اسے سنتی اور دیکھتی تھی۔

علی نازش کی شہہ رگ ہر انگلیاں پھیرتے ایک جھٹکے سے اسے اپنے بے حد قریب کر چکا تھا آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا نازش کی پلکیں لرزیں اور ایک بار پھر وہ سجدہ ریز ہوئیں تھیں علی کا ہاتھ اس کی گردن پر گیا اور اس کے چہرے کو اپنے چہرے کے مزید قریب کیا علی کی سانسوں کی تپش وہ اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی علی نے باری باری نازش کی دونوں آنکھوں پر بوسہ دیا نازش آنکھیں بند کئے علی کے لمس کو اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی علی کی شرٹ تھامے وہ اس کے پاؤں پر پاؤں رکھے کھڑی تھی مانوں علی اب چھوڑتا تو وہ زمین بوس ہو جاتی۔

علی نے ایک نظر نازش کے گلاب جیسے لبوں کو دیکھا جو لرز رہے تھے علی مسکرایا اور نازش کی لبوں پر جھکا آہستہ آہستہ وہ اس کی سانسوں کو پینے لگا تھا نازش کو کوئی حرکت کرتے نادیکھ علی نے شدت اختیار کی تھی جہاں نازش پر سکون آنکھیں بند کئے کھڑی تھی اب اس کی شدت میں اضافہ ہوتے دیکھ اس کی آنکھیں کھولیں تھیں سانس بند ہونے لگا تھا وہ اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرتی اتنا ہی علی شدت اختیار کر تا سانس بند ہونے کے وجہ سے نازش کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے علی نے اچانک پیچھے ہوتے نازش کے چہرے کو دیکھا جہاں سفید رنگت میں سرخی گھلی ہوئی تھی اور ہونٹوں سے خون بہہ رہا تھا جس کا ذائقہ محسوس کرتے ہی تو وہ نازش سے دور ہوا تھا علی اس وہیں چھوڑتا کچن کی طرف بھاگا اور پانی لے کر وہ نازش کے پاس آیا جو سینے پر ہاتھ مارتی لمبے لمبے سانس لے رہی تھی آنکھوں سے مسلسل آنسو رواں تھے ایک شکایتی نظر علی پر ڈال کر اس کے ہاتھ سے پانی کو بولے چھین کر ہونٹوں سے لگا چکی تھی اور ایک ہی سانس میں ساری بوتل خالی کر گئی علی حیرت سے نازش کو دیکھ رہا تھا جو سانس لینے کے لئے اپنا منہ کھولے سینے پر ہاتھ مسلتی ادھر ادھر گھوم رہی تھی علی کو اب خود پر غصہ آ رہا تھا اپنے جنگلی پن پر آخر کیسے وہ اسے تکلیف دے سکتا تھا۔

نازش علی نے نازش کو ادھر ادھر گھومتے دیکھ تڑپ کر اسے پکارا اور اپنے سینے سے لگایا۔

مجھے سونا ہے نازش نے علی کی گرفت مضبوط ہوتے دیکھ کر کہا علی نے ایک سرد آہ بھری اور نازش کو اپنے ساتھ لگائے باہر کی جانب بڑھا۔

کہاں۔!؟؟ نازش نے حیرت سے پوچھا۔

گھر میں یہاں نہیں رہنا چاہتا یہاں جتنی خوشیاں ہیں اتنی ہی میرے لئے اذیت بھی ہے اسے لئے تم خاموش رہو سو جاؤ علی نے نازش کو اپنے گود میں اٹھا کر اسکا سر اپنے سینے سے لگایا اور لمبے لمبے قدم اٹھاتا حیدرولا سے باہر نکل گیا اور آرام سے نازش کو گاڑی کی سیٹ پر بٹھا کر سیٹ کو ایک بیڈ کی طرح سیٹ کیا اور خود نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی نازش اس کی یہ کاروائی خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔ اچانک اس کا دھیان اپنے ہونٹوں پر گیا جہاں اب جلن ہو رہی تھی نازش نے ایک نظر غصے سے علی کو دیکھا اور منہ موڑ لیا جا علی سے چھپا نہیں تھا۔

آئندہ یہ غلطی مت کرنا سمجھی علی نے ایک جھٹکے سے نازش کو اپنے قریب کیا اس اچانک افتادہ پر وہ اس کے سینے سے آٹکرائی علی نے نرمی ایک پیار بھری جسارت کی اور نازش کے ہونٹوں پر لگا خون چن لیا نازش تو حیرت سے اس شخص کو دیکھ رہی تھی کیا تھا وہ؟؟؟ جو بھی تھا وہ نازش کی سمجھ

دے باہر تھا وہ دشمن کی ہر چال کو سمجھ جاتی تھی چہرے اور آنکھوں سے لیکن علی کے چہرے پر ڈھونڈنے سے بھی اسے کوئی تاثرات نامل رہے تھے۔

سو جاؤ تم واپس جاتے زیادہ وقت لگے گا وہ نرمی سے نازش کے منہ پر آئے بال پیچھے کر کے بولا اور نازش کو واپس لیٹا یا نازش ہوش میں آئی تو آنکھیں پٹیٹا کر علی کو دیکھنے لگی پھر آرام سے آنکھیں موند لیں علی نے ایک نظر نازش کے چہرے پر ڈالی اور آیت الکرسی پڑھ کر سفر کا آغاز کیا۔

ربانیہ اور رحمان اس وقت "یو۔ کے" کے ایک ریسٹورنٹ میں موجود تھے سامنے ایک انجان آدمی بیٹھا رحمان سے باتوں میں مصروف تھا اور ربانیہ ادھر ادھر کا جائزہ لے رہی تھی نظر ایک آدمی پر ٹھہری جو عجیب نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا ربانیہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اٹھے اور اس کی آنکھیں نوچ لے ربانیہ نے اس کی لبوں کو حرکت کرتے دیکھا اور آنکھیں موند کر رحمان کی باتوں پر غور کرنے لگی لیکن مسلسل چہرے پر نظروں کی تپش محسوس کرتے وہ دھیان چاہ کر بھی رحمان کی طرف نہیں کر پار ہی تھی ربانیہ نے غصے سے آنکھیں کھولیں لیکن وہ اب وہاں نہیں تھا ربانیہ نے خود کو نارمل کرتے رحمان کی طرف متوجہ ہوئی۔

یہ لو یہ یو۔ ایس۔ بی غداری کا سوچنا بھی نہیں غداری کی سزا عزیل (azael) کے قریب کیا ہے یہ تم بہت اچھے سے جانتے ہو مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے رائٹ۔؟؟؟ رحمان نے کہا ربانیہ نے حیرت سے رحمان کو دیکھا اور "عزیل" دہرایا کیا مطلب تھا اس لفظ کا اور کون تھا جیسے یہ عزیل کہہ رہا تھا۔

ربانیہ کی نظر رحمان کے سامنے بیٹھی ایک لڑکی پر گئی جو رحمان کو ہی دیکھ رہی تھی ربانیہ نے انہیں گنور کرتے اس آدمی سے بات کرنے لگی تھوڑی دیر بعد وہ آدمی جس چکا تھا اور ربانیہ اور رحمان کھانا کھا رہے تھے ربانیہ نے محسوس کیا کہ وہ لڑکی اب بھی رحمان کو ہی گھور رہی ہے لیکن یہ اس ملک میں عام تھا اسلئے ربانیہ بس خاموشی سے سنجیدہ بیٹھی کھانے میں مصروف تھی۔

رحمان ہے کرنے کے بعد موبائل اٹھا کر باہر کی جانب بڑھا اور ربانیہ کو وہی بیٹھے رہنے کا کہہ کر ربانیہ اپنے موبائل کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ہاں کام ہو گیا ہے بس اب انتظار ہے تو اس کے اگلے قدم کا تا کہہ ہم اسے اس کے طریقے سے ہی مات دے سکیں وہ پولیس والوں کے ہاتھ نہیں لگے گا کیونکہ وہ یہاں ہے ہی نہیں۔"

بہت اچھے بس اب اس کے سامنے آنے کا انتظار کرنا ہے ہمیں گڑیا کو صحیح سلامت لے کر نکلو وہاں سے علی نے نازش کو اپنی نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے کہا۔

ہممممم "پاک آرہے ہیں ہم واپس یہاں موسم زیادہ خراب ہے تو دیر ہو جائے گی شاید کل صبح تک ہم آجائیں۔"

خیال رکھنا گڑیا میں میری شہزادی کی جان بستی ہے اسے کوئی تکلیف ہوگی تو تکلیف میری شہزادی کو بھی ہوگی اس لئے بہت احتیاط کرنا علی نے نازش کا حوالہ دیتے ہوئے کہا رحمان مسکرایا۔

تمہاری شہزادی کی اگر جان بستی تو وہ تو میری جان ہے میری اک لوتی جان میرے جینے کی وجہ رحمان نے محبت سے چور لہجے میں کہا۔

اللہ حافظ علی نے کچھ کہے بنا رابطہ منقطع کیا رحمان مسکرا کر کال بند کرتا واپس جانے لگا کہ ریستورینٹ میں بیٹھی لڑکی کو اپنے سامنے دیکھا رحمان نے بھی نوٹ کیا تھا کہ وہ اسے گھور رہی ہے لیکن وہ اگنور کر گیا۔ رحمان اسے اگنور کرتا آگے بڑھا اس لڑکی نے رحمان کا ہاتھ پکڑا۔

"کہاں جا رہے ہو؟؟ کتنے وقت بعد آئے ہو اور ایسے انجان بن رہے ہو؟" اس لڑکی نے نم

آنکھوں سے کہا رحمان نے فوراً اس کا ہاتھ جھٹک کر پیچھے ہوا۔

مسکان میں پہلے بھی تم سے بول چکا ہوں کہ میرے دل میں تمہارے لئے کوئی جذبات نہیں میرے لئے میری محبت اہمیت رکھتی ہے بس تم ابھی وہ مزید کچھ بولتا کہ وہ روتی اسکے سینے سے لگی رحمان اس کی تیزی پر حیران تھا اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کرتا رحمان کے کچھ بولنے سے پہلے ربانیہ کی آواز رحمان کی سماعتوں میں گونجی۔

یہ کیا ہو رہا ہے؟؟ ربانیہ نے غصے خفگی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات سے کہا رحمان نے کبھی اس طرح تو ربانیہ کو گلے نا لگایا تھا پھر کیسے وہ کسی انجان کے گلے لگ کر کھڑا تھا۔

رحمان نے مسکان کو پیچھے دھکا دیا اور ربانیہ کو کندھوں سے پکڑ کر اپنے قریب کیا اس پاس کوئی تھا نہیں سنسان سڑک پر وہ تین وجود کھڑے تھے بادل برسنگ کیلئے تیار تھے ربانیہ نے رحمان سے دور ہونا چاہا رحمان نے ربانیہ کی کمر کر گرد ایک ہاتھ حائل کیا اور اپنے ساتھ لگایا۔

اس سے ملو مسکان یہ میری بیوی ہے "مسسز رحمان" رحمان مسسز رحمان پر زور دیتا بہت کچھ باور کروا گیا تھا اسے مسکان نے اپنی انگلیاں مروڑتے علی کے ساتھ لگی اس معصوم سی گڑیا جیسی لڑکی کو دیکھا گوری رنگت گول منہ چھوٹی ستون نابڑی بڑی ہیزل براؤن آنکھیں گلابی خوبصورتی سے تراشے گئے لب بالوں کو حجاب سے کور کئے مسکان کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

پر تم نے۔ ابھی وہ کچھ بولتی رحمان نے ربانیہ کا چہرہ پکڑ کر اپنے چہرے کے قریب کیا اور اس کے چہرے پر جھکار بنیہ کی حیرت سے آنکھیں پھیلیں تھیں اس پاس کا خیال کرتے ربانیہ نے رحمان سے دور ہونا چاہا لیکن اب راہ فرار ممکن کہاں تھی شرم سے ربانیہ کا چہرہ گلاب کی مانند لال تھا رحمان نے نرمی سے ربانیہ کے لبوں کو آزادی بخشی اور مسکان کی طرف دیکھا۔

تم نے کہا تھا نا کے تم تب تک نہیں مانو گی میں کسی سے سچی محبت کرتا جب تک میں اسے اپنے لمس سے مہکانا دوں تو دیکھوں آج میری محبت کے لبوں پر میرا پہلا لمس تمہارے سامنے ہی مہکا ہے رحمان نے ربانیہ کے چہرے کو دیکھا جو شرم کی زیادتی سے ابھی بھی لال تھا وہ مسکرایا۔

میں یہ سب کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن تمہارا وعدہ بھی مجھے یاد ہے کہ اس لمس کے بعد تم آگے بڑھو گی اپنی زندگی میں۔ میں نے اپنا کہا سچ کر دکھایا اب تم اپنا دیکھ لو رحمان نے کہہ کر ربانیہ کو اپنا بانہوں میں اٹھایا اس کا جسم اب لرز رہا تھا ربانیہ اپنا چہرہ رحمان کے سینے میں چھپانے لگی رحمان کا ایک قہقہہ فضا میں بلند ہوا اور اپنے قدم اپنی گاڑی کی طرف بڑھائے مسکان روتی وہیں سڑک پر بیٹھ گئی اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے با آواز رونے لگی۔

تمہیں یہ نہیں کرنا چاہیے تمہار حمان تم بھی اپنی محبت کو ایسے ہی کسی کے لمس سے دوچار ہوتا دیکھو گے تم بھی میری طرح بے بس ہو گے کچھ نہیں کر پاؤ گے چیخو گے تڑپو گے یہ میری بددعا ہے رحمان تم بے بس ہو جاؤ گے وہ چیخ چیخ کر روتے اسے بددعا دے رہی تھی وہ یہاں ہوتا تو یقیناً تڑپ جاتا اور آنے والے خطرے سے اپنے دل کی ملکہ کو محفوظ رکھنے کیلئے اپنی جان کی بازی لگا دیتا لیکن وہ یہاں نہیں تھا اپنی بربادی کی طرف قدم بڑھا چکا تھا وہ سب پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھ رہا تھا چہرے پر مسکراہٹ قائم تھی نا جانے کب تک اس کی یہ مسکراہٹ قائم رہنے والی تھی۔

تم تیار ہو؟؟؟ کان میں لگے آ لے کو دبا کر اس نے پوچھا تھا۔

ہممم اپنے کان میں لگے آ لے کو دبا کر وہ گن پر پکڑ مضبوط کر کے آہستہ آہستہ قدم آگے بڑھانے لگی۔

رمز ادھیان سے وہ لوگ تعداد میں زیادہ ہیں کان میں لگے آ لے میں ردا کی آواز آئی رمز اگہرا مسکرائی اب آئے گا رمز اچوزوں سے لڑنے میں رمز اریان شاہ کو کبھی مزہ ہی نہیں آیا کہہ کر

آگے بڑھی ردانے سرنفی میں ہلایا اور روحان سے کانٹیکٹ کرنے لگی اب ریان سے بھی رابطہ منقطع ہو چکا تھا ردانے ماتھے پر بیشتر بل نمایاں ہوئے۔

"رمز اسم تھنگ از رانگ" ردانے پیشانی مسلتے ہوئے کہا۔

وہ لوگ اندر جا چکے ہیں تم فکر نہیں کرو وہ چارو بھی آتے ہی ہوں گے تم اپنا خیال کرنا اور ان

بچوں کو خیال رکھنا مزانے کہہ کر رابطہ منقطع کیا اور قدم سامنے گھر کی جانب بڑھانے لگی۔

ردانہ خود کونار مل کرتی کوٹ اتار کر حجاب درست کرتے کمرے کی جانب بڑھی۔

ردانے بلیک جینز کے اوپر بلیک شرٹ پہنی تھی اور بلیک ہی حجاب سر کو ڈھکے ہوا تھا ہاتھوپر ہتھیلی

تک گلوڑتھے گن پیچھے بیلٹ میں لگائی تھی وہ تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے کی طرف جا رہی تھی

کیونکہ اب ان بچوں کو محفوظ جگہ پر پہنچانا تھا یہ گھر جنگل کے درمیان میں تھا چاروں طرف سے

بھیڑیوں اور دوسرے جنگلی جانوروں کی آوازیں آرہی تھیں یقیناً وہ معصوم بچے ان سے خوف

زدہ ہوتے تب ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتی بھاگ رہی تھی لیکن بیک وقت کھڑی توڑ کر کوئی چیز اندر

آئی اور ردانے قدم تھم گئے سامنے موجود جانور کو دیکھ کر ردانے کی چیخ نکلتے نکلتے بچی تھی۔

بچوں کمرے کا دروازہ اور کھڑکیاں اچھے سے بند کرو جب تک آپنا نامہ دروازہ نہیں کھولنا وہ سامنے موجود جانور کو دیکھتے بولی۔ فائننگ کورس کے دوران انہیں جانوروں سے باتیں کرنا اور ان کی ہر حرکت کے بارے میں بھی سمجھایا گیا تھا تب ہی وہ آرام سے اپنا سانس بحال کرتی اسے سمجھنے کی کوشش میں کھڑی تھی ردانے اپنے بیلٹ میں لگی گن کو محسوس کیا لیکن وہ اسے مارنا نہیں چاہتی تھی وہ جانور تو اپنے کھانے کی تلاش میں آیا تھا بے زبان تھا اس کا کیا قصور تھا وہ سمجھنے کی صلاحیت رکھتا تو وہ یہاں ہرگز نہ آتا اسے بس اپنے شکار سے مطلب تھا۔

ردا بچوں کے بل اس کے سامنے بیٹھی اسی کے انداز میں سانس لینے لگی جہاں وہ بھیڑیا منہ کھولے کھڑا سانس لے رہا تھا وہیں اس ردا کی سانسوں میں بھی تیزی آئی تھی ردانے کمر اوپر کی بھیڑیا ردا کی طرف لپکا اس سے پہلے وہ ردا کی گردن دبوچتا ردا زمین پر زور دیتی ایک ٹانگ دیوار پر مار کر اوپر لگی لٹکتی رسی کو پکڑ چکی تھی۔

بھیڑیے کی پہنچ سے وہ کافی حد تک اوپر تھی لیکن وہ بھیڑیا تو اس کے قد کاٹھ سے بھی زیادہ بڑا تھا ایک چھلانگ میں ہی وہ اسے دبوچ لیتا ردانے نظر باہر جلتی آگ کی طرف دیکھا اور برق کی سی تیزی سے اس کی طرف بھاگی ٹوٹی ہوئی کھڑکی سے باہر نکلی تو وہ بھیڑیا بھی اس کی جانب ہی لپکا

بھیڑیے نے ایک ہاتھ اٹھا کر ردا کی گردن کو دبوچنا چاہا وہ پیچھے ہوئی لیکن اس کا پنجا ردا کی گردن پر نشان چھوڑ گیا۔

ہائے میں اب بھیڑیا بن جاؤں گی ردا نے بھرپور رونے کی اداکاری کرتے ہوئے دوڑ لگائی لیکن بھیڑیے کی رفتار اس سے کئی زیادہ تھی تب ہی اس بھیڑیے ردا کو دبوچ لیا اس کے پنچے ردا کے بازو میں دھنسنے تھے اس سے پہلے وہ بھیڑیا ردا کی گردن کو منہ سے دبوچتا فضا میں فائر کی آواز کی گونجی ردا کے منہ پر ٹپ ٹپ اس بھیڑیے کا خون بہہ رہا تھا اور اس کا منہ ردا کی گردن پر تھاردا نے فوراً اسے خود سے پیچھے کہا اور سامنے کھڑی ربانیہ کو دیکھا۔

اوہ کونین ازبیک وہ آئسبرو اچکا کر کہتی ربانیہ کی طرف بڑھی ردا کچھ بولتی اس سے پہلے ہی ربانیہ کا ہاتھ اٹھا اور ردا کے منہ پر چھاپ چھوڑ گیا۔

تمہارا دماغ خراب ہے یا یہ بھیڑیا کھا چکا ہے وہ دھاڑی۔

کیا ہو گیا ہے کونین اس طریقے سے بات کیوں کر رہی ہو؟؟ ردا حیرت سے سامنے کھڑی ربانیہ سے پوچھ رہی تھی۔

کونین گئیں بھاڑ میں بچے کہاں ہیں وہ پھر سے دھاڑی تھی۔

گھر کے اندر ہیں اور کہاں جاسکتے؟؟؟ ردا نے کہہ کر قدم اندر کی طرف بڑھائے گھر کے اندر داخل ہو کر اس کمرے کا دروازہ کھولا لیکن یہ کیا خالی کمر ردا کو منہ چڑھا رہا تھا ربانیہ موت کے فرشتے کی طرح ردا کے سر پر نمودار ہوئی۔

"تمہیں کہاں تھا میں نے بچوں کو صحیح سلامت محفوظ جگہ پہنچاؤ ربانیہ نے ردا کو گرد سے دبوچا ردا کی گردن پر لگے بھیڑیے کے ناخن کے نشان تھے ربانیہ ہیں جب زور دیا ربانیہ کا ہاتھ خون سے بھرا ایک پل کو تو ربانیہ گھبرا گئی لیکن بچوں کا خیال آتے ہیں ربانیہ نے ردا کی گردن پر گرفت اور مضبوط کی اور پھر اس کے چہرے کے پاس دھاڑی۔

ردا بچے کہاں ہیں میں آخری دفعہ پوچھ رہی ہوں ان میں سے کافی بچے زخمی بھی تھے یہ تم بہت اچھے طریقے سے جانتی ہو اور اگر تم نے مجھے ایک منٹ کے اندر اندر مجھے ان بچوں کا پتہ نہیں بتایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا ربانیہ نے گن نکال کر ردا کہ ماتھے پر رکھی ردا اپنے درد کو بھولا کر حیرت سے ربانیہ کی طرف دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پر کسی بھی قسم کے تاثرات نہ تھے کیسے بے حس بنی اپنی اسی جان سے عزیز دوست کو مارنے پر اتری تھی جس کے لئے وہ کبھی یہ الفاظ استعمال کرتی تھی کہ اس کے بنا وہ رہ نہیں سکتی۔

ردامیرے پاس فضول وقت بالکل بھی نہیں ہے تمہارے اس طریقے سے دیکھنے کا میں کوئی جواب دے سکوں ربانیہ نے ردا کو دور دھکیلا اور اپنا سر پکڑ کر باہر بھاگی۔

رحمان بچے نہیں ہیں ربانیہ کا چہرہ ایسے ہو گیا تھا جیسے ابھی رو دے گی۔

"ریلیکس ردا سے پوچھو بچے کہاں ہیں رحمان نے ربانیہ کو کندھے سے تھامتے ہوئے کہا۔

اسے نہیں ہے معلوم وہ خاموش ہے۔ رحمان تم نے نہیں دیکھا ان بچوں کی حالت کیا تھی ان بچوں میں چھ سے سات سات سال والے بچے بھی تھے ان کی حالت بہت خراب تھی۔ زخمی تھے کسی کی آنکھ نکالی ہوئی تھی تو کسی کے ہاتھ پہ کٹ تھے کسی کے سینے پہ گہرے کٹ تھے وہ تکلیف میں ہے رحمان ربانیہ اب رونے لگی تھی اپنے سر پر ہاتھ رکھے وہ آسمان کی طرف دیکھ کر زیر لب کچھ بڑبڑا رہی تھی اپنے کان میں لگے آلے کو ٹچ کیا۔

نازش بچے"۔ ابھی وہ بولی ہی تھی کہ نازش نے اس کی بات کاٹی۔۔

روحان لے کر چلا گیا ردا کو لے کر تم اسی لوکیشن پر پہنچو۔ ربانیہ نے سکون کا سانس لیا پھر اپنے ہاتھ پر لگے خون کو دیکھا اپنا ہاتھ جھٹکتی اندر ردا کی طرف بھاگی جہاں وہ ابھی بھی زمین پر بیٹھی بے یقینی سے زمین کو گھور رہی تھی۔

میری جان ربانیہ روتے ہوئے آگے بڑھی اور ردا کو سینے سے لگایا ربانیہ کے سینے سے لگنا ہی تھا کہ ردا زور زور سے رونے لگی کمزور تو وہ نہ تھی لیکن ربانیہ کے اس سلوک نے اسے اندر تک زخمی کر دیا تھا اسے بھی ابھی معلوم ہوا تھا کہ روحان بچوں کو لے کر جا چکا ہے اسے اب غصہ روحان پر اراہا تھا جو بنا بتائے بچوں کو لے کر یہاں سے نکل گیا۔

مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔ لوکیشن کی طرف چلتے ہیں ردا نے لڑکھڑا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا ردا کی گردن سے اب بھی خون بہہ رہا تھا بھیڑیئے کے ناخن اس قدر تیز تھے کہ وہ گردن کی ایک سائڈ پر لگے تھے رومال باندھنے کے باوجود اس کے گردن سے خون نکل رہا تھا لڑکھڑا کر زمین پر گری اور بے ہوش ہو گئی ربانیہ نے بھاگ کر ردا کو اٹھایا لیکن وہ ہوش میں نہ آئی۔

رحمان؛!!! رحمان؛!!! ربانیہ چیخ رہی تھی رحمان بھاگتا اندر آیا اور کوربانیہ کو دیکھ کر حیرت سے ردا کو دیکھا اور پھر بنا کچھ بولے ردا کو اپنی بانہوں میں بھرے باہر کی جانب بھاگا۔

روحان بھی بچوں کو چھوڑ کر وہیں آیا تھا کہ ردا کو بیہوش دیکھ کر اس کی توجان ہی نکل گئی تھی۔

روحان ٹائم نہیں ہے اس طریقے سے حیرت سے دیکھنے کا شکوہ شکایت بعد میں کر لینا ابھی فحال اس کو لے کر ہاسپٹل جاؤ اس کی گردن پر بھیڑیے کے پنچے لگے ہیں ربانیہ نے کہا ریحان نے حیرت سے ردا کو پھر ربانیہ کو دیکھا ردا کو اپنی بانہوں میں بھرے وہ واپس اپنی گاڑی کی طرف بھاگا ردا کو گاڑی میں بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا وہاں سے نکل گیا۔

ٹھیک ہو جائے گی ناربانہ نے رحمان کا کندھا تھام کر پوچھا آنکھوں سے اب بھی آنسو بہ رہے تھے اسے رہ رہ کر خود پر غصہ آ رہا تھا ایک بار بھی اس نے ردا کی نہ سنی اور اس کے زخمی گردن کو مزید زخمی کر دیا۔

تم فکر نہیں کرو ٹھیک ہو جائے گی ابھی فحال ہمیں چلنا چاہیے مہمان نے اپنی گن نکالتے ہوئے کہا تھاربانہ نے بھی گن نکال کر ہاتھ میں پکڑی اور آگے کی طرف بڑھنے لگی۔

ریان گھر میں داخل ہو چکا تھا کافی حد تک مقابل کے آدمیوں کو وہ لوگ مار چکے تھے اور کچھ کو بیہوش کر چکے تھے اب صرف گھر کے درمیان میں ایک چھوٹا سا ٹیبل رکھے آس پاس دس سے پندرہ لوگ موجود تھے جو کوئی ڈیل کر رہے تھے ریان بھی ان میں ہی موجود تھا۔ رمزاجو کب

سے چھت پر کھڑی ان پر نظر رکھے ہوئے تھی چھت کی دوسری طرف سے کوئی سایہ لہراتا نظر آیا جس کے ہاتھ میں لال کلر کی کوئی روشنی تھی۔

وہ شاید چھت سے نیچے اتر رہا تھا رمز کے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ وہ نیچے اتر کر اس سائیڈ جاتی بیچ میں کئی بانس پڑے تھے رمز نے اس بانس کے اوپر چڑھ کر اس طرف جانا شروع کیا رمز آگے دیکھ رہی تھی نا پیچھے اس کی نظر صرف نیچے تھی رمز کو محسوس ہوا تھا کہ اس کے پیچھے کوئی آرہا ہے اس سے پہلے وہ پیچھے دیکھتے ہیں اس کا پاؤں لڑکھڑایا اور نیچے گرنے لگی اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتی اس کا کسی نے ہاتھ پکڑ لیا تھا بانس مضبوط نا ہونے ہونے کی باعث وہ دونوں نیچے ٹیبل پر گرے۔

نیچے بیٹھے سب الٹ ہوئے اور اپنی نکال کر ان کے سر پر تانی۔

ہیرو گیری کرنے کی کیا ضرورت تھی بانس چلنے کی جگہ نہیں ہے نازش رمز پر دھاڑی۔
تمہیں کتنی بار کہا کے میرے معاملات سے دور رہو رمز اکہہ کر نازش کو کالر سے پکڑ کر منہ پر مکے مارنے لگی تھی آس پاس سب کھڑے حیرت سے انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔

یہ ڈرامہ تم لوگ بعد میں کر لینا پہلے یہ بتاؤ کہ تم دونوں یہاں کیا کر رہی ہو اور کون ہو تم لوگ ان میں سے ایک آدمی آگے بڑھ کر ان کے سر پر گن رکھتے ہوئے دھاڑا۔

رمز انازش کے منہ پر مکے مار رہی تھی پاس کھڑے ہوتے اس آدمی کو بنا دیکھے اس ہاتھ پر پاؤں مارا جس ہاتھ میں گن تھی۔

ناز اور رمز ابھی کچھ اور کرتے ان کے پیچھے چاروں سے طرف سے فائر ہونے لگے تھے وہ پندرہ تھے اور وہیں پر ڈھیر ہو گئے ہر طرف خون ہی خون پھیلا ہوا تھا رمز اور ناز ہاتھ جھاڑتی اٹھیں اور ان چاروں کی طرف بڑھیں۔

ردا کہاں ہے؟؟؟ نازش نے پوچھا۔

ہاسپٹل ہے بھیڑیے نے اٹیک کر دیا تھا ربانیہ اپنا حجاب درست کرتی افسوس سے بول کر اس گھر سے نکل گئی۔

وہ اوپر کون تھا رمز انے کچھ یاد آنے پر رک کر پوچھا میں تھا بم لگایا ہے یہاں نکور حمان نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ لوگ وہاں سے نکل گئے ابھی جنگل کی حدود سے باہر بھی نا نکلے تھے کے ہر طرف شعلے بھڑک گئے آگ کی روشنی ہر طرف بھیجی تھی۔

برے کام کا برا نتیجہ نازش طنزیہ انداز میں کہتی آنکھیں موند کر بیٹھ گئی۔

یہ تمہارے ہونٹوں پر کیا ہوا ہے نازش؟؟؟ رمزانے بغور نازش کے ہونٹوں کو دیکھتے ہوئے کہا
ربانیہ نے اپنے منہ پر جلدی سے ماسک لگایا اور شرم سے منہ پھیر گئی رحمان اپنی مسکراہٹ چھپا
رہا تھا۔ نازش نے فوراً آنکھیں کھول کر علی جانب دیکھا جو اپنی مسکراہٹ چھپا رہا تھا اور آنکھیں
نازش کی آنکھوں میں گاڑھے اسے کی دیکھ رہا تھا۔

کیڑے نے کاٹ لیا تھا نازش غصے سے کہتی منہ موڑ گئی علی کے ماتھے پر بیٹھا بل نمایاں ہوئے۔
ہاں وہ جانتا تھا اس کی شدت بہت زیادہ تھی لیکن اپنی چاہت اور محبت کا ایسے مزاق بنتے دیکھ وہ
منہ پھیر گیا۔ کوئی اور بہانہ بھی بنا سکتی تھی وہ لیکن ایسا مزاق؟؟؟۔

ایمن کا اس دن کے بعد سے کاشف سے سامنے ہی نہیں ہوا تھا نا ہی کاشف آیا تھا لیکن وہ اس سے
ملنا چاہتی تھی مجیب خان کے پاس بھی وہ شیر وز کے ساتھ گئی تھی۔

کاشف بھاری قدم اٹھاتا موبائل میں مصروف اپنے ہی دھیان میں آرہا تھا ایمن بھی ناول پڑھنے باہر کی جانب بڑھ رہی تھی بے دھیانی میں وہ کاشف سے ٹکرائی کاشف نے ایک نظر ایمن کو دیکھا اور پھر اسے انور کر تاثیر وز کے کمرے کی طرف چلا گیا۔

ایمن نے تو اسے ٹھیک سے بھی دیکھا نہیں تھا اور وہ ظالم ایک جھلک دکھا کر پھر نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا پلو شہ کو کچن کی طرف بڑھتے دیکھ وہ بھی کچن میں گئی۔
کیا کر رہی ہو تم یہاں؟؟ پلو شہ نے حیرت سے ایمن کو دیکھا۔

ایمن نے کبھی کوئی کچن کا کام نہیں کیا تھا ہمیشہ سے پلو شہ ہی کچن میں نظر آئی تھی کیونکہ اسے ان کاموں میں دلچسپی تھی لیکن ایمن کی کوئی بھی دلچسپی نہ تھی لیکن آج کچن میں ایمن کو دیکھ کر پلو شہ کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا وہ پانی پینے کے لئے بھی کچن کے باہر کھڑے رہ کر آواز لگاتی تھی۔
اس میں زیادہ حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے تم یہاں کیا کر رہی ہو تم یہ بتاؤ ایمن نے چڑتے ہوئے ناول کو سائیڈ میں رکھتے ہوئے پوچھا۔

میرا یہاں ہونا تو بنتا ہے کیونکہ یہاں میرا کام ہوتا ہے اب تم مجھے سیدھی طریقے سے بتاؤ تم یہاں

کیا کرنے آئی ہو۔؟؟؟

میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے ایمن نے اب غصے سے کہا پلوشہ

نے حیرت سے ایمن کو دیکھا۔

کچھ نہیں ہے کاشف بھائی آئے ہیں تو ان کے لئے چائے بنا رہی ہوں پلوشہ نے چائے چلے پر رکھتے

ہوئے کہا۔ ایمن سر ہلاتی ڈائمننگ ٹیبل پر جا کر بیٹھ گئی پلوشہ بس نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنا کام

کرنے لگی تھوڑی دیر بعد پلوشہ چائے بنائے باہر آئی تو ایمن نے آگے بڑھ کر پلوشہ کے ہاتھ سے

ٹرے لی۔

مجھے بھوک لگی ہے تم کچھ بنا دو یہ چائے میں دے آتی ہوں بھائی کو ایمن کہہ کر بنا پلوشہ کی بات

سنے شیروز کے کمرے کی طرف بڑھ گئی ایمن نے دروازہ کھولا ہی تھا کہ کاشف اچانک سے سامنے

آیا ساری چائے ایمن کے ہاتھ اور پاؤں پر گری تو وہ چیخنے لگی

شیروز بھاگتے ہوئے ایمن کی طرف آیا اور اسے پکڑ کر واش روم کی طرف بھاگا ہاتھ اور پاؤں

دھلوانے کے بعد اسے لا کر صوفے پر بٹھایا ایمن مسلسل رو رہی تھی ایک طرف اسکے کاشف

بیٹھا تھا دوسری طرف شیر وز دونوں ہی کبھی اس کے ہاتھ پر ٹیوب لگاتے تو کبھی اس کے پاؤں پر کاشف اور شیر وز اے۔ سی چلتے ہوئے بھی اس کے ہاتھ پر پھونک مار رہے تھے ایمن تو بس رونے کا شغل فرما رہی تھی پلوشہ نے ڈاکٹر کو کال کی تو تھوڑی ہی دیر میں ڈاکٹر آ گیا تھا۔

جاؤ کاشف ڈاکٹر کو باہر تک چھوڑ آؤ شیر وز نے کہا کاشف پریشانی سے بس ایمن کو دیکھ رہا تھا جو اب آنکھیں بند کئے بیٹھی تھی شیر وز کی بات پر ایمن نے آنکھیں کھول کر کاشف کو دیکھا جو اب ڈاکٹر کے ساتھ باہر جا رہا تھا ایمن کی آنکھوں سے پھر آنسو جاری ہو گئے تھے۔

کیا ہوا ہے ایمن زیادہ درد ہو رہا ہے۔؟؟ شیر وز نے ہاتھ میں پکڑی آئیں ایمن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ایمن نے نفی میں سر ہلایا اور منہ موڑ کر بیٹھ گئی۔

کیا ہوا ہے میں بتاؤ تو صحیح جلن ہو رہی ہے آپ کو شیر وز نے پیار سے ایمن کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیتے ہوئے کہا۔

بھائی بس مجھے اکیلا چھوڑ دیں ایمن نے آنکھیں مون کر کہا تو شیر وز ایمن کو وہیں چھوڑ کر باہر نکل گیا۔

کاشف تمہیں جو کام کہا ہے وہ کرو وہ آتا ہی ہو گا اچھی طریقے سے فکس کروادینا اور ہر اینگل میں علی بھی رحمان ریان اور روحان ساتھ وہیں آ رہا ہو گا۔

ہاں میں کر لوں گا لیکن پہلے ایمن کو دیکھ لوں ایک دفعہ۔ کاشف نے ایک قدم ایمن کے کمرے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

وہ تم بعد میں ملنا لیکن ابھی یہ کام ضروری ہے خبر ملی ہے کہ وہ جلد ہی علی کے پاس جائے گا اس کے جانے سے پہلے تمہیں یہ کام ختم کرنا ہو گا میں نہیں چاہتا کہ بعد میں کوئی مسئلہ ہو۔

کاشف کے بڑھتے قدم ر کے اور ایک نظر ایمن کے کمرے کے دروازے پر ڈال کر واپس باہر نکل گیا شیر وز نے ایک سر د آہ بھری اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

میں اپنی منزل کی طرف بڑھ رہا ہوں میں ابھی دیکھتا ہوں اپنے جان سے عزیز چاچا کی بات کیسے نہیں وہ مانتا وہ تو میرے آگے باپ کی بھی نہیں سنتا تھا وہ فخر یہ انداز میں کہتے ہوئے باہر دیکھ رہا تھا۔

سوچ رہا ہوں میں بھی جا کر مل لوں کافی کالز لگی ہوئی تھی اس کی مجھے لگتا ہے کہ میں اس عمر میں زیادہ بیمار رہنے لگا ہوں اسی وجہ سے زیادہ ڈاکٹر کے پاس ہی پایا جاتا ہوں۔

لیکن ہوشیار رہنا وہ عزیل اس کے ساتھ ہے وہ منٹ نہیں لگائے گا تمہیں اٹھا کر باہر پھینکوتے ہوئے اگر اسے سچائی معلوم ہو گئی تو وہ تمہارا تاتی تو اس کے لئے جان دینے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔

تم فکر نہیں کرو دلشیر خانزادہ اپنا کام بہت اچھے طریقے سے کرنا جانتا ہے تم بس یہاں سے اتر جاؤ آگے تمہیں خود جانا ہے کیونکہ اس نے مجھے تمہارے ساتھ دیکھ لیا تو خطرہ ہو سکتا ہے۔ اور وہ لڑکی واپس نہیں ملی مجھے نمبر ہے میرے پاس تم کہو تو اس سے رابطہ کروں۔

ہممممم "ہاں" قادر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور گاڑی سے نکلا اور اپنے قدم آگے کی طرف بڑھائے کل رات کا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا چہرے پر ایک مکروہ مسکراہٹ آئی۔ وہ کھانا کھا رہا تھا کہ اس کی نظر اپنے سامنے بیٹھی اس کسمن لڑکی پر پڑی۔

"علینہ" اس کے منہ سے ایک نام نکلا ہاں وہ بالکل اس کی جیسی تھی بالکل معصوم گڑیا کی طرح گوری رنگت بھی بالکل علینہ جیسی تھی وہ کیسے اس چہرے کو بھول سکتا تھا۔

چلو ایک علیینہ اللہ نے چھین لی دوسری دے دی وہ کہتے ہوئے اٹھ کر باہر نکل گیا۔

وہ چہرے پر مسکراہٹ لئے اپنی بربادی کی طرف بڑھ رہا تھا وہ خوش تھا کیونکہ اسے لگا تھا وہ جیت گیا اور بہت جلد اپنی منزل تک پہنچ جائے گا لیکن اسے کیا پتہ تھا کہ یہاں ہاں اس کا مقدر ہوگی اور موت اس کی جیت۔

بہت سے لوگ اس سے انتقام لینے کے لئے یہاں کھڑے تھے جن کی زندگیاں وہ اپنے پیروں تلے روند کر گیا تھا جن کے کئی اپنے اس نے چھین لئے تھے جن کے کئی اپنے بے آبرو ہوئے تھے وہ صرف شیر کی طرح شکار پر جھپٹنے کے لئے تیار بیٹھے تھے اس چیز سے انجان وہ مسکراتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔

ردا کیسی ہے؟؟؟ نازش نے وارڈ کی طرف چلتے ہوئے پوچھا۔

پہلے سے بہتر ہے لیکن ہوش نہیں آیا ہے روحان نے جواب دیا۔

اٹھونازش نے ردا کے ہاتھ میں لگی ڈریپ کو ہی کھینچ لیا تھا ردا جو کب سے ہوش میں ہی تھی لیکن روحان کو تنگ کرنے کیلئے ایسے لیٹی تھی منہ بسور کراٹھی۔

نازش تم نہایت ہی گھٹیا قسم کی عورت ہونا خود سکون سے رہتی ہونا رہنے دیتی ہو ردا ہاتھ سے نکلتے خون کو اون سے صاف کرتی ہوئی بولی۔

گھر چلو کاشف اپنا کام کر چکا ہو گا ہمیں اب وہیں رہنا ہے تم لوگوں کا الگ الگ رہنے کا اب کوئی فائدہ نہیں علی نے موبائل میں مصروف انداز میں کہا۔

نازش نے نوٹ کیا تھا علی اب اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا اور ناجانے کیوں علی کی اس حرکت پر نازش کو غصہ آرہا تھا۔

وہ سب جلد سے جلد گھر پہنچنا چاہتے تھے کیونکہ انہوں نے مقابل پر یہ ظاہر کرنا تھا کہ کل رات ہوئے واقع میں ان کا کوئی ہاتھ نہیں تھا اس لئے وہ سب گھر پہنچ کر گھر کا ماحول ٹھیک کرنا چاہتے تھے۔

گھر میں ان سب کا استقبال سونہ کی چیخوں نے کیا تھا نازش منہ بسورتی ایک بند کمرے کی طرف بڑھی اور دروازہ کھولتی اندر چلی گئی جبکہ باقی سب اپنے اپنے مخصوص کمروں میں چلے گئے تھے صرف علی کا کمرہ اوپر تھا اس لئے وہ آگے بڑھ رہا تھا۔

اس کا منہ بند کرواؤروبی میں نے کتنی بار کہا ہے جب گھر میں آؤں تو سکون ہونا چاہیے نازش نے اپنے ہاتھ میں پہنے گلوں کو مزید ہاتھوں میں اڑیستے ہوئے کہا۔

میم یہ چپ ہی نہیں ہو رہی تھی مسلسل ایک ہی بات کے میرے بچے کو تم لوگ مار رہے ہو رو بی نے سر جھکا کر جواب دیا۔

اس کا بچہ ابھی میں باہر نکال لیتی ہوں تاکہ میرے شوہر کے بچے کی ماں کو سکون مل سکے نازش نے چابوک اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا سونہ نے حیرت سے نازش کو دیکھا اور نفی میں سر ہلاتی پیچھے ہونے لگی اس سے پہلے نازش وہ چابوک اس پر چلاتی باہر سے کسی کے رونے کی آواز آئی تھی

اوہ آگیا نازش نے چابوک وہیں پھینکتے ہوئے سوچا روہی اس کا منہ بند کرواؤ اگر اب بولے تو شوٹ کر دینا اسے نازش نے گن روہی کی طرف پھینک کر کہا تو روہی نے گن پکڑی اور سونہیہ کے سر پر تان کر کھڑی ہو گئی۔

علی نے ابھی آدھی سیڑھیاں ہی عبور کیں تھیں کے پیچھے آتی آواز نے علی قدموں کو روک لیا۔
علی؛!!!!!!

علی نے حیرت سے پیچھے دیکھا کیسے وہ اس آواز کو نا پہچانتا اس آواز میں تو جان بستی تھی۔

علی پیچھے دیکھتے کی اس کی طرف بھاگا اور ان کے سینے سے لگا علی کچھ بولتا اس سے پہلے ہی مقابل رونا شروع کر چکا تھا اس کی آواز اتنی بلند تھی کہ رحمان ریان اور روحان کے ساتھ ساتھ ردار مزا اور ربانیہ بھی باہر آ گئیں تھیں۔

رحمان نے حیرت سے سامنے کھڑے اس آدمی کو دیکھا جو دیکھنے میں کافی پرکشش تھا لیکن رونا اس کا جھوٹا لگ رہا تھا رحمان کو۔

یہ کون ہے؟؟؟ ربانیہ نے رحمان کو کندھے سے پکڑ کر پوچھا۔

اتنا قریب مت آؤ بعد میں تمہارے لئے ہی مسئلہ ہو گا رحمان نے ربانیہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا تو ربانیہ مزید قریب ہوئی۔

میری ماما کا حکم ہے کہ اپنے شوہر کو خوش رکھو میں کیسے دور ہو سکتی ہوں؟؟؟ ربانیہ نے بھی ادا سے کہا اور پھر دونوں سامنے سے آتی آواز کی طرف متوجہ ہوئے۔

دوسری طرف نازش کھڑی حیرانی سے علی کے سینے سے لگے اس آدمی کو دیکھ رہی تھی اور اسے پہچاننے میں ننا نازش کو دیر لگی تھی اور ناہی ردار مز اور ربانیہ کو۔

میرے بیٹے ہم برباد ہو گئے تمہارے چاچا نے سب برباد کر دیا کیوں واپس آیا و سیم کیوں ہو ایہ سب وہ روتے ہوئے علی کا چہرہ ہاتھ میں لے کر بول رہے تھے علی نے آنکھیں بند کی اور اپنا چہرہ موڑ لیا۔

چاچا جو ہو اسو ہو اب اس بات کا ذکر نا کریں کہاں تھے آپ؟؟ میں کتنا ٹرپا ہوں آپ کے لئے مجھے لگا کہ وہ آپ تھے جنہیں میں نے اپنے ہاتھوں سے دفن کیا لیکن آپ کہہ رہیں کہ وہ و سیم چاچا تھے؟؟ وہ تو یہاں ملک میں آتے ہی نہیں تھے۔

بیٹا وہ اس دن ہی آیا تھا میں بہت خوش تھا کہ میرا بھائی واپس آ گیا لیکن اس نے جو کرنا چاہا میں نے منع کیا تو اس نے اپنے آدمیوں کو مجھے لے جانے کا کہا وہ مجھے یہاں سے بہت دور لے گئے تھے لیکن میری قسمت اچھی تھی میں وہاں سے بھاگ نکلا۔

میں تمہارے پاس آنا چاہتا تھا لیکن وسیم کے آدمی مجھے بھی مارنے کیلئے ڈھونڈ رہے تھے میں نا آسکا و وسیم کے مرنے کے بعد اس کے غیر قانونی کام آغا نام کا آدمی سنبھال رہا تھا اور تم بھی اس کے پاس تھا اس لئے میں چھپا ہوا تھا اب آغا کے مرنے کے بعد ہی میں تم سے ملنے آیا ہوں وہ روتے ہوئے پھر علی کے سینے لگا لیکن نظر ربانیہ پر ٹھہری تھیں جیسے ربانیہ نے بھی نوٹ کیا تھا۔
ربانیہ کی گرفت رحمان کے ہاتھ پر مضبوط ہوئی ایک آئبرو اچکانی جیسے دیکھ قادر نے علی کی طرف دیکھا۔

چاچا جو ہو اوہ ہمارا ماضی تھا اب تھک چکا ہوں میں ماضی کو یاد کر کر کے۔ میں مزید یاد نہیں کرنا چاہتا اور آپ میں تو میری جان بستی ہے آپ کو بھی یہ ہی کہوں گا کہ ماضی کو بھول جائیں جو ہوا ہم اسے ٹھیک نہیں کر سکتے۔

تم کہیں سے آرہے ہو بیٹا؟؟ قادر نے اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے پوچھا۔

نہیں ہم کسی کا انتظار کر رہے تھے وہ ابھی تک نہیں آیا اور شاید اب آئے بھی نہ۔ آئیں آپ فریش ہو جائیں میں آپ کے لئے کھانا لگواتا ہوں۔

بیٹا میں تمہارے ساتھ بیٹھ کر بات کرنا چاہتا ہوں میں نے سب اپنوں کو کھو دیا ایک تم ہی تو ہو جو میرے پاس بچے ہو بس مجھے اپنے ہونے کا احساس دلاؤ میرے پاس رہو قادر نے علی کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا علی نے قادر کا ہاتھ پکڑا اور صوفے کی طرف بڑھا۔

کون ہے یہ علی۔؟؟؟ نازش نے علی کے پاس آتے ہوئے پوچھا قادر نے اپنے سامنے کھڑی اس لڑکی کو دیکھا اور مسکرایا۔

کون ہے یہ علی؟؟؟ قادر نے علی سے پوچھا تو علی نے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور نازش کو کندھے سے پکڑ کر اپنے ساتھ لگایا اور قادر کے پاس سامنے آیا۔

چاچا یہ میری بیوی ہے علی نے نازش کو محبت بھری نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے کہا۔ قادر مسکرایا اور ایک نظر اپنے آس پاس کھڑے افراد پر ڈالی۔

اور یہ سب کون ہے قادر نے بغور ربانیہ کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

یہ رحمان ہے اور یہ اس کی بیوی ربانیہ علی نے ربانیہ اور رحمان کی طرف ہاتھ کر کے بتایا۔ یہ ریان ہے اور یہ اس کی بیوی ہے رمزاعلیٰ نے رمزاکوریان کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا تو وہ ریان کے ساتھ جا کر کھڑی ہوئی اور ردا نے بھی اپنے قدم روحان کی طرف بڑھائے اور اس کے ساتھ لگ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑی ہو گئی۔

اور یہ ردا ہے روحان کی بیوی علی نے باری باری ان سب کا تعارف کروایا قادر نے اثباب میں سر ہلایا اور علی کو ہاتھ سے پکڑ کے اپنے پاس بٹھایا۔

تم لوگ جا کر فریش ہو جاؤ میں تھوڑی دیر میں چاچا سے بات کر کے آ رہا ہوں علی نے سب کے تھکے ہوئے چہروں کو دیکھ کر کہا وہ سب اثباب میں سر ہلاتے اپنے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے اور نازش بھی اوپر سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

نیچے علی اور قادر اپنی ہی باتوں میں مصروف ہو گئے ماضی کی تلخ یادوں کو یاد کر کے آج پھر وہ دونوں تکلیف میں ایک دوسرے کا سہارا بنے بیٹھے تھے لیکن علی کا چہرہ کافی حد تک سنجیدہ تھا تکلیف تو تھی لیکن الفاظ نہیں تھے اس کی تکلیف کو بیان کرنے کے لئے اس لئے وہ سر جھکائے

خاموش بیٹابس قادر کی باتیں ہی سن رہا تھا کافی دیر بعد جب علی کو لگا کے قادر تھک چکا ہے تو اسے کمرے میں چھوڑ خود اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

علی نے کمرے کا دروازہ کھولا تو سامنے ہی نازش کو ٹاول میں منہ لپیٹے بال رگڑتے پایا وائرٹ کلر کا گھیر دار ٹراؤزر اس کے اوپر کھلی سلیو لیس شرٹ پہنیں سامنے کھڑی تھی سلیو لیس شرٹ ہونے کے باعث اس کی دودھیار نگت صاف نمایاں ہو رہی تھی اور صاف شفاف گردن جس پر پانی کی چند بوندیں تھیں علی نے دور سے بھی گردن پر پھسلتی ان چند بوندوں کو دیکھا اور سر جھکا کر کے مسکرایا دروازہ بند کرنے پر نازش میں ٹاول ہٹایا تو سامنے علی کھڑا اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

چینج کر لو پھر کھانا کھانے ساتھ چلیں گے ٹاول لیک جگہ سلیقے سے رکھتے ہوئے کہا۔ یعنی علی کی ہر کہی بات اسے اچھے طریقے سے یاد تھی ڈرینگ سے لے کر صاف صفائی میں بھی وہ کوئی کوتاہی نہیں کرتی تھی صرف علی کے سامنے علی خاموشی سے کھڑا نازش کو ہی دیکھا تھا نازش نے علی کو حرکت نا کرتے دیکھا تو اپنا ہاتھ علی کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

کن سوچوں میں گم ہو میں کہہ رہی ہوں جاؤ جا کے فریش ہو جاؤ مجھے بہت بھوک لگی ہے نازش نے وارڈروب کی جانب بڑھتے ہوئے کہا علی نے خاموشی سے چابیاں اور موبائل ٹیبل پر رکھیں اور نازش کے پیچھے ہی بڑھانا نازش کو اپنے حصار میں لے کر ہاتھ اس کے پیٹ پر باندھے اور بالوں میں منہ چھپانے لگا۔

ک۔ک۔ک۔ کیا ہوا ہے اس اچانک افتادہ پر نازش گھبرائی اور علی کے ہاتھ ہٹانے لگی۔ تمہیں میں کیڑا لگتا ہوں؟؟؟ علی کی گھمبیر آواز نازش کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

ن۔نہی۔ نہیں کس۔ نے۔ کہا علی کے گرم لبوں کو اپنی گردن پر محسوس کرتی وہ بمشکل بولی تھی۔

گاڑی میں تم کوئی اور بھی تو بہانہ بنا سکتی تھی نا علی نے نازش کا رخ اپنی طرف کر کے ہاتھ اس کی کمر پر باندھے اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا نازش خاموشی سے منہ جھکا گئی۔

نازش کو اپنی یہ کیفیت ہی سمجھ میں نہیں آتی تھی وہ ہر کسی کے سامنے بنا جھجک کے جواب دی دیتی تھی پھر علی کے سامنے وہ کیوں نابول پاتی تھی؟؟۔

جواب دو علی نے نازش کو خاموش کھڑے دیکھ کر نازش کی کمر پر گرفت مضبوط کی اور اپنے عنابی لب اس کی پیشانی پر رکھے ناجانے کتنی دیر وہ ایسے ہی کھڑا رہا۔

میرے جذباتوں کو سمجھو تم میری زندگی کی وہ اہم فرد جو صرف میری ہے تمہیں اپنے جذباتوں سے واقف کروانا چاہتا ہوں تاکہ تم بعد میں میری شدتوں کو برداش کر سکو علی نے نازش کی ٹھوڑی پر موجود تل پر انگھوٹا رب کرتے ہوئے کہا نازش اب بھی آنکھیں جھکائے کھڑی بولے کی ہمت جمع کر رہی تھی۔

علی نے نازش کا چہرہ اوپر کیا اور نظریں نازش کے ہونٹوں پر مرکوز کیں جہاں اب بھی ہلکا سا کٹ صاف نمایاں تھا علی نے اس کٹ کو چھوا اور آنکھیں بند کئے ہی ہونٹوں کی زماہٹ کو محسوس کرنے لگا تھوڑی دیر بار آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا تو نازش اسکو ہی دیکھ رہی تھی۔

ایسے نہیں دیکھا کرو علی کی جان پھر تمہیں ہی شکایت ہوتی ہے کہ کیڑا کٹ گیا علی کہہ کر نازش کے ہونٹوں پر جھکا۔ علی نے یہ سب اتنی جلدی کیا تھا کہ نازش کو کچھ کہنے کا یا نظریں جھکانے کا موقع ہی ناملا اور علی ایک بار پھر اس کے ہونٹوں پر جھکا لبوں کی زماہٹ محسوس کرنے لگا ہاتھ مسلسل نازش کی کمر پر حرکت کر رہے تھے نازش کا چہرہ گلاب کی مانند لال ہو رہا تھا۔ نازش کی

سانسیں اکھڑنے لگیں تو نازش نے علی کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کرنا چاہا لیکن علی آج پہلے سے بھی زیادہ شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا جیسے اسے کسی چیز کی سزا دے رہا ہو نازش کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر پیچھے کمر پرین کر کے اس اپنے بانہوں میں اٹھائے دیوار کے ساتھ لگایا اس کے لبوں کی نرمی کو محسوس کرتے نا جانے کتنے ہی لمحے وہ خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

موبائل کی بڑھتی رنگ ٹون سے علی کے کام میں مداخلت پیدا کی علی نے نازش کو پیچھے کر موبائل کی طرف ایسے دیکھا تھا جیسے کال کرنے والا وہیں ہو نازش جو وہی۔ چھوڑتا موبائل اٹھا کر کان کو لگایا۔

کیا تکلیف ہے وہ اس قدر غصے سے دھاڑا تھا کہ وہاں کھڑی نازش نے حیرت سے دیکھا تھا سانس لینے میں نازش کو اب بھی مشکل ہو رہی تھی ہونٹوں پر کٹ لگنے کے باعث خون اب بھی اس کے ہونٹوں پر تھا نازش خود کو بچانے کیلئے ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی لیکن باہر سے آتی آوازیں یہ صاف بتا رہیں تھیں کہ علی کا حد تک غصے میں ہے لیکن علی کے غصہ کرنے کی وجہ نازش کو سمجھنا آئی تھی وہ نازش سے دور ہونے پر غصے میں تھا یا مقابل کی بات سن کر۔

تم لوگ کہاں مرے ہوئے تھے ہاں؟؟؟ ایسے کیسے وہاں آگ لگ گئی اور ریان روحان وہ وہاں تو نہیں تھے؟؟؟

نہیں سر آج انہوں نے آنے سے اچانک ہی منع کیا تھا ورنہ وہ دونوں تو فیکٹری میں مشینوں کو دیکھنے کیلئے آنے والے تھے مقابل نے ڈرتے ہوئے جواب دیا علی موبائل غصے سے بیڈ پر پھینک کرے میں نظریں گھمائیں مطلب وہ ایسے خود کو علی سے چھپائے گی علی نے اپنا ماتھا مسئلہ اور موبائل وہیں چھوڑ کر گاڑی کی چابیاں لئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

نازش کو جب یقین ہو گیا کہ وہ جا چکا ہے تو وہ باہر آئی اور شکر کا سانس لے کر بیڈ پر بیٹھی سامنے لگے مرر میں اپنے لبوں پر ہاتھ رکھا تو سسک اٹھی کتنی بے دردی دکھائی تھی ظالم نے وہ لاکھ بہادر صحیح وہ ایسی شدت سہنے کے قابل کہاں تھی۔

گولیاں مار کر چیز کے درد سے وہ واقف تھی لیکن یہ بیٹھا درد یہ فیلنگ بہت الگ اور خوبصورت تھی نازش نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا اور بیڈ پر گری۔

صحیح کہتے ہیں مرد نفرت کی مار سے کبھی ایک عورت کو کبھی شکست نہیں دے سکتا لیکن محبت کی مار سے وہ عورت کو بہت آسانی سے شکست دے سکتا ہے نفرت میں عورت خود کی حفاظت کرنا

جانتی ہے لیکن محبت میں وہ اپنے پسندیدہ مرد پر ڈیپینڈ کرتی ہے کہ وہ کبھی اسے تکلیف نہیں دے سکتا۔

نازش کی پشت پر چھن محسوس ہوئی تو نازش نے اپنی کمر کے نیچھے کڑا موبائل نکالا اور سائڈ بٹن پر پریس کرتے ہی سامنے اسکرین پر ایک تصویر لہرائی نازش اٹھ کر بیٹھی حیرانی سے اس تصویر کو دیکھ رہی تھی۔

"علینہ" نازش کے دماغ میں یہ ہی ایک نام آیا اور وہ حیرانی سے بار بار اس موبائل کی اسکرین کو دیکھ رہی تھی جس میں علی ایک معصوم سے بچی کے ساتھ بیٹھا مسکرا رہا تھا۔

ی۔ی۔ی۔ی۔ میں اتنا ہی کہہ سکی تھی اور اپنی سوچ اور بچپن کی دنیا میں وہ کھو گئی تھی۔

رحمان فریش ہونے کے بعد بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹا ہوا اتھار حمان کو بھوک تو نہیں البتہ تھکان کے باعث نیند ضرور آرہی تھی۔

رحمان مجھے ٹاول دینا ربانیہ نے ہاتھ باہر کر کے رحمان کو مدد کیلئے پکارا رحمان نے نظریں اٹھا کر واشروم کے دروازے سے باہر آتے ربانیہ کہ بازو کو دیکھا جو کندھے تک باہر تھا دو دھیارنگت جس میں لال سرخی گھلی تھی کندھے پر موجود تل صاف نظر آ رہا تھا۔

رحمان نے ادھر ادھر نظریں گھومائیں تو اسے ربانیہ کا ٹاول نظرنا آیا اپنا ٹاول اٹھا کر مسکراتے ہوئے وہ واشروم کی جانب بڑھا ابھی وہ ٹاول آگے کرتا ربانیہ رحمان کو بازو سے پکڑ کر کھینچتے واشروم میں لے آئی تھی رحمان نے حیرت سے سامنے کھڑی اس آفت کو دیکھا جس کے چہرے پر شرم کے تاثرات نا تھے اب رحمان نے حیرت سے آئبر و اچکائی۔

کیا کیا؟؟؟ تم کس کرو تو ٹھیک میں نے تمہیں خود سے پاس کیا ہے تو ایسے ایسے کر رہے ہو۔ ربانیہ نے رحمان کے انداز میں ہی آئبر و اچکائی۔

اچھا تو میری بیوی مجھے خود کے قریب کرنا چاہتی ہے رحمان نے ربانیہ کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے مزید قریب کیا۔

ہاں تو کوئی شک ہے ربانیہ نے بھی ہٹ دھرمی سے رحمان کے گلے میں بازو حائل کرتے ہوئے رحمان کی ناک کے ساتھ اپنی ناک رب کی رحمان تو آج اس ربانیہ کو دیکھ رہا تھا کل جو اس کے

ایک کس کرنے پر بار بار لال ہو رہی تھی آج وہ کیسے بے شرم بن کے کھڑی اسے خود ہی اپنے قریب کر رہی تھی۔

رحمان گہری سوچ میں ہی گم تھا کہ رحمان کو اپنے لبوں پر نرم گرم لمس محسوس ہو اوہ اپنی مسکراہٹ چھپاتا آنکھیں موندے ربانیہ کے ہونٹوں کا لمس محسوس کرنے لگا وہیں ربانیہ بھی آنکھیں موند کر اسی کے سہارے کھڑی تھی۔

آہ۔ آہ ربانیہ نے اتنی شدت سے رحمان کے ایک ہونٹ پر دانت گاڑھے تھے کہ وہاں خون کی کچھ بوندیں نہیں بلکہ خون کی ایک لہر ہی آئی تھی رحمان نے غصے اور حیرت کے ملے جلے تاثرات سے دیکھا۔

ماما نے کہا تھا اپنے شوہر کو خوش رکھو تو کیسے بھی رکھنا ہے نا تمہیں خوش رہنے کے ساتھ ساتھ مجھے بھی تو سکون ملنا چاہیے ربانیہ نے ایک بند کرتے کہا اور ٹاول میں ہی باہر نکل گئی ربانیہ کا ٹاول تو ربانیہ کے پاس ہی تھا ٹاول کہنے کے بہانے وہ رحمان کو خود کے قریب لانا چاہتی تھی اور وہ یہ کر چکی تھی رحمان اپنے خون آلود ہونٹ کو دباتے ربانیہ کی طرف بھاگا لیکن کمرے میں جاتے کی

رحمان نے شرم سے آنکھیں بند کر لیں کیوں کہ ربانیہ اپنا ٹاول ہی نیچے گرا چکی تھی یہاں شرم ربانیہ کو آنے کی جگہ رحمان کو آرہی تھی وہ اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر لائٹ آف کر چکا تھا۔

رحمان کیا مسئلہ ہے ربانیہ نے غصے سے شرٹ پہنتے ہوئے چیخ کر کہا۔

یار تم لڑکی ہو کچھ تو لحاظ کرو رحمان نے اپنے ہونٹوں کو اپنی آنکھوں سے مسلتے ہوئے کہا۔

رحمان پلیرز زیہ لڑکیوں والی حرکتیں تم پر سوٹ نہیں کرتی تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کے تمہاری

بیوی ایسی ہے کہ تمہیں شرم مانے کا موقع دے رہی ہے ربانیہ نے رحمان کی گردن میں حائل کر

کہہا اور اپنے لب رحمان کی گردن پر رکھ کر آنکھیں موند گئی ربانیہ رحمان کی شرٹ کے بٹن

کھولنے میں مصروف رحمان کی گردن پر اپنے ہونٹوں سے محبت کی مہریں ثبت کر رہی تھی ربانیہ

رحمان کو ربانیہ کی سانسوں اور لمس اس حد تک سکون دے رہے تھے کہ وہ بھی مدہوش ہونے لگا

تھا لیکن ہائے قسمت۔ بچتے موبائل نے دونوں کے موڈ کا بیٹا غرق کر دیا تھا۔

کس (گالی) کو تکلیف ہے ت مجھ سے دور نہیں ہونا ربانیہ نے رحمان کو دور ہوتے دیکھ کر بیان

سے پکڑ کر اپنے مزید قریب کیا رحمان مسکرایا اور ربانیہ کی کمر پر گرفت مضبوط کی۔

میری جان کوئی اتنی رات کو کال کیوں کرے گا بنا وجہ کچھ ضروری کام ہو سکتا ہے رحمان نے ربانیہ کو اپنے ساتھ لگائے ہوئے ہی فون اٹھایا اور فون اسپیکر پر رکھا۔

ہاں بولو۔؟؟؟ رحمان نے کہہ کر عقیدت و محبت بھر ابوسہ ربانیہ کی پیشانی پر مثبت کیا ربانیہ نے مسکرا کر آنکھیں بند کی اور اس لمس کو محسوس کیا کتنی محبت چاہت تھی اس کے اس بوسے میں ربانیہ نے مسکرا کر رحمان کی طرف دیکھا۔

سرفیکٹری میں آگ لگ گئی ہے علی سر سے کہا تھا میں نے لیکن انہوں نے بنا کچھ کہے میری کال کاٹ دی اب فون کر رہا ہوں تو کال نہیں اٹھا رہے پلیززز آپ آجائیں۔
روحان ریان کہاں ہیں؟؟ رحمان نے ربانیہ کو نرمی سے خود سے دور کیا۔

ربانیہ نے غصے سے رحمان کو دیکھا اور اپنے ہاتھ رحمان کی کمر پر باندھے اور بغور رحمان کے چہرے کو دیکھنے لگی۔

سران کو نہیں بتایا میں نے آپ آجائیں جلدی مقابل کہہ کر رابطہ منقطع کر گیا۔

میری جان میں آکر یہیں سے کنٹینیو کروں گا فلحال مجھے جانا ہے رحمان نے عقیدت بھرا بوسہ
ربانیہ کی پیشانی پر دیا اور مسکرا کرے سے باہر کی جانب بڑھا۔

ربانیہ غصے اور اداسی منہ بنا کر بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹی اپنی گردن پر ہاتھ رکھ کر مسکرائی
اور آنکھیں موند لیں۔

(ماضی)۔

کتنی بری بات ہے عادی تمہیں اس طریقے سے چاچا کے سامنے نہیں کرنا چاہیے تھا تم جانتے تھے
ناوہ ہمارے پیچھے ہی تھے؟؟؟ علیٰ نے عادل کے کندھے پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

آج میں نے دیکھا تھا کیسے تمہیں گھور رہے تھے اور ان کی آنکھوں میں کیا تھا وہ بھی میں بہت
اچھے طریقے سے جانتا ہوں میں کیسے برداشت کر سکتا ہوں کہ میری جان کو کوئی ایسی گندی نظر
سے دیکھے مجھے بس انہیں بتانا تھا کہ جس کو وہ دیکھ رہے ہیں وہ میری بیوی ہے عادل نے محبت سے
ایک بوسہ علیٰ کے ماتھے پر دیتے ہوئے کہا علیٰ نے مسکرائی۔

اس سے پہلے بھائی آئی جلدی چلو یہ تصویر لگاؤ اور بھائی کی تصویر کو تھوڑا سا سائیڈ میں لگانا ہے علینہ آگے بڑھی اور اس تصویر کو تھا ما عادل ہاتھ مسلتے اپنے بال سیٹ کرتا مسکراتا علینہ کے پیچھے ہی چلنے لگا اور سامنے دیوار پر لگی تصویر کو اتار کر ایک سائیڈ کیا اور دوسری سائیڈ وہ تصویر بھی لگائی جو علینہ کے ہاتھ میں تھی اور اسی کے ساتھ ہی علی کی تصویر لگا دی۔

علی تصویر میں مسکرا رہا تھا ایک ہاتھ ٹائی کی ناٹ پر تھا اور دوسرا ہاتھ جیب میں ڈالے چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ سجائے دوسری جانب دیکھ رہا تھا جس طرف تصویر لگی ہوئی تھی علینہ نے چہک کر تالی بجائی اور بچوں کی طرف کودنے لگی۔

پرفیکٹ ہاتھ اور انگلی کو ملا کر پرفیکٹ کا سائن دیا اور علی کے بیڈ پر بیٹھی بغور ان دونوں تصویروں کو دیکھنے لگی۔

تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا یہ معصوم چھوٹی سی بچی ہے تم کس کے ساتھ ملارہی ہو اس کو اس کھڑوس کے ساتھ۔؟؟ عادل نے علینہ کے ساتھ بیٹھتے ہوئے اس تصویر کو دیکھا جس میں ایک معصوم سی بچی ہاتھ میں ایک ٹیڈی بیئر لئے پنک فرائک میں کھڑی تھی بالوں کو دوپونوں کی

صورت میں قید کیا ہوا تھا چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ تھی اور وہ اس طرف دیکھ رہی تھی جس طرف علی کی تصویر لگی تھی۔

بھائی کا فلاح شادی وادی کا کوئی ارادہ نہیں اور دیکھا جائے تو یہ بچے دس سال کی ہے جب تک بھائی کا ارادہ ہو گا تب تک یہ بچی بڑی ہو گئی ہو گی اور اسلام میں عمر نہیں دیکھی جاتی سمجھ میں آئی بات۔ اب مجھے ہی دیکھ لو تم سے دس سال چھوٹی ہوں علینہ نے اپنے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے کہا اور واپس اس تصویر کی طرف متوجہ ہوئی وہ تو بار بار سامنے لگی تصویروں پر صدقے داری جا رہی تھی اسے بس اب علی کے ری ایکشن دیکھنے کا تجسس تھا وہ کبھی گیٹ کی طرف دیکھتی تو کبھی اس تصویر کی طرف۔

اللہ ہی خیر کرے بھائی تمہارے ارادے تو مجھے بالکل نیک نہیں لگتے مجھے صبح میں لگا تھا کہ تم مذاق کر رہی ہو لیکن یہ سب کچھ دیکھ کر تو مجھے مذاق نہیں لگ رہا عادل نے حیرت سے علینہ کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اچھا اچھا!!!! تمہیں زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں ہے چلو اٹھو اپنے گھر جاؤ تمہیں شرم نہیں آتی لڑکی کے پاس ایسا بیٹھتے ہوئے علینہ نے کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ کمر پر رکھے اور آنکھیں سکیڑ کر عادل کو دیکھا۔

تمہیں نہیں لگتا تم بہت زیادہ بولنے لگی ہو عادل نے کھڑے ہو کر اپنی جیکٹ اتاری اور بیڈ پر پھینکی۔

اوہیلو یہاں کہاں آج پھر تم میرے بھائی کی سرپر مسلط ہونے کا ارادہ رکھتے ہو۔۔

ارادہ تو تمہارے سرپر مسلط ہونے کا ہے لیکن ہائے یہ جو رخصتی والا جھنجٹ ہے نامیں اس سے آزاد ہونا چاہتا ہوں۔ کرتا ہوں تمہارے ابا سے بات تاکہ جلد از جلد میری منکوحہ کو میری بیوی بنا دیا جائے تاکہ روز روز یہاں آنے سے بہتر ہے میں تمہیں ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے کمرے میں پاؤں اور تمہارے سرپر ہی مسلط رہوں عادل نے علینہ کے کمرے میں ہاتھ ڈال کر اپنے قریب کھینچتے ہوئے کہا۔ علینہ نے عادل کی گردن پر جھک کر اپنے دانت گاڑھے عادل نے جھٹکے سے علینہ کو پیچھے کیا اپنی گردن پر ہاتھ رکھے ڈریسنگ مرر میں دیکھا تو وہاں علینہ کے دانت صاف دکھائی دے رہے تھے۔

تم نہایت ہی نا بگڑی ہوئی لڑکی ہو عادل کہتے ہوئے علینہ کی جانب بھاگا علینہ چیختی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔۔

علی نے نماز پڑھ کر آتے ہی اپنے باپ کے کمرے کا رخ کیا دروازے پر دستک دیتے ہوئے اسے اندر آنے کی اجازت ملی تو وہ مسکراتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

السلام علیکم؛!!!! سلام کرتا وہ حیدر صاحب کی طرف بڑھا اور پیشانی پر بوسہ دیا پھر اپنی ماں کی طرف بڑھ کر ان کی پیشانی پر۔ دونوں مسکرائے علی ہمیشہ ایسا ہی کرتا تھا جب بھی وہ نماز پڑھ کے واپس گھر آتا تو وہ اپنے ماں باپ سے ملتا تھا یا یوں کہیں کہ اس کی عادت ہو گئی تھی کام سے واپس گھر آئے یا نماز پڑھ کر ہمیشہ وہ اپنے ماں باپ کے کمرے میں ہی آتا تھا۔

وعلیکم السلام؛!!! حیدر صاحب اور شبانہ بیگم نے یک زبان ہو کر جواب دیا تو علی مسکرایا اور ان کے پاؤں میں بیٹھا پاؤں دبانے لگا۔ دونوں مسکرائے اور بغور اپنے اس فرمانبردار بیٹے کو دیکھا جس کے چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ تھی اور سکون تھا وہ اپنے ماں باپ سے ہمیشہ ایسے ہی محبت کرتا آیا تھا۔ جب تک وہ اپنے ماں باپ سے محبت کا اظہار نہ کرے ان کے پاؤں نہ دبا دے

اسے کبھی رات کو نیند نہیں آتی تھی جب بھی اپنے ماں باپ کا سامنے آتا ہمیشہ اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ رہتی تھی۔ چاہے وہ جتنے غصے یا پریشانی میں ہو اپنے ماں باپ کو دیکھ کر اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ آجاتی تھی اور وہ مسکراہٹ اب بھی اس کے چہرے پر قائم تھی حیدر صاحب اپنی قسمت پر رشک کرتے تھے کہ انہیں اس قدر فرما بردار بیٹا ملا ہے جو ان کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے۔

بیٹا آج تو تم بھی تھک گئے ہو جاؤ جا کر آرام کرو تقریباً جب دس سے پندرہ منٹ علی نے ان کے پاؤں دبائے تو حیدر صاحب بولے۔

بابا آپ کو پتہ ہے جب تک میں آپ لوگوں کے ساتھ وقت نہ گزاروں مجھے نیند نہیں آتی ہے تو پھر ان سب باتوں کا مطلب کیا ہے ایک محبت بھرا بوسہ ان کے پاؤں پر دے کر بولا تو حیدر صاحب پھر مسکرائے۔

بابا یہ کون ہے تصویر میں حیدر صاحب کے ساتھ ایک آدمی کو کھڑا دیکھ کر علی نے پوچھا حیدر صاحب نے مسکرا کر اس تصویر کی طرف دیکھا اور تصویر کو ہاتھ میں لیا آغا خان بیٹا یہ تمہارے

دادا کہ۔ ابھی حیدر صاحب کچھ بولتے ہیں باہر سے چیخوں کی آواز آنے لگی اور انہوں نے پہچاننے میں وقت نہیں لگایا تھا کہ یہ چیخوں کی آواز کس کی ہے۔

اللہ خیر یہ چیخیں تو علیٰ نے کی ہیں شبانہ بیگم گھبراتے ہوئے اٹھیں اور باہر کی جانب بڑھیں حیدر صاحب اور علی بھی باہر کی جانب بھاگے۔

باہر کا منظر دیکھ کر جہاں علی کے ماتھے پر بیٹھتا بل نمایاں ہوئے تھے وہیں حیدر صاحب کا قبضہ گونجا۔

علیٰ نے آگے آگے بھاگ رہی تھی اور اس کے پیچھے عادل ہاتھ میں کُشن پکڑے اسے مارنے کے لئے بھاگ رہا تھا علیٰ نے بھاگتی ہوئی علی کے پیچھے آئی اس سے پہلے عادل علیٰ نے اس کا گریبان پکڑ کر اسے پیچھے کر چکا تھا۔

نکے لڑکے میں نے تمہیں کتنی دفعہ کہا ہے کہ میری بہن سے دور رہا کرو تمہیں میری بات سمجھ میں نہیں آتی ہے علی نے غصے سے عادل کو دیکھتے ہوئے پیچھے کی جانب دھکا دیا وہ عادل ہی کیا جو علی کی بات مان جائے۔ عادل نے آگے بڑھ علی کے گردن میں ہاتھ ڈال کر گردن دبوچی اور ایک زوردار کُشن علیٰ نے کے سر پر مارا تو وہ اپنا سر مسلطی حیدر صاحب کی جانب بھاگی اور ان کے سینے

سے لگ کر کھڑی ہوئی ہر رونے کی بھرپور ایکٹنگ کرتی عادل کی شکایت لگانے لگی اوپر کھڑا قادر ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے غصے سے عادل کو دیکھ رہا تھا۔

علی کے غصے سے تو قادر کو یہ وہم ہو گیا تھا کہ علی نے اور عادل کا نکاح جیسا کوئی رشتہ نہیں اس لڑکے نے جھوٹ بولا وہ انہیں وہیں چھوڑ کر کمرے میں چلا گیا۔

سالے صاحب چھوٹے ہیں آپ مجھ سے پورے سات سال تو لحاظ کر لیں اور عزت کریں میری عادل علی کے ماتھے پر بوسا دے کر کہا اور گردن پر گرفت مزید سخت کی۔

تیری تو۔ علی نے کہہ کر ایک زوردار مٹکا عادل نے پیٹ میں مارا تو وہ اسکی گردن چھوڑ پیچھے ہوا۔

تم دونوں واپس نہیں شروع ہو جانا تھک گئے ہو جاؤ جا کر آرام کرو اور تم عادی باہر اب بارش ہو رہی ہے کہیں نہیں جانا علی کے کمرے میں کی چلے جاؤ شبانہ بیگم نے عادل اور علی کو ایک دوسرے کی جانب بڑھے دیکھ کر کہا۔

علی اور عادل بچپن کے دوست تھے جس طرح علی علی نے سے بے لوث محبت کرتا تھا عادل بھی ویسی ہی محبت کرنے لگا تھا۔

عادل کے ماں باپ حیدر صاحب کے گھر پر کام کرتے تھے لیکن ایک حادثے میں عادل کے ماں باپ اپنی جان گنوا بیٹھے۔

حیدر صاحب اور شبانہ بیگم کی گاڑی میں ایک دن وہ دونوں اپنے گاؤں جا رہے تھے حیدر صاحب کے دشمنوں کو ایسا لگا کہ وہ حیدر اور انکی بیوی ہیں اس لئے حملہ اسی گاڑی پر ہوا لیکن اس وقت حیدر صاحب اپنی بیوی کے ساتھ گھر پر ہی تھے۔

ٹی وی پر اپنے مرنے کی خبر سن کر حیدر صاحب کو شدید جھٹکا تو لگا لیکن جب خیال عادل کے ماں باپ کا آیا تو وہ کانپ گئے تھے عادل تو اس وقت پانچ سال کا تھا اور اپنے مالک کے ساتھ ہی تھا ان کے گھر اللہ پاک نے جلد ہی علی کی صورت میں اولاد دینی تھی اور عادل کو اس آنے والے بچے سے پہلے ہی لگاؤ ہو گیا تھا اس لئے وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نہیں گیا تھا حیدر صاحب نے اس وقت تو بچے کو اپنی آغوش میں لے لیا کیونکہ وہ خود کو اس کے ماں باپ کی موت کا ذمیدار سمجھتے تھے جیسے جیسے وقت گزرتا گیا آدم بھی وقت کے ساتھ بڑا ہوتا گیا بچپن میں جب جب اپنے ماں باپ کو یاد کر کے روتا تو حیدر اسے گلے لگا کر باپ کی طرح سنبھال لیتا اور شبانہ بیگم ماں کی طرح جس دن عادل کو حقیقت معلوم ہوئی وہ ٹوٹ گیا تھا کہ جس ماں باپ کا یہ سن کر خاموش ہو جاتا تھا

کہ وہ گاؤں میں ہیں۔ وہ ہی حیدر صاحب کے گلے لگ کر شکوہ کر رہا تھا کہ آخری بار بھی ماں باپ کو ملنے کیوں نہیں دیا عادل نے حیدر صاحب کو ان کی موت کا دمہ دار کبھی نہیں کہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ موت کا وقت مقرر ہے وہ جب آئی ہے تو آئی ہی ہے۔

وقت گزر تا گیا علی جب دس سال کا ہوا تو اس کے گھر میں ایک ننھی سے گڑیا آئی لیکن عادی اس وقت ان کے ساتھ نانا تھا حیدر صاحب نے اسے پڑھنے کیلئے ملک سے باہر بھیج دیا تھا اسی دوران علی قادر کے قریب سے قریب تر ہوتا چلا گیا اور عادل کو تو وہ بھول ہی گیا تھا لیکن کچھ سالوں بعد جب عادل واپس آیا تو اسے علی نے سے مل کر خوشی بھی ہوئی اور ایک الگ احساس نے اس کے دل میں جنم لیا حیدر صاحب کی آنکھوں میں دھول جھونک کر وہ ہر گز علی کے قریب نہیں ہونا چاہتا تھا اس لئے عادل نے کچھ مہینے علی کے ساتھ رہنے کے بعد ہی حیدر صاحب سے علی کے لئے اپنی پسندیدگی کا اظہار کر دیا۔

جو کہ علی کو بالکل پسند نا آیا تھا علی ہمیشہ یہ سمجھتا تھا کہ عادل بھی علی کی طرح علی کے کو بہن مان کر پیار کرتا ہے لیکن اس کی سوچ الگ دیکھ کر علی اس سے ناراض ہو گیا تھا لیکن اپنے باپ کے سامنے جی جی کرنے والا علی کچھ بھی نابول سکا اور اپنے باپ کے سامنے گردن جھکا لی علی نے اور

عادل کا نکاح سادگی سے ہی کر دیا گیا کیونکہ عادل اسے اپنی منگ نہیں منکوحہ بنانا چاہتا تھا تا کہ وہ اسی طرح ان کے گھر آجاسکے جیسے ہمیشہ آتا ہے وہ نہیں چاہتا تھا کہ منگنی جیسے رشتے میں آکر وہ لوگ ایک دوسرے سے دور ہو جائیں۔۔ اور شادی تک ایک دوسرے کو دیکھنا سکیں۔

کیا گھور رہے ہو دونوں ایک دوسرے کو؟ چلو کمرے میں شبانہ بیگم نے دونوں کو ایک دوسرے کو گھورتے دیکھ کر کہا تو دونوں علی کے کمرے کی طرف بڑھے اور پیچھے ہی علی نے بھاگتی ہوئی علی کا ہاتھ پکڑ چکی تھی۔

علی نے بنا ادھر ادھر دیکھے اپنی ٹوپی اتار کر ڈریسنگ مرر کے سامنے رکھی اور بھاگ کر عادل تک آیا اس سے پہلے وہ عادل کی گردن دبوچ لیتا عادل فرقی سے بھاگتا بیڈ کی دوسری جانب جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

نانا ایسی حرکت نہیں کرنا ممانے ابھی کچھ کہا تھا اس سے پہلے میں بھول جاؤں کہ تم میرے سالے ہو اب میرے قریب نہیں آنا اور مجھے سونے دو عادل نے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور آنکھیں موند کر بیڈ پر گرا علی نے ایک نظر عادل کو دیکھا اور ایک سرد آہ ہو میں خارج کی۔

میری شہزادی یہاں کیا کر رہی ہے تھک گئی ہوگی جاؤ جا کر سو جاؤ علی نے علینہ کے گرد ہاتھ حائل کرتے ہوئے کہا علینہ تو حیرت سے کبھی اپنے بھائی کو کبھی عادل کو دیکھ رہی تھی اور پھر ایک نظر وال پر ڈالی جہاں علی نے دیکھا تک نہیں تھا علی نے علینہ کی نظروں کو ایک جگہ مرکوز دیکھتے اسی دیوار کی جانب دیکھا تو حیرت سے آنکھیں کھلی تھیں۔

یہ کیا ہے۔؟؟ علی تقریباً چیخا تھا عادل گھبرا کر اٹھا اور علی کی جانب دیکھا اور پھر اسی طرف جس طرف علی کی نظریں مرکوز تھیں عادل نے اپنا سر واپس بیڈ پر گرایا۔

یہ میڈم صبح میں مذاق نہیں کر رہی تھی یہ سچ کہہ رہی تھی عادل نے اتنا کہہ کر واپس آنکھیں موند لیں۔

میری شہزادی میری ننھی سی جان یہ کیا ہے علی نے اپنے حیرت پر قابو پاتے ہوئے پوچھا علینہ رونی صورت بنا کر بیڈ پر بیٹھی۔

بھائی آپ بہت برے انسان ہیں۔ آپ کو اپنی بہن کی فیلنگز کا اندازہ ہی نہیں ہے آپ سے اچھا تو عادل ہے کم از کم اسے میرے فیصلے پر خوشی تو ہوئی تھی۔ علینہ جانتی تھی کہ عادل کی تعریف کرنے پر علی جیسلس ہوتا ہے اسی لئے تو اس نے عادل کا سہارا لیا عادل نے ایک نظر اٹھا کر علینہ کو

دیکھا جو بڑے آرام سے جھوٹ بول کر منہ پھلائے بیٹھی تھی عادل نفی میں سر ہلاتا اپنا منہ بیڈ شیٹ میں چھپانے لگا۔۔

تم کس کو مجھ سے زیادہ اچھا بول رہی ہو یہ تو میری پاؤں کے دھول کے برابر بھی نہیں ہے علی نے غصے سے کہہ کر علیینہ کو اپنے حصار میں لیا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

میری جان یہ چھوٹی سی بچی ہے اس کے بارے میں ایسا سوچنا ٹھیک نہیں ہے۔

بچی ہے تو کیا بھائی بچی تھوڑی نہ رہ جائے گی اب اس کے لئے دل میں فلنگز تو پیدا کریں علیینہ نے علی کا ہاتھ جھٹک کر دور کیا اور باہر کی جانب دیکھنے لگی۔

تم چاہ رہی ہو میں اس چھوٹی بچی کے لئے اپنے دل میں فیلنگز پیدا کروں ایسا ناممکن ہے وہ چھوٹی سی بچی ہے دکھنے میں دس سال کی لگ رہی ہے وہ۔ علی نے بیڈ سے کھڑے ہوتے ہوئے حیرت سے کہا اور اس تصویر کی جانب دیکھا جہاں وہ بچی ہاتھ میں ٹیڈی بیئر لئے پیار سے کسی طرف دیکھ رہی تھی اور اسی طرح اس کی تصویر لے لی گئی تھی۔

نہیں مجھے نہیں پتا یہ آپ کا مسئلہ ہے کسی بھی طریقے سے فیلنگ پیدا کریں لیکن پیدا ہونی چاہیے کیونکہ میں فیوچر میں اسے اپنی بھابھی بنا دیکھنا چاہتی ہوں علیینہ نے کہا اور غصے سے منہ پھولا کر بیٹھی تھی۔

عادل کا قبضہ کمرے میں گونجا وہیں علی نے جل کر عادل کی طرف دیکھا جو اس کی بے بسی پر مذاق بنا رہا تھا اور پھر ایک نظر اپنی بہن پر ڈالی جو غصے سے عادل کو ہی گھور رہی تھی علیینہ کے گھورنے پر عادل نے اپنا منہ چھپایا وہیں علی ہنساتھا۔

میری جان میری ننھی سی جان یہ میرے بس میں تو نہیں فیلنگز وغیرہ۔ اگر فیلنگز آئے گی تو ٹھیک نہیں تو پھر تمہاری کوئی اور بھابھی۔ ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ علی نے پیچ میں ہی بات کاٹی۔

اگر ایسا سوچا بھی نا تو آپ میرا مرہو امنہ دیکھیں گے علیینہ کہہ کر رکی نہیں تھی اسی وقت وہاں سے باہر نکل گئی علی تڑپ کر پیچھے سے آوازیں لگا تا رہ گیا لیکن علیینہ نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا اور اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔

عادل تڑپ کر اٹھا تھا۔ کیا کیا بکواس کرنے لگی ہے تمہارے ساتھ رہ کر اور تم اس کے کہنے پر دل میں فیلنگز پیدا کر لو نا عادل نے چڑ کر کہا۔

تم بھی بے وقوفوں والی بات کر رہے ہو فیلنگز پیدا کرنے سے نہیں ہوتی ہیں فیلنگز خود آتی ہیں۔
علی نے چبا چبا کر ایک ایک لفظ بولا رونی صورت بنا کر بیڈ پر گرا تھا عادل اس کی حالت پر ہنسا اور
نفسی میں سر ہلایا۔

تم سوچ تو لو ایک دفعہ کیا ہے اس بچی میں۔؟؟؟ بہت معصوم ہیں عادل نے علینہ کے انداز میں کہا
علی نے گھور کر عادل کو دیکھا اور بیڈ پر کھڑا ہو کر اسے تکیوں سے مارنے لگا علی کے مارنے پر عادل
ہنسنے لگا تھوڑی ہی دیر میں دونوں کے ہتھکمرے میں گونج رہے تھے علی بچپن کی طرح عادل کی
گود میں سر رکھے اس سے باتیں کر رہا تھا اور عادل پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ چلا رہا تھا۔

آج جب علی اور علینہ گھر سے باہر جانے کیلئے نئی گاڑی میں نکلے تو عادل پہلے سے ہی گاڑی میں
موجود تھا علی نے کافی غصہ کیا کہ یہ آج کا دن اس کی بہن اور اس کا ہے لیکن وہ عادل ہی کیا جو
علی کی بات مان جائے۔

اچھا نا بھائی رہنے دیں اسے آپ گاڑی کو دریا کی طرف لیں علینہ نے گویا بات ہی ختم کی تھی۔

دریا کے پاس پہنچ کر علی نے گاڑی روکی تو علینہ دروازہ کھول کر باہر کی طرف بھاگی علی نے ایک نظر گھور کر عادل کو دیکھا اس سے پہلے علی عادل کو پکڑتا عادل اس کی پہنچ سے دور ہوتا علینہ کے ساتھ چلنے لگا تھا مجبوراً علی بھی خاموش ہو کر علینہ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

وہ بچی کتنی پیاری ہے علینہ نے چار بچیوں کے آگے بھاگتی ہوئی ایک بچی کو دیکھ کر کہا عادل اور علی نے ایک ساتھ نظریں اٹھا کر سامنے بھاگتی ہنستی کھیلتی اس پیاری سی گڑیا کو دیکھا جس نے اس وقت جینز کے ساتھ وائٹ کلر کی شرٹ پہنی تھی اور بالوں کی ٹیل پونی بنائے سر پر کیپ لئے آگے آگے بھاگ رہی تھی اور اس کے پیچھے چار بچیاں تھیں جنہوں نے سادے سے سوٹ پہنے تھے وہ بھی کسی گڑیا سے کم نہیں لگ رہی تھیں۔

ہاں ماشاء اللہ سے بہت زیادہ پیاری ہیں سب علی نے بھی الینا کی ہاں میں ہاں ملائی۔

آپ کو شرم نہیں آتی اپنی بیوی کے ساتھ ساتھ سب کی تعریف کرتے ہوئے علینہ نے کہا تو علی نے حیرت سے علینہ کو دیکھا علی کو تو اس وقت ایسا لگا تھا کہ وہ مذاق کر رہی ہے لیکن اسے کیا

معلوم تھا کہ وہ سیریس ہو جائے گی اس کے بعد جتنی دیر علینہ وہاں رہی اس کی نظریں بار بار اسی بچی پر جاتی جو کبھی ایک طرف بھاگ رہی تھی تو کبھی دوسری طرف کبھی وہ آگے ہوتی تو کبھی ان

چاروں بچیوں میں سے کوئی بچی آگے ہوتی وہ ایک دوسرے کے ساتھ کھیل رہی تھی علیہ اٹھی اور ان کے ساتھ کھیلنے لگی۔

لیکن اسی دوران علی نے بیچ میں آکر اینہ کو پانی کے اندر پھینکا تو علیہ کی فراق مٹی میں بھری علیہ نے غصے سے علی کو دیکھا اور ان بچیوں کو وہیں چھوڑ کر گاڑی کی طرف بھاگی۔

عادل اور علی علیہ کو پکارتے رہ گئے لیکن وہ غصے سے گاڑی میں جا کر بیٹھ چکی تھی علی اور عادل ہنستے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھ گئے

علی فیکٹری کا مسئلہ حل کرنے کے بعد صبح فجر کی نماز پڑھ کر گھر آیا تو کمرے میں داخل ہوتے ہی نظر نازش پر پڑی جو حجاب باندھے بیڈ پر سو رہی تھی دھولا دھولا چہرہ دو دھیار نگت آنکھوں پر سو جن ہو رہی تھی نا جانے کیا وجہ تھی اس سو جن کی علی نے گاڑی کی چابیاں ڈریسنگ ٹیبل پر رکھیں اور وارڈروب سے اپنا ٹراؤزر اور شرٹ نکال کر واشروم میں بند ہو گیا تھوڑی دیر بعد فریش ہو کر باہر آیا تو نازش کا ایک ہاتھ بیڈ سے نیچے تھا اور سر بھی۔ علی نفی میں سر ہلا کر مسکرایا اور آگے بڑھ کر نازش کو سیٹ کیا۔

نازش سے نکاح کے بعد علی کے چہرے پر مسکراہٹ قائم رہنے لگی تھی جسے علی نے بھی نوٹ کیا تھا وہ چھوٹی چھوٹی بات پر مسکراتا تھا۔

بھرے بھرے گالوں کو دیکھ کر علی اپنے جذبات کو روک ناروک پایا اور نیچھے جھک کر نازش کے دونوں گالوں پر بار بار بوسہ دیا۔

ویسے تو نازش دکھنے میں ایک چھوٹی بچی ہی لگتی تھی اپنی عمر سے کئی زیادہ کم کیونکہ وہ کافی حد تک کمزور دکھتی تھی پتلی کمر پتلی پتلی ٹانگیں اور بازو تو مانوں ہڈیاں ہی نہیں تھی نا جانے کہاں سے لاتی تھی طاقت اپنے دشمنوں سے لڑنے کے لئے۔ علی نے ہاتھوں پر باری باری بوسہ دیا اور اس کے ہاتھوں کو دیکھنے لگا۔ ان ہاتھوں نے گن تھامی تھی؟؟؟؟ یہ بات تو ناممکن سی لگ رہی تھی اتنے پتلے ہاتھ دیکھ علی خود حیرت میں تھا۔ پھر نازش کا اسپینر یاد آیا نازش گن سے زیادہ اسپینر استعمال کرتی تھی۔ بہت مہارت سے وہ اسپینر تیار کیا گیا تھا۔

جہاں وہ اسپینر دکھنے میں چھوٹا تھا وہیں اس کے آس پاس چھوٹے چھوٹے چاقو اس کی تینوں سائڈ انڈر کی جانب لگائے گئے تھے۔ نازش جیسے ہی اسپینر کے بیچ میں دباؤ ڈالتی وہ چاقو باہر آجاتے اور اسپینر خود ہی گھومنے لگتا تھا۔

علی نے نازش کے ماتھے پر بوسہ دیا نازش گہری نیند میں بھی علی کا لمس محسوس کرتے خود میں سمٹی تھی۔

بس اتنی سی برداشت؟؟؟ علی کی جان ابھی تو تم نے علی تکلیف کو مٹانا ہے۔ مجھے سکون دینا سو جاؤ اچھے سے سو جاؤ تمہاری آنجرات کی نیند تمہارا خاوند حرام ناکرے تو کہنا نازش کی ناک سے اپنی ناک رگڑ کر پیچھے ہو اور لیپ ٹاپ تھامے صوفے پر بیٹھ کر کچھ دیکھنے لگا علی ابھی لیپ ٹاپ پر ہی مصروف تھا جب رحمان کی کال آئی اور اسے کمرے سے باہر آنے کا کہا۔

کیا ہوا ہے رحمان اور یہ سب کیا ہو رہا ہے۔؟؟؟ علی نے کمرے سے باہر نکل کر ملازموں کی جانب دیکھا جن میں کافی نئے ملازم بھی تھے ہاتھوں میں رنگ برنگے پھول اور بڑے بڑے تھال لئے کبھی ایک طرف جاتے تو کبھی دوسری طرف قادر بیچ میں صوفے پر بیٹھا مسکرا کر حکم دے رہا تھا بس۔

اس سے کیا پوچھ رہے ہو میں بتاتا ہوں ادھر آؤ میری جان قادر نے بڑے مان سے علی کو اپنے پاس آنے کا کہا علی بھی خاموشی سے قادر کے پاس بیٹھا۔

تم نے نکاح تو اپنوں کی غیر موجودگی میں کر لیا لیکن میں چاہتا ہوں کہ ایک بار یہ نکاح پھر سے ہو میں اپنے پیارے بھتیجے کی خوشی دیکھنا چاہتا ہوں قادر نے بڑے مان سے علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا تھا تو علی منع نہیں کر پایا اور ان کی بات پر سر خم کیا۔

آج میں نے میرے واپس پاکستان آنے کی خوشی میں ایک چھوٹی سے تقریب رکھی ہے جس میں۔ میں تمہارا نکاح واپس کرواؤں گا قادر نے کہا علی نے اثاب میں سر ہلایا اور تھوڑی دیر خاموشی کے بعد رحمان کو مخاطب کیا۔

رحمان۔ ریان ر مزار روحان رد اور تم دونوں بھی تیاری کر لینا ایک بار اچھے سے سب کی رخصتی ہو جائے گی تو تم لوگ بھی اپنی زندگی میں آگے بڑھو گے علی نے رحمان کی طرف دیکھ کر کہا۔
کیا مطلب۔؟؟؟ رحمان نے حیرت سے پوچھا۔

مطلب یہ ہی جو تم سمجھے ریان روحان والوں کا نکاح ہوا ہے رخصتی نہیں ہوئی اور تمہارا اور ربانیہ کا تو نکاح اور رخصتی دونوں ہی ہو گئی تھی لیکن ر سبیشن نہیں ہوا میں چاہتا ہوں یہ سب ایک ہی بار میں ختم ہو جائے ردار مزا کی رخصتی اور تمہارا میرا ر سبیشن علی کہہ کر رکنا نہیں تھا وہ اپنے کمرے

کی جانب بڑھ گیا تھا حمان بھی کندھے اُچکا کر اپنے کمرے میں بند ہو گیا اور قادر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

علی نے کمرے میں آ کر ایک سر د آہ ہوا کے سپرد کی اور ایک نظر نازش کو دیکھا کچھ سوچتے ہوئے چنچ کرنے کیلئے اپنے کپڑے نکال کر ایک بار پھر سے واشروم میں بند ہو گیا تھا۔

مجال جو نازش زرا بھی ہلی ہو علی کو اتنا تو معلوم ہو گیا تھا کہ نازش نیند کی بہت پکی ہے اس لئے بے فکر ہو کر اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا لیکن نرمی سے۔ نازش نیند کی جتنی پکی صحیح لیکن وہ اپنے ارد گرد کا دھیان ضرور رکھتی تھی۔

دس منٹ بعد علی نے بمشکل نازش سے خود کو دور کیا اور اپنے سینے پر ہاتھ ر ب کرتے لمبے لمبے سانس لینے لگا وہ اپنے اندر اٹھتے جذبات کو تھامنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا ایک ہاتھ میں موبائل پکڑے ایک میسج سینڈ کیا اور موبائل کو پھینکنے کے انداز میں سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور نازش کے اوپر جھکا نازش جو پہلے ہی آدھی نیند سے بیدار ہو گئی تھی۔ اب اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں تھیں علی شدت سے نازش کے ہونٹوں پر جھکا تھا ایک ہاتھ سے نازش کے رکاوٹ کرتے ہاتھوں کو روکا اور دوسرا ہاتھ اس کی کمر سے نیچے رکھ کر اپنے قریب کیا۔

نازش اپنے پاؤں علی کی کمر میں مارتی اسے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی پر علی تو اپنے ہوش میں ہی نہیں تھا اس کے ہونٹوں کی زماہٹ کو محسوس کرتے مدہوش ہونے لگا تھا نازش کی مزاحمت بھی کسی کام نہ آئی تھی اپنی مرضی سے نازش کے ہونٹوں کو آزادی بخشی اور نازش کو بٹھایا۔ نازش کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لے کر بغور دیکھنے لگا غصے سے نازش علی کو ہی دیکھ رہی تھی۔

تیار ہونا ہے آج میرے لئے۔ میں تھوڑی دیر میں آ جاؤں گا جو ڈریس میں دوں وہ ہی پہننا ہے اس کے علاوہ تمہارے وجود پر کوئی ڈریس دکھانا تو باخدا علی لباس کے ساتھ ساتھ تمہارے جسم کو بھی نوچ دے گا علی نے ایک نظر نازش کے سر اُپے پر ڈالی اور نرمی سے نازش کے ہونٹوں پر موجود خون کو اپنے ہونٹوں سے چنتے پیچھے ہوا بولتے وقت علی کا لہجہ اس قدر نرم تھا کہ نازش کو اندازہ ہی نہیں ہوا کہ وہ دھمکی دے رہا ہے۔۔

نازش آج میرے چاچا نے ہمارے ریسپشن کی تیاری کروائی ہے جیسے کہ تم جانتی ہو میرا ان کے اور تمہارے علاوہ کوئی اپنا نہیں تو میں یہ خواہش ان کی پوری کرنا چاہتا اور۔ علی مزید کچھ بولتا

دروازے پر دستک ہوئی ربانیہ رمز اور ردا کے ساتھ ساتھ چار سے پانچ لڑکیاں اندر داخل ہوئیں تھیں۔

یہ مہندی لگانے آئی ہیں رسیشن ہو رہا ہے تو ٹھیک سے ہونا چاہیے ربانیہ نے بنا لحاظ کئے صوفے پر بیٹھ کر کہا علی نے آئیں اور اچکائی۔

گڑیا۔ علی نے ربانیہ کو دیکھ کر کہا تو ربانیہ نے علی کی طرف علی نے اپنا سر جھٹکا اور نازش کے قریب ہو کر اسے اپنے سینے سے لگایا اور ماتھے پر بوسہ دیا۔

اووووووو۔ ردا رمز اور ربانیہ نے ایک ساتھ ہوٹنگ کی اور مہندی لگانے والی لڑکیاں منہ نیچے کئے مسکرا رہی تھیں۔

جو کہا ہے اس پر عمل ہونا چاہیے میری جان میں صرف دھمکی نہیں دیتا علی نے جھک کر نازش کے کان میں سرگوشی کی اور گال پر بوسہ دیا۔ وہاں موجود سب کو اگنور کر کے اپنا موبائل اور چابیاں اٹھائے وہاں سے نکل گیا۔ علی نے وہاں موجود ہر فرد کو ایسے اگنور کیا تھا جیسے وہاں کوئی تھا ہی نہیں نازش اپنی گال پر ہاتھ رکھے ابھی بھی ویسے ہی کھڑی تھی جیسے علی چھوڑ کر گیا تھا۔

اہم! اہم! میڈم وہ گیار ربانیہ نے کہا تو نازش ہوش میں آئی اور مہندی لگوانے کیلئے بیٹھ گئی۔

اب ربانیہ رمز اردا اور نازش کی باتیں تھیں اور وہ تھیں۔

تم نے معلوم کروالیا۔؟؟ علی نے گلے میں اینچی ٹیپ ڈالے ہاتھ میں قینچی کو گھوماتے ہوئے پوچھا تھا۔

جی سر میں نے سب معلوم کروالیا ہے آج شام ہی اٹیک ہونے والا ہے آج جو جو لوگ آئیں گے وہ سب اس کام میں شامل ہیں۔ سامنے کھڑے آدمی نے ادب سے سامنے کھڑے ہوئے جواب دیا۔

وہ سب بچے ٹھیک ہیں۔؟؟؟ علی نے سائیڈ میں پڑا ایک کلر فل چاک اٹھایا اور سامنے پڑے کپڑے پر کچھ بنانے لگا وہ آدمی حیرت سے علی کے چلتے ہاتھ دیکھ رہا تھا اور علی کی باتوں کا جواب دے رہا تھا۔

جی سر کافی حد تک بچے بیماری میں مبتلا ہیں اور کافی بچے کل رات ہی وہ بولتے بولتے رکا اور منہ جھکا لیا۔

ہممم ان کی تدفین کروادو اور باقی جو بچے ٹھیک ہیں ان کا ٹھیک سے علاج کرواؤ اور ان کے گرد سیکورٹی سخت کروادو باقی رہی بات ان درندوں کو جنہوں نے یہ سب کیا ہے وہ آجائیں گے تو ہم خود دیکھ لیں گے کاشف اور شیروز کو انفارم کر دو تا کہ وہ بھی ریڈی رہیں علی نے قینچی کپڑے پر چلاتے ہوئے کہا وہ آدمی سرخم کر کے وہاں سے نکل گیا جبکہ علی کا اب پورا دھیان سامنے پڑے کپڑے پر تھا کبھی وہ کپڑے پر قینچی چلاتا تو کبھی پاس ہی پڑے موتیوں اور سوئی دھاگے کو اس کپڑے پر چلاتا۔

ایک آئبر و اچکائی اور او کے کاسائن دیا پھر پاس پڑی سلانی مشین کو دیکھا اپنی شرٹ کے کف فولڈ کر کے ٹائی کی ناٹ کو تھوڑا ڈھیلا کیا اور پھر وہاں بیٹھ گیا۔

وہ اپنے ہاتھ مہارت سے اور جلدی جلدی چلا رہا تھا کیونکہ اسے یہ کام کرتے تین سے چار گھنٹے گزر چکے تھے اب گھڑی بارہ بج رہی تھی باقی کے کام بھی علی کو دیکھنے تھے۔

فوس کو میں انفارم کر دوں گا تم اپنے لحاظ سے دیکھ لو جس جس کی ضرورت ہو بتا دینا شیر وزنے کاشف کو لیپ ٹاپ دیتے ہوئے کہا کاشف نے سر اثاب میں ہلایا اور خاموشی سے لیپ ٹاپ پر ہاتھ چلانے لگا۔

تم ایمن سے ملے۔؟؟؟؟ شیر وزنے پوچھا کاشف کے چلتے ہاتھ ر کے اور شیر وز کی طرف دیکھا۔
تم نے موقع ہی نہیں دیا۔ مخصوص سا جواب دے کر واپس اپنا کام کرنے لگا۔
ہممممم چلو میں ان دونوں کو لے کر جا رہا ہوں تم یہ کام کر لینا شیر وزنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔
کہاں۔؟؟

وہ دراصل بابا بھی آرہے ہیں اس ر سیشن میں تقریب کافی بڑی ہے تو سوچا کیوں نا لگے ہاتھ ایمن اور پلو شہ کے ہاتھ بھی لال ہو جائیں شیر وزنے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے ایک نظر پلو شہ پر ڈالی جو اپنے ہی کام میں مگن تھی۔

بے بی پنک کلر کی فراک بالوں کو جوڑے کی شکل میں قید کئے وہ آٹا گوندھنے میں مصروف تھی پلو شہ کی رخصتی تو اب تک نا ہوئی تھی لیکن ایک بہو ہونے کے سارے فرائض وہ انجان دے رہی تھی شیروز مسکرایا اور کاشف کی طرف دیکھا جو منہ کھولے شیروز کو ہی دیکھ رہا تھا۔
منہ بند کرو اور کام کرو اپنا شیروز کہہ کر ایمن کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

آئے ہائے مزے مزے؛!!!! آئے ہائے مزے مزے؛!!! کاشف صوفی پر کھڑے ہو کر ناچ رہا تھا پلو شہ اچانک کاشف کی چیخیں سن کر پچن سے باہر آئی۔

بھائی کیا ہو گیا ہے آپ کو کتنا تیز چیخ رہے ہیں آہستہ چیخ لیں تھوڑا سا احترام کریں ایمن کی طبیعت کا۔ ٹھیک نہیں ہے وہ۔ سو رہی ہے پلو شہ نے اپنے ناک سے آٹا صاف کرتے ہوئے کہا۔

آئے ہائے میں بتا نہیں سکتا میں آج کتنا خوش ہوں اور تم؛!!! تمہیں پتہ ہے تمہارا خاوند کیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔؟؟؟ کاشف نے شوخ لہجے میں پلو شہ کے گرد ہاتھ حائل کرتے ہوئے کہا۔

کیا ہو گیا ہے کاشف بھائی دور رہیں مجھ سے مجھے کام کرنا ہے آپ فری ہیں میں فری نہیں ہو پلو شہ ناک کو دیکھتی واپس پچن میں چلی گئی جبکہ اس نے کاشف کے پہلی بات کو تو انگور ہی کر دیا تھا۔

پلوپلو!!! میں نے تمہیں کتنی دفعہ کہا ہے کہ میری کسی بات کو انور نہ کیا کرو کاشف نے تھوڑا سخت لہجے میں کہا تو پلوپلو نے آئیبر و اچکا کر کاشف کی طرف دیکھا پلوپلو کو اس کے آدھے نام سے کاشف تب ہی پکارتا تھا جب وہ بہت زیادہ خوش ہوتا تھا کاشف اس وقت بہت زیادہ خوش تھا اس چیز کا اندازہ تو پلوپلو کو بھی ہو گیا تھا لیکن کس وجہ سے خوش تھا اس کو وجہ نہیں معلوم تھی۔

اچھا بتائیں آپ کس بات پر اتنا زیادہ خوش ہو رہے ہیں پلوپلو نے واپس ہاتھ آٹے میں ڈالتے ہوئے کہا۔

تمہارا خاوند آج رات ایمن اور تمہاری رخصتی کا ارادہ رکھتا ہے۔ تایا بھی آنے والے ہیں کاشف کہہ کر وہاں پر رکا نہیں تھا واپس باہر بھاگا جسے کوئی بہت ضروری کام یاد آ گیا ہو پلوپلو کے کام کرتے ہاتھ رکھے تھے جبکہ کچن میں کھڑی ملازمہ نے حیرت سے پلوپلو کو دیکھا تھا۔

بی بی جی اتنی جلدی کل تک تو آپ لوگوں کی رخصتی کا نام تک نہیں تھا آخر کیا ہو گیا ہے شیروز بھائی کو جو اتنی جلدی رخصتی کر رہے ہیں۔؟؟؟؟

سکینہ آپا آپ بھی جانتی ہیں کہ میں اس وقت آپ کے ساتھ ہوں مجھے خود سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ سب اتنی جلدی؟؟؟؟ خیر یہ آٹا میں نے گوندھ دیا ہے آپ اس کو ذرا دیکھ لیں میں جا کر شیروز

سے بات کرتی ہوں نا جانے انہیں صبح کیا دور اپڑا ہے پلوشہ نے ہاتھ دھوتے ہوئے کہا اور کچن سے باہر نکلتے رخ ایمن کے کمرے کی طرف کیا کیونکہ وہ پہلے ایمن سے پوچھنا چاہتی تھی کہ اسے یہ معلوم ہے یا نہیں۔

کمرے میں داخل ہوئی تو شیر وز ایمن کے ساتھ بیٹھا کچھ بات کر رہا تھا دونوں نے ایک ساتھ پلوشہ کی طرف دیکھا پلوشہ شرمندہ ہوئی تھی۔ کیونکہ وہ سمجھی تھی کہ ایمن کمرے میں اکیلی ہے اسے یہ ہرگز معلوم نہیں تھا کہ شیر وز ایمن کے ساتھ ہے اور اسے یہ معلوم ہوتا تو وہ دستک دے کر کے آتی وہ ایسے ہی تھی کسی کی پرائیویسی ڈسٹرب کرنا گناہ سمجھتی تھی اور خاص طور پر وہ شیر وز اور ایمن کے رشتے سے بہت اچھے طریقے سے واقف تھی اسی لئے کبھی ان کے بیچ میں نہ آتی۔

معذرت مجھے نہیں پتہ تھا آپ دونوں بات کر رہے ہیں میں بعد میں آ جاؤں گی پلوشہ کہہ کر واپس سے دروازہ بند کرنے لگی تو ایمن نے پکارا۔

کیسی بات کرتی ہو یار ادھر آؤ میرے پاس۔ دیکھو نا بھائی کا دماغ خراب ہو گیا ہے ایمن نے غصے سے ہاتھ شیر وز کے ہاتھوں سے نکالا اور منہ موڑ لیا۔

ایمن بچہ تم کون سے زیادہ دور جاؤ گی گھر کے ساتھ ہی تو گھر ہے اور ویسے بھی اور کتنے سال اسی طریقے سے گزارنے ہیں تین سال تو ہو گئے بابا بھی اپنا فرض ادا کرنا چاہتے ہیں ان کے کسی دوست کے گھر تقریب ہے تو وہ چاہتے ہیں کہ اس تقریب میں وہ اپنا فرض بھی ادا کر دیں تو اس میں بری بات کیا ہے۔؟؟؟

بھائی بری بات نہیں ہے لیکن فحاح میں اپنی اسٹڈی کنٹینیور کھنا چاہتی ہوں۔۔۔
تو بیٹا کاشف کو اس چیز سے کوئی مسئلہ نہیں ہے تم اپنی اسٹڈی کنٹینیور کھ سکتی ہو اور تم اچھے سے جانتی ہو اس کی زندگی پر ہمارے فیصلے چلتے ہیں پھر بھی تم ایسا سوچ رہی ہو کہ وہ تمہاری اسٹڈی رکو ادے گا۔؟؟؟

بھائی بات وہ نہیں ہے لیکن۔ ایمن مزید کچھ بولتی شیراز نے بات کاٹی تھی۔۔۔
میری جان ماما کے جانے کے بعد ہمیں ہمارے بابا نے ہی سنبھالا ہے ہماری زندگی کے فیصلے کرنے کا حق تو وہ رکھتے ہیں۔ تم نے ان کی مرضی سے نکاح کر لیا اب ان کی مرضی پر رخصتی بھی کر لو کاشف کب تک یہاں سے وہاں گھومتا رہے گا کئی دفعہ اس نے کہا ہے کہ اس کو شرمندگی ہوتی ہے اس طریقے سے ہمارے گھر پر آنے میں۔ کاشف کو اس کے گھر پر سنبھالنے والا کوئی نہیں

ہے اس کی بہن تو یہاں ہمیں سنبھالتی رہتی ہے وہ اپنے بھائی کو وقت ہی نہیں دے پاتی اسی لئے میں چاہتا ہوں تم اپنا فرض اچھے طریقے سے نبھاؤ۔

لیکن شیروز اتنی جلدی کیا ہے ابھی ہماری عمر ہی کیا ہے خاموش کھڑی پلوشہ نے بھی بولا شیروز نے پلوشہ کی طرف دیکھا تو وہ نظریں جھکا گئی شیروز مسکرایا وہ ہمیشہ ایسے ہی کرتی تھی شیروز کے دیکھنے پر وہ نظریں جھکا لیتی تھی بعض دفعہ تو وہ شیروز کے سامنے کچھ بولتی ہی نا تھی لیکن اس چیز کو شیروز کبھی سمجھ ہی نہ پایا تھا کہ وہ شرم و حیا ہے یا ڈر۔

کوئی بات نہیں آپ کا خاوند بڑا ہے نا سنبھال لے گا آپ کو شیروز نے کہہ کر واپس ایمن کی طرف دیکھا جو اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کرتے لال ہو گئی تھی۔

پلوشہ نے غصے سے ایمن کو دیکھا اور پیر پٹختی وہاں سے نکل گئی۔

ایمن بچہ آپ تیار ہو جاؤ تھوڑی دیر میں ہم شاپنگ کے لئے جا رہے ہیں پھر آپ لوگوں کو پارلر ڈراپ کرنا ہے تاکہ آپ لوگ آرام سے تیار ہو سکیں شیروز نے ایمن کی مزید کوئی بات ناسنی اور ماتھے پر بوسہ دے کر وہاں سے نکل گیا۔

کل تک تو کاشف ہمارا رشتہ ختم کرنے کی بات کر رہا تھا اور آج بھائی ہماری رخصتی کی بات کر رہے ہیں۔؟؟؟ چل بھی ایمن تیار ہو جا چڑھ جاسولی پر۔ اپنے بابا اور اپنے بھائی کی خوشی سے زیادہ تیرے لئے کچھ بھی نہیں ہے ایمن مسکرائی اور اٹھ کر تیار ہونے کے لئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔

کیا بات ہے اس طریقے سے وہاں سے کیوں آگئی۔؟؟؟ شیروز نے پلوشہ کے روم میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

پلوشہ غصے سے دوپٹہ بیڈ پر پھینک کر اپنی ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتی ادھر سے ادھر چکر لگا رہی تھی شیروز کے اچانک روم میں آنے سے اپنا دوپٹہ اٹھا کر اپنے سر پر اوڑھا اور نظریں جھکا کر کھڑی ہو گئی۔

بولو تمہیں رخصتی اب نہیں کرنی شیروز نے اپنے قدم پلوشہ کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔
نہیں نہیں ایسی بات بالکل بھی نہیں ہے وہ تو میں بس۔ وہ کہتی ہے کہتی خاموش ہوئی اور نظریں جھکائیں۔

تو پھر کیسی بات ہے۔؟؟؟ دیکھو پلوشہ مجھے بھی اس طریقے سے بالکل ٹھیک نہیں لگتا۔ تم چوبیس گھنٹے یہیں رہتی ہو ایمن کے ساتھ میں بے شک اپنی حد و میں رہتا ہوں لیکن باہر دیکھنے والے لوگ ان کی زبانوں کو لغام نہیں لگا سکتا۔ خاندان میں لوگ طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں مجھے ان کی باتوں سے فرق نہیں پڑتا لیکن جس دن ہم لوگ بابا سے ملنے گئے تھے اور تم خاندان والوں کی باتیں سن کر روہی تھی نا تمہارا رونا مجھے تکلیف دے رہا تھا تمہارے آنسوؤں میرے دل پر گرتے ہیں میں نہیں چاہتا وہاں تم جاؤ تو واپس اسی شرمندگی کا سامنا تمہیں کرنا پڑے اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ تمہاری رخصتی بھی ہو جائے تاکہ جب تم وہاں جاؤ تو فخر سے کہہ سکو کہ تم اپنے شوہر کے ساتھ آئی ہو نہ کہ منکوح کے ساتھ۔۔

پلوشہ نے کچھ بھی نہ کہا تھا اور اشباب میں سر ہلایا کیونکہ وہ بھی جانتی تھی کہ وہ سچ کہہ رہا ہے بے شک شیراز کو لوگوں کی باتوں سے فرق نہیں پڑتا تھا لیکن پلوشہ ایک کمزور دل کی لڑکی تھی وہ لوگوں کی باتیں سن کر رونے لگتی تھی اس دن بھی جب مجیب خان سے وہ لوگ ملنے گئے تو اس کی خاندان کی عورتوں نے اس پر طنز کیا تھا کہ۔۔

اس بے شرم لڑکی کو دیکھو بنا رخصتی کے ہی اپنے منکوح کے ساتھ گھومتی ہے۔ ہم تو اپنی بیٹی کو کبھی ایسے نہ گھومنے دیں۔ توبہ توبہ!!! جس طریقے سے ساتھ گھوم رہی ہے مجھے تو لگتا ہے کہ۔ توبہ توبہ آگے مجھ سے بولا بھی نہیں جا رہا وہ عورتیں بول کر وہاں سے چلی گئیں تھیں پلوشہ منہ جھکائے اپنے آنسو روکنے کی کوشش کر رہی تھی جس کو شیر وز نے باخوبی نوٹ کیا تھا مجیب خان نے بھی ان عورتوں کی وہ بات سن لی تھی اور اسی دن پلوشہ اور ایمن کی رخصتی کا ارادہ بھی انہوں نے کر لیا تھا لیکن صحیح موقع کے تلاش میں تھے جو موقع آج ان کے عزیز دوست قادر نے دے دیا تھا۔۔

تیار ہو جاؤ تم لوگوں کو شاپنگ کے لئے لے کر جا رہا ہوں پھر اس کے بعد پالر چھوڑ دوں گا شیر وز کہہ کر وہاں رکا نہیں تھا سے چلا گیا۔

کتنا ان رومینٹک ہسبینڈ دیا ہے اللہ نے مجھے۔ ایک دفعہ پاس تو آتے جسے ناولز میں ہیر و آتے ہیں وہ منہ بسور کر کہتی بیڈ پر بیٹھی پھر شیر وز کی بات یاد آنے پر اٹھی اور اٹھ کر تیار ہونے لگی۔۔

تم ابھی تک ایسے ہی بیٹھی ہو تیار نہیں ہوئی ربانیہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے نازش کو دیکھتے ہوئے پوچھا وہ اس وقت سفید رنگ کے ڈھیلے سے ٹراؤزر اور ڈھیلی سی شرٹ میں کھڑی بال سٹریٹ کر رہی تھی۔۔

نازش نے ایک نظر ربانیہ کو دیکھا ڈیپ ریڈ کلر کے لہنگے میں بھاری جیولری پہنے ناک میں پہنی بڑی سی نوز رنگ جس کے ڈائمنڈ اس کے ہونٹوں کو چھو رہے تھے نفاست سے کیا گیا میک اپ سردی ہونے کی وجہ سے اس کے ایک کندھے پر ریڈ کلر کی شال اوڑھی گئی تھی جس کے بارڈر پر گولڈن کلر کا نفاست سے کام کیا گیا تھا بالوں کو جوڑے کی شکل میں قید کیا ہوا تھا۔ وہ آسمان سے اتری ایک ننھی سی پری لگ رہی تھی نازش مسکرائی اور ربانیہ کی طرف بڑھ کر اسے اپنے سینے سے لگایا اور ماتھے پر زندگی سے بھرپور ایک بوسہ دیا۔۔

نازش کیا کرتی ہو کر دیا ناخراب میرا میک اپ اور بیس بھی ساری ہٹادی ربانیہ منہ بسور کر ڈریسنگ مرر کے سامنے آئی اور اپنا ماتھے پر لگی بڑی سی بندیا سیٹ کی اور اوکے کا سائن دیا۔

میڈم تمہارے تو رنگ ہی بدلے ہوئے ہیں ابھی تک شوہر کے پاس گئی نہیں اور تیور دیکھ لو نازش نے اسٹریٹز بیڈ پر رکھتے ہوئے کہا۔

کیا کریں ہم تو شوہر کے رنگ میں پہلے سے ہی رنگ چکے ہیں ربانیہ ڈریسنگ مرر کے اوپر اپنے دونوں ہاتھ ٹکا کر شیشے میں ہی نازش کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اچھا تم ابھی تک تیار کیوں نہیں ہوئی ہو اور یہ دیکھو تمہارا ڈریس جیولری سب کچھ ایسے ہی پڑا ہوا ہے ربانیہ نے ایک طرف تھال میں رکھے ڈریس اور جیولری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

جی ہاں میرے جناب مجھے حکم دے کر گئے ہیں کہ میں یہ ڈریس نہیں پہنوں گی اوپر سے ٹائم دیکھیں چھ ہو رہے ہیں۔ میرے خیال سے ریسپشن آٹھ بجے کا ہے اور جناب ابھی تک واپس گھر تشریف ہی نہیں لائے نازش واپس اسٹریٹز ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

کیسی لگ رہی ہوں میں رد اکمرے میں آئی اور گول گول گھوم کر نازش اور ربانیہ کو دکھانے لگی۔

ایک ہی وقت میں نازش اور ربانیہ کے منہ سے ماشاء اللہ نکلا۔ اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائیں۔

ریڈ کلر کے لہنگے میں اس کا جسم چاند کی مانند کھل رہا تھا چھوٹی سی چولی کے ساتھ گھیر دار لہنگا ایک کاندھے پر ربانیہ کی شال جیسی شال تھی جبکہ دوسری طرف دوپٹے کا ایک پلور کھا گیا تھا جیولری بھی کافی حد تک ربانیہ کی جیولری جیسی تھی ناک میں پہنی نوز رنگ ربانیہ کی نوز رنگ سے بھی

زیادہ بڑی تھی جس میں صرف ایک ڈائمنڈ تھا جو ردا کی ٹھوڑی پر بار بار ٹکرا رہا تھا بالوں کو جوڑے کی شکل میں قید کیا ہوا تھا اور کچھ آوارہ لٹھیں اس کے چہرے پر تھی آنکھوں میں گرے کلر کے لینس لگائے وہ الگ الگ سے پوز بنا کر کھڑی ہوتی رہا بنیہ اور نازش کو دکھا رہی تھی۔۔

بالکل ننھی سی پری لگ رہی ہے ہماری شہزادی!!! نازش نے آگے بڑھ کر ردا کو گلے لگایا رہا بنیہ آگے بڑھی اور ردا کی دوسری طرف کھڑی ہو کر اس کے گرد ہاتھ حائل کئے اور گال پر بوسہ دیا۔

تم تیار کس خوشی میں نہیں ہوئی ہو میڈم اسپیشل آپ کیلئے ہی تو یہ دعوت ہے اور کرا بھی تک ڈیکوریٹ نہیں ہوا تم لوگ بھی کہیں اور جاؤ گے۔؟؟؟

نہیں ہم لوگ کہیں نہیں جائیں گے اس گھر کو چھوڑ کر ہم نے کہاں جانا ہے علی آجائے گا تو میں بھی تیار ہو جاؤں گی ویسے رمزا کہاں ہے۔؟؟؟ وہ نہیں دکھ رہی شام سے میں نے اسے دیکھا ہی نہیں ہے نازش نے پوچھا۔

ابھی تو میرے پیچھے تھی کہاں رہ گئی ہاں وہ آگئی ردا نے اپنے پیچھے کمرے میں داخل ہوتی رمزا کی طرف اشارہ کیا رہا بنیہ اور نازش نے رمزا کی طرف دیکھا اور مسکرائیں۔

ہمیشہ کی طرح رمزانے آج پھر ردا کے لباس جیسا ہی لباس پہنا تھا چھوٹی سی کرتی کے ساتھ گھیر دار لہنگا ایک کندھے پر شمال رکھی تھی اور دوسرے کندھے پر دوپٹہ ناک میں نوز رنگ کی جگہ نوز پن تھی میک اپ بالکل ہلکا سا تھا کیونکہ رمزا کبھی میک اپ نہیں کرتی تھی اور آج بھی وہ ہلکا میک اپ کیا تھا بالوں کو کمر پر آزاد چھوڑا تھا کالے گھنے بال کسی ابشار کی طرح رمزا کی کمر پر لہرا رہے تھے ہلکی سی جیولری مانگ میں لگی چھوٹی سی بندیا وہ بھی کسی پری سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ نازش نے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تو رمزا منہ موڑ کر ربانیہ کی طرف بڑھی اور اسے اپنے سینے سے لگایا۔

تم نہیں سدھرنے والی کبھی نازش نے زبردستی رمزا کو کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا اور ماتھے پر بوسہ دیا رمزا مسکرائی اور ایک نظر نازش کو دیکھا۔

مجھے تو سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ تم ابھی تک تیار کیوں نہیں ہوئی۔؟؟؟ رمزانے غصے اور حیرت کی ملے جلے تاثرات سے کہا۔ نازش نے ربانیہ اور ردا کی طرف دیکھا مطلب صاف تھا کہ وہ اب بتائیں گے کہ وہ تیار کیوں نہیں ہوئی ہے۔؟؟؟

وہ دراصل۔۔ ربانیہ کچھ بولتی اس سے پہلے ہی علی جلدی سے کمرے میں داخل ہوا اور اس کے پیچھے کچھ ملازم ہاتھ میں کچھ بیگ لئے کمرے میں داخل ہوئے۔۔

ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی وہ تم تینوں علی نے کہہ کر رخ اپنا وارڈروب کی طرف کیا نازش کو تو اس نے دیکھا ہی نہیں تھا۔ کچھ کہے بنا وہ واش روم میں بند ہو گیا۔

تمہارے ہسپینڈ کو کچھ زیادہ ہی جلدی ہے کھڑوس کہیں کاربانیہ ناک سو کیڑ کر کہتی کمرے سے باہر نکل گئی اور پیچھے ہی رد اور ر مز ہاتھ سے اول دابیسٹ کاسائن دیتی وہاں سے نکل گئی تھی۔

نازش بیڈ پر بیٹھی علی کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہی تھی نظریں ہاتھوں پر لگی مہندی پر تھیں۔

لال کلر کی مہندی جس کارنگ بہت گہرا تھا مہندی والوں نے بہت ہی مہارت سے خوبصورت ڈیزائن کو نازش کے ہاتھوں پر اتارا تھا نازش دل سے ان مہندی والوں کی تعریف کی تھی نازش نے پہلے بہت دفعہ مہندی لگوائی تھی لیکن اس حد تک گاڑھا رنگ کبھی نہ آیا جتنا گاڑھا رنگ آج آیا تھا۔ یا کبھی نازش نے نوٹ ہی نہیں کیا تھا لیکن آج کر رہی تھی۔ وہ بار بار بس اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔ نازش اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب علی واش روم سے باہر آیا اور نازش کی طرف بڑھا۔

ادھر آؤ میرے پاس علی نے نازش کا ہاتھ پکڑا اور صوفے پر رکھے بیگ کی طرف بڑھا۔

اس میں تمہارا ڈریس ہے دیکھ لو اگر پہن سکتی ہو تو ٹھیک ہے ورنہ میں تمہیں پہنا سکتا ہوں۔ علی

نے نازش کی پشت اپنے سینے سے لگا کر اپنے دونوں ہاتھ پیٹ پر رکھتے ہوئے اپنا منہ نازش کے

کاندھے پر ٹکایا اور سامنے پڑے بیگ کی طرف دیکھنے لگا۔

ن۔ن۔ن۔ نہیں۔ می۔ میں پہن لوں گی نازش ہمیشہ کی طرح اسکی قربت سے گھبراتے ہوئے
بولی۔

میری جان ابھی تک آپ نے یہ ڈریس نہیں دیکھا آپ کا ڈریس آپ کے خاوند نے اپنے ہاتھوں

سے تیار کیا ہے کیونکہ میں نہیں چاہتا تمہارے جسم پر کسی اور کا بنایا گیا لباس ہو اسی لئے میں نے

تمہیں تیار ہونے سے منع کیا تھا کیونکہ میں آج اپنی بیوی کو اپنے ہاتھوں سے تیار کرنا چاہتا ہوں

علی نے محبت سے نازش کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کے کہا نازش نے نظریں جھکائیں اور

ایک نظر صوفے پر پڑے بیگ کو دیکھا پھر اسے اٹھا کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔

علی نے نفی میں سر ہلایا اور مسکراتے ہوئے وہیں بیٹھ گیا کیونکہ وہ بہت اچھے سے جانتا تھا کہ

تھوڑی دیر میں نازش خود ہی باہر آکر اسے ڈریس ناپنے کا بولنے والی ہے اسی لئے وہ بے فکر ہو کر

ایک ہاتھ اپنے منہ پر رکھے اپنی مسکراہٹ چھپاتا ڈریسنگ مرر کی طرف دیکھنے لگا جس میں نازش کی پشت نظر آرہی تھی جو ڈریسنگ روم کے اندر داخل ہوئی

نازش نے جا کر بیگ کھولا تو اوپر ہی ایک بھاری کا مڈار لہنگا تھا جس کے اوپر نفاست سے کام کیا گیا تھا لہنگے کا گھیر اتنا تو نہ تھا لیکن پھر بھی وہ اٹھانے میں بہت وزنی تھا نازش کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے نازش نے ربانیہ کے نکاح پر ناجانے وہ ڈریس کیسے پہنا تھا۔

آج پھر یہ پہنے گی یہ سوچ کر ہی نازش کا دماغ گھوم گیا تھا لہنگے کو ایک سائڈ رکھ کر اندر سے کرتی نکالی اس کرتی کو دیکھ کر نازش کا چہرہ ٹماٹر کی طرح لال ہو گیا تھا۔ نازش سامنے لگے مرر میں خود ہی کو دیکھ کر آنکھیں بار بار جھپک رہی تھی جیسے اسے یقین ہی نا آرہا ہو کہ یہ کرتی اسی نے پہنی ہے۔

غصے سے وہ کرتی پکڑے وہ ڈریسنگ روم سے باہر نکلی اور علی کے سامنے ٹیبل پر رکھی جو ابھی بھی ڈریسنگ مرر میں ہی دیکھ رہا تھا علی نے نازش کی طرف دیکھ کر آئیر و اچکائی۔ جیسے پوچھ رہا ہو کہ۔

کیا ہوا۔؟؟؟

یہ میں پہنوں گی۔؟؟؟ سیر سیلی۔؟ آپ کو لگتا ہے کہ میں یہ پہنوں گی۔؟؟؟ وہ بے یقینی سے اپنے دل والے مقام پر انگلی رکھے پوچھ رہی تھی؟۔

ہاں شاید تم نے کرتی پوری نہیں دیکھی اسی وجہ سے تم بول رہی ہو کہ یہ تم پہنوں گی میں تمہیں دے چکا ہوں تم نے خود کہا ہے نا کہ تم پہن لو گی چلو اب جلدی سے پہن کر آؤ تمہیں تیار کرنا ہے میں نے اور مجھے پھر شیر وز کی طرف جانا ہیں وہیں سے ہم سب آئیں گے۔

دیکھیں آپ میری بات نہیں سمجھ رہے اس حد تک چھوٹے اور اور بے ہودہ کپڑے میں نے کبھی نہیں پہنے میں نے جب بھی جینز اور شرٹ پہنی ہے ہمیشہ اس کے اوپر ایک جیکٹ ہوتی رہی ہے جو کہ مجھے پورا کوور کرتی ہے اس چیز سے آپ بھی بہت اچھے طریقے سے واقف ہے اس کے باوجود ایسا بے ہودہ لباس آپ نے مجھے دے دیا۔۔

زبان کو تھوڑا کنٹرول میں رکھو شاید تم نے اس کے ساتھ اس کے دوسرے حصوں کو نہیں دیکھا ایک دفعہ اچھے سے دیکھو اور جلدی سے ڈریس پہن کر باہر آؤ میں نے تمہیں تیار کرنا ہے۔ اور !!!؛ علی اپنی ملکیت پر کسی کی نظر تو کیا سوچ بھی برداشت نہیں کرتا تم نے سوچ کیسے کیا کہ بے ہودہ لباس میں باہر لے کر جاؤں گا۔؟؟؟ علی نے مزید کچھ نہیں کہا اور سامنے پڑا اپنا ڈریس اٹھا

کرواش روم میں بند ہو گیا مطلب صاف تھا کہ اسے یہی ڈریس پہننا ہے چاہے اس کی مرضی ہو یا ناہو نازش پیر پٹختی واپس ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔

اسے اپنی قسمت پر رونا آ رہا تھا جسے اس حد تک بے شرم شوہر ملا تھا جو اپنی بیوی کو اتنی چھوٹی سی کرتی پہننے پر زور دے رہا تھا نازش نے بیک میں ہاتھ ڈالا تو اس میں الگ الگ ڈیزائن کے کچھ کپڑے باہر نکالے لیکن اسے یہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اسے پہننے کیسے پندرہ منٹ کی ان تھک محنت کے باوجود بھی وہ نازش وہ کرتی نہیں پہن سکی تو شرٹ واپس پہننے ڈریسنگ روم سے باہر نکلی۔

علی کو بلیک کلر کے سادے سے لباس میں کھڑا پایا وہ اپنے ہاتھ پر گھڑی باندھ رہا تھا ڈریسنگ مرر میں ہی نازش کا عکس دیکھ کر اپنی مسکراہٹ چھپا کر رخ نازش کی طرف کیا نازش کی شکل دیکھ کر علی کو صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کرتی اس کی سمجھ سے باہر تھی علی نے آئینہ اچکائی۔
یہ جو آپ نے لباس مجھے دیا ہے نا یہ مجھ سے نہیں پہننا جا رہا میں تو کہہ رہی ہوں آپ مجھے سادے سے لباس میں ہی باہر لے کر چلے جائیں یا مجھے وہی ڈریس پہننے دیں جو آپ کے چاچا نے میرے

لئے بھیجا ہے نازش نے غصے سے کہہ کر بڑے تھال کو اٹھانا چاہا جس میں ایک لہنگا رکھا تھا علی نے آگے بڑھ کر نازش کا ہاتھ تھاما اور اس کی پشت اپنے سینے سے لگائی۔۔

میں نے کہا تھا نامیں مدد کر دیتا ہوں لیکن شاید تمہیں تو میری بات سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

آپ۔ نہیں میں خود کر لوں گی آپ پلیز مجھے یہ ڈریس پہننے دیں نازش نے تھوڑا نرم لہجے میں کہا کہ شاید علی اس کی بات مان جائے لیکن وہ علی ہی کیا جو کسی اور کی بات مان لے۔

نفی میں سر ہلاتا اس کا ہاتھ پکڑ کر ڈریسنگ روم میں داخل ہوا اور سامنے پڑے ڈریس پر نظر ڈالی جس کے کافی حصے زمین پر گرے تھے علی نے آگے بڑھ کر وہ سارے حصے اٹھا کر ٹیبل پر رکھے اور سائڈ ٹیبل پر پڑا ایک بڑا کپڑا اٹھا کر ہاتھوں میں گول گول گھما کر اپنی آنکھوں پر باندھ لیا۔۔

ہمیں ریسیپشن میں جانا ہے فکر مت کرو اپنی حدود میں رہوں گا میں۔ میں بس اپنی بیوی کو اپنے ہاتھوں سے سجانا چاہتا ہوں آؤ میرے پاس اگر چاہو تو لائٹ بھی بند کر سکتی ہو علی نے کہہ کر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا نازش نے غور سے علی کے چہرے کو دیکھا۔ علی کے چہرے پر کسی بھی قسم کی تاثرات نہ تھے وہ آنکھوں پر پٹی باندھے اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا نازش نے آگے

بڑھ کر لائٹ بند کی اور اپنا ہاتھ علی کے ہاتھوں میں دیا علی نے نازش کو اپنی طرف کھینچا نازش علی کے سینے سے ٹکرائی علی مسکرایا۔۔

اور نازش کے شرٹ کے بٹن کھول کر شرٹ کو زمین پر پھینک دیا نازش نے اپنی آنکھیں بند کر لی مانو جیسے آنکھیں کھولے گی تو بہت کچھ غلط ہو جائے گا۔۔

علی کی مسکراہٹ گہری ہوئی کیونکہ نازش کانپ رہی تھی علی کے کرتے کو اپنی مٹھیوں میں بھینچ کر اپنا منہ علی کے سینے میں چھپایا جیسے علی نازش کو دیکھ رہا ہے۔

میری جان تم تو ابھی سے میرا صبر آزمانے لگی اتنی پاس آئی تو میں بھول جاؤں گے میں تمہیں تیار کرنے کیلئے یہاں آیا ہوں علی نے نازش کے گرد ہاتھ حائل کر کے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ علی کے مردانہ ہاتھ کے لمس کو محسوس کرتے نازش کی دل کی دھڑکنیں تیز ہوئیں تھیں علی نے کب نازش کی گردن پر رکھ کر ایک بوسہ دیا اور پھر نازش کی دونوں گال پر وقت کا احساس ہوا تو علی نے اپنا کام واپس شروع کیا۔

علی نے ایک ہاتھ سے ٹیبل پر پڑے کپڑے کو چھوا کپڑے کی پہچان ہونے پر مسکرایا اور نازش کو خود سے تھوڑا پیچھے کر کے اس کی پشت اپنی طرف کی۔

ہاتھ کھولو علی کی گھمبیر آواز نازش کی سماعتوں سے ٹکرائی نازش نے مزید آنکھیں بھینچیں اور ہاتھوں کو کھولا علی نے ہاتھ نازش کے دائیں بائیں کرتے ہوئے دونوں ہاتھوں میں بلاؤز پکڑا جو سیلیو لیس تھا جس نے بمشکل نازش کے آدھے سینے کو کور کیا تھا آرام سے اس بلاؤز کو پہنا کر سائیڈ میں پڑا دوسرا کپڑا اٹھایا پھر تیسرا اس کرتی کا دوسرا حصہ پہچاننے کے بعد ایک دفع پھر نازش کے دائیں طرف ہاتھ کیا اور کندھے کے اوپر اس ٹکڑے کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ پیٹ سے لے کر کندھے تک کر کے پیچھے ڈوریوں کی مدد سے باندھ دیا ایک ہاتھ جو دائیں طرف تھا کندھے تک لے جاتے وہ ہاتھ نازش کے سینے پر لگا تو نازش خود کو بچانے کیلئے پیچھے ہوئی لیکن پیچھے وہ علی کے سینے سے ٹکرائی علی کے چہرے کی مسکراہٹ گہری ہوتی جا رہی تھی۔ اندھیرے میں نازش آنکھیں بند کئے بے بس کھڑی بس اس کے کرتی مکمل پہنانے کا انتظار کر رہی تھی۔

علی نے خاموشی سے تیسرا حصہ اٹھایا اور نازش کے پیٹ پر باندھ دیا۔
یہ کرتی ہے یا کسی مریض کو باندھنے والی پٹیاں۔؟؟ آخر کار نازش نے چڑ کر پوچھ ہی لیا تھا کیونکہ پچھلے دس منٹ سے وہ نازش کی کرتی ہی سیٹ کر رہا تھا ایک طرف پیٹ پر ہاتھ تو دوسری طرف کمر پر علی مردانہ ہاتھ کے گرم لمس سے وہ خود کو بہت بے بس محسوس کر رہی تھی۔

ہو گیا علی نے کہہ کر نازش کو خود سے تھوڑا دور کیا۔

ایک بار دیکھو خود کو ٹھیک ہے۔؟؟؟ علی نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے کہا۔

لائٹ بند ہے آپ باہر جائیں میں آتی ہوں نازش نے اندھیرے میں ہی خود کے جسم پر ہاتھ لگا کر دیکھنا چاہا علی آنکھوں پر پٹی باندھے ہی ڈریسنگ روم سے باہر نکل گیا نازش نے لائٹ جلانی اور مرر کے سامنے آ کر خود کو دیکھا نازش کا چہرہ گلاب کی مانند لال تھا اندھیرے میں بھی وہ شرماری ہی تھی۔

اب نازش کی نظر اپنی کرتی پر گئی نازش کے جسم کا کوئی بھی حصہ اب نظر نہیں آ رہا تھا جو تھوڑی دیر پہلے اسے پٹیاں لگ رہیں تھی وہ ایک خوبصورت کرتی کی طرح اس کے جسم پر تھیں جس پر خوبصورتی سے کام کیا گیا تھا نازش مسکرائی اور پاس پڑا ہنگا اٹھا کر پہن لیا لہنگے کے نیچے کین استعمال کی گئی تھی نازش نے گھوم کر ایک بار اپنا آپ مرر میں دیکھا نظر جیسے ہی اپنی کمر پر گئی تو حیرت سے آنکھیں پھیلیں تھیں کیونکہ پیچھے تو کپڑے نام کی کوئی چیز ہی نہیں تھی بس ڈوریاں ہی تھیں جو صرف کرتی باندھنے کے کام آئیں تھیں۔

نازش نے پاس پڑی شمال اٹھا کر اپنے گرد پھیلائی اور ڈریسنگ روم سے باہر نکلی۔

علی نازش کا ہی انتظار کر رہا تھا نازش کے گرد لیٹی چادر کو دیکھ علی مسکرایا اور نازش کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا نازش بمشکل اپنی چادر اور بھاری لہنگے کو سنبھالتی علی کے قریب گئی اور اس کرسی پر بیٹھی جہاں علی نے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

علی آگے بڑھ کر میک اپ کے سامان کو دیکھنے لگا۔

"آنکھیں بند کرو" علی نے کہہ کر نازش کا سر پیچھے کرسی پر ٹکایا۔

علی اپنے کام میں مصروف تھا کہ اس کے کام میں موبائل کی بجتی رنگ ٹون نے خلل پیدا کیا علی نے موبائل اٹھا کر کان سے لگایا اور مصروف انداز میں بولا۔

ہاں بولو شاہد۔؟؟ علی نے اسٹریٹز ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا کیونکہ نازش کا میک اپ مکمل ہو چکا تھا اور اب ہیئر اسٹائل باقی تھا نازش حیرت سے نفاست سے کئے گئے میک اپ کو دیکھ رہی تھی اور کبھی علی کو نازش کو تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ میک اپ علی نے کیا ہے اس کی خوبصورتی مزید نکھر گئی تھی۔ اس کے چہرے کو بدلنے کیلئے نہیں اس کی خوبصورتی کو مزید بڑھانے کیلئے یہ میک اپ پرفیکٹ تھا بالوں کو جوڑے کی صورت میں قید کرنے کیلئے آہستہ آہستہ وہ ہاتھ چلا رہا تھا۔

ہمممممم!!! ابھی تو صرف آٹھ بجے ہیں کرنے دوا نہیں کوشش گھر کے باہر کی سیکورٹی ٹائٹ کرواؤ جب تک میرا نکاح نہیں ہو جاتا انہیں ان چاروں تک نہیں پہنچنے دینا اور۔ ربانیہ کا خاص طور پر دھیان رکھنا اس کی جیولری میں وہ چپ لگادی تھی۔؟؟؟

گڈ میں بھی پہنچ رہا ہوں تم سیکورٹی کا خاص خیال رکھنا ان میں میری بیوی بھی ہے۔ بیشک چاروں خود کی حفاظت کر سکتی ہیں لیکن میں نہیں چاہتا کچھ بھی وقت سے پہلے ہو سمجھے؛؛!!!!!! علی نے کہہ کر موبائل سائیڈ میں رکھا۔

نازش کا ہیئر اسٹائل بنانے کے بعد نازش کو شیشے کے سامنے کھڑا کر کے نازش کے گرد لپٹی چادر نرمی سے لے کر سائیڈ میں رکھی ایک نظر نازش کو دیکھا ڈیپ ریڈ کلر کے لہنگے میں اس کی دودھیا رنگت صاف نمایاں ہو رہی تھی علی کی نظریں اپنی پشت پر محسوس کرتے نازش نے اپنا رخ بدلہ لیکن شاید وہ یہ بھول گئی تھی کے پیچھے شیشہ ہے علی کا ہتھ کمرے میں گونجا وہیں نازش کو اپنی بیو قونی یاد آئی تو نظریں جھکا لیں۔

کتنا بچاؤ گی خود کو مجھ سے۔؟؟؟ صرف کچھ گھنٹے۔ خیال رکھنا اپنا اور یاد رکھو تمہیں کچھ بھی نہیں ہونا چاہیے اور نا ہی تمہاری ڈریس اور میک اپ کو سمجھی۔؟؟؟ علی نے نازش کی کمر پر ہاتھ رکھ کر

اسے اپنی طرف کھینچا اور ماتھے پر بوسہ دیا بیگ سے جیولری نکال کر نازش کو پہنائی ڈائمنڈ کانیکلس نکال کر اسے نازش کی گردن کی زینت بنایا اور وہاں بوسہ دیا اور پھر ائیرنگ نکال کر باری باری دونوں کان میں پہنائے اور پھر دونوں کانوں کی لو کو چوم لیا ناک میں نوز رنگ پہنائی پھر ناک کو چوم لیا نازش آنکھیں بند کئے خاموشی سے علی کے کندھوں پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی علی نے ایک چھوٹی سے بندیاں نازش کی مانگ میں لگائی اور عقیدت و محبت سے پیشانی پر بوسہ۔

پیشانی پر بوسہ اس لئے دیا ہے کیونکہ علی تمہارے لبوں پر جھکنے کے بعد خود پر کنٹرول نہیں کر سکتا آج رات تم میں کھوجانے کا ارادہ رکھتا ہوں دو جان سے ایک جان ہو جانے کا ارادہ ہے جس سے تم بھی مجھے نہیں روک سکتی علی نے نازش کے کان پر جھک کر سرگوشی کی اور کان کی لو کو چوم لیا۔

تمہارے بدن کی ہر حصے پر بوسہ دینا چاہتا۔
ہائے میری معصومیت دیکھ میں کیا چاہتا ہوں۔

اپنی سخت بیسردوالی گال علی نے نازش کی نرم گال پر رب کرتے ہوئے کہا نازش نے شرم سے منہ جھکایا اور اپنے ہونٹوں کو دانتوں میں دبایا علی نازش کی حالت سے محفوظ ہوتا پیچھے ہوا اور نازش کے ہونٹ کو اپنے انگھوٹے کی مدد سے آزاد کروا کر ڈریسنگ روم میں گیا۔

ایک بڑا ڈیپ ریڈ کلر کا ڈوبٹہ لا کر نازش کے ایک کندھے پر رکھے پیچھے سے پشت کو چھپا کر سر پر ایک پن لگائی اور ڈوبٹہ سیٹ کیا۔

"زیادہ پن نہیں لگاؤں گا کیونکہ میں نہیں چاہتا میرا قیمتی وقت ان کو اتارنے میں ضائع ہو"۔ علی نے ایک آنکھ دبا کر کہا نازش نے منہ جھکایا اور سائیڈ میں پڑی شمال اٹھائی علی کا یہ لہجہ روپ نازش کو بٹھایا تھا کہاں وہ عادی تھی علی کے اس لہجے کی لیکن آج جو اسے علی ظاہر کروا رہا تھا وہ ایک خوبصورت احساس تھا۔

علی نے نازش کے ہاتھ سے شمال لے کر دوسرے کندھے پر ڈالی نازش کی شمال ربانیہ والوں کی شمال سے مختلف تھی علی کے کالے سادے سے لباس کے اوپر بلیک کلر کی شیر وانی تھی اور اسی کام دار شیر وانی جیسی وہ شمال تھی نازش کے ہاتھوں کے علاوہ اس وقت کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

علی نے شیر وانی پہنی اور نازش کے ساتھ ہی کھڑا ہو کر شیشے میں دیکھا نازش منہ جھکائے کھڑی نا جانے کن سوچوں میں گم تھی علی مسکرایا اور نازش کی پشت اپنے سینے سے لگا کر نازش کو دیکھا کچھ دیر ویسے ہی کھڑے رہنے کے بعد نازش کا رخ اپنی طرف کیا پھر خود کو مزید ناروک سکا تو نازش کی کمر پر گرفت مضبوط کرتے نازش کے ہونٹوں پر جھکا آنکھیں بند کئے وہ نازش کی سانسوں میں سانس لے رہا تھا۔ نازش تو اس اچانک افتادہ پر بس آنکھیں پھیلائے دیکھ رہی تھی جب سانس لے لگیں تو نازش ہوش میں آئی اور علی کو خود سے دور کیا یا یوں کہیں کہ علی خود ہی دور ہوا اور نازش کی پیشانی سے پیشانی ٹکائے آنکھیں بند کئے ہی لمبی لمبی سانس لینے لگا۔

نازش آنکھیں بند کئے سانس لے رہی تھی علی نے نازش کی گردن سے ڈوبٹہ ہٹایا علی نازش کی گردن پر جھکتا اس سے پہلے ہی ربانیہ بے دھڑک دروازہ کھولے اندر داخل ہوئی نازش اور علی نے ایک ساتھ اس کی طرف دیکھا جو اب شرمندہ سی منہ جھکائے کھڑی تھی بلکہ شرمندہ ہونے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

علی نے نازش کو پھر بھی ناچھوڑا تھا ایک ہاتھ گردن پر اور ایک ہاتھ کمر پر رکھے وہ حیرت سے ربانیہ کو دیکھ رہا تھا نازش نے علی کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کی تو فوراً پیچھے ہوا اور ٹیشواٹھا کر اپنا چہرہ صاف کیا۔

آج خود کو ذہنی طور پر تیار کر لو میری شدتیں برداشت کرنے کیلئے علی نے نازش کے کان میں سرگوشی کی اور ایک نظر نازش پر ڈال کر کمرے سے باہر نکلا کیونکہ بار بار شیروز کی کال آرہی تھی۔

میڈم لپسٹک ٹھیک کر لیں ربانیہ نے معصومیت کی حدیں پار کرتے ہوئے ڈیپ ریڈ کلر کی لپسٹک نازش کے آگے کی۔

بہت ہی بے شرم ہو تم۔ تمہیں معلوم تھا نا کہ علی ابھی کمرے میں ہی ہے۔؟؟؟

یار غصہ نہیں کر مجھے نہیں معلوم تھا بھائی ابھی تک یہیں ہیں مجھے معلوم ہوتا تو ایسے آتی۔؟؟؟

ہمممم۔ چلیں۔؟؟؟ گن رکھ لی تو نے۔؟ نازش نے پوچھا۔

ہاں اور تو نے۔؟؟ ربانیہ نے گن نکال کر نازش کو دکھائی اور واپس شمال کے نیچے چھپائی۔

ہاں رکھ لی ہے بس ربانیہ تم اپنا خیال رکھنا تمہیں نہیں کھوسکتی نازش نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے کہا ربانیہ بھی نازش کے پیچھے ہی لہنگا سنبھالتی چل رہی تھی۔

یاریہ سب پہننا ضروری تھا کیا یہ سب ہم کام کے بعد بھی کر سکتے تھے۔

ہاں کر سکتے تھے لیکن تب تک بہت دیر ہو جائے گی کیونکہ وہ وہاں سے بھاگ کر آیا ہے اب یہاں کی پولیس تک خبر بھی پہنچ گئی ہے اور اگر ہم انتظار کرتے تو وہ یہاں سے بھی بھاگ جاتا پیچھے سے آتی رمرانے جواب دیا۔

یار دیکھا جائے تو ہم تینوں بھی کم نہیں ہیں حسن تو ہم میں بھی ہے لیکن وہ صرف ربانیہ پر مرتا ہے ہم پر کیوں نہیں؟؟؟؟ رردانے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

تجھے بڑا شوک ہو رہا ہے کہ وہ تجھے پسند کرے روحان کو بتاؤں کیا۔؟؟؟ ربانیہ نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

نہیں نہیں میرے لئے روحان ہی کافی ہے رردا بھی ربانیہ کے ساتھ ہی گاڑی میں بیٹھی وہ سب گاڑی میں بیٹھیں تو گاڑی اپنی منزل کی طرف بڑھی۔

یہ سب ہی شامل ہیں۔ شیروز نے قادر کے کے ساتھ بیٹھے دس بڑے بڑے عمر کے آدمیوں کی طرف اشارہ کیا۔

تم ملک کا مسئلہ سنبھال لو وہ قانون کے مجرم ہیں میں کچھ بھی نہیں کہوں گا لیکن!!! جو قادر نے میری فیملی کے ساتھ کیا ہے اس کا بدلہ میں خود لینا چاہتا ہوں علی نے کہا۔

علی تم صرف اپنی فیملی کا سوچ رہے ہو۔۔۔؟؟؟ ان کے بارے میں بھی تو سوچو جس کا باپ اس نے چھین لیا کسی کی ماں کسی کا بیٹا کسی کی بیٹی کی عزت کو روندھ دیا یہاں تک کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو نہیں چھوڑا اتنی بے دردی سے ان کے جسم کے حصے نکال کر ان کی لاشوں کو جگہ جگہ پھینکو ادیا یہ سوچے بنا کے ان کے گھر والوں پر کیا بیٹے گی تمہیں لگتا ہے کہ وہ انصاف نہیں چاہتے۔۔۔؟؟؟ شیروز نے ہر لفظ چبا چبا کر ادا کیا تھا۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے تم اپنے طریقے سے سب دیکھ کونناش والے پہنچنے والے ہیں میں انہیں منع کر دیتا ہوں کہ وہ کہیں نہیں جائیں گی اور ان کے گرد سیکورٹی بڑھاؤ کیونکہ قادر کی نظر ربانیہ پر

ہے اور رحمان اس بات سے واقف نہیں ہے اور رحمان کو دلشیر کے بارے میں بھی نہیں معلوم علی کہہ کر رکا نہیں تھا اپنی شیر وانی کے دو بٹن کھولتے وہاں سے نکل گیا۔

مجھ س تو انتظار نہیں ہو رہا لے آؤ بھئی میری دلہن کو رحمان ایک سائیڈ روحان کے ساتھ بیٹھا کسی ناکام عاشق کی طرح رونے کی اداکاری کرتے ہوئے بول رہا تھا۔

ہاں یار انتظار تو مجھے سے بھی نہیں ہو رہا بس اب آجائیں میں تو لے کر نکل لوں گا اپنی والی کو تم لوگ دیکھ لینا اپنا روحان نے اپنی واسکوٹ کو درست کرتے ہوئے کہا۔

علی کو کالے رنگ سے محبت تھی تب ہی علی نے کالے کا انتخاب کیا تھا وہیں ریان روحان اور رحمان نے کالے پر سفید کو فوقیت دی تھی۔

رحمان سفید کلر کے کاٹن کے سوٹ کے ساتھ براؤن واسکوٹ پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کئے پاؤں میں پیشاوری چپل پہنے روحان کے ساتھ بیٹھا تھا رحمان کی رنگت بھی بالکل ربانیہ جیسی تھی رحمان اس وقت پٹھان ہی لگ رہا تھا دلشیر تو بار بار آکر اس کے اوپر سے پیسے وار کر ملازم کو پکڑا رہا تھا اور علی کو یہ بات غصہ دلار ہی تھی تب ہی وہ شیروز کے پاس چلا گیا تھا۔

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

روحان سفید سوٹ کے اوپر بلیک واسکوٹ نفاست سے سیٹ کئے بال گلے میں کالے کلر کا مفلر تھا جو سفید گردن پر کسی سانپ کی مانند لیٹا نظر آ رہا تھا پاؤں میں کالی سینڈل پہنے وہ کوئی شہزادہ لگ رہا تھا۔

جہاں ان دونوں کے چہروں پر خوشی اور شوخی تھی۔

وہیں ریان بلیک کلر کی تھری پیس سوٹ میں نفاست سے بال سیٹ کئے ہاتھ میں برینڈڈ واچ پاؤں میں بلیک شوز پہنے چہرے پر سنجیدگی سجائے اپنے موبائل میں مصروف تھا۔

اسلام و علیکم کاشف نے مسکراتے ہوئے پاس بیٹھ کر سلام کیا۔

تو تم ہو کاشف جس کی آج رخصتی ہے۔؟؟ روحان نے پوچھا۔

"جی نہیں میری رخصتی نہیں ہے"۔ کاشف نے کہہ کر ریان سے ہاتھ ملایا۔

اچھا تو کاشف کون ہے پھر۔؟؟ روحان نے ایک اور سوال کیا رحمان اور ریان تو کاشف کو پہچانتے

تھے لیکن روحان پہلی بار مل رہا تھا۔

میں ہی کاشف ہوں۔ مختصر سا جواب۔

تو ابھی تو کہا تم نے کے تمہاری رخصتی نہیں روحان نے الجھ کر کاشف کی طرف دیکھا۔

"میری رخصتی نہیں میری بیوی کی رخصتی ہے" کاشف نے کندھے اُچکائے رحمان کا جاندار قبہ

گو نجا وہیں ریان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اور روحان خاموش ہو کر سوچنے لگا کہ اس کا مزاق

بنایا گیا ہے۔؟؟؟

کاشف ایمن کو لے آؤ بابا آگئے ہیں۔ بابا کو جلدی کہیں جانا ہے تو وہ چاہتے ہیں کہ پہلے ہماری رخصتی کی رسم ادا کر دی جائے شیراز نے کہا۔

کاشف اور شیراز برائڈل روم کی طرف بڑھے فوکس لائٹ اون کر دی گئی۔

حال اس وقت مہمانوں سے بھرا ہوا تھا سب کی نظریں ایک ساتھ فوکس لائٹ کی طرف اٹھیں

کاشف نے برائڈل روم کا دروازہ کھول کر ہاتھ آگے کیا فوکس لائٹ میں پہلے ایمن کا ہاتھ نظر آیا

اور پھر گردن جھکائے ایمن باہر آئی۔

ریڈ کلر کے لہنگے میں سر پر نفاست سے سیٹ کیا حجاب ایمن کی ایک بات کاشف کو بے حد پسند آئی

تھی۔ ایمن نے کاشف کی فرمائش پر حجاب سے منہ کو بھی چھپایا تھا کیونکہ کاشف نہیں چاہتا تھا کہ

اس پر کسی کی نظر پڑے وہ اپنی ایمن کی خوبصورتی کو خود تک محدود رکھنا چاہتا تھا اور اس میں

ایمن کاشف کے ساتھ تھی وہ آنکھیں کو جھکائے ایک سائڈ سے لہنگا پکڑے اور ایک ہاتھ کاشف کی بازو میں ڈالے اسٹیج تک آئی تھی اور کاشف کے ساتھ بیٹھی۔

اب فوکس لائٹ واپس برائڈل روم کی طرف تھی سب نے ایک بار پھر برائڈل روم کی طرف دیکھا جہاں پلو شہ کھڑی نظر آئی ریڈ کلر کی کامدار فراک پہنے پلو شہ باہر آئی۔ پلو شہ نے بھی اس وقت حجاب کیا ہوا تھا کیونکہ دلشیر اور قادر پلو شہ کو اچھے سے جانتے اور پہچانتے تھے شیروز نہیں چاہتا تھا کہ وہ واپس ان کی نظروں میں آئے اس لئے پلو شہ کو بھی حجاب میں رہنے کا ہی حکم دیا گیا تھا۔

واہ واہ ماشاء اللہ مجیب تمہاری بیٹی اور بہو دونوں ہی چاند جیسی ہیں مجیب خان کے ایک دوست کی بیوی نے دل سے تعریف کی تھی مجیب خان نے سر خم کیا اور اپنے قدم اسٹیج کی طرف بڑھائے۔

ایمن ابھی تک باپ سے ناراض ہو۔۔۔؟؟؟ مجیب خان کی آواز پر ایمن نے سر اٹھا کر اپنے باپ کی طرف دیکھا جو سفید کلر کے لباس میں کندھے پر اجرک اوڑھے بڑی آس سے اپنی بیٹی کو دیکھ رہے تھے ایمن فوراً اپنے باپ کے گلے لگی اور رونے لگی۔

بس بس بیٹا اب رونا نہیں بیٹا اپنے بابا کو معاف کر دو اس وقت تمہاری نہیں سنی۔ لیکن بیٹا مجھے لگتا ہے کہ کاشف سے بہتر ہمسفر میں تمہیں دے ہی نہیں سکتا تھا۔

اپنے بابا کو معاف کر دینا بیٹا مجیب خان نے محبت سے ایمن کے ماتھے پر بوسہ دے کر کہا۔

بابا آپ ایسا نا کہیں مجھے آپ سے کوئی بھی شکایت نہیں ہے وقتی غصہ تھا جو ختم ہو گیا اب مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں۔ مجیب خان ایمن کو اپنے ساتھ لگائے بیٹھے تھے جبکہ پلوشہ بھی ان کے پاس منہ جھکائے بیٹھی تھی تھوڑی دیر میں فوٹو سیشن ہو اور مجیب خان کے ہمراہ ایمن اور پلوشہ کو واپس گھر بھیج دیا گیا۔

علی کہاں ہیں گڑیا والے۔؟؟؟ شیروز نے خاموش کھڑے علی سے پوچھا۔

تم نے اپنی بیوی اور ایمن کو کیوں بھیج دیا۔؟؟؟

علی وہ معصوم ہیں انہیں ان سب سے دور رکھنا چاہتا ہوں وہ نازش ربانیہ والوں جیسی نہیں ہیں ان کے سامنے کوئی کسی کو تھپڑ بھی لگا دے تو بیہوش ہو جاتی ہیں مجھے امید ہے تم میری بات کو سمجھو گے۔

ہم نمکم اب برائیڈز کی اینٹری ہے خیال رکھنا۔ علی کہہ کر وہاں سے نکل گیا تھا پیچھے ہی شیراز
موبائل میں انگلیاں چلاتے علی کے پیچھے بڑھ گیا۔

فوکس لائٹ اون ہوئی وہ چاروں منہ موڑے کھڑی تھیں ایک عجیب سے دھن سن کر رحمان
روحان ہنستے ہوئے ربانیہ والوں کی جانب بڑھے ریان تو ساتھ جانے کیلئے تیار ہی نا تھا لیکن روحان
زبردستی کھینچ کر ساتھ کے گیا وہیں علی بھی مسکراتا نازش کے ساتھ جا کر نہ موڑ کر کھڑا ہوا دھن
تیز ہوئی اور پورے حال میں خاموشی چھائی چاروں نے ایک ساتھ رخ بدلہ اور سب کی حسرت
بھری نگاہوں میں وہ چاروں ایک ساتھ آئے تھے۔

کسی کی زبان پر ماشاء اللہ تھا تو کوئی اپنی سازشوں کو پورا ہوتا دیکھ خوش تھا۔

آہا ٹماٹر بڑے مزے دار!!!

واہ ٹماٹر بڑے مزے دار!!!

وہ چاروں ایک جیسا اسٹیپ کرتے آگے بڑھ رہے تھے۔

کمر پر ایک ہاتھ اور دوسرا ہاتھ ہوا میں ایک پاؤں کو اوپر نیچے کرتے انہوں نے آگے قدم بڑھائے وہیں سب مہمانوں کے قہقہے گونجے تھے لیکن ان چار بچیوں جیسی دلہنوں کو فکر کہاں تھی۔؟؟ وہ تو بس اپنی مستی میں اپنے شوہروں کے ساتھ ڈانس کرتی آگے بڑھ رہیں تھیں۔

آہا ٹماٹر بڑے مزے دار؛!!!!

واہ ٹماٹر بڑے مزے دار؛!!!!

اک دن اس کو چوہے نے کھایا۔

رحمان نے روحان کو گردن سے دبوچ کر اس کے سر پر مارا مطلب تھا کہ روحان چوہا ہے۔ روحان نے منہ بسورا اور پھر رحمان کے گرد ہاتھ حائل کر کے ایک ہاتھ ہوا میں کئے دونوں ڈھمکے لگانے لگے۔

بلی کو بھی مار گرایا۔

اک دن اس کو چوہے نے کھایا۔

بلی کو بھی مار گرایا۔

آہا ٹماٹر بڑے مزے دار؛!!!!

واہ ٹماٹر بڑے مزے دار؛!!!! Page | 648

وہ سب ہنستے کھیلتے ناچتے اسٹیج تک پہنچے اور سب کے قہقہے بھی زور و شور سے گونج رہے تھے۔

چاروں دلہنوں کو اسٹیج پر بٹھایا گیا اور باری باری سب نے آکر انہیں مبارکباد دی علی اور نازش کا نکاح ایک بار پھر سے کروایا گیا تھا۔

فوٹو سیشن کے بعد کھانے کا دور چلا اور سب مہمانوں نے کھانا کھایا باری باری مہمان رخصت ہونے لگے تھے۔

رحمان علی میری بات سنو دلشیر نے علی اور رحمان کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود دوسری جانب بڑھ گیا۔

ریان اور روحان اپنے دوستوں کو چھوڑنے کیلئے حال کے باہر گئے تھے اس وقت نازش ربانیہ ردا اور مرزا اسٹیج پر اکیلی بیٹھیں تھیں۔

سنو پانی لا کر دینا ربانیہ نے ایک ویٹر کو بولا کر کہا دوسری طرف سے گزر تا ویٹر ان کے پاس آیا اور سب کو ایک ایک گلاس پانی کا دیا اور ویسے ہی واپس چلا گیا۔

آج تو بہت تھک گئی ہوں۔ ردا نے کہ کر ایک ہی سانس میں سارا پانی پی لیا۔

رمز اور ربانیہ نے پانی پی کر گلاس سائیڈ میں رکھناش بھی تقریباً آدھا پانی پی کر گلاس واپس سامنے ٹیبل رکھ چکی تھی۔

نازش سرگھوم رہا ہے۔ علی نے منع کیا تھا ہمیں۔ ہم نے نہیں جانا تھا تو پھر یہ۔؟ نازش میری چپ بھی ربانیہ نے سر کو تھا مار ربانیہ کی بات بھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ وہ صوفے پر گری۔۔

ردار مزایا نازش کچھ کرتی اس سے پہلے ہی وہ لوگ بھی زمین پر گری تھی دور کھڑے کچھ گارڈ پاس آئے اور انہیں اٹھا کر حال کے پیچھے کے دروازے سے گاڑی میں ڈالنے لگے۔

میں گھر کے سے سیدھا وہیں آ جاؤں گا دو ٹکٹ بک کرواؤ باقی ان تینوں سے یو۔ ایس۔ بی کی انفارمیشن لے کر چاہے تو مار کے پھینک دینا چاہے ایسی پھینک دینا قادر کہہ کر وہاں پر رکا نہیں تھا حال کے داخلی دروازے کے پاس آیا جہاں دلشیر علی اور رحمان کے ساتھ کچھ بات کر رہا تھا۔

ایک نظر علی نے قادر کو دیکھا جو کافی حد تک پرسکون تھا علی کو نازش والوں کا خیال آیا تو وہ نفی میں سر ہلاتا لٹے قدم پیچھے کی طرف بھاگا اسٹیج خالی دیکھ کر علی کے دماغ کی نسیں ابھریں تھیں رحمان بھی علی کے پیچھے ہی حال میں داخل ہوا دلشیر اور قادر بھی مسکراتے ان کے پیچھے آکر کھڑے ہوئے۔

علی۔ رحمان نے اسٹیج خالی دیکھ کر علی کو پکارا علی نے لال سرخ آنکھیں اٹھا کر رحمان کی طرف دیکھا رحمان ایک قدم پیچھے ہوا علی شیر کی طرح دلشیر کا گریبان پکڑ کر دھاڑا تھا۔

میں کہتا ہوں بتاؤ نازش والے کہاں ہیں ورنہ مجھے منٹ نہیں لگے گا تم لوگوں کو دفنانے میں اور تم عزیزیل کو بہت اچھے طریقے سے جانتے ہو وہ ایسے کام چٹکیوں میں کر دیتا ہے علی نے دلشیر کی گردن کو دبوچا۔

رحمان تڑپ کر اپنے دادا کا گریبان آزاد کروانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا رحمان نے ایک دھکا دے کر علی کو پیچھے کیا اور دلشیر کے سامنے کھڑا ہوا۔

علی تم پاگل ہو گئے ہو تم ان سے کیوں پوچھ رہے ہو تمہیں جس سے پوچھنا چاہیے اس سے پوچھو نا ؟

رحمان میں کہہ رہا ہوں تم ہمارے بیچ میں نہیں آؤ پیچھے ہٹو مجھے اس سے پوچھنے دو علی نے غصے سے رحمان کو پیچھے دھک دیتے ہوئے کہا رحمان زمین بوس ہوتا اس سے پہلے ہی شیروز رحمان کو پکڑ چکا تھا۔

علی یہ وقت جذبات میں آکر ہوش کھونے کا نہیں ہے ہمیں ہوش سے کام لینا ہو گا۔

شیروز تم نے کہا تھا کہ انہیں کچھ نہیں ہو گا ان کی ذمہ داری میں نے تمہیں دی تھی کہاں ہے میری بیوی کہاں ہے میری بہنیں مجھے وہ صحیح سلامت چاہیے انہیں ایک کھوج بھی آئی نا تو میں تباہ کر دوں گا سب کچھ۔ تباہ کر دوں گا۔ علی غصے سے اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھے ادھر ادھر گھوم رہا تھا۔

کاشف سب کو اندر لے آؤ اور اریسٹ کرواؤ انہیں شیروز نے اپنے کان میں لگے آلے کو دباتے ہوئے کہا تو آرمی آفیسرز حال میں داخل ہوئے اور دلشیر کو لے کر چلے گئے جبکہ قادر حیرانی سے کھڑا کبھی علی کو تو کبھی شیروز کو دیکھ رہا تھا۔

باقی کے جو لوگ بھی شامل تھے ان لوگوں کو ہم باہر نکلنے سے پہلے ہی پکڑ چکے ہیں ان لوگوں کو ان کے مقام پر پہنچا دیا ہے ان لوگوں کو چھوڑا ہے جن کو تم نے کہا تھا۔ میں تمہارے معاملے میں

نہیں بولوں گا شیروز کہہ کر علی کا کندھا تھپتھپا کر وہاں سے نکل گیا جبکہ رحمان حیرانی سے کبھی علی کو تو کبھی جاتے شیروز کو دیکھ رہا تھا۔

علی کیا ہو رہا ہے یہاں پر مجھے بتاؤ نامیر ادل گھبر رہا ہے میری بیوی کہاں ہے کچھ تو بتاؤ رحمان نے آگے بڑھ کر علی کا ہاتھ تھاما۔

ہمیں گھر جانا ہے وہ وہیں آئیں گی علی نے رحمان کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا اور پیچھے ہی قادر بھی ان کے ساتھ گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

علی گھر پر آ کر کافی حد تک پرسکون تھا جبکہ دوسری طرف ریان روحان اور رحمان کے ساتھ بیٹھا موبائل میں مصروف تھا۔

بیٹا مجھے کسی کام سے جانا ہے پھر ملاقات ہوتی ہے قادر نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

چاچا آرام سے بیٹھ جائیں جب تک نازش والے نہیں آجاتے آپ کہیں نہیں جاسکتے ناچاہتے ہوئے بھی علی کا لہجہ سخت ہوا۔ قادر خاموش ہو کر بیٹھا کچھ سوچنے لگا۔

السلام علیکم؛!!!! پیچھے بیٹھی نازش نے گردن اٹھا کر گاڑی ڈرائیو کرتے ڈرائیور کو سلام کیا تو ڈرائیور نے گاڑی روکی اور اپنے ساتھ بیٹھے آدمی کو دیکھا پھر نازش کو۔

یہ اتنی جلدی ہوش میں کیسے آگئی ڈرائیور نے کہتے ہوئے گن نکال کر نازش کی طرف کی نازش بے فکر سی بیٹھی بس ان دونوں کو دیکھ رہی تھی نازش مسکرائی اور ایک جھٹکے میں وہ گن اس ڈرائیور سے لے کر اس کی طرف کی۔

اچھا کھلونا ہے لیکن میرے پاس اس سے اچھا ہتھیار ہے دکھاؤں۔؟؟ نازش نے آئمبر و اچکا کر پوچھا۔

وہ دونوں آدمی گاڑی سے باہر نکلنے ہی لگے تھے کے نازش نے اپنے ہاتھ میں پکڑی دو سوئیاں ان کی گردن میں لگا دیں۔

تمہیں اچھے سے سبق سکھاتی اگر میرے سائیں نے مجھے یہ حکم نادیا ہوتا کہ میں ایسے ہی واپس آؤ نازش نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے آدمی کو گاڑی سے باہر دھکیل دیا اور آگے آکر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی دوسری سیٹ کر بیٹھے آدمی کو بھی گاڑی سے باہر پھینک دیا اور گاڑی گھر کی طرف بڑھائی۔

ایمن کب سے روم میں ادھر ادھر گھوم رہی تھی لیکن کاشف تھا کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔
- ایمن اپنی بھوک سے پریشان ہوتی کمرے سے باہر نکلی تو سامنے ہی کاشف ہاتھ میں کھانے کی
ٹرے پکڑے روم کی طرف ہی آ رہا تھا۔

ایمن کے دل نے ایک بیٹی مس کی اور بھوک تو جیسے غائب ہی ہو گئی تھی ہاتھ پسینے سے نم ہونے
لگے تھے ایمن کمرے میں واپس بند ہو گئی اور اپنا حجاب اتارا۔

اسلام و علیکم مسسز کاشف خان کاشف نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے شوخ لہجے میں کہا اور
ٹرے ٹیبل پر رکھی۔

ایمن نے سلام کا جواب بھی ایسے دیا جسے کاشف سن ناپایا۔ ایمن کو خاموش کھڑا دیکھ کر کاشف
ایمن کے پاس آیا اور نرمی سے ہاتھ تھام کر صوفے پر بٹھایا۔ ایمن کو بھوک لگی تھی اس لئے
ایمن نے بھی کچھ ناکھا اور خاموشی سے کھانا کھالیا۔

تم اٹھنا نہیں یہاں سے میں برتن رکھ کر آتا ہوں کاشف نے ٹرے اٹھا کر باہر جاتے ہوئے کہا۔

کمرے سے باہر نکل کر کاشف نے پیچھے دیکھا تو ایمن کپڑے اٹھائے واشر روم کی جانب بڑھ رہی
تھی کاشف نے برتنوں کی ٹرے باہر ہی رکھی اور بھاگ کر ایمن کا ہاتھ تھاما۔

کیا ہوا ہے ایمن تم مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہی۔؟؟

آپ کو فکر ہے۔؟؟ آپ تو یہ رشتہ ختم کرنا چاہتے تھے پھر کیوں یہ سب دکھاوا کر رہے ہیں دور رہیں مجھے سے ایمن غصے سے چیخی تھی۔

ایک منٹ؛!!!! تمہیں کس نے کہہ دیا کہ میں یہ رشتہ ختم کرنے والا تھا۔۔؟؟؟؟

اس دن آپ نے جب کہا تھا کہہ ایمن کہتی کہتی رکی اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

ا۔س۔د۔د۔دن آپ نے۔کہا تھا۔اکہ مجھے یہ۔ر۔رشتہ نبھا۔ناہے تب بھی۔ی بتاؤ او۔او۔اور نہیں نبھانا تب بھی۔

میں محبت کرتی ہوں کاشف آپ سے کیسے آرام سے کہہ دیا۔اگر میں یہ رشتہ ختم کرنا چاہتی تو کر

دیتے یہ رشتہ ختم۔؟؟ ایمن غصے اور درد سے چیخی کاشف کو اب ساری بات سمجھ آئی تھی کہ

کیوں ایمن اس سے خفا خفا رہتی تھی اور خاموش۔

میری جان ادھر آؤ کاشف نے ایمن کے ہاتھ کو پکڑا لیکن ایمن نے ہاتھ چھڑوا لیا۔

ایمن پہلے ہی صبح کے چار بج چکے ہیں تمہارے بھائی نے آج کی رات خراب کر دی ہے اب تم نہیں کرنا اس رات کا بہت انتظار کیا ہے میں نے میں تم میں کھوجانا چاہتا ہوں نا کے ایسے لڑنا چاہتا ہوں آج کی رات۔ کاشف نے غصے سے ایمن کو اپنی طرف کھینچا وہ کسی ٹوٹی ڈالی کی طرح کاشف کے سینے سے لگی اور رونے لگی۔

آپ بہت برے ہیں میں جانتی ہوں اس دن میں نے غصہ کیا آپ پر یقین نہیں کیا لیکن میں محبت تو آپ سے کرتی ہوں نا کیسے چھوڑنے کا کہہ دیا آپ نے بولیں۔؟؟ کیسے کہہ دیا۔

میری جان اگر تم مجھ سے محبت کرتی ہو تو کاشف کون سا اپنی ننھی سی جان سے محبت نہیں کرتا کاشف بھی اتنی ہی محبت کرتا ہے جتنی ایمن سمجھی ادھر دیکھو میری طرف کاشف نے ایمن کا چہرہ اوپر کیا جہاں میک اپ اب تقریباً نا ہونے کے برابر تھا لپسٹک آدھی اتر چکی تھی رونے کی وجہ سے آنکھیں لال ہو رہیں تھیں کاشف کی نظر ایمن کے کانپتے ہونٹوں پر گئیں ایمن نے کاشف کی نظروں کی تاب نالاتے ہوئے نظریں جھکائیں۔

کاشف نے ایک سرد آہ بھری اور خودک پر سکون کرتا تھوڑا پیچھے ہوا آنکھیں بند کیں تو ایمن کے کانپتے ہونٹ ہی آنکھوں کے سامنے آئے اپنے دل میں اٹھتے جذباتوں کو وہ مزید نہیں روک

سکانچ میں ہونے کے بعد بھی کبھی کاشف نے ایمن کو چھوا نہیں تھا آج وہ اس کے پاس تھی پورا حق تھا کیسے چھوڑ دیتا آج۔

کاشف نے ایمن کو کھینچا تو وہ کاشف کے سینے سے لگی کاشف نے ایمن کے چہرے کو ٹھوڑی سے پکڑتے اوپر کیا اور اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا وہ اس کی سانسوں پر تسلط قائم کر گیا گلاب کی پتیوں کی مانند لال اور نرم لب پر کاشف نرمی سے جھکا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا ایمن حساس مزاج کی لڑکی ہے کہاں اسے کاشف کی شدتیں سمجھ آنی تھی۔

ایمن شرم سے آنکھیں بھیج کر کاشف کے کالر کو مضبوطی سے تھامے کاشف کے رحم و کرم پر کھڑی تھیں جو وہ شکایتیں کاشف سے کر رہی تھی وہ تو اب ذہن میں کہیں بھی نہیں تھیں یاد تھا تو بس وہ محبت کا اظہار جو ابھی کاشف نے کیا تھا کاشف نے پانچ منٹ بعد نرمی سے ایمن کو خود سے دور کیا۔

تم فریش ہو جاؤ میں آتا ہوں کاشف کہہ کر رکنا نہیں تھا بنا ایمن کی جانب دیکھے کمرے سے باہر نکل گیا اور کھانے کی ٹرے اٹھائے کچن کی طرف بڑھا۔

ایمن نے چار سو کی اسپیڈ سے کپڑے اٹھائے اور واشروم میں بند ہو گئی تھی۔

"کاشف وہ بھلے عمر میں بڑی صحیح لیکن دماغی طور پر بچی ہے کنٹرول کر کنٹرول"۔ کاشف کچن میں ادھر سے ادھر گھومتا اپنے جذبات کو کنٹرول کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا جب دماغ ماؤف ہونے لگا تو سگریٹ نکال کر ایک سگریٹ پی لی اور خود کو پرسکون کیا کاشف کو کمرے سے باہر آئے تیس منٹ سے زیادہ گزر گئے تھے کاشف کو لگا کہ اب ایمن سو گئی ہوگی اس لئے کمرے میں داخل ہوا ایک نظر گھڑی پر ڈالی جو چار بج رہی تھی ایک سرد آہ بھرتا اپنے کپڑے نکال کر واشروم میں بند ہو گیا پندرہ منٹ بعد فریش ہو کر آیا اور خاموشی سے ایمن کی دوسری طرف لیٹ گیا۔

کاشف ایمن کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہا تھا ہلکی ہلکی روم میں جلتی لائٹ میں ایمن کا چہرہ کسی چاند کی مانند دک رہا تھا کاشف نے ناچاہتے ہوئے بھی ایک نظر ایمن کو دیکھا جو دنیا جہاں سے بے فکر کمفرٹ اوڑھے سو رہی تھی۔

کاشف نے ایک ہاتھ سے ایمن کی گردن سہلائی اور پھر وہاں اپنے لب رکھے۔

نیند میں اپنی گردن پر گرم لمس محسوس کرتے ایمن کی آنکھ کھلی تو کاشف کو اپنے اوپر جھکا پایا۔

ک۔ک۔ک۔کاش۔شف بمشکل ایمن نے کاشف کا نام ہی پکارا تھا کاشف نے نظریں اٹھا کر ایمن کو دیکھا اور مسکرایا۔

میری جان میں نے بہت روکا خود کو لیکن نہیں روک سکتا میں مجھے آج کی رات برداشت کر لو کاشف نے ایمن کے کان کے پاس سرگوشی کی اور اپنا چہرہ ایمن کے بالوں میں چھپایا ایمن کی جسم کی خوشبو کو محسوس کرتے وہ مدہوش ہونے لگا تھا خمار آلود نگاہیں اٹھا کر ایمن کو دیکھا اور پھر ایمن کے لبوں پر جھکا۔

وہ شدت سے ایمن کے ہونٹوں پر جھکا اس کی سانسیں بند کر گیا تھا ایمن کے ہاتھوں کو اپنے مضبوط مردانہ ہاتھوں میں دبائے وہ ایمن کی ٹانگوں کو اپنی ٹانگوں کی مدد سے پن کر چکا تھا ایک ہاتھ سے ایمن کی شرٹ اتارتے وہ شدت سے ایمن کی سانسوں کو پی رہا تھا ایمن کی آنکھوں سے بہتے آنسو جب کاشف کو اپنی گال پر محسوس ہوئے تو وہ پیچھے ہوا کاشف نے ہونٹوں سے گردن تک کا سفر کا سفر طے کیا۔

اور پھر اس کے بعد کہاں کاشف کو ہوش تھا کہ ایمن سختی کی عادی نہیں ہے وہ تو گرم ہوا سے بھی رونے لگتی تھی اور آج سسکیاں بھرتی کاشف کو برداشت کر رہی تھی کاشف بار بار ایمن کے

چہرے کو چومتا اور اس کے آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چن لیتا کبھی سختی تو کبھی نرمی سے وہ ایمن کو اپنی محبت کی بارش میں بھگور ہاتھا اور ایمن خود کو کاشف کے سپرد کئے سسکیاں بھر رہی تھی۔

کمرے میں معنی خیز سسکیاں اور کاشف کی سرگوشیاں کے ساتھ ساتھ کاشف کی سانسوں کی ایک دھن بنا رہی تھیں جسے سنتے ایمن مسکراتی شرماتی کاشف کے سینے میں چہرہ چھپا لیتی۔

شیر وز کمرے میں آیا تو پلو شہ چنچ کئے آرام سے سو رہی تھی۔

مجرموں کو جیل تک پہنچاتے پہنچاتے وہ لوگ گھر کو تو بھول ہی گئے تھے شیر وز الماری سے اپنا ٹراؤزر اور شرٹ نکال کر واشروم کی طرف بڑھا۔

تھوڑی دیر بعد فریش ہو کر آیا تو پلو شہ کو بیڈ پر بیٹھے دیکھ کر گہرا مسکرایا کیونکہ پلو شہ کو نیند میں اٹھ کر بیٹھنے کی عادت تھی بعض دفع تو وہ چیخنے بھی لگتی تھی۔ پلو شہ سوتی ایسے تھی کہ جیسے وہ زندہ ہی نا ہو پاس کوئی کچھ بھی کیوں نا کرتا رہے وہ بے فکر رہتی تھی۔

شیر وز اپنے بالوں سے پانی جھٹکتا پلوشہ کے قریب آیا اور ایک ہاتھ سے پکڑا سے کھڑا کر دیا پلوشہ نیند سے بیدار ہوئی اور غائب دماغی سے سامنے شیر وز کو دیکھنے لگی پانچ منٹ ایسے ہی کھڑے رہنے کے بعد جب اپنی حالت اور آج کا فنکشن یاد آیا تو سردی میں بھی پلوشہ کے ماتھے پر پسینہ آیا تھا شیر وز نے مسکرا کے قدم پلوشہ کی طرف بڑھائے پلوشہ نے بھاگنے کی کوشش کرتے پیچھے کا رخ کیا ہی تھا کہ شیر وز نے اسے اپنے حصار میں لیا اور اس کی پشت اپنے سینے سے لگائی۔

میں تھک گیا ہوں روز اپنی تھکان اتارنے کیلئے میں تمہاری یادوں کا سہارا لیتا ہوں آج تو حقیقت میں پاس آ کر میری تھکان اتارو شیر وز نے گھمبیر آواز میں کہہ کر پلوشہ کی گردن پر بوسہ دیا اور ایک بعد نا جانے کتنی ہی بار وہ پلوشہ کی گردن کو چوم چکا تھا پلوشہ آنکھیں پھیلائے خاموشی سے شیر وز کے رحم و کرم پر کھڑی تھی۔

پلوشہ شیر وز نے پلوشہ کو مسلسل خاموش پا کر اسے پکارا۔

ج۔ج۔ج۔جی۔۔

کچھ کہنا چاہتا ہوں کہوں۔؟؟؟

ج۔جی۔ب۔ب۔بولیں۔۔

کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتی۔؟؟؟؟ کیونکہ میں نے کبھی بھی تمہاری آنکھوں میں اپنے لئے محبت دیکھی ہی نہیں ہمیشہ ڈر دیکھا ہے۔

کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ شیر وز پلوشہ نے آپ گردن پر شیر وز کے آنسوؤں محسوس کئے تو تڑپ کر اپنا رخ شیر وز کی طرف کیا اور شیر وز کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

محبت ظاہر کرنے کیلئے بھی ہمت چاہیے ہوتی ہے شیر وز جو کبھی مجھ میں آئی ہی نہیں اور شاید آ بھی نہیں سکتی۔ پلوشہ کو اپنی جلد بازی کا احساس ہوا تو فوراً ہاتھ پیچھے کر کے نظریں شیر وز کے سینے پر ڈکائیں۔۔

تم جانتی ہونا پلوشہ تم میری ماں کی پسند تھی اس کے بعد میری پسند میری ماں کی آخری نشانی تم ہو جو میرے پاس بچی ہے کیونکہ ایمن تو اپنے گھر چلی گئی میرے پاس وہ نہیں رہی میں تم سے بس اتنا چاہتا ہوں کہ مجھ سے محبت کرو لڑو شکایت کرو اور میرے ساتھ مخلص رہو تم سے تمہارے وجود سے میں اپنا سکون خود ہی لے لیا کروں گا شیر وز نے کہہ کر پلوشہ کے پیشانی پر اپنی محبت کی پہلی مہر ثبت کی پلوشہ نے آنکھیں موند لیں اور شیر وز کے سینے پر سر ٹکایا۔

شیروز آپ بھی تو میرے ماں باپ کی آخری نشانی ہیں ماما آپ کو بہت زیادہ پسند کرتی تھیں ہمیشہ میرے لئے انہوں نے آپ کو سوچا تھا میں چاہے چھوٹی بچی صحیح لیکن اپنے دل میں آپ کیلئے جو جذبات تھے اس سے ناواقف نہیں تھی وقت کچھ ایسا بدلہ کے میرے ماں باپ کے ساتھ میری محبت بھی کھو گئی میں نے خود کو اور اپنے بھائی کو آپ لوگوں کے فیصلے پر چھوڑ دیا۔ پلوشہ نے نم آنکھوں سے شیروز کی طرف دیکھا جو پلوشہ کو دیکھ کر ہی مسکرا رہا تھا۔

میری جان بس اب رونا نہیں میں ہوں نا تمہارے ہر غم ہر تکلیف کو دور کرنے کیلئے شیروز کہہ کر پلوشہ کے ہونٹوں پر جھکا پلوشہ اور بھی بہت کچھ بولنا چاہتی تھی لیکن شیروز نے اجازت ہی نادی تھی پلوشہ خود کو شیروز کے سپرد کئے اسکے گرد ہاتھ حائل کئے کھڑی تھی۔

شیروز کی آنکھوں میں تکلیف تھی نا جانے وہ تکلیف کس چیز کی تھی؟؟؟ دکھ تھا تھا کان تھی پلوشہ پوچھنا چاہتی تھی کہ کیا ہوا کہ کیوں پریشان ہے وہ لیکن شیروز نے موقع ہی نادی تھا وہ دیوانہ وار پلوشہ کے چہرے پر بوسے دے رہا تھا جیسے وہ کہیں کھوجائے گی اور واپس اسے ملے گی ہی نہیں۔

شیر وز۔۔ پلوشہ نے شیر وز کے آنسوؤں محسوس کرتے ہوئے شیر وز کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں لے کر بغور شیر وز کو دیکھا اور پلوشہ کا شک صحیح تھا شیر وز رو رہا تھا پلوشہ نے نرمی سے شیر وز کی آنکھوں پر بوسہ دیا اور گال سے وہ آنسوؤں چن لئے۔

ہلکی بیسزڈ پر ہاتھ پھیر کر شیر وز کے ہونٹوں پر جھک کر اپنے لبوں میں قید کیا۔ شیر وز نے آنکھیں بند کیں اور پلوشہ کے گردن حصار تنگ کیا اور پلوشہ کی سانسوں کو اپنے اندر انڈیلنے لگا بڑھتے وقت کے ساتھ ساتھ شیر وز کی شدت بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ شیر وز کے منہ میں خون کا ذائقہ گھلا تو وہ پیچھے ہوا اور پلوشہ کی جانب دیکھا جو گہرے سانس لے رہی تھی اور آنکھوں میں آنسوؤں لئے شکایتی نظروں سے شیر وز کو دیکھ رہی تھی۔

شیر وز نے پلوشہ کو اپنے سینے سے لگایا اور سر پر بوسہ دیا۔

شکریہ مجھے سمجھنے کیلئے۔

شیر وز میں آپ کی ہوں اور آپ میرے میں آپ کو نہیں سمجھوں گی تو کیا کروں گی؟؟ آپ نے کہا نا کہ میں ماما کی آخری نشانی ہوں تو اس نشانی کو اچھے سے محسوس کرنا بھی تو آپ کا حق ہے نا پلوشہ جانے انجانے میں کتنی بڑی بات کہہ گئی تھی اس کا تو اندازہ اسے تب ہو جب شیر وز کے

لب اسے اپنی گردن پر محسوس ہوئے وہ اپنے لبوں کو پلوشہ کی گردن پر آزاد چھوڑے پلوشہ کے گرد حصار تنگ سے تنگ کرتا جا رہا تھا ہر بوسے میں پہلے بوسے سے زیادہ شدت ہوتی آہستہ آہستہ وہ پلوشہ پر کسی گھٹا کی طرح اس پر قابض ہو رہا تھا۔

پلوشہ کو بیڈ پر نرمی سے لٹایا اور شیر وز نے پلوشہ کے اوپر جھک کر لبوں کو اپنے لبوں میں قید کیا۔

آہستہ آہستہ شیر وز کے ہاتھوں کی لبوں کی بے باکیاں بڑھنے لگیں۔

پلوشہ آنکھوں میں آنسوؤں بھرے خاموشی سے شیر وز کی شدتیں برداشت کرتی آنکھیں موند

گئی

علی بیٹا تمہاری بیوی کو کوئی کڈنیپ کر لے گیا ہے اور تم اتنے آرام سے بیٹھے ہوئے کو کچھ کرتے

کیوں نہیں۔؟؟؟ قادر نے علی کو خاموش بیٹھے دیکھ کر کہا۔ قادر چاہتا تھا کہ ان کا دھیان نازش

والوں کی طرف ہو اور وہ آرام سے یہاں سے جاسکے۔

فکر مت کریں چاچا ان میں ایک اگر شیر ہے تو دوسری سوا شیر وہ اپنی حفاظت خود کرنا جانتی ہیں
آپ اپنی فکر کریں ہماری بیویوں کی نہیں رحمان نے موبائل میں گیم کھیلتے ہوئے جواب دیا۔

ریان نے صرف ایک بار رمزا کو لڑتے دیکھا تھا وہ ہی منظر ریان کی آنکھوں کے سامنے لہرایا
ریان مسکرایا اور نفی میں سر ہلاتا موبائل میں مصروف ہوا۔

میری والی تو بھیڑیے سے لڑ گئی تھی یہ تو پھر انسان ہیں روحان نے کہہ کر کندھے اُچکائے۔
اور میری والی نے تو بھیڑیے کو جان سے ہی مار دیا تھا رحمان بھی خاموش کیوں رہتا ردا کی تعریف
سن کر وہ بھی بولا تھا۔

نازش کا تو علی کو معلوم ہی تھا کہ وہ انسانوں کو کسی خاطرے میں ہی نہیں لاتی کچھ دن پہلے ہی تو اس
آدمی کی حالت دیکھی تھی جس نے نمرا کو مارا تھا علی سنجیدگی چہرے پر سجائے آنکھیں موند کر
بیٹھا تھا۔

بیٹا یہ پیٹرول کی اسمیل کیوں آرہی ہے کیا یہ لوگ گھر میں پیٹرول پھینک رہے ہیں۔؟؟ قادر نے
گھر میں ٹہلتے ملازموں کو دیکھ حیرت سے پوچھا علی کچھ جواب دیتا اس سے پہلے ہی ایک ملازم وہاں
آیا۔

صاحب جی بڑی بی۔ بی آگئی ہیں اس ملازم نے کہا۔ علی نے آنکھیں موندے ہی دو انگلیوں سے بنا کچھ کہے اسے جانے کا اشارہ کیا وہ ملازم واپس چلا گیا۔

قادر نے حیرانی سے گھر کے اندر داخل ہوتی نازش کو دیکھا جو اپنے لہنگے کے ساتھ الجھتی آگے آ رہی تھی چہرے پر کسی بھی قسم کے تاثرات ناتھے علی نے آنکھیں کھول کر کو دیکھا پھر اس کی پریشانی کو سمجھتے ہوئے آگے بڑھ کر نازش کا ہاتھ تھاما۔

ردار مز اور ربانیہ گاڑی میں ہیں جاؤ لے جاؤ انہیں اور خیال رکھنا ان کا نازش نے رحمان روحان اور ریان کی طرف دیکھ کر کہا علی نازش کا ہاتھ پکڑے اندر کی طرف بڑھا۔

فضول میں اتنا وقت برباد کر دیا میری اسپیشل نائٹ خراب کر دی رحمان نے منہ بسور کر کہا اور اپنی قمیض کو جھاڑتا باہر نکل گیا۔

ریان اور روحان بھی رحمان کے پیچھے چلنے لگے رحمان نے گھر کا گیٹ عبور کیا ہی تھا کہ اس کے پیچھے ایک گاڑی آ کر رکی اور کچھ ہی سیکنڈ میں وہ گاڑی وہاں سے دھول اڑاتی غائب ہو گئی روحان اس گاڑی کے پیچھا بھاگا۔ پھر روحان کہ پیچھے ایک گاڑی آ کر رکی اور وہ بھی ویسی اسپید سے وہاں سے غائب ہو گئی۔

ریان نفی میں سر ہلاتا آگے بڑھا اور ریزانے ریان کے سامنے گاڑی روکی ریان مسکرایا اور گاڑی

میں بیٹھا۔

بہت دیر کر دی تم لوگوں نے ریان نے بغور ریزانے کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں بس بیہوشی کی دوا کا اثر ختم ہونے میں وقت لگ گیا ریزانے گاڑی آگے کی طرف بڑھاتے

ہوئے کہا۔

رحمان ربانیہ کو اپنے ذاتی گھر میں لے گیا تھا۔ اور روحان بھی ردا کے ساتھ اپنے خریدے گئے

فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ جبکہ ریان نے اسپیشل نائٹ کیلئے ہوٹل کاروم بک کروایا تھا۔

بیٹا تم ٹھیک ہونا باقی بچیاں کہاں ہیں وہ ٹھیک ہیں۔؟؟ قادر نے آگے بڑھ کر فکر مندی سے پوچھا

نازش مسکرائی۔

ہاں سب ٹھیک ہیں خاص طور پر ربانیہ نازش نے کہہ کر ایک آئیر و اچکائی اور ایک ناگوار نظر گھر

پر ڈالی جو کسی دلہن کی طرح سجا ہوا تھا۔

باہر چلیں باقی کے ملازم بھی باہر ہی ہیں نازش نے گھر سے باہر نکلتے ہوئے کہا علی بھی قادر کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر نکل گیا اور گھر سے دور کھڑی گاڑی کے پاس جا کر کھڑا ہوا قادر بس حیرانی سے کبھی علی کو تو کبھی نازش کو دیکھ رہا تھا۔

نازش نے ایک نظر ملازموں پر ڈالی۔

"سب باہر ہیں نا۔؟؟ اور جو سامان بولا تھا نکال لیا نازش نے موبائل کان کو لگاتے ایک ملازم کو کہا۔

جی میڈم جیسا آپ نے کہا تھا ویسے ہی ہوا ہے اس ملازم نے ادب سے کہہ کر اپنے قدم پاس کھڑی وین کی طرف بڑھائے اور وین میں بیٹھ گیا نازش نے ڈرائیور کو اشارہ کیا تو وہ وین لے کر وہاں سے نکل گیا۔

نازش نے قادر کو گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ خاموشی سے گاڑی میں بیٹھا علی نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

"ہاں آجاؤ ٹائم نہیں ہے زیادہ میرے پاس اور خیال رہے جہاں جہاں تک کہا تھا وہاں وہاں تک پیٹرول ہونا چاہیے کچھ بھی بچانا تو تمہیں میں زندہ زمین میں دفن کر دوں گی" نازش نے کہہ کر بنا

سامنے والی کی بات سنے رابطہ منقطع کیا کچھ ہی سیکنڈ بعد دو ہیلی کاپٹر وہاں اڑتے نظر آئے جو اندھیرے میں ہی اس بڑے محل نما گھر کے اوپر گھوم رہے تھے اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے اس محل پر پیٹرول ڈالا جا رہا تھا کیونکہ اس گھر میں قادر کے قدم پڑے تھے اور قادر نے اس گھر کو اپنے ہاتھوں سے سجایا تھا نازش کہ اس فیصلے پر علی کو بھی کوئی اعتراض نہ تھا اس لئے خاموش ہو گیا تھا۔

کچھ منٹ کے بعد وہ ہیلی کاپٹر وہاں سے چلے گئے تو نازش نے اپنے قدم اس گھر کی طرف بڑھائے اور ایک لاسٹر جلا کر گھر کے اندر پھینک دیا نازش گاڑی میں آکر بیٹھی اور علی نے گاڑی وہاں سے نکالی۔

اب سمجھ میں آیا کہ گھر کے اندر پیٹرول کی اسمیل کیوں تھی۔؟؟؟ علی نے قادر کو حیران پریشان بیٹھے دیکھا۔

بیٹا وہ ہمارے باپ دادا کی زمین تھی کروڑوں روپے کی مالیت تھی وہ۔ اس میں کروڑوں کے حساب سے سامان تھا ہر کمر اشاہی طریقے سے سجایا گیا تھا کیوں کیا ہے تمہاری بیوی نے ایسا۔؟؟؟

یہ تو ابھی سے تم پر حکومت۔ قادر کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ علی نے جھٹکے سے گاڑی روکی۔

میری زندگی میں ان دونوں کے علاوہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا یہ دونوں مجھے پر حکومت کریں یا میری جان لے لیں یہ ان کا فیصلہ ہو گا اور رہی بات کروڑوں روپوں کی پیسے میری زندگی میں اہمیت نہیں رکھتے۔

جیسے اس نے اس گھر کو جلایا ہے تمہارے پاس تو کچھ بھی نہیں بچا قادر نے تڑخ کر کہا اور گاڑی سے باہر دیکھنے لگا۔

بے فکر رہیں میں بھیک مانگ کر بھی کھالوں گا اور اپنی بیوی بچوں کو بھی پال لوں گا۔ فلحال آپ کا انتظام کرنا ہے آپ سے ملنے آتا رہوں گا اپنا خیال رکھیے گا علی نے کہہ کر گاڑی سے باہر دیکھا جہاں کچھ لوگ سر جھکائے کھڑے تھے۔

لے جاؤ اسے اور کوئی بھی ہاتھ نہیں لگانا میں اپنا حساب خود لے لوں گا علی نے کہا اور آنکھیں موند لیں جو ہو رہا تھا اسے جھوٹ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

ایک گارڈ آگے آیا اور قادر کو کھینچتے ہوئے وہاں سے نکال کر لے گیا نازش نے علی کے کندھے پر ہاتھ رکھا علی نے آنکھیں کھول کر اپنے ساتھ بیٹھی اپنی محبوبہ کو دیکھا جو اس کے ہر فیصلے میں اسکے ساتھ کھڑی رہتی۔ پھر دور جاتے چاچا کو جسے اپنی دنیا سمجھتا تھا جان سے عزیز تھا وہ چاچا سے لیکن بہت پہلے ہی وہ اس چاچا کو کھو چکا تھا جس نے اس کی بہن کو ہی ہوس کا نشانہ بنایا تھا اس کی عزت بے آبرو کر دی تھی وہ بہن جو اسے جان سے زیادہ عزیز تھی۔

علی نے ایک ہاتھ نازش کی کمر میں ڈال کر اسے اپنی گود میں بٹھایا نازش نے بھی کچھ ناکہا کیونکہ وہ اس وقت علی کی آنکھوں میں تکلیف دیکھ چکی تھی خاموشی سے علی کے گرد ہاتھ باندھ کر اپنا سر علی کے سینے پر ٹکایا علی نے ایک سرد سانس ہوا کے سپرد کی اور گاڑی اپنی منزل کی طرف بڑھائی۔

"ربانیہ تم ٹھیک ہونا۔؟؟" رحمان نے ربانیہ کو خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کرتے دیکھ کر کہا۔

ربانیہ نے رحمان کو دیکھا جو کافی حد تک پر سکون تھا ربانیہ کو ٹھیک دیکھ کر۔

تمہیں تمہارے دادا کے بارے میں سب پتہ تھا نا۔؟؟؟

ہاں سب معلوم تھا اس لئے خاموش ہو گیا میرا تو بس نہیں چل رہا تھا اس قادر کی جان کے لوں جس نے تم پر گندی نظر ڈالی میں صرف تمہارے کہنے پر خاموش تھا ربانیہ ورنہ اس دن جب وہ گھر آیا تب ہی میں اسے مار دیتا جان سے رحمان نے غصے سے ربانیہ کا ہاتھ چھوڑ کر اپنا منہ موڑ لیا۔
تم مجھ سے بھی غصہ ہو۔۔۔؟؟؟؟۔۔۔ رحمان کا چہرہ اپنی طرف کیا۔

بلکل بھی نہیں میری جان میں اپنی جان سے کیوں غصہ ہو گا مجھے بس اب گھر جانے کی جلدی ہے
آج کی رات خراب کر دی اس منہوس نے۔

فکر مت کرو ہم پہنچ گئے ہیں میں بتاتی ہوں رات سلبریٹ کیسے ہوتی ہے ربانیہ مسکرا کر کہتی
گاڑی سے اتری۔

"ویسے موبائل دو اپنا ربانیہ" نے گاڑی سے باہر نکل کر رحمان کی طرف ہاتھ بڑھایا رحمان نے اپنا
موبائل ربانیہ کے ہاتھ میں دیا اور خود گھر کی طرف بڑھا۔

آس پاس گھرنا ہونے کے برابر تھے بارش ہونے کے کافی امکان تھے کیونکہ چاند بادلوں کی آڑ
میں چھپا ہوا تھا اور ٹھنڈی ہوا ہر طرف اپنا رقص دکھا رہی تھی کبھی مٹی کی آڑ میں تو کبھی درختوں

کی کہیں گھاس رقص کر رہی تھی تو کہیں پرندوں کے گھر ربانیہ مسکرا کر موبائل میں کچھ ٹائپ کر کے آگے بڑھی۔

رحمان گھر کے گیٹ کے پاس دروازہ کھولے کھڑا تھا وہ اپنے گھر میں ربانیہ کے ساتھ ہی پہلا قدم رکھنا چاہتا تھا ربانیہ نے آگے بڑھ کر رحمان کا ہاتھ پکڑا اور دونوں نے ایک ساتھ گھر کے اندر قدم رکھا ربانیہ نے ہیل اتار دی کیونکہ اس کے پاؤں اب درد کرنے لگے تھے۔

ربانیہ پاؤں ٹھنڈی اور نرم زمین پر رکھتے رحمان کے مزید قریب ہوئی چہرے پر ویسی ہی مسکراہٹ قائم تھی شرم جیسے تاثرات تو اس کے چہرے پر دکھائی ہی نہیں دے رہے تھے رحمان نے لائٹ چلائی تو پورا گھر روشنی سے نہا گیا پورے گھر کو وائٹ کلر سے سجایا گیا تھا حال میں بڑے بڑے صوفے رکھے گئے تھے جس کے سامنے ہی ایلپڈی لگی ہوئی تھی گلاس وال پر پردے لگائے گئے تھے باہر چلتی ہو اگلاس وال کی دوسری طرف گارڈن کا رقص دکھا رہی تھی بار بار بادل گرجنے کی چمک سے گارڈن کے پھول صاف واضح نظر آرہے تھے سائیڈ میں ہی اوپن کچن تھا تین کمرے نیچے موجود تھے اور سامنے سیڑھیوں کو عبور کرنے پر تین کمرے تھے جن کے دروازے کسی شاہی محل کے دروازوں جیسے تھے۔

"بیگم آدھی رات ویسے ہی برباد ہو گئی ہے باقی کی رات ایسے ہی خراب کرنی ہے۔؟؟؟" رحمان نے ربانیہ کو خاموشی سے ادھر ادھر تکتا دیکھ کر کہا۔

رحمان یہ گھر بہت خوبصورت ہے اور یہ نیچے بچھا براؤن کارپیٹ انتہائی نرم ہے میں بتا نہیں سکتی مجھے کتنی خوشی ہو رہی ہے کہ یہ گھر ہمارا ہے ربانیہ نے چہک کر کہتے رحمان کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور اس کے سینے سے لگی۔

چلو ابھی تو روم دیکھنا ہے رحمان نے ربانیہ کو گود میں اٹھایا اور اوپر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

بہت خوبصورت گھر ہے ردا نے ایک نظر گھر کو دیکھا جس میں دو کمرے تھے ایک اوپن کچن اور بڑے بڑے صوفے رکھے تھے کچن کے سامنے ہی۔

ردا تم ٹھیک ہو۔؟؟؟ روحان نے ردا کو دیکھا جو دیوار کا سہارا لئے کھڑی تھی۔

میرے سر میں درد ہے بہت کیونکہ میں نے پورا گلاس پانی کاپی لیا تھا ردا نے رونی صورت بنا کر روحان کو دیکھا روحان کا دل تو نہیں کر رہا تھا کہ اسے آج کی رات چھوڑے لیکن ردا کی کمزور حالت دیکھ کر روحان کو ردا پر ترس آیا تھا۔

اچھا چلو فریش ہو جاؤ میں تمہیں چائے بنا دیتا ہوں پھر آرام کر لینا روحان نے ردا کو اپنی بانہوں میں اٹھایا اور کمرے کے سامنے کھڑے ہو کر دروازہ کھولا ردا نے کمرے کے اندر دیکھا۔ گلاب کے پھولوں کو اس کمرے میں لگایا گیا تھا کہیں بیڈ پر تو کہیں دیواروں پر زمین پر بھی ہر جگہ پھول ہی پھول نظر آرہے تھے ڈریسنگ مرر کے سامنے ہی ایک جہازی سائز بیڈ پڑا ہوا تھا دروازے کے پاس ہی کچھ صوفے تھے صوفے کے ساتھ ہی ایک ٹیبل تھا اور ایک سائڈ گیلری جس کا ایک دروازہ روم اور دوسرا کچن کے پاس تھا روحان آرام سے چلتا ہوا اشروم کے باہر کھڑا ہوا نرمی سے ردا کو نیچے اتار کر خود الماری کی طرف بڑھا۔ یہ لو تم یہ ڈریس پہن لو میں چائے اور میڈیسن لے کر آتا ہوں روحان نے ایک بلیک کلر کا ٹراؤزر اور بلیک شرٹ ردا کی طرف بڑھائی۔

سنو!!!! ردا کا ہاتھ تھام کر روحان نے ردا کو اپنی طرف کھینچا۔

بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو تمہاری طبیعت خراب ناہوتی تو تمہارے ہوش ٹھکانے لگانے کا ارادہ
تھامیر اروحان نے ردا کے کان میں سرگوشی کی اور کان کی لو کو چوم لیا ردا کے چہرے پر شرم و حیا
کی سرخی پھیلی ردا نے منہ جھکایا۔

روحان نے ردا کا چہرہ اوپر کیا ردا کے چہرے پر شرم کے رنگ دیکھ کر روحان بے قابو ہوتا اس
کے ہونٹوں پر جھکا تھا ردا نے اپنے قدم پیچھے لینے لگی تو روحان بھی اپنے قدم اس کی طرف
بڑھانے لگا۔

ردا آنکھوں میں آنسوؤں لئے دیوار کے ساتھ جا لگی روحان نے ردا کی کمر پر ہاتھ رکھے اسے اپنے
قریب کیا اور آنکھیں بند کئے ردا کی سانسوں کو اپنے اندر انڈیلنے لگا وہ آہستہ آہستہ اس کی
سانسوں پر قابض ہو گیا تھا ردا اپنے ہوش و ہوا اس سے بیگانہ ہونے لگی اور روحان کی بانہوں میں
ہی جھول گئی روحان نے پریشانی سے ردا کو دیکھا جو آنکھیں بند کئے اس کی بانہوں میں جھول رہی
تھی پھر مسکرایا۔

چلو اچھی بات ہے بیہوش ہو گئی میں تو چائے پینے کے بعد سارے حق وصول لوں گا روحان نے
کہہ کر ردا کو بیڈ پر لٹایا اور خود کمرے سے باہر نکل گیا روحان جیسے ہی کمرے سے باہر نکلا ردا نے

فوراً دروازہ بند کر لیا روحان کا قہقہہ حال میں گونجتا تھا روحان جانتا تھا وہ اس کی قربت سے آزادی چاہتی ہے تب ہی ایسا کیا ہسپتال میں بھی تو روحان کی قربت سے ڈرتی نے بیہوشی کا ڈرامہ کیا تھا آج کیسے ناکرتی۔؟؟؟

روحان تیس منٹ بعد واپس کمرے میں آیا تو رداسو چکی تھی لیکن جگہ جگہ ردا کی جیولری لہنگا ڈوبٹہ اور دوسرا سامان دیکھ کر روحان کو یہ تو پتہ چل گیا تھا کہ اس کی بیگم نے سونے سے پہلے ان سب چیزوں کی ساتھ کشتی کی ہے روحان مسکرا کر چائے ایک سائڈ رکھتا سامان اٹھانے لگا۔

تیس منٹ بعد روحان نے سارا سامان جگہ پر رکھ دیا تھا چائے کا خیال آیا تو چائے واپس اٹھائے کمرے سے باہر آیا اور کچن میں رکھ کر کمرے کا رخ کیا۔

ردا کے ساتھ لیٹ کر ایک نظر ردا پر ڈالی مسکرا کر ردا کو اپنے سینے سے لگایا اور آنکھیں موند لیں ردا کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی وہ جاگ رہی تھی روحان کو کام کرتا بھی وہ دیکھ چکی تھی وہ اٹھ کر ہمدردی دکھانے کیلئے شیر کے منہ میں ہاتھ نہیں ڈال سکتی تھی تب ہی خاموشی سے لیٹی رہی دونوں ایک دوسرے کے سینے سے لگے اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے نا جانے رات کے کس پہر نیند کی دیوی ان پر مہربان ہوئی اور وہ دونوں گہری نیند میں سو گئے۔

راستہ کافی لمبا تھا جس کی وجہ سے آدھے راستے اب ریان نے ڈرائیونگ کی تھی اپنی منزل پر پہنچنے کے بعد ریان نے ایک نظر رمز اپر ڈالی جو تھکان اور دوائیوں کے زیر اثر سو رہی تھی ریان خاموشی سے نکل کر رمز کی طرف آیا اور اسے اپنی بانہوں میں لے کر اندر کی جانب بڑھا وہاں کھڑے ایک آدمی کو اشارہ کیا تو وہ اثباب میں سر ہلاتا باہر نکل گیا ریان نے گاڑی کی چابی وہیں نیچے پھینک دی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

وہ آدمی ایک بیگ ہاتھ میں لئے ریان کی گاڑی لاک کر تار ریان کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ ریان لفٹ کے پاس رکا اس آدمی کا ہی انتظار کر رہا تھا وہ آدمی آیا اور لفٹ آن کی ریان پہلے اندر داخل ہوا ریان کی نظریں مسلسل رمز کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں بال آدھے رمز کے چہرے پر تھے اور آدھے نیچے لہر رہے تھے میک اپ اب بھی ویسے ہی چہرے پر تھا دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پر سجائے وہ بے فکر ریان کی بانہوں میں آرام کر رہی تھی۔

آخری اور پہلے بار ریان نے رمز کو صرف سوئمنگ پول میں ہی چھوا تھا اس کے بعد وہ خود سے ہی کبھی رمز کے قریب نہیں گیا تھا کیونکہ ریان کا ماننا تھا کہ وہ بچی ہے وہ بچی جو ایک ساتھ ناجانے کتنے لوگوں کو موت سے بدتر زندگی دینے میں دیر نہیں کرتی تھی۔

سر ہم پہنچ گئے ریان کو اپنی سوچوں میں گم دیکھ کر اس آدمی نے ریان کو مخاطب کیا ریان اثناب میں سر ہلاتا آگے بڑھا اور اس آدمی کو روم کھولنے کا اشارہ دیا وہ آدمی روم کا دروازہ کھول کر سائیڈ میں کھڑا ہو گیا ریان رمز کو لے کر روم میں داخل ہوا بیڈ کو بہت خوبصورت طریقے سے سجایا گیا تھا آس پاس پھول تھے اور بیچ میں ہارٹ بنا کر ریان اور رمز کا نام لکھا گیا تھا پھولوں کی سبج تازہ گلاب سے بنائی گئی تھی۔

ریان نے رمز کو بیڈ پر لٹایا اور باہر کھڑے آدمی سے اپنا بیگ اور چابی لی۔

تم جاسکتے ہو اب گھر ریان نے بیگ لینے کے بعد اس آدمی سے کہا وہ ادب سے سر خم کرتا وہاں سے نکل گیا ریان کمرے میں بند ہو گیا۔

بیگ میں سے مخصوص سامان نکال کر رمز کے قریب آیا اور رمز کی جیولری اتاری ریان آنکھیں بند کئے رمز کی جیولری اتار رہا تھا۔

ہائے محبوب بیوی اور اتنی حسین پھر پورے حق ہونے کے بعد کوئی کیسے قابو رہے۔؟؟

ریان اپنے انگریزی لیتے جذبات کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرتا مزا کی جیولری اتار کر سائڈ میں ہوا۔ سی چلنے کے باوجود ریان کے ماتھے پر پسینے کی چند بوندیں صاف دکھائی دی رہی تھیں

ریان نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی اور کوٹ اتار کر پھینکنے کے انداز میں صوفے پر رکھا ریان کو غصہ خود پر تھا لیکن وہ نکال چیزوں پر رہا تھا اپنے ہی جذباتوں سے آج جنگ لڑنے لگا تھا دل کہتا تھا کہ خود میں چھپالے لیکن دماغ کہتا تھا کہ وہ تھکی ہوئی ہے بیہوش ہے جہاں اتنا صبر کیا وہاں اور کر لے آخر کار جیت دماغ کی ہوئی اور ریان نے اپنی شرٹ اتار کر سائڈ میں پھینکی لائٹ بند کر کے مزا کی طرف بڑھا اور مزا کے کپڑے چینج کر وائے نا جانے کتنی بار مزا کے جسم کی رعنائیوں کو ریان کا ہاتھ مس ہوا ریان کا ہاتھ جیسے ہی مزا کی رعنائیوں سے مس ہوتا ریان ایسے پیچھے ہوتا مانو اسے کرنٹ لگ گیا ہو۔

آخر کار ایک گھنٹے بعد وہ اپنا پسینہ صاف کرتا پیچھے ہوا اور لائٹ اون کی لیکن یہ کیا۔؟؟؟ ریان کو اب خود پر ہنسی اور غصہ ایک ساتھ آ رہا تھا پہلے تو ریان نے اپنا سر پیٹا اور پھر واپس مزا کی طرف دیکھ بنا آواز کے ہی ہنسنے لگا کیونکہ مزا کے جسم پر موجود شرٹ ریان کی تھی اور ریان نے وہ

شرٹ ہی الٹی پہنادی تھی بٹن ساری اس کی کمر پر تھے جو کے عجیب و غریب طریقے سے بند تھے ریان نے مزید رمز اکو ہاتھ نا لگانے کا سوچ کر ہنستے ہوئے رمز اکو سیدھا کیا اور کفر ٹراوڑھ کر رمز اکو کے ماتھے پر بوسا دیارات کافی ہو چکی تھی تھکان سے ریان کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں ریان ایک سائڈ سے کفر ٹراٹھا کر رمز اکو اپنے سینے سے لگا کر لیٹ گیا تھکان اتنی تھی کہ وہ یہ بھی بھول گیا کہ اس کے جسم پر شرٹ موجود نہیں تھی کچھ ہی منٹ میں وہ رمز اکو کے بالوں میں منہ چھپائے نیند کی وادیوں میں گم ہو گیا تھا۔

نازش اور علی گھر کے باہر پہنچے تو ملازم پہلے ہی وہاں موجود تھے ہاتھوں میں بڑے بڑے تھال جن میں پھول بھرے ہوئے تھے یہ وہ ملازم تھے جو حیدر والا کو سنبھالتے تھے جن پر حیدر صاحب کے احسانات تھے جن پر علی کے احسانات تھے ان میں اولڈ ہاؤس کی وہی سب خواتین بھی موجود تھیں جن سے علی نے نازش کو ملوایا تھا۔

نازش مسکرائی اور علی کا ہاتھ پکڑے ہی گھر کی جانب بڑھی ایک سائڈ سے علی نے نازش کے لہنگے کو تھام رکھا تھا تو دوسری طرف اب ایک ملازمہ تھی جو نازش سے ایک قدم پیچھے تھی علی نے اس

ملازمہ کو دیکھا اور اسے واپس جانے کا اشارہ کیا تو وہ بھی خوش ہوتی ان ملازموں کے ساتھ کھڑی تھی جن کے ہاتھ میں پھولوں کے تھال تھے۔

علی نے ایک نظر حیدر والا کو دیکھا جو آج پھر روشنیوں سے جگمگا رہا تھا جیسے کبھی پہلے جگمگاتا تھا آتش بازی اور پھول جھڑیاں جلائیں جا رہیں تھی تو کچھ ملازم پٹانے بجانے میں مصروف تھے اور کچھ ڈھول بجانے میں نازش کو ویسے تو ان سب میں دلچسپی نہ تھی لیکن سامنے کھڑے ہر فرد کے چہرے کو دیکھ وہ بھی مسکرا رہی تھی وہ علی کے پہلو میں چلتے ایک ایک قدم اٹھائے آگے بڑھ رہی تھی۔

علی نے اس وقت ڈبل شیر وانی پہنی تھی جس کے بٹن کھولے ہوئے تھے پاؤں میں بلیک ہی شووز گندمی رنگت ہلکی ہلکی بیئر ڈکالی آنکھیں وہ کسی ریاست کا شہزادہ معلوم ہو رہا تھا ایک ہاتھ سے نازش کا لہنگا تھامے وہ آہستہ آہستہ اس کے ساتھ ہی گھر کے داخلی دروازے پر آیا تھا۔ ایک منٹ ہم ایسے اندر نہیں جانے دیں گے ایک لڑکی نے نازش اور علی کا راستہ روکا علی نے ایک نظر سامنے کھڑی لڑکی پر ڈالی چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی تھی اور آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

وہ خوبصورت سی کانچ کی گڑیا کالے گھیر دار فراک میں سر پر ڈوبٹہ لئے اس کے سامنے کھڑی تھی میک اپ کے نام پر صرف لپسٹک اور مسکارا لگایا تھا دودھیارنگت کالے لباس میں کھل رہی تھی گلے میں ایک چھوٹا سا لاکٹ تھا اس لڑکی نے آنکھیں بند کر کے علی کو کچھ اشارہ کیا تو علی نے نازش کی طرف دیکھا جو حیرت سے سامنے کھڑی اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔

"کہاں دیکھا ہے میں نے اسے۔؟؟؟" نازش نے خود سے ہی سوال کیا تھا۔

ٹائم کافی ہو گیا ہے اس لئے زیادہ نہیں بس تین رسم کریں گے ہم اس لڑکی نے پیچھے کھڑی کچھ لڑکیوں سے کہا تو ہنسنے لگیں۔

علی نے نازش کو صوفے پر بیٹھایا اور خود سامنے رکھی ایک کرسی پر بیٹھا نازش بس خاموشی سے آس پاس ہوتی ہلچل کو دیکھ رہی تھی۔

چونکہ علی بھائی سندھی ہیں اسلئے ہمارے یہاں یہ رسم ہوتی ہے ہم یہ چاول آپ کی ہاتھوں میں ڈال کر بھائی کے ہاتھ میں ڈالیں گے اور پھر واپس آپ کے ہاتھ میں چار سے پانچ بار اسے ہی کریں گے پھر آپ اپنی مٹھی بند کرنا بھائی کھولیں گے اور خیال رکھنا بھائی کے بھائی کھولنا پائیں

اس لڑکی نے نازش کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا سب لوگ نازش اور علی کو درمیان میں بٹھائے ان کے گرد کھڑے تھے۔

اس لڑکی نے چاول نازش کے ہاتھ میں رکھے پھر علی نے ہاتھوں کا پیالہ بنا کر ہاتھ آگے پھیلانے تو وہ چاول اس لڑکی نے علی کے ہاتھ میں رکھ دیئے پھر علی نے واپس نازش کے ہاتھ میں چار سے پانچ بار ایسا کرنے کے بعد اس لڑکی نے نازش کے ہاتھ سے چاول واپس برتن میں رکھے اور نازش کا ہاتھ اسی کی شال سے ہی صاف کر دیا۔

"مٹھی بند کریں اور آپ بھائی کھولیں اس لڑکی نے دلچسپی سے علی کو دیکھا جواب نازش کی مٹھی کھولنے کی کوشش کر رہا تھا جیسے ہی علی مضبوطی اور طاقت سے نازش کی مٹھی کھولنے کی کوشش کرتا نازش اپنے ہاتھ کی مٹھی کو مزید دبالی پورے گھر میں ان کی ہنسنے کی آوازیں گونج رہیں تھیں آخر کار علی نے خود ہی ہاتھ پیچھے کھینچ لیا اور دونوں ہاتھ ہو امیں کھڑے کر کے اپنی ہار کو تسلیم کیا۔ چلیں اب آجائیں سب باری باری اس لڑکی نے نازش کے سر پر ایک بڑا جالی دار ڈوپٹہ ڈال کر بڑی خواتین کو آگے آنے کا کہا وہ سب باری باری آگے آئیں اور نازش کا سر علی کے سر سے ٹکراتی واپس چلی جاتی نازش کا تو اب سر ہی چکرانے لگا تھا۔

"بس اب اور کوئی نہیں کرے گا میری بیوی کے سر میں درد ہو رہا ہے" علی کی رعب دار آواز سب کی سماعتوں سے ٹکرائی وہیں سب کے تہتہ بلند ہوئے۔

اب آخری رسم لاؤ شیشہ اس لڑکی نے دور کھڑی ایک ملازمہ کو اشارہ کیا تو وہ ایک بڑا گول شیشہ نازش اور علی کے درمیان رکھ کر واپس چلی گئی بھابھی آپ نے اس شیشے میں بھائی کا چہرہ دیکھا ہے اس لڑکے نے کہا نازش نے چہرہ آگے کیا اور اس میں علی کے عکس کو دیکھا جو مسکراتا نازش کو ہی دیکھ رہا تھا نازش نے آنکھیں جھکا لیں۔

چلو اب سب رسم ہو گئیں ہیں میری بیوی تھک گئی ہے علی نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔
جی جی ہم بھی جا رہے ہیں بس اللہ پاک آپ دونوں کو ہمیشہ خوش رکھے وہ لڑکی کہتی گھر کے داخلی گیٹ کی طرف بڑھی رک کر ایک نظر پیچھے کھڑے علی کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا مسکرا کر سر خم کرتی وہاں سے نکل گئی علی کی نظروں سے جب تک وہ اوجھل نہیں ہو گئی علی دیکھتا رہا علی کے موبائل پر میسج ریسیو ہوا علی نے ایک نظر موبائل کو دیکھا اور پھر علی کا دھیان نازش کی طرف گیا جو خاموش تھکی سی بیٹھی تھی۔

"آپ لوگ سب آج یہیں آرام کر لیں صبح ہوتے ہی چلے جائیے گا علی نے اولڈ ہاؤس کی خواتین سے کہا۔

علی بیٹا صبح تو ہونے ہی والی ہے تم فکرنا کرو ڈرائیور ہمیں چھوڑ دے گا تم لے جاؤ اپنی بیوی کو ایک بڑی عمر کی خاتون نے کہا تو آگے بڑھ کر علی نے نازش کو اپنی بانہوں میں اٹھالیا وہاں کھڑی لڑکیاں ہوٹنگ کرنے لگیں تھیں۔

علی مسکرا کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا سڑھیاں عبور کر کے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا یہ وہ ہی کمر تھا جس سے وہ کبھی اپنی ہونے والی بیوی کو نکالا کرتا تھا آج خود ہی اس تک لے کر آیا تھا علی نے کمرے کے اندر قدم رکھا تازہ گلاب کی خوشبو نے ان کا استقبال کیا نازش کو نرمی سے نیچے اتارا کمرے کا دروازہ بند کر کے نازش کے قدموں میں بیٹھ کر نازش کی ہیل اتارنے لگا۔

میں خود اتار لوں گی نازش نے ایک قدم پیچھے لیا۔

میں کر رہا ہوں خاموش رہو علی نے نازش کی ہیل کو کھولتے ہوئے کہا اور نازش کو ہیل اتارنے کا اشارہ کیا تو نازش نے قدم آگے نرم ملائم کارپیٹ پر رکھے جس پر پھول بچھائے گئے تھے نظر سامنے پڑے جہازی سائز بیڈ پر پڑی جو سفید کلر کا تھا جس کی سیج تازہ گلاب سے سجائی گئی تھی اور

بیڈ کے چاروں طرف نیٹ لگی تھی بیڈ پر بلیک کلر کا کمفرٹر تھا پھر نظر پورے کمرے میں ڈالی نازش کے چہرے پر شرم کے قوس و قزح کے رنگ دیکھ علی کے چہرے پر ایک مسکراہٹ آئی۔

ہر طرف شیشے ہی شیشے نظر آرہے تھے بڑی سائز کی الماریوں پر شیشے لگے ہوئے تھے سامنے

دیوار کی طرف دیوار کے سائز کا ہی شیشہ تھا نازش کو ایک ایسے ہی کمرے کی چاہت تھی لیکن

ایسے پورا ہو گا نازش کو نہیں معلوم تھا جہاں بھی نظریں اٹھاتی اپنا اور علی کا عکس نظر آتا نازش نے

اپنا چہرہ اعلیٰ کے سینے میں چھپایا اور آنکھیں موند لیں علی کا جاندار قہقہہ کمرے میں گونجا۔

کمرہ بھی ساؤنڈ پروف ہی ہے اور کچھ بھول تو نہیں گئی تھی مجھے بتانا۔؟؟؟ علی نے نازش کے کان میں سرگوشی کی۔

نازش نے نفی میں سر ہلایا اور خود کو چھپانے کیلئے مزید علی کے گرد ہاتھ حائل کئے۔

تو ن منھنجو پیار آھین، تو ن منھنجی زندگی آھین، تو ن ئی منھنجی زندگی، جو ل اثا ثو آھین۔

(تم میرا عشق ہو تم میری زندگی ہو تم میری زندگی کا کل اثاثہ ہو۔)

علی نے نازش کے کان میں سرگوشی کی نازش کو سمجھ تو نہیں آیا تھا کہ علی نے کیا کہا ہے پر علی کہ لہجے نے بہت کچھ باور کروایا تھا۔

۱۔ مان توہان لاء رب جی طرفان محسوس ۰ ر ۰ جو حق ۰ اجازت ۰ سبھی کا یہی آہو آھیان۔

(آج تمہیں محسوس کرنے کا حق اور اجازت دونوں رب سے لایا ہوں)۔

نازش نے علی کی طرف دیکھا جس کی کالی آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر نازش کو خود میں بسانے کیلئے کچھ پل کی دوری کو جلد ہی ختم کرنا چاہتا تھا نازش نے نظریں جھکائیں۔

علی نے اپنے قدم نازش کی طرف بڑھائے نازش علی کے قدم اپنی طرف محسوس کرتی ایک ایک قدم پیچھے لینے لگی ڈریسنگ مرر کے پاس پہنچتے علی نے نازش کے چہرے سے وہ جالی دار ڈوپٹہ اتار کر سائڈ میں پھینکا اور مانگ میں لگی بندیا کو نرمی سے اتار کر وہاں بوسہ دیا۔

نرمی سے کان سے ایئرینگ اتار کر باری باری دونوں کان پر بوسہ دیا گردن کو نیکلس سے آزاد کروایا ہاتھ نازش کے ڈوبے کو آزاد کروانے کیلئے اوپر اٹھے جبکہ علی کے ہونٹ نازش کی گردن کا طواف کر رہے تھے ڈوبے کو اتار کر نیچے پھینک کر نازش کے بالوں کو آزاد کیا نازش کی گردن پر جھکے ہیں وہ آرام سے نازش کے بالوں کو کھول رہا تھا علی نے چہرہ اوپر اٹھا کر نازش کے چہرے پر

ہم نمکم میری قربت سے تم بھی بہکتی ہو۔" علی کی گھمبیر آواز کمرے میں گونجی اور علی نازش کے ہونٹوں پر جھکا تھا اپنی شیروانی اتار کر علی نے وہیں پھینکی اور اپنے گرتے کے بٹن کھول کر نازش کی کمر پر ہاتھ رکھے نازش تو پہلے ہی علی ہونٹوں پر شدت محسوس کرتی نڈھال سی اس کے ساتھ کھڑی تھی علی کے ہاتھ اپنی کمر پر محسوس کرتے نازش کی آنکھیں پھیلیں تھیں نازش نے علی کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کرنا چاہا لیکن ناکام۔

علی کی انگلیاں نازش کی کمر پر بندھی ڈوریوں میں الجھیں تھیں نازش نے سختی سے آنکھیں بھیج لیں اور علی کے گرتے کو مٹھیوں میں دبایا علی نازش کی سانسوں پر تسلط قائم کئے کھڑا تھا۔ گرتی کی ایک ڈوری کھینچی تو ساری ڈوریاں ایک ساتھ ہی کھلیں تھیں علی نے نازش کو خود سے دور کیا اور ایک نظر سائڈ میں لگے شیشے میں دیکھا نازش کی صاف شفاف دودھیا کمر دیکھ علی نے نازش کا رخ بدلہ اور بال پیچھے کر کے نازش کی کمر پر جھکا نازش علی کے ہونٹوں کا گرم لمس اپنی کمر پر محسوس کرتے تھوڑا آگے ہوئی تھی ایک تو سامنے لگے شیشے اور دوسرا علی نے کچھ ہی منٹ میں اسے نڈھال کر دیا تھا۔

تمہاری خواہش تھی بیگم کے کمرے میں ہر طرف شیشے ہونے چاہیے علی نے سامنے لگے شیشے میں نازش کا عکس دیکھا نازش آنکھیں بند کئے کھڑے علی کے ہاتھوں کی بے باک حرکتوں کو محسوس کرتی علی کے سینے میں سر چھپانے لگی علی نے نازش کو اپنی بانہوں میں اٹھایا اور بیڈ پر لٹایا اپنا گرتا اتار کر سائڈ میں پھینکا اور نازش کے اوپر جھکا۔

نازش کے چہرے کو دیوانہ وار چومتے وہ نازش کی گردن سے نیچے آیا وہاں موجود تل کو دیکھ علی کے لب مسکرائے تل پر لب رکھے تو نازش کی سسکی گونجی۔

ع۔ع۔ علی نازش نے سسک کر علی کا نام پکارا علی نازش کے چہرے کے قریب آیا اور نازش کی ٹھوڑی پر موجود تل کو چوم لیا۔

جی علی کی جان اپنی سخت بیسرد والی گال نازش کی نرم پر رگڑ کر نازش کے بولنے کا انتظار کرنے لگا جب نازش کچھ نابولی تو نازش کی نرم مخملی انگلیوں میں اپنی مردانہ انگلیاں پھنسائے وہ گردن تک آیا اور پھر گردن سے نیچے تک کا سفر طے کیا نازش کے جسم کی رعنائیوں پر بوسہ دیتا وہ نازش کو بے بس کر رہا تھا نازش کی بڑھتی سسکیاں علی کو مدہوش کر رہی تھیں وہ اس کی سسکیاں اور نرم جسم کو محسوس کرتا ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتا اپنے اور نازش پر کمر ٹراؤٹھ گیا۔

نازش اپنے جسم پر کبھی علی کے نرم گرم لمس کو محسوس کرتی تو کبھی علی کے دانتوں کی چھن تو کہیں علی سخت بیڑ ڈوالی گال۔

نازش کی ایک سسکی کمرے میں گونجی تھی اور نازش کی آنکھیں پھیلیں نازش نفی میں سر ہلاتی رونے لگی تھی۔

محبت میں اتنا درد برداشت کرنا ہی پڑتا ہے علی کی جان علی نے نازش کے آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چُن لیا۔

علی کی زندگی میں خوش آمدید میں نے آج اپنی بچپن کی محبت کو پالیا تمہاری روح تک رسائی مل گئی مجھے علی نے نازش کے کان میں سرگوشی کی اور گردن پر جھک کر اپنے لب آزاد چھوڑ دیئے نازش نے اپنی مخملی انگلیوں کو علی انگلیوں میں گاڑتے آنکھیں موند لیں۔

علی کی شدتوں کو برداش کرنے کی کوشش میں نازش اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہونے لگی تھی لیکن علی کے ہونٹوں کو اپنے چہرے پر محسوس کرتی وہ واپس ہوش میں آتی اور سسکیاں بھرنے لگتی۔

کمرے میں معنی خیز سسکیاں اور علی کی بڑھتی سانسیں اس بات کا ثبوت تھیں کہ آج علی نے نازش کو اپنا بنا لیا ہے اس کے جسم کے پور پور پر علی اپنی محبت کی مہریں لگاتا اس میں کھو گیا تھا۔

رحمان کمرے کا دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا ربانیہ تو بس رحمان کو ہی دیکھ رہی تھی رحمان نے ربانیہ کی نظروں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کی تو کمرے کو دیکھتا چھوڑ کر ربانیہ کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں محبت کی دنیا بسائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

بیگم بہت ہی بے شرم ہو ویسے تم رحمان نے ربانیہ کی نظروں سے پزل ہوتے اپنی نظریں پھریں

میری منہ دکھائی ربانیہ نے رحمان کی بات کو انور کرتے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا پہلے کمرے کو دیکھ کر رحمان کو افسوس ہوا تھا کتنے پیسے اور منتوں کے بعد ہی ارجینٹ کمرے کو تیار کروایا تھا اور ربانیہ میڈم نے ایک نظر کمرے کو دیکھا بھی نہیں تھا۔

مجھے آپ کو دیکھنے سے فرست ملے تو دیکھوں کسی اور چیز کو ربانیہ کہ نظریں اب بھی رحمان کے چہرے پر مرکوز تھیں رحمان نے ربانیہ کو تپتے اتارا اور گن نکال کر ربانیہ کے ہاتھ میں رکھی۔

یہ کیا ہے۔؟؟؟ ربانیہ نے آئمبر و اچکا کر پوچھا اور ہاتھ میں پکڑی گن کو الٹا سیدھا کر کے دیکھنے لگی۔

منہ دکھائی آج تک ایسی منہ دکھائی کسی نے بھی نہیں دی لکھو کر رکھ لو میری جان رحمان نے کہہ کر ربانیہ کو کمر سے پکڑ کر کھینچا اور اپنے سینے سے لگایا۔

رحمان بہت بری بات ہے یہ معمولی سی گن۔؟؟؟ ربانیہ نے حیرت اور افسوس سے کہا۔

معمولی نہیں کہنا تمہیں دی ہے تو کوئی وجہ ہوگی اور یہ وجہ تم کل پوچھ لینا فلحال تمہارا شوہر تمہارے جسم کی رعنائیوں پر بوسہ دینا چاہتا ہے تم میں کھو جانا چاہتا ہے رحمان نے ایسے الفاظ استعمال اس لئے کئے تھے تاکہ ربانیہ شرمائے لیکن اس کا الٹ ہی ہوا تھا ربانیہ رحمان کا چہرہ اوپر کر کے اس کے ہونٹوں پر جھکی تھی رحمان آنکھیں پھیلانے حیرت سے ربانیہ کو دیکھا رہا تھا۔

رحمان نے ربانیہ کے ہاتھ سے گن لی اور سائڈ میں پڑے ٹیبل پر رکھی اور آنکھیں موند لیں ربانیہ آنکھیں موندے ہی رحمان کی سانسوں کو اپنے اندر اندٹیلتی تو کبھی رحمان کے اندر اپنی سانسوں کو رحمان تو بس اس لڑکی دلیری پر عیش عیش کر رہا تھا کیسی بے باک لڑکی تھی وہ جو خود سے اپنے شوہر کے پاس آئی تھی۔

رحمان نے ربانیہ کی جیولری اتارنی شروع کی اور نرمی سے جیولری اتار کر وہیں ٹیبل پر رکھی
ربانیہ دور ہوئی اور رحمان کی آنکھوں میں دیکھا اپنے لئے رحمان کی آنکھوں میں محبت دیکھ رہا
تو ساتویں آسمان پر پہنچ گئی تھی ربانیہ مسکرائی اور ڈریسنگ مرر کے سامنے جا کر اپنی چوڑیاں
اتارنے لگی رحمان ربانیہ کی اس ادا پر مسکرایا اور آگے بڑھ کر ربانیہ کو پیچھے سے اپنے حصار میں لیا
ربانیہ کا ڈوبٹہ اتار کر سائڈ میں پھینکتے اس کی گردن پر جھکا تھا ربانیہ آنکھیں بند کئے رحمان کا لمس
محسوس کرتی رحمان کے سینے سے لگی اور لب رحمان کی گردن پر رکھے۔

جہاں رحمان کو ربانیہ کے ایسے ناثر مانے پر حیرت تھی وہیں خوشی بھی تھی کہ ربانیہ بھی رحمان
سے اتنی محبت کرتی ہے جتنی رحمان ربانیہ سے۔

رحمان ربانیہ کو اپنی بانہوں میں اٹھائے بیڈ تک لایا تھا اپنی قمیض اتار کر سائڈ میں پھینکتے وہ ربانیہ
پر جھکا اور اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کیا رحمان نے ربانیہ کے جسم سے اس گرتی کو اتار کر
سائڈ میں پھینکا اور ہونٹوں نے لبوں سے گردن تک کا سفر طے کیا رحمان نے کمرے میں جلتی
مدہم روشنی میں ربانیہ کا چہرہ دیکھا اور مدہوش ہوتا اس کے گردن کے نیچے کا سینے تک آیا اور
ربانیہ کے جسم پر اپنی محبت کی مہریں ثبت کرتا ربانیہ کو اپنی محبت کی بارش میں بھگونے لگا تھا باہر

ہوتی بارش کی آواز کمرے کی کھڑکی سے صاف اندر آرہی تھی رحمان نے اپنے اور ربانیہ کے اوپر
کمفرٹ اوڑھا۔

کمرے میں معنی خیز سسکیاں گونجنے لگیں کبھی رحمان کی سرگوشی کمرے میں گونجتی تو کبھی ربانیہ
کی۔

ربانیہ بے شرم بنی رحمان کا ساتھ دے رہی تھی جبکہ رحمان تو بس اپنی محبت کو پالینے کی خوشی اور
محبت کے نشے میں چور اس میں بہک گیا تھا۔

رحمان کی شدتیں برداشت کرتی ربانیہ کی آنکھوں میں آنسو آئے جنہیں رحمان نے نرمی سے
اپنی لبوں سے چُن لیا۔

رحمان ربانیہ کے ساتھ لیٹا گہری گہری سانس لے رہا تھا آنکھیں بند کئے کافی پرسکون تھا اور
چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

رحمان کو لگا تھا کہ رحمان کی شدتیں برداشت کرتی ربانیہ تھک کر سو گئی ہوگی لیکن اپنے اوپر وزن
محسوس کرتے رحمان نے آنکھیں کھول کر اپنے اوپر جھکتی ربانیہ کو دیکھا جس کے چہرے پر
مسکراہٹ اب بھی قائم تھی۔

"ربانیہ تم انسان ہی ہونا۔؟؟؟" رحمان نے ربانیہ کی کمر پر ہاتھ ڈال کر خود پر گرایا اور ربانیہ کو دیکھنے لگا۔

ہاں میں انسان ہی ہوں تم نے اپنے جذبات مجھ پر عیاں کر دیئے اب میری باری ربانیہ کہتی رحمان کے ہونٹوں پر جھکنے لگی۔

یار کرنی بے شرم ہو تم رحمان نے حیرت سے کہا اور ربانیہ کے اپنے چہرے پر آتے بال پیچھے کئے۔

اچھا تم لڑکے کرو تو محبت جذبات ہم لڑکیاں کریں تو بے شرم تمہیں میں بتاتی ہوں ربانیہ کہہ کر رحمان کی گردن پر جھکی اور اپنے دانت گاڑھے رحمان کی سسکی نکلی تھی۔

تھوڑی دیر پہلے جب تم میرے جسم پر دانت گاڑ رہے تھے نا میں بھی ایسے ہی سسک رہی تھی تم نے سنی نہیں ناربانیہ غصے سے کہتی رحمان کے چہرے پر جھکی رحمان نے آنکھیں موند لیں اور اپنے دونوں ہاتھ ربانیہ کی کمر پر رکھے۔

ایک بار پھر سے کمرے میں معنی خیز سسکیاں گوجنے لگی تھیں رحمان اور ربانیہ کی اکھڑتی سانسیں اور سسکیاں ایک الگ ہی دھن پیدا کر رہی تھیں جسے دونوں محسوس کرتے ایک دوسرے میں کہیں کھو گئے تھے

رمز انیند سے بیدار ہوئی تو غائب دماغی سے وہ آس پاس دیکھنے لگی رمز کو اپنی گردن پر گرم سانسیں محسوس ہوئیں رمز نے ایک نظر گردن میں منہ چھپا کر لیٹے ریان کو دیکھا جو ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد باندھے آدھا رمز پر ہی لیٹا ہوا تھا۔

ریان رمز نے سرگوشی کی ریان نے آنکھیں کھول کر رمز کی آنکھوں میں دیکھا کم سونے کی وجہ سے ریان اور رمز کی آنکھیں لال ہو رہی تھی نا جانے کیا تھا ریان کی آنکھوں میں رمز نے نظریں دیوار پر مرکوز کیں اپنے جسم پر ریان کی شرٹ دیکھ رمز نے حیرت سے اور سوالیہ نظروں سے ریان کی طرف دیکھا جو ابھی بھی رمز کو ہی دیکھ رہا تھا۔

فکر مت کرو تمہاری اجازت کے بنا تمہارے پاس آنے کا ارادہ نہیں رکھتا میں ریان کہتا رمز کے اوپر آیا اور دونوں آنکھوں کو چوم لیا۔

تو یہ سب کیا ہے۔؟؟؟ رمرز نے آنکھیں موندے ہی ریان سے سوال کیا۔

یہ یہ ہے کہ تمہاری طبیعت خراب تھی جس کی وجہ سے مجھے تمہارے کپڑے چینج کرنے پڑے لیکن لائٹس اوف تھی ریان نے کہہ کر رمرز کی کمر پر موجود بند بٹن کھولے اور رمرز کو بولنے کا موقع دیئے بغیر رمرز کے ہونٹوں پر جھکا تھا اور رمرز کی سانسوں کو اپنے اندر انڈیلنے لگا رمرز نے ناخن ریان کی کمر پر گاڑھے لیکن ریان کے کسرتی جسم پر اس کے ناخن کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا ریان دیوانہ وار رمرز کے چہرے کو چومتا گردن تک آیا اور وہاں اپنے لب آزاد چھوڑ کر اپنے ہاتھوں سے رمرز کے جسم کو محسوس کرنے لگا۔

رمرز نے ریان کے ہاتھ پیچھے کئے لیکن اب کہاں وہ رمرز کی مزاحمت برداش کرنے والا تھا بنا وقت کی پرواہ کئے وہ رمرز کے پور پور پر اپنی محبت نچھاور کرنے لگا تھا آہستہ آہستہ ریان رمرز پر قابض ہو گیا اور دونوں پر کمفرٹ اوڑھے وہ اس کی گردن پر جھکا تھا۔

رمرز کی سسکیاں اور ریان کی بڑھتی سانسیں اب پورے کمرے میں گونج رہی تھیں۔

ریان نے رات صرف اس لئے رمرز کو چھوڑا تھا کیونکہ وہ تھک چکی تھی لیکن صبح صبح رمرز کا اس کی آنکھوں میں دیکھنا اس کے جذبات بے قابو کر گیا ریان خود کو روکنا چاہتا تھا لیکن رمرز کے

لبوں کا لمس محسوس کرتے وہ بے خود سا ہو گیا تھا اور رجزا کو کبھی نرمی اور کبھی سختی سے اپنی محبت سے باور کروا رہا تھا رجزا نے بھی خود کو رجزا کے سپرد کر دیا تھا۔

ردا صبح اٹھی تو خود کو روحان کے حصار میں پایا مسکرا کر روحان کے لبوں کو چھوا گلابی لب اس کی دودھیار نگت پر کافی بچتے تھے دکھنے میں رعب دار انسان معلوم ہوتا تھا لیکن منہ کھولتا تو کوئی بچہ ہی لگتا تھا رجزا نے بو خودی میں روحان کے لبوں پر لب رکھے اس سے پہلے وہ بوسہ دے کر پیچھے ہوتی روحان نے گردن پر ہاتھ رکھ کر رجزا کو اپنے قریب کیا اور رجزا کے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کیا آنکھیں ہنوز بند ہی تھیں معلوم کرنا مشکل تھا کہ روحان نیند میں ہے یا جاگ رہا ہے رجزا کی اب سانسیں بند ہونے لگیں تھیں روحان کے سینے پر مکے مارتی اسے پیچھے دھکیلنے لگی لیکن اس کی کوشش کو ناکام کرتا روحان رجزا کے ہاتھ اوپر پین کر گیا۔

رات تو تم بچ گئی تھی لیکن صبح صبح جتنی دلیری سے تم نے میرے لبوں کو چھو کر میرے سونے جذباتوں کو بیدار کیا ہے ناب میری شدتیں تمہیں ہی برداش کرنی ہیں روحان نے لمبی سانس

لینے کے دوران بمشکل یہ جملہ مکمل کیا تھا اپنی اکھڑتی سانسوں کو نارمل کئے وہ ایک بار پھر ردا کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔

ردا کی گردن پر اپنے دانت گاڑھے اور اور پھر وہاں بوسہ دیا آہستہ آہستہ روحان ردا کے جسم پر اپنی محبت کی مہریں لگانے لگا تھا ردا کی گردن سے نیچے تک کا سفر روحان نے بہت جلد طے کر لیا تھا ردا کو اب اپنی کی گئی غلطی پر افسوس ہو رہا تھا کہ کاش وہ صبح صبح روحان کے لبوں کو ناچھوتی تو اب روحان کے گرم لمس کو برداش نا کرنا پڑ رہا ہوتا وہ سسکیاں بھرتی بیڈ کی چادر کو اپنی مٹھیوں میں بھینچ کر آنکھیں بند کئے سر کو دائیں بائیں کرتی اکھڑتی سانسوں کے ساتھ بے بس لیٹی تھی اور روحان اپنی من مانیوں پر اتر آیا تھا ردا کو اور خود کو کفر ٹر میں لپیٹے وہ اس کی گردن پر جھکا تھا۔

ردا کی معنی خیز سسکیاں اب پورے کمرے میں گونج رہی تھیں کبھی وہ سسکیاں تیز ہوتیں تو کبھی روحان ان سسکیوں کو ہی روک دیتا۔

نازش نے آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا تو علی کا چہرہ نظر آیا۔

چہرے پر دنیا بھر کی معصومیت سجائے وہ اس کے سینے پر سر رکھے سو رہا تھا۔

جاننے ہیں آپ کہ آپ بہت خوبصورت ہیں اور اوپر سے یہ آپ کے چہرہ کی سنجیدگی نازش کی جان لیتی ہے۔

نازش نے تو بچپن میں ہی خود کو آپ کے لئے مخصوص کر دیا تھا میں بھی آپ سے اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہتی تھی لیکن رات آپ نے موقع ہی نہیں دیا اور اپنی ہی۔ نازش بولتے بولتے رکی اور اپنے لب کو دانتوں تلے دبایا علی کا ہاتھ اپنے پیٹ پر محسوس کرتی نازش پیچھے ہونے لگی۔
بولو ناب سن رہا ہوں علی نے نازش کی کمر میں ہاتھ ڈال کر نازش کی راہ فرار بند کی اور نازش کے چہرے کو دیکھنے لگا جہاں شرم و حیا کی سرخی نظر آرہی تھی اور وہ بے دردی سے اپنے ہونٹ کو کاٹ رہی تھی علی نے کمفرٹر کو اپنے سر تک اوڑھ لیا تھا۔
علی۔ نازش چیختی تھی علی کی دانتوں کی چبھن محسوس کر کے۔

جی علی کی جان علی نے نازش کے اوپر جھکتے ہوئے پوچھا اور نازش کی آنکھوں پر بوسہ دیا باری باری دونوں گالوں کو چوم کر لب نازش کے کندھوں پر رکھے۔

تمہیں معلوم ہے نازش علی فوراً نازش کے چہرے کے قریب ہو اور ہاتھ نازش کے دائیں بائیں ٹکائے نازش کی آنکھوں میں دیکھنے لگا شہد رنگ آنکھیں کالی آنکھوں سے ٹکرائیں اور پھر شہد رنگ آنکھوں نے رخ بدلہ۔

میں سگریٹ کے علاوہ کسی بھی حرام چیز کو ہاتھ نہیں لگاتا لیکن جب سے تمہارے ان لبوں کا جام پیا ہے علی اس سگریٹ کو بھی بھول گیا ہے بس ایک ہی بات دماغ میں رقص کرتی ہے کہ بس ان لبوں کو نشہ کرنا ہے علی نے آنکھوٹے سے نازش کے لبوں کو مسلتے ہوئے کہا اور لبوں پر جھک کر نازش کی سانسوں پر تسلط قائم کر گیا۔

ایک ہی منٹ میں وہ نازش کی سانسوں پر قابض ہو چکا تھا نازش تورات کی شدتیں برداشت کرتی نڈھال ہو چکی تھی ایک گھنٹہ پہلے ہی تو علی نے نازش کو آزادی بخشی تھی اور اب ایک بار پھر وہ نازش پر کالی گھٹا کی طرح چھا گیا تھا۔

نازش کے ہاتھوں کو اپنے مردانہ ہاتھوں میں پن کر کے علی نے نازش کی ٹانگوں کو اپنی ٹانگوں سے پن کیا تھا نازش کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور سر نفی میں ہلانے لگی نازش کی بڑھتی مزاحمت کے ساتھ ساتھ علی کی شدت بھی بڑھ رہی تھی۔

نازش کو اپنے ہونٹوں پر جلن محسوس ہوئی نازش نے اپنی پیشانی زور سے علی پیشانی پر دے ماری علی لمبے لمبے سانس بھرتا پیچھے ہوا اور نازش کے ہونٹوں کو دیکھا جہاں اب خون نظر آ رہا تھا نازش نے غصے اور درد سے آنکھیں بند کی اور اپنے ہونٹ کو دوسرے ہونٹ تلے دبایا علی نے نرمی سے وہ ہونٹ آزاد کروایا اور نرمی سے خون کو اپنی لبوں سے چُن لیا علی خاموشی سے نازش کے چہرے کو دیکھنے لگا جہاں رات ناسونے کی وجہ سے آنکھوں میں سرخی گھلی ہوئی تھی اور چہرے پر تھکان صاف واضح تھی۔

مجھے معاف کر دو نازش میں چاہ کر بھی نرمی نہیں کر سکتا بہت مانگا تھا تمہیں تم میری شہزادی کا دیا ہوا تحفہ ہو نہیں چھوڑ سکتا تھا اس دن یو۔ کے میں دیکھ کر میں نے ایک ہی نظر میں تمہیں پہچان لیا تھا کہ یہ وہ ہی میری شہزادی ہے جسے میں نے بچپن میں ہی اپنے دل میں بسایا تھا لیکن تم مجھے جانے بنا ہی وہاں سے نکل گئی۔ علی نے افسوس سے کہا اور نازش کے ساتھ لیٹ کر نازش کو اپنے سینے پر لٹایا۔

سو جاؤ بہت تھک گئی ہو علی نے نازش کے گرد حصار تنگ کیا وہ نازش کو اب بھی آزادی نادیتا اگر موبائل پر آتی کال نادیکھ لی ہوتی موبائل پر گارڈ کا نمبر جگمگاتا تھا مطلب کچھ تو گڑبڑ تھی جو اس کا گارڈ اسے کال کر رہا تھا۔

علی نازش کے سونے کے بعد گارڈ سے بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اس لئے نازش کو اپنے سینے پر لٹائے اس کے بالوں انگلیاں چلانے لگا تھکان کے باعث نازش جلد ہی سو گئی تھی علی نے نرمی سے نازش کو تکیہ پر لٹایا اور ایک ماتھے پر بوسہ دیا۔

نئی زندگی کی پہلی صبح بہت بہت مبارک علی کی جان علی مسکرا کر کہتا موبائل اٹھا کر اسٹڈی روم میں چلا گیا اور گارڈ کو کال بیک کی۔

وعلیکم السلام کیا ہوا ہے اتنی صبح صبح کال کیوں کر رہے ہو سب خیریت ہے نا علی نے مقابل کے سلام کرتے ہی سوال کیا تھا۔

سر کچھ خیریت نہیں ہے کل رات کچھ لوگ آئے تھے قادر کو لے گئے ہم کل رات سے ڈھونڈ رہے ہیں وہ نہیں ملے بس وہ جاتے ہوئے یہ کہہ کر گئے ہیں کہ ربانیہ کو بچا لو اگر بچا سکتے ہو تو گارڈ نے جلدی جلدی میں آدھے ٹوٹے اور آدھے پورے الفاظوں میں اپنی بات مکمل کی تھی علی نے

غصے سے رابطہ منقطع کیا۔ کچھ ہی منٹ می نفاست سے سیٹ کیا اسٹڈی روم کسی کوڑے دان سے کم نہیں لگ رہا تھا۔

کیا ہوا ہے علی۔؟؟؟؟ نازش شور سن کر اٹھی تھی سامنے علی کو غصے سے آنکھیں موند کر بیٹھے دیکھ یہ تو وہ انداز لگا چکی تھی کہ بات کچھ بڑی ہے تب ہی علی کے دماغ کی نسیں ابھریں ہوئیں تھیں غصے میں علی کی گندمی رنگت میں بھی سرخی گھلی صاف نمایاں ہو رہی تھی ہاتھوں کی نسیں بھی صاف ابھریں دکھائی دے رہی تھیں شرٹ لیس کسرتی چھاتی جس پر نازش کے ناخنوں کے نشان تھے ایک پل کیلئے تو نازش پزل ہوتی نظریں پھیر گئی لیکن خیال علی کے غصے کا آیا تو علی طرف بڑھی۔

علی کیا ہوا ہے بولو؟؟؟؟ نازش نے علی کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا علی نے ایک جھٹکے سے نازش کو اپنی گود میں بٹھایا اور نازش کے جسم سے اٹھتی نازش کی جسم کی اور اپنے کلون کی خوشبو کو محسوس کرتے لمبے لمبے سانس لیتا خود کو پرسکون کرنے لگا۔

قادر بھاگ گیا ہمیں ربانیہ والوں کے پاس جان ہے جلدی کرو علی فوراً اٹھا اور نازش کا ہاتھ پکڑے اسٹڈی روم سے نکل کر واشر روم تک آیا تھا اور شاہور کھول کر نیچے کھڑا ہو گیا اور نازش کی پشت کو

اپنے سینے سے لگائے وہ اس کی گردن پر جھکا علی نے یہ سب اتنی جلدی کیا تھا نازش کو تو سمجھنے کا موقع ہی ناملا تھا۔ نازش نے اس وقت شرٹ پہنی ہوئی تھی جو بمشکل نازش گھٹنوں تک ہی تھی علی خود کو پر سکون کرنے کیلئے نازش کے ساتھ وہیں کھڑا تھا اور لبوں کو نازش کی گردن پر آزاد چھوڑا تھا۔

علی کی آنکھوں کے سامنے اپنی ننھی سی گڑیا جیسی بہن کا سراپا لہرایا اور ربانیہ کی ہنستی کھیلتی شکل نظر آئی علی نازش سے پیچھے ہوا اور نفی میں سر ہلاتا دیوار کے ساتھ جاگائی میں سر ہلایا وہ اپنے ہی بالوں کو نوچنے لگا تھا۔

علی علی میں ہوں یہاں تمہارے پاس ایسا نہیں کرو نازش نے تڑپ کر علی کے بالوں کو آزاد کروایا اور نیچے بیٹھتے علی کا سر اپنے سینے میں چھپایا۔

وہ میری بہن تھی نازش۔ میں مر جاتا اس کو ایسے دیکھنے کے بعد اسے تو میں نے ٹھیک سے پیار بھی نہیں کیا تھا۔ وہ میری زندگی کا حصہ تھی میری خوشی کا حصہ تھی اس نے کوئی خوشی نہیں دیکھی تھی ماں باپ کا پیار نہیں محسوس کیا تھا کیوں ہو اس کے ساتھ ایسا۔ علی نے روتے ہوئے نازش کے گرد حصار باندھا اور نازش کو اپنے مزید قریب کیا۔

نازش کے پاس تو الفاظ ہی ناتھے کیسے وہ علی کو تسلی دیتی اپنی بہن اور ماں باپ کے قاتل کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ وہ روز مرتا تھا روز نفرت بڑھتی تھی۔

نازش وہ۔ وہ ننھی سی گڑیا میرے ہاتھوں میں تھی اور۔ اور علی بولتے بولتے رکا اور نازش کے گرد بندھا حصار مزید تنگ کیا رونے میں تیزی آئی تھی وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح روتا نازش کو اپنی تکلیف بتا رہا تھا علی آنکھیں صاف کرتا کھڑا ہوا اور نازش کو اپنے ساتھ ہی کھڑا کیا۔

نازش ربانیہ کے ساتھ ایسا نہیں ہونے دے سکتا چلو ہمیں ان کے پاس جانا ہے پلیز زچلو علی اس وقت ہوش و حواس میں ہی ناتھا وہ کسی بچے کی طرح بس ربانیہ ربانیہ کر رہا تھا۔

ربانیہ کی فکر کرتے دیکھ نازش کے دل میں اور چہرے پر سکون ہی سکون تھا وہ بھی تو یہ ہی چاہتی تھی کے اسکا شوہر اس کی دوستوں کیلئے اتنا ہی فکر مند ہو جتنا وہ ہوتی تھی اور آج نازش کی یہ خواہش بھی پوری ہو گئی تھی سامنے کھڑا شخص اس کی جان سے عزیز دوست کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

"علی میری طرف دیکھو" نازش نے علی کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے بھرا اور اپنی طرف کیا بہتے پانی میں علی کا چہرہ کھل رہا تھا رونے کی وجہ سے آنکھیں لال ہو رہیں تھیں نازش کی نظر علی کے کانپتے

لبوں پر گئی نازش نے علی کے پاؤں پر پاؤں رکھتے ایڑھیاں اوپر کی اور نرمی سے علی کے لبوں پر اپنے لب رکھ کر پیچھے ہوئی۔

ربانیہ کے ساتھ ہم ایسا کچھ بھی نہیں ہونے دیں گے وہ جس کے پاس ہے وہ اسے اپنی جان سے زیادہ چاہتا ہے وہ اسے اپنے پاس ہی رکھے گا تم فکر نہیں کرو ہم چلتے ہیں ابھی ربانیہ کے پاس پہلے فریش ہو جاؤ نازش نے نرمی سے علی کی گردن کو انگلیاں رب کرتے ہوئے کہا علی اب خاموش کھڑا نازش کو دیکھ رہا تھا اپنی آنکھیں صاف کر کے نازش کو اپنے سینے سے لگایا اور آنکھیں موند لیں۔

تھوڑی دیر بعد علی اور نازش دونوں ہی ربانیہ کے پاس جانے کیلئے تیار کھڑے تھے علی بار بار رحمان کا نمبر ڈائل کر رہا تھا لیکن رحمان کال پک نہیں کر رہا تھا ایک تو رحمان نے گھر آؤٹ آف ڈسٹرکٹ لیا تھا اور اب رحمان کا کال نا اٹھانا علی کو ہلکان کر رہا تھا سکون کی تلاش میں ادھر ادھر گھومتے نازش کے پاس آیا جو ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی بال بنا رہی تھی۔

نازش کا رخ اپنی طرف کئے نازش کے ہونٹوں پر جھکا اور خود کو پر سکون کرنے لگا آنکھیں بند کئے وہ شدت سے قطرہ قطرہ نازش کی سانسوں کو پیتا اس کی طرف قدم بڑھانے لگا تھا۔

خود کو پرسکون کرنے کے بعد علی تھوڑا پیچھے ہوا۔ نازش کے شرم و غصے سے لال ہوتے چہرے کو دیکھ کر آنکھ و نک کی اور ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے پرفیوم کو اٹھا کر خود پر اسپرے کیا اور گنگنانے لگا۔

جی کرتا ہے تیری تیری زلفوں سے کھلیوں 🦋

جی کرتا ہے تجھے بانہوں میں لے لوں 🥰

فلاننگ کس دے کر نازش کے ہاتھ کو پکڑا اور ایک ہاتھ کمر میں ڈال کر ڈانس اسٹیپ کرنے لگا۔

جی کرتا ہے تیری تیری زلفوں سے کھلیوں 🦋

جی کرتا ہے تجھے بانہوں میں لے لوں 🥰

جی کرتا ہے تیری آنکھوں کو چوموں۔

دونوں آنکھوں پر بوسہ دیا۔

جی کرتا ہے تیرے عشق میں جھوموں 🦋

نازش کو کمر سے پکڑ کر اوپر کرتے ہوئے ہوا میں ہی گول گھوما یا نازش کی کھکھلاہٹ پورے کمرے میں گونجی تھی۔

ایسے ہنسوں گی تو میں خود کو نہیں روک سکوں گا علی نے نازش کو اپنے سینے سے لگا کر نازش کے نم بالوں پر بوسہ دیا اس دوران بھی بار بار علی کے ہاتھ رحمان کو کال کرنے میں مصروف تھے۔

جاؤ حجاب لگا لو جلدی ہم نے جانا ہے علی نے نازش کا ہاتھ پکڑے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا کیا اور موبائل کان کو لگائے کھڑا سامنے لگے شیشے میں نازش کا عکس دیکھ رہا تھا غصے سے دماغ کی نسیں ابھرنے لگیں تھی نازش نے اپنے ہاتھ پر گرفت مضبوط محسوس کی تو جلدی جلدی حجاب سیٹ کئے علی کے ہمراہ کمرے سے نکلی۔

آج بہت دیر ہو گئی ہے نازش نے شرم سے علی کی بازو کو مضبوطی سے تھاما اور نیچے کھڑے ملازموں کو دیکھا۔

علی کی جان یہ بھی جلدی ہی اٹھ گئے ہیں ہم جتنی دیر ہمیں کل روم میں جانے میں ہوئی تھی نا میرے خیال سے آج کا دن ہمیں روم میں رہنا چاہیے تھا اگر وہ۔ علی بولتے بولتے رکا اور ڈائمنگ ٹیبل کہ طرف قدم بڑھائے۔

مجھے ناشتہ نہیں کرنا علی ربانیہ کے پاس جانا ہے۔

علی کی جان تم نے خود ہی کہا تھا نا کہ ربانیہ کمزور لڑکی نہیں اور جس کی دسترس میں ہے وہ اسے خود سے زیادہ چاہتا ہے تو فحالی اس سوچ کو دماغ سے نکال دو کیونکہ تمہیں ناشتہ کرنا ہی ہو گا علی نے کرسی کھینچ کر نازش کو بٹھایا اور خود بھی بیٹھا۔

ناش کو صبح ناشتے میں پراٹھے کھانے کی عادت تھی اور نازش کی اس عادت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے سامنے پراٹھے پڑے تھے نازش کی تمام تر سوچیں ربانیہ کے گرد ہی طواف کر رہیں تھیں۔

علی نے ایک ایک نوالہ بنا کر نازش کے منہ میں ڈالنا شروع کیا نازش اپنی سوچوں میں ہی گم ناشتہ کر رہی تھی۔

چلو تھوڑی دیر بعد علی نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

کہاں؟؟؟

گڑیا کہ پاس جانا ہے ابھی ہمیں۔ بھول گئی۔؟؟؟

نہیں میں ناشتہ۔۔ نازش نے ٹیبل کی طرف اشارہ کیا جواب بلکل صاف تھا۔

ناشتہ کہاں گیا۔۔۔؟؟؟ نازش نے حیرت سے پوچھا تھا۔

علی کی جان تم ناشتہ کر چکی ہیں اور اگر بھوک ابھی بھی باقی ہے تو فریش جو س پینا پڑے گا تمہیں۔

Page | 714

نہیں نہیں بس اب بھوک نہیں ہے مجھے چلیں ربانیہ کے پاس نازش فوراً اٹھی تھی مقابل کا کیا بھروسہ تھا وہ دیر نہیں کرتا اسے جو س پلانے میں دونوں نے رخ گھر کے خارجی دروازے کی طرف کیا۔

رحمان کی آنکھ کھلی تو وہ بیڈ پر اکیلا تھا رحمان نے موبائل اٹھایا جہاں علی کی ان گنت کالز تھیں رحمان نے گھبرا کر کال بیک کی کیونکہ علی ایسے کبھی رحمان کو کال نہیں کرتا تھا آج زندگی میں پہلے بار علی کی اتنی کالز رحمان کے موبائل پر تھیں۔

کہاں مر گئے تھے تم۔۔۔؟؟؟ علی بنا لحاظ کئے رحمان کی کال اٹھاتے ہی دھاڑا تھا۔

یار کیا ہو گیا ہے علی۔۔۔؟؟؟ تم جانتے ہونا کل تھک گیا تھا بہت اس وجہ سے ابھی تک سو رہا تھا

اور۔

ربانیہ کہاں ہے علی رحمان کی بات کاٹی۔

پتہ نہیں میں دیکھتا ہوں روم سے باہر ہوگی۔

کیا مطلب پتہ نہیں وہ تمہاری ذمہ داری ہے رحمان دیکھو گڑیا کہاں ہے قادر وہاں سے کل رات ہی بھاگ گیا تھا اور دھمکی دے کر گیا ہے علی کا کہنا تھا کہ رحمان موبائل ہاتھ میں پکڑے کمرے سے باہر بھاگا کیونکہ کمرے میں واٹر روم کا دروازہ کھولا تھا اور گیلری میں گلاس وال کے پار کچھ بھی نہیں تھا۔

ربانیہ میری جان تم یہاں ہونا رحمان نے ربانیہ کو پکارا لیکن جواب نہ دیا رحمان کی دھڑکنیں بھڑنے لگیں تھیں بے شک وہ قادر کی گیدڑ دھمکیوں سے نہیں ڈرتا تھا لیکن وہ ربانیہ کے معاملے میں حساس تھا بہت۔

ربانیہ؛!!!! رحمان نے قدم پچن کی طرف بڑھائے سامنے ہی ربانیہ کو کام کرتے پایا جو اپنے ہی کام میں مصروف۔

مل گئی ہے میڈم پچن میں ہیں موبائل کو کان سے لگائے علی کو خاموش کروایا جو بار بار دھاڑ رہا تھا۔

میں بھی وہیں آ رہا ہوں علی نے کہہ کر رابطہ منقطع کیا رحمان نے قدم ربانیہ کی طرف بڑھائے
ربانیہ کو پشت اپنے سینے سے لگا کر ہاتھ ربانیہ کے پیٹ پر باندھے۔

کب سے بولا رہا ہوں ربانیہ آواز کیوں نہیں دے رہی رحمان نے قدم ربانیہ کی طرف بڑھائے
اور کان میں سرگوشی کی ربانیہ تو پہلے ہی اس کے اتنے قریب آنے سے ڈر گئی تھی رحمان کہ آواز
پر اسے پیچھے دھکا دیتی پیچھے ہو گئی۔

و۔ و۔ و۔ وہ میں بچ۔ اے بنا۔۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد وہ پھر بولی۔

وہ میں چائے بنا رہی تھی۔

تم نے چائے کب سے پینا شروع کر دی۔؟؟؟ تم تو صبح میں جو س پیتی ہو اور تمہارے ماتھے پر
پسینہ کیوں ہے۔؟؟

اوووو مائی گاڈ!!!!!! رحمان نے حیرت سے دونوں ہاتھ اپنے گال پر رکھے ربانیہ کی آنکھیں
پھیلیں تھیں جیسے اس کی کوئی چوری پکڑی گئی ہو۔

کک۔ کک۔ کیا۔؟؟؟؟

تم مجھ سے شرم مار ہی ہو؟؟؟ مجھ سے گھبرار ہی ہو۔؟؟؟ شکر ورنہ جو کل رات تم نے کیا مجھے لگا تھا کہ تم بے شرم ہو رحمان نے ربانیہ کا مزاق اڑایا۔

رحمان جائیں اور فریش ہو جائیں ربانیہ کو ناجانے غصہ کس بات پر آیا تھا رحمان نے بھی نوٹ کیا تھا لیکن علی آ رہا تھا اس لئے اس نے فریش ہونا تھا ربانیہ سے بعد میں بات کرنے کا سوچ کر وہ کمرے میں چلا گیا۔

رحمان جب تک فریش ہو کر آیا تب تک علی بھی آچکا تھا ربانیہ ابھی بھی کچن میں ہی تھی۔

میں ربانیہ سے مل کر آتی ہوں نازش علی اور رحمان کو ساتھ چھوڑ کر کچن کی طرف بڑھی جہاں ربانیہ کچھ کام کر رہی تھی۔

ربانیہ۔۔۔ ربانیہ۔ ربانیہ آخری بار نازش نے چیخ کر نام پکارا تب ربانیہ نے نازش کی طرف دیکھا ربانیہ کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے جو نازش کی آنکھوں سے پوشیدہ نہیں رہے تھے نازش ایک سرد آہ ہوا کے سپرد کرتی ربانیہ کی طرف بڑھی۔

تیسری آواز پر تم نے میری طرف صرف دیکھا ہے جو اب بھی نہیں دیا کیا ہوا ہے بدلی بدلی لگ رہی ہو ایک رات میں ہی شوہر کا اثر ہو گیا کیا نازش نے شوخ لہجے میں پانی سے بھر اگلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

تم فلحال یہاں سے جاؤ تمہیں کوئی اور کام نہیں۔؟؟؟ تم صبح صبح یہاں آگئی ہو اپنے شوہر کو لے کر میں اپنے شوہر کے ساتھ وقت گزارنا چاہتی ہوں اور تم ہمیں ڈسٹرب کرنے آگئی ہو ربانیہ نے غصے سے کہہ کر رخ فریج کی طرف کیا نازش حیرت سے منہ کھولے ربانیہ کے لہجے اور الفاظوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ربانیہ نازش نے پکارا تو ربانیہ نے نازش کی طرف ناگواری سے دیکھا ربانیہ کی آنکھوں میں خود کے لئے ناگواری محسوس کر کے نازش کے اندر کچھ ٹوٹا تھا نازش کو تو سامنے کھڑی لڑکی ربانیہ لگی ہی نہیں تھی وہ آنکھیں ربانیہ کی نہیں تھی اس کا دل ماننے سے انکاری تھا کہ سامنے کھڑی لڑکی ربانیہ ہی ہے جو اسے خود سے دور ہونے کا کہہ رہی ہے نازش گلاس وہیں رکھتی کچن سے باہر نکل گئی اور ربانیہ اپنے بال جھٹک کر مسکراتی اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

علی ربانیہ اور رحمان کو فحلال اکیلا چھوڑ دیتے ہیں مجھے بھی گھر جانا ہے جلدی چلیں نازش نے گھر سے باہر نکلتے ہوئے بنا علی طرف دیکھ کر کہا اور گھر سے باہر نکل گئی۔

اس کو اچانک کیا ہوا ہے۔؟؟؟ رحمان نے غصے سے جاتی نازش کو دیکھا ایسا کبھی پہلے ہوا ہی ناتھا کہ نازش اور ربانیہ ساتھ ہوں اور کچھ منٹ میں ان کی ملاقات ختم ہو جائے۔

مجھے لگتا ہے ان کی لڑائی ہو گئی ہے میں دیکھتا ہوں سیکیورٹی ٹائٹ کروادی ہے میں نے کیمرے پہلے ہی لگے ہوئے ہیں بس تم خیال کرنا علی کہہ کر مصافحہ کرنا باہر چلا گیا۔

نازش کیا ہوا ہے۔؟؟؟ علی نے نازش کو گاڑی کے پاس کھڑے دیکھ کر پوچھا نازش نے کوئی جواب نادیا اور منہ موڑ لیا علی نے آگے بڑھ کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور ہاتھ پکڑ کر گاڑی میں بٹھایا۔ علی نے خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

علی؛!!!! ربانیہ بہت بدل گئی ہے جہاں اس کی نظر میں کل تک محبت تھی اچانک ناگواری۔؟؟؟ نازش نم آنکھوں کو صاف کرتی ہوئی بولی۔

علی نے نازش کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی گود میں بٹھایا نازش نے حیرت سے علی کو دیکھا جواب سیٹ بیلٹ باندھ رہا تھا نازش کو اپنی طرف تکتے پا کر باری باری دونوں آنکھوں کو چوم لیا یہ آنکھیں بہت خوبصورت ہیں ان میں آنسو نہیں آنے دیا کرو۔

اور رہی بات گڑیا کی کل تھک گئی ہوگی اس لئے شاید ایسے کر رہی ہے تم فکر نہیں کرو علی نے نازش کا سر اپنے سینے سے ٹکایا اور گاڑی اسٹارٹ کی۔

ع۔ علی سب دیکھ رہے ہیں نازش نے اپنے منہ علی کے سینے میں چھپاتے ہوئے کہا۔

علی کی جان آس پاس میرے گارڈز کی گاڑیاں ہیں کسی میں اتنی ہمت نہیں جو میری بیوی کو دیکھے۔

نازش نے نظریں اٹھائیں اور باہر دیکھا جہاں دائیں بائیں گارڈز کی گاڑیاں تھیں نازش نے خاموشی سے سر جھکایا اور آنکھیں موند لیں۔

ریان بہت ٹائم ہو گیا ہے ہمیں نازش والوں کے پاس جانا چاہیے ریزان نے ریان کو واپس بہکتے دیکھا
تو فوراً بولی تھی۔

صبح سے ریان نے ویسے ہی ریزان کو اپنی شدتوں سے ہلکان کر رکھا تھا اور شام کے چار بجے بھی وہ
ویسے ہی ریزان کو اپنے حصار میں باندھے لیٹا تھا۔

میری جان پہلی بات رحمان کا میسج آیا تھا کہ ایک ہفتے تک اسے کوئی ڈسٹربنا کرے رہی بات
روحان اور علی کی وہ بھی اب بے فکر ہوں گے کیونکہ قادر علی کے پاس ہے تو کوئی خطرے کی بات
نہیں تم چپ رہو ریان کہہ کر ریزان کے چہرے پر جھکا تھا۔

ریان مجھے بھوک لگی ہے ایک اور بہانہ پیش کیا گیا۔

اچھا چلو ٹھیک ہے تم فریش ہو جاؤ اس کے بعد کرتا ہوتا تمہارا دماغ درست ریان نے ریزان کی ناک
سے ناک رگڑی اور پیچھے ہوا ریزان چار سو کی اسپید سے خود کے گرد چادر لپیٹتی واشروم میں بند
ہو گئی ریان مسکرایا اور موبائل اٹھا کر کان کو لگایا۔

روحان اب تو چھوڑ دو نار دانے روتے ہوئے روحان کو خود سے دور کیا تھا۔

روحان کی دانتوں کی چبھن اور گرم لمس ردا کو اپنی گردن پر محسوس ہو رہا تھا جبکہ ہاتھ ردا کی کمر پر حرکت کر رہے تھے۔

روحان مسکرایا اور ایک نظر ردا کو دیکھا جو غصے اور خفگی سے روحان کو ہی دیکھ رہی تھی۔

روحان نے صبح سے ردا کو ہلکان کر رکھا تھا ردا روتی شرماتی روحان کے رحم و کرم پر اس کی بانہوں میں لیٹی تھی۔

روحان نے مسکرا کر ردا کی آنکھوں پر بوسہ دیا۔

میں فریش ہو کر کھانے لینے جا رہا ہوں جب واپس آؤں تو وہ ہی ڈریس پہننا جو میں باہر رکھ کر جاؤں گا سمجھی روحان کہہ کر اپنی شرٹ زمین سے اٹھا کر وارڈروب کی طرف بڑھا۔

ردانے سامنے روحان کو دیکھا جو شرٹ لیس کسرتی جسم کا مالک اس کے سامنے اپنے ہی کام میں

مصروف تھا روحان کا رنگ ردا کے رنگ سے بھی زیادہ گورا تھا اس لئے ردا کبھی اپنے ہاتھ کو

دیکھتی تو کبھی روحان کی دودھیارنگت جیسے جسم کو۔

تمہارا ہی ہوں فکر نہیں کرو میری نظروں سے دیکھو خود کو بہت حسین ہو تم روحان کہتا و اثر و دم میں بند ہو گیا جبکہ ردا کو حیرت ہوئی تھی کی اس کی سوچ کو روحان کیسے جان گیا۔؟؟؟

(ماضی)

علینہ کو ناراض ہوئے آج ایک ہفتہ ہو گیا تھا علی بھی اپنے کام میں مصروف تھا جس کے باعث وہ علینہ سے بات نہیں کر سکتا تھا لیکن اسے اپنی بہن کی ناراضگی بہت تکلیف دیتی تھی آج اتوار کا دن تھا لیکن علینہ گھر میں موجود نہیں تھی۔

ماما علینہ کہاں ہے۔؟؟؟ علی نے ناشتے کے ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

کچھ دنوں سے نوٹ کر رہی ہوں صبح اٹھتی ہے اور یہ کہہ کر نکل جاتی ہے کہ دوست کے پاس جا رہی علی کے ہاتھ رکے تھے آنکھوں کے سامنے وہ دس سال کی ننھی پری کا سر اپالہر آیا علی کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تھی۔

یہ روز کا معمول تھا اب علی جب بھی اٹھتا تو نظر میں پہلے اس ننھی پری کی تصویر پر پڑتی رات کی آخری سوچ اور صبح کی پہلی سوچ ہی وہ ہوتی تھی نا جانے کیا سوچتا تھا وہ اس بچی کے بارے میں لیکن چہرے کی مسکراہٹ گہری ہوتی تھی جب بھی وہ اس بچی کے بارے میں سوچتا تو کبھی اس بچی سے ملا بھی نا تھا وہ تصویر بھی صرف علی نے کی تھی اس کے کمرے میں تھی کئی بار علی نے وہ تصویر کمرے سے نکلوائی تھی کیونکہ وہ تصویر اب علی کو ڈسٹرب کرنے لگی تھی۔

لیکن علی نے بھی ضد میں حیدر صاحب پر گئی تھی جب بھی علی کی صبح فجر کے وقت آنکھ کھلتی تو سامنے وہ ہی مسکراتا چہرہ ہوتا۔

کن سوچوں میں گم ہو شبنہ بیگم نے علی کے بالوں میں انگلیاں گھماتے ہوئے پوچھا۔

کچھ بھی نہیں ماما میں دیکھتا ہو علی نے کو ناراض ہے مجھ سے تب ہی ایسا کرتی ہے۔

حیدر کے دل کی ملکہ کبھی اپنے اس معصوم بیچارے شوہر پر نظر کرم کریں ہم بھی آپ کی محبت کے منتظر ہیں لیکن آپ کی ساری محبت صرف اپنے بیٹے کیلئے ہے حیدر صاحب نے جلتے ہوئے کہا

شبنہ بیگم نے حیدر صاحب کو گھور کر دیکھا جو کندھے اچکا کر اب ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئے تھے علی کا قہقہہ گونجا تھا۔

تم اپنا منہ کم کھولا کرو حیدر صاحب نے علی کو دیکھ کر ماتھے پر بل ڈالے کہا۔

علی نے اپنی ماں کی کمر کے گرد حصار باندھا اور سینے سے لگا حیدر صاحب تو یہ دیکھتے ہی غصے سے کھڑے ہوئے تھے اور علی کا ایک بار پھر قہقہہ گونجا لیکن اس بار شبانہ بیگم کا نسوانی قہقہہ بھی ساتھ شامل تھا۔

حیدر مرتضیٰ ایسے ہی تھا وقت کے ساتھ عمر اور محبت دونوں ہی بڑھتی جا رہی تھی۔

بہت برا کیا ہے تم نے۔" حیدر صاحب اپنے کف فولڈ کرتے کمرے کی طرف بڑھ گئے پیچھے شبانہ بیگم پکارتی رہیں پر وہ ناپلٹے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر کسی بچے کی طرح گھور کر علی کو دیکھا اور غصے سے دروازہ بند کر دیا جیسے وہ دروازہ ناہو علی کا چہرہ ہی ہو۔

بابا کچھ زیادہ ہی غصہ ہو گئے ہیں آج ماما۔" علی نے ہنستے ہوئے کہا اور ناشتہ کرنے لگا۔

شبانہ بیگم حیدر صاحب کو بعد میں منانے کا ارادہ کرتی علی کو ناشتہ کروانے لگیں۔

علی ناشتہ کرنے کے بعد علیینہ کی لوکیشن چیک کرتا اپنی گاڑی میں بیٹھا اور علیینہ کو لینے کیلئے گھر سے نکلا۔

کیا ہوا ہے میرے مجازی خدا کو شبانہ بیگم کھانے کی ٹرے ہاتھ میں پکڑے کمرے میں داخل ہوئیں تو نظر سامنے ہی بیڈ پر منہ پھلائے حیدر صاحب پر پڑی۔

جاؤ اپنے بیڈ کے پاس اور لگاؤ اسی کو گلے حیدر صاحب غصے سے کہہ کر اٹھے اور کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر گھر سے نکلتی علی کی گاڑی کو دیکھا علی گھر سے نکلتے ہوئے بھی باز نا آیا تھا ایک فلاسنگ کس کے ساتھ آنکھ و نک کی اور ہنستا گاڑی آگے بڑھا گیا۔

دیکھا۔ دیکھا اب بھی نہیں سدھرا ہے حیدر صاحب نے کسی چھوٹے بچے کی طرح علی کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا۔

کیا ہو گیا ہے حیدر بیٹا ہے آپ کا شبانہ بیگم نے حیدر کے گرد حصار باندھا اور اس کے سینے سے لگی۔

شبانہ تم میری ہو صرف میں جانتا ہوں وہ ہمارا بیٹا ہے لیکن میں نہیں بانٹ سکتا کسی کے ساتھ تم میرے دل کی ملکہ ہو مجھ تک محدود رہو اب وہ دونوں بڑے ہو گئے ہیں اور علی نے کو سنبھالنے کیلئے اس کا شوہر ہے اور رہی بات علی کی تو جلد ہی اس کی بھی شادی کروادوں گا اب تاکہ وہ تم سے دور رہے حیدر صاحب نے غصے سے شبانہ بیگم کے گرد حصار تنگ کرتے ہوئے کہا۔

اچھا چلو ایک چیز منگوائی ہے تمہارے لئے تمہیں دکھانا چاہتا ہوں حیدر صاحب نے شبانہ کا ہاتھ پکڑا اور کمرے سے باہر نکلے۔

شبانہ بیگم کی نظریں تو اب بھی حیدر صاحب کے چہرے پر تھیں صاف شفاف دودھیارنگت بڑھی ہوئی بیئر ڈکالی آنکھیں بکھرے بال وجیہ چہرے کا مالک وہ شخص اتنی عمر ہونے کے باوجود بھی علی کا ہی بڑا بھائی لگتا تھا شبانہ بیگم اپنی ہی سوچ پر مسکرائیں۔

یہاں بیٹھو حیدر صاحب نے ایک لال کلر کی بڑی کرسی پر شبانہ بیگم کو بٹھایا اور خود پاس ہی رکھی نرم لال گدی پر بیٹھا کر سر اپنا شبانہ بیگم کہ گود میں رکھا۔

آپ نیچے نہیں بیٹھیں کیا کر رہے ہیں آپ اٹھیں شبانہ بیگم اٹھنے لگیں تو حیدر صاحب نے واپس بٹھایا۔

تم میرے دل کی ملکہ ہو میری جان بستی ہے تم میں اور تم میرے بچوں کی جنت ہو اتنا تو ڈیزرو کرتی ہو جیسے محل میں رانی کی شاہی کرسی ہوتی ہے ویسے ہی یہ تمہارے لئے ہے۔

حیدر آپ ایسے پاؤں میں بیٹھے ہیں مجھے اچھا نہیں لگ رہا یہ شاہی کرسی آپ ہی رکھیں مجھے نہیں چاہیے۔

ایسے کیسے نہیں چاہیے بیگم۔؟؟؟ یہ میں نے آپ کو عزت دی ہے اور آپ ٹھکرا رہی ہیں۔؟؟؟
حیدر صاحب نے خفگی سے شبانہ کو دیکھا۔

نہیں حیدر ایسا بالکل بھی نہیں ہے آپ میرے مجازی خدا ہیں کبھی دیکھا ہے ایسے کسی شوہر کو
بیوی کے قدموں میں بیٹھے۔؟؟؟

میں نے تو پیار کرتے بھی نہیں دیکھا۔

جانتی ہو شبانہ میں سمجھتا ہوں کہ تم میرے لئے میری زندگی کا وہ حصہ ہو جس کے بنا حیدر ادھورا
ہے تم میرے ساتھ زندگی کے ہر موڑ پر کھڑی رہی ہو تمہارے بنا رہنا کو سوچ کر جان نکل جاتی
ہے میری۔ میری ہر نماز کی پہلی اور آخری دعا آج بھی تم ہی ہو بس اب آخری خواہش ہی یہ کہ
تم سے پہلے میری روح پرواز کرے تاکہ تمہارے بنا رہنے کی ایک سیکنڈ کی تکلیف بھی میں نا
دیکھوں۔

اللہ نا کرے کبھی ایسا ہو حیدر کیسی باتیں کر رہے ہیں۔؟؟

اس بات کو چھوڑیں علیزے سے ملے آپ۔؟؟علینہ سے کب ملوانا ہے اسے۔؟؟؟شبانہ بیگم ہمیشہ حیدر صاحب کی ایسی باتوں پر تڑپ جاتی تھیں ہمیشہ یہ ہی خواہش تو حیدر صاحب ظاہر کرتے تھے۔

ہاں ملا تھا علی بھی مل لیتا ہے بس علینہ سے اور تم سے ملنے کی خواہش کرتی ہے بہت بس اب اور نہیں وہاں چھوڑ سکتا مسسر عباس کی تو ڈیبتھ ہو چکی ہے تم جانتی ہو علیزے بھی حقیقت سے واقف ہے تو اسے خود سے دور رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہاں علینہ کو یہ حقیقت ایکسیپٹ کرنے میں وقت لگے گا لیکن وہ بھی ایک بہن چاہتی تھی جب معلوم ہو گا اسے کہ اس کی ایک بہن ہے اسی کا عکس تو خوش ہو جائے گی وہ بہت۔

علیزے اور علینہ دونوں جڑواں بہنیں تھیں لیکن جس دن ان دونوں کی پیدائش ہوئی اس دن اس ہسپتال میں حیدر صاحب کہ ایک دوست بھی تھے جن کی بیوی نے ایک مردہ بچے کو جنم دیا تھا ڈاکٹرز نے تو صاف کہہ دیا تھا کہ کسی بھی قسم کا دھچکا انہیں لگا تو یہ اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گی عباس صاحب کے پاس ان کی بیوی کے علاوہ کوئی اپنا رشتہ نہ تھا پھر حیدر صاحب نے

شبانہ بیگم سے مشورہ کرنے کے بعد اپنی ایک بیٹی اپنے ایک جگر کا ٹکڑا اس خاتون کی جان بچانے کیلئے دے دیا۔

علی بچہ تھا اپنی ایک بہن کے دور ہونے پر اپنے ماں باپ سے ناراض رہا لیکن گزرتے وقت کے ساتھ وہ معاملے کی سنگینی کو سمجھ گیا تھا۔

علی شبانہ بیگم اور حیدر صاحب علیزے سے ہمیشہ ملتے رہتے تھے علینہ کے علاوہ۔ علیزے پر یہ حقیقت اس کی ماں کے انتقال پر ہی سامنے آئی تھی کیونکہ حیدر صاحب نہیں چاہتے تھے کہ علیزے کو مزید ان سے دور رکھا جائے۔

پہلے تو علیزے ماننے کیلئے تیار نا تھی لیکن پھر عباس صاحب کی باتوں نے سب اسے سمجھا دیا علیزے نہایت ہی سادہ اور سلجھی ہوئی لڑکی تھی جبکہ علینہ بالکل اس کی الٹ تھی شوخ مزاج شرارتی وہ اپنی بچپن کی ماں کو یاد کر کہ ہمیشہ رویا کرتی تھی لیکن عباس صاحب کیلئے باپ والا پیار کم نا ہوا تھا وہ آج بھی اپنے ماں سے محبت کرتی تھی جیسے اپنے ماں باپ س کرتی تھی۔

علی علینہ کی لوکیشن پر پہنچا تو ایک پارک میں علینہ کو بیٹھا دیکھا گود میں کسی کا سر رکھے وہ اپنی ہی باتوں میں مگن تھی علی مسکرا کر علینہ کی طرف بڑھا اور پیچھے سے پکڑ لیا۔

کیا بد تمیزی ہے یہ علینہ نے اپنا کندھا چھڑوایا لیکن پیچھے نا دیکھا۔

اتنی ناراض ہے میری گڑیا۔؟ علی نے علینہ کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا علینہ بھی علی کے پرفیوم کی

خوشبو سے پہچان چکی تھی کہ وہ اس کا بھائی ہی ہے ورنہ کسی میں اتنی ہمت نا تھی جو ایسے علینہ پر

ہاتھ ڈالتا۔

اب نظر علینہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹی اس شہزادی پر پڑی جو بڑے مان سے علینہ کا ہاتھ تھامے

علی کی طرف دیکھ رہی تھی کالی آنکھیں ان شہد رنگ آنکھوں میں نا جانے کیا تلاش کر رہی

تھیں کچھ نا ملنے پر اپنی نظریں پارک میں دوڑائیں۔

یہ ہیں آپ کہ شہزادے۔؟؟؟ اس بچی نے علی طرف اشارہ کیا اس کی آواز سن کر علی نے واپس

اس کی طرف دیکھا جو اب مسکرا رہی تھی اس کی مسکراہٹ بہت پیاری تھی وہ کسی تتلی کی مانند

لگ رہی تھی۔ ٹیل پونی میں بالوں کو قید کیا ہوا اتھالال لب پھولے پھولے گال چھوٹی ناک کچھ

آوارہ لٹھیں اس کے منہ پر آرہیں تھیں جنہیں وہ اب بار بار پیچھے کر رہی تھی ٹھوڑی پر ایک تل

موجود تھا اور ایک تل اس کے نیچے ہونٹ پر تھا جو تقریباً نا ہونے کے ہی برابر تھا علی نے باریک

بنی سے اس بچی کے نقوش کو دیکھا علی کو ایسے کھویا دیکھ علی نے ہنسی تھی اور علی ہوش میں آیا اپنی کی گئی غلطی پر نظریں پھیر کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

علینہ میں نے کہا ہے نا چھوٹی بچی ہے یہ اپنی چوری پکڑے جانے پر علی نے غصے سے علیہ کو کہا تھا
علینہ کہ مسکراہٹ سمٹی۔

بھائی یہ کون سا طریقہ ہے بات کرنے کا میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا آپ سے بس ناما میں آپ
میری بات جائیں یہاں سے علیہ اس بچی کا ہاتھ پکڑے آگے بڑھی۔

حکم آپ کا تھا جو میں نامانا
خطا وار ہوں میں نا آیا نبھانا۔

علی گانے کے دو بول گا کر علیہ کے سامنے آیا اور کان پکڑے۔

وہ بچی بنا پلک جھپکائے سامنے کھڑے علی کو دیکھ رہی تھی۔

بہت پیاری ہے آپ کی آواز اس بچی نے دل سے تعریف کی تھی علی مسکرایا اور علیہ کی طرف
دیکھا جا اب مسکرا رہی تھی۔

چلو اب گھر نہیں چلنا۔؟؟ علی نے علینہ کو کندھے سے تھامتے اپنے ساتھ لگایا۔

ہاں یہ تو ٹھیک کہاں آپ نے کہ آپ کو بھائی بہن کا رشتہ نبھانا نہیں آیا ایک بات کہی تھی وہ بھی نامانی صرف اور صرف اس لئے معاف کر رہی ہوں کیونکہ میری شہزادی نے آپ کی تعریف کی ہے اب میں ساتھ چلوں گی علینہ نے بڑے دل کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا علی مسکراتا علینہ کو لے کر گاڑی کی طرف بڑھا۔

اس کو کہاں لے کر جا رہی ہو۔؟؟؟ علی نے ساتھ آتی بچی کو دیکھ کر کہا۔

یہ ہمارے ساتھ چلے گی اس نے اپنا میرا مطلب ہے ہمارا گھر دیکھنا ہے علینہ نے آگے کا دروازہ کھول کر اس بچی کو بٹھایا اور خود پیچھے بیٹھ گئی علی نے حیرت سے علینہ کو دیکھا یہ علینہ ہی تھی اس کی بہن۔؟؟؟ جو علی کے ساتھ آگے کسی کو بیٹھنے کی اجازت نادیتی تھی یہاں تک کہ علینہ نے کبھی حیدر صاحب یا شبانہ بیگم کو بھی علی کے ساتھ ایسے بیٹھنے نادیا تھا اور آج کیسے آرام سے وہ اس بچی کو بٹھا گئی تھی۔

چلیں نا اس بچی نے علی کو کھڑے دیکھ کر کہا علی نے نفی میں سر ہلا کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور گاڑی آگے بڑھائی۔

میں یہاں بیٹھوں گی اس بچی نے رومال سے اپنی ناک پونچھتے ہوئے علی کی گود کی طرف اشارہ کیا۔
نہیں تم جہاں ہو وہیں بیٹھی رہو علی نے سخت لہجے میں جواب دیا تھا۔

ایک تو وہ چھوٹی بچی تھی جس کے بارے میں وہ سوچنا گناہ سمجھتا تھا چوبیس گھنٹے اٹھتے بیٹھتے اس کی شکل دیکھ کر جو جذبات اس کے دل میں پیدا ہونے لگے تھے وہ اسے حقیقت نابنانا چاہتا تھا وہ
چھوٹی بچی تھی علی کو خود پر ہی شرم آتی تھی کہ کیسے ایک چھوٹی بچی کیلئے ایسی فیلنگ رکھ سکتا تھا۔
بھائی بٹھالیں نا گود میں بچی ہی تو ہے علینہ نے غصے سے کہا تھا علی نے شیشہ میں نظر آتی اپنی معصوم
سی گڑیا کا چہرہ دیکھا پھر ساتھ بیٹھی آفت کی پرکالہ کو جو ہاتھ اٹھا چکی تھی علی نے ایک ہاتھ اس کی
کمر میں ڈال کر اپنی گود میں بٹھایا اس بچی نے علی کے گرد حصار باندھا اور آنکھیں موند لیں۔

تھک گئی ہے صبح سے میرے ساتھ ہے علینہ نے اس بچی کے فوراً سوتے ہی علی کو صفائی دی۔

اسے سونے کیلئے میری ہی گود ملی تھی۔؟؟؟ علی کو اب صحیح معنوں میں علینہ پر غصہ آ رہا تھا۔

بھائی آپ غصہ نا کریں چھوٹی بچی ہے جیسے عام چھوٹے بچوں کو پیار کرتے ہیں آپ بھی ایسا ہی پیار
کریں نا علینہ نے علی کی چوری پکڑتے ہوئے علی جذبات پر چوٹ کی تھی علی نے گاڑی کی اسپید

بڑھادی تھی گاڑی میں اے۔ سی آن ہونے کے باوجود بھی علی کے ماتھے پر پسینہ آ رہا تھا گھر کے سامنے گاڑی جھٹکے سے رکی تو وہ بچی ہوش میں آئی اور علی کے گال پر بوسہ دے کر گاڑی سے اترنے لگی علی ساکت سا بیٹھا بس سامنے ہی دیکھ رہا تھا علینہ اور وہ بچی دونوں ہی وہاں سے جا چکیں تھیں بے خودی میں علی کا ہاتھ اپنی گال پر گیا اور مسکرایا علی فوراً خود کر جھڑکتا گاڑی سے نکلا اور گھر کی اندر داخل ہوا۔

علی نے سامنے گلاس وال کی طرف پڑی ایک کرسی دیکھی تو اسکی طرف بڑھا۔

کیا دیکھ رہے ہو۔۔۔؟؟؟ یہ کرسی تمہارے بابا نے میرے لئے لی ہے وہ کہتے ہیں میں ان کی دل کی ملکہ ہوں تو اسپیشل ٹریٹمنٹ تو بنتا ہے شبانہ بیگم نے علی کو خاموش کرسی کو تکتے دیکھ کر کہا۔

ماما یہ آپ ڈیزرو کرتی ہیں ہمیشہ آپ نے ہمارا خیال رکھا بابا بھی تو بہت محبت کرتے ہیں آپ سے علی نے شبانہ بیگم کو کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

اس کرسی پر میرے بعد میری بہو کا حق ہے سمجھے میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ یہاں میری بہو بیٹھ کر حکومت کرے گی شبانہ بیگم کہہ کر مسکرائیں۔

تم پھر میری بیوی کے ساتھ چپک رہے ہو حیدر صاحب نے علی کو کالر سے کھینچ کر پیچھے کیا اور
شبانہ بیگم کے قدموں میں بیٹھے۔

یہ آپ کی بیوی بعد میں پہلے میری ماں علی کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی وہ چھوٹی بچی وہاں آئی

ہیلو سسر جی کیسے ہیں آپ وہ بچی حیدر صاحب کے ماتھے پر بوسہ دیتی ان کے ساتھ بیٹھی اور
شفقت سے شبانہ بیگم کا پاؤں اٹھا کر وہاں بوسہ دیا اور اپنی گود میں رکھ کر دبانے لگی۔

شہزادی چھوڑ دو آج نہیں تھکی ہوئی میں شبانہ بیگم نے پیار سے اس بچی کے بال سہلائے۔
کیا کہا تم نے۔؟؟ سسر۔؟؟ علی چیخا تھا۔

کم بولیں عزیزیل مجھے آہستہ بھی سنائی دیتا ہے جائیں آپ جا کر اپنا کام کریں ابھی میرا ٹائم ہے اس
بچی نے کہہ کر رخ شبانہ بیگم کی طرف کیا اور باتیں کرنے لگی۔

میرا نام علی ہے۔ علی نے اپنے نام پر زور دے کر کہا۔

مجھے معلوم ہے پر مجھے شہزادی نے بتایا آپ بہت اسٹرانگ ہیں آپ کے ڈولے بھی ہیں اور آپ تو بھاری چیزوں کو آرام سے اٹھالیتے ہیں۔

آپ تو خدا کی طرف سے ہی مضبوط ہیں اس لئے عزیل "عزیل" مطلب خدا کی طرف سے مضبوط۔ وہ بچی کہہ کر واپس شبانہ بیگم کی طرف متوجہ ہوئی شبانہ بیگم اور حیدر صاحب دبی دبی ہنسی ہنستے اس بچی سے باتیں کرنے لگے علینہ بھی خوش ہوتی وہیں بیٹھ گئی۔

علینہ روز ہی ایسا کرتی تھی اس بچی کی دوستوں کے جانے کے بعد وہ اسے گھر لے آتی تھی اور یہاں وہ پورا دن رہتی اور شام میں اس کے گارڈ اسے لے جاتے۔

علی روم میں آیا تو غصے سے شاوور لینے کے لئے واشروم میں بند ہو گیا۔

ایک چھوٹی سی بچی ہے وہ۔ وہ میرے جذباتوں پر سوار ہوتی جا رہی ہے۔ اب سامنے آئی تو قتل ہی کر دوں گا میں اس کا علی کہہ کر شاوور آن کر تانچے کھڑا ہو گیا اور نا جانے کتنی ہی دیر وہ ایسے ہی کھڑا رہا۔

پندرہ منٹ بعد باہر نکلا تو وہ بچی اس کے بیڈ پر الٹی لیٹی علینہ کے ساتھ پزل سالو کر رہی تھی۔

مجھے چاکلیٹ کھانی ہے اس بچی نے کہا اور اٹھ کر الماری کی طرف بڑھی الماری کو آرام سے کھول کر وہ چاکلیٹ لا کر واپس بیٹھی اور چاکلیٹ کھانے لگی۔

یہ میری الماری میں کیسے آئیں علی کی آواز کمرے میں گونجی۔

یہ تو فرسٹ سے ہی سے یہیں ہیں اس بچی نے چاکلیٹ کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے کہا۔

ویسے اس روم میں اگر یہاں یہاں یہاں شیشے ہوتے اس بچی نے کمرے کی تین طرف اشارہ کیا۔ اور بیڈ سفید ہوتا اور کارپیٹ نرم اور بلیک ہو گا اور ہاں یہاں ایک بڑا سادہ یوار کے سائز کا ہی شیشہ جلدی لگ جانا چاہیے وہ بچی حکم دینے والے انداز میں کہتی واپس پزل سالو کرنے میں مصروف ہوئی جبکہ سامنے بیٹھی علی نے اپنے بھائی کی شکل دیکھ کر اپنی ہنسی دبا رہی تھی۔

بیٹھے نا بھائی آپ ہمارے ساتھ علی نے کہا۔

تم اکیلی ہی پارک میں گڑیا کہ ساتھ آجاتی ہو ماں باپ کو فکر نہیں کیا۔؟؟؟ علی نے علی نے کہا کہ بات کو نظر انداز کیا۔ علی کو حیرت ہوئی تھی کہ ایک چھوٹی بچی کو کیسے اس کے ماں باپ چھوڑ سکتے ہیں۔

میں فرینڈز کے ساتھ آئی تھی ان کے پیرنٹس انہیں لے گئے اور میرے پیرنٹس وہ بچی بولتی بولتی رکی اور آنکھوں کی نمی کو صاف کر کے علی کی طرف دیکھا۔

علی کو دل میں ایک انجانی تکلیف محسوس ہوئی اس بچی کی آنکھوں میں آنسوؤں دیکھ علی نے غصے سے ہاتھوں کی مٹھیاں بنائیں اور اس کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔

میرے پیرنٹس اس دنیا میں نہیں ہیں وہ بچی کہہ کر بیڈ سے نیچے اتری اب چہرے پر کسی بھی قسم کے تاثرات نا تھے علی نے حیرت سے اس بچی کو دیکھا تھا جو پل میں ہی اپنی تکلیف چھپا گئی تھی۔

ابھی علی نے یہ سنا تھا کہ اس بچی کو گارڈز لینے آئیں ہیں علی اسے روکنا چاہتا تھا لیکن وہ روک نہیں سکا۔

جلدی جاؤ اب علی نے اس بچی کا نرم ہاتھ اپنے مردانہ ہاتھ میں تھاما اور کمرے سے باہر لے گیا اس بچی نے محبت و عقیدت سے علی کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور بھاگتی نیچے چلی گئی۔

علی نے نازش کو سویادیکھ کر اسے اپنی بانہوں میں بھرا تھا اور آہستہ سے گاڑی سے نکل کر گھر کے اندر داخل ہوا سیڑھیاں عبور کر گیا اپنے کمرے کے ساتھ والا کمر اکھولا اور آگے بڑھ کر نازش کو بیڈ برلٹایا نازش کل پوری رات ناسوئی تھی اور صبح جلدی اٹھ جانے کی وجہ سے تھک چکی تھی اس لئے سو گئی تھی اور علی نے بھی اسے جگانا مناسب نا سمجھا تھا۔

علی نے ایک نظر اپنی گڑیا کہ کمرے پر ڈالی نرم ملائم کالین گلابی کلر کا فرنیچر گلابی رنگ کے پردے آج بھی ویسے ہی تھے کچھ بھی ناید لہ بھابد لہ تھا پو صرف یہ کہ آج یہاں اس کمرے میں گڑیا نہیں تھی۔

علی کمرے سے باہر نکل کر کچن میں آیا اور ملازمہ کو باہر جانے کا اشارہ کر کے کف فولڈ کئے اور شرٹ کے اوپر کہ دو بٹن کھول کر ایپرن باندھ کر ہاتھ میں چھری پکڑی۔

ہاتھوں کو تیزی سے چلاتے وہ اپنے کام میں مصروف تھا وہ جلد سے جلد کھانا تیار کر کے نازش کے پاس جانا چاہتا تھا۔

کیونکہ نازش کے ساتھ علی نے زیادہ وقت نہیں گزارا تھا وہ اور وقت نازش کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا۔

علی بیٹا تم نے کسی کو کمرے کی ڈیکوریشن کیلئے ہائیر کیا تھا۔؟؟ ایک بوڑھی ملازمہ نے کچن میں آتے ہونے پوچھا۔

اماں آپ کو کتنی بار کہا ہے کہ آپ آرام کیا کریں ایسے نہیں گھوما کریں بنا سہارے کے علی نے آگے بڑھ کر اس ملازمہ کا ہاتھ بھاما اور کرسی پر بٹھایا۔

یہ ملازمہ علی کو بہت عزیز تھی کیونکہ اس ملازمہ نے علی اور علیہ کی پرورش کی تھی۔

ان کے ہاتھوں کی خوشبو میں آج بھی علی کو شبانہ بیگم کے ہاتھوں کا لمس محسوس ہوتا تھا۔

کیونکہ ان ہاتھوں نے شبانہ بیگم کو سنبھالا تھا جب علی کی پیدائش ہوئی تھی اور جب علیہ کی پیدائش ہوئی تب بھی۔

بیٹا تم تو بالکل ہی بدل گئے ہونا آتے ہو بات کرنے اور ناہی ملنے اس بوڑھی عورت نے علی کہ سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

اماں وقت کی مار جب لگتی ہے تو انسان کو بدلنا پڑتا ہے علی کہہ کر اٹھا اور کچن سے باہر نکلا باہر کھڑے ملازمین کو ان کا کام سمجھاتے وہ واپس کچن میں آیا۔

اماں آپ آرام کریں آج کھانا میں نے بنایا ہے کھا کر بتائیے گا کیسا بنا ہے اور میں اب آپ کہ پاس روز آیا کروں گا اور میری بیوی بھی علی نے کہہ کر دوسری ملازمہ کو اشارہ کیا کہ اماں کو لے جائے

وہ ملازمہ اس بوڑھی عورت کا ہاتھ تھام کر وہاں سے نکل گئی اور علی نے اپنا کام واپس شروع کیا۔

ربانیہ تمہیں نہیں لگتا ہمیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔؟؟ رچمان نے فائیو اسٹار ہوٹل میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

رحمان میں چاہتی ہوں ہمارا نکاح ایک بار پھر ہو اور ہم اس گھر سے دور رہ کر اپنے خوبصورت لمحات کو سیلیبریٹ کریں ربانیہ نے کہہ کر شرم سے منہ جھکایا۔

ربانیہ صبح سے رحمان کو حیران کر رہی تھی شرم و حیار ربانیہ کے لہجے میں پہلے نہیں پائی جاتی تھی لیکن آج اچانک سے وہ بے باکی تو دور کی بات وہ رحمان سے دور دور بھاگ رہی تھی قریب بھی آتا تو شرم و ڈر سے پیچھے ہو جاتی رحمان کو لگا تھا کہ وہ بیمار ہے یا کل رات کی وجہ سے وہ ایسا سلوک کر رہی ہے لیکن یہاں تو معاملہ ہی کچھ گڑبڑ تھا مسلسل وہ واپس نکاح پر زور دے رہی تھی۔

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

ربانیہ تم پکا ٹھیک ہو رحمان نے ربانیہ کے گرد ہاتھ حائل کرتے ہوئے کہا۔

جی جی میں ٹھیک ہوں چلیں ہم کمرے میں چلتے ہیں ربانیہ نے شرما کر گردن جھکائی اور رحمان کا ہاتھ پکڑے لفٹ کی جانب بڑھی۔

ایک تو رحمان علی کو بتائے بنا یہاں آنے پر پریشان تھا دوسرا ربانیہ کے بیسیوئیر نے اسے پریشان کر دیا تھا۔

رحمان میں جب بولوں تب کمرے میں آنا ہم نکاح صبح بھی کر لیں گے ربانیہ کہہ کر کمرے میں گئی دروازہ آدھا بند تھا رحمان دروازے کے پاس کھڑا اپنی ہی سوچوں میں گم تھا جب اندر سے ربانیہ کے چیخنے کی آواز آئی وہ پریشانی سے اندر بھاگا۔

نازش کی آنکھ کھلی تو خود کو نرم بستر پر لیٹے محسوس کر کے وہ مسکرائی نازش نے اپنے ہاتھ میں پہنی گھڑی پر وقت دیکھا تو رات کے آٹھ بج رہے تھے نازش نے اپنا سر پیٹا۔

وہ پچھلے آٹھ گھنٹوں سے سو رہی تھی خیال علی کا آیا تو اٹھ کر کمرے سے باہر نکلی اس سے پہلے نازش اپنے کمرے کا دروازہ کھولتی علی نے نازش کا ہاتھ پکڑا تھا۔

علی کی جان پہلے ہم کھانا کھالیں پھر جانا کمرے میں علی نے نازش کو کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا اور سر پر پوسہ دیا اس اچانک افتادہ پر نازش گھبرا کر علی سے پیچھے ہوئی نظر پیچھے کھڑے ملازمین پر ڈالی جو منہ جھکانے کھڑے تھے۔

فکر نہیں کرو یہ سب وہ سنتے اور دیکھتے ہیں جو علی چاہتا ہے علی نے لائٹ نازش کی آنکھوں کے سامنے لہرایا تو نازش سمجھ چکی تھی کہ علی ان ملازموں کو ہسپینوٹائز کر چکا ہے۔

میں فریش تو ہو جاؤں نازش نے اپنا حلیہ دکھایا وہ اب بھی جینز کے اوپر وائٹ شرٹ پہنے اس کے سامنے کھڑی تھی حجاب کافی حد تک خراب ہو چکا تھا میک کہ نام پر جو لیسپسٹک لگائی تھی وہ اب لبوں پر نہیں تھی۔

علی نے نازش کا ہاتھ پکڑا اور واپس گڑیا کہ روم میں لے گیا اور واش روم کی طرف اشارہ کیا۔

نازش واش روم کی طرف بڑھی اور علی کمرے سے باہر نکل گیا۔

نازش واپس کمرے میں آئی تو علی ہاتھ میں ایک بیگ لئے کھڑا تھا نازش نے آئیبر و اچکائی۔

کھانا کھالو پھر یہیں آکر دیکھ لینا اس میں کیا ہے اور وہ رہا میک اپ علی نے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف

اشارہ کیا۔

مجھے تیار ہونا ہے۔؟؟

ہاں کل میں نے تمہیں تیار کیا تھا اپنے لئے آج تم خود میرے لئے تیار ہو گی علی نے نازش کو

بانہوں میں اٹھاتے ہوئے کہا اور رخ کمرے سے باہر کا کیا۔

علی سب ملازم دیکھ رہیں ہیں نازش نے ہڑبڑا کر نیچے اترنے کی کوشش کرتے کہا۔

علی کی جان تم اچھے سے جانتی ہو یہ سب ملازم سپینوٹائز ہیں اگر اتنا ہی مسئلہ ہے تو۔ علی نے بات

ادھوری چھوڑی۔

ایک منٹ سے پہلے یہاں سے سب غائب ہو جاؤ علی کی آواز گھر میں گونجی وہیں وہ سب ملازم سر

کو خم کئے ایک ہی منٹ میں دروازہ عبور کر گئے۔

علی وہ ٹھیک کیسے ہوں گے۔؟؟؟

علی کی جان باہر میں نے ایک ایسا سا ونڈ سسٹم لگوایا ہے کہ اس کو سننے کے بعد کوئی بھی سپینوٹائیز نہیں رہتا۔ اب خاموش ہو جاؤ صبح کے بعد کچھ بھی نہیں کھایا ہے تم نے علی نے ڈائنگ ٹیبل کی کرسی کو پاؤں سے ہی پیچھے کھینچا اور اس پر بٹھایا پاس پڑی کرسی پر خود بیٹھ کر کھانا نکالا۔

نازش نے کھانے کیلئے ہاتھ آگے بڑھایا علی نے نظریں اٹھا کر نازش کو دیکھا نازش نے نا سمجھی سے آئیر و اُچکائی۔

علی نے بنا جواب دیئے چاول کی ایک چمچ بھر کر نازش کے منہ کہ فریب کیا۔

میں کھالوں گی نازش نے علی کا ہاتھ روکا۔

ہاتھ نیچے کرو زندہ ہوں میں جب تک تمہارے سا بھ ایسے ہی رہنا ہیں تمہیں علی نے چاول نازش کہ منہ میں ڈال کر کہا نازش علی نظروں سے پزل ہوتی نظریں جھکا گئی۔

علی بچپن کی کچھ یادوں کو یاد کرتا مسکرا کر خود بھی کھا رہا تھا اور نازش کو بھی کھلا رہا تھا

نازش بس نظریں جھکائے بیٹھی انگلیاں مروڑ رہی تھی جانے انجانے میں وہ خود کیلئے ہی کئی مشکلات پیدا کر گئی بھی۔

علی نے ٹھوڑی سے پکڑ کر نازش کا چہرہ اوپر کیا اور نازش کے لبوں بر جھکا اپنے منہ میں موجود پانی
علی نے نازش کہ منہ میں منتقل کیا اور پیچھے ہوا۔

یہ کیا طریقہ ہے میں پی سکتی تھی نازش نے حیرت اور غصے سے کہا۔

پچھلے پانچ منٹ سے تم کھائی جا رہی ہو پانی پیا ہی نہیں مجھے لگا کہ میرا کہا مجھے سچ کرنا پڑے گا۔
ویسے جیسے تم کھانا کھانے کی خواہش رکھتی ہو میں نے ویسے آج اس لئے نہیں کھلایا کیونکہ علی کی
جان آپ کا چہرہ گلاب کی مانند لال ہو رہا ہے مانو ابھی خون چھلکے گا علی نے اپنے دونوں ہاتھوں کو
ایک دوسرے میں الجھاتے ہوئے اپنی ٹھوڑی کی نیچے رکھ کر بغور نازش کہ چہرے کو دیکھا۔
میں۔ میں تیار ہو کر آتی ہوں نازش بنا علی کی طرف دیکھے سیرٹھیاں چڑھتی کمرے میں بند ہو گئی۔

علی کچھ سوچ کر مسکرایا اور ملازمہ کو کال کی جو کچھ ہی منٹ میں وہاں آچکی بھی اور برتن اٹھائے
کچن میں گئی۔

علی کی جان یہ ڈریس اگر آپ نے خود ناپہنا تو علی اچھے سے جانتا ہے کہ یہ ڈریس اس نے اپنی
بیوی کہ جسم پر کیسے پہنانا ہے علی کا میسج پڑھ کر نازش کے ماتھے بر کئی بل نمایاں ہوئے تھے وہ تو
ڈریس لے کر علی کے پاس جانے ہی والی تھی کہ وہ یہ ڈریس نہیں پہنے گی۔

کیا مسئلہ ہے عجیب انسان ہے نازش وہ ساڑھی سامنے پیڈ بر پھینک کر سر پکڑے بیٹھ گئی بیس منٹ بعد بھی نازش میں ہمت نہیں ہوئی تھی کہ وہ یہ ساڑھی پہن لے۔

میں آجاؤں پہنانے اگر علی کی جان کو ساڑھی پہننے میں مسئلہ ہو رہا ہے۔؟؟ علی کا دوسرا میسج پڑھتے ہی نازش نے بھاگ کر دروازہ بند کیا تھا کہ کہیں وہ سچ میں ہی نا آجانے۔

گیلری بھی لاک کر لینا ایک اور میسج ریسپو ہو ا نازش نے بھاگ کر گیلری کا دروازہ بھی بند کیا تھا

علی کا ایک اور میسج ریسپو ہوا جس میں ہنسنے والے ایمو جی تھے نازش نے غصے سے موبائل کو بیڈ پر پٹھا۔

ابھی تو صرف نوبے ہیں یہیں سو جاتی ہوں سب کچھ تو لاک ہے نازش نے اپنا دماغ چلایا اور ساڑھی سائیڈ میں رکھ کر بیڈ کی طرف بڑھی اور لائٹ بند کر کے لیٹ گئی۔

ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ نازش کو بیڈ پر وزن محسوس ہو ا نازش نے لائٹ جلائی اور سائیڈ میں پڑی گن اسی طرف تانی جس طرف وزن تھا اگر مقابل نازش کہ ہاتھ ناپکڑتا تو یقیناً وہ گولی چلا چکی ہوتی۔

علی کی جان شادی کو ایک دن ہوا ہے اور تم اپنے شوہر کی جان لینے پر آگئی علی نے نازش کو اپنے اوپر گراتے ہوئے کہا۔

آپ اندر کیسے.؟؟؟؟ نازش نے حیرت سے کمرے کے دروازے پھر گیلری کی طرف دیکھا جو لاک تھے۔

علی کی جان تم کمرے کی کھڑکی لاک کرنا بھول گئی تھی علی نے نازش کی ناک سے ناک رب کرتے ہوئے کہا نازش نے کھڑکی کی طرف دیکھا جو اب لاک تھی یازش کو اب اپنی کی بیوقوفی پر غصہ آیا تھا خود کو چالاک ہو شیار سمجھنے والی لڑکی کو کیسے وہ مات دے گیا تھا۔

چھوڑیں!!! مجھے سونا ہے نازش نے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

علی کی جان جاؤ جا کر وہ ساڑھی پہنو ورنہ اب میں اپنی دھمکی سچ کر دکھاؤں گا کل رات تو تمہاری شرم کو دیکھتے لائٹ بند کر دی تھی لیکن یاد رکھو اب میں لائٹ بھی بند نہیں کروں گا اور آنکھوں پر کوئی پٹی بھی نہیں ہوگی علی نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا نازش کی حیرت سے آنکھیں پھیلیں تھیں اور چہرہ لال ہوا تھا۔

اور ہاں میک اپ زیادہ نہیں کرنا وہ ایک لیسپسٹک رکھی ہے وہ ہی لگالینا کنویکھ علی کی جان تم تو پہلے ہی گلاب اور چاند کی مانند ہو میں خود کو کم تر محسوس کرتا ہوں جب تم یہ پورا میک اپ کرتی ہو علی نے اپنے دل کی بات نازش کے سامنے کی اور نازش کو چھوڑ کر بیڈ سے دور ہوا۔

نازش کی آنکھیں چمکی تھیں علی نازش کی نظروں کا مفہوم سمجھتے مسکرایا اور کمرے سے باہر نکل گیا نازش نے ساڑھی اٹھائی اور واشروم میں بند ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد ساڑھی پہن کر باہر آئی تو ایک نظر اپنے سر اپنے پر ڈالی۔

کالی ساڑھی میں اس کا دو دھیار نگت والا جسم صاف نمایاں ہو رہا تھا چھوٹا سا بلاؤز جو بالکل ہی چھوٹا تھا پتلی تر اسی ہوئی کمر صاف شفاف پیٹ جس پر ایک تل صاف دکھائی دے رہا تھا۔ گردن سے نیچے موجود تل بھی وہ باخوبی دیکھ پار ہی تھی دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھتی وہ شیشے سے پیچھے ہوئی اور اب خیال اپنے کمرے کا آیا جہاں ہر طرف ہی شیشے تھے نازش نے اپنے ہاتھوں سے اپنے چہرے کو صاف کیا نازش کا چہرہ اس وقت لال ہونے کے ساتھ کافی حد تک گرم ہو گیا تھا نازش کو اپنی کیفیت ہی سمجھنا آرہی تھی اور نا ہی سمجھ آرہا تھا کیا کرے۔

جب خیال علی کی بات کا آیا کہ وہ خود کو اس سے کم تر سمجھتا ہے وہ مسکرائی لیکن شیشے میں خود کو دیکھنے سے پرہیز کیا تھا بیڈ پر پڑی چادر اٹھا کر خود کے گرد لپیٹی اور میک اپ کرنے کیلئے بیٹھی ویسے تو نازش کو میک اپ کا شوق نا تھا وہ خود ان چیزوں سے بھاگتی تھی لیکن آج علی کی بات کو رد کرنے کی کوشش کرتی میک اپ کرنے لگی۔

اسمو کی آئیز کنٹور بلشن سے لے کر ریڈ لپسٹک تک اس کے چہرے پر تھی اس کا حسن دو بالہ ہو گیا تھا آدھے بال آگے کئے اور آدھے پیچھے جس میں اس کی آدھی کمر چھپ گئی تھی علی کہ سامنے جانے کا سوچ نازش گھبرانے لگی تھی یازش تو سوچ رہی تھی کہ اس کا میک اپ دیکھ ناول کے ہیرو کی طرح وہ بھی غصہ کرے گا کہ اسکی بات نامانی اور رات خراب ہوگی لیکن وہ ابھی علی سے ناواقف تھی۔

یہ ہی سوچ نازش کے لئے خوشی کا باعث بن رہی تھی کہ علی غصہ ہوگا اور نازش بھی اپنا غصہ دکھا کر ایک رات کیلئے صحیح لیکن علی کو خود سے دور کر دے گی۔

ساڑھی کا پلو بلکل ناہونے کے برابر تھا جالی دار یلو فرنٹ پر پھیلانے کے بعد بھی نازش کا جسم صاف نمایاں ہو رہا تھا نازش نے شیشہ کے آگے سے ہٹ کر اپنے دل پر ہاتھ رکھا وہ اب کانپنے لگی تھی۔

نازش کیا ہو گیا ہے تم ڈر رہی ہو۔۔۔۔۔ جو گولی چلاتے وقت نہیں ڈرتی۔۔۔۔۔ نازش نے اپنی شرم و حیا کو ڈر کا نام دے دیا تھا اب دل بھی اس لڑکی کی بیوقوفی پر عیش عیش کر اٹھا تھا لیکن شیطانی دماغ اپنا کام زور و شور سے کر رہا تھا۔

علی کے سامنے تو نازش کا دماغ کیا دل بھی کام ناکر تا تھا اور اکیلے میں خود کو شیرنی بنانے کی کوشش کرتی دماغ کا استعمال کر رہی بھی۔

نازش نے خود کو پرسکون کرتے اپنے سر آپے سے نظریں ہٹائیں اور لمبے لمبے سانس لیتی کمرے کے باہر جانے لگی نازش کو خیال اپنی کمر کا آیا جہاں صرف ایک ہی ڈوری تھی جس کو بمشکل نازش نے پانچ منٹ لگا کر باندھا تھا غصے سے اپنا پلو اٹھا کر کمر پر ڈالا اس وقت نازش کا دماغ کام کرنا بند کر گیا تھا اگر جالی دار پلو کا خیال آتا تو یقیناً وہ اپنا سر پیٹتی نازش نے پہلے پورے گھر میں دیکھا پورا حیدر

ولا اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا سکون کا سانس خارج کرتی نازش ایک ایک قدم اٹھاتی کمرے کے باہر کھڑی ہو گئی نازش نے ہمت کر کے کمرے کا دروازہ کھولا تو آنکھیں پھیلیں تھیں۔

علی کو کمرے میں آئے کافی وقت ہو چکا تھا لیکن مجال تھی جو نازش کمرے میں آئی ہو نازش کی نظروں کی چمک یاد کرتے علی مسکرا کر اٹھا اور ایک بلیک ٹراؤزر اور شرٹ لئے واشروم میں بند ہو گیا۔

علی کو گظے ابھی واشروم میں کچھ منٹ ہی ہوئے تھے کہ کمرے کا دروازہ کھولنے کی آواز آئی علی مسکرا یا شاکیور آن کر کے کھڑا ہو گیا۔

نازش کی نظر سامنے نظر آتے بیڈ پر پڑی جہاں بلیک کلر کی چادر تھی اس پاس آدھے آدھے شیشوں کو جالی دار پردوں سے کوور کرنے کی ناکام کوشش کی گئی تھی دروازے سے لے کر بیڈ تک پھولوں کے ساتھ ساتھ کینڈل بھی رکھی گئی تھی بیڈ کے اس پاس رکھے ٹیبل پر کینڈل تھیں لال کلر کی مدہم سے روشنی میں کمر انہایت خوبصورت لگ رہا تھا چھت سے لے

کر نیچے زمین تک ہو ا میں فاصلے فاصلے پر پھول تھے دور سے دیکھنے میں ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ لھول ہو ا میں ہوں نازش نے پھول کو پکڑا تو ساتھ ایک باریک ڈور نازش کے ہاتھ میں آئی نازش کا

چہرہ ایک بار پھر لال ہوا تھا وہ کمرے کا دروازہ بند کر کے آگے بڑھی اور ایک نظر گیلری کے دروازے کی طرف دیکھا پاؤں میں پہنی (ysL) ہیل تلے کالے کارپیٹ کو مسلت وہ گیلری کے پاس کھڑی چاند کو دیکھنے لگی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

نمرا تم اتنی جلدی چھوڑ گئی۔؟؟ نازش نے چاند کو دیکھ کر سوال کیا تھا۔

علی واشروم سے باہر آیا تو نظر سامنے گیلری کے پاس کھڑی نازش پر پڑی دو دھیانگ صاف شفاف کمر گردن کے تھوڑے نیچے ایک تل آدھا بالوں سے چھپا ہوا تھا اور آدھا نظر آ رہا تھا

کمرے میں جلتی مدہم روشنی میں اس کا سراپا قیامت خیز لگ رہا تھا علی کو وہ اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔ علی تو ابھی اپنے ہوش کھوچکا تھا وہ نازش سے باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن زبان اور دل نے نفی کی تھی اور خواہش تھی تو آج ایک بار پھر نازش کو اپنے اندر جذب کر لینے کی وہ قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھا۔

بلیک ٹراؤزر کے ساتھ بلیک ہی شرٹ پہنے جس کے بٹن بند ناکتے تھے گیلے بالوں سے بوند بوند گر تاپانی کارپیٹ پر گر رہا تھا جسم پر ابھی بھی پانی کی بوندیں صاف نمایاں ہو رہیں تھیں نم چہرہ اور آنکھوں میں جذبات کا سما بسائے وہ قدم قدم نازش کی طرف بڑھا رہا تھا۔

تمہیں پتہ ہے نمر میں نے ربانیہ نے رد اور ر مزانے تمہیں کل بہت یاد کیا کاش تم ہمارے پاس ہوتی نازش کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر اس کی گال پر پھسلا جسے نرمی سے دو گرم لبوں سے چُن لیا گیا تھا۔

کہا تھا نازش کی جان کہ تم اپنی آنکھوں کو نم ناہونے دینا علی نے نازش کا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے کہا اور نازش کی آنکھوں میں جھانکا۔

سوچ کے برعکس وہ منہ پر نفاس سے میک اپ کئے اس کہ سامنے کھڑی تھی علی نے نازش کے چہرے کہ ایک ایک نقوش کر چوما اور بے قابو ہوتا اس کہ ہونٹوں بر جھکا اور آنکھیں موند لیں علی کی گرفت مضبوط ہوئی تھی کمر پر ہاتھ رکھے اسے اپنے مزید قریب کیا اور ایک ہاتھ گردن پر رکھ کر نازش کے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کیا اور نازش کی سانسوں پر تسلط قائم کر گیا۔

آہستہ آہستہ علی کی شدت میں اضافہ ہو ا نازش نے علی کہ برہنہ سینے پر ہاتھ رکھ کر علی کو خود سے دور کرنا چاہا لیکن اس کی مزاحمت کے باعث علی کی شدت میں مزید اضافہ ہوا تھا خمار سے بھری آنکھیں کھول کر نازش کی حیرت سے پھیلی آنکھوں میں دیکھا اور تھوڑا پیچھے ہوا نازش علی کے سینے سے پیشانی ٹکائے لمبے لمبے سانس لینے لگی تھوڑی دیر بعد جب سانس بحال ہوا تو نظر علی کی

کسرتی چھائی پر پڑی صاف شفاف کسرتی چھاتی دیکھ نازش نے اپنی نظریں گیلری کے باہر چمکتے چاند پر مرکوز کیں۔

علی نے نازش کی نظروں کو باہر چاند پر مرکوز دیکھ نازش کا چہرہ اپنی طرف کیا۔ چہرے پر شرم و حیا کے بکھرے رنگ دیکھ وہ ایک بار پھر سے بے قابو ہوا اور دل میں اڈتے جذبات کو پرسکون کرنے کیلئے ایک بار پھر نازش کہ نم ہونٹوں پر جھکا تھا۔

نازش نے جو بھر بھر کر لپسٹک لڑائی کیلئے لگائی تھی وہ ساری لپسٹک کچھ ہی منٹوں میں نازش کے لبوں سے اتر چکی تھی علی نازش کے ہونٹوں پر جھکا اپنی تمام تر شدت سے آنکھیں موندے نازش کی سانسوں کو اپنے اندر انڈیلنے لگا نازش کے ہاتھوں کو پکڑ کر کمر پرین کیا۔

نازش کے آنسو اب علی کی گال کو بھگور رہے تھے علی نے محسوس کیا تھا کہ نازش کو سانس لینے میں تکلیف ہو رہی تھی تب ہی وہ بار بار کندھوں کو حرکت دے رہی تھی علی پیچھے ہوا اور اپنا روکا ہوا سانس بحال کرنے لگا۔

علی کی جان منع کیا تھا نا اتنا میک اپ نہیں کرنا پھولی ہوئی سانسوں کو بحال کرنے کے درمیان بولا

آ-آ-آ-آپ غغ- غغضہ کر- رہی- یہ ہیں۔؟؟؟ نازش کو تو لڑنے کا بہانہ مل گیا تھا اپنی سانسوں کی پرواہ نہ کرتے وہ بھی بمشکل بولی تھی لیکن شرم کہ قوس و قزح کے رنگ اب بھی چہرے پر صاف نمایاں تھے آنکھوں میں جذبات اور محبت صاف نمایاں تھی۔

نہیں علی کی جان۔ علی نے نازش کو گھوما کر اس کی پشت اپنے سینے سے لگائی اور سامنے لگے شیشے میں اس کا سراپا دیکھا نازش کی نظریں علی کی نظروں سے دوچار ہوئیں اور نازش نے آنکھیں جھکائیں۔

فوراً علی نے نازش کا رخ اپنی طرف کیا جیسے آئینے کا بھی نازش کو دیکھنا بھی اسے ناگوار گزرا تھا۔ نظر نازش کہ سراپے پر ڈالی نازش کے جسم کے ہر نقش کو اپنی نظروں میں لئے وہ خود کو پر سکون کرنے کی ناکام کوشش کرتا بولنے لگا۔

تمہیں معلوم ہے نازش میں دوسرے لڑکوں کی طرح اپنی بیوی کو لال لباس میں نہیں دیکھنا چاہتا تھا کیونکہ لال گلاب ہر باغ ہر سڑک پر عام مل جاتے ہیں تم مجھے عزیز اس سیاہ گلاب کی طرح ہو جو ہر کسی کو نہیں ملتے۔ ہاں سب اسے انتقام بد صورتی بے عزتی مایوسی اور ناجانے کس کس چیز کا نام دیتے ہیں لیکن کوئی مجھ سے پوچھے اس کا مفہوم کیا ہے۔

وہ ایک سیاہ گلاب ضرور ہے لیکن خوبصورت تو وہ بالکل لال گلاب کی طرح ہے۔ کالا کعبہ بھی ہے اور اس سے مجھے محبت کے بہت زیادہ کیونکہ وہ اس رب کا گھر ہے جس رب نے مجھے تم سے ملایا اس کالے گلاب کو میں بہت قیمتی سمجھتا ہوں اور تم میرے لئے لال نہیں کالے گلاب کی مانند ہو مجھے اندھیرا پسند ہے اور میں چاہتا ہوں اس اندھیرے میں تم میرے ساتھ رہو۔ اندھیری رات میں چاند کی مانند اندھیرے میں تم چاند سی لڑکی ہو جو بالکل چاند کی طرح خوبصورت اور چمکتی ہے اس لئے یہ کالا لباس میں نے تمہیں پہننے کیلئے دیا تھا۔

تم میرا ”سیاہ گلاب“ ہو... علی کہہ کر مسکرایا۔

علی نے نازش کہ اس سوال کا جواب دیا تھا جو نازش کب سے سوچ رہی بھی لیکن اس نے خود سے بھی یہ سوال نہ کیا تھا ہر مرد کو لال لباس میں بیوی کو دیکھنے کی چاہت ہوتی ہے اور وہ شخص شادی کے دوسرے دن ہی اس کے ہاتھ میں کالا لباس تھا گیا تھا۔

علی کی بہکی نظریں اور خمار زدہ لہجہ دیکھ نازش کو کھڑا رہنا محال لگ رہا تھا نازش علی کے ہاتھوں کا لمس اپنی کمر پر محسوس کرتی قدم پیچھے لینے لگی علی کے قدم بھی نازش کے قدم کے ساتھ ہی اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔

نازش کی ساڑھی کا پلو کینڈل پر گرتا اس سے پہلے ہی علی نے نازش کا پلو ہاتھ میں پکڑ کر نازش کے وجود سے الگ کیا تھا نازش نے آنکھیں بھینچیں اور نفی میں سر ہلانے لگی وہ پلو جالی دار صحیح لیکن اپنے جسم پر محسوس کرتے نازش علی کے سامنے نظریں جھکائے کھڑی تو تھی اب تو نازش زمین بوس ہونے کو تھی اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتی علی نے نازش کو اپنی بانہوں میں بھرا اور نازش کو بیڈ پر لٹایا۔

سائیڈ ٹیبل بر موجود میوزیک پلیئر کو آن کیا اور نازش پر جھکا۔

عشق بھی تو ہے پیار بھی تو ہے

تو ہی میری محبت ہے۔

سانس میں تیری سانس میں لے لوں

تیری اگر اجازت ہے۔

نازش نے گانے کے مدہم بول سنتے ہی حیرت اور شرم سے علی کی طرف دیکھا جو نازش کے اس طرح دیکھنے پر مسکرایا اور نازش کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

علی نے نازش کے چہرے کو ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر کیا اور سرگوشی کی۔

اجازت ہے۔۔۔؟؟؟

نازش نے علی کی گرفت ٹھوڑی پر سخت محسوس کی تو فوراً اثباب میں سرہلایا علی کے چہرے کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

عشق بھی تو ہے پیار بھی تو ہے

تو ہی میری محبت ہے۔

سانس میں پیری سانس میں لے لوں

تیری اگر اجازت ہے۔

تیرے بن میں اس دنیا کا یار کروں گا کیا ایا۔۔۔۔۔

مجھ کو تو بس شام سویرے اک تیری ہی چاہت ہے۔

سانس میں تیری سانس میں لے لوں

تیری اگر اجازت ہے۔

مدہم روشنی میں نازش کا دکھتا چہرہ دیکھ علی بے قابو ہوتا نازش کے چہرے پر جھکا۔

نازش کو اپنا چہرہ اب جلتا محسوس ہو رہا تھا علی کے لمس میں شدت اور تپش محسوس کرتی نازش کی سسکی گونجی علی کے لب مسکرانے۔

ابھی سے سسکیاں بھرنے لگی ابھی تو پوری رات باقی ہے علی نے سرگوشی کر کہ نازش کے کان کی لو کو چوما اور نازش کے ہونٹوں پر جھکا نازش نے علی شرٹ کو مضبوطی سے تھاما علی کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے تھے علی کے ہوتے ہوئے وہ اس کی شدتوں کو برداش کرنے کیلئے اس بے جان چیز کا سہارا لے رہی تھی علی نازش کے لبوں کو شدت سے قید کئے نازش کی سانسوں میں سانسیں لینے لگا نازش کے ہاتھ اپنے ایک ہاتھ سے پکڑ کر پیچھے کئے اور غصے سے اپنی جسم پر موجود شرٹ کو اتار کر دور پھینکا۔ اب وہ شرٹ گیلری میں پڑی تھی۔

نازش مزاحمت کرنے کی کوشش کرتی ویسے ہی علی کی گرفت اور شدت میں اضافہ ہوتا نازش خود کو علی کی سپرد کئے آنکھیں موند گئی اور بنا خرکت کئے علی کی شدت کو برداش کرنے لگی۔

نازش کو کوئی مزاحمت نا کرتے دیکھ علی پیچھے ہوا اور نازش کی گردن پر جھکا۔

ہے جتنے بھی موسم تیرے سنگ گزریں گے۔

دل پے چڑھیں رنگ جو تیرے اب نا وہ اتریں گے۔

گردن سے نیچے تک کا سفر طے کرتے اس کے بلاؤز کو جسم سے الگ کر کے علی نازش کی گردن

کے نیچے موجود تل پر جھکا اور وہاں دانت گاڑھ کر اپنی سخت بیڑ ڈوالی گال وہاں رب کی۔

علی نازش کی سسکی سن کر اس کے چہرے کے قریب آیا اور نرمی سے لبوں کو چھو کر واپس گردن

کے نیچے موجود تل پر اپنے لب رکھے۔

جتنے بھی سنے ہیں نام تیرے کر دیں گے۔

آنسو تیرے ہم تو خود کی آنکھوں میں بھر لیں گے۔

ساتھ تیرا نا چھوڑوں گا میں کر تا ہوں وعدہ۔

کیسے چھوڑوں اب میں تجھ کو

تو ہی میری عادت ہے۔ Page | 763

سانس میں تیری سانس میں لے لوں

تیری اگر اجازت ہے۔

عشق بھی تو ہے پیار بھی تو ہے

تو ہی میری محبت ہے۔

سانس میں تیری سانس میں لے لوں

تیری اگر اجازت ہے۔

علی مزید نیچے جھک کر نازش کی رعایوں پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں موندے محسوس کرتا نازش کے پیٹ پر جھکا اور وہاں موجود تل کو چوما پیٹ پر علی کے لبوں کا لمس محسوس کرتے نازش نے تڑپ کر پیچھے ہونا چاہا لیکن کمر پر علی کے ہاتھ ہونے باعث وہ جگہ سے ہل بھی ناسکی تھی مضبوطی سے بیڈ کی چادر کو دونوں ہاتھوں میں دبائے وہ سسکیاں بھرنے لگی۔

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

علی نازش کی سسکیاں سن کر مدہوش ہوتا نازش کی گردن بر جھکا اور دونوں پر کمفر بر اوڑھنا نازش کی نرم انگلیوں میں اپنے مردانہ ہاتھ کی انگلیاں الجھاتے وہ نازش کی گردن کو گرم لمس سے مہکانے لگا۔

آہستہ آہستہ وہ واپس گردن سے نیچے تک کا سفر طے کر چکا تھا۔

دل کیا ہے ہم تیری دھڑکن تک جائیں گے

عشق سفر میں نکل پڑیں ہیں لوٹ کے نا آئیں گے۔

علی کے ہاتھوں کی بے باک حرکت کو محسوس کرتے نازش نے ناخن علی کمر پر گاڑھے اور آنکھوں کو مزید بھینچ لیا۔

تیرے ہو کہ رہیں گے ہم تو نامانیں گے

دنیا والے مجھ کو بیرے یام سے اب جائیں گے۔

تیرے سنگ میں پورا ہوں

تیرے بن آدھا اااا۔

مجھ کو تو اب لمحہ لمحہ تیری بڑی ضرورت ہے

سانس میں تیری سانس میں لے لوں

Page | 765

تیری اگر اجازت ہے۔

گانے کے بول میں ہی نازش کی معنی خیز سسکیاں گونجنے لگیں تھیں جنہیں علی نے روک دیا تھا
ہاتھوں پر گرفت مضبوط کئے علی نازش کے نم لبوں کو قید میں کئے اپنی تمام تر سد تیں نازش میں
انڈیل رہا تھا نازش کی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو علی نے لمبی لمبی سانسوں کے درمیان ہی ان کو
چن لیا تھا۔

عشق بھی تو ہے پیار بھی تو ہے

تو ہی میری محبت ہے۔

سانس میں تیری سانس میں لے لوں

تیری اگر اجازت ہے۔

اب پورے کمرے میں صرف نازش کی سسکیاں اور علی کی سانسوں کی مدہوش دھن گونج

رہی تھی علی کبھی سختی تو کبھی نرمی سے نازش کو اپنی محبت سے باور کرواتا اس پر گھٹا کی مانند چھایا
اسے اپنی محبت کی بارش میں بھگورہا تھا باہر چاند بھی بادلوں کی آڑ میں چھپا تھا اور بادل ان دونوں کو
ایک دوسرے کی محبت میں بھگیتے دیکھ باہر دنیا کو برس کر ان کی مکمل ہوئی محبت کی داستان بن
الفاظ کے سنار ہے تھے۔

رحمان کمرے میں داخل ہوا تو سامنے ربانیہ نازیہ لباس میں کھڑی تھی جسم پر کپڑے ناہونے
کے برابر تھے اور پیچھے قادر اس کو بالوں سے پکڑے کھڑا خباثت سے مسکرا رہا تھا۔
قادر میں تیری جان لے لوں گا رحمان کہہ کر آگے ہی بڑھا تھا کہ پیچھے سے سر میں کسی نے بھاری
چیز ماری اور رحمان کو پکڑ لیا رحمان غنودگی میں جاتا سامنے کھڑے قادر کو دیکھ رہا تھا پوری طاقت
جمع کرتے ساتھ کھڑے اس آدمی کو دھکادے کر خود سے دور کیا اور پھر آگے بڑھائے اس آدمی
نے رحمان کے گھٹنوں پر وار کیا۔

بہت اچھل رہا ہے باندھ دے اسے قادر نے ربانیہ کے جسم پر موجود کپڑوں کو نوچتے ہوئے کہا۔

رحمان مکمل طور پر ہوش میں تو نا تھا لیکن بیہوش بھی وہ نا ہوا تھا سامنے نظر آیا منظر دیکھ وہ موت کی خواہش کرنے لگا تھا۔

رحمان کو اس آدمی نے کرسی پر باندھا اور قادر کے ایک اشارے پر کمرے سے باہر نکل گیا۔ بہت چربی ہے تجھ میں ہاں!!! ربانیہ نے قادر کے ہاتھ پر اپنے دانت گاڑھے قادر نے ایک جھٹکے سے ربانیہ کو بیڈ پر گرایا اور اپنے گریبان کہ بٹن کھول کر اس پر جھکا تھا رحمان آنکھیں بند کئے مسلسل اپنی موت کی دعائیں کر رہا تھا آنکھوں سے آنسو رواں تھے آنسو سے بھری نظریں اٹھا کر قادر کو دیکھا جو دونوں پر آدھا کمفرٹر اوڑھ چکا تھا ربانیہ کی چیخوں کو وہ اپنے ہاتھوں سے بند کر چکا تھا۔

چھوڑ دو اسے رحمان کہ بے بسی سے صرف یہ ہی الفاظ منہ سے ادا ہوئے تھے۔

تو اس علیینہ سے بھی زیادہ کم سن نکلی وہاں تو مزہ ہی نہیں آیا تھا لیکن یہاں تو نے تو مجھے خوش کر دیا کاش تو انعام لینے کیلئے زندہ رہتی قادر نے خباثت سے ہنستے سامنے پڑی کچھ سانسیں لیتی ربانیہ کو دیکھا آنکھیں صرف رحمان پر مرکوز تھیں۔

جس کے ناک اور منہ سے خون بہہ رہا تھا اور چہرہ پیچھے کی جانب گرا تھا۔

کیسے برداشت کرتا وہ یہ سب اپنی محبت کو بے آبرو ہو تا دیکھ وہ ٹوٹ گیا تھا رحمان کو کوئی پوچھتا جیتا ہوا انسان ایک ساتھ کئی موت کیسے مرتا ہے۔

قادر قدم قدم چلتا رحمان کے پاس آیا اور ہنسا تھا۔

یہ تو ہونا تھا میرا جان سے عزیز بھتیجا اپنی بہن کو مجھ سے ناسچا پایا تھا یہ تو پھر اس کی کچھ نہیں لگتی آج پھر قادر جیت گیا آج پھر میری جیت ہوئی قادر قبہ لگا کر ہنسا اور ایک نظر ربانیہ کے بے جان پڑے وجود پر ڈالتا طنز یہ ہنستے وہاں سے نکل گیا۔

میں فلحال تمہارے پاس جا رہا ہوں کل شام تک یہاں سے نکل جاؤں گا دھیان رہے کل شام تک اس کمرے میں کوئی بھی نا آسکے قادر آدمی سے کہتا وہاں سے نکل گیا وہ آدمی ہاتھ اپنی کمر پرین کرتا کمرے سے باہر ہی کھڑا ہو گیا۔

(ماضی)

سر آج آپ جلدی گھر جا رہے ہیں کام تو بہت ہے ابھی۔ کیا آپ شام میں واپس آئیں گے۔؟؟؟
علی کے گارڈ نے بارہ بجے ہی علی کو آفس سے نکلتے دیکھ پوچھا تھا۔

نہیں میں باقی کا کام گھر پر کر لوں گا اور شام میں۔ میں واپس نہیں آؤں گا آج سے ایسے ہی میں آفس میں صبح سات سے بارہ بجے تک رہا کروں گا علی کہہ کر آنکھوں پر سن گلا سسز لگائے واک آؤٹ کر گیا۔

وہاں بیٹھی ایمپلائز کی نظر علی پر تھی وہ سب کو نظر انداز کرتا وہاں سے نکل گیا تھا یہ روز کا معمول تھا وہ کام کہ علاوہ کسی کو مخاطب ہی نہ کرتا تھا۔

علی کو علی نے کل ہی بتایا تھا کہ وہ اس ننھی پری کو بارہ بجے کے بعد گھر لے آتی ہے کیونکہ اس کی دوست کو اس کا کوئی بیسٹ فرینڈ لے جاتا ہے باقی فرینڈز کو ان کے پیرینٹس۔۔

ناجانے کیوں علی بھی اب اس ننھی پری کہ ساتھ وقت گزارنا چاہتا تھا اپنے جذبات سے انجان بننے کی کوشش کرتا خود کو ہی جھوٹا ثابت کرتا تھا وہ اور خود سے ہی نظریں چرانے لگا تھا۔

علی کی گاڑی گھر کے باہر رکی اور علی گاڑی پارک کرتا گھر میں داخل ہوا گھر میں داخل ہوتے نظر سامنے کھیلتی ننھی پری پر پڑی علی کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔

وہ اس وقت سلیو لیس پنک کلر کی گھٹنوں تک آتی فرائک پہنے علیینہ کے ساتھ کھیل رہی تھی بالوں کو ٹیل پونی میں قید کیا ہوا تھاڑاؤزر تو یکل ناہونے کے برابر تھا گلابی گھٹنے صاف شفاف دودھیا رنگ ٹانگیں صاف دکھ رہی تھیں پاؤں میں پنک ہی شوز پہنے وہ کوئی ننھی پری ہی لگ رہی تھی۔

آج اتنی جلدی آگے بیٹا شبانہ بیگم نے علی کو دروازے پر کھڑے دیکھ پوچھا۔

جی امی جان ویسے ہی سوچا کہ آج کا دن آپ لوگوں کے ساتھ گزاروں علی نے آگے بڑھ کر شبانہ بیگم کے ماتھے پر بوسہ دیا انہیں اپنے سینے سے لگایا اور ایک نظر حیدر صاحب کو دیکھا جو اپنی جلن چھپانے کی ناکام کوشش کرتے اخبار کو غصے سے پھاڑنے پر ہی اترے تھے غصے سے کھڑے ہو کر اپنی قمیض کو ایسے جھاڑا تھا جیسے ابھی پھاڑ دیں گے علی کا تہقہ حال میں گونجا تھا۔

حیدر صاحب منہ بسورتے کمرے کی طرف چلے گئے۔

علی کو ہنستے دیکھ اس بچی نے اور علیینہ نے ایک ساتھ علی طرف دیکھا تھا۔

ماما میں کچھ کام سے ٹیلر روم میں جا رہا ہوں میں کھانا کچھ گھنٹوں بعد ہی کھالوں۔

نہیں بیٹا کھانا لگ چکا ہے پھر نماز کا وقت بھی ہو رہا ہے چلو شبانہ بیگم بنا علی کی سنے کچن میں لے گئیں اور کسی چھوٹے بچے کی طرح ہی ہاتھ اور منہ دھلوا یا اور علی کو ڈائمنگ ٹیبل پر بٹھایا۔

میں یہاں بیٹھ کر کھانا کھاؤں گی اس بچی نے حکم دینے والے انداز میں کہا علی نے حیرت سے اس بچی کو دیکھا جو اس کی گود میں بیٹھ کر کھانا کھانے کا کہہ رہی تھی پھر اپنے ہی گھر والوں کو جو ہنسی دبا رہے تھے علی بیشک اپنے جذبات سے انکاری تھا لیکن اس کے جذبات اس کے گھر والوں سے پوشیدہ نہ تھے ہمیشہ وہ بچوں کی طرح جھوٹ بولتا اور پکڑا جاتا تھا۔

بیٹا یہ میری گود ہے کوئی کرسی نہیں جب دل چاہا سوار ہو جاؤ علی نے چڑ کر کہا ایک تو وہ اس چھوٹی بچی سے نظریں چرا رہا تھا اور دوسرا وہ بچی اس سے چپکنے کی ہر طرح کی کوشش کرتی تھی۔

کیا ہو گیا ہے بھائی چھوٹی بچی ہی تو ہے علینہ ہمیشہ یہ ہی بات کہہ دیا کرتی تھی کیونکہ علی نے بھی تو یہ ہی الفاظ کہے تھے پہلی مرتبہ اس بچی کو دیکھ کر۔

بیٹا کھانا کھانے کے بعد میرے کمرے میں آنا اس کے بعد جو کام ہو کر لینا حیدر صاحب نے کھانے کی دوران ہی علی کو مخاطب کر کہ کہا علی نے اثاب میں سر ہلایا اور کھانا کھانے لگا۔

علی اس بچی کو اپنی ایک ٹانگ پر بٹھائے خود آرام سے کھانا کھا رہا تھا جبکہ علی نے اور نازش حیرت سے بیٹھی اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

اپنے ہاتھوں سے مجھے بھی کھانا کھلائیں میں ہمیشہ آپ کے ہاتھ سے کھانا کھاؤں گی نازش غصے سے چیختی تھی علی کے ہاتھ ر کے اور ایک نظر نازش پر ڈالی خو غصے سے اب بھی علی کو ہی دیکھ رہی تھی علی نے بنا کچھ بولے اسے کھانا کھانا شروع کیا ایک نوالہ اپنے منہ میں ڈالتا اور ایک نازش کے منہ میں۔

اففففف اففففف مرچی پانی بھی تو پلائیں نازش نے آنکھوں میں آنسو لے علی سے کہا تھا۔
ایک تو چھوٹی چھوٹی بات پر اس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے علی کہ ماتھے پر بل نمایاں ہوئے اور گلاس اٹھا کر نازش کے آگے رکھا۔

پلائیں!!! نازش نے غصے سے علی کو دیکھتے ہوئے کہا علی کو نازش کا یہ روپ بھایا تھا لیکن علی کو اس کے لباس پر اب بھی غصہ آرہا تھا اس لباس میں نازش کا دودھیارنگ جسم صاف نمایاں ہو رہا تھا کندھے پر موجود تل پیچھے کمر پر موجود تل اور گھٹنوں کے پیچھے موجود تل بھی وہ دیکھ چکا تھا جب

بھی علی کی اس معصوم چھوٹی بچی پر نظر پڑتی تھی وہ ایسے ہی بہت باریک بینی سے اس کا جائزہ لیتا تھا۔

خود پی لوجب وقت آئے گا میں بھی پلا دوں گا کیونکہ جس طرح سے میں پانی پلاؤں گا میرے گھر والوں کو پسند نہیں آئے گا علی غصے سے کہتا نازش کو کمر سے تھام کر سامنے کر سی پر بٹھاتا خود سیڑھیاں چڑھنے لگا علی کے غصے کی وجہ کسی کو سمجھ ہی نا آئی تھی کبھی وہ ایسے گھر میں بات نا کرتا تھا لیکن آج وہ ایسے سب کے سامنے یات کر کے بنا اپنے ماں باپ سے بات کئے کمرے میں چلا گیا تھا۔

علی کمرے میں آکر اپنا غصہ کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا علی کو اپنے غصہ کرنے کی وجہ خود سمجھ نہیں آرہی تھی۔

تم!! تم لڑکی تمہیں شرم نہیں آتی میری محبت ہو کر تم ایسے کپڑے پہنتی ہو آج کل کہ وہ چھوٹے چھوٹے لڑکے بھی کتنی گندی گندی نظر سے دیکھتے ہیں لڑکیوں کو تمہیں بھی دیکھا ہو گا علی سامنے لگی نازش کی تصویر کو غصے سے گھورتا بول رہا تھا۔

تمہارے جسم کے تل ہر کسی نے دیکھے یا اللہ میں پاگل ہو جاؤں گا چھوٹی بچی ہے وہ میں اس کیلئے ایسے کیوں سوچ رہا ہوں علی نے اپنے بالوں کو ہاتھوں میں جکڑ لیا اور کھینچنے لگا۔

میں علی حیدر مرتضیٰ ہوں میں ان چھوٹے لوگوں کے منہ نہیں لگتا اچانک علی کھڑا ہوا اور خود کو پر سکون ظاہر کرتا سینہ باہر نکال کر ہاتھ پیچھے پن کئے اور گردن اکڑائی۔

میں تمہیں جان سے مار دوں گا لڑکی واپس اپنے بالوں کو جکڑے الٹا ہی بیڈ پر گرا تھا اور بچوں کی طرح پاؤں اوپر نیچے دائیں بائیں کرتے تکیے میں منہ دبائے اپنی پوری طاقت سے چیخا۔ تھوڑی دیر بعد بیڈ شیٹ کی حالت بگاڑے وہ کھڑا ہوا اور اپنے بال سیٹ کر کے چہرے کے تاثرات نارمل کئے اور شرٹ درست کرتا کمرے سے باہر نکلا نظر پھر اسی دشمن جاں پر پڑی جو کسی بات پر کھکھلا رہی تھی گارڈز بھی اس کے ساتھ ہی کھیل رہے تھے ایک گارڈ نے اسے یکرٹنا چاہا علی گارڈ کے ہاتھوں کی حرکت دیکھ سیرٹھیوں پر ہی کھڑا چیخا تھا۔

تھی اور وہ گارڈز گن نکالے علی کی طرف دیکھ رہے تھے علی ایک ہاتھ بالکل سیدھا ہوا میں کئے گارڈ کی طرف کئے کھڑا تھا۔

اپنی حرکت پر شرمندہ ہوتے علی نے ہاتھ نیچے کیا۔

تم لوگ کھیلو میں صرف چیک کر رہا تھا آواز میرے منہ سے نکل رہی ہے یا نہیں علی کا منہ اُچکا کر کہتا حیدر صاحب کے کمرے کی طرف بڑھا۔

علینہ اور نازش نے ایک دوسرے کو نا سمجھی سے دیکھا گاڑڈ واپس اپنی اپنی جگہ پر کھڑے یوگئے تھے اور علینہ نازش کو اپنی بانہوں میں اٹھائے اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔

لگتا ہے آپ کا شہزادہ پاگل ہو گیا ہے نازش نے علینہ کے کان میں سرگوشی کی۔

بری بات ایسے نہیں بولتے علینہ نے ڈبٹا تھا۔

گڑیا میں اپنی فرینڈز سے مل کر آجاؤں پلیز ز میں آج رات آپ کہ پاس ہی رک جاؤں گی کیونکہ

گھر میں چاچا چاچی نہیں ہیں ابھی زیادہ وقت نہیں ہوا میں جلدی واپس آجاؤں گی پکانازش نے

علینہ کی ناک کو دبا کر کہا علینہ نازش کی اس معصومیت پر دل جان سے قربان ہوتی واپس نیچے گاڑڈ

کی طرف گئی اور انہیں اچھے سے سمجھاتے ڈانٹتے ڈبٹتے نازش کی

حفاظت کا کہہ رہی تھی بیس منٹ بعد یازش کو اجازت دے کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور علیہ نے گھر کے اندر کا رخ کیا۔

ناہی قادر چاچا کچھ دنوں سے دکھ رہے ہیں ناہی عادی۔ عادی مجھے تو بھول ہی گیا ہے آنے دو میں بتاؤں گی اسے عادل سے لڑنے کا دل میں پختہ ارادہ کئے وہ قدم قدم اٹھاتی بڑھ رہی تھی جب کسی سے ٹکرائی۔۔

علی کمرے میں داخل ہوا تو سامنے حیدر صاحب شبانہ بیگم سے کچھ فاصلے پر بیٹھے بات کر رہے تھے علی کو کمرے میں آتا دیکھ کر حیدر صاحب شبانہ بیگم کے قریب ہوئے اور اپنے حصار میں لے لیا آنکھوں کے اشارے سے علی کو دوفٹ کی دوری پر ہی کھڑے رہنے اشارہ کیا علی مسکرا کر ادب سے سر جھکائے کھڑا ہو گیا۔

آخر کیوں نا حیدر صاحب اپنے شہزادے پر قربان جاتے وہ ایسا ہی تھا اپنے باپ کی ہر بات کو سر آنکھوں پر رکھتا تھا باپ نے جہاں کھڑا کیا وہیں کھڑے رہنا چاہے دھوپ ہو یا بارش وہ وہیں کھڑا رہتا تھا اللہ نے نا جانے کس نیکی کا اجر علی جیسے فرمانبردار بیٹے کی شکل میں دیا تھا حیدر صاحب کو۔

علی ادھر آؤ حیدر صاحب نے مسکراتے ہوئے آگے بڑھ کر علی کو اپنے ساتھ لگایا اور گلاس وال کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔

بیٹا تم ننھی پری کے لئے جذبات رکھتے ہو نادل میں۔؟؟؟ حیدر صاحب نے بنا کوئی تمہید باندھے مطلب کی بات کی تھی۔ علی نے چونک کر اپنے باپ کم بھائی کو دیکھا چہرہ کسی بھی قسم کے تاثرات سے پاک تھا۔

پاپا کیسی باتیں کر رہے ہیں وہ چھوٹی بچی ہے کہاں میں اکیس سالہ لڑکا اور کہاں وہ دس سال کی بچی علی نے فوراً ہٹ بڑا ہٹ کو چھپاتے کر کہا تو کمرے میں حیدر صاحب کا قبضہ گونجا۔

بیٹا تم نا جھوٹ کسی اور سے بولنا ہم باپ ہیں تمہارے حیدر صاحب نے علی کو کندھے سے تھام کر واپس اپنے ساتھ لگایا۔

بیٹا جذبات رکھنا غلط نہیں نا ہی محبت کرنا غلط ہے بس میری اتنی بات ہمیشہ یاد رکھنا اگر تم اس بچی کے معاملے میں سیریس ہو تو اسے ہمیشہ وہ ہی مقام دینا جو تم نے اپنے باپ کی نظروں میں دل میں گھر میں اپنی ماں کا مقام دیکھا ہے ہمیشہ اتنی ہی محبت کرنا بلکہ اس سے زیادہ کرنا جتنی میں نے تمہاری ماں سے کی ہے اور کرتا ہوں۔

یہ جو رحمتیں ہوتی ہیں ناعلی اللہ پاک نے انہیں بہت فرصت میں بنایا ہوا ہے نرم سادل کانچ سی گڑیا جیسی ہوتی ہیں جو بڑی سے بڑی تکلیف برداشت کرنے پر نہیں ٹوٹی لیکن جب محبت کرنے والا شخص توڑتا ہے اس نرم کانچ سی گڑیا کو تو وہ ٹوٹ جاتی ہے اتنے حصوں میں کہ چاہ کر بھی نہیں کوئی جوڑ سکتا پھر۔

اور رہی بات اگر بچی ہے تو کیا؟؟؟ آپ کی ماما بھی تو مجھ سے دس سال چھوٹی ہیں اور اتنا ہی فرق آپ دونوں کی عمر میں ہے محبت کسی بھی عمر میں کسی بھی عمر کے انسان کے ساتھ ہو سکتی ہے۔

ناجانے کس احساس کے تحت وہ علی کو یہ سب کہہ رہے تھے ہمیشہ یہ بات حیدر صاحب نے اپنے دل میں رکھی تھی کہتے تھے جب علی کی شادی ہوگی تب کہیں گے لیکن آج وہ سب علی کو بتا رہے تھے سمجھا رہے تھے۔

پاپا میں اس کے معاملے میں کیسا ہوں یہ بھی پھر آپ بہت اچھے سے جانتے ہوں گے جب مجھے وہ ملی نہیں تھی تب ہی میں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا جیسے میں اپنے باپ کا عکس ہوں ویسے ہی محبت کی پر چھائی بھی بن جاؤں گا علی نے حیدر صاحب کے سینے سے لگتے ہوئے کہا۔

اچھا تو تم مانتے ہو جہاں اکیس سالہ علی کا دل ہماری آفس کی خوبصورت اور بولڈ لڑکیاں نہیں جیت پائیں وہاں آج کی آئی ایک چھوٹی بچی نے جیت لیا۔؟؟؟ حیدر صاحب نے شرارت سے پوچھا۔

ہاں پاپا آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں علی نے آنکھ ونک کی۔

ماما میں روم میں جا رہا ہوں علی نے ٹیلر روم کا بتاتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر کی جانب بڑھا کمرے سے باہر نکلنے سے پہلے واپس پلٹا۔

پاپا چاچا نہیں دکھ رہے مجھے میں نے ان کے ساتھ زیادہ وقت بھی نہیں گزارا کہاں چلے گئے وہ۔؟؟؟

بیٹا وہ۔ شبانہ بیگم کچھ بولنا چاہتی تھیں کہ بیچ میں ہی حیدر صاحب نے شبانہ کی بات کاٹ دی۔

بیٹا انہیں کچھ کام آگیا تھا وہ اس کام سے گئے ہیں تم ان سے بعد میں مل لینا۔

ٹھیک ہے پاپا علی نے آگے جھک کر شبانہ بیگم کے ماتھے پر بوسہ دیا اور بھاگتا کمرے سے باہر نکلا۔

آپ نے اسے سچ کیوں نہیں بتایا۔؟؟؟ شبانہ بیگم نے خفگی سے کہا۔

حیدر کی دل کی ملکہ ہمارا شہزادہ بہت چاہتا ہے اپنے چاچا کو وہ اگر یہ سب جانے گا تو تکلیف ہوگی اسے۔ جب تک علیزے گھر نہیں آجاتی ہم علیینہ کی رخصتی نہیں کر سکتے علیزے آجائے تو فوراً علیینہ کی رخصتی کر دوں تو بتادوں گا۔

اچھا چلیں آپ اب آرام کریں میں کام دیکھ لوں گھر کے۔

میری ملکہ اب آپ اپنے شوہر کو وقت دیں باہر کہ کام کو نہیں حیدر صاحب نے شبانہ بیگم کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔

کیا کرتی ہو علیینہ دیکھ کر چلو علیینہ کو گرنے سے پہلے ہی علی علیینہ کو پکڑ چکا تھا علیینہ کو ڈانک کھینچ کر اپنے ساتھ لگانے سے علیینہ کے ہونٹوں پر لگی لپسٹک علی کے کندھے پر لگی علی کی سفید شرٹ پر وہ لپسٹک صاف نمایاں ہو رہی تھی۔

سوری بھائی یہ آپ کہ لگ گئی علیینہ نے علی کی شرٹ کر پکڑتے ہوئے کہا۔

یہ لگانی کیوں تھی؟؟؟۔

شہزادی نے بولا تھا کہ اچھی لگتی ہے اس لئے علیینہ نے باہر کی طرف اشارہ کیا۔

کہاں گئی ہے اب یہ آپ کی شہزادی۔؟؟؟

اپنے دوستوں سے ملنے۔ Page | 781

کتنے دوست ہیں اس کے۔؟؟؟ علی نے چڑتے ہوئے پوچھا۔

پتہ نہیں!!! علی نے جواب دے کر اپنے کمرے کی طرف بڑھی اور علی غصے سے ٹیلر روم میں بند ہو گیا۔

الگ الگ کپڑوں کو ایک ساتھ رکھے مشین کی مدد سے کاٹا اور سلائی مشین کی طرف بڑھا کف فولڈ کئے غصے سے وہ اپنا ہی کام کر رہا تھا یازش کا آدھا ڈھکا سر اپنا ہی کافی تھا علی کو آگ لگانے کیلئے۔ وہ ایسی حالت میں باہر چلی گئی تھی۔؟؟

آذان کے الفاظ سماعتوں سے ٹکرائے تو کام اپنا چھوڑتا اور شروم میں بند ہوا اور وضو کر کے نماز ادا کی اور واپس اپنے کام میں مصروف ہو گیا اب نا جانے کتنا وقت وہ وہیں رہنے والا تھا۔

سلائی کرنا علی کو پسند نہیں تھا لیکن وہ بچپن سے ہی اپنی ہونے والی بیوی کو لے کر بہت پسیسیو تھا کہ اس پر نظر تو کیا کسی اور کا لباس تک پہنانے کے حق میں نا تھا۔ علی نے جب ہوش سنبھالا تو حیدر صاحب سے ضد کر کہ اس نے سلائی سیکھی تھی۔

آس پاس پورا کراچیوں سے بھرا تھا ہر رنگ کے ہر ڈیزائن کے کپڑے اس کمرے میں موجود تھے لال سے لے کر کپڑوں تک وہاں ہر رنگ موجود تھا اس کمرے میں علی کے علاوہ آج تک کسی نے قدم نہ رکھا تھا۔

ربانیہ نازش گاڑی سے نکلتی بھاگ کر ربانیہ کہ گلے لگی تھی ربانیہ اور نازش ایسے مل رہے تھے جیسے ناجانے کتنے عرصے بعد ملے ہوں۔

پاس کھڑا رحمان آگے بڑھا اور ربانیہ کو نازش سے الگ کر کے اپنی گود میں اٹھالیا یہ اٹھاراں سال کا لڑکا اس چھوٹی سے بچی کیلئے الگ جذبات رکھتا تھا رحمان کو نازش ایک آنکھ نا بھاتی تھی کیونکہ نازش کے سامنے ربانیہ سب کو بھول جاتی تھی۔

تمہیں کتنی بار کہا ہے جب میں ساتھ ہوتا ہوں نہیں ملا کرو میری گڑیا سے رحمان نے ربانیہ کے گرد حصار تنگ کرتے ہوئے کہا۔

نازش نے بال جھٹک کر پیچھے کئے اور بنا کچھ بولے ردار مزاولوں سے ملی۔

تم آج اپنی گڑیا کے پاس نہیں گئی رمان نے مٹی سے بھرے ہاتھوں سے اپنے منہ پر آتے بال پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

گئی تھی لیکن تم لوگ بھی تو میری دوست ہونا تمہیں چاکلیٹ دینا کیسے بھول سکتی ہوں میں نازش نے گارڈ کو اشارہ کیا جو چاکلیٹ کے کچھ ڈبے لے کر آگے آیا ربانیہ چہک کر رحمان کی گود سے نیچے اتری اور نازش والوں کی ساتھ بیٹھ کر کھینے لگی رحمان یاس بیٹھا اپنی پڑھائی کرنے لگا۔

رحمان بیٹا آپ کچھ کھا لور رحمان کہ والد شاہد خان زادہ نے آکر کہا۔

پاپا دادا اور ماما آجائیں پھر کھالوں گار رحمان نے ربانیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ربانیہ نے نازش کہ منہ میں چاکلیٹ ڈالنی چاہی اس سے پہلے ہی رحمان ربانیہ کو اپنی گود میں اٹھا چکا تھا۔

مجھے کھلاؤ تم رحمان ربانیہ کو اپنے ساتھ کھڑے کرتے ہوئے بولا ربانیہ مسکرائی وہ ایسی ہی تھی
چھوٹی سی عمر میں ہی اس نے خود کو رحمان کے رنگ میں ڈھالنا شروع کر دیا تھا۔

رحمان کی بڑھتی محبت ربانیہ کو وقت کے ساتھ ساتھ اس کا دیوانہ بنا رہی تھی۔

رحمان کہنے کو ایک امیر گھر کا اک لو تا وارث تھا لیکن وہ لوگ ایک چھوٹے سے محلے میں رہتے
تھے جہاں اس کو ایک ننھی سے پری ملی تھی رحمان آٹھ سال کا تھا جب ربانیہ نے اس دنیا میں
قدم رکھا تب سے رحمان اس ننھی پری کا دیوانہ تھا اسے ربانیہ کا کسی اور سے بات کرنا بھی تکلیف
دیتا تھا۔

رحمان نہیں کیا کریں نا ایسا ربانیہ نے منہ بسور کر چا کلیٹ کھاتے ہوئے کہا۔

ربانیہ تم دس سال کی ہو گئی ہو ابھی تک یہ بچوں والی حرکتیں کرتی ہوں تم۔

رحمان میرے لئے آپ سب سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں نازش سے بھی زیادہ اور نمر اولوں سے
بھی زیادہ ربانیہ نے رحمان کے ساتھ ہی بیٹھتے ہوئے کہا۔

ربانیہ ایک مسلم گھرانے سے تعلق رکھتی تھی اور سب سے زیادہ وہ رحمان سے تعلق رکھتی تھی تب ہی اس کی خوبصورتی کو رحمان ہمیشہ چھپانے کی کوشش کرتا تھا ربانیہ کہ سر سے ڈوبے تک نا اترنے دیتا تھا ربانیہ کو اسکول چھوڑنے سے لے کر واپس لے کر آنا رحمان خود کرتا تھا۔

کبھی کبھی زاہدہ بیگم جب رحمان کو ربانیہ سے دور رہنے کا کہتی تو وہ ان سے بھی لڑنے لگتا تھا زاہدہ بیگم اب فکر مند رہتی تھی ربانیہ کی عمر بڑھ رہی تھی اور رحمان کا پاگل پن بھی۔

رحمان ربانیہ کو کسی کزن کے ساتھ نہیں کہیں جانے دیتا تھا وہ ابھی سے ربانیہ پر اپنا حق جتا تھا کئی بار تو راتوں کو اٹھ کر وہ ربانیہ کے پاس آجاتا تھا اور اس کی ایسی حرکتوں کی وجہ سے مسٹر اور مسسر شاہد بھی بے حد پریشان رہتے تھے۔

لوگ بیماری میں اللہ اللہ کرتے تھے تو وہیں رحمان ربانیہ کے نام کی مالا جبتا تھا جب بھی بیمار ہوتا تو اسے ربانیہ اپنے پاس چاہیے ہوتی تھی۔

رحمان آپ کو پتہ ہے کل عمیر آیا تھا ربانیہ کا نام لینا تھا کہ رحمان کی دماغ کی نسیں ابھریں تھی سرخ انگار ہوتی نگاہوں سے ربانیہ کو دیکھا جو رحمان کے غصے سے انجان آرام سے اب بھی چاکلیٹ کھا رہی تھی۔

یہ وہ ہی عمیر تھا جو ہمیشہ رحمان کو چیلنج کرتا تھا کہ وہ ربانیہ کو اس سے چھین لے گا وہ بھی تو ربانیہ پر جان دیتا تھا۔

اور آخر کیوں نا اس ننھی پری کو چاہا جاتا وہ دس سال کی عمر میں بھی کسی پری سے کم نا تھی بھرا بھرا جسم خوبصورتی سے تراشے گئے لال لب گال پر قدرتی بلشن چھوٹی سی ناک بڑی بڑی آنکھیں کمر پر بکھرے چھوٹے بال وہ اس ہی عمر میں ایسے حسن کی مالک تھی بڑی ہو کر تو اس نے نا جانے کیا قیامت ڈھانی تھی۔

ربانجہ کتنی بار کہا ہے بھائی کہا کرو اسے رحمان نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔
ربانیہ نے رحمان کو دیکھا جو اب اپنا منہ پھیر کر بیٹھ گیا تھا۔

رحمان؛!!!! ربانیہ نے رحمان کو پکارا اتنے پیار سے ربانیہ کبھی کبھی ہی رحمان کو پکارتی تھی۔

جی میری جان حکم کریں رحمان حاضر ہے رحمان کا موڈ اچانک ہی خوشگوار ہوا تھا ربانیہ کھکھلائی اور اٹھ کر بھاگ گئی رحمان اس کی شرارت سمجھتا اس کے پیچھے بھاگا۔

ربانیہ روکو؛!!!! رحمان اس کے پیچھے اسے پکارتا اس کے گھر میں داخل ہوا۔

رحمان کہ والد ایک امیر گھر سے تعلق رکھتے تھے اپنا بزنس تھا عیش و عشرت بھری زندگی تھی شاہد صاحب کو ایک یتیم لڑکی سے محبت ہو گئی تھی جو پولیس میں جانے کا جنون رکھتی مسسز شاہد نے اپنا جنون پورا بھی کیا لیکن شاہد صاحب کو اپنا گھر چھوڑنا پڑا شاہد صاحب دلشیر کے خاندان کا ایک ہی چشم و چراغ تھا دلشیر کو اپنی عزت پیاری تھی اسی لئے انہوں نے شاہد کو جائیداد سے عاق کر دیا مسسز شاہد نے پھر شاہد صاحب کو کوئی کام کرنے کی اجازت ہی نادی تھی کیونکہ شاہد صاحب نے اپنی پوری عمر بزنس کرنے میں گزاری تھی اے۔ سی میں رہ کر کام کرنا ٹھٹا باٹ سے رہنا ان کی شان میں تھا۔

مسسز شاہد کو دنیا کی پرواہ نا تھی اس لئے لوگوں کی باتوں کو نظر انداز کئے وہ اپنے شوہر کو گھر میں رکھنے پر خواہش مند تھیں۔

وہ اپنی جاب سے مخلص تھیں ان کی دلیری کے قصے ہر کسی کو معلوم تھے وہ ایک نڈر خاتون تھیں جو حیدرآباد میں ہی اپنا کام سرانجام دیتی تھیں ماروی خانزادہ کا نام ہی کافی ہوتا تھا دشمن کو پسپا کرنے کیلئے۔

آج بھی ٹھاٹ سے چلتی محلے میں داخل ہوئی تھیں نظر گاڑی میں بیٹھتی نازش پر پڑی وہ مسکرائیں اور نازش کی طرف بڑھیں۔

ہماری شہزادی آج اتنی جلدی جا رہی ہے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ہاتھ پھیلائے یازش بھاگتی ہوئی آ کر ان کے سینے سے لگی نازش کا قد دس سال کی بچیوں سے تھوڑا چھوٹا تھا اور کافی حد تک کمزور بھی تھی تب ہی وہ ربانیہ والوں کے سامنے صرف آٹھ سات سال کی بچی لگتی تھی۔
آئی میں نا اپنی گڑیا کے پاس جا رہی ہوں آج۔

اچھا شہزادی اپنا خیال رکھنا ربانیہ کہاں ہے۔؟؟؟ ماروی کو ربانیہ سے بے حد محبت تھی وہ ننھی پری ان کے دل کو بھی اچھی لگتی تھی۔

آپ کے سپوت کے ساتھ ہے ہمارے یاس رہنے کہاں دیتا ہے وہ نازش منہ بسور کر کہتی گاڑی کی طرف بڑھی اور ماروی ہنستی اپنے گھر کی طرف۔

چل ہم بھی ربانیہ کے پاس چلتے ہیں ردانے معصومیت کی حدیں پار کرتے ہوئے کہا تھا۔

نمرانے پاس پڑی مٹی اٹھائی اور رمزا کے منہ پر دے ماری ردا بیٹھی ہنس رہی تھی نمرانے ہنستے ہوئے پھر مٹی اٹھائی اور ردا کے منہ پر ماری ردا جو ہنس رہی تھی منہ میں مٹی کا ذائقہ محسوس کرتے ہی چپ ہوئی اور نمر کو دیکھا جو منہ چڑاتی اٹھنے لگی رمزا اور ردا نے نمر کو نیچے کھینچا اور پاس پڑی مٹی اٹھا کر اس کے اوپر پھینکنا شروع کر دی آہستہ آہستہ وہ دونوں نمر کے چہرے کے علاوہ نمر کے پورے جسم کو مٹی سے ڈھک چکی تھی نمر ایلٹی چیخ رہی تھی اور ردا رمزا بھاگ کر اندر جا چکی تھیں۔

نمر ا بمشکل اٹھی اور اندر کی طرف بھاگی آدھی مٹی اس کے اوپر ہی تھی جو اب زاہدہ بیگم کے گھر کو گندا کر رہی تھیں۔۔

اسلام و علیکم جناب کیسے ہیں آپ۔؟؟؟ ماروی نے شاہد کو کچن میں مصروف دیکھ کر پوچھا۔
بیگم آپ آگئیں چلیں جلدی سے اب زرا میری بیگم بن کر آئیں کیونکہ آپ کے سسر صاحب تشریف لا رہے ہیں فائنلی ان کا دل نرم ہو ہی گیا اپنے پوتے کیلئے شاہد صاحب نے مسکرا کر کہا
ماروی آگے بڑھی اور شاہد صاحب کو پیچھے سے اپنے حصار میں لیا۔

تھینک یو سوچ مجھے اتنی خوشی دینے کیلئے میرا ہر قدم پر ساتھ دینے کیلئے۔

بیگم جی یہ میرا فرض تھا مجھے خوشیاں تو آپ نے بھی دیں ہیں وہ کھڑکی کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے بولے اور ماروی کو اپنے سامنے کیا وہ مسکرائیں۔

شاہد صاحب نے محبت سے ماروی کی پیشانی چومی۔

ایک تیز رفتار نوکیلی چیز شاہد صاحب کے سینے کو چیرتی ماروی کے دل والے مقام پر پوسٹ ہوئی شاہد صاحب ماروی کو اپنے سینے سے لگائے زمین بوس ہوئے اور دونوں کو آخری بار اپنے رب کو پکارنے کا موقع بھی ناملا وہ وہیں ڈھے گئے۔

محلے میں ہر طرف گولیاں چلنے لگیں تھیں سب اپنے گھروں میں بند ہو گئے کچھ لوگ ماروی کے گھر میں داخل ہوئے اور ایک کے بعد نا جانے کتنی گولیاں انہوں نے ماروی کے سینے میں پوسٹ کیں تھیں۔

یہ وہ ہی دہشتگرہ تھے جن کا کیس ماروی کو ملا تھا اور وہ ان کو سزا دلانے میں کافی حد تک کامیاب ہو چکی تھی لیکن ماروی کے ڈیپارٹمنٹ میں سے کسی نے غداری کر کہ ان دہشت گردوں کو فرار کر دیا تھا ماروی نے نا جانے کتنے ہی دن ان دہشت گردوں کو اپنی نگرانی میں جیل میں بند رکھا تھا

روز ایک نئے طریقے سے ماروی ان سے سچ اگلوانے کی کوشش کرتی تھی آج وہ حساب بے باک کر گیا تھا وہ ہنستا اس کے ہاتھوں کو اپنے جوتوں تلے روندتے واپس چلا گیا۔

آئی یہ باہر گولیاں چل رہی ہیں نارجمان گھر سے باہر نکلنے کی کوشش کرتا بار بار زاہدہ بیگم سے پوچھ رہا تھا ایک طرف خوفزدہ ہوئی ربانیہ کو دیکھ اس کو اپنے سینے میں چھپائے کھڑا تھا دوسری طرف اپنے باپ کی فکر ستا رہی تھی۔

بیٹا ابھی یہیں رہو تم زاہدہ بیگم نے رحمان کو باہر کی طرف بڑھتے دیکھ کر کہا تھا۔

آئی میں بڑا ہو گیا ہوں اور سب سے بڑھ کر میں اس کا بیٹا ہوں جو وطن سے محبت کرتی ہے مجھے جانے دیں میں بھی اس ملک کے لوگوں کی حفاظت کرنا چاہتا ہوں رحمان نے ربانیہ کو اپنے ساتھ لگائے ہی گھر کا دروازہ کھولا کچھ گاڑیاں اس کے گھر کے سامنے سے ہی آگے بڑھیں تھیں رحمان کو ایسے لگا تھا جیسے آسمان اس کے سر پر گر گیا ہو۔

وہ بھاگتا اپنے گھر میں داخل ہو اور سامنے ہی زمین پر اسے اپنے ماں باپ نظر آئے خون آلود جسم اپنے سامنے دیکھ وہ زمین پر گرا تھا پیچھے سے دو مضبوط ہاتھوں نے رحمان کو تھاما اور اپنے سینے سے لگایا۔

دلشیر نے نم آنکھوں سے اپنے بیٹے کی لاش کو دیکھا اور رحمان کو اپنے سینے سے لگائے ہی وہاں سے نکل گیا رحمان نے اپنی گڑیا کو دیکھا جو ہاتھ میں مصنوعی گڑیا پکڑے کھڑی رو رہی تھی رحمان اس کے پاس جانا چاہتا تھا رونا چاہتا تھا لیکن دماغ ماؤف ہونے لگا اور وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو کر دلشیر کے ہاتھوں میں جھول گیا۔

واؤ بارش نازش نے جیسے ہی قدم حیدر والا میں رکھا باہر بارش دیکھ نازش اچھلتی ہوئی واپس حیدر والا کے سامنے ہی مستیوں میں کبھی ادھر بھاگتی تو کبھی ادھر نازش کی کھکھلاہٹ سن کر علینہ باہر آئی اور گارڈز کو وہاں سے جانے کا کہہ کر نازش کے ساتھ کھینے لگی۔۔

علی اپنا کام ختم کر کے ایک ڈریس لے کر اپنے کمرے میں داخل ہوا اور اپنا سر پکڑے پکڑے چنچ کرنے کیلئے واشروم میں بند ہوا اپنے کپڑے چنچ کرنے کے بعد وہ گیلری میں آیا جہاں بادل

برسنے کیلئے پہلے ہی تیار تھے علی کی نظر سامنے سے گھر میں داخل ہوتی نازش پر پڑی جیسے ہی نازش نے گھر کی دہلیز کو پار کیا بارش برسنے لگی تھی علی کچھ سوچ کر مسکرایا اور واپس جانے کیلئے پلٹا ہی تھا کہ نازش کو بارش میں اچھلتے دیکھ وہیں کھڑا ہوا۔

وہ ننھی سے پری کی مانند کبھی ایک جگہ جاتی تو کبھی دوسری جگہ۔

باربی کی طرح اسٹیپ لیتی وہ گول گول گھوم رہی تھی تھوڑی ہی دیر میں وہاں علی نے بھی آگئی علی مسکرا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

علی نیچے گھر کے سامنے بنے گارڈن میں ہی ان کے پاس آیا تھا علی نے علی کو دیکھ اپنے ڈوبے کو صحیح سے اپنے گرد پھیلایا اور گھر کے اندر چلی گئی کیونکہ علی نے کپڑے پورے بھیگ چکے تھے اور اس کے جسم کا ہر حصہ صاف نمایاں ہو رہا تھا بیشک علی نے علی کی طرف نظر نہیں اٹھائی تھی لہکن علی نے وہاں سے چلی گئی تھی۔

تم واپس کیوں آئی ہو۔۔۔؟؟؟ علی نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے سامنے ناچتی نازش کو دیکھا۔

وہ دراصل آج چاچا چاچی گھر نہیں ہیں نا اس لئے آج رات میں آپ کے ساتھ رہوں گی۔

کیوں میرے ساتھ کیوں۔؟؟؟ تم اپنی گڑیا کے ساتھ رہنا سمجھی علی نے کہہ کر ایک نظر دروازے پر ڈالی جہاں سے کچھ لڑکے گھر کے اندر داخل ہو رہے تھے۔

کون ہو تم لوگ۔؟؟؟ علی نے ان بچوں کو نازش سے مصافحہ کرتے دیکھ کر پوچھا ایک تو علی کو نازش کا یہ لباس آگ لگا رہا تھا دوسرا ان لڑکوں کا نازش سے مصافحہ کرنا اور گلے لگانا۔

میں اپنی معشوقہ کے ساتھ کھیلنے آیا ہوں ایک بچے نے نازش کے ساتھ لگ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا علی نے منہ کھولے حیرت سے اس بچے کو دیکھا جو دکنے میں ہی شرارتی لگ رہا تھا تیکھے نین نقوش گوری رنگت بھرا بھرا جسم بوکسر کے اوپر سیلیولیس شرٹ پہنے وہ نازش کے ساتھ کھڑا تھا۔

معشوقہ وٹ دا۔ آگے کا لفظ اس نے بولا ہی نہیں تھا نازش کی طرف دیکھا تھا جو ہنس رہی تھی۔

ہیلو انکل اپنے داماد سے ملو مائے سیلف ساحل اس لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور پھر علی کے پاؤں کو ہاتھ لگائے۔

اس وقت علی کا دماغ تو اس پر ہی اٹک گیا تھا کہ وہ اس بچے کی معشوقہ ہے۔

تم اپنا منہ بند رکھو لڑکے اور دور رہو کون تم علی نے اس بچے کو اس کی شرٹ سے پکڑ کر ہوا میں کرتے پیچھے کیا وہ لڑکا ہاتھ ڈھیلے چھوڑے ہوا میں لٹک رہا تھا مانو پھانسی ہی لگا دی ہو جیسے۔

میں عاسق ہو تیرا تیرے باپ کو بتا۔ اس لڑکے نے گانا گاتے ہوئے نازش کو اشارہ کیا نازش کی کھکھلاہٹ ایک بار پھر گارڈن میں گونجی۔

علی نے غصے سے اس بچے کو اپنے گھٹنوں پر پیٹ کے بل پٹخا اور ایک ہاتھ سر میں اور کمر کے نیچے مارنے لگا۔

آئے ہائے سسر جی میرا بچہ وہ بچہ بار بار علی کو سسر بولتا یہ ہی بات بول رہا تھا۔
سسر ہو گا تیرا باپ میں تیری زبان کھینچ لوں گا ایک بار اور اگر تو نے مجھے سسر بولا علی دھاڑا تھا۔

اس بچے کو بوکسر اور شرٹ سے پکڑے مین گیٹ کی طرف گیا گھر سے باہر پھینکنے والے انداز میں اسے چھوڑا۔

آئندہ میری بیٹی غصے سے علی کے منہ سے نازش کے لئے بیٹی نکلا تھا۔

آئے ہانٹے توبہ توبہ اپنی ہی سوچ پر لعنت بھیجی۔

آئندہ اس لڑکی کے پاس دکھانا تو تیری ہڈیاں توڑ دوں گا میں علی غصے سے کہتا گھر کی جانب بڑھا
غصے سے نازش کی کلانی جکڑ کر گھر میں داخل ہو اور سیدھا اپنے کمرے کا رخ کیا۔

ہائے سسر جی بیٹھنے کے قابل نہیں چھوڑا میرے ہم کو سو جا دیا وہ بچہ روتا اپنی کمر سر سہلاتا اور
علی کو دہائیاں دیتا آگے بڑھ رہا تھا۔

گارڈ تو علی کے اس بدلہ رویے کو دیکھ رہے تھے چہرے پر جلن کے تاثرات صاف نمایاں تھے۔
وہ ایک چھوٹے بچے سے لڑ رہا تھا۔؟؟؟ مار رہا تھا ایک چھوٹے بچے کو۔؟؟؟

وہ علی جس کی دھاڑ سے ہی انسان خاموش ہو جاتا

تھا وہ علی آج ایک بچے سے لڑ رہا تھا خود بچہ بنے۔؟؟؟

یہ کپڑے ہیں بدل لینا نازش کو روتا چھوڑ کر خود اپنا ٹراؤزر اور ٹاول لے کر واشروم میں بند ہو گیا
تھا۔

علی واپس آیا تو نازش اب بھی ویسے ہی کھڑی رو رہی تھی اس کا رونا علی کو تکلیف دے رہا تھا علی
نازش کو انور کرنا چاہتا تھا پر نا کر سکا اور گھٹنوں کے بل نازش کے پاس بیٹھا۔

تم کیوں رو رہی ہو۔۔۔؟؟ تمہیں تو کچھ نہیں کہا میں نے علی نے نرمی سے نازش کے آنسوؤں صاف کئے۔

وہ میں آپ کے چیخنے سے ڈر گئی تھی نازش نے کہہ کر منہ جھکایا۔

اچھا ناسوری آئندہ تمہارے سامنے نہیں چیخوں گا جاؤ کپڑے چینج کر لو علیہ کے پاس جا کر میں کام کرنے لگا ہوں اب مجھے ڈسٹرب نہیں کرنا علی نے نازش کے ہاتھ میں ایک بلیک ٹراؤزر اور شرٹ دیتے ہوئے کمرے سے باہر نکالا۔

علی ابھی لیپ ٹاپ لے کر بیٹھا ہی تھا کہ نازش واپس کمرے میں آئی۔

میں یہیں رہوں پلیزز۔۔۔؟؟؟؟

نہیں تم علیہ کے پاس جاؤ علی نے واپس نازش کو کمرے سے نکالا اور دروازہ بند کر دیا نازش ایک بار پھر کمرے میں داخل ہوئی۔

پلیزز۔۔ نازش نے رونی صورت بنا کر کہا۔

نہیں کہا نا علیہ کے پاس جاؤ علی نے تھوڑا سخت لہجے میں کہا نازش منہ لٹکا کر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھی اچانک ہی لائٹ خانے سے کمرے میں اندھیرا چھا گیا علی کے کمرے کا دروازہ بند ہوا علی کو لگا تھا کہ نازش جا چکی ہے اسے لائٹ کی ویسے بھی ضرورت نہ تھی وہ لائٹ کو بعد میں اون کرنے کا سوچ کر اپنے لیپ ٹاپ میں انگلیاں چلانے لگا۔

لائٹ جاتے ہی نازش کے چہرے پر ایک مسکراہٹ پھیلی تھی وہ کمرے کا دروازہ بند کر کے بیڈ کے قریب آئی اور بمشکل اپنے کپڑے چینج کئے اور بیڈ پر اوندھے منہ گر گئی وہ اتنی تھک چکی تھی کہ رات کے کھانے کا خیال بھی اسے نہ رہا تھا علی نے تو کھانے کا پہلے ہی منع کر دیا تھا۔

لائٹ آئی تو علی نے نظر اٹھا کر ایک نظر کمرے میں دیکھنا بھی مناسب نہ سمجھا تھا کیونکہ اسے لگا تھا کہ وہ کمرے میں اکیلا ہے۔

علیہ نے علی کے کمرے کا دروازہ کھولا تو سامنے ہی نازش دنیا جہاں سے بے فکر سو رہی تھی پھر علی کی طرف دیکھا جو اپنے کام میں پوری طرح غرق تھا علیہ مسکرائی کیونکہ وہ جانتی تھی اس کا بھائی اب صبح تک نظر اٹھا کر کہیں دیکھنے کا ارادہ نہیں رکھتا وہ ایسا ہی تھا ہمیشہ سے ہی اپنے کام کے ساتھ مخلص جو کام کرتا تھا جی جان لگا کر کرتا تھا۔

علی دوجے کے قریب کام کر کے فارغ ہو اور اپنا سر صوفے کی پشت پر گرایا۔

اچانک آنکھیں کھول کر سامنے ہاتھ پاؤں پھیلا کر الٹی لیٹی نازش کو دیکھا علی کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی وہ اس کے ہاتھ کے بنائے لباس میں ملبوس تھی کالے رنگ میں چہرہ کھل رہا تھا علی کو اپنی ہی کیفیت سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا چاہتا ہے وہ اسے چھونا چاہتا تھا باتیں کرنا چاہتا تھا اسے اپنے دل کی باتیں بتانا چاہتا تھا اپنے پاس ہمیشہ کے لئے رکھ لینا چاہتا تھا لیکن وہ کیسے کرتا یہ سب۔؟؟؟ اس بچی کو تو ان جذبات کی سمجھ ہی نا تھی کیا اثر پڑتا ان باتوں کا اس کے ذہن پر ابھی پڑھنے کی عمر میں عشق محبت کی کتاب پڑھنے لگتی۔؟

علی اپنی سوچوں کو جھٹکتے اٹھا اور اس کی فراک کو اٹھا کر صوفے پر پھیلا یا آگے بڑھ کر کمرے کا دروازہ لاک کیا اور نازش کے اوپر کمفر ٹراوڑھ کر اس کے ساتھ ہی لیٹ گیا۔

تھکان کے باعث علی کی آنکھیں بند ہونے لگیں تھیں نظریں سامنے لگی تصویر پر گئی پھر اپنے ساتھ لیٹی اس معصوم بچی کو دیکھا اپنے ہی جذباتوں پر ہنستے وہ سونے کی کوشش کرنے لگا ایک ننھا سا ہاتھ اور پاؤں اپنے اوپر محسوس کرتے مسکرایا اور بنا کوئی حرکت کئے ہی نیند کی وادیوں میں کھو گیا۔

وہ جلدی جلدی قدم اٹھاتا اپنے آدمیوں کے پاس جا رہا تھا کیونکہ انہوں نے کل ہی ایک لڑکی کو کیڈنیپ کیا تھا کرشنا کو معلوم ہوا تھا کہ وہ لڑکی کسی گینگ سے تعلق رکھتی ہے لیکن کس گینگ سے؟؟ وہ اس لڑکی کو دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کون ہے بلیک لانگ کوٹ کے نیچے وائرڈ شرٹ بلیک جینز وہ بیٹڈ سم لگ رہا تھا۔

کل رات کیسے اس نے پاکستان میں گزاری تھی وہ وہی جانتا تھا وہ جلد ہی اپنی منزل تک پہنچا ایک لمبا سانس خارج کرتے کمرے میں داخل ہوا وہ لڑکی کرسی پر بندھی تھی ٹریک سوٹ میں ملبوس ہاتھ اس کے کرسی کے پیچھے بندھے ہوئے بال اس کے منہ پر پھیلے تھے۔

کون ہے یہ لڑکی۔؟؟؟ اور کہاں سے لائے ہو کرشنا ان آدمیوں پر دھاڑا تھا۔

کرش آہستہ بول کیا ہو گیا ہے۔ پاکستان سے لائیں ہیں مسکان نے کہا تھا جب تک وہ نہیں آتی اسے یہیں رکھنا۔

منہ اوپر کرو اس کا اور تمہیں کیسے لگتا ہے کہ یہ کسی گینگ سے تعلق رکھتی ہے۔

وہ دراصل ہم نے جب اسے اٹھایا تھا تو میڈم نے ہی کہا تھا یہ کسی گینگ سے تعلق رکھتی ہے ہوشیار ہے اور قتل کرتے وقت تو سوچتی نہیں ہے ہم محتاط رہیں ان آدمیوں میں سے بولتا ایک آدمی اس لڑکی کی طرف بڑھا۔

تم لوگ اسے یہاں،۔ کرشنا بھی بول ہی رہا تھا کہ سامنے بندھی لڑکی کو دیکھ ماتھے پر پسینہ آیا تھا چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔

"کیلر کونین" کرشنا بولتا قدم پیچھے لینے لگا۔

کیا۔؟؟؟ وہ آدمی ایک ساتھ چیخے تھے۔

ہاں سنا تھا انہوں نے کیلر کونین کے بارے میں۔ وہ مارتے وقت رحم نہیں کرتی تھی اس کے سامنے سانسیں بھی لوگ گن گن کر لیتے تھے وہ نشانہ لگانے میں مہارت رکھتی تھی گن کا کبھی اس نے استعمال کیا ہی نا تھا وہ اپنے پسندیدہ کھلونے سے قتل کرتی تھی اور وہ کھلونا اسپینر تھا جو ان کی گینگ میں استعمال ہوتا تھا۔

بلیک روز کو یہ پتہ چلا تو وہ مار دے گی تم لوگوں کو۔ کھلو اسے فوراً۔

کرشنا دھر اُدھر کمرے میں گھومتے مسلسل کسی کو کال کر رہا تھا یہ شاید سامنے والا ہی کہیں
مصروف تھا۔

اس کو ہسپتال لے کر چلو کرشنا نے ان آدمیوں کو کیلر کوئین کو اٹھانے کا اشارہ کیا اور خود کمرے
سے باہر نکل گیا لیکن موبائل اب بھی مسلسل بار بار کان پر رکھ رہا تھا۔

علی نازش کو اپنی شدتوں سے ہلکان کرنے کے بعد نازش کو اپنے سینے پر لٹائے لمبے لمبے سانس لے
رہا تھا۔

موبائل رنگ ہو اعلیٰ موبائل کو دیکھنا نہیں چاہتا تھا لیکن پھر ربانیہ اور رحمان کا خیال آتے ہی
موبائل اٹھایا ایک نظر نازش کے چہرے پر ڈالی جو ایک منٹ میں ہی سوچکی تھی میری ننھی
شہزادی علی نے نازش کی ناک کو دبایا اور موبائل میں آئیوٹیفیکیشن چیک کیا قادر اور رحمان کی
ایک لوکیشن دیکھ علی کو ایسے لگا تھا جیسے علی کسی دلدل میں دھنس رہا تھا ایک نظر نازش پر ڈالی اور
خود کو پرسکون کر کے نازش کے ماتھے پر بوسہ دیا اور وارڈروب کی طرف بڑھا وہاں سے اپنے
کپڑے لے کر واشروم میں بند ہوا۔

علی فریش ہو کر آیا تو نظر نازش کی کمر پر پڑی علی کی محبت کی مہریں وہاں صاف نمایاں تھیں
کندھوں پر انگلیوں کے نشان صاف نمایاں ہو رہے تھے علی مسکرا کر نازش کے قریب بیٹھا اور
ان نشانوں کو چوم لیا بالوں میں ایک ہاتھ گھوما کر گاڑی کی چابیاں اور موبائل اٹھا کر کمرے سے
باہر نکل گیا لیکن جانے سے پہلے وہ اپنی محبوبہ کے ہتھیار اپنے ساتھ رکھنا بھولا تھا۔

رحمان کی لوکیشن چیک کرتے صبح کے پانچ بجے ہی وہ ہوٹل کی طرف بڑھ رہا تھا چہرے پر پریشانی
اب صاف نمایاں تھی آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد وہ اس ہوٹل کے باہر کھڑا تھا قدم قدم اٹھاتا
لوکیشن چیک کرتا ایک روم کے باہر آ کر کھڑا ہوا۔

پہلے تو خیال ربانیہ اور رحمان کی پرائیویسی کا آیا لیکن پھر قادر کی لوکیشن کا سوچ کر دروازے پر
دستک دی اندر سے ایک لڑکی باہر آئی جو شاید روم سروس کروانے میں بزی تھی۔

یہاں جو کپل تھا وہ کہاں ہے۔؟؟؟ علی نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

سرکل رات یہاں ایک حادثہ پیش ہوا ہے یہاں کسی لڑکی کی ساتھ زیادتی کی گئی ہے اور لڑکے کی
کنڈیشن بہت بری ہے ہم نے انہیں ہسپتال پہنچا دیا ہے اگر آپ ان کے ریلیٹیو ہیں نو فار میلڈیز
۔ ابھی ویٹر کچھ بول ہی رہا تھا کہ علی نے اسے گریبان سے پکڑ کر زمین پر دے مارا اور ایک کے

بعد ایک کئی مکے اس کے منہ پر دے مارے پیچھے کھڑے کچھ لڑکوں نے بمشکل علی کو پیچھے کیا تھا

مینجر۔ مینجر علی دھاڑتا بنا وقت کا لحاظ کئے کمرے سے نکلا تھا بھاگتا لفٹ کے بغیر ہی وہ ایک فلور سے دوسرے فلور پر چھلانگ لگاتا ایک ہی منٹ میں نیچے کانپتے مینجر تک پہنچا تھا۔

میری بہن اور اس کا شوہر کہاں ہے۔؟؟؟ علی نے سرخ انگار آنکھوں سے اس مینجر کو دیکھا جو کانپ رہا تھا کون نہیں جانتا تھا علی حیدر مرتضیٰ کو وہ علی جو حیر مرتضیٰ کا بیٹا تھا۔

قہر کا دوسرا نام تھا حیدر مرتضیٰ اور اسی کی پرچھائی تھی علی۔

سر ہسپتال منتقل کر دیا ہے ابھی تو کنفرم نہیں ہے وہ آپ کی بہن ہی ہے۔ وہ مینجر اپنا خشک گلہ تر کرتا بولا علی نے مینجر کو اٹھا کر دور پٹخا اور واپس اس تک پہنچ کر ناجانے کتنی بار اسے دیوار میں مارا تھا مینجر کے سر سے خون بہہ رہا تھا علی نے گن نکالی اور لوڈ کرتے ہی اس کی طرف تانی بختے موبائل نے توجہ اپنی طرف کی جہاں رحمان کی لوکیشن شوہور ہی تھی۔

اس مینجر کو وہیں چھوڑ علی نے پولیس اسٹیشن کال کی۔

کچھ ہی منٹ میں انہیں یہاں سے لے کر جاؤ لو کیشن بھیج رہا ہوں علی نے کہہ کر رابطہ منقطع کیا اور باہر جاتے ہی اپنے ایک گارڈ کو سب سمجھاتے ایک میسج چھوڑا۔

اب علی کا رخ اس گارڈ کی طرف تھا جو رات میں اس کمرے کے باہر بھا۔ ربانیہ کی سوچ آتے ہی علی کی حالت غیر ہو رہی تھی وہ اس وقت خود کو مضبوط ثابت کرتا اپنی منزل کی طرف بڑھ رہا تھا۔

سات بجے تک وہ اس گارڈ تک پہنچ چکا تھا۔

قادر کہاں ہے۔؟؟؟ علی نے اس آدمی کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا وہ آدمی اس وقت ایک اپارٹمنٹ میں موجود آرام کر رہا تھا۔ صبح جب روم سروس والے آئے تو مجبوراً اس گارڈ کو وہاں سے نکلنا پڑا تھا۔

میں نہیں جانتا اس گارڈ نے ڈرتے پیچھے ہو کر کہا علی کی آنکھوں میں نا جانے کیا تھا جسے دیکھ ان کالی آنکھوں سے وحشت ہو رہی تھی اسے۔

علی نے نازش کا اسپینر نکالا اور گھومنے لگا کرسی پر سر گرایا آنکھیں بند کیں تو ماضی کی تلخ یادیں اس کی آنکھوں کے سامنے لہرائیں۔

کتنی لڑکیوں کو آج تک ایسے نوچا ہے۔؟؟؟ علی نے آنکھیں موندے ہی ایک اور سوال کیا تھا۔

نہیں جانتا کبھی گننے کی کوشش نہیں کی اس گارڈ نے خارجی دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

تم جانتے ہوں ناعزیز کون ہے۔؟؟؟؟؟ ایک اور سوال کیا۔

نن۔ نہیں۔

اب جان جاؤ گے علی کہہ کر اٹھا اور اس کے منہ پر ہی وہ اسپینر گھوما یا خون اس کے چہرے سے

نکل کر اس کی گردن اور کپڑوں کو بھگور ہا تھا اور گارڈ چیخ رہا تھا۔

تم اس گناہ میں برابر کے شریک ہو جانتے ہونا۔؟؟ علی نے اس کے ہاتھوں کو یکڑا اور اسپینر سے

دوسرا خ کئے۔

تمہارے لئے میری محبت کا بنایا گیا کھلونا ہی کافی ہے۔ خوش قسمت ہو علی اپنی محبت کی نظریں کسی

پر برداشت نہیں کر سکتا اور تمہیں میری محبت کے ہاتھ کا بننا کھلونا دے رہا ہوں علی نے جیب سے

ایک مکڑی نکالی جا کے ایک مشین کی طرح کام کرتی تھی اس مکڑی کے پورے جسم پر نوکیلی تیز

دھار سوئیاں تھیں جو دکھنے میں بہت ہی چھوٹی تھیں وہ دکھنے میں بالکل عام سی مکڑی لگتی تھی لیکن

جیسے جیسے وہ انسان کے جسم کے اندر چلتی تھی وہ انسان کی ہر نس کو کاٹ دیتی تھی جسم میں اپنا راستہ خود بناتی تھی وہ مکڑی آگے جانے کا۔ مکڑی کے منہ میں دو تیز دھار چاقو جیسی نوکیلی چیزیں تھیں جو انسانی جسم کو کاٹنے میں آسانی پیدا کرتی تھیں۔

نازش نے ایسے انسانوں کو مارنے کیلئے کبھی اپنے ہاتھ کا استعمال کیا ہی نہیں تھا مکڑی اور اسپینر اس کے پسندیدہ ہتھیار تھے جن سے وہ اپنا کام آہستہ آہستہ کرتی تھی سامنے والے کو تڑپ تڑپ کر مرتے دیکھ وہ اپنے دل کو سکون دیتی تھی۔

علی نے اس مکڑی کو دباتے ہوئے اس سرخ پرر کھاوہ مکڑی آہستہ آہستہ اس سرخ سے اندر کی طرف بڑھنے لگی۔

وہ آدمی چیخنے لگا وہ مکڑی آہستہ آہستہ اس کے جسم میں جگہ بناتے آگے بڑھ رہی تھی اور وہ آدمی بیڈ پر پیچھے گرتا ہاتھ جوڑنے لگا تھا اپنی زیدگی کی بھیک مانگنے لگا تھا۔ ایسی ہی تکلیف ہوتی ہے ان لڑکیوں کو بھی جب تم اپنے نفس کی تسکین کے لئے ان کو نوچ لیتے ہو علی کہہ کر وہاں رکا نہیں تھا نازش کی کال آئی تھی مطلب کہ وہ اٹھ چکی تھی اور علی کو جلد سے جلد اس تک پہنچنا تھا۔

نازش صبح اٹھی تو علی اس کے پاس موجود نہیں تھا پورے کمرے میں دیکھنے کے بعد بھی علی نازش کو ناظر آیا نظر سامنے لگی اپنی اسی بچپن کی تصویر پر گئی وہ مسکرائی موبائل اٹھا کر علی کا نمبر ڈائل کیا لیکن کوئی رسپانس نہیں موبائل وہیں رکھا اٹھ کر وارڈروب کی طرف گئی اور ایک لال لباس اٹھا کر اسے دیکھا اور مسکرائی واپس کی راہ لی تو اچانک کچھ آنکھوں کے سامنے لہرایا وہ واپس گھومی اس فرائک کو اٹھایا ہاں یہ وہ وہی فرائک تھی جو آخری بار علی کے پاس آنے پر پہنی تھی نازش نے۔ اس دن کہ بعد سب بدل گیا بھاسب کچھ نازش نے وہ فرائک اپنی آنکھوں سے لگائی اور واپس ویسے ہی رکھ کر واشروم میں بند ہو گئی۔

نازش فریش ہو کر واپس آئی تو اب بھی علی کمرے میں نہیں تھا نازش نے علی کا نمبر ڈائل کیا۔

علی کی جان علی کمرے میں پہنچ چکا ہے علی نے کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا چہرے پر تھکان صاف واضح تھی نازش تو کچھ گھٹنوں کی نیند سو گئی تھی لیکن علی نہیں سویا تھا۔

کہاں گئے تھے آپ؟؟؟؟ نازش آگے بڑھ کر علی کے سینے سے لگی تھی علی پر سکون ہونے کی کوشش کرتا اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو روکتا نازش کی گرد حصار باندھ گیا۔

نازش ہمیں اسپتال جانا ہے چلو علی نے بیڈ پر پڑا ڈوبٹہ اٹھایا نازش کے سر اور کندھوں پر ڈالا اور ہاتھ پکڑ کر اسپتال کیلئے نکلا۔

اسپتال پہنچ کر مینجر کی بات یاد آئی کہ وہ اس کی بہن ہے بھی یا نہیں کنفرم نہیں ہے۔ علی دل سے اپنے رب سے دعا کر رہا تھا کہ وہ ربانیہ ناہو۔

وہ ربانیہ نہیں تو کیا وہ کسی کی بہن نہیں تھی؟؟؟ جس کی عزت کو روندھ دیا تھا بلکل ویسے ہی جیسے اس کی بہن کو۔ وہ جو بھی تھی علی اس کی موت کا بدلہ لئیے کی ٹھان چکا تھا علی آج ڈر رہا تھا وہ ہی تکلیف جو اس نے دس سال پہلے محسوس کی تھی آج پھر وہ تکلیف اور زخم تازہ ہوا تھا۔

وہ قدم قدم بڑھتے ڈر کے ساتھ نازش کا ہاتھ تھامے ڈاکٹر سے ملا۔ اور ڈاکٹر سے بات کرنے لگا جیسے علی کی بات مکمل ہوئی نازش کے قدم لڑکھڑائے تھے لیکن علی کے چہرے کا زرد رنگ دیکھ علی کی تکلیف کو سمجھتی علی کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کر گئی۔

وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے جہاں ایک مردے پر سفید کپڑا ڈالا گیا تھا۔

سر یہ لڑکی ابھی کچھ دیر پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئی نادان عمر میں یہ سب اور جاہلانہ طریقے سے ڈاکٹر نے نفی میں سر ہلاتے بات ادھوری چھوڑی علی کے اشارے پر وہ ڈاکٹر وہاں

سے نکل گیا علی نے نازش کا ہاتھ چھوڑا تو علی کا جسم کانپنے لگا تھا نازش کی آنکھوں سے آنسوؤں رواں تھے۔

دل سے ربانیہ کی سلامتی کی دعا نکل رہی تھی وہ بھی قدم اٹھاتی علی کے پیچھے ہی آئی علی نے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ اس کے چہرے سے سفید چادر ہٹائی۔

وہ آج کانپ رہا تھا ڈر رہا تھا وہ لڑکا جسے لوگ عزیل کہتے تھے خدا کے علاوہ کسی سے ناڈرنے والا ہر مشکل وقت میں ڈٹ کر رہنے والا کوئی آج اسے دیکھ لیتا تو کوئی ناکہتا کہ یہ وہ ہی عزیل ہے جو انسان کو موت سے بدتر زندگی دے کر اسے زندہ ہی چھوڑ دیتا تھا۔

ہاں عزیل نے کبھی قتل نہیں کیا تھا کیونکہ وہ کہتا تھا زندگی دینا لینا اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

اور عفو و درگزر کرنے والی بھی اس پاک رب کی ذات ہے ہم حقیر اور گناہگار بندے ہیں ہم اپنا بدلہ لے سکتے ہیں انسان کو تکلیف دے سکتے ہیں موت جیسی زندگی دے سکتے ہیں پر موت نہیں۔

سامنے پڑے وجود کا چہرہ دیکھ نازش کا لالہ چہرہ اچانک زرد ہوا تھا آنکھوں سے آنسوؤں پھسلے تھے ربانیہ کے چہرے پر دانتوں کے نشان تھے گردن پر دانتوں کے نشان تھے نازش آگے بڑھی اور ربانیہ کے چہرے کو چھونے لگی لیکن زبان سے ایک لفظ ناکلا تھا دماغ جیسے کام کرنا چھوڑ گیا تھا۔

علی کی آنکھوں کے سامنے اپنی گڑیا کا چہرہ لہرایا ہاں وہ بھی ایسے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے تھی ایسے ہی بے جان پڑی تھی وہ اس کے سامنے علی زمین پر گرا اور آنکھوں کو ہی نوچنے لگا تھا جیسے اپنی بہن کا چہرہ نکال دینا چاہتا ہو۔

گڑیا ۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۔ علی کی چیخ سن نازش علی کی طرف بڑھی جو کسی بچے کی طرح روتا زمین پر ہی بیٹھا پیچھے کی جانب جا رہا تھا نازش اپنے آنسوؤں کو روکنے کی ناکام کوشش کرتی علی کی طرف بڑھی علی نے نازش کا ہاتھ جھٹک دیا۔

د۔ د۔ دور رہو مجھ سے۔۔ م۔ میں ہی بد نصیب ہوں مجھ سے۔ جڑا ہر رشتہ ایسے ہی بے آبرو ہو جاتا ہے وہ اپنے گھٹنوں میں سر چھپائے کسی بچے کی طرح رونے لگا آج پھر وہ ہی تکلیف وہ ہی چہرا اور وہ انسان تھا تکلیف دینے والا۔

نازش سے تو کچھ بولا ہی نہیں جا رہا تھا اپنی جان سے عزیز دوست کی یہ حالت دیکھ جیسے زبان نے ساتھ چھوڑ دیا تھا علی کے پاس بیٹھ کر علی کا چہرہ اٹھایا اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ جیسے کہنا چاہ رہی ہوں وہ میری بچپن کی محبت نہیں جنون تھی اس کو بھی تکلیف ہے اس کو بھی سہارے کی ضرورت ہے علی نے نازش کی نظروں کا مفہوم سمجھ کر نازش کو اپنے سینے سے لگایا۔

مضبوط سہارا پا کر نازش کی آنکھوں سے آنسوؤں رواں ہوئے اور وہ کسی بچے کی طرح اپنی ہی محبت کے سینے سے لگ کر اپنی دوسری محبت کے دور ہونے کی تکلیف بیان کر رہی تھی۔

علی کی حالت تو پہلے ہی ٹھیک نا تھی نازش کی غیر ہوتی حالت نے علی کے جسم سے جان نکال دی تھی۔

ع۔ع۔ علی۔ وہ۔ می۔ میری وہ اتنا بول کر علی کی شرٹ کو ہاتھوں میں دبائے اونچی آواز میں رونے لگی تھی علی نے نازش کے گرد حصار تنگ کیا اور کمر سہلانے لگا۔

ربانیہ تم ایسی نہیں تھی تم اتنی کمزور نہیں تھی نازش چیخی۔

تمہیں میں کبھی معاف نہیں کروں گی تم اور نمر امیری محبت کے لائق نہیں تھی سمجھی تم۔ تم لوگ میری محبت کے لائق نہیں تھی نازش اس وقت ایسے چیختی نفسیاتی لگ رہی تھی علی نازش کی کیفیت سمجھتا اسے اپنے حصار میں لے رہا تھا آہستہ آہستہ نازش کی بولنے کی آواز کم اور ایک بار پھر اس کے رونے میں روانی آئی تھی۔

نازش خود کو سنبھالو میرے لئے میں آج پھر ٹوٹ چکا ہوں تمہیں کچھ ہو گیا تو یہ علی دوسری سانس نہیں لے پائے گا تمہارے ہونے سے ہی علی ہے نازش کو غنودگی میں جاتے دیکھ علی نے نازش کو

پکڑ کر زور سے ہلایا تھا نازش پوری آنکھیں پھیلانے سامنے بیٹھے علی کو دیکھ رہی تھی نازش علی کے سینے سے لگی تھی واپس اور با آواز رونے لگی۔

علی آپ کے اور اپنے جان سے عزیزوں کے قاتل کو آج شام یک آپ کے قدموں میں ناپھینکا تو میرا نام نازش علی نہیں وہ بے دردی سے اپنے آنسو صاف کرتی اٹھی اور ربانیہ کے پاس آئی ایک بار پھر آنکھیں نم ہوئیں ربانیہ کے ماتھے پر بوسہ دے کر علی کا ہاتھ پکڑے باہر نکلی۔ رحمان کو دیکھا تو ڈاکٹر نے بتایا کہ اس نے کوئی صدمہ لیا ہے ہوش میں آیا بھی تو ایک اور اسٹریس رحمان کے لئے جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے یہ حالت اس کی پہلی بار نہیں ہوئی تھی پہلے بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

ہاں ہوا تھا تب جب اس نے اپنے ماں باپ کو گھر میں بے جان پڑے دیکھا تھا تب بھی وہ خاموش ہو گیا تھا رو یا نہیں تھا ایک بے جان انسان کی طرح وہ جی رہا تھا ربانیہ کی محبت نے اس میں جان ڈالی تھی اور آج وہ ہی محبت اس سے دور ہو گئی تھی آج ایک بار پھر رحمان اکیلے رہ گیا تھا۔

نازش نے ایک نظر سامنے پڑے رحمان پر ڈالی تھی آکسیجن ماسک اور مشینوں میں جکڑے اس کے جسم کو دیکھ نازش کو تکلیف ہو رہی تھی کیسے وہ اپنی دوست کی محبت کو ایسے دیکھتی علی کو اپنے ساتھ کھینچتی ہوئی وہاں سے نکل گئی تھی۔

علی کہ سامنے تو بار بار اپنی بہن کا چہرہ آرہا تھا تکلیف تھی کہ کم ہو ہی نہیں رہی تھی وہ نازش کے ساتھ چل رہا تھا اور نازش طیش میں اپنے قدم اپنے مقصد کو پورا کرنے کیلئے آگے بڑھا رہی تھی۔

کرشنا اس لڑکی کو لے کر ہسپتال آیا تھا لیکن بار بار کسی کو کال کر رہا تھا لیکن مقابل شاید اس کی بات سننے کے موڈ میں ہی نا تھا۔

ایک گھنٹے بعد کرشنا اس لڑکی کے پاس گیا جہاں وہ لڑکے منہ جھکائے وارڈ میں کھڑے تھے۔

"کیلر کومین" کرشنا نے اس کو ہوش میں دیکھ پکارا شہد رنگ آنکھوں نے سامنے کھڑے کرشنا کو دیکھا اس کا دیکھنا ایسا تھا جیسے ابھی سب کچھ تباہ کر دے گی وحشت تھی آنکھوں میں چہرے پر موت سی سختی تھی۔

میں کب سے یہاں ہوں۔؟؟؟ وہ اپنے ہاتھ سے ڈریپ نوچ کر نکالتی کھڑی ہوئی۔

ایک دن سے پاس کھڑے دوسرے آدمی نے جواب دیا کیلر کونین نے کرشنا کی طرف ہاتھ

بڑھایا۔

کونین کا اشارہ سمجھتے اپنالانگ کوٹ اتار کر کونین کو دیا وہ کوٹ پہنتی ایک بار پھر کرشنا کی طرف

ہاتھ پھیلا چکی تھی اب کی بار کرشنا نے اپنی کیپ اتار کر اس کو دی جیسے وہ فوراً ہی پہن کر اپنے

ریشمی کالے بالوں کو چھپا چکی تھی۔

ایک بار پھر کونین نے ہاتھ پھیلا یا اور گن کا اشارہ کرتے کرشنا کو دیکھا کر سنانے اپنی گن نکال کر

کونین کو دی جیسے وہ کوٹ میں رکھنے لگی۔

میری بلیک روز سے ملاقات کا انتظام کروا چانک ہی کیلر کونین نے کرشنا کی طرف دیکھتے اس سے

بات کرتے گولیاں چلا دیں اور ایک کے بعد ایک کرتے وہ سب نیچے گرے تھے۔

ایسے آدمی آئندہ مجھے گینگ میں نظر نا آئیں کل انہوں نے لڑکی کے ساتھ زیادتی کی تھی ان کی

لاشوں کو اٹھا کر پھینک دو اور باقی سنبھال لینا۔

میں واپس جاؤں گی پندرہ منٹ ہیں تمہارے پاس کوئین گن کوٹ میں رکھتی کھڑکی کے پاس گئی اور باہر ہوتی ہل چل کو دیکھنے لگی کرشنا کیلر کوئین کی باتوں پر عمل کرتا اپنے کام میں مصروف ہوا اور وہ پرسکون سی چہرے پر موت سی خاموشی لئے سرد تاثرات کے ساتھ اپنے اگلے قدم کا سوچ رہی بھی۔

(ماضی)

علی کی صبح آنکھ کھلی تو نازش وہاں موجود نہیں تھی لیکن سامنے نازش کی فراک ویسے ہی پڑی تھی علی اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ کر کچھ محسوس کر رہا تھا۔

نازش نے صبح اٹھتے ہی علی کے ماتھے اور گال پر بوسہ دیا تھا وہ چھوٹی بچی اتنی شہزادے کو بتا گئی تھی کہ وہ بھی اس سے محبت کرتی ہے۔

علی نے سامنے لگی تصویر کو دیکھا اور اٹھ کر وہ فراک اٹھا کر الماری میں رکھی اور اپنے کپڑے لے کر واشروم میں بند ہو گیا۔

عادل بیٹا تم ٹھیک ہونا۔۔۔؟؟؟ حیدر صاحب نے عادل کو گھر میں داخل ہوتے دیکھ پوچھا۔

جی جی پاپا الحمد للہ ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں۔؟؟؟ اور علینہ علی کہاں ہیں؟؟؟

علینہ اپنے کمرے میں ہے اور علی تو آفس چلا گیا بارہ بجے تک آجائے شاید۔ حیدر صاحب نے

جواب دیا عادل اثاب میں سر ہلاتا اجازت لے کر علینہ کے کمرے کی طرف بڑھا۔

اسلام و علیکم منکوحہ صاحبہ کیسی ہیں آپ۔؟؟؟ عادل نے علینہ کے کمرے میں داخل ہوتے

ہوئے سلام کیا علینہ نے نظر اٹھا کر سامنے کھڑے عادل کو دیکھا پھر واپس منہ موڑ لیا۔

علینہ کیا ہوا ہے میری طرف دیکھو عادل کو علینہ کا ایسے منہ موڑ لینا تکلیف دیتا تھا ہمیشہ اپنی

ناراضگی کا اظہار ایسے ہی تو کرتی تھی وہ۔

علینہ نے کوئی حرکت ناکی اور ویسے ہی لیٹی رہی عادل نے علینہ کو کمرے سے پکڑ کر اپنی بانہوں میں

اٹھالیا اور ویسے ہی بیڈ پر بیٹھا۔

عادی چھوڑیں کیا کر رہے ہیں کوئی آجائے گا علینہ نے عادل سے پیچھے ہونا چاہا لیکن بروقت عادل علینہ کو واپس اپنی طرف کھینچ چکا تھا علینہ کا ناراض ہونا جائز تھا وہ اچانک سے ہی تو غائب ہوا تھا بننا کسی کو بتائے۔

قادر نے حیدر صاحب سے علینہ کے بارے میں بات کی تھی وہ علینہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور صاف صاف الفاظ میں کہا تھا کہ عادل سے علینہ کو طلاق دلو ادیں اس دن عادل وہیں موجود تھا قادر کی باتیں سن پہلے تو وہ کنٹرول کرتا رہا جب بات طلاق کی کی تو عادل نے بنا عمر کے لحاظ کئے قادر کے ہوش ٹھکانے لگا دیئے تھے حیدر صاحب کے منع کرنے کے باوجود قادر نامان رہا تھا آخر عادل کو ہی ہاتھ اٹھانا پڑا۔

قادر تب بھی باز نا آیا تھا جاتے جاتے دھمکی دے گیا تھا کہ وہ اب علینہ کو ضرور پالے گا عادل نے تو اس کی کسی بات کو سیریس ہی نالیا تھا حیدر صاحب نے اسی دن عادل کو کسی کام سے ملک سے باہر بھیجا تھا اس لئے وہ خاموشی سے چلا گیا تھا۔

تمہیں معلوم ہے تمہارے اس چاچا نے کیا کہا تھا۔؟؟؟ عادل نے علینہ کے ماتھے پر بوسہ دے کر پوچھا۔

عادل کچھ دنوں سے ٹھیک سے ناہی سویا تھا نا ہی کھایا تھا کچھ چہرے یر تھکان صاف واضح تھی۔

عادی آپ تھک گئے ہیں نا ہت علیسنہ نے عادل کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر کہا عادل کی بات کو تو وہ نظر انداز کر گئی تھی۔

علینہ تمہیں معلوم ہے تم میں میری جان بستی ہے تم میرے جینے کی وجہ ہو عادل نے علیسنہ کو بیڈ پر لٹایا اور اس کے اوپر جھکا چہرے کے ایک ایک نقوش کو آیکھیں بند کئے اپنی انگلیوں سے محسوس کرنے لگا۔

تو آپ مجھے بتا کر کیوں نہیں جاتے کہیں بھی۔؟؟؟ شکوہ کیا۔

میں بتانا چاہتا تھا پر وقت ہی نہیں ملا اور نمبر تو آپ کا مسلسل بند جا رہا ہے۔ وہ مسکرایا۔

ایسا کچھ بھی نہیں بس نا بتانے کے بہانے ہیں آپ کے علیسنہ نے عادل کا ہاتھ جھٹک دیا۔

یہ حرکت عادل کو کافی ناگوار گزری تھی عادل نے علیسنہ کی طرف دیکھا اور چہرہ موڑ کر اپنی طرف کیا ماتھے پر بوسہ دے کر پیچھے ہوا۔

جاؤ کھانا لگو او بھوک لگی ہے مجھے۔ پھر میں نے گھر بھی جانا ہے عادل نے بالوں میں ہاتھ پھیر کر

کہا۔

Page | 820

جی نہیں آج کہیں نہیں جا رہے آپ۔ میں نے شہزادی کے گھر جانا ہے شام میں کیونکہ آج شہزادی پارک نہیں آئی تھی مجھے فکر ہو رہی اس کی علیینہ نے کہہ کر باہر کا رخ کیا جبکہ عادل نفی میں سر ہلاتا بیڈ پر ڈھے گیا۔

رحمان کا دماغ بالکل بھی کام ناکر رہا تھا وہ ہوش میں تو تھا پر آس پاس کیا ہو رہا تھا اس کی فکر نہیں تھی۔

مسٹر اور مسسز شاہد کی تدفین دلشیر کروا چکا تھا دلشیر بھی آج ٹوٹ گیا بھاپنے اکلوتے جوان بیٹے کی لاش دیکھ وہ کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا تھا لیکن پھر رحمان کی نیلی آنکھوں کو دیکھا جو اس کے باپ جیسی تھیں دلشیر کو جینے کی وجہ پھر مل گئی تھی رحمان بالکل اپنے باپ جیسا تھا لیکن ڈمپل اس نے اتنی ماں سے چرائے تھے۔

رحمان کو لوگ آکر تسلی دے کر جا رہے تھے پر وہ خاموش بیٹھا تھا کل ڈاکٹر نے دلشیر کو بتایا تھا کہ صدمہ لگنے کے باعث اس کی یہ حالت ہے اگر وہ اسی طرح خاموش رہا تو اس کی جان کو بھی خطرہ ہو سکتا تھا۔

دلشیر نے رحمان کو ملک سے باہر اپنے ساتھ لے جانے کا فیصلہ کیا۔

ماروی اور ساہد کا کافی سامان رحمان کے حوالے کر دیا گیا تھا جسے دلشیر نے سنبھال لیا تھا۔ رحمان کے ہوش سنبھل جانے کے بعد وہ اس کے ماں باپ کی نشانیاں اسے دینا چاہتا تھا۔

ماروی کے سامان میں اس کی وردی ٹوپی اور ایک گن کے ساتھ اسٹک تھی۔

باپ کے سامان میں تو صرف ایک گھڑی کچھ کپڑے اور جوتے اسے ملے تھے۔

ربانیہ نہیں رونا وہ نیلی آنکھوں والا جن آجائے گاں مازش اور رمرزانے ربانیہ کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا تھا ربانیہ نے کل سے رو رو کر اپنا حال بگاڑ لیا تھا ضد تھی تو بس رحمان سے ملنے کی۔

شاہد اور ماروی کی میت لے جاتے وقت محلے والوں نے پوچھا تھا وہ رحمان کو کہاں لے گئے پر انہوں نے صاف کہہ دیا تھا کہ۔

یہ اب تمہارا مسئلہ نہیں جس خاندان کا وہ وارث ہے وہ وہیں پہنچ گیا ہے تم سب چھوٹے لوگوں کی پہنچ سے دور۔

اس بات نے محلے والوں کو کافی تکلیف دی تھی کیونکہ سب رحمان اور ربانیہ کے بارے میں جانتے تھے دونوں ایک دوسرے کے بنا نہیں رہ سکتے تھے تو آج کیسے وہ اس سے دور تھا ایک رات رحمان نے ربانیہ کے بنا گزاری تھی۔

ربانیہ کی بگڑتی حالت کو دیکھ زاہدہ بیگم رونے لگیں تھیں۔

ربانیہ میری طرف دیکھو ہم ہیں نا تمہارے پاس میں وعدہ کرتی ہوں ان کو میں لے کر آؤں گی نازش نے اسی نام سے رحمان کو پکارا تھا جس نام سے ربانیہ اسے پکارتی تھی۔

ربانیہ اپنی دوست کے گلے لگے رو رہی تھی زاہدہ بیگم نے جب دیکھا نازش اور ربانیہ کی شرارتیں واپس شروع ہو گئی ہیں تو وہ اللہ کا شکر کرتی وہاں سے چلی گئیں تھیں۔

شام تک یازش وہیں رہی تھی ربانیہ کو اس نے اپنے ساتھ چلنے کا کہا لیکن زاہدہ بیگم نے منع کر دیا کیونکہ ربانیہ کی حالت ٹھیک نہ تھی یازش منہ لٹکائے واپس چلی گئی۔

زاہدہ بیگم کو نازش بھی ربانیہ جتنی عزیز تھی وہ اسے ربانیہ سے زیادہ پیار کرتی تھی رمزاردانمرا بھی ان کے لئے کم نہ تھیں۔

نمرا کی ماں اکیلی ہوتی تھیں تب ہی رمزاردانمرا کے ساتھ پائی جاتی تھی جانے کتنے کتنے دن وہ گھر کا رخ نہیں کرتی تھیں بس فون کر کہ ہی اپنے باپ کا حال احوال پوچھا کرتی تھیں۔

گنگامیری جان آگئی تم انیتا نے بانہیں پھیلا کر گنگا کو اپنی طرف آنے کا کہا۔

نزش نے انیتا کے ہاتھ میں پکڑے ڈرنک کو دیکھا اور پھر ہاتھ باندھ کر منہ موڑ گئی مطلب صاف تھا کہ ڈرنک چھوڑیں پہلے۔

انیتا مسکرا کر اپنی بھتیجی کی طرف بڑھی وہ بھتیجی انیتا کو نہت عزیز تھی کیونکہ ساری جائیداد نازش کے نام تھی۔

نازش کو وہ لوگ کچھ بھی ناکہہ سکتے تھے ہر مہینے وکیل آتا تھا جو نازش کی جائیداد اور نازش کا وکیل تھا جب تک نازش اٹھاراں سال کی ناہو جاتی اس کی جائیداد کسی کو بھی نہیں ملنی تھی بعد میں نازش کی جائیداد کا اصل حقدار وہ ہی تھا جو نازش کو پیار کرے دیکھ بھال کرے اس لئے انیتا ہمیشہ نازش کو اپنی بیٹی جیسا پیار کرتی تھی۔

انیتا کی ایک بیٹی تھی جو نازش سے عمر میں آٹھ سال بڑی تھی۔

رنگت اس کی سانولی تھی جس کی وجہ سے وہ نازش سے چڑتی تھی آج بھی وہ آنکھوں میں نفرت بھرے سامنے کھڑی نازش کو دیکھ رہی تھی بلیک کلر کی سلیو لیس چھوٹی سی گھٹنوں کو چھوتی فراک ٹراؤزر آج بھی ناہونے کے برابر تھا بالوں کو پیچھے کمر پر آزاد چھوڑے پاؤں میں ہم رنگ جوتے پہنے وہ میک اپ سے پاک چہرہ۔ معصوم صورت لئے ان کے سامنے کھڑی تھی اس سے انجان کے سامنے کھڑے درندے اسے کس نظر سے دیکھ رہے ہیں۔

اس وقت وہاں ان کی کوئی ڈیل ہو رہی تھی یہ ڈیل انکیت کے لئے بہت ضروری تھی تب ہی وہ اپنی فیملی کے ساتھ وہاں موجود تھا نازش نے مسکرا کر انیتا کو گلے لگایا اور سب سے سرخم کر کہ ملتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

یہ بچی چاہیے مجھے پھر سمجھو ڈیل ڈن اس آدمی نے کمرے میں بئر ہوتی نازش کو دیکھ کر کہا۔

کیا۔؟؟؟؟؟ انیتا چیخی۔

کم چیخو مجھے صرف آج رات کے لئے وہ بچی دے دو ڈیل ہماری طرف سے ڈن ہی سمجھو اس آدمی نے اپنی بات دہرائی۔

وہ صرف دس سال کی بچی ہے اور تم چالیس پچاس سال کے مر جائے گی وہ انیتا نے بے باکی سے اپنی بات مکمل وہ ہنساتھا۔

یہ تم مجھ پر چھوڑ دو میں جانتا ہوں اس کی جائیداد کے لئے تم اسے سنبھالے ہوئے ہو لیکن مجھے وہ لڑکی دوور نہ تم جانتے ہو میں کیا کیا کر سکتا ہوں۔ اس آدمی نے سگار پیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے پردھبان رہے اس بچی کو کچھ نہیں ہونا چاہیے انکیت نے بات ختم کی تھی انیتا نے حیرت سے انکیت کو دیکھا جو اب اس آدمی سے مصافحہ کر رہا تھا۔

انکیت۔ انیتا کچھ بولتی انکیت اپنی بیٹی اور انیتا کو کھینچ کر اپنے ساتھ لے گیا اور وہ آدمی نازش کے کمرے کی طرف بڑھا۔

کیا بول رہی ہو۔؟؟ وہ بچی ہے۔؟؟! تو کیا تم اپنی بیٹی دے دو گی۔؟؟ اپنی بیٹی کو کمرے میں بھیج کر وہ انیتا پر چیخا تھا۔

لیکن انکیت جائیداد۔۔؟؟؟؟

فکر مت کرو گنگا اگر مر بھی جاتی ہے تو اس کی جائیداد میرے نام ہو جائے گی بس ہمیں یہ قدرتی موت ظاہر کرنی ہو گی انکیت نے حقارت سے کہہ کر قہقہہ لگایا انیتا بھی خاموش ہو گئی تھی اور وہیں صوفے پر بیٹھ گئی۔

بیٹا کیا کر رہی ہیں آپ۔؟؟؟ اس آدمی نے کمرے میں داخل ہوتے ہی دروازہ بند کیا نازش جو کھڑکی کے پاس کھڑی کپڑے سے کپڑا باندھ کر نیچے پھینک رہی تھی اچانک اس آدمی کی آواز سے پلٹی۔

آپ یہاں کیوں آئے ہیں جائیں نازش نے اس آدمی کو دیکھ غصے سے کہا تھا۔

اوہو شہزادی آپ کو غصہ بھی آتا ہے اس آدمی نے آگے بڑھ کر نازش کے کندھے پر رکھے بالوں کو چھو کر کہا نازش پیچھے ہوئی۔

د۔د۔د۔ دیکھیں انک۔ک۔کل۔آ۔آ۔آپ جائیں یہا۔ا۔س۔سے میری چچاچی نے دیک۔کھانا توغ۔غصہ کریں گی نازش نے اس آدمی کی مکروہ مسکراہٹ کو دیکھتے ہوئے کہا اس کی آنکھوں میں کچھ تو ایسا تھا جو نازش کو خوفزدہ کر رہا تھا۔

اس آدمی نے آگے بڑھ کر نازش کو زبردستی اپنی بانہوں میں لے کر بیڈ پر پھینکا اور مکروہ ہنسی ہنستے ہوئے نازش کی بازو کو دبوچ کر نازش چیخ رہی تھی رور رہی تھی لہکن وہ شخص ہنستا نازش کے چہرے کو چھو رہا تھا۔

اس سے پہلے وہ آدمی اپنے داں ت نازش کی صاف شفاف گردن پر گھاڑتا ایک زوردار چیخ کمرے میں گونجی تھی اور وہ چیخ کسی اور کی نہیں اس آدمی کی تھی نازش ربانیہ کو پیچھے کھڑا دیکھ اس کی طرف بھاگی اور ربانیہ کے گلے لگی۔

نازش مار اس کو ربانیہ نے ہاتھ میں پکڑا لوہے کا ڈنڈا اس کی طرف کیا نازش نے وہ لوہے کا ڈنڈا پکڑا پھر ناجانے کتنی بار اس نے آدمی کے ہاتھوں پر مارا تھا آنکھوں سے مسلسل آنسوؤں رواں تھے وہ آدمی تو ربانیہ کے ایک بار مارنے پر ہی بیہوش ہو چکا تھا لیکن نازش نار کی تھی۔

ربانیہ آس پاس کچھ دیکھنے لگی تھی۔ بچی تھی وہ اس وقت رحمان کے دور جانے کی تکلیف پھر نازش کو روتا دیکھ دماغ کام ہی نا کر رہا بھا۔

ربانیہ نے ناجانے کس چیز کا غصہ اس آدمی کے سر پر نکالا تھا پھولوں کے گلداں ہی اٹھا اٹھا کر اس آدمی کے سر میں دے مارے تھے۔ باہر ہوتی ہل چل کو محسوس کرتے ربانیہ نے نازش کا ہاتھ پکڑا اور کھڑکی سے باہر جیسے آئی تھی ویسے ہی بھاگ گئیں۔

نیچے کھڑی رمز ارد اور نمرا بھی ان کے ساتھ ہی تھیں۔

ربانیہ کو زاہدہ بیگم نے منع نو کیا بھالیکن جب ربانیہ کو زاہدہ بیگم نے کمرے میں سونے کیلئے لٹایا تو وہ نازش کا اداس چہرہ یاد کرتی یازش سے ملنے کے لئے نمر والوں کے ساتھ اس کے پاس گئی تھی نازش ابھی ربانیہ کو کمرے میں لینے ہی والی تھی جب کسی کی آواز سنی وہ وہیں رک گئی تھی پر نازش کے چیخنے کی آواز سن وہ ہمت کرتی اوپر گئی نازش نے ایک

لوہے کا ڈنڈا کھڑکی کے نیچے ہی لگایا تھا کیونکہ جب بھی ربانیہ اس کے پاس آتی وہ یہاں سے ہی آتی تھی مین گیٹ سے چاچا زاد بہن ہی ربانیہ والوں کو گھر میں نا آنے دیتی تھی اس لئے وہ لوہے کے ڈنڈے کی مدد سے رسی کو باندھ کر ربانیہ والوں کو کمرے میں لے آتی تھی۔

علی آج گھر آیا تو معمول کے مطابق آج کچھ دکھ ہی نارہا تھا گھر میں گھما گھمی دیکھ تجسس سے وہ حیدر صاحب کے پاس گیا۔

پاپا یہ سب کیا ہو رہا ہے۔؟؟؟

بیٹا یہ تو آپ کو شام میں پتہ چلے گا ابھی آپ کھانا کھائیں اور آرام کریں حیدر صاحب نے علی کو اپنے ساتھ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھنے کا کہا۔

علی نے ایک نظر علیینہ کو دیکھا جو خاموشی سے بیٹھی کھانا کھا رہا تھی آج وہ ننھی پری اس کے ساتھ نا تھی۔

ناجانے کیا ہوا ہے اسے۔ کیا وہ ٹھیک ہے۔؟؟؟ علی نے خود سے ہی سوال کیا تھا خاموشی سے ہاتھ دھو کر وہ کھانا کھانے بیٹھا وہ علیینہ سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ کہاں ہے شہزادی جسے وہ انور کرتا تھا اس نے کل ہی تو اپنے ساتھ بیٹھ کر اسے کھلایا تھا۔ وہ تو ہمیشہ علی کے ساتھ کھانے کی خواہش مند تھی تو آج کہاں تھی وہ۔؟؟؟

اس کی دوست کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہاں گئی تھی آج۔ ہم شام میں جائیں گے شہزادی کے پاس آپ بھی چلنا علیینہ نے بنا کسی تاثرات کے علی کی اس بات کا جواب دیا تھا جو اس کے دماغ میں چل رہا تھا اور چہرے پر صاف واضح تھا۔

علی کچھ بھی نا بولا تھا خاموشی سے کھانا کھا کر اپنے کمرے میں آیا پھر نماز ادا کرنے چلا گیا۔

آج دل بہت ادا اس تھا تکلیف تھی انجانی سی وہ اس تکلیف کو سمجھ نہیں پارہا تھا کہ وہ تکلیف کیوں ہے کس لئے ہے وہ شام کا بے صبری سے انتظار کرنے لگا تھا۔

شام ہوئی تو حیدر صاحب شبانہ بیگم کے سا بھ اپنے دوست کے گھر روانہ ہو گئے اس کے کچھ ہی دیر بعد علینہ علی اور عادل کے ساتھ اپنی شہزادی سے ملنے چلی گئی۔

پہلے تو گارڈ نے انہیں اندر ناجانے دیا لیکن پھر کچھ گارڈ علینہ اور علی کو جانتے تھے جو نازش کے پاس دکھائی دیتے تھے اللہ اللہ کر کے وہ اندر پہنچے تھے گھر کافی عجیب لگا تھا انہیں لیکن انہیں گھر سے نہیں اپنی شہزادی سے مطلب تھا۔

انیتا وہاں آئی تو اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی علی کو دیکھ اس کی آنکھوں میں ایک جنون آیا تھا چھونے کا اسے حاصل کر لینے کا وہ بس یک ٹک اسے ہی دیکھ رہی تھی ہوش تو اسے انیتا کی آواز پر آیا تھا۔

نہیں ہے یہاں کوئی بچی یہ ہی ایک رہتی ہے انیتا چیختی تھی۔

لیکن گارڈز نے صاف صاف بتایا ہے وہ یہیں۔ ابھی علی بول ہی رہا تھا جب چیخنے کی آواز پر سب کی نظریں ایک ساتھ کمرے کی طرف اٹھیں تھیں وہ کیسے ناپہچانتا اس آواز کو یہ وہ ہی آواز تھی جس کو سننے کیلئے وہ بے چین تھا۔

شہزادی۔ علی چیختا کمرے کی طرف بھاگا تھا۔ کچھے انیتا پکارتی رہ گئی لیکن وہ نار کا کمرے میں داخل ہوا تو سامنے ایک بڑی عمر کا آدمی زمین پر گرا تھا چہرہ انخون سے تر تھا جسم بھی خون آلود تھا علی نے نظریں پھیریں کمرے میں دیکھا تو کوئی بھی نہیں تھا لیکن سامنے بیڈ کے پیچھے ہی ایک بڑی سائز کی تصویر لگی تھی جس میں اس کی ننھی پری اپنے ماں باپ کے ساتھ کھڑی تھی۔

علی واپس آیا تو انیتا اب بھی ویسے ہی کھڑی تھی اس میں تو ہمت ہی نا بھی کہ وہ پوچھ لے کہ کیا ہوا وہ علی کا اتر چہرہ دیکھ یہ تو جان چکی تھی کہ نازش کمرے میں نہیں ہے۔

وہ بچی بھی اپنی ماں کی طرح ہی بد چلن ہے بھاگ گئی ہوگی اپنے یار کے ساتھ ابھی سے یہ حرکتیں ہیں تو نا جانے آگے کیا کرے گی۔ انیتا کی بیٹی نے کہا تھا علی نے اس لڑکی کو دیکھا ایک نفرت بھری نظر اس کی سراپے پر ڈالتا وہاں سے باہر نکل گیا علینہ تو عادل کے ساتھ لگی کھڑی تھی اسے تو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا علی کا اکیلے واپس آنا ہی اس کی جان لے گیا تھا۔

بھائی وہ ایسی نہیں ہیں آپ سے لے آئیں نا ضرور کوئی مسئلہ ہو اوہو گا وہ ایسی نہیں علی نے روتے ہوئے کہا تھا کیونکہ علی خاموش تھا علی نے نازش کے گھر والوں کی باتوں پر یقین کر لیا۔

میں وعدہ کرتا ہوں گڑیا تمہاری شہزادی کو لے کر آؤں گا تمہارے پاس تم ابھی گھر جاؤ میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں علی نے عادل کو اشارہ کیا کہ علی نے کو لے جائے اور خود اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

صبح سے ہو رہی بے چینی اور ایک انجانی تکلیف نے علی کے دل میں گھر کیا ہوا تھا وہ تکلیف اس چیز کی تھی علی کو اب معلوم ہوا تھا علی کے لئے نازش کو ڈھونڈنا مشکل نا تھا لیکن ایک ڈر تھا جو اسے چین نالینے دے رہا تھا۔

ارے وسیم تم کب آئے حیدر صاحب شبانہ بیگم کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے تو سامنے ہی وسیم بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔

جب جناب آپ اپنی شہزادی اور ملکہ عالیہ کے ساتھ گھومنے میں مصروف تھے۔

ادھر آوعلینہ میرے یاس و سیم نے اپنا ایک بازو پھیلا یا تو وہ اس کے ساتھ لگی و سیم نے محبت اور

پیار سے اس کے سر پر بوسہ دیا علینہ کو اپنے پن کا احساس ہوا تھا۔

بیٹا تمہارے لئے نہت کچھ لایا ہوں چلو دکھاتا ہوں و سیم حیدر صاحب اور شبانہ کو انکور کرتے

علینہ کو لے کر اپنے ساتھ صوفے پر بیٹھے۔

وہ ایسا ہی کرتے تھے علی اور علینہ کو انہوں نے اپنا بیٹا مانا تھا وہ جب بھی آتے علینہ اور علی کے

ساتھ وقت گزارتے تھے۔

بتائیں اپنے بھائی کو غصہ ضرور کریں گے پردل کے اچھے ہیں جناب شبانہ بیگم نے ہنستے ہوئے کہا

اور کچن کی طرف بڑھیں۔

گھر کی ایک سائیڈ کا اچھے سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا جس میں ویلکم ہوم علیزے لکھا تھا۔

و سیم یہ علینہ ابھی وہ بول ہی رہے تھے جب گھر میں قادر اور اس کے ساتھ کئی لوگ داخل

ہوئے۔

کہا تھا نا حیدر میں واپس آؤں گا قادر نے مکروہ مسکراہٹ چہرے پر سجانے و سیم کے ساتھ بیٹھی اس گڑیا کو دیکھا جو حیران سی کبھی قادر اور کبھی و سیم کو دیکھ رہی تھی دونوں ایک جیسے تھے لیکن فرق تھا تو صرف آنکھوں کا ایک کی آنکھیں کالی تھیں تو دوسرے سبز رنگ کی۔

قادر بھائی کیسے ہیں آپ و سیم نے خوش دلی سے آگے بڑھ کر قادر سے مصافحہ کیا۔

چلے جاؤ قادر میں نے پہلے بھی نا کہا تھا اور آج بھی نا ہی کہوں گا حیدر صاحب غصے سے دھاڑے تھے۔

تم سے پوچھنے کون آیا ہے۔؟؟؟ پہلے مجھے نکاح چاہیے تھا لیکن ابھی صرف کچھ پل کے لئے تمہاری بیٹی قادر نے حقارت سے کہا۔

کیا بول رہے ہیں بھائی کیسی باتیں کر رہے ہیں اور کس کی بات کر رہے ہیں آپ۔؟؟ و سیم نے حیرت سے پوچھا تھا۔

یہ حسن کی ملکہ ہماری شہزادی کی قادر آگے بڑھنے لگا لیکن حیدر صاحب راستے میں آئے تھے لیکن بنا وقت دیئے قادر نے ایک بڑا سا چاقو نکال کر حیدر صاحب کے پیٹ میں مارا اور نا جانے

کتی بار وار ان کے پیٹ میں کیا تھا پیچھے کھڑی علیزے گھبرائی سی صوفی سے اٹھ کر اپنے باپ کے پاس آئی تھی جو اب زمین پر گرا تھا۔

پاپا۔ پاپا۔ علیزے چیخنے لگی تھی۔

قادر نے آگے بڑھ کر علیزے کو بالوں سے پکڑ کر کھڑا کیا اور آگے بڑھنے لگا و سیم نے آگے بڑھ کر روکنا چاہا تو قادر نے اس کے گلے پر وار کیا جس کے باعث وہ ایک ہی منٹ میں وہ زمین پر گرا۔ باہر ہونی ہل چل پر شبانہ بیگم باہر آئی تو سامنے قادر کو دیکھا جو علیزے کو اپنے سا بھ کھینچ رہا تھا سامنے پڑے حیدر صاحب درد کے مارے چیخ رہے تھے شبانہ بیگم قادر کی طرف بھاگی قادر نے اسی چاقو سے شبانہ بیگم کے پیٹ میں وار کیا وہ بھی پیٹ پکڑے زمین پر گر گئیں تھیں۔

قادر پہلے تو کمرے کا رخ کر رہا تھا لیکن پھر سامنے پڑے بے بس حیدر اور شبانہ کو دیکھ قہقہہ لگایا۔ کہا تھا نا کہ نکاح کروادو اب میں تمہیں بتاؤں گا قادر کو منع کرنے کا انجام کیا ہوتا ہے ویسے تو میں نے تمہیں اس لائق چھوڑا نہیں کے تم زیادہ بچ سکو لیکن اگر زندہ رہے بھی تو یہ غلطی زندگی بھر یاد رکھنا اپنی وہ ہنستے ہوئے علیزے کو کھینچ کر صوفی کے پیچھے لے گیا۔

حیدر صاحب یہ سب کچھ دیکھتے اللہ سے اپنی موت کی دعائیں کرنے لگے تھے اور اللہ نے ان کی سن لی تھی علترے کی چیخیں بلند ہوئیں تو حیدر صاحب کے لب حرکت میں آئے اور انہوں نے کلمہ پڑھا تھا۔

ان کی دعا قبول ہو گئی تھی وہ اپنی محبت اپنی بیوی سے پہلے دنیا چھوڑ گئے تھے شبانہ بیگم سامنے حیدر کے بے جان ہوتے وجود کو دیکھ ساکت ہوئیں تھیں آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا وہ بھی اس ظالم دنیا سے رخصت ہو گئیں تھیں۔

قادر چہرے پر مکروہ مسکراہٹ سجائے مغرور چال چلتا حیدر کے پاس آیا جو آنکھیں بند کئے ہی لیٹا تھا قادر اپنی قمیض کو واپس پہنتا ایک نظر اس گھر پر ڈال کر باہر نکل گیا۔

بول دینا علی سے وسیم آیا تھا اور چلا بھی گیا قادر نے جاتے وقت گارڈ کو کہا اور خود جیسے آیا تھا ویسے ہی واپس چلا گیا۔

صاحب وسیم صاحب آئے تھے اور واپس چلے گئے گارڈ نے قادر کی کہی بات دہرائی علی ایشاب میں سر ہلایا آگے بڑھا۔ علی کو عجیب لگا تھا وسیم کا یوں واپس چلے جانا کیونکہ وہ تو علینہ سے اور علی

سے اپنے بچوں جیسا پیار کرتے تھے جب تک وہ علی کے ساتھ اور علیہ کے ساتھ وقت ناگزار لیتا وہ کہیں نہیں جاتا تھا۔

آگے بڑھتے قدم علی کے دل میں ڈر کو بھی بڑھا رہے تھے سامنے پڑے و سٹم کی لاش پر نظر گئی جو آنکھیں موندے زمین پر گرے تھے اور خون سے فرش بھرا تھا علی بھاگ کر ان کے پاس گیا ہاتھوں پر خون لگا تو وہ نفی میں سر ہلاتا پیچھے ہوا۔

نظر ان کے ہی کچھ فاصلے پر پڑے حیدر صاحب پر پڑی تھی۔

پاپا۔ نہیں نہیں نہیں پاپا آپ ایسا نہیں کر سکتے اٹھیں میں آپ کا فرمانبردار بچہ ہوں نامیری بات مانتے ہونا اٹھیں جلدی اٹھیں کچھ نہیں ہوا۔ آپ شام کو مجھے سر پر اتار دینے والے تھے اٹھیں ایسا مزاق نا کریں پاپا۔

آ۔ آ۔ آ۔ آپ کا بیٹا۔ آپ کا بیٹا کمزور دل کا مالک ہے پاپا اٹھیں نا وہ روتے ہوئے اپنے باپ کو سینے سے لگائے رو رہا تھا خیال شبانہ بیگم کا آیا آنسوؤں سے بھری آنکھوں کو صاف کیا تو سامنے کچن کے کچھ فاصلے پر شبانہ بیگم کو گرے پایا وہ نرمی سے اپنے باپ کو زمین پر لٹائے ان کی طرف بھاگا۔

ماما۔ ماما آپ لوگ مزاق کر رہے ہیں نا اٹھیں نا وہ روتے ہوئے ان کے چہرے پر مسلسل بوسہ دے رہا تھا لیکن وہ بے جان پڑیں تھیں علی نے ایک نظر اپنے باپ پر ڈالی جو اب بھی ویسے ہی لیٹے تھے۔

علی کو ایک امید تھی کہ وہ ایسے علی کو بوسے دیتے دیکھ اٹھیں گے جیسے ہوں گے لیکن وہ نا اٹھے علی کی چیخیں بلند ہوئیں تھیں۔

آج اس نے سب کھو دیا تھا اپنا سب کچھ اسکی دنیا جڑ گئی تھی علی کی نظر صوفے کے پیچھے سے باہر آتے ہاتھ پر پڑی علی کو علینہ کا یاد آیا جو گھر آئی تھی علی کا سانس بند ہونے لگا تھا وہ شبانہ بیگم اور حیدر صاحب کو دیکھتا اٹھا اور روتے ہچکیاں لیتے آگے بڑھنے لگا وہ بار بار پیچھے مڑ کر اپنے باپ اور ماں کو دیکھ رہا تھا۔

علی نے جیسے ہی ایک قدم صوفے کے قریب رکھ کر صوفے کے پیچھے دیکھنا چاہا علی کی دل دہلا دینے والی چیخ حیدر ولا میں گونجی تھی وہ پیچھے گرا تھا زمین پر۔

علینہ۔ علینہ وہ اپنے ہاتھ فرش پر مارتے کسی پاگل کی طرح چیخ رہا تھا اس کا بے جان وجود صوفے کے پیچھے پڑا تھا جسم پر کپڑے نا ہونے کے برابر تھے۔

وہ بہن جس نے کبھی ڈوبہ بھی سر سے ناتا راتھا آج وہ ایسے تھی اسکے سامنے۔۔

علی نے اپنی آنکھیں نوچنا شروع کر دیں تھیں وہ فرش پر ہی بیٹھا اپنی ماں کی طرف بڑھنے لگا اور نفی میں سر ہلاتا چیخ رہا تھا رورہا تھا۔

آج علی کو ایسا لگا تھا جیسے اس پر آسمان گر گیا ہے وہ دعا گو تھا کہ زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں ہی دفن ہو جائے۔

جس گھر میں صبح جشن کا سما تھا اب وہاں میت پڑیں تھیں۔

بھائی۔ علینہ کی چیخ سن علی نے سر اٹھایا جو اپنی ماں کو اپنے ستیے سے لگائے رورہا تھا کسی بچے کی طرح علینہ کو دیکھ علی نے واپس صوفے کی طرف دیکھا علی بھاگتا علینہ کے پاس آیا جو حیدر کے پاس بیٹھی رورہی تھی۔

بھائی پاپا کو کیا ہوا ہے علینہ روتی اپنے باپ کو سینے سے لگا چکی تھی دماغ کام نہیں کر رہا تھا وہ بس سامنے پڑے اپنے باپ کو بار بار پکار رہی تھی۔

علی نے بھاگ کر علیینہ کو سینے سے لگایا اور علیینہ کے ماتھے پر بوسہ دے کر اپنے سینے میں چھپایا علی بار بار صوفے کی طرف دیکھ رہا تھا۔

عادل جو علیینہ کا موڈ فریش کرنے کے لئے اسے گھومنے لے گیا تھا ابھی وہ اس کے ساتھ ہی واپس آیا تھا۔

دکھ تکلیف تو اسے بھی تھی لیکن علی اور علیینہ کو دیکھ وہ علی کی نظروں کی سمت بڑھنے لگا علی نے عادل کے بڑھتے قدم صوفے کی طرف دیکھے تو چیختا اس کی طرف بھاگا اور اسے پیچھے دھکا دیا۔

د۔د۔د دور رہو علی چیخا اور واپس صوفے کی طرف دیکھتا چیخ چیخ کر رو رہا تھا۔

علینہ۔ علیزے علی نے ایک انگلی اٹھا کر صوفے کے پیچھے اشارہ کیا۔

علینہ ایک انجان نام سن کر صوفے کی طرف بڑھنے لگی لیکن سامنے پڑے وجود کو دیکھا وہ پیچھے

گری تھی اور ویسے ہی پیچھے ہونے لگی بے یقینی سے اپنے ہی جسم پر ہاتھ لگایا۔

و۔و۔و وہ میں نہیں ہوں وہ چیختی تھی ایک بار نہیں بار بار چیخ کر اپنے بھائی کا ہاتھ تھام چکی

تھی نا جانے کس چیز کا یقین دلار ہی تھی۔

علی اپنی آنکھوں کو نوچ رہا تھا تو کبھی فرش پر پاگل کی طرف ہاتھ مار رہا تھا علی کے ہاتھ زخمی ہو چکے تھے۔

عادل نے آگے بڑھ کر علی کو اور علیہ کو اپنے سینے سے لگایا وہ دونوں مضبوط سہارا پاتے ہی رونے لگے تھے وہ بچوں کی طرح اپنے ماں باپ کی لاشوں کو دیکھ رہے تھے۔

ایک ملازمہ گھر میں داخل ہوئی اور سامنے اپنے مالک کی اور مالکن کی یہ حالت دیکھ رونے لگی تھی بھاگ کر ایک کے پاس جاتی تو بھاگ کر دوسری کے پاس وہ ملازمہ کچھ سامان لینے گھر سے باہر گئی تھی جس کی وجہ سے وہ زندہ بچ گئی تھی۔

باقی ملازم کو تو قادر نے گاڑ کے ذریعے بیہوش کر وادیا تھا علی کو بتاتے ہی وہ گاڑ وہاں سے جا چکا تھا۔

صوفی کے پیچھے دیکھو عادل نے بمشکل علی اور علیہ کو اپنے سینے سے لگائے ملازمہ کو کہا جواب روتی صوفی کے پیچھے گئی لیکن وہاں پڑی بے جان علیزے کو دیکھ آنکھیں میچ لیں آنکھوں سے آنسو نکل کر اب گال پر نشان چھوڑ گئے تھے چہرے پر گردن پر کندھوں پر اور آدھے جسم پر

دانتوں کے نشان تھے جن سے خون نکل رہا تھا اس ملازمہ نے اپنی چادر اتار کر علیزے کے وجود پر ڈالی اور اچھی طرح اس کے بے جان اور برہنہ وجود کو ڈھانپ دیا۔

میری علیزے علی نے ملازمہ کو دیکھا جو منہ جھکا گئی علی اٹھ کر علیزے کے پاس بھاگا اور اس کو اپنے سینے سے لگایا۔

مجھے معاف کر دو علیزے مجھے معاف کر دو میں ایک اچھا بھائی نابین سا وہ اس کے زخمی چہرے پر بار بار بوسہ دے رہا تھا علی نے اپنے بے جان قدم اٹھاتی علی کے پاس آئی جو علیزے کو اپنے سینے سے لگائے رو رہا تھا۔

وہ علی نے کا عکس تھی گھنی پلکیں بھرے بھرے گال صاف شفاف دودھیارنگت جو اب زرد ہونے لگی تھی۔

ی۔ی۔ی۔ یہ۔ میری ب۔ب۔ب۔ب۔ بہن ہے۔؟؟؟؟ علی نے روتے ہچکیوں کے درمیان بمشکل پوچھا تھا۔

علی نے علی نے علی نے کو دیکھا اور اثاب میں سر ہلایا۔

وہ چیختی علیزے کو اپنے سینے سے لگا گئی تھی اور دیوانہ وار اس کے چہرے کو چومنے لگی۔

کتنی چاہت تھی اسے ایک بہن کی وہ چاہت پوری ہوئی بھی تو ایسے۔؟؟؟ ایک بے جان وجود جو

اس کی بانہوں میں تھا وہ اس کی بہن کا تھا۔ ہاں وہ اس کی بہن ہی تھی جس کیلئے وہ روز خواب دیکھتی تھی۔

آج بہن بانہوں میں آئی بھی تو ایسے۔

عادل نے بمشکل علی اور علینہ کو سنبھالا تھا تدفین ہو چکی تھی علی نے خاموشی کا لبادہ اوڑھ لیا تھا وہ ایک جگہ بس خاموش بیٹھا تھا۔

علینہ علی نے دودن سے کچھ نہیں کھایا ہے اٹھو جاؤ اس کے پاس عادل نے علینہ کو اپنے ساتھ کھڑے کرتے ہوئے کہا۔

علینہ خاموشی سے علی کے کمرے میں داخل ہوئی پیچھے ہی عادل تھا علی بیڈ کے یاس نیچے گھٹنوں میں منہ چھپائے بیٹھا تھا۔

عادل علیٰ نے کو لے جاؤ اور واپس لے کر یہاں کبھی نہیں آنا کمرے میں علیٰ نے کو محسوس کرتے علیٰ نے منہ جھکائے ہی کہا تھا علیٰ کو تو ایسے لگا تھا جیسے اس پر آسمان ٹوٹ پڑا ہو اس کا بھائی جو جان دیتا تھا اپنی بہن کے لئے آج ایک نظر دیکھنا بھی مناسب نا سمجھا تھا اس نے۔؟؟؟ کیا تکلیف صرف اسے ہوئی تھی ماں باپ بہن اور چاچا اس نے بھی تو کھویا تھا۔

بھائی میں نے بھی اپنے رشتے کھوئے ہیں اس کا مطلب یہ تو۔ ابھی وہ بول رہی تھی علیٰ نے بات کاٹی۔

علیٰ نے جب جب تمہارا چہرہ دیکھوں گا مجھے علیٰ کی یاد آئے گی جو میں یاد کنیا نہیں چاہتا علیٰ نے بنا علیٰ کی طرف دیکھے کہا تھا۔

عادل علیٰ کا خیال رکھنا میں نہیں چاہتا کہ میں کب تک ایسے ہی اپنی گڑیا سے دور رہوں گا یا کبھی اپنی گڑیا کو دیکھ سکوں گا بھی یا نہیں لیکن جب بھی میں تم سے اپنی گڑیا کا پوچھوں تو وہ خوش ہونی چاہئے سمجھے۔ علیٰ نے بنا علیٰ کو دیکھے عادل کی طرف دیکھ کر کہا۔

علیٰ روتی ہوئی اٹھی اور کمرے سے باہر جانے لگی علیٰ کی پکار پر وہ رکی تھی۔

گڑیا،!!!!

جی بھائی۔

Page | 846

ماما پاپا کیلئے دل میں کسی بھی قسم کی شکایت نارکھنا علیزے کو دور رکھنے کا مطلب یہ نہیں تھا وہ تم سے تمہاری بہن کو دور رکھنا چاہتے تھے انہوں نے کسی کی سونی گود کو بھرا تھا وہ کسی ماں کا دل نہیں توڑنا چاہتے تھے تمہیں صرف اس لئے نہیں بتایا کیونکہ وہ تمہیں سمجھا نہیں سکتے تھے کہ تمہاری بہن تم سے دور کیوں ہے اور نا تم سمجھتے تھے کیونکہ تم چھوٹی بچی تھی۔

بھائی۔ ماما پاپا نے جو کیا کچھ سوچ سمجھ کر کیا ہو گا میں بہت خوش نصیب تھی جسے ایسے ماں باپ ملے تھے جو ہمدردی کرنا جانتے تھے ہر کسی کی تکلیف دور کرنا جانتے تھے اور بھائی مجھے ایسا ملا جو کہیں ڈھونڈنے سے بھی ناملے جو اپنی تکلیف کے ہوتے ہوئے میری تکلیف پر پریشان ہو جاتا تھا اور مجھے افسوس رہے گا اپنی بھائی کی تکلیف کی وجہ میں بنی ہوں میرا یہ چہرہ بنا ہے میرا یہ وجود بنا ہے وہ کہتی وہاں سے بھاگ گئی۔ علی نے تکلیف سے آنکھیں موند لیں آنکھیں کھول کر سامنے کھڑے عادل کو دیکھا۔

خیال رکھنا میری گڑیا کا۔

کس نے کیا ہے یہ سب۔؟؟؟ عادل نے علی کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

وسیم چاچانے۔ خاموشی۔

تمہیں کیسے معلوم۔؟؟؟؟۔ بغور علی کے چہرے کو دیکھا۔

Page | 847

فوتیج۔ خاموسی۔

وہ ہاتھوں میں چاقو گھومتا اندھیرے میں ہی آگے بڑھ رہا تھا مقابل کو معلوم ہو گیا تھا کہ وہ آگیا ہے وہ آج اپنے سارے کئے گناہ یاد کر رہا تھا۔

اللہ قدرتی موت دے دے مجھے مقابل کے لب پھڑ پھڑائے وہ اس کی سرگوشی سن کر مسکراتا اس طرف بڑھا جہاں وہ چھپا بیٹھا تھا۔

کوئی اپنی موت کی دعائیں کر رہا ہے اس کے پیچھے ہی بیٹھتے اس نے مقابل کی کمریر چاقو چلا یا وہ چیخا۔

عزیز چھوڑ دو مجھے معاف کر دو مقابل چینٹا پیچھے کی جانب گرا تھا کمر میں درد کی لہر دوڑی خون فرسیر بننے لگا تھا وہ ہاتھ جوڑے زمین پر لیٹا ہی اپنے جسم کو پیچھے کی جانب لے جانے لگا تھا۔

عزیز تم سے زندہ نہیں چھوڑنا آغا کہتے ہوئے کرسی پر بیٹھا۔

دادا آپ جانتے ہیں میں قتل نہیں کرتا عزیز نے زمین پر بیٹھ کر اس آدمی کا ہاتھ پکڑا اور اس آدمی کے ہاتھ پر کچھ لکھنے لگا تھا۔

وہ آدمی چیخ رہا تھا لیکن وہ عزیز تھا جواب اپنا کام کرنے کے بعد ہی رکنے والا تھا۔

عادل اور علینہ کے چلے جانے کے بعد آغا خان علی سے ملنے گیا تھا علی کو لگا تھا کہ وہ اس کا دادا ہے کیونکہ حیدر صاحب نے بھی یہ ہی بتایا تھا۔

علی یڈل گیا تھا اب وہ علی نہیں عزیز تھا دنیا کہ لئے جیتی جاگتی لاش جو اپنا سارا وقت ایک ٹیلر روم میں ہی بند رہتا تھا وہ اپنے رب سے دور ہو گیا تھا وہ قتل اور زنا کرنے والوں کے سخت خلاف تھا اسے نفرت تھی ایسے لوگوں سے جو قتل کرتے تھے وہ قتل اور زنا کرنے والوں کو موت سے بدتر سزا دیتا تھا وہ موت کے قریب لا کر زندہ ہی چھوڑ دیتا تھا انسانوں کو۔

جسم کے ہر حصے پر چاقو سے کچھ ناکچھ لکھتے اس نے اسے چھوڑ دیا تھا۔

جب جب تم اپنا چہرہ ہاتھ دیکھو گے مجھے یاد کرو گے کہ تمہیں جس نے سزا دی وہ عزیل تھا۔

Page | 849

زخم بہت گہرے ہیں ٹھیک ہونے میں کافی وقت لگے گا اور ایک بار بھر آئے گا عزیل تمہاری زندگی میں وہ کہتا جیسی مغرور چال چلتا آیا تھا ویسے ہی وہ وہاں سے چلا گیا تھا پیچھے وہ آدمی چیخ رہا تھا اپنے زخموں پر گرنے والی مریچ اور نمک کو محسوس کرتے وہ عزیل کو پکار رہا تھا۔

عزیل مار دو مجھے جان لے لو میری لیکن اسے منع کرو وہ آدمی چیخ چیخ کر عزیل کو کہتا اپنے پاس کھڑے اس آدمی کو دیکھ رہا تھا جو آنکھیں بند کئے اب بھی اس پر نمک اور مریچ پھینک رہا تھا۔

تمہیں نہیں لگتا کوئین کہ یہ ٹھیک نہیں؟؟؟ تم سے مار دو گی۔؟؟؟

وہ پاؤں میں (ysL) کی ہیل پہنے گھوڑے پر بیٹھی تھی۔۔

بلیک روز مجھے فرق نہیں پڑتا وہ زندہ رہتا ہے یا نہیں مجھے بس بدلہ چاہیے بدلہ کو نین نے گھوڑے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

میں اپنے ہاتھ گندے نہیں کروں گی تم کرنا چاہو تو شوق سے کرنا وہ گھوڑے کی رسی کو کھینچتی بولی گھوڑا آگے کی طرف بھاگا۔

کو نین نے گھوڑے کا رخ بدلہ اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئی۔

بلیک روز نے اپنی منزل پر قدم رکھتے ہی سامنے سے بھاگ کر آتے ایک آدمی کو دیکھا اور وہ ہی تھا بلیک روز اور کو نین کا شکار اس کے لب مسکرائے تھے وہ گھوڑے کی رفتار تیز کرتی اسپینر ہاتھ میں لے چکی تھی اسپینر کو دبا کر تھوڑا نیچے جھکی اس آدمی کے پیچھے آتی کو بین کو دیکھ مسکرائی تھی وہ پہنچ گئی تھی اس کے پاس تب ہی تو وہ اپنی جان بچانے کیلئے بھاگ رہا تھا۔

بلیک روز نے اسپینر اس کے گلے پر گھوما یا اور آگے بڑھتے ہی کو نین کے ہاتھ پر تالی بجاتے ہوئے ایک سائیڈ کھڑی ہو گئی۔

کو نین نے بھی اپنا اسپینر نکال کر اس کی گردن کے پیچھے کٹ لگایا آگے بڑھ کر بلیک روز کے ہاتھ پر تالی بجاتے وہ اب آرام سے کھڑی تھی۔

بلیک روز گھوڑے سے نیچے اتری اور اس کے پاس بیٹھی۔

ویسے تو مجھے پسند نہیں ایسے سرے عام قتل کرنا تم جیسوں کے لئے میں نے ایک اسپیشل جگہ تیار کروا رکھی ہے پر افسوس آج میں وہاں نہیں جاسکتی کیونکہ گھر میں میری ماں نے میرے لئے اسپیشل ڈنر بنایا ہے لیکن ہاں یہاں بھی تمہیں ویسی ہی موت دوں گی اسپینر سے اس آدمی کے ایک ہاتھ پر سراخ کیا اور کونین کے پاس جا کر اس کے ہاتھ پر ہاتھ ہاتھ مارا کونین بھی آگے بڑھی اور اس کے دوسرے ہاتھ پر سراخ کیا۔

آجاؤ روز ہمیں جانا ہے بلیک روز کو موبائل میں مصروف دیکھ کونین نے بیزاری سے کہا روز مسکرا کر آگے بڑھی اور کونین کو دیکھا۔

جاننے ہو ہم لڑکیوں کو کیسا محسوس ہوتا ہے جب تم جیسے لوگ ہم لڑکیوں کو گندی نظر سے دیکھتے ہو چھوتے ہو بلیک روز نے کہتے ہوئے اس آدمی کا ہاتھ پکڑا اور اس سراخ پر چھوٹی سی دکھنے والی خطرناک مکڑی رکھی۔

کیا محسوس ہوتا ہے ہمارے جسم پر کیسا محسوس ہوتا ہے۔؟؟؟ کونین نے پوچھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک اور مکڑی وہاں رکھی۔

اس آدمی کی چیخیں بلند ہوئیں تھیں اور وہ دونوں اسے پیچھے دھکا دے کر جیسے شاہانہ انداز میں گھوڑے پر بیٹھ کر آئیں تھیں ویسے ہی چلی گئیں وہ آدمی موت کی بھیک مانگ رہا تھا اسے اپنے جسم میں وہ چلتی مکڑی پل پل موت دے رہی تھی لیکن وہ بے بس تھا وہ ناہی خود مر سکتا تھا نا یہ سب روک سکتا تھا۔

(حال)

وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ سامنے کھڑی ہاتھوں میں اپنا لباس پکڑے وہ علی کی طرف متوجہ ہوئی۔

ادھر آؤ علی نے نازش کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا اور اپنا ہاتھ نازش کے سامنے پھیلا یا۔
میں اپنا بدلہ خود لے سکتا ہوں تم کہیں نہیں جاؤ گی علی نے نازش کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

علی؛!!!!

جی علی کی جان حکم؛!!!!۔

آپ کو کچھ بتانا تھا۔ خاموشی Page | 853

جی علی کی جان حکم کریں۔ علی نے نازش کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر کہا۔

میں بھی آپ سے بہت محبت کرتی ہوں اتنی ہی جتنی آپ نے مجھ سے کی تب سے ہی جب سے آپ نے مجھ سے محبت کی تھی۔

اپنے مذہب کو سمجھتے میں نے قدم پیچھے لے لئے تھے یو۔ کے میں دیکھ کر ایک ہی نظر میں۔ میں نے آپ کو پہچان لیا تھا لیکن آپ کے ساتھ اس لڑکی کو دیکھ کر مجھے ایسا لگا تھا جیسے وہ وہی مقام اب آپ کی زندگی میں رکھتی جو کبھی میں رکھتی تھی۔ آپ کی آنکھوں کا بدلہ بدلہ رنگ مجھے تکلیف دے گیا تھا میں تب بھی تکلیف میں تھی کہ میں نے ہمیشہ کے لئے آپ کو کھو دیا۔

لیکن دل میں محبت وہ ہی تھی جو اس نادان نازش کے دماغ میں ہماری گڑیا نے ڈالی تھی کاش آپ اس دن تھوڑا جلدی آگئے ہوتے تو اس دن آپ مجھے بچا لیتے اور اپنے گھر والوں کو بھی نازش کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

علی کی جان میں قدر کرتا ہوں تمہاری محبت کی تمہارے جذبات کی مجھے معاف کر دو میں اس دن وقت پر ناپہنچ پایا نا تمہارے پاس نا اپنی علیزے کے پاس۔

لیکن اتنی بات یاد رکھو علی کی جان علی تمہارے بن ادھورا ہے دوسری سانس نہیں لے پائے گا علی تمہارے بن دس سال۔ دس سال کیسے گزارے ہیں میں نے میں جانتا ہوں۔

مجھے جانے دیں پلیز زرز۔

نہیں یہ میرا بدلہ ہے جو میں نے لینا ہے۔

تو لینا آپ میں صرف اسے آپ کے پاس لاؤں گی۔ نازش نے منت کی۔

میں انتظار کر رہا ہوں تمہارا علی نے نازش کے ماتھے پر بوسہ دے کر کہا۔

مجھے تیار نہیں کریں گے۔؟؟؟ نازش نے علی کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا علی مسکرایا اور نازش کو

گھوما کر اپنے سینے سے اس کی پشت کو لگایا۔

علی کی جان تمہاری کسی بات کو علی نظر انداز کر سکتا ہے۔؟؟ علی نے مسکرا کر کمرے کی

لائٹ کو بند کیا۔

تھینک یونازش نے مسکرا کر علی کے کان میں سرگوشی کی۔

لائٹ بند اس لئے کی ہے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تمہیں دیر ہو۔

میری نیت تو تمہیں سادہ لباس میں دیکھ کر ہی خراب ہونے لگتی ہے اور ایسے لائٹ چلا کر

تمہارے قریب وہ بھی چینیج کروادوں آسانی سے یہ ناممکن سی بات ہے علی کی جان علی نے اپنی

آنکھوں کو بند کر کے جلدی جلدی نازش کو چینیج کروانے لگا۔

نازش نے حیرت سے اندھیرے میں ہی علی کو دیکھا تھا علی کو اپنی نیت کی فکر تھی نازش کی شرم کی

نہیں۔؟؟؟؟

نازش کا موڈ کافی حد تک اب خوشگوار تھا جو خبر اسے ملے تھی اس نئی زندگی دینے کیلئے بہت تھی۔

نازش کو چینیج کروانے کے بعد علی نے کمرے کی لائٹ چلائی اور اس کی پشت کو واپس اپنے سینے

سے لگایا۔

نازش نے بلیک جینز کے اوپر بلیک ہی شرٹ پہنی تھی کمر پر بیلٹ کے ساتھ ساتھ گن اور اسپینر کا کوور بھی پہنا تھا نازش کے جسم کا ہر حصہ صاف نمایاں ہو رہا تھا علی نے سائیڈ میں پڑے لانگ کوٹ کو اٹھایا اور نازش کے جسم کو اچھی طرح سے ڈھانپ دیا۔

میرے علاوہ کسی میں ہمت نہیں کے تمہیں دیکھ لے لیکن کسی کی بھی غلطی سے بھی تم پر ایسی حالت میں نظر نا پڑے دھیان رکھنا علی نے نازش کے بالوں کو کیپ میں چھپاتے ہوئے کہا نازش نے سر خم کیا اور کالا چشمہ آنکھوں پر لگاتی علی کا ہاتھ تھام کر باہر نکل گئی۔ علی نے خارجی دروازے تک نازش کو چھوڑ کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

خیال رکھنا اپنا میرے لئے اور میری گڑیا کیلئے میں انتظار کر رہا ہوں تمہارا علی کہہ کر واپس پلٹ گیا جبکہ نازش وہیں کھڑی علی کو جاتا دیکھ رہی تھی۔

عزیز!!!!! نازش بڑبڑائی اور پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئی۔

کہاں ہے رحمان؟؟؟؟ وہ چیخنی تھی۔

ہسپتال کی دیواروں کو اور ڈاکٹرز کو معلوم ہو گیا تھا کہ کونین آگئی ہے وہ کونین جو کچھ دن پہلے معصومیت کا لبادہ اوڑھے ایک جگہ بیٹھی تھی۔

وو۔ وو۔ وو۔ وو۔ کونین کے ہاتھ میں پکڑے اسپینر کو دیکھ وہ بولنے کی کوشش کر رہا تھا کونین نے اس کی بات کو پورا ہونے سے پہلے ہی حلق میں دبا دیا تھا اور وہ زمین بوس ہوا تھا۔

رحمان کو غلط دوائیں دینے کی چھوٹی سی سزا میں ایسے موت نہیں دیتی کسی کو بہت خوش نصیب ہو جو ایسی آسان موت تمہیں دی ہے کونین اس کے سینے پر پینسل ہیل سے دباؤ دے کر آگے بڑھ گئی جبکہ پیچھے کھڑا کرشنا کانپنے لگا تھا یہ وہ ہی کونین بن کر واپس آئی تھی جس کی زبان سے زیادہ ہاتھ چلتے ہیں وہ بھی صرف لوگوں کی جان لینے کیلئے۔

وہ ٹھاٹ سے چلتی ایک وارڈ میں داخل ہوئی سامنے پڑے رحمان کے بے جان وجود کو دیکھ اس کی آنکھوں میں خون چھلکا تھا قدم قدم اٹھاتی رحمان کے پاس آئی اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔
رحمان؛!!!! کونین نے پکارا۔

رحمان نے آنکھیں کھول کر سامنے کھڑی اپنی محبت کو دیکھا تھا جسے وہ بچانا پایا تھا تکلیف سے آنکھیں واپس موند لیں اور نفی میں سر ہلانے لگا۔

میں بہت براہوں میں کمزور مرد ہوں جو اپنی بیوی کو بچانا سکار حمان نے رونے کے درمیان ہی بولنا شروع کر دیا تھا دماغ میں ہوتے درد کو نظر انداز کئے وہ بار بار ایک ہی جملہ بول رہا تھا۔

رحمان۔ رحمان میری طرف دیکھو جو تمہارے ساتھ ہوا تم اس کے لئے تیار نہیں تھے تمہارے دماغ کا پہلے بھی آپریشن ہو چکا ہے اور واپس دماغ پر چوٹ لگنا یہ تمہارے لئے بہت خطرناک تھا تم نے بچانا چاہا لیکن قسمت نے ساتھ نہیں دیا کونین نے رحمان کا چہرہ ہاتھوں میں لے کر کہا۔

ربانیہ؛!!! رحمان ربانیہ کے ہاتھ کے لمس کو محسوس کرتے با آواز رونے لگے تھا سر پر بندھی پیٹی ایک بار پھر خون سے تر ہوئی تھی اور رحمان ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا۔

ڈاکٹر۔ ڈاکٹر ربانیہ کی آواز پورے ہسپتال میں گونجنے لگی تھی کچھ ہی منٹ میں پاکستان کے سب سے بیسٹ ڈاکٹر ربانیہ کے سامنے کھڑے رحمان کو چیک کر رہے تھے۔

دیکھیں ایک بار پہلے ہی ان کا آپریٹ ہو چکا ہے واپس ان کا آپریٹ کرنا مطلب ان کی جان لینا ہے ایک ڈاکٹر نے رحمان کی رپورٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

تمہارے پاس شام تک کا وقت ہے ڈاکٹر تم سب کی فیملیز میرے پاس ہیں آجانا رحمان کو پورے ہوش میں لا کر پھر اپنی فیملی کو لے جانا۔ وہاں کھڑے ہر ڈاکٹر کو انگلی اٹھا کر کہتی رحمان کی طرف آئی اور رحمان کے ماتھے پر بوسہ دے کر وہاں سے نکل گئی تھی۔

روز کہاں ہے۔؟؟؟ ربانیہ نے گاڑی میں بیٹھتے کرشنا سے پوچھا۔

وہ وہیں جا رہی ہے کرشنا نے ادب سے منہ جھکائے کہا اور گاڑی اسٹارٹ کی۔

ربانیہ کی آنکھوں کے سامنے مسلسل رحمان کا خون سے تر چہرہ آ رہا تھا رحمان کی تکلیف کو محسوس کرتے وہ آنکھیں موند گئی۔

نازش اپنی منزل پر پہنچی تو سامنے ہی قادر کو جلدی جلدی پرائیویٹ جیٹ کی طرف بڑھتے دیکھا۔

یہ ایک سنسان جگہ تھی لوگ ناہونے کے برابر تھے آس پاس کوئی گھر نا تھا ہر طرف ریت ہی

ریت نظر آرہی تھی نازش کو قادر کی لوکیشن پتا لگوانے میں زیادہ وقت اس لئے نا لگا تھا کیونکہ

قادر کی لوکیشن علی کے پاس شوہور ہی تھی۔

نازش اپنے قدم آگے کی طرف بڑھانے لگی قادر کے ساتھ لوگ بھی ناہونے کے برابر تھے وہ لوگ ہی تھے جو قادر کے ساتھ جانے والے تھے۔

نازش صرف قادر کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتی تھی اس لئے بنا کسی لڑائی جھگڑے کے وہ قادر کو علی کے حوالے کر دینا چاہتی تھی۔

لیکن اچانک سے آتی گھوڑے کی آواز نے سب کو اس آواز کی طرف متوجہ کیا تھا ایک گھوڑا خالی تھا جو نازش کی طرف آ رہا تھا دوسرے پر کوئی سوار تھا نازش نے نفی میں سر ہلایا اور اس گھوڑے پر سوار ہو گئی۔

کوئین تم میں صبر نام کی چیز نہیں ہے نازش نے گھوڑے کی رفتار بڑھاتے ہوئے کہا گھوڑے کا رخ سامنے کھڑے لوگوں کی طرف تھا جواب جلدی جلدی پر ایسیویٹ جیٹ میں سوار ہو رہے تھے۔

ربانیہ نے اپنی گردن کے پیچھے ہاتھ لے جاتے اچانک سے کچھ اسپینر ان کی طرف پھینکے جو کسی کی گردن تو کسی کی آنکھ میں لگے تھے۔

نازش نے گن نکال کر ایک ایک آدمی کو پوائنٹ کیا اور ان آدمیوں کو مار دیا۔

قادر جیٹ میں بیٹھا تو جیٹ نے اڑان بھری تھی وہ ہنستا ہوا جیٹ میں بیٹھا یازش کو دیکھ رہا تھا قادر نے ربانیہ کو نا پچھانا تھا کیونکہ ربانیہ نے چہرے کو کالے رومال سے چھپا رکھا تھا بلیک کلر کی جینز اور شرٹ کے اوپر لانگ کوٹ پہنے بالوں کو آزاد چھوڑا ہوا تھا سر پر پہنی کیپ کو وہ بار بار درست کر رہی تھی۔

نازش منہ پر ماسک لگائے گھوڑے پر بیٹھی قادر کو دیکھ رہی تھی نازش کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اور گھوڑے سے نیچے اتر کر جیٹ کی طرف بھاگی جو ابھی کچھ ہی فاصلے پر تھا زمین سے ابھی اڑان بھرنے میں وقت لگنا تھا تب ہی وہ اپنی تمام تر ہمت جمع کرتی قادر کی طرف بھاگی تھی زیادہ تیز بھاگنے کی وجہ سے کیپ زمین پر گری تھی بال ہوا میں رقص کر رہے تھے۔

وہ دوڑتی قادر کے اوپر گری تھی ایک سائیڈ سے دھکا دیتی وہ گول گھومتی اپنے ساتھ قادر کو بھی جیٹ سے نیچے لے کر گر چکی تھی اس کے بعد اس کے سینے پر اپنے گھٹنے سے دباؤ دے کر ناجانے کتنے ہی تھپڑ اس کے منہ پر مارے تھے۔

نازش کو اپنے پیچھے سے کسی کے چپخنے کی آواز آئی نازش ہوش میں آئی اور قادر کو بالوں سے ہی کھینچ کر اپنے گھوڑے کی طرف بڑھنے لگی۔

تمہیں پتا ہے تم جیسے لوگوں کے لئے میں نے ایک بہت اچھی جگہ تیار کر رکھی ہے جہاں تم جیسے
حوس پرست لوگوں کا علاج کر کے میں ان کو موت دیتی ہوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی
دوست کے قاتل کو نہیں مار سکوں گی کیونکہ تم میرے شوہر کا شکار ہونا زہن نے غصے سے کہہ کر
گن نکال کر قادر کے سر پر ماری اور وہ بیہوش ہو گیا۔

بلیک روزا سے میرے حوالے کرو اس کی وجہ سے رحمان کی ایسی حالت ہے میں جان لے لوں گی
اس کی ربانیہ غصے سے قادر کی طرف بڑھی لیکن نازش نے ربانیہ کو پیٹ سے پکڑ کر پیچھے کیا۔
کیا تمہیں خوشی نہیں اس بات کی کہ رحمان نے اس لڑکی کو چھوا نہیں جو حق تمہارا ہے وہ کسی اور
کو نہیں دیا۔

ہاں مجھے افسوس ہے اس لڑکی کیلئے جو تمہاری جگہ لینے کیلئے آئی تھی لیکن تمہارے حصے کی موت
اسے مل گئی۔

ایک بات انسان کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے جو جگہ جسکی ہے وہ اس کی رہے گی جو اللہ نے جس کے
نصیب میں لکھا ہے وہ اس کا رہے گا نصیب کا لکھا کبھی کوئی نہیں بدل سکتا۔

ربانیہ خاموش ہو گئی اور واپس اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر بنانا زش کی طرف دیکھے چلی گئی تھی نازش نے قادر کو گھوڑے پر الٹا لٹکایا اور گھوڑے کا رخ گھر کی طرف کیا۔

مسکان نے ربانیہ کے چہرے کی سرجری بہت پہلے کروالی تھی وہ صرف ربانیہ کو راستے سے ہٹانا چاہتی تھی تاکہ وہ اس کی جگہ رحمان کی زندگی میں آجائے۔

کچھ دن پہلے جب وہ رحمان سے ملی تھی تب اس نے اپنے چہرے پر اپنے ہی چہرے کا ماسک لگایا ہوا تھا۔

ربانیہ نے گھر میں قدم رکھا تو سامنے علی بیٹھا تھا علی کی نظر ربانیہ پر پڑی تو وہ مسکرایا۔
کرشنانے پہلے ہی نازش اور علی کو ربانیہ کے ٹھیک ہونے کی خبر دے دی تھی اس لئے وہ دونوں بے فکر تھے لیکن انہیں افسوس تھا اس لڑکی کیلئے جو اپنی محبت خوشیاں ڈھونڈتی رحمان کی طرف آئی تھی لیکن اسے موت ملی تھی۔

علی نے واپس جانے کا اشارہ کیا تو وہ پاؤں پٹختی واپس چلی گئی۔

تھوڑی ہی دیر میں قادر کے بالوں سے پکڑ گھسیٹ کر اندر آتی نازش کو دیکھ کر مسکرایا۔

پیچھے ہی رمز ارد اور ریان روحان تھے۔

علی نے آگے بڑھ کر نازش کو اپنے ساتھ لگایا اور نازش کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

Page | 864

تم ٹھیک ہو؟؟؟ درد تو نہیں ناسر میں۔؟؟؟ علی نے قادر کے وجود کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا تھا

قادر ہوش میں آیا تو سامنے کھڑے علی کو دیکھ چو نکا تھا۔

ہاں میں ٹھیک ہوں سر درد بہت ہے خیر میں چائے بناتی ہوں یہ کام جلدی ختم کریں نازش نے علی

کے ہاتھوں کو پکڑ کر دونوں ہاتھوں کو چوم لیا اور ایک نظر قادر پر ڈال کر کچن کی طرف بڑھی۔

پہلے چیخ کر لو علی کی جان۔ علی کی آواز پر نازش نے علی کو دیکھا پھر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

تو کیسے ہیں آپ۔؟؟؟ علی نے زمین پر ہی گھٹنوں کے بل بیٹھ کر قادر کا ہاتھ پکڑا اور ایک چھوٹا سا

چاقو نکالا۔

ی۔ یہ کیا کر رہے ہو قادر نے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا۔

میں قادر زانی ہوں۔ علی نے قادر کا ہاتھ پکڑتے اس پر لکھنا شروع کیا قادر کی چیخیں بلند ہوئیں وہ ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتا چیخ رہا تھا علی نے ریان کو دیکھا وہ آگے بڑھا اور ایک چھوٹی سے سفید کلر کی پڑیا علی کو دی۔

جانتے ہیں یہ کیا ہے۔؟؟؟ علی نے اس پڑیا میں سے سفید پاؤڈر نکال کر اپنے ہاتھ پر رکھا اور قادر کو دیکھا۔

یہ وہ ہی جو آپ نے نوجوان نسل کو کھانے کیلئے دی تاکہ وہ تباہ ہو جائیں علی نے ایک ایک الفاظ چبا چبا کر ادا کیا تھا اور قادر کے ہاتھ کو میٹ کر اس کے زخمی ہاتھ پر ڈال دیا تھا۔ دوسرے ہاتھ کو پکڑتے وہی عمل دوہرایا قادر کی چیخیں پورے حال میں گونج رہی تھیں۔

علی نے دونوں ہاتھوں اور چہرے پر بھی گہرے کٹ لگا کر ان پر ڈر گز کافی مقدار میں ڈال دیا تھا قادر کبھی اپنے ہاتھوں کو نوچتا تو کبھی اپنے چہرے کو۔

پیٹ پر چاقو رکھ کر دباؤ ڈالا پھر وہاں افیم کافی مقدار میں ڈال کر کھڑا ہوا پاؤں کے دباؤ سے دونوں ٹانگوں مسلنے لگا اور آنکھیں بند کر لیں۔ علی کے ہاتھوں سے قادر کا خون ٹپک رہا تھا وہ آنکھیں بند کئے بس قادر کی چیخیں سن رہا تھا۔

زندہ تو میں بھی نہیں چھوڑوں گی ربانیہ نے قادر کے پاس بیٹھتے اپنا ماسک اتارا اور ہاتھ میں پکڑی مکڑی کے ساتھ کھینے لگی۔

قادر کی حیرت سے آنکھیں پھیلیں تھیں۔

تم اپنے ذہن پر زور نہیں ڈالو ربانیہ نے مکڑی قادر کے پیٹ پر ہوتے زخم پر رکھی۔

حیدر و لا میں دل دہلا دینے والی چیخیں بلند ہوئیں تھیں علینہ نے اوپر لگے جھومر کو دیکھا اور مسکرائی قادر اپنے ہی جسم کو زمین سے اوپر اٹھاتا اور واپس نیچے گر جاتا اور رمرز قادر کو انور کر کہ گلاس وال کی طرف چلی گئیں پیچھے ہی ریان اور روحان بھی تھے ان کے۔

ربانیہ نے علینہ کو اشارہ کیا اور خود ایک کمرے کی طرف بڑھ گئی عادل خارجی دروازے پر کھڑا اپنی اس معصوم سی گڑیا کو دیکھ رہا تھا جو آج ایک الگ ہی روپ دھار کر کھڑی تھی علینہ نے گن نکال کر اوپر لگے جھومر کا نشانہ لگایا اور گولی چلا دی جھومر آ کر قادر پر گر اور وہ آنکھیں موند گیا

بھائی نے کہا ہے کھانا کھا کر جانا علینہ نے عادل کو دیکھا جو سر خم کر کے کسی ملازم کی طرح علینہ کے پاس آیا اور پھر اسے اپنے ساتھ لگائے گلاس وال کی طرف گیا۔

کیا کر رہی ہے میری بیگم۔؟؟؟ علی نے کچن میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

ہاتھوں پر لگا خون صاف کیا اور نازش کی طرف آکر اسے زمین سے اوپر اٹھالیا۔

علی کوئی دیکھ لے گا چھوڑیں مجھے۔

دیکھنے دو اپنی بیوی کے ساتھ ہوں کسی اور کی بیوی کے ساتھ نہیں۔ خاموشی۔

نازش ویسے ہی ہو امیں علی کے رحم و کرم پر علی کے سینے سے لگی اپنا کام کر رہی تھی آخر کار علی کو

بھی نازش پر رحم آ ہی گیا باہر ہوتے شور کو اگنور کرتے علی نے نازش کو کچن میں رکھی کرسی پر

بٹھایا۔

میں کھانا بنانے لگا ہوں تم میری مدد کرنا علی نے روپہر باندھتے ہوئے کہا۔

آپ کیوں بنائیں گے میں بنا لیتی ہوں نازش نے دوسرا روپہر اٹھایا علی نے ایک آئینہ رو اچکائی۔

کیا تمہیں کھانا بنانا آتا ہے۔۔۔؟؟؟؟

نہیں پر میں کوشش کروں گی تو سیکھوں گی نا۔ دانتوں کی نمائش کی۔

کچھ چاہیے آپ لوگوں کو۔؟؟؟؟ علی کے ماتھے پر بیشتر بل نمایاں ہوئے۔

جی جی ہمیں تو نازش چاہیے تھی پر شاید اہم اہم ردانے رمزا کو آنکھ ماری اور وہ دونوں ہنستی واپس چلی گئیں۔

جاؤ باہر ہم رات میں یہیں سے کمنٹینو کریں گے علی نے نازش کے منہ پر آئے بال پیچھے کر کہ کہا

باہر جانے لائق چھوڑا ہے آپ نے۔؟؟؟؟ آپ نہیں جانتے وہ دوست ہیں میری اور دوست کی تشریح پتا ہے آپ کو۔؟؟؟؟ نازش نے سوال کیا۔

نہیں علی کی جان آپ بتادیں۔ علی نے نازش کے چہرے پر بکھرے شرم کے قوس و قزح کے رنگ بکھرے دیکھ پوچھا۔

دوست؛!!!! مطلب حرامی۔ شیطان۔ جینا حرام کرنے والے۔

پرہاں وقت پر یہ ہی دوست جان دینے والے بھی بن جاتے ہیں۔ مشکل وقت میں ساتھ کھڑے رہتے ہیں۔ ہماری خوشی میں خوش ہوتے ہیں اگر دوست مخلص مل جائیں نایہ دنیا بہت حسین ہوتی ہے ورنہ منافقین سے دنیا بھری ہوئی ہے۔

نازش کھوئے کھوئے انداز میں دوستی کی تشریح بتا رہی تھی۔

اچھا علی کی ننھی سی جان تم جاؤ ابھی باہر مجھے غصہ آرہا ہے۔

میری تشریح تو نہیں کی کبھی تم نے ایسے۔ علی نے مصنوعی غصہ دکھایا اور ہاتھ نازش کے دائیں

بائیں ٹکائے نازش کی آنکھوں میں جھانکا جہاں دور دور تک صرف دوستی کے لئے جنون تھا

دوستوں کے لئے ایک چاہت تھی محبت تھی جسے دیکھ علی نے نظریں پھیر لیں۔

مجھے لگتا ہے مجھے باہر جانا چاہیے نازش نیچے اتر کر باہر کی جانب لپکی علی نے بھی نارو کا تھا۔

نازش اپنی شرٹ کو دیکھ منہ بناتی کمرے میں چلی گئی کنویکے نازش کی شرٹ پیچھے سے لال مرچی اور

کچھ رنگ لگنے کی وجہ سے گندی ہو چکی تھی۔

نازش چیخ کر کے نیچے آئی تو ربانیہ وہاں موجود نہیں تھی ربانیہ کافی خاموش تھی اس کی طبیعت میں خاموش رہنا تھا ہی نہیں۔

ربانیہ کہاں ہے۔؟؟؟ نازش نے ردا سے پوچھا۔

ہسپتال گئی ہے ڈاکٹر کی کال آئی تھی ہم نے کہا ہم ساتھ چلتے ہیں لیکن اس نے منع کر دیا وہ اکیلی چلی گئی۔ نازش نے اثباب میں سر ہلا کر موبائل میں ایک نمبر ڈائل کیا اور موبائل کان کو لگایا۔

طبیعت کیسی ہے اب رحمان کی۔؟؟ مقابل کے کال اٹھاتے ہی سوال کیا۔

پہلے سے بہتر ہے آپریشن سکسیس فل ہو گیا ہے خطرے سے باہر ہے کچھ گھنٹوں میں ہوش بھی آ جائے گا۔

ربانیہ کا خیال رکھنا اگر ہو سکے تو رحمان کو گھر میں شفٹ کرواؤ وہاں رہنا ٹھیک نہیں ہے ابھی بھی دشمن آزاد گھوم رہے ہیں۔

میں سمجھ گیا۔ کل کی پارٹی رکھنی ہے یا پھر کینسل کر دینی ہے کر شانے سوال کیا۔

کل کی پارٹی ہونے دو ہم بھی تو دیکھیں کتنا گر سکتے ہیں یہ لوگ دولت کی لالچ میں جنہوں نے اپنی دوستی کو بھی فراموش کر دیا نازش کی گرفت موبائل پر مضبوط ہوئی تھی۔

نازش یہ ہمارا مسئلہ ہے تم اور علی رہنے دو ریان نے نازش کی بات سن لی تھی نازش نے رابطہ منقطع کر کے نازش کو دیکھا۔

ریان تم لوگ اب ہم سے جوڑے ہو اور ردار مزاکے لئے تم لوگ اہم ہو میں نہیں چاہتی اب تمہاری زندگی میں بھی کوئی مسئلہ ہو بیٹھ جاؤ نازش نے سامنے پڑی لال کلر کی بڑی سائز کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا علی نے مسکرائی آنکھیں نم ہوئیں۔

شہزادی؛!!! علی نے نازش کے قدموں میں بیٹھ کر نازش کو پکارا۔

یہاں میرے قدموں میں نہیں بیٹھو گڑیا نازش کھڑی ہوئی اور اپنی جگہ پر علی نے کو بٹھایا اور سر اپنا علی نے کی گود میں رکھا۔

شہزادی میرے بھائی کا خیال رکھتی ہو یا نہیں علی نے نازش کے سر پر ہاتھ رکھا۔

ابھی موقع ہی کہاں دیا ہے آپ کے بھائی نے نازش نے منہ بسورا۔

میں تھک گیا ہوں سوتے ہیں چل کر علی نے کہا۔

نہیں علی رک جائیں میں نے گڑیا سے بات کرنی ہے نازش نے علی کو کھڑے ہوتے دیکھ کر کہا علی کچھ بولتا اس سے پہلے علی نے بولی تھی۔

بھائی اور کب تک مجھ سے ایسے نظریں پھیریں گے۔؟؟؟؟ علی کا نظر انداز کرنا علی نے کو تکلیف دے رہا تھا۔

میں تو اس دن سب بھول گیا تھا گڑیا جب تم شادی میں آئی تھی علی نے علی نے اپنے سینے سے لگا کر کہا علی نے مسکرائی اور آنکھیں نم ہوئیں۔

علی نے دوسرا ہاتھ پھیلا یا نازش آگے بڑھ کر علی کے سینے سے لگی۔

تھوڑی دیر میں حیدر والا میں قہقہے گونج رہے تھے بس کمی تھی تو صرف ربانیہ اور رحمان کی جسے نازش کے ساتھ ساتھ سب محسوس کر رہے تھے۔

رحمان!!! ربانیہ نے رحمان کا ہاتھ تھام کر رحمان کو پکارا۔

تم سچ میں میرے پاس ہو کچھ بھی نہیں ہو انا تمہیں وہ سب ایک خواب تھا یا۔؟؟؟ رحمان نے آنکھیں موندے ہی پوچھا۔

ہاں وہ سب ایک خواب تھا جو ختم ہو چکا ہے آنکھیں کھولو میری طرف دیکھو۔ رحمان نے ربانیہ کی طرف دیکھا۔

ربانیہ وہ سب رحمان سے مزید کچھ بولا ہی نا گیا تھا آنکھیں نم ہوئی اور سسکیاں دبانے کے لئے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا۔

میری جان سب کچھ ٹھیک ہے مسکان نے جو کیا وہ ٹھیک نہیں تھا اس کی سزا سے اس کی غلطی سے بھی بڑی ملی ہے۔

وہ مسکان تھی۔؟؟؟ لیکن اتنی جلدی سر جری کیسے ٹھیک ہوئی۔؟؟

وہ سر جری تو بہت پہلے ہی کروا چکی تھی میرے چہرے جیسی پر اس دن جو چہرہ تھا وہ صرف ایک ماسک تھا ایسا ماسک جسے چہرے پر لگا لیا جائے تو پتہ بھی نہیں چلتا کہ وہ حقیقت ہے یا جھوٹ۔

ربانیہ محبت کرنا گناہ تو نہیں ہے پھر کیوں اس کو اتنی بڑی سزا ملی؟؟؟ اگر اس کی جگہ تم رحمان نے آگے کچھ بولا نہیں تھا منہ پھیر لیا تھا۔

رحمان!!!! پیار سے چور لہجے میں پکارا۔

ہمممممم!!! خاموشی۔

نیں ہوتی اگر مسکان کی جگہ نوکیا تمہیں لگتا ہے تمہاری ربانیہ اتنی کمزور ہے جو اپنی اور اپنے شوہر کی حفاظت نا کر سکے۔؟؟؟؟

نہیں بلکل بھی نہیں میری بیوی کمزور نہیں کمزور تو میں ہوں۔

ایسا کچھ بھی نہیں ہے اور ایسا ویسا سوچنا بھی ٹھیک نہیں ویسے مجھے نا وہ اہم اہم ربانیہ رحمان کے قریب ہوئی۔

ربانیہ مجھے درد ہو رہا ہے ربانیہ کو اپنے ہونٹوں پر جھکتے دیکھ رحمان فوراً بولا تھا۔

چپ کرو کیا لڑکیوں کی طرح نکھرے کرتے ہو رہا بنیہ نے کہہ کر رحمان کے ہونٹوں پر اپنے لب رکھے اور آنکھیں موند لیں رحمان نے رہا بنیہ کو کمر سے پکڑ کر اپنے ساتھ لگایا اور رہا بنیہ کے ہونٹوں کی نمی کو پینے لگا۔

وہ اب پر سکون تھا کیونکہ اس کی محبت کو کچھ نہیں ہوا تھا وہ بالکل ٹھیک تھی اس کے سامنے لیکن رحمان کو افسوس تھا مسکان کا محبت نے اسے کیسی موت دی تھی۔

محبت مل جائے تو جان ہے

ورنہ ناملے تو دو انسان دو دل بے جان ہیں۔

(ماضی)

ماما دیکھیں نانا نازش کو منع کریں آج بھر اس نے ایک قتل کر دیا رہا بنیہ نے ڈائمنگ ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے زاہدہ بیگم کو شکایت لگائی نازش کے چلتے ہاتھ رکے اور حیرت سے رہا بنیہ کو دیکھا کیا نازش نے اکیلے کیا تھا۔ ???

نازش تم کب باز آؤگی۔؟؟؟ زاہدہ بیگم نے نازش کو ڈبٹا۔

ہاں نادیکھیں کتنی بہادر بنتی ہے میں تو چیونٹی کو غلطی سے پاؤں کے نیچے دے بھی دوں تو چار دن

Page | 879

افسوس ختم نہیں ہوتا میرا اور یہ ایسے قتل کرتی ہے ربانیہ نے معصومیت کی حدیں پار کرتے

ہوئے کہا۔

نازش کے سامنے کچھ دن پہلے کا منظر گھوما۔

ربانیہ چلتی خاموشی سے بس گولیاں چلا رہی تھی جیسے جیسے قدم آگے بڑھاتی پیچھے اور آگے

لاشوں کے ڈھیر لگ رہے تھے۔

اور آج یہ بیٹھی چیونٹی کے مرجانے پر افسوس کرنے کا کہہ رہی تھی۔

امی اس سے بڑی شیطان میں نے آج تک دنیا میں نہیں دیکھی مجھ معصوم پر کیسے الزام لگا رہی

ہے آج تو میں کالج سے سیدھا یہاں آئی ہوں نازش بھی کہاں کم تھی۔

ربانیہ کو ایک جھلک کل رات کی نظر آئی۔

نزش بلیک جینز کے اوپر بلیک ہی شرٹ پہنے اپنے دشمنوں کے سامنے کھڑی اسپینر گھومار ہی تھی ایک ہاتھ پر مکڑی گھوم رہی تھی نازش کے چہرے پر ماسک تھا اور شہد رنگ آنکھوں میں ایک چمک جو کوئی بھی سمجھنے سے قاصر تھا۔

کمرے میں موجود ہر شخص ایسے تھا جیسے کوئی نشہ ہو رہا ہوں انہیں۔

ہاں اس کمرے میں نشہ ہی تو تھا جس کا خاص اپنے دشمنوں کے لئے نازش نے کمرے میں انتظام کروایا تھا جس سے حوس پرست لوگوں کی حوس جاگتی نازش کو چھونے کی چاہت دل میں پیدا ہوتی جسے دیکھتے نازش انہیں مار دیتی تھی۔

نازش نے افیم اور ڈرگز کو کمرے میں ایسے لگوا دیا تھا کہ ہر منٹ بعد اسپرے کے ذریعے پورے کمرے میں نشہ ہوا میں ہوتا سو نگھنے والا ہر شخص مدہوش ہو جاتا۔

بلیک روز ختم کرو اس کو اور جلدی باہر آؤر بانیا کہتی کمرے سے باہر چلی گئی تھوڑی ہی دیر میں کمرے سے چپخنے کی آوازیں آنے لگیں اور نازش چہرے پر مسرور مسکراہٹ سجائے ربانیا کو گاڑی کی طرف آنے کا اشارہ کر چکی تھی۔

ہاں ہاں!!! معصوم ہی تو ہیں آپ ربانیہ نے آئبرو اُچکائی پھر دونوں کے قہقہے بلند ہوئے زاہدہ بیگم نے نا سمجھی سے دونوں کو دیکھا۔

ربانیہ اور نازش نے ایک ایسی دنیا کو بنا رکھا تھا جہاں کی وہ دونوں سردار تھیں حوس پرست لوگوں کیلئے ایک خاص کمر نازش کے کہنے پر تیار کیا گیا تھا۔ مکڑی اور اسپینر کو ربانیہ اور نازش نے بنایا تھا گناہگار لوگوں کو مارنے کیلئے وہ سوچتی نہیں تھیں چوری سے لے کر قتل اور زنا کرنے والے لوگوں کو وہ بے دردی سے مات دیتی تھیں۔۔

ربانیہ اور نازش نے خود کو مضبوط کر لیا تھا اس رات کے واقعے کے بعد ربانیہ نے یازش کو خود سے دور نہیں ہونے دیا تھا ضد کر کے نازش نے خراٹے اور قاسمٹنگ سیکھی تھی نمر اسادی طبیعت کی مالک تھی اسے ان سب میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا اس لئے وہ ان سب سے دور رہتی تھی نمر ا میں تو ربانیہ اور نازش کی جان بستی تھی۔

وقت گزرنے لگا بڑھتی عمر کے ساتھ یازش اور ربانیہ کو ایک لقب دے دیا گیا "کیلر کونین" اور "بلیک روز"۔

رمز اور ردا کو اپنے والدین کی مانی پڑی وہ تینوں کو چھوڑ کر لندن اپنی پڑھائی کیلئے چلی گئی جبکہ پیچھے نازش اور ربانیہ نے حیدر آباد میں اپنی دہشت پھیلا دی تھی ہر کوئی نازش اور ربانیہ کے سامنے سر جھکا دیتا تھا جب وہ دونوں اپنے اصلی روپ میں سامنے آتی تھیں تو کسی کی بھی ہمت نا ہوتی تھی کہ کوئی ان کے سامنے بولے منہ پر لگا ماسک اور آنکھوں میں موجود وحشت کو دیکھ سب خاموش رہتے تھے۔

اور جب وہ عام لباس میں ان کے سامنے آتی تو لوگ انہیں پہچانے سے بھی انکاری تھے کوئی نہیں جانتا تھا بلیک روز اور کیلر کونین کون ہیں کیسی دکھتی ہیں کہاں سے تعلق رکھتی ہیں۔

نازش کو جب اپنے مذہب کی سمجھ آئی تو وہ علی کیلئے بڑھتی محبت کو روز جھوٹا دیتی تھی محبت کو ایئرکیشن کا نام دے کر وہ خود پر ہی ہنستی تھی علی کو یو۔ کے میں دیکھنے کے بعد دل میں ابھرتی محبت کو وہ بار بار جھٹلا رہی تھی اپنے قدم وہیں تھا مے کھڑی تھی جہاں وہ اس دن تھی جب اسے اپنے اور علی کے مذہب کے بارے میں معلوم ہوا تھا۔

عزیز تم نے خود کو ایک کمرے تک ہی محدود کر لیا ہے دس سال ہو گئے ہیں کس کے لئے بناتے ہو یہ سب کپڑے۔؟؟؟ آغا خان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

کمرے سے باہر جائیں میں وہیں آ رہا ہوں علی نے قینچی سائیڈ میں رکھتے کہا آغا خان علی کے موڈ کو سمجھتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

کل رات جو لڑکی میرے آنے پر وہاں سے نکلی کون تھی وہ۔۔؟؟؟ علی نے سوال کیا۔
عزیز تمہیں اس لڑکی سے کیا لینا دینا سو نیا ہے نا تمہارے پاس۔

میں نے پوچھا کون تھی وہ لڑکی۔؟؟؟

تھی کوئی چور جو پاکستان سے آئی تھی پر اپنے کام میں ناکام ہو گئی بچی ہے وہ ابھی آغا خان نے مزاق بنایا کل بھی تو ایسے ہی مزاق بنایا تھا اس کاتب ہی تو وہ وہاں سے غصے سے نکلی تھی۔
مجھے انفارمیشن چاہیے آغا۔

دادا ہوں تمہارا ایسے بات کرو گے مجھ سے۔؟؟؟

آغا کو آغا کی کہوں گا دادا نہیں اتنے سال جھوٹ بول دیا مزید نہیں اور ہاں آئندہ اس کمرے میں مجھے نظر نہیں آنا علی غصے سے کہتا واپس ٹیلر روم میں بند ہو گیا تھا۔

علی نے جب سے اپنے ماں باپ اور بہن کو کھویا تھا خاموشی کا لبادہ اوڑھ لیا تھا اسے اپنی کالی آنکھوں سے وحشت ہوتی تھی کنویکے اس کی کالی آنکھیں اس کی بہن کو یسب تھیں اور جب جب وہ اپنی کالی آنکھوں کو دیکھتا تو اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی بہن کا چہرہ آتا تھا آنکھوں میں لگے لینس نے اس کی یر سنیلٹی کو ہی بدل دیا تھا وہ خوب روکتیس سال کا نوجوان مرد ہمیشہ سنجیدہ ہی نظر آتا تھا۔

پاکستان چھوڑ کر آجانے کے بعد علی کی ملاقات رحمان سے ہوئی تھی آغا اور دلشیر کے کافی اچھے تعلقات تھے جس کی وجہ سے رحمان اور علی میں بھی کافی گہری دوستی تھی وہ ہمیشہ ایک دوسرے کے قریب پائے جاتے تھے۔

عزیز کو نفرت تھی زانی اور قتل کرنے والے لوگوں سے علی نے کبھی قتل نہیں کیا تھا لیکن لوگوں کو موت سی تکلیف دینا اس کی عادت بن گئی تھی زانی لوگوں کو وہ سزا دے کر یہ سمجھتا تھا جیسے اس نے اپنی بہن کے مجرم کو سزا دی ہو۔

علینہ کی طرف کبھی علی نے مڑ کر نہیں دیکھا تھا کیونکہ علینہ کے چہرے میں اسے علیزے نظر آتی تھی وہ ہی تکلیف جو دس سال پہلے اس نے محسوس کی تھی وہ نئے سرے سے وہ تکلیف محسوس کرتا تھا اس لئے علی نے کبھی علینہ سے ملنا بھی ناچاہا تھا لیکن اس کے آدمی ہر وقت علینہ کے آس پاس رہتے تھے۔

عادل اور علیہ نے اپنے ریشے کو تو آگے بڑھالیا تھا لیکن اللہ نے انہیں اولاد جیسی نعمت سے ابھی تک محروم رکھا تھا عادل نے کبھی علینہ کو یہ محسوس ہونے ہی نادیا تھا کہ اسے بھی اولاد کی کمی محسوس ہوتی ہے علینہ عادل کے گلے لگ کر اپنی تکلیف بیان

کر دیتی تھی لیکن عادل آج تک اپنی تکلیف کو علینہ کے سامنے بیان نہیں کر پایا تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اگر وہ اپنی تکلیف علینہ کو بتائے گا تو علینہ اس محرومی کو اور محسوس کرے گی۔

صبح فجر کی آذان سماعتوں میں گونجی تو سب نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا بات کرتے وقت کا پتا ہی ناچلا تھا۔

مجھے نماز پڑھنی ہے چلیں عادل گھر خلتے ہیں علینہ نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

یہ بھی گھر ہے تمہارا کمرابھی وہ ہی ہے پڑھ لو نماز علی نے نازش کو دیکھتے کہا جواب خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔

علینہ نے کچھ بھی نا کہا تھا عادل کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

علی نے ردار مزا کے سامنے ہی نازش کو اپنی بانہوں میں اٹھالیا تھا نازش کسی بچے کی طرح منہ بسورتی علی کے سینے میں چھپنے لگی نیند میں خلل پیدا ہوا۔

آواز آہستہ ردار مزا کو ہوٹنگ کرتے دیکھ علی نے کہا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

کتنے رومینٹک ہیں نا بھائی نا ہی کچن چھوڑا اور تو اور ہمارا دل جلانے کیلئے ہمارے سامنے بانہوں میں اٹھا کر لے گئے رمانے ریان کی طرف دیکھ کر ایک ایک الفاظ چبا چبا کر ادا کیا اور غصے سے اٹھ کر کمرے کی طرف بڑھی۔

ردا بھی روحان کو غصے سے دیکھ کر کمرے میں چلی گئی تھی ریان اور روحان نے ایک دوسرے کو دیکھ کندھے اُچکائے اور اپنے اپنے کمرے کی طرف بڑھے۔

علینہ نے کمرے میں قدم رکھا آنکھیں نم ہوئیں اپنے آنسو صاف کرتی کمرے میں لگی بڑی سائز کی تصویر کو دیکھا جس میں علی کے ساتھ حیدر مرتضیٰ شبانہ بیگم اور علینہ کھڑی مسکرا رہی تھی۔

پاپا آپ لوگوں کی بربادی کی اور موت کی وجہ میں بنی ہوں نا مجھے معاف کر دیں۔

علیزے مجھے معاف کر دینا میں تم سب کی گنہگار ہوں علینہ روتی ہوئی زمین پر بیٹھ گئی تھی اسی اذیت سے تو وہ دس سال سے گزرتی آرہی تھی ہر دن اسے یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ ہی اپنے گھر والوں کی خوشیوں کی قاتل ہے۔

عادل کاش اس دن علیزے کی جگہ میں ہی ہوتی میں مر جاتی۔

علینہ چپ عادل نے تڑپ کر علینہ کو اپنے سینے سے لگایا تھا۔

کتنی بار کہا ہے علینہ جو کہنا ہے کہہ لیا کرو پر یہ جو تم کہنی ہونا جان لے لیتی ہو میری میں کیسے رہتا ہاں؟؟ میں روز ایک موت مرتا اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو۔

میں تمہارے معاملے میں خود گرز ہوں علیینہ مجھے تم کسی بھی طرح ہمیشہ میرے پاس چاہیے ہو سمجھی عادل کا لہجہ سخت ہوا تھا علیینہ عادل کے سینے سے لگی بنا آواز کے آنسوں بہا رہی تھی۔

رمز اتم چاہتی ہو تمہیں بھی میں ایسے سب کے سامنے بانہوں میں لے لیا کروں؟؟؟

ریان کب سے رمز کو منانے کی کوشش کر رہا تھا نماز پڑھنے کے بعد بھی رمز انامانی تو ریان نے رمز کو اپنی بانہوں میں اٹھالیا۔

کس نے کہا ہے آپ مجھے بانہوں میں اٹھائیں کم از کم تھوڑے رومینٹک تو ہو جائیں علی بھائی کو بھی تو دیکھیں وہ تو کچن میں ہی رمز کی چلتی زبان کو بریک لگی تھی چہرہ سرخ ہوا بھا۔
کیا کچن میں ہی؟؟ ریان نے رمز کو خاموش دیکھ کر پوچھا۔

کچھ بھی نہیں مجھے سونا ہے رمز نے اپنا منہ ریان کے سینے میں چھپانے کی کوشش کرتے کہا۔
اچھا میری جان سو جاؤ ریان نے نرمی سے رمز کو بیڈ پر لٹایا ایک سائڈ خود لیت کر دونوں پر کفر ٹراڑھا اور رمز اکا سر اپنے سینے پر رکھا رمز اکا تو دکھ اور غصے سے چہرہ لال ہو گیا تھا۔

کھڑوس!!!!!! رمز غصے سے بڑبڑائی اور سونے کی کوشش کرنے لگی۔

کیسا شوہر دیا ہے اللہ میاں ایک بار بھی کس تک دینا مناسب نا سمجھا اس نے رمزا نیند میں جاتی سوچ رہی تھی رمزا نے دانت ریان کے سینے پر گاڑھے رمزا کو ایسا لگا تھا جیسے وہ خواب میں یہ سب کر رہی ہے ریان نے اپنے سینے پر چھن محسوس کی تو مسکرا کر رمزا کے گرد حصار تنگ کیا اور ماتھے پر بوسہ دیا اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔

رداکمرے میں آتے ہیں گدھے گھوڑے بیچ کر بیڈیر آڑی تر چھی ہو کر لیٹی سو رہی تھی روحان نے نماز پڑھنے کے بعد قرآن پڑھا اور پھر ردا کو صحیح کر کے اپنے ساتھ لٹایا اور سو گیا۔

علی نازش کو نرمی سے بیڈ پر لٹا کر خود واشروم کی طرف بڑھا علی نے آخری بار فجر کی نماز ہی ادا کی تھی اور آج جب پھر سے اپنے رب کے حضور کھڑا ہوا تو وقت فجر کا ہی تھا فرق تھا تو صرف اتنا تب محبت کو پانے کی دعا تھی اور آج اپنے رب کے آگے جھکنے کی وجہ اپنی محبت پالینے کے بعد شکرانے کے نفل ادا کرنے تھے۔

یا میرے خدا مجھے معاف کر دے تیرا نادان سا بندہ ہوں مجھے احساس ہے شرمندہ ہوں میں تجھ سے اتنے سال دور رہا سکون کی تلاش میں بھاگتا رہا لیکن مجھے کیا معلوم تھا سکون تو میرے پاس ہی

ہے ایک بار بھی آپ کی بارگاہ میں کھڑا ہونا مناسب نا سمجھا میں نے گناہ کے دلدل میں دھنستا چلا

گیا۔

یا میرے اللہ میں شرمندہ ہوں اپنے تمام کئے گناہ پر مجھے معاف فرمادے۔

اللہ تو تو دلوں کے راز جانتا ہے تو بھی تو میرے دل کا حال جانتا تھا نا۔

اللہ تو مجھ سے اتنا ناراض ہو گیا کہ مجھ سے سجدے کی توفیق ہی چھین لی؟؟؟ اتنا ناراض تھا میرے

رب مجھ سے۔؟؟؟۔ اللہ میں وعدہ کرتا ہوں گناہ کی طرف بڑھتے قدم میں یہیں روک لوں گا تو

مجھ پر رحم کر میرے رب مجھے معاف فرمادے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے وہ آنکھیں بند کئے دعا مانگ

رہا تھا ندامت کے آنسو اس کا چہرہ بھگور ہے تھے۔

ناجانے کیسے رہ لیتے ہیں لوگ بنا نماز پڑھے۔؟؟؟ کیا لوگ نہیں سوچتے کہ اگر وہ نماز نہیں پڑھ

رہے تو اللہ ناراض تو نہیں۔؟؟؟ اگر نماز کی سوچ بھی ان کے دماغ میں نہیں آرہی تو اللہ ناراض تو

نہیں۔؟؟؟ بس اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں نماز کی سوچ تک دماغ میں نہیں ہوتی صرف فکر

ہوتی ہے تو کام کی اور آخرت کا کیا۔؟؟؟ روزِ قیامت حساب دینے سے ڈر نہیں لگتا۔؟؟؟ کیا جواب

دیں گے اپنے رب کو؟؟؟ کہ چوبیس گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ ہم اپنے رب کو نہیں دے سکے؟؟؟ کام کام نماز اور رب کہاں تھا اس میں.؟؟

کیا انہیں شرم نہیں آتی.؟؟ جس رب نے انہیں جسم دیا چلنے دیکھنے۔ اور کام کرنے کے قابل بنایا کیا کبھی کیا نماز پڑھ کر اس کا شکر.؟؟؟ کرائے کہ گھر میں رہو تو فکر ہوتی ہے کہ کرایہ دینا ہے کسی بھی حال میں دینا ہے۔ جس رب کی بنائی دنیا میں ہم رہ رہے ہیں کیا کبھی اس کا شکر ادا کیا.؟؟؟ نماز پڑھی؟؟؟ قرآن پڑھا۔؟؟؟ بات کی اپنے رب سے۔؟؟؟ نہیں کبھی نہیں کام اتنا ضروری ہے آج کل کہ لوگوں کیلئے کہ وہ اپنے رب کو بھول چکے ہیں فکر ہے تو صرف پیسہ کمانے کی مہنگائی کی۔

علی نماز پڑھنے کے بعد نازش کے قریب آیا اور نرمی سے نازش کے بالوں کو جوڑے سے آزاد کروایا اور نرمی سے ہاتھوں میں چوڑیاں اتار کر ہاتھوں پر بوسہ دیا میری ننھی سی جان ناک کوناک سے رب کیا۔ نازش کو اپنے تنگ حصار میں لئے سونے کی کوشش کرنے لگا آنکھوں پر تو وہ رومال باندھ چکا تھا بار بار نازش کی طرف اٹھتی نظریں اسے بہکار ہی تھی اور وہ نازش کی نیند ہر گز خراب کرنے کا ارادہ نہ رکھتا تھا۔

بعد میں حساب بے باک کرنے کا سوچ کر وہ نازش کے بالوں میں منہ چھپائے سو گیا۔

رحمان مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہا کہ تم اتنی جلدی کوور کیسے کر رہے ہو۔؟؟ ورنہ ایسے کیسے سن میں

تو پیشنت کو مہینہ مہینہ ہوش ہی نہیں آتا رحمان کی رپورٹ دیکھ ڈاکٹر نے کہا تھا۔

کیا مطلب۔؟؟؟؟ تمہیں افسوس ہے اس چیز کا کہ یہ کوور کیوں کر رہا ہے؟؟؟ ربانیہ نے کھا

جانے والی نظروں سے ڈاکٹر کو دیکھتے کہا۔

نہیں نہیں میرا یہ ہرگز مطلب نہیں تھا۔

جو بھی مطلب تھا بس آج اسے ڈسچارج کرو تا کہ میں اسے گھر لے جا سکوں اور ہاں!!! آپ گھر

میں رہیں گے ربانیہ حکم دیتی ہاتھ سے اشارہ کر کہ ڈاکٹر کو جانے کا کہہ چکی تھی ڈاکٹر خاموشی سے

وہاں سے چلا گیا۔

ربانیہ کوئی تو لڑکیوں والی حرکتیں کرو۔ یہ سب گنڈوں والے ڈالاک لڑکوں کے ہوتے ہیں۔

تمہیں کہا تو ہے میری جان تمہاری بیوی بہت الگ ہے ربانیہ اٹھ کر رحمان کی قریب بیٹھی اور

آنکھیں پٹیٹا کر رحمان کو دیکھا۔

بہت ہی بے شرم ہو تم ربانیہ کی ان کہی بات کو سمجھتے رحمان نے ربانیہ کو اپنے قریب کیا اور ہونٹوں پر جھک کر آنکھیں موند لیں ربانیہ رحمان کی شرٹ کو زور سے پکڑے آنکھیں موند گئی۔

دونوں کی سانسیں ایک دوسرے کی سانسوں سے الجھی ہی تھیں کہ اچانک کمرے میں کرشنا بھاگتا داخل ہوا جس کا پورا دھیان موبائل میں تھا ربانیہ رحمان سے دور ہو کر اپنی سانسوں کو ترتیب دینے لگی جبکہ رحمان محظوظ ہوتا ربانیہ کو دیکھ رہا تھا۔

کیا مسئلہ ہے ایسے کون آتا ہے کسی کے پاس ربانیہ کرشنا پر چیختی تھی۔

کوئین روز کا کہنا ہے کہ ابھی آپ لوگوں کو گھر پہنچنا ہو گا کیونکہ وہ لوگ شہر میں داخل ہو چکے ہیں ابھی تو وہ لوگ سر کو کچھ نہیں کریں گے لیکن ہم ان پر بھروسہ نہیں کر سکتے کرشنا نے سر جھکا کر کہا۔

ڈسجارج پیپر لے کر آؤ رحمان کے ربانیہ نے بنا اس کی بات کا جواب دیتے کہا اور گاڑی کی چابی اٹھائی اور رحمان کو دیکھا جواب بھی مسکرا رہا تھا۔

آیریشن دماغ کا ہوا ہے جسم کا نہیں وہ ٹھیک ہے رحمان نے معنی خیز مسکرا کر کہا تو ربانیہ مسکرائی۔

ویسے تم نے دماغ کی سرجری کو مزاق میں لے لیا ہے رحمان ربانیہ نے آنکھیں سُکیر کر کہا۔

میری جان سائنس ترقی کر چکی ہے لیزر سے ہوا ہے میرا ٹریٹمنٹ تب ہی کوور ہوا ہے اتنی جلدی میڈیسن لیتا رہوں تو کچھ بھی نہیں ہو گا چلو رحمان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا سر ابھی چکر رہا تھا لیکن ربانیہ کو وہ پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا تب ہی خود کو نارمل شو کر رہا تھا۔

پھر بھی رحمان لیزر ہوا ہوا ویسے آیریشن پلیز ز خود کا خیال رکھو اور آرام سے بیٹھو میں وہیل چیئر لاتی ہوں ربانیہ نے واپس رحمان کو بٹھایا اور رحمان کی ایک ناسنی اور وہیل چیئر پر ہی رحمان کو گاڑی تک لے جانے لگی۔

نازش کی آنکھ کھلی تو خود کو علی کے حصار میں دیکھ مسکرائی۔ علی کی آنکھوں پر پٹی بندھی دیکھ نازش نے حیرت سے اس پٹی کو چھوا۔

علی آپ ٹھیک ہیں؟؟؟ نازش نے علی کو کندھوں سے پکڑ کر ہلایا۔

جی علی کی جان علی بالکل ٹھیک ہے اگر یہ پٹی آنکھوں پر ناباندھتا آپ کا علی تو یقیناً آپ کی جان کو ہلکان کر تانا نازش کے ہاتھ اپنی پٹی پر محسوس کرتے علی نے مسکرا کر کہا نازش نے ہاتھ پیچھے کرتے علی کے مضبوط حصار سے نکلنا چاہا۔

علی کی جان کہاں جا رہی ہیں؟؟؟؟ علی نے نازش کے گرد حصار مزید تنگ کیا اور آنکھوں سے پٹی ہٹا کر نازش کو دیکھا۔

زیادہ سونے کے باعث لال ہوتی آنکھیں کافی حد تک سو جن کا شکار تھیں چہرے کے رنگ میں سرخی گھلی تھی بھرے بھرے گال خوبصورتی سے تراشے گئے بھرے بھرے لب علی کا ایمان ڈگمگا رہے تھے۔

دل میں اٹھتے جذبات پر لبیک کہتے علی نازش کے ہونٹوں پر جھکا تھا نازش کے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کرتے وہ شدت سے نازش کے ہونٹوں کی نمی کو پینے لگا۔

تھوڑی دیر بعد نازش سے دور ہٹتے ایک نظر نازش کے چہرے پر ڈالی اور مسکرا کے نازش کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

تم بہت اہمیت رکھتی ہو میرے لئے علی کی جان ہمیشہ میرے ساتھ میرے سامنے رہنا اور تمہاری یہ سانسیں چلتی رہنی چاہیے میرے لئے ورنہ تمہارا علی بھی سانس لینا چھوڑ دے گا نازش کے گال کو پیار سے سہلاتے ہو اکھا اور پیچھے ہوا۔

نازش چار سو کی اسپیڈ سے دھڑکتے دل کے ساتھ واشروم میں بند ہوئی علی مسکرایا۔

آج کی رات تیار رہنا علی کی جان آج تمہیں نہیں چھوڑوں گا تمہاری دوستوں کے پاس علی نے چڑ کر کہا تھا کل کی رات کی دوری بھی اس نے کیسے برداشت کی تھی وہ علی ہی جانتا تھا نازش علی کے ساتھ بیٹھی مسلسل علی کو انگور کرتی سب سے بات کر رہی تھی۔

نازش کی آواز کے ساتھ ساتھ نازش کے ہاتھوں میں پہنی چوڑیاں علی کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھیں علی رات خود کو بے بس محسوس کر رہا تھا وہ نازش کو بتانا چاہتا تھا کہ کالے لباس میں وہ قیامت ڈھا رہی ہے کتنی حسین لگ رہی ہے لیکن وہ خاموش تھا کیونکہ علینہ بھی علی کے ساتھ وقت گزارنا چاہتی تھی۔

اس وقت علی کو سب اپنے رقیب لگ رہے تھے وہ سب سے روٹھے پن سے بات کر رہا تھا جسے سب نے نوٹ کیا تھا لیکن علی نے تھکان کا کہہ کر بات کو وہیں ختم کر دیا بھا۔

کیسی لگ رہی ہوں میں۔؟؟؟ ربانیہ نے ریڈ کلر کی گھیر دار لانگ ٹیل فرائی پہنی تھی بالوں کو آزاد چھوڑ کر پیچھے کمر پر آزاد چھوڑا تھا ڈیپ ریڈ کلر کی لپسٹک ہونٹوں پر لگائے وہ الگ الگ پوز بنا کر رحمان کو دکھا رہی تھی۔

مجھے لگتا ہے ربانیہ تمہیں باہر نہیں میری بانہوں میں آنا چاہیے رحمان نے اپنی بانہیں پھیلا کر کہا
ربانیہ مسکرائی اور رحمان کی بانہوں میں آسمانی۔

تھینک یو سوچی رحمان۔

کس لئے؟؟؟؟

رحمان آپ جانتے ہیں نا میں آپ کے بنا کچھ نہیں بچپن میں آپ جب مجھے چھوڑ کر گئے مجھے لگا تھا
میں کبھی آپ سے مل نہیں سکوں گی لیکن اس دن ہسپتال میں آپ کے موبائل میں جب میں
نے اپنے بچپن کی تصویر دیکھی تو مجھے یقین ہی نا آیا تھا کہ وہ آپ ہیں مجھے لگا تھا میں نے ہمیشہ کے
لئے کھو دیا آپ کو لیکن ایسے اچانک سے آپ کا واپس آ جانا میرے لئے معجزے سے کم نہیں
رحمان۔

میری جان تمہیں میں کیسے بھول سکتا ہوں،۔؟؟؟؟؟ تمہیں تو میں تب بھی نہیں بھولا تھا جب
میرا پہلی بار لیزر ہوا تھا تب بھی ہوش میں آتے ہی میرے لبوں پر پہلا نام ہی تمہارا تھا بس وقت
کے ہاتھوں مجبور تھا وقت لگا مجھے تمہارے پاس آنے میں۔

رحمان بس میرے ساتھ رہو ہمیشہ مجھے تم میرے پاس چاہیے رحمان کے گرد ربانیہ کی گرفت مضبوط ہوئی۔

میری جان میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں رحمان نے ربانیہ کی کمر کو سہلاتے ہوئے کہا۔

ویسے ماما پاپا سے بات ہوئی تھی تمہاری۔؟؟؟ کب آرہے ہیں وہ واپس۔؟؟؟ رحمان نے ربانیہ کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

کل ہی بات ہوئی ماما پاپا کا کہنا ہے ہمارے چھوٹے جناب کی اسٹڈی اب وہیں کنٹینینو کر دی ہے تو اب یہاں آنا مشکل ہے ان کا ربانیہ نے منہ بسور کر کہا اور ڈریسنگ مرر کے پاس گئی۔

اچھا میری جان اللہ بہتر کرے گا میں سونے لگا ہوں جب آؤ تو مجھے اٹھانا ہے سمجھی رحمان نے میڈیسن ہاتھ میں لیتے کہا ربانیہ مسکرائی اور سر خم کیا۔

شیر وز اور کاشف کا ٹرانسفر ہو چکا ہے وہ لوگ بھی اپنی ڈیوٹی پر ہیں اور کافی خوش ہیں مجیب خان کو شیر وز اپنے ساتھ ہی لے گیا ہے ربانیہ نے کہا۔

چلو اچھی بات ہے ان کا مشن تو اسی دن مکمل ہو گیا تھا جب وہ لوگ ہماری شادی میں آئے تھے رحمان نے کہہ کر اپنی میڈیسن کھائیں اور سونے کے غرض سے لیٹ گیا میڈیسن لینے کے بعد فوراً وہ سو گیا تھا ربانیہ رحمان کے ماتھے پر بوسہ دے کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

تم دونوں بات کو سمجھو یہ کوئی فلم نہیں چل رہی ہے جو ہم بات کو کھینچتے ہی چلے جائیں میں نہیں چاہتا تم دونوں پر اب کوئی خطرہ لاحق ہو علی نے غصے سے رد اور رمزا کو ڈبٹا تھا۔
رد اور رمزا بھی پارٹی میں آنے کی ضد کر رہی تھیں ریان اور روحان کو بھی علی منع کر چکا تھا لیکن ریان اور روحان نے علی کی ایک نامانی اور وہ دونوں پہلے ہی پارٹی میں پہنچ چکے تھے جس کا علی کو غصہ تھا جو اب رد اور رمزا پر اتار رہا تھا۔

علی اس وقت بلیک کلر کے تھری پیس سوٹ میں نفاست سے بال سیٹ کئے پاؤں میں بلیک ہی شوز پہنے کھڑا گندمی رنگت والا شہزادہ لگ رہا تھا چہرے پر سنجیدگی اس کی پر سنیلٹی کو مزید نکھارتی تھی۔

کالی آنکھوں والا جن رمز اغصے سے علی کی لال ہوتی آنکھوں کو دیکھ بڑبڑا کر اپنے کمرے میں بند ہو گئی ردا بھی کچھ نابولی تھی وہ تو پہلے ہی سے ناجانے کے حق میں تھی تب ہی دانت نکالتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

رحمان کی طبیعت کیسی ہے اب۔؟؟؟ علی نے ربانیہ کو گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے پوچھا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

پہلے سے بہتر ہے اتنی پرابلم نہیں تھی بہت جلد کوور کر رہا ہے بس کسی بھی قسم کے ٹراما سے دور رکھنا ہے ربانیہ نے گاڑی میں بیٹھ کر اپنی فراک سنبھالی۔

نازش کہاں ہے؟؟؟؟ ربانیہ نے علی کو اکیلا دیکھ کر پوچھا۔

جہاں پارٹی ہو رہی ہے وہیں ہے مجھ سے پہلے وہیں پہنچ گئی اس کا کہنا ہے کہ وہ وہیں تیار ہوگی علی نے منہ بسورتے کہا۔

کتنی منتیں کیں تھیں علی نے کے وہ خود تیار کرے گا نازش کو لیکن نازش نامانی علی کی بنائیں گئیں فراک میں سے ایک فراک نکالی آج بلیک تھیم پارٹی تھی۔

تم ریڈ کلم میں..؟؟؟ علی نے مسکرا کر پوچھا۔

بھائی آپ کی گڑیا سب سے ہٹ کر ہے کالے گلابوں میں ایک لال گلاب ہوں نا تو لال گلاب سا
قیمتی لگتا ہے سب کو ربانیہ نے ادا سے بال کو پیچھے کرتے کہا علی مسکرایا۔

گلاب لال ہو یا کالا گڑیا ہوتا حسین ہے کبھی کبھی کسی کے دل کو کالا گلاب بھی بھا جاتا ہے جس کے
بعد اسے لال گلاب نہیں کالا گلاب حسین لگتا ہے علی کی آنکھوں کے سامنے نازش کا حسین سراپا
لہرایا کالے لباس میں ملبوس چاند کی روشنی میں چمکتا چہرہ وہ مسکرایا۔

ربانیہ نے کچھ نا کہا اور منہ بسور کر باہر دیکھنے لگی علی کو کھویا دیکھ ربانیہ کو یقین تھا وہ نازش کے
بارے میں ہی بات کر رہا ہے کیونکہ جیسے ربانیہ لال رنگ میں کھلتی تھی ویسے ہی نازش پر کالا رنگ
جچتا تھا۔

جہاں ربانیہ لال رنگ میں سب کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی تھی وہیں نازش کالے رنگ میں ہی
سب کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی تھی جب دونوں ایک دوسرے کے مقابل آتی تو سمجھ ہی نا آتا تھا
کہ کون زیادہ حسین ہے دونوں کے حسن کو کم کہنا ہی مناسب نا تھا۔

پارٹی میں پہنچ کر ربانیہ ریان اور روحان کے ساتھ تھی جبکہ علی اب اس آدمی کے ساتھ بھاجو ریان اور روحان کو اپنا دشمن سمجھتا تھا۔

مبارک ہو بھئی شادی کر لی ہے تم دونوں نے وہ چہرے پر مکروہ مسکراہٹ سجائے ریان سے بولا۔

ہاں اللہ کا شکر ہے روحان نے مسکرا کر کہا براؤن کلر کہ تھری پیس میں وہ بالوں کو نفاست سے سیٹ کئے ہاتھ میں برانڈڈ واچ پہنے وہ اس کے سامنے کھڑا سے جلا دینے والی مسکراہٹ پاس کر چکا تھا۔

تمہاری بیویاں نہیں آئیں۔؟؟؟ اسد خان نے کہا۔

نہیں وہ ریان ابھی بول ہی رہا تھا کہ ایک جانی پہچانی آواز سب کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

ایسا ہو سکتا ہے کباڑی والے تجھ سے ملنے تیری ماں نا آئے رمز انے بنا لحاظ کہ ریان کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا ردا بھی روحان کے پاس کھڑی تھی۔

ریڈ کلر کی ایک جیسے لانگ ٹیل والی فرائک پہنے وہ ان کے سامنے کھڑی تھیں۔

وہ ردا اور رمز ابھی کیا جو کسی کی بات مان جائیں۔

تم دونوں؟؟؟ اسد خان اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔

ہاں ہم دونوں؛!!!!!! لگتا ہے تجھے وہ والی مار بھول گئی ہے جو اب پھر پنگا لینے آ گیا ہے ردا نے غصے سے ہر لفظ چبا چبا کر ادا کیا۔

میں۔ میں دیکھ لوں گا بعد میں تم لوگوں کو اسد کہتا وہاں سے اپنی بیساکھی اٹھائے وہاں سے نکل گیا

تم دونوں اسے کیسے جانتی ہو۔؟؟؟ ریان نے حیرت سے پوچھا تھا۔

(ماضی)

ردا اور رمزا کالج سے گھر آئیں تو فلیٹ کی چابی کھو چکی تھی ردا اور رمزا نے ہوٹل کے مینیجر سے کمرے کی ڈبلیکٹ چابی لانے کیلئے کہا اور خود مینیجر کا انتظار کرنے لگی ساتھ والے فلیٹ سے لڑکی کی چیخنے کی آواز آئی تو ردا اور رمزا نے حیرت سے اس فلیٹ کے آدھے کھلے دروازے کو دیکھا۔ ردا کچھ تو گڑبڑ ہے چل رمزا کہہ کر بنا لحاظ کے فلیٹ کے اندر داخل ہو گئی سامنے اسد خان ایک کم عمر لڑکی کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

تیری تو۔ (گالی) تجھے میں بتاتی ہوں ردانے پاس پڑی ایک راڈ اٹھائی اور اسد خان کی ٹانگ پر دے ماری ایک نہیں نا جانے کتنی ہی بار وہ راڈ ردانے اسد خان کی ٹانگ پر ماری تھی کے وہ زمین پر پڑ اپنی ٹانگ پکڑے چیخ رہا تھا۔

ہاں بس یہ ہی ہوا تھا ردانے بتانے پر مزانے کہا اور نظر سامنے سیڑھیوں سے اترتی نازش پر پڑی بلیک کلر کی پاؤں کو چھوتی باربی فرائک پہنے وہ نیچے اتر رہی تھی بالوں کو جوڑے کی شکل میں قید کیا ہوا تھا کچھ آوارہ لٹھیں چہرے کا طواف کر رہیں تھیں گلو سی میک اپ کئے وہ (YsL) کی ہیل پہنے نیچے اتر رہی تھی۔

ایک ساتھ سب کی نظریں نازش کی طرف اٹھیں تھیں لیکن اگلے لمحے سب کی نظریں ایک ساتھ ہی جھک گئیں تھیں۔

وہاں کھڑا ہر شخص جانتا تھا کہ وہ کس کی ملکیت ہے علی سے کچھ فاصلے پر کھڑے ایک آدمی کی نظریں مسلسل نازش پر تھیں علی نے غصے سے اس آدمی کو دیکھا۔

نظریں پھیر لو ورنہ یہ آنکھیں سلامت نہیں رہیں گے اس آدمی کے پاس کھڑے دوسرے آدمی نے کہا تو وہ آدمی نظریں جھکا گیا۔

بھائی ایک گانا ہو جائے ربانیہ نے ایک آنکھ ونک کی اور نازش کی طرف بڑھی رد اور ر مز ابھی
ربانیہ کے ساتھ ہی اس کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

ریان نے علی کی طرف مائیک پھینکا جسے وہ کیچ کر چکا تھا۔

جنت سے اتری ہے جیسے کوئی پری ہے تو

کتنی حسین ہے ہاں سر پے چڑھی ہے تو

دیلی کی لڑکی ہے دل میں بسی ہے تو

بلکل تو پرفیکٹ ناتجھ میں کمی ہے کچھ

آج کل باتیں کچھ ہوتی کم لیکن پیارنا ہو گا کبھی کم۔

ہاتھوں سے چٹکیاں بجا کر رقص کرتی سامنے ربانیہ رد اور نازش کا ہاتھ تھام کر گول گول گھوما
رہیں تھیں علی گنگناتا آگے بڑھ رہا بھاکہ اچانک پارٹی میں ہوتے شور نے علی کو اپنی طرف متوجہ
کیا پورے ہال میں خاموشی چھائی اور چہروں کے زاویے بگڑے تھے۔

تمہیں تو میں دیکھ لوں گا مجھے نہیں کرنی کوئی ڈیل نہیں دینی میں نے اپنی فیکٹری تمہیں اسد خان غصے سے کہتا باہر کی جانب بڑھنے لگا۔

بیٹھ تو رہا بنیہ نے اسد کو صوفے پر دھکا دے کر بٹھایا۔

اسد خان نے آس پاس کھڑے اپنے آدمیوں کو دیکھا اور آنکھوں کے اشارے سے ہی کچھ کہہ کر یازش کی طرف دیکھا۔

تم لوگ کیا چاہتے ہو؟؟؟؟

تمہاری موت؛!!!! رہا بنیہ نے کہہ کر آس پاس ہوتی ہل چل کر دیکھا اور مسکرائی۔

مسلسل سازشیں ہیں تیرے چار سو

تیری سانسوں کی بھی سنیں سب گفتگو

رہا بنیہ نے اسد کو دیکھتے گانا گنگنایا۔

ایک آنکھ ونک کر کے ریان اور روحان کو باہر چلنے کا اشارہ کیا وہ پانچوں وہاں سے چلے گئے تھے جبکہ پیچھے صرف نازش علی اور اسد خان باقی تھے سب مہمانوں کو تو وہ لوگ پہلے ہی وہاں سے غائب کر چکے تھے۔

چلیں۔؟؟؟ علی نے نازش کے آگے ہاتھ پھیلا یا جسے نازش نے فوراً اٹھالیا اسد خان کو یہ سمجھ ہی نہیں آیا تھا کہ وہ کیسے آسانی سے اسے چھوڑ کر جا رہے تھے۔

اسد بھی ایک زانی تھا قاتل تھا بلیک روز اور عزیزیل نے کیا اسے اتنی آسانی سے معاف کر دیا تھا۔؟؟؟

اپنے دماغ پر زور نہیں ڈالو نازش نے علی کے ہمراہ چلتے اونچی آواز میں سوچوں میں گم اسد کو کہا تو وہ ہوش میں آیا نازش نے علی کے لاسٹر کو اپنے ہاتھوں میں گھوما کر چلایا اور اسد کی طرف پھینک دیا۔

علی کی نظریں تو مسلسل نازش کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں ایک بار بھی علی نے آس پاس نا دیکھا تھا وہ بس نازش کا ہاتھ تھا مے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا جبکہ پیچھے اسد کی چیخیں بلند ہو رہی

تھیں اور فضا میں انسانی جسم کے جلنے کی بو بڑھنے لگی وہاں موجود ہر فرد اسد کو وہیں چپختا چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا تھا۔

اتنی جلدی آگئی میری جان۔؟؟؟ رحمان نے ربانیہ کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر پوچھا۔

ہاں کام جلدی ختم ہو گیا ربانیہ نے آنکھیں بند کر کے جواب دیا۔

رحمان نے ربانیہ کو اپنے سینے سے لگایا اور سر پر بوسہ دیا۔

بہت حسین لگ رہی ہو آج میرے پاس رہنے کی جگہ سب کو اپنے حسن سے متعارف کروا آئی ہو

؟؟؟۔ رحمان نے ربانیہ کی کمر پر ہاتھ رکھے اسے اپنے مزید قریب کیا۔

اب آپ کے پاس ہوں نا جو چاہے کر سکتے ہیں ربانیہ نے رحمان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

میں جانتا ہوں تم میری ہو میرے پاس ہو رحمان نے ربانیہ کے کندھے سے فراق نیچے کرتے وہاں اپنے لب رکھے۔

ربانیہ کے ہاتھ رحمان کی شرٹ کے بٹن یرتھے رحمان مسکرایا وہ واقعی بیشرم تھی یارحمان کی محبت میں بہک جاتی تھی یہ رحمان خود نہیں سمجھ پایا تھا۔

ربانیہ کی فراق کو ربانیہ کے تن سے الگ کرتے ربانیہ کو اپنی بانہوں میں لئے اس کے ہونٹوں پر جھکا اور اس کی سانسیں پینے لگا قدم بیڈ کی طرف بڑھاتے نرمی سے ربانیہ کو بیڈ پر لٹا کر خود ربانیہ کے اوپر جھکا۔

تمہیں اگر کچھ ہو جاتا اگر جو یہ رحمان جو آج سلامت ہے یہاں ناہو تارحمان نے ربانیہ کے گال کو سہلاتے ہوئے کہا۔

کچھ ہوا نہیں نارحمان تو سوچنا ہی کیوں؟؟؟ رحمان کے دل والے مقام پر ہاتھ رکھ کر مسکرائی رحمان کی نیلی جھیل سی آنکھوں میں دیکھ فخر سے ربانیہ نے اس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھے تھے۔

رحمان کی آنکھوں میں اپنے لئے محبت اور ربانیہ کے دور ہو جانے کا ڈر دیکھ ربانیہ سرشار ہوئی تھی کب سوچا تھا ربانیہ نے کہ کوئی اس سے اتنی محبت کرے گا یاربانیہ کو واپس رحمان ملے گا۔

آج رحمان بھی ربانیہ کے ساتھ تھا اور محبت بھی بے لوث تھی۔

رحمان نے آنجھیں موند لیں اور ربانیہ کی سانسوں کو اپنے اندر انڈیلنے لگا ربانیہ کے ہاتھوں میں اپنی مردانہ انگلیاں پھنسائے وہ ہونٹوں سے گردن تک کا سفر طے کر چکا تھا رحمان کے گرم لبوں کے لمس کو محسوس کرتے ربانیہ کی سسکیاں گونجنے لگی تھیں گردن سے نیچے تک کا سفر طے کیا تو ربانیہ کہ سانسیں اکھڑنے لگیں وہ سسکیاں بھرنے کے درمیان ہی لمبی لمبی سانسیں لینے لگی ایک ہاتھ رحمان کے بالوں میں پھنسائے رحمان کے گرم لمس کو محسوس کر رہی تھی۔

پیٹ پر ریٹگتے رحمان کے لب اور ہاتھوں کی حرکت کو محسوس کرتے ربانیہ کے چہرے پر ایک مسکراہٹ بکھری تھی رحمان نے دونوں پر کمفرٹ اوڑھار ربانیہ کے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کیا اور شدت سے ربانیہ کے ہونٹوں کی نمی کو پینے لگا۔

کمرے میں معنی خیز سسکیاں گونجنے لگی رحمان کی گہری سانسوں کے درمیان ہی رحمان کی درد سے سسکی نکلی جسے وہ بالکل ہی نظر انداز کر گیا تھا وہ اس قدر ربانیہ میں کھو گیا تھا وہ یہ بھی بھول گیا تھا کہ کل ہی اس کا لیزر ہوا ہے۔

رحمان کی شدتوں میں سختی تھی ڈر تھا تکلیف تھی جو وہ ربانیہ پر عیاں کر رہا تھا ہر شدت کے ساتھ ایک ایک جملہ وہ اس کی کان میں بولتا اور محبت سے ربانیہ کی کان کی لو کو چوم لیتا۔

ربانیہ شدتوں کو برداش کرنے کے دوران ہی اسے اپنی محبت کا احساس دلاتی اظہار کرتی بے بس رحمان کے رحم و کرم پر اس کی بانہوں میں تھی۔

وہ بس خود کو پرسکون کرنا چاہتا تھا جو سکون اسے چاہیے تھا وہ سکون صرف اسے ربانیہ کے وجود سے ہی ملتا تھا۔

ردایہ کیا بد تمیزی ہے ایسے کون سوتا ہے؟؟؟ روحان نے غصے سے ردا کو دیکھ کر ہونے کہا۔

ردا جیسے آئی تھی ویسے ہی بیڈ پر اوندھے منہ گری سو رہی تھی کتنا کچھ سوچا تھا روحان نے کہ وہ

آج کی رات کیسے گزارے گا لیکن یہاں تو میڈم خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھیں۔

لیکن یہ کیا؟؟؟ وہ اکیلی نہیں تھی ساتھ ہی رمزا بھی لتٹی تھی ریان کمرے میں داخل ہوا اور

سامنے سوتی رمزا کو ویسے ہی چھوڑ کر روحان کے گلے میں بازو ڈال کر اپنے ساتھ کھینچا۔

چل بیٹا یہ دونوں کبھی نہیں سدھرنے والی میرے خیال سے ہمیں ہی ویسے رہنا پڑے گا جیسے

رخصتی سے پہلے رہتے تھے ریان نے افسوس سے کہا روحان رونی صورت بناتے ریان کے ساتھ

ہی اس کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

علی نے ڈرائیونگ نازش کو اپنی گود میں بٹھا کر ہی کی تھی بچپن میں کی جانے والی ایک بار کی خواہش اب نازش پر بھاری پڑی تھی جب بھی یازش علی کے ساتھ کہیں بھی جاتی وہ ایسے ہی نازش کو اپنی گود میں بٹھاتا تھا۔

نازش ڈرو نہیں کچھ نہیں ہو گا بس جو پہلے راتوں میں ہوتا آیا ہے ویسے ہی ہو گا سب ہاں نازش علی کی نظروں سے پزل ہوتی خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہی تھی علی نازش کو اپنی بانہوں میں اٹھائے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا کہ قدموں کی آہٹ پر نازش اور علی کی نظریں ریان اور روحان پر گئیں۔

تم دونوں اس وقت یہاں.؟؟؟ نازش نے پوچھا۔

آپ کی دوست صاحبہ ایک دوسرے کی بانہوں میں آرام فرما رہی ہیں ان کو ایک دوسرے سے

محبت کرنے سے فرست ملے تو ہمارے نصیب میں بھی کچھ آئے

روحان نے چڑ کر نازش کی بات کا جواب دیا جو علی کو پسندنا آیا ابھی یازش مزید کچھ بولتی علی نازش

کو لئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

یہ بندہ الگ ہی ہے پارٹی میں گولیاں چل رہیں تھیں اور اس صاحب کو بیگم کو کس کرنا سوجھ رہا تھا
روحان نے ہر لفظ چبا چبا کر کہا تھا روحان کا غصہ کسی بھی طریقے سے کم ہونے کا نام ہی نہیں لے
رہا تھا۔

چل سوتے ہیں ریان زبردستی روحان کو اپنے ساتھ کمرے میں لے گیا۔

علی میں بات کر رہی تھی ابھی۔

علی کی ننھی سی جان یہ وقت ہمارا ہے کل کی رات بھی آپ نے خراب کی ہے اس کی سزا تو ملے گی
نا۔

نازش کی زبان کو بریک لگی تھی اور وہ منہ جھکائے علی کی شرٹ کے بٹن سے کھینے لگی۔

علی نے کمرے میں داخل ہوتے ہی نازش کو نرمی سے نیچے اتارا اور پاؤں سے ہیل اتار کر سائیڈ
میں رکھی۔

کھانا کھاؤ گی علی کی جان؟؟؟

نہیں بھوک نہیں سونا ہے نازش نے کہہ کر قدم واثر روم کی طرف بڑھانے چاہے جسے علی نے فوراً روک دیئے اور نازش کو اپنی طرف کھینچا۔

مجھے تو بھوک ہے نا۔ علی نے ٹیبل پر پڑے کھانے کی طرف اشارہ کیا وہ ملازمہ کو کہہ کر پہلے ہی کھانا روم میں رکھوا چکا تھا۔

علی نے نازش کی ایک ناسنتے نازش کو اپنی بانہوں میں اٹھایا اور صوفے پر بیٹھ کر نازش کو اپنی گود میں بٹھایا۔

باربی فرائک پہننے کی وجہ سے نازش کو بیٹھنے میں اب کافی مشکل ہو رہی تھی لیکن علی کہاں نازش کو بولنے کا کوئی موقع دینا چاہتا تھا نازش کو حرکت کرنا محسوس کر کہ نازش کو گھورا نازش نے منہ جھکا لیا اور خاموشی سے بنا حرکت کئے بیٹھ گئی۔

علی نے ایک نوالہ بنا کر نازش کے ہونٹوں کے درمیان رکھا اس سے پہلے نازش پورا نوالہ منہ میں اندر کرتی علی نے نازش کے ہونٹوں پر جھک کر آدھا نوالہ اپنے منہ میں ڈال لیا باقی نازش کے منہ میں یہ سب کرنے کے دوران علی نے نازش کے نچلے ہونٹ کو اپنے دانتوں کے درمیان دبا کر کھینچا تھا۔

ایسے حیرت سے نہیں دیکھو علی کی جان اور جلدی سے ختم کرو مجھے بہت بھوک لگی ہے اور میں ایسے ہی کھانا کھاؤں گا علی نے نازش کو حیرت سے علی کو گھورتے دیکھ کر کہا۔

نازش نے نفی میں سر ہلایا اس سے پہلے نازش پہلا نوالہ ختم کرتی ایک اور نوالہ نازش کے ہونٹوں کے درمیان علی رکھ چکا تھا پھر وہ ہی عمل علی نے دوہرایا۔

اللہ اللہ کر کے جیسے کھانا کھایا تھا وہ نازش اور اس کا رب ہی جانتا تھا کھانا کھانے کے بعد پانی پینے کیلئے نازش نے ہاتھ بڑھایا علی نے گلاس کو پہلے تھام کر اپنے ہونٹوں سے لگایا اور ایک ہی سانس میں آدھا گلاس ختم کر دیا نازش کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کے قریب کرتے اس کے ہونٹوں پر جھکا اور اپنے منہ میں موجود پانی نازش کے منہ میں انڈیلنے لگا نازش نے آنکھیں موند لیں اور خاموشی سے وہ پانی پی لیا۔

علی نے کھانا کھلایا تھا یا نازش کے ہوش ٹھکانے لگانے تھے یہ بات نازش کو سمجھ نا آئی تھی۔ میں ڈش رکھ کر آتا ہوں تم انتظار کرو علی کی جان علی کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا نازش نے اپنے نبلے ہونٹ کو شیشے میں دیکھا جو اب لال ہو رہا تھا نازش منہ بسور کر اٹھی اور گلاس وال کے پاس جا کر پردے ہٹائے۔

باہر ہوتی بارش اور ٹھنڈی ہوا کو دیکھ نازش کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی۔

نمرہ بہت پسند تھا نا ایسا موسم تمہیں؟؟؟ اس سال تو تم ایسے موسم میں مری جانا چاہتی تھی آؤ نا

تمہیں لے چلوں نم آنکھوں کو صاف کرتے نازش سوچتی گلاس وال پر ہاتھ اور ماتھا ٹکائے اپنی

سوچوں میں گم تھی نازش کو اپنی ہاتھوں کی انگلیوں میں مردانہ انگلیاں دھنستی محسوس ہوئیں

نازش مسکرائی۔

علی کی جان کیا ہوا ہے؟؟ ایسا کیا سوچ رہی کہ میرے آنے کا اندازہ بھی نہیں ہوا تمہیں۔

نازش کی گردن پر اپنے لبوں کو آزاد چھوڑے وہ خود کو شیراب کرنے لگا تھا نازش کی تو زبان ہی

ساتھ چھوڑ گئی تھی وہ بولنے سے قاصر آنکھیں بند کئے کھڑی تھی۔

ع۔ع۔ع۔ علی آپ نے بتایا ہی نہیں آج میں کیسی لگ رہی تھی نازش نے بمشکل یہ سوال کیا تھا

علی کے گرم لمس کو محسوس کرتے نازش کی سانسیں اکھڑنے لگی تھیں۔

علی نے نازش کا رخ اپنی طرف کیا اور بغور نازش کے چہرے کو دیکھا جہاں حیا کی سرخی گھلی بھی۔

جنھن پیدا ہو آھی

انھی رب جو قسم آ۔

مان تنھنجو حسن یار نو۔

دنیا ختم آ۔

کیا مطلب۔؟؟؟ نازش نے علی کو اپنے کان کے پاس کچھ گنگناتے سن کر فوراً پوچھا تھا۔

اففف علی کی جان سندھی زبان سیکھ لو کیونکہ اب تم نے پوری زندگی میرے ساتھ گزارنی ہے

علی نے نازش کے چہرے پر آئی آوارہ لٹھیں کان کے پیچھے کرتے کہا۔

نازش کچھ بولتی اس سے پہلے ہی علی نے نازش کے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کیا تھا گلاس وال کے

ساتھ نازش کے پشت لگائے وہ شدت سے نازش کے ہونٹوں کی نمی کو پینے لگا نازش اپنی بند ہوتی

سانسوں کے ساتھ علی کے رحم و کرم پر کھڑی تھی۔

علی نے نازش کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا اور چلتا بیڈ کے پاس آیا نازش کو اپنے ساتھ لگاتے ہی وہ بیڈ پر

گرا تھا علی کے ہاتھ مسلسل نازش کی کمر پر حرکت کر رہے تھے۔

علی نے نازش کی فراک کو نرمی سے اس کے وجود سے الگ کیا اور نازش کو بیڈ پر لٹائے اوپر جھکا مسکرا کر نازش کے لبوں کو اپنے لب سے مس کرتے علی نازش کی گردن پر اپنے لب آزاد چھوڑ چکا تھا پوری گردن پر محبت بھری گستاخیوں کے نشانات چھوڑتے گردن سے نیچے تک کا سفر طے کیا۔

نازش کی سسکی گونجی علی کے لب مسکرائے پیٹ تک کا سفر طے کر کہ پیٹ پر موجود تل پر بوسہ دیا نازش کہ جسم کی رعنائیوں کو ہاتھوں سے محسوس کرتے وہ بے خود ہوتا نازش اور خود پر کمفرٹ اور ڈھ چکا تھا۔

پورے کمرے میں اب نازش کی سسکیاں گونج رہی تھیں جنہیں علی روکتا کندھوں کو مضبوطی سے اپنے ہاتھوں میں دبائے علی نازش کی گردن پر جھکا دانتوں کی چھن محسوس کرتی نازش نے علی کو خود سے دور دھکیلا اور منہ موڑ گئی۔

صاف شفاف دودھیارنگ کمر علی کی نظروں کے سامنے تھی جسے علی انگلیوں سے چھوتا نازش کی کمر پر جھکا جس تیزی سے نازش نے علی کو پیچھے کیا تھا اتنی ہی محبت سے وہ نازش کی کمر کو محبت بھرے لمس سے مہکا نازش کو ایک بار پھر اپنی قید میں لے آیا تھا نازش کی گردن پر نرمی سے محبت کی مہریں ثبت کیں۔

نازش کو کہاں عادت تھی سختی سہنے کی وہ ہمیشہ سختی دکھاتی آئی تھی آج علی کے سخت محبت والے بوسے پر وہ بوکھلا گئی تھی تب ہی نازش نے علی کو خود سے پیچھے کیا تھا نازش کی گھبراہٹ کو دیکھتے علی نے محبت سے نازش کو خود میں سمیٹنا شروع کر دیا۔

پورے کمرے میں معنی خیز سسکیاں گونج رہی تھیں علی کی گئی سرگوشی پر نازش مسکراتی شرماتی علی کے سینے میں چھپ جاتی علی کو اپنی کمر پر چھن محسوس ہوئی تو شدت میں اضافہ ہوا علی نازش کی سسکیوں کو روک چکا تھا۔

رحمان کی صبح آنکھ کھلی تو ربانیہ رحمان کے سینے پر سر رکھے سو رہی تھی چہرے پر جگہ جگہ رحمان کے دانتوں کے نشان تھے رحمان مسکرایا اور ربانیہ کو بیڈ پر لٹایا۔

کہاں جا رہے ہیں جناب؟؟؟ ربانیہ نے رحمان کو بازو سے پکڑ کر واپس لٹایا اور رحمان کے سینے پر سر رکھا۔

بیگم صبح کے گیاراں بج رہے ہیں میرے خیال سے آج ہماری ترکی کی فلائیٹ تھی۔

ہاں ہاں جانتی ہوں؛!! ایک تو نازش کو پتا نہیں کیا سو جھی تھی جو اچانک ترکی چلنے کا پلان بنا لیا ربانیہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

اسد خان والا مسئلہ ابھی حل نہیں ہو امیری جان اسد خان کے ساتھ اس کا بھائی بھی تھا ابھی اس سے پٹنا باقی ہے۔

رحمان یہ سب بعد میں بھی کیا جاسکتا ہے مارنا جان لینا یہ سب مجھے ٹھیک نہیں لگتا بیشک ہم نے آج تک کسی معصوم کو نہیں مارا جن کو مارا ہے وہ قاتل تھے زانی تھے بے رحم انسان تھے لیکن یہ سب ٹھیک کہاں ہے؟؟؟ علی بھائی کو بولیں نازش کو سمجھائیں اب آگے پولیس دیکھ لے گی۔ تم کہہ رہی ہو یہ؟؟ سچ میں وہ کہہ رہی ہے جسے لوگ کیلر کومین کے نام سے جانتے ہیں۔

رحمان آگے ہمارے بھی بچے ہوں گے میں ان کی تربیت ایسی نہیں چاہتی میں چاہتی ہوں کہ ہم اس دنیا سے نکل جائیں باہر۔

ربانیہ ہوا کیا ہے یہ بتاؤ ایسی خود گزر کیوں بن رہی ہو؟؟؟

رحمان میں خود گزر نہیں بن رہی آج اسد خان کا بھائی ہے کل کوئی اور آجائے گا میں اکیلی ہوتی تو ٹھیک تھا لیکن میں اب تمہاری جان خطرے میں نہیں ڈال سکتی محبت کرتی ہوں میں تم سے کیسے گزارے ہیں وہ سال جب تم مجھے جھوڑ کر گئے تھے میں جانتی ہوں رحمان میں نہیں کھونا چاہتی تمہیں ربانیہ کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

میں بیہوش ہوں تمہارے پاس رونابند کرو کیا صبح صبح رونادھونا لگایا ہے ہم شام میں ترکی جارہے ہیں بس بات ختم رحمان نے کہہ کر ربانیہ کو بولنے کی مہلت بھی نادہی اور ربانیہ کے ہونٹوں پر جھکاربانیہ کے گرد حصار تنگ کر گیا۔

علی نیند سے بیدار ہوا تو اپنے ساتھ نازش کو ناپا کر حیرت سے پورے کمرے میں دیکھا گلاس وال کو پردوں سے ڈھکا ہوا تھا علی کو ہر طرف شیشے میں صرف اپنا عکس نظر آ رہا تھا کہیں بھی اسے نازش نادکھائی دی۔

ن۔ن۔ نازش کہاں ہو تم؟؟ علی کی آواز میں کپکپاہٹ صاف نمایاں تھی علی کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی سانس بند ہونے لگی ہے۔

علی کمفرٹر کو نوچ کر خود سے الگ کرتا اٹھ کر گلاس وال کی جانب گیا لیکن نازش بالکنی میں نا تھی واشروم بھی خالی تھا اسٹڈی روم میں دیکھا تو نازش وہاں بھی نہیں تھی علی نے رخ کمرے کے خارجی دروازے کی طرف یا۔

اے۔ سی میں بھی علی کے ماتھے پر پسینہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ علی کو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ نازش ابھی سامنے نا آئی تو علی کا سانس بند ہو جائے گا۔

وارڈروب میں کچھ گرنے کی آواز آئی تو علی نے بنا وقت ضائع کئے اپنے قدم الماری کی طرف بڑھائے الماری کھولتے ہی سامنے ایک چھوٹا دروازہ نظر آیا وہ دروازہ کھولا تو سامنے ہاتھ میں جیولری باکس لئے کھڑی نازش نظر آئی۔

وارڈروب میں ہر طرف مختلف قسم کے کپڑے رکھے گئے تھے ایک طرف نفاست سے ہر قسم کی ہیل سینڈل اور سلیپر پڑیں تھیں وہ وارڈروب علی کے کمرے سے بھی زیادہ وسیع تھا وارڈروب کی زمین پر منحل کی کارپیٹ بچھائی گئی تھی اور ایک سائیڈ ایک میٹریس رکھا گیا تھا جس پر لال کلر کی ایک چادر بچھی تھی اور ایک تکیہ رکھا تھا ایک سائیڈ دیوار پر شیشہ لگا تھا۔ مدہم سے لال کلر کی چلتی روشنی نازش کے سر اُپے کو مزید حسین بنا رہی تھی۔

پرپل کلر کی فراک میں گیلے بالوں کو ٹاول میں لپیٹے دھلی دھلی رنگت لئے وہ حیرانی سے علی کو دیکھ رہی تھی۔

علی کیا۔ ابھی نازش کی بات مکمل بھی ناہوئی تھی کہ علی نے آگے بڑھ کر نازش کو اپنے سینے سے لگایا۔

نازش آئندہ ایسا مت کرنا مجھ سے محبت کرتی ہو تو ایسا کرنے کی سوچنا بھی مت میں مر جاتا ابھی تم کیوں آئی بنا بتائے یہاں؟؟؟ علی نے نازش کے گرد حصار مزید تنگ کیا۔

علی میں یہیں تھی ہوا کیا ہے آپ کو؟؟؟ آپ فجر کی نماز کے بعد تو سوئے تھے اس لئے نہیں اٹھایا

نازش مجھے لگا تم بچپن کی طرح پھر مجھے چھوڑ گئی میرا سانس علی بولتے بولتے رکا اور آنکھیں موند لیں۔

میں یہیں ہوں آپ کے پاس کہیں نہیں جا رہی بس پیکینگ کرنی تھی تو اس لئے یہاں آگئی۔

علی نے نازش کی بات کا کوئی جواب نادیا اور نازش کا چہرہ اوپر کئے نازش کے ہونٹوں پر جھکا نازش کی سانسوں کو پینے لگا تھا۔

علی کی شدت میں اضافہ ہوا نازش نے علی کو دور دھکیلنا چاہا علی نے نازش کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کے پیچھے کمر پر پن کیا اور اپنا عمل جاری رکھا۔

پانچ منٹ بعد نازش کے ہونٹوں کو آزادی بخشی اور نازش کی گال کو سہلایا۔

علی نے خود سانا زش کے ہونٹوں پر جھکا ہونٹوں سے گردن تک کا سفر طے کرتے وہ کندھوں تک آیانازش کے جسم پر اپنی محبت کی مہریں ثبت کرتا وہ اپنا ڈرتا رہا تھا علی کے ہر عمل میں شدت تھی دانتوں کی چبھن نازش محسوس کرتی سسک رہی تھی لیکن رات کی طرح علی کی عمل میں نرمی نہیں مزید شدت آئی تھی نازش کی انگلیوں کو اپنی مردانہ انگلیوں میں پھنسائے وہ نازش کی گردن پر جھکا تھا اور نازش کے جسم کی رعنائیوں کو ہاتھوں سے محسوس کرنے لگا۔
تھوڑی ہی دیر میں وارڈروب میں نازش کی سسکیاں گونجنے لگیں تھیں۔

معنی خیز سسکیاں اور علی کی بڑھتی سانسیں ایک مدہوش دھن بنا رہیں تھیں۔ علی نے اپنی شدتوں سے نازش کو محبت بھرے انداز میں اس کی چھوٹی سی غلطی کی سزا دے رہا تھا جبکہ نازش علی کے رحم و کرم پر اس کی بانہوں میں تھی۔

رمز اور ردا صبح اٹھیں تو نازش کا گروپ میں میسج پڑھتے ہی وہ ہواؤں میں تھیں ردا اور رمز نے توریان اور روحان کی ایک ناسنی اور ان دونوں کی ناراضگی کو بھی کوئی خاطر میں نالائیں تھیں۔

ریان یہ کیسا ہے؟؟؟ رمز نے ایک ایرنگ ریان کے سامنے کیا۔

ردا سے پوچھ لوریان نے غصے سے کہہ کر رخ شاپ سے باہر کیا اور مال سے باہر نکلتا چلا گیا۔

روحان نہ پکڑیں آپ اور اس کی پیمنٹ کر دیں میں رمز اکولے کر آتی ہوں ردا نے کچھ سامان
روحان کی طرف بڑھایا۔

رمز اکردے گی پیمنٹ بھی روحان غصے سے کہتا ریان کو جاتا دیکھ اس کے پیچھے ہی شاپ سے باہر
نکل گیا تھا۔

کیا ہوا ہے ان دونوں کو؟؟؟ رمز انے ردا سے پوچھا۔

کل رات جو ہم نے کیا ہے مجھے لگ رہا ہے اسی کی وجہ سے ان کا منہ بنا ہوا ہے اب کیا کرنا ہے
میڈم؟؟؟ ردا نے پوچھا۔

فحال تو تر کی چلتے ہیں پھر سوچ لیں گے رمز انے کندھے اُچکائے اور شاپنگ کرنے لگیں۔

رحمان اٹھو شام ہونے والی ہے جانا بھی ہے ہمیں ربانیہ نے رحمان کا ہاتھ دور کرتے کہا۔

ربانیہ یہیں رہو اب میرا موڈ نہیں ہم کل چلے جائیں گے رحمان نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

جی نہیں جناب ہمیں ابھی ڈاکٹر کے پاس جانا ہے آپ کے سر میں درد تھا کل ایک بار چیک کروا

لیں میں کوئی رسک نہیں لے سکتی پلیز زرا ٹھیں ربانیہ نے زبردستی رحمان کو اٹھاتے ہوئے کہا

نازش فریش ہو کر آئی تو علی کمرے میں موجود نہیں تھا لیکن بیڈ پر سامنے وائٹ کلر کا ایک نفیس کام دار جوڑا رکھا تھا نازش مسکرائی اور کپڑے لئے واشروم میں بند ہو گئی۔

علی واپس کمرے میں آیا تو نازش کو ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑے دیکھ مسکرایا۔

علی کی جان تیار ہونے کی ضرورت نہیں پھر تم جانتی ہو علی کا رد عمل کیا ہوتا ہے نازش کے ہاتھ لپسٹک کی طرف بڑھتے دیکھ علی نے نازش کو روکا نازش نے ایک نظر علی کو دیکھا اور پھر جلدی جلدی اپنے بال بنانے لگی وہ اس وقت علی کی نظروں سے اوجھل ہو جانا چاہتی تھی علی کی نظریں نازش کو گھبرانے پر مجبور کر رہیں تھیں علی نے اپنے قدم نازش کی طرف بڑھائے۔

دروازے پر ہوتی دستک پر علی کے قدم تھمے اور غصے سے دروازے کو دیکھا جیسے وہ دروازے پر دستک دینے والے کو کچا کھا جائے گا۔

آجاؤ!!!! علی نے کمرے میں آنے کی اجازت دی۔

سرناشتہ ایک ملازمہ ہاتھ میں ٹرے لئے کمرے میں داخل ہوئی علی نے اشارے سے اس ملازمہ کو ٹیبل پر ٹرے رکھنے کا کہا۔

آؤ کھانا کھاؤ!!! کھانا لفظ پر زور دیتے ہوئے علی نے ملازمہ کو دیکھا جو تین بجے ناشتہ کرنے کا کہہ رہی تھی ملازمہ تھوک نگلتی کھانے کی ٹرے رکھ کر کسی جن کی طرح غائب ہوئی تھی۔

علی نے اپنے مخصوص انداز میں ہی نازش کو کھانا کھلایا اور کھایا تھا۔

اور پھر دونوں ایئر پورٹ کیلئے نکلے تھے۔

نازش تمہیں نہیں لگتا ہے تم چیخ ہو گئی ہو بلکل؟؟؟ نازش کو سفید کلر کے نفیس کام دار سوٹ میں دیکھ ردا نے کہا تھا۔

ربانیہ ردا اور رمان نے اپنے مخصوص کپڑے ہی پہن رکھے تھے جینز کے اوپر بلیک ہی کلر کی شرٹ بال کمر پر آزاد چھوڑے ہوئے تھے میک اپ سے پاک چہرہ اس پر بلیک کیپ آنکھوں پر گلاسز لگائے تھے پاؤں میں پینسل ہیل پہنے وہ تینوں بڑی شان سے اپنے شوہروں کے ساتھ قدم سے قدم ملاتی چل رہی تھیں۔

رحمان ریان اور روحان نے بلیک جینز کے ساتھ وائٹ شرٹ پہنی تھی بالوں کو نفاست سے سیٹ کئے آنکھوں پر گلاسز لگائے تھے ہاتھوں میں برانڈڈ واچ پہنی

تھی پاؤں میں جو گر زپہنے چہرے پر مسکراہٹ سجائے وہ اپنی بیویوں کو بڑے پیار سے اپنے پہلو میں لئے چل رہے تھے۔

علی نے سفید کمر کا ہی سادہ سا لباس زیب تن کیا تھا نازش کا ہاتھ پکڑے چہرے پر سنجیدگی سجائے وہ سب سے آگے چل رہا تھا۔

ردا والوں کو تو نازش کا یہ بدلہ بدلہ روپ ہضم نہیں ہو رہا تھا۔

ایئر پورٹ پر کھڑا ہر فرد ان کی طرف مڑ مڑ کر دیکھ رہا تھا۔

بز نس فلائٹ کی ٹیکٹس نازش نے بک کروائی تھی تھوڑی دیر میں وہ لوگ قطر کیلئے روانہ ہونے لگے۔

سر وہ لوگ ترکی آرہے ہیں ایک آدمی نے ادب سے سر جھکائے جواب دیا۔

سنہے اس لڑکی کے ساتھ عزیل آرہا ہے جو موت نہیں دیتا۔ مقابل نے کھڑکی سے باہر ہوتی ہل چل کو دیکھتے پوچھا۔

جی سر اس آدمی نے اپنا تھوک نکلا۔

مزا آئے گا میرے شیر کو بھوکا رہنے دو اس کا شکار آرہا ہے خود چل کر مقابل کہہ کر مسکرایا۔

سر بلیک روز کے پاس وہ مکڑی۔ Page | 933

ہاں تو کتنی ہوں گی؟؟؟ ایک دو تین؟ یا سو؟؟؟ لیکن میرے پاس ہزاروں کی تعداد میں آدمی ہیں

کس کس کو مارے گی وہ؟؟؟ مقابل نے ایک دلکش مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہا۔

لیکن سر سننے میں آیا ہے وہ گھومنے آرہے ہیں۔

پرا نہیں نہیں معلوم ان کی موت یہاں ان کا انتظار کر رہی ہے نظر رکھنا ان پر فحالی میں چاہتا ہوں وہ گھومیں میرے ترکی کو دیکھیں تاکہ مرنے کے بعد انہیں افسوس ناہو کہ انہوں نے اتنی حسین جگہ نہیں دیکھی مقابل کے انداز میں مسکراہٹ میں غرور صاف نمایاں تھا۔

وہ آدمی ادب سے سر جھکائے وہاں سے نکل گیا۔

آؤ آؤ عزیزیل میرے باپ کو موت سی زندگی دینے والے۔ تم سے تمہارے سب سے عزیز رشتے کو ناچھین لیا تو میرا نام سجاد خان نہیں۔

فائلی میں ترکی آگئی ترکی کے ایئر پورٹ پر قدم رکھتے ہی رداربانیہ اور رمزانے ایئر پورٹ پر ہی پاگلوں کی طرح چیخنا شروع کر دیا تھا ایئر پورٹ پر کھڑی سکیورٹی نا جانے کتنی ہی بار ردارمز اور ربانیہ کو خاموش کروایا تھا پر وہ نازش کی گینگ ہی کیا جو خاموش ہو جائے۔

ریان اگر رمزا کو پکڑ کر لاتا تو ربانیہ پاگلوں کی طرح گلاس وال کے پاس چیختی کھڑی ہو جاتی ریان روحان اور رحمان کی تو ایئر پورٹ پر ہی ایکس سائز کروادی تھی ان لوگوں نے آخر کار سکیورٹی کی لاسٹ وارنگ پر علی نے تینوں کے منہ پر رومال باندھنے کا کہا پھر ہاتھ اور پاؤں باندھ کر ان تینوں کو کندھوں پر کسی بوری کی طرح ڈال کر وہ تینوں گاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے۔

تینوں کی چیخیں اس قدر تیز تھیں کہ رومال باندھنے کے باوجود بھی وہ لوگ ان تینوں کی چیخوں کو با آسانی سن سکتے تھے۔

تم لوگوں نے یہ ٹھیک نہیں کیا منہ سے رومال ہٹاتے ہی ربانیہ چیخی۔

علی نے ترکی کے عام گھروں جیسا ہی ایک گھر خرید اتھا علی ترکی آتا رہتا اس لئے علی نے اپنی رہائش کیلئے یہ گھر خرید اتھا۔

یہ گھرتین منزلہ عمارت پر مرکوز تھا سفید کلر دیواروں پر کیا گیا تھا سفید کلر کے حال میں صوفے رکھے تھے اور سامنے ہی ایک کچن تھا سامنے سیڑھیاں عبور کرتے ہی ایک ساتھ پانچ سے چھ کمرے تھے جبکہ دوسری منزل پوری خالی تھی جہاں ایک لال کلر کا کارپیٹ بچھایا گیا تھا۔

اور اوپر ٹیرس پر جھولا پودے اور کچھ صوفے کچھ کرسیاں رکھیں گتھیں تھیں گھر کے آس پاس گارڈن تھا اور گارڈن میں ایک سوئمنگ پول تھا۔

ناؤ تم سب آرام کر لو کھانا کچھ دیر کے آرام کے بعد ساتھ میں کھائیں گے علی نازش کو اٹھائے گھر میں داخل ہو اور سیدھا سیڑھیاں چڑھنے لگانا نازش گاڑی میں علی کے ساتھ اکیلی آئی تھی کیونکہ علی اپنے مخصوص انداز میں ہی گاڑی ڈرائیو کرتا تھا ہمیشہ نازش کو اپنی گود میں بٹھا کر سب کے سامنے علی نازش کو انکمفرٹبل فیل نہیں کروانا چاہتا تھا اس لئے علی نے اپنی گاڑی ہی الگ کر لی تھی۔

اس میڈم کو تو دیکھو زرا کیسے ناول کی ہیروئن کی طرح نازک بنی پھر رہی ہے اور قتل تو اس نے اتنے کئے ہیں جیسے کوئی قصائی ہو رہا بنیہ نے علی کی بانہوں میں سوئی نازش کو دیکھتے کہا۔

غصہ تو اتنا آ رہا ہے دل کر رہا ہے منہ توڑ دوں اسکا پر رات ہو گئی ہے یہ کام کل پر چھوڑتے ہیں
رمزانے ردا کے گرد حصار باندھا اور ردا کو ساتھ لئے ایک کمرے کی طرف بڑھی۔

ریان اور روحان نے بھی نارو کا تھار بانہ نے ردا اور رمزا کی یہ حرکت باخوبی نوٹ کی تھی ربا نیہ
غصے سے رحمان کا ہاتھ پکڑ کر ایک کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

تمہیں کیا ہوا ہے میری جان تم اتنا غصہ کیوں کر رہی ہونا زش بیوی ہے علی کی اگر تم کہو تو میں بھی
ایسے ہی تمہیں سب کے سامنے بانہوں میں اٹھا کر کمرے تک لایا تو کیا میں تو اٹھا کر ہی گھوما کروں
گا حکم تو کرو۔

میری جان میں جانتی ہوں میرے شوہر کی محبت میرے لئے بے لوث ہے وہ ایسا کر بھی سکتا ہے
میں صرف ردا اور رمزا کی طرف سے پریشان ہوں رحمان۔

کیوں انہوں نے ایسا کیا کر دیا۔؟؟؟

رحمان تم نے نوٹ نہیں کیا شاید میں نے کیا ہے وہ آج بھی اپنے شوہروں سے زیادہ ایک
دوسرے کے قریب ہیں ریان اور روحان شاید ناراض ہیں دونوں سے۔

نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے میری جان سب ٹھیک ہی تو تھا کیسے وہ لوگ ایک ساتھ بیٹھے تھے۔

رحمان یہ مسئلے سرعام نہیں بتائے جاتے اور مجھے تو حیرت ہوتی ہے ایسی بیویوں اور شوہروں پر جو

سب کے سامنے اپنا رشتہ محبت ناراضگی کھول کر رکھ دیتی ہیں شوہر اور بیوی جیسے پیار بند کمرے

میں کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ اپنی لڑائی بھی کمرے تک محدود رکھیں۔

اور جہ تربیت کرنا ماں پر فرض ہوتی ہے جب بیٹی گھر سے رخصت ہوتی ہے تو اسے ساس سسر کی

خدمت کی تعلیم کے ساتھ یہ بھی تعلیم آج بہت ضروری ہے کہ جب بھی شوہر اس کا کوئی مسئلہ

ہو تو کمرے تک محدود رکھے۔

ہاں اگر مسئلہ بڑا ہے جیسے مرد ٹھیک نہیں باکر دار نہیں مارتا پیٹتا ہے تب عورت کو چاہیے وہ یہ

سب برداشت نہ کرے یہ بات بتائے اپنے گھر والوں کو کیونکہ ظلم سہنا بھی گناہ ہے۔

اور رہی بات شوہر کے حقوق و فرائض کی تو وہ دونوں بچیاں نہیں ہیں انہیں چاہیے کہ اپنے شوہر

کی خوشی کا خیال رکھیں کیسے آج وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں جبکہ ان کے شوہر اکیلے

ہیں۔

میری جان تم اتنی سمجھدار ہو مجھے تو آج پتا چلا ہے رحمان نے ربانیہ کی پشت اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

رحمان بات سمجھداری کی نہیں لا پرواہی کی ہے ایسا کیسا کر سکتی ہیں یہ دونوں؟؟؟ کیا انہیں ڈر نہیں اپنے خدا کا کہ خدا ناراض ہوتا ہے اگر شوہر کو ناراض کر دو تو آج کل کی لڑکیاں ناول سے رو مینس پڑھ کر خوش ہونا جانتی ہیں ہیرو کی پر سنیلٹی پر فدا ہونا بھی جانتی ہیں کیا انہیں ناول میں موجود لڑکیوں کی محبت کیئر نہیں دکھتی ان کے شوہروں کیلئے؟؟؟ رو مینس پر سوال اٹھانا ہو تو جگہ جگہ ناول میں موجود رو مینس پر رائٹر پر تبصرے کرنے والے ملیں گے پر!!! ناول میں موجود ہدایات اچھی باتیں وہ کیوں نہیں دکھتی؟؟؟

تم کیا ناول کے ذکر لے کر بیٹھ گئی ہو یار!!! رحمان نے چڑھتے ہوئے ربانیہ کو خود سے دور کیا اور منہ بسور کر اپنے کپڑے نکالتا واشروم میں بند ہو گیا۔

ہائے اللہ اس کو کیا ہو گیا اب۔ اللہ میں نہیں چاہتی فرشتے مجھ پر لعنت بھیجیں میں باہر نکلتے ہی راضی کر لوں گی ربانیہ پہلے تو حیرت سے رحمان کو دیکھتی رہی لیکن پھر رحمان نے جب واشروم کا دروازہ زور سے بند کیا تو وہ ہوش میں آتی اوپر دیکھتی بولی۔

کمرے میں نظریں گھومائیں۔ جہازی سائز کا براؤن کلر کا بیڈ جس پر براؤن کلر کی بیڈ شیٹ بچھی تھی بلیک کلر کے پردے کھڑکیوں پر لگائے گئے تھے نفاست سے سیٹ کیا براؤن کلر کا فرنیچر اور براؤن کلر کی ہی کارپیٹ بچھائی گئی تھی جو کہ بہت نرم تھی۔

ربانیہ اپنے بیگ کی طرف بڑھی اور اپنا مخصوص سوٹ نکال کر رحمان کے نکلنے کا انتظار کرنے لگی۔

حد نہیں ہو گئی ان دونوں کی؟؟؟ روحان نے ریان کو لپٹا پ میں مصروف دیکھ کر کہا تھا۔
روحان میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تم بھی تھک گئے ہو میں بھی ابھی ریان بول ہی رہا تھا کہ رمز اکمرے میں داخل ہوئی۔

روحان تم یہاں کیا کر رہے ہو اپنے کمرے میں جاؤ مزانے رعب سے اپنا بیگ صوفے پر رکھ کر کہا روحان نے ایک نظر رمز اپر ڈالی اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

ریان نے رمزا کو دیکھنا تک مناسب نا سمجھا تھا لپ ٹاپ بند کر کے رکھتے وہ بیڈ پر نیم دراز ہوا اور آنکھیں موند لیں۔

ریان آپ ناراض ہیں مجھ سے۔۔؟؟؟

میں ہوتا کون ہوں تم سے ناراض ہونے والا۔؟؟؟؟ جاؤ ردا کے پاس اب تمہاری آواز نا آئے مجھے کمرے میں ریان نے غصے سے کہتے اپنے اوپر کمفرٹر اوڑھا۔

ریان معاف کر دونا آئندہ خیال رکھوں گی رمزا کمفرٹر کھینچ کر خود ریان پر لیٹ گئی تھی۔

ریان مسکرایا اور رمزا کے گرد حصار باندھا اور کمفرٹر اوڑھ لیا۔

یہ کام تمہیں وہاں سے آنے سے پہلے کرنا چاہیے تھا تم تھک گئی ہو سو جاؤ ریان نے مزاکے کان میں سرگوشی کی اور لائٹ بند کر دی۔

روحان آج نہیں پلیزز میں تھک گئی ہوں۔

پورے سفر میں تم سوتی آئی ہو میرے اوپر لیٹ کر ابھی بھی تمہیں نیند آرہی ہے بھول جاؤ میڈم میں تمہیں بتاتا ہوں کہ شوہر کے ہوتے ہوئے بھی دوست کے ساتھ رہنا کیسا ہوتا ہے روحان نے ردا کو اپنی طرف کھینچا اور بیڈ پر گر آیا۔

روحان سوری نا آئندہ نہیں ہوگا ایسا ردا نے روحان کی شرٹ کے بٹن کے ساتھ کھیلے ہوئے کہا۔
ہممممم ہونا بھی نہیں چاہیے روحان نے کہہ کر ردا کے لبوں کو نرمی سے اپنے لبوں میں قید کیا ردا آنکھیں موند کر روحان کی گردن میں ہاتھ حائل کر گئی۔

کندھے سے سرکتی شرٹ کو محسوس کرتے ردا نے آنکھیں مزید بھینچ لیں روحان نے ردا کو بیڈ پر لٹایا اور خود ردا کے اوپر جھک کر ردا کے کندھے پر لب رکھے کندھوں سے گردن تک کا سفر طے کرتے روحان کے عمل میں شدت آئی تھی۔

ردا کی سسکیاں سن وہ ردا کے کان پر جھکا۔

یہ تو برداشت آج کرنا پڑے گا کیونکہ تم نے اپنی دوست کو مجھ پر ترجیح دی تھی ردا کے کندھوں کو مضبوطی سے پکڑے وہ واپس ردا کی گردن پر جھکا آہستہ آہستہ ردا کے جسم سے کپڑے الگ کرتا وہ دونوں پر کمفرٹ اور ڈھ گیا۔

ردا کی جسم کی رعنائیوں کو ہاتھ سے محسوس کرتے وہ رد اپر حاوی ہو گیا تھا کسی کالی گھٹا کی مانند ردا پر چھایا وہ ردا کو ہلکان کر رہا تھا۔

علی نے نازش کو بیڈ پر نرمی سے لٹایا اور خود فریش ہونے کے غرض سے واشروم میں بند ہو گیا۔

فریش ہونے کے بعد کمرے میں روشنی مدہم کرتے وہ نازش کی طرف بڑھا۔

کمرے میں ایک جہازی سائز کا بیڈ تھا جو سفید کلر کا تھا اور اوپر سفید ہی چادر بچھی تھی کالے اور سفید کلر کے پردے کھڑکیوں پر لگے تھے جو آدھے کھڑکیوں کو کور کئے ہوئے تھے ایک بڑی سائز کی الماری جس پر شیشہ لگا تھا ایک ڈریسنگ ٹیبل اور ایک بڑا صوفہ بالکل بیڈ کے سامنے پڑا تھا بیڈ کو چاروں طرف سے جالی سے کور کیا ہوا تھا جو چاروں طرف سے بندھی ہوئی تھی۔

باقی سب کمرے ایک جیسے تھے سوٹانے علی کے کمرے کے کیونکہ علی اپنی شہزادی کو شہزادی بنا کر رکھنا چاہتا تھا علی نے جب یہ گھر خرید کر ڈیکوریٹ کر وایا تب علی کے ذہن و گمان میں بھی نا تھا کہ اس کے ساتھ کوئی اور بھی اس گھر میں رہنے آئے گا تب ہی باقی کے کمرے ایک جیسے اور سادہ تھے۔

علی پہلے تو بیٹھا نازش کے چہرے کو دیکھتا رہا جو مدہم روشنی میں چاند کی مانند چمک رہا تھا پھر اپنے دل میں امدتی خواہش کو پورا کرنے کیلئے نازش کے ہونٹوں پر جھکا۔ نازش کی نیند میں خلل پیدا ہوا اپنے اوپر جھکے علی کو دیکھ نازش کی دھڑکنیں بھڑکیں اور آنکھوں کو زور سے بھینچ کر علی کی شرٹ کو مضبوطی سے تھاما علی کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے تھے وہ نازش کی سانسوں کو اپنے اندر ایڈیلتا غصے سے شرٹ کو دو حصوں میں تقسیم کر چکا تھا شرٹ کو زمین پر پھینکتے ہی علی کے عمل میں نرمی آئی نازش حیرت سے آنکھیں پھیلائے علی کو دیکھ رہی تھی جو آنکھیں بند کئے نازش کی سانسوں میں سانسیں لے رہا تھا۔

ہونٹوں سے گردن کا سفر طے کیا اور نازش کی گردن پر اپنے لبوں کو آزاد چھوڑ دیا نازش کی سسکی سن وہ نازش کے چہرے کے قریب آیا۔

تھک گئی ہو۔؟؟ علی نے نرمی سے نازش کے چہرے کو اوپر کرتے نازش کی آنکھوں میں جھانکا نیند میں خلل پیدا ہونے کے باعث آنکھیں لال ہو رہیں تھیں۔

نازش نے اثباب میں سر ہلایا۔

محبت کرتا ہوں علی کی جان تم سے حوس نہیں جو تمہارے جسم سے پوری کر لوں محبت جسم سے نہیں روح سے کی جاتی ہے تم منع کر سکتی تھی۔

نازش نے آنکھیں جھکائیں علی مسکرایا اور نازش سے پیچھے ہوا۔

سو جاؤ علی کی جان لیکن پہلے اٹھو علی نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا اور اپنے بیگ کی طرف بڑھ کر ایک پین کلر نکالی اور سائڈ ٹیبل پر پڑاپانی کا گلاس اٹھایا۔

لو کھالو تھکان کے بعد بخار ہو جاتا ہے کم از کم اس سے بچ جاؤ گی علی نے نازش کو ٹیبلٹ تھمائی جسے نازش نے کھالیا گلاس سائڈ ٹیبل پر واپس رکھتے علی نے نازش کو لیٹنے کا کہنا نازش ڈو بیٹا سائڈ میں پھیلاتی واپس لیٹی۔

علی واپس بیگ کی طرف بڑھا اور ایک رومال نکال کر واپس نازش کے پاس اس کے پاؤں میں بیٹھ گیا نازش علی کی کاروائی خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔

علی نے رومال اپنی آنکھوں پر باندھا اور نرمی سے نازش کا پاؤں اٹھا کر اپنی گود میں رکھ کر دبانے لگا۔

علی کجا کر رہے ہیں آپ میں ایسے ہی سو جاؤں گی آپ بھی تھک گئے ہیں اور یہ رومال ہٹائیں
آنکھوں سے نازش نے اپنا پاؤں پیچھے کرنا چاہا جسے علی نے سختی سے پکڑ لیا۔

علی کی جان جب شوہر تھکے ہوئے کام سے آتے ہیں تو بیویاں بھی تو گھر کے کام کر کہ تھکی ہوئی
ہوتی ہیں پھر بھی ہماری خدمت کرتی ہیں نا تو ہم شوہر کیوں نہیں۔؟؟ اور دوسری بات یہ رومال تو
اب میری آنکھوں سے صبح ہی ہٹے گا اگر تم چاہتی ہو میری نیت تم پر خراب ہو جائے تو میں ابھی
ہٹا دیتا ہوں۔

علی آپ پلیززز ایسے میرے پاؤں کو نادبائیں مجھے شرمندگی ہو رہی ہے نازش غنودگی میں
بڑبڑائی۔

نہیں علی کی جان تم آرام کرو اور اب آواز نہیں آئے پھر اس کے بعد میں ناچاہتے ہوئے بھی
تمہاری جان ہلکان کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا علی کی دھمکی بہت جلد ہی اثر کر گئی نازش فوراً سو گئی
تھی۔

پہلے تو علی نازش کی ٹانگوں کو نرمی سے دباتا رہا پھر نازش کے کندھوں کو دبانے کے بعد وہ نازش کو اپنے سینے پر لٹائے اس کا سر دبانے لگا اور سر دباتے نا جانے کس پہر نیند کی دیوی اس پر مہربان ہوئی تھکان ہونے کے باعث وہ بھی نازش کو اپنے حصار میں لئے سو گیا۔

رحمان کیا ہوا ہے مان جاؤ نا سوری آئندہ صرف پیار محبت کی بات کروں گی آپ سے ربانیہ نے رحمان کو پیچھے سے حصار میں لیتے ہوئے کہا۔

ربانیہ میری جان میں ناراض نہیں اس وقت غصہ تھا جو اسی وقت ختم ہو گیا تھا۔ اب چلو آرام کرو رحمان نے ربانیہ کے گرد حصار باندھا۔

میں اور سونے نہیں آئے تھے۔ اس لئے اب تو میرا کوئی اور ارادہ ہے ربانیہ نے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہا۔

ربانیہ آج نہیں میں تھک گیا ہوں۔

ایسے کیسے آج نہیں میں نہیں چھوڑنے والی ربانیہ نے رحمان کو بیڈ پر گرایا اور رحمان کے اوپر جھکی رحمان کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ کر آنکھیں موند لیں رحمان بھی مسکرا کر آنکھیں موند کر ربانیہ کی سانسوں کو اپنے اندر انڈیلنے لگا۔

رحمان نے تھوڑی دیر بعد ربانیہ کو خود سے دور کیا۔

ربانیہ آج نہیں میں تھک گیا ہوں پلیز زرار رحمان نے لڑکی کی طرح منہ بنا کر کہا۔

ربانیہ کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔

رحمان ویسے مجھے لگتا ہے کہ تم لڑکی ہو اور میں لڑکا ایسے منتیں کون کرتا ہے ربانیہ نے رحمان کو اپنے سینے پر لٹاتے ہوئے کہا۔

یہ حرکتیں ہیں میڈم آپ کی مجھے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ میں لڑکی ہی ہوں رحمان نے ربانیہ کے گرد حصار باندھا اور دونوں نے مسکراتے ہوئے خود پر کمفرٹ اوڑھ کر آنکھیں موند لیں۔

علی کی صبح آنکھ کھلی تو پھر اپنے ساتھ نازش کو نامحسوس کرتے نوچنے کے انداز میں علی نے آنکھوں سے پٹی کو اتارا تھا وہ ہی ڈروہ ہی تکلیف ایک بار پھر اس کی آنکھوں میں واضح ہوئی۔

نازش۔ علی کی دھاڑ کمرے میں گونجی نازش جو الماری میں اپنے کپڑے نکال رہی تھی اپنے کپڑے صوفے پر پھینکتی علی کی دھاڑ پر علی کہ طرف بھاگی۔

علی میں یہیں ہوں نازش نے علی کے سینے سے لگتے ہوئے کہا علی نے نازش کے گرد حصار باند دھا اور آنکھیں موند کر لمبی لمبی سانسیں لینے لگا۔

خود کو پرسکون کرتے علی نے آنکھیں کھولیں اور نازش کو دیکھا جو اب علی کے سینے سے لگی علی کی کمر تھپتھپا رہی تھی علی کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ آئی اور نازش کے نم بالوں پر بوسہ دیا۔

ٹھیک ہوں اب میں تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ ایسے نہیں اٹھا کرو۔ علی نے شکوہ کیا۔

سوری۔ مختصر سا کہا۔

اچھا چلو جاؤ اب کپڑے پہن لو ورنہ میری نیت خراب ہو رہی ہے نازش کو ٹاول میں اپنے قریب بیٹھے دیکھ علی نے کہا۔

آپ کی آنکھ نازش نے علی کی بات تو جیسے سنی ہی نہیں تھی نظر بس علی کی آنکھ کے پاس سے آتے خون پر تھی۔

جلدی میں علی نے پٹی کے ساتھ اپنی آنکھ کو بھی نوچ دیا تھا جس کے باعث اب علی کی آنکھ کے پاس سے خون آرہا تھا۔

ٹھیک ہوں میں علی کی جان علی نے نرمی سے نازش کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔
نازش نے علی کی بات کو نظر انداز کیا اور فرسٹ ایڈ لے کر آئی اور علی کے بلکل پاس کھڑی علی کی آنکھ کے پاس موجود خراش پر پھونکتے ہوئے ٹیوب لگائی۔

علی نے نازش کو کمر سے پکڑ کر اپنی گود میں بٹھایا اس سے پہلے علی نازش کے ہونٹوں پر جھکتا کمرے کا دروازہ ایسے بجایا گیا تھا جیسے کوئی قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔

آرہا ہوں علی نے بد مزہ ہوتے دروازے کو گھورتے ہوئے کہا نازش فوراً کپڑے لیتی واشروم میں بند ہو گئی اور علی کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔

جی۔؟؟؟ ربانیہ کمرے کے باہر دانتوں کی نمائش کرتی نظر آئی۔

مجھے نازش سے کچھ بات کرنی ہے آپ باہر جاسکتے ہیں ربانجہ نے بنا پوچھے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

علی نے نفی میں سر ہلایا اور اپنے کپڑے اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

نازش کپڑے پہنے باہر آئی ربانیہ نے ایک نظر غصے سے نازش کو دیکھتے ایسے نازش کو جھپٹا تھا جیسے شیر اپنے شکار کو۔

تجھے کیا لگا تھا تو یہ سب کرے گی اور میرے ہاتھوں سے بچ جائے گی۔؟؟؟ ربانیہ نے نازش کے پیٹ میں مکار تے ہوئے کہا۔

نازش نے پیچھے سے ربانیہ کی گردن کو اپنی گرفت میں لیا اور اپنا گھٹنا ربانیہ کے ماتھے پر دے مارا ربانیہ بھی کم کہاں تھی۔؟؟؟ نازش کا وہ ہی گھٹنا پکڑ کر نازش کو زمین پر گرایا اور کراہ کر ایک آئینہ رو اُچکائی۔

اوپر یسو"۔ نازش نے کہہ کر ربانیہ کہ ناک پر ایک مکارا ربانیہ کو اپنی دنیا گھومتی محسوس ہوئی پر اگلے ہی لمحے سنبھلتی نازش کی گردن دبوچ چکی تھی۔

نازش نے اب کی بار مارنے کی جگہ ربانیہ کو گدگدی کی تو ربانیہ ہنستے ہوئے پیچھے ہوئی اور بیڈ پر بیٹھی

منحوس عورت میری کمر نازش کلابازی کرتی کھڑی ہو کر بولی۔

نازش نے اس وقت اورنج کلر کی گھٹنوں تک آتی کام دار شرٹ پہنی تھی اس کلر میں نازش کی دودھیارنگت صاف نمایاں ہو رہی تھی۔

جبکہ ربانیہ نے ہمیشہ کی طرح بلو شرٹ اور بلیک جینز پہنی تھی جس پر لانگ کوٹ تھا یقیناً وہ باہر جانے کی تیاری میں تھی۔

کہاں کی تیاری.؟؟؟ نازش نے ربانیہ کو خاموش بیٹھے دیکھ آئیںبرو اچکا کر پوچھا۔

شاپنگ اور میڈم آپ بھی ساتھ ہی چل رہی ہیں۔

ربانیہ تم جانتی ہو میں سفر کرنے کی عادی نہیں اور خاص طور پر زیادہ میں جتنی بھی بہادر بن لوں پر یہ کمزوری دن بہ دن بڑھتی جا رہی ہے۔

اور ناپو دودھ اور ناکھاؤ کھانا ربانیہ نے غصے سے کہا اور بنانا نازش کی سنے نازش کو تیار کرنے لگی نازش شاپنگ کیلئے ہر گز نہیں جانا چاہتی تھی شادی کے بعد سے دن بہ دن نازش مزید کمزور ہوتی جا رہی تھی اور یہ کمزوری نازش کے وقت پر کھانا کھانے کی وجہ سے تھی یا اس ایک میڈیسن کی وجہ سے

نازش کے لاکھ منع کرنے پر بھی ربانیہ نے نازش کو پیار کیا اور اپنے ساتھ لئے کمرے سے نکلی سامنے ہی علی لودیتی نظروں سے نازش کو دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر ہلکا سا میک اپ ربانیہ نے کیا تھا ہونٹوں پر لگی لپسٹک بار بار علی کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی پر علی بار بار رحمان کی طرف دیکھتا اور اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا۔

علی نے باقاعدہ نازش کے چہرے پر تھکان کے تاثرات دیکھے تھے۔ جسے دیکھ وہ پریشان ہوا تھا لیکن ربانیہ کو زبردستی نازش کو ناشتہ کرواتے دیکھ وہ کچھ پر سکون ہوا تھا کیونکہ کل صبح سے نازش نے کھانا نہیں کھایا تھا۔

چلو!!! ٹیل پونی وائٹ جینز کے اوپر لال کلر کی شرٹ اور اس کے اوپر لانگ کوٹ اور ہائی ہیلز پہنے وہ دونوں موبائل میں مصروف انداز میں بولیں ریان اور روحان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی کیونکہ ہمیشہ کی طرح ان دونوں کی ڈریسنگ آج بھی سیم تھی۔

میں اور نازش نہیں جا رہے تم لوگ جاؤ علی نے گویا بات ہی ختم کی تھی۔

میری دوست یہاں سونے یارو مینس کرنے نہیں وہ گھومنے آئی ہے لہذا میں اسے ساتھ لے کر جا رہی ہوں ربانیہ بنا لحاظ کہ کہہ کر رکی نہیں تھی جو س کاگ ہاتھ میں تھام کر نازش کو گھسیٹی اپنے ساتھ باہر لے گئی تھی علی نے کندھے اچکائے اور نازش کے لیچھٹھی باہر نکلا۔

ربانیہ کے ہاتھ سے نرمی سے نازش کا ہاتھ آزاد کروایا اور نازش کو اپنی بانہوں میں اٹھایا نازش نے حیرت سے علی کو دیکھا جس کے چہرے پر کسی بھی قسم کے کوئی تاثرات ناتھے علی نے ریان کو گاڑی کا دروازہ کھولنے کیلئے کہا ریان نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور خود روحان کے ساتھ اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

ربانیہ اور رحمان کی ایک الگ گاڑی تھی اور علی اور نازش کی الگ جبکہ ردا اور مرزا ایک ساتھ تھی اپنے شوہروں کے ساتھ۔

تمہیں معلوم ہے علی کی جان کہ علی کو ایسے ڈرائیونگ کرنے کی اب عادت نہیں سیٹ بیلٹ باندھ کر نازش کو اپنی گود میں بٹھاتے علی نے کہا نازش نے آنکھیں موند کر سر علی کے سینے پر ٹکایا کیونکہ وہ جانتی تھی اب علی نہیں سننے والا۔

یہ بہت زیادہ فری نہیں ہو گیا ہے ربانیہ نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا رحمان نے نفی میں سر ہلایا اور ربانیہ کو اپنی بانہوں میں اٹھایا اس اچانک افتادہ پر ربانیہ پل بھر کے لئے اسٹل ہوئی پھر اگلے ہی لمحے ربانیہ کا ہتھکڑی گونجا رحمان مسکراتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اور ایک طرف ربانیہ کو بٹھاتے خود نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور گاڑی اپنی منزل کی طرف بڑھائی۔

ان سب کو یہاں شاپنگ کرتے ایک گھنٹے سے زیادہ وقت گزر گیا بھانازش کا بخار کی وجہ سے برا حال تھا نازش کی آنکھیں اور چہرہ الال پڑ گیا تھا مسلسل آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا علی کی محبت نے چند دنوں میں ہی اسے حساس بنا دیا تھا۔

کہاں وہ گولیاں کھا کر بھی بھاگ دوڑ کرنے والی لڑکی آج گرتی گھوم رہی تھی اسے بس علی کا سہارا چاہیے تھا۔

کیا ایسی ہی ہوتی ہے محبت۔۔۔؟؟؟ سخت دل کو پگھلا دیتی ہے محبت ہونے سے پہلے تو انسان کا دل کسی پتھر کی مانند ہوتا ہے ہر جذبات احساسات سے عاری لیکن جیسے ہی دل محبت کی زد میں آیا ویسے ہی انسان اپنی محبت پر منحصر ہوتا ہے جیسے ایک بچہ ماں پر۔ خاص طور پر عورت ایک مرد پر منحصر ہو جاتی ہے کیونکہ وہ جانتی ہے کہ اس سے محبت کرنے والا شخص اسے سنبھال لے گا۔

کچھ ایسی ہی حالت نازش کی تھی نازش کو خود اپنی کیفیت سمجھ نہیں آرہی تھی یہ بخاریہ کمزوری پہلے بھی تو ہوتی تھی پر آج یہ اس پر حاوی ہو رہی تھی نظریں بس ایک شخص کو ڈھونڈ رہی تھیں ایک شخص کی وہ قربت چاہتی تھی۔

باس وہ میرے سامنے ہی ہے ایک آدمی کان میں لگے آلے کی مدد سے مقابل کو ان کی ہر ایک حرکت سے آگاہ کر رہا تھا۔

کہاں ہے وہ۔۔۔؟؟؟ مقابل کی اس آلے سے آواز ابھری۔

سامنے کھڑی ہے میرے سیڑھیوں کو تھامے۔ اس آدمی نے نازش کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اس وقت نازش اکیلی کھڑی تھی کیونکہ علی رحمان والوں کے ساتھ تھاربانہ زبردستی علی کے پاس سے نازش کو لے آئی تھی پھر ربانیہ رمز اور ردا سے باتوں میں اس قدر مشغول ہوئی کہ وہ آگے

نکل گئی ربانیہ نے نازش کا ہاتھ تھام رکھا تھا اچانک ہی نازش کا ہاتھ ربانیہ کے ہاتھ سے نکلا اور ربانیہ کے ہاتھ میں ردا کا ہاتھ آگیا ربانیہ کے تصور میں وہ نازش کا ہاتھ تھامے چل رہی تھی جبکہ اس کے ہاتھ میں ردا کا ہاتھ تھا۔

دھکادے دو اسے لیکن دھیان سے مرنی نہیں چاہیے مقابل نے کہہ کر رابطہ منقطع کیا اور وہ آدمی شیطانی مسکراہٹ لئے آگے بڑھ رہا تھا نیچے کھڑے علی نے سیڑھیاں پکڑ کر جھولتی نازش کو دیکھا اور پھر ایک نظر اس کے پاس آتے آدمی پر ڈالی علی پوری قوت کے ساتھ چیخا تھا اور نازش کی طرف بھاگا تھا۔

نازش۔ آج علی نے پہلی بار نازش کو اس کے نام سے پکارا تھا۔ وہ آدمی اس کی آواز پر کانپتے پیچھے ہوا پھر اپنے باس کے ڈر سے نازش کو دھکادے چکا تھا علی کے ساتھ موجود گارڈ اس آدمی کی طرف بھاگے جبکہ علی نازش کی طرف بھاگا تھا آیکھوں میں سرخی گھلی تھی جبکہ چہرے پر تکلیف اور ڈر کے تاثرات نمایاں ہوئے تھے۔

علی تو نازش کو بار بار اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا علی کی جان تو اس وقت نکلنے کو تھی جب نازش کے سر کا خون علی کہ ہاتھوں پر لگا تھا ایک بخار سے تپتا نازش کا جسم دوسرا اس کی چوٹ علی کو تکلیف میں مبتلا کر گئی تھی۔

اس کو یہیں پکڑے رکھو جب تک میں نا آجاؤں قہر آلود نظروں سے اس آدمی کو دیکھتے نازش کے وجود کو اپنی بانہوں میں اٹھائے وہ باہر کی جانب بھاگ رہا تھا جب مال کے مالک کہ الفاظ پر کچھ سیکنڈ کیلئے رک کر غصے سے علی نے مال کے مالک کو دیکھا۔

جو ترکش زبان میں کچھ بول رہا تھا اس کی باتوں کو سننے کا علی کے پاس وقت نہیں تھا لیکن ایک جملہ سنتے ہی علی کہ کچھ سیکنڈ کیلئے علی کے قدم تھے۔

Bak kusura bakma mülkümün adl bozulacak, her Şeyi burada bitirebilirsin

(دیکھیں میں معذرت کرتا ہوں میرے مال کا نام خراب ہو جائے گا آپ یہ سب یہیں ختم کر

دیں)

Bu mülkü satın alın ve bu adam hiçbir yere gitmesin

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

(اس مال کو خرید لو اور یہ آدمی یہاں سے کہیں نہیں جانا چاہیے۔)

علی ترکش زبان میں دھاڑ کر کہتا باہر کی بڑھ گیا تھا۔

ربانیہ رد اور رمزا علی کی دھاڑ پر حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھتی پیچھے بھاگی علی نازش کو پکڑے مال سے باہر نکل چکا تھا۔

میں تیری جان لے لوں گی کمینے انسان ربانیہ نے گارڈ کی گرفت میں موجود اس آدمی کو دیکھتے کہا اس سے پہلے ربانیہ گن سے اس آدمی کو شوٹ کرتی رحمان ربانیہ کو گھسیٹتے وہاں سے لے گیا تھا رد اور رمزا کی کیفیت بھی کچھ الگ نا تھی وہ اس آدمی کو جان سے مار دینا چاہتی تھی لیکن رحمان کوئی خون خرابا نہیں چاہتا تھا اس لئے رحمان سب کو باہر آنے کا اشارہ کرتے خود بھی باہر نکل گیا۔

پیچھے کچھ گارڈ کھڑے مال کے مالک سے کچھ بات کر رہے تھے اور کچھ گارڈ اس آدمی کو پکڑے کھڑے تھے جو بار بار یہاں سے بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر میں مال خالی کروا دیا گیا تھا وہاں بس علی کے گارڈ اور وہ آدمی موجود تھا۔

تیری تو موت پکی ہے آج۔ ایک گارڈ نے اس آدمی کو بھاگنے کی کوشش کرتے دیکھ کر کہا۔

عزیز قتل نہیں کرتا دوسرے گارڈ نے لقمہ دیا۔

اس گارڈ کی بات پر اس آدمی نے سکون کا سانس لیا۔

پر۔ وہ گارڈ پھر بولا۔ موت جیسی زید کی ضرور دیتا ہے وہ۔ دعا کرتے موت دے ورنہ ان

دشمنوں کی لسٹ میں آگیا نا ہمارا کام بڑھ جائے گا۔

اس گارڈ نے منہ بسورتے ہوئے کہا تو باقی گارڈ ہنسنے لگے جبکہ وہ آدمی حیرت سے ان سب کو دیکھتا
بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ڈاکٹر کیسی ہے میری بیوی۔؟؟؟ علی نے ڈاکٹر کو آتے دیکھ پوچھا۔

آپ میرے ساتھ آئیں ڈاکٹر نے علی کو اپنے پیچھے آنے کا کہا جبکہ ربانیہ نازش کے پاس چلی گئی
تھی۔

اس وقت علی ڈاکٹر کے کیمین میں تھا اور ڈاکٹر کرسی پر بیٹھے تھے۔

دیکھیں مسٹر علی آپ کی وائف بہت زیادہ ویک ہیں شاید وہ کوئی ایسی میڈیسن لے رہی ہیں جس

سے ان کی طبیعت پر بہت گہرا اثر ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر میری وائف کوئی میڈیسن۔ علی کی چلتی زبان کو بریک لگی تھی دماغ میں کچھ کلک ہوا۔

یہ کس چیز کی میڈیسن ہے۔؟؟؟ علی نے نازش کو میڈیسن لیتے دیکھ پوچھا۔

مجھے سانس کا بہت مسئلہ تھا اس لئے یہ ڈاکٹر نے میڈیسن دی تھی۔

ہاں وہ سانس کے مسئلے کی وجہ سے کوئی میڈیسن کھاتی ہیں۔

مسٹر علی استمہ کا مسئلہ ہو تو زیادہ تر ڈاکٹر انہٹبلر سچیٹ کرتے ہیں باقی کا علاج ہو میو پیٹھک کے ذریعے ہوتا ہے۔

مجھے تو حیرت ہے کہ کیسے آپ اس چیز سے انجان رہ سکتے ہیں۔

فحال وہ خطرے سے باہر ہیں لیکن؛!!!!

لیکن کیا۔؟؟؟ علی کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات دیکھ ڈاکٹر نے ایک سرد آہ ہوا کے سپرد کی۔

آپ لوگ بے بی پلین کرنے سے گریز کیجئے گا کیونکہ اس میڈیسن نے آپ کی مسسز کی انٹرنل

ہیلتھ پر بہت برا اثر کیا ہے۔

علی کچھ کہتا اس سے پہلے ہی علی کا موبائل رنگ ہوا علی بنا کچھ کہے ایکسیوز کرتا وہاں سے باہر نکل

گیا۔

مال خالی کروادیا؟؟؟

جی سر مال خالی کروا چکے ہیں ہم۔

میں آ رہا ہوں علی نازش سے ملے بنا ہی مال کی طرف نکل گیا تھا۔

آنکھیں قہر برسا رہیں تھیں ڈاکٹر کے کہے لفظ مسلسل علی کی سماعتوں میں گونج رہے تھے نازش کا

خون اب بھی علی کے ہاتھوں پر تھا۔

مال کے باہر پہنچتے ہی اپنی شرٹ کے کف کو فولڈ کرتا وہ مال میں داخل ہوا سامنے ہی وہ آدمی گارڈ

سے خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہا تھا۔

تیری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کو ہاتھ لگانے کی علی غصے سے دھاڑتا اس آدمی کا گلہ دبوچ چکا

تھا۔

بے دری سے مکے اس کے منہ پر مارتا وہ ہوش و حواس میں ہی نالگ رہا تھا اس آدمی کی چیخیں پورے مال میں گونج رہی تھیں۔

علی نے گارڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا اس گارڈ نے علی کے ہاتھ پر ایک تیز دھار والا چھوٹا چاقو رکھا علی کی نظریں مسلسل اس آدمی پر تھیں جس کے ناک منہ سے خون بہہ رہا تھا اور گال پر خراشیں پڑ چکیں تھیں۔

علی نے اس آدمی کا وہ ہاتھ تھا جس سے نازش کو دھکا دیا تھا۔

اس ہاتھ سے تم نے اسے دھکا دیا تھا نا؟؟؟؟ علی غصے سے دھاڑا دھاڑا اتنی اونچی تھی کہ وہاں کھڑا ہر گارڈ دو قدم پیچھے ہو اور کان پر ہاتھ رکھے وہ آج عزیل لگ ہی نہیں رہا تھا وہ تو کوئی اور ہی تھا جس کے سریرغ جنون سوار تھا نازش کا خون دیکھتے علی کے ہاتھوں میں تیزی آئی اور آہستہ آہستہ اس آدمی کی چیخیں بلند ہوئی اور پھر وہ چیخیں بند ہو گئیں۔

علی نے وہ چاقو آہستہ آہستہ اس کے ہاتھوں پر چلایا وہ اس کے جسم کی ہر ایک نس کو چیرتا اس کی گردن پر چاقو پھیر چکا تھا پھر بھی علی کو سکون نہ ملا تو اس کے دل والے مقام پر چاقو دھنستا پیچھے ہوا اور خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگا سماعتوں میں مسلسل ڈاکٹر کے الفاظ گونج رہے تھے۔

آج عزیل نے قتل کیا تھا وہ عزیل جو قتل کرنے والوں سے نفرت کرتا تھا آج اس عزیل نے ایک آدمی کو محض اس لئے مار دیا تھا کیونکہ اس آدمی نے اس کی بیوی کو نقصان پہنچایا تھا۔

علی نے ایک نظر مال پر ڈالی جس میں اس کی بیوی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی تھی پھر ایک نظر اس آدمی پر ڈالی جس کی آنکھیں خوف سے پھیلی ہوئیں تھیں زمین پر اس کا خون تھا۔ اس مال کو آگ لگا دو علی کہہ کر رکا نہیں تھا پیچھے کھڑے گارڈ نے حیرت سے علی کو جاتے دیکھا پھر ایک دوسرے کو۔

یہ عزیل ہی ہے۔؟؟؟ ایک گارڈ نے سوال کیا۔

ہاں یہ عزیل ہی ہے پر یہ وہ عزیل نہیں جو قتل کرنے سے پرہیز کرتا تھا یہ عزیل بدل گیا ہے یہ قتل اس چیز کی نشانی ہے کہ بلیک روز کی طرف بڑھتے ہر قدم کو وہیں روک دے گا دوسرے گارڈ نے ایک حقارت بھری نظر اس لاش پر ڈالی اور مال سے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

یہ مال آبادی سے تھوڑا دور تھا آس پاس کئی میل تک صرف پارک ہی تھا جہاں مال کی حدود ختم ہوتی وہاں وہ پارک ختم ہو جاتا۔

علی نے دور تک نظر اٹھا کر دیکھا پھر گاڑ کو اشارہ کرتا وہاں سے نکل گیا۔

سرنے یہ ایک ارب تینتیس کروڑ وکامال خرید اصراف جلانے کیلئے تھا۔؟؟؟؟ ایک گاڑ نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

اگر تمہیں چاہیے تو تم عزیز سے بات کر سکتے ہو شاید یہ مال تمہارے نام کرنے کے بارے میں وہ سوچ لیں۔

نہیں نہیں بھائی مجھے میری زندگی پیاری ہے جو اندر دیکھا وہ ہی بہت ہے کہ میں ان سے اور ان کی بیوی سے سو میل دور ہوں وہ آدمی جھر جھری لیتا کہہ کر گاڑی کی طرف بھاگا جبکہ وہاں کھڑے دوسرے گاڑز کے قہقہوں سے مال گونج اٹھا تھا۔

تھوڑی دیر میں وہ مال آگ کی زد میں تھا دور دور تک اس کی تپش صاف

واضح تھی وہاں کھڑا ہر فرد دور سے اس عالیشان مال کو جلتے دیکھ رہا تھا کیونکہ یہ وہ ہی مال تھا جو اس شہر کا بڑے رقبہ پر موجود مال تھا آس پاس صرف پارک ہی تھا اس مال کو بننے میں سالوں لگے تھے لیکن افسوس وہ مال میں خاک ہو گیا تھا محض اس لئے کیونکہ اس مال میں عزیز کی محبوب بیوی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی تھی۔

علی ہسپتال نہیں گیا تھا وہ سیدھا گھر آیا تھا خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کرتا وہ ایک گھنٹے سے شاور کے نیچے کھڑا تھا آنکھوں کے ڈورے اب تک سرخ تھے نازش کا خون ہاتھوں سے دھل چکا تھا۔

شاور لینے کے بعد وہ واپس کمرے میں آیا اور نازش کا سامان کھول کر اس کے سامان میں موجود میڈیسن نکالی تصویر لے کر ڈاکٹر کے نمبر پر سینڈ کی تھوڑی دیر بعد ریسو ہونے والے میسج سے اس کی دماغ کی نسیں ابھر س تھیں علی نے جب وہ ٹیبلیٹس نکالیں تو اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا کیونکہ وہ ٹیبلیٹ ایک یادو نہیں تھی وہ ناجانے کتنی مقدار میں نازش کے بیگ میں تھی علی نے وہ ساری میڈیسن اٹھا کر ڈسٹبین میں پھینکی اور آگ لگا دی۔

کسی نامحرم کا نازش کو ہاتھ لگانا بھی علی کو تکلیف دے گیا تھا وہ اس آدمی کو مار آیا تھا لیکن اپنا غصہ ضبط کرنا اس کے کنٹرول میں نہیں تھا علی کی آنکھوں کے سامنے بار بار اس کا ہاتھ نازش کو لگتا محسوس ہو رہا تھا نازش کا گرنا اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہا تھا وہ چاہ کر بھی نازش کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔

نازش علی کے بار بار منع کرنے کے باوجود بھی ربانیہ والوں کے ساتھ گئی تھی ربانیہ کی بے جا ضد کو اس نے آگے رکھا تھا علی کی نظر میں غلطی نازش کی تھی وہ ربانیہ کے ساتھ ناجاتی تو آج نازش تکلیف میں ناہوتی اور آج نازش تکلیف میں ناہوتی تو علی بھی تکلیف میں ناہوتا۔

اس کی سزا تمہیں ملے گی علی کی جان علی غصے سے کہتا کسی کا نمبر ڈائل کرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

ہسپتال سے نازش کو لے کر وہ گھر آ گیا تھا لیکن علی نے نازش سے بات ناک کی تھی وہ مسلسل خاموش تھا ربانیہ نے بھی علی کی یہ خاموشی نوٹ کی تھی اور وہ بہت شرمندہ تھی کہ وہ نازش کو لے جانے کی ضد نہ کرتی تو یہ ناہوتا۔

نازش بھی علی کی خاموشی اور چہرے کے سرد تاثرات نوٹ کر چکی تھی۔

سب کے جانے کے بعد علی شاور لے کر باہر آیا تو نازش اٹھ کر علی کی طرف آئی جو ڈریسنگ مرر کے پاس شرٹ لیس بلیک ٹراؤزر پہنے کھڑا بال بنا رہا تھا۔

علی۔ نازش نے پکارا۔

خاموشی۔

علی۔ آپ کی یہ خاموشی میری جان لے رہی ہے سنیں نا۔ نازش آج دوسری بار ایسے خود سے علی کے قریب آئی تھی علی کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر وہ علی کے خفاخفا چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

Page | 967

آنکھوں میں تکلیف افسوس شکوہ دیکھ نازش نے اپنے لب بھینچے تھے علی نے نرمی سے نازش کے ہاتھوں سے اپنا چہرہ آزاد کروایا بنا کچھ کہے ڈریسنگ روم سے ایک بیلٹ لے آیا۔

تمہیں اس نے ہاتھ لگایا یہاں علی نے ہر ایک لفظ کو غصے سے اور تکلیف سے چبا چبا کر ادا کیا تھا اور بیلٹ پر پکڑ مضبوط ہونے کے ساتھ ساتھ نازش کی اس بازو پر گرفت مضبوط ہوئی تھی۔

نازش کو لگا تھا کہ وہ بیلٹ علی اس کے مارنے کیلئے لایا جیسے کئی ناول کے ہیرو اپنی بیویوں کو مارتے تھے۔

اگلے ہی پل نازش کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں تھیں علی نے بیلٹ اٹھایا تو تھا لیکن خود کو مارنے کیلئے وہ ایک کے بعد کئی بیلٹ اپنے ہاتھ اور کمر پر مار چکا تھا نازش تڑپ کر اٹھتی لیکن علی نرمی سے

اسے خود سے دور کرتا اپنے دائیں بازو کو زخمی کر چکا تھا کیونکہ اس آدمی نے نازش کو دائیں طرف سے چھوا تھا۔

فرسٹ ایڈلاؤ خود کو پر سکون کرنے کے بعد وہ بیلٹ سائیڈ رکھ کر بولا نازش فوراً فرسٹ ایڈلے آئی تھی نازش کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہ رہے تھے جسے نرمی سے علی صاف کر رہا تھا عجیب انسان تھا خود کو تکلیف دینے کے بعد پر سکون بیٹھا تھا اور مرہم بھی خود لگوا رہا اور اوپر سے ظاہر ایسے کر رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی ناہو۔

تمہارے سر میں درد تو نہیں؟؟ اپنے ہاتھ کی بینڈیج ہو جانے کے بعد وہ نازش سے مخاطب ہوا نازش نے خفگی سے نفی میں سر ہلایا اور فرسٹ ایڈلے کر اس کی جگہ پر رکھا نازش کے اس انداز پر علی کے چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ آئی۔

علی کی جان تمہیں مجھ سے ناراض ہونے کا حق ہے لیکن اپنی طبیعت کا خاص خیال رکھنا ہے اور میں کھانا لے کر آ رہا ہوں تم فریش ہو جاؤ علی نے نازش کو بانہوں میں اٹھا کر واشروم کے سامنے کھڑا کیا اور خود کمرے سے باہر نکل گیا۔

ربانیہ کھڑکی کے پاس کھڑی اپنی ہی سوچوں میں گم تھی رحمان کے آنے کی اسے خبر ہی نہیں ہوئی تھی۔

رحمان نے ربانیہ کے گرد حصار باندھا اور اپنے لب ربانیہ کی گردن پر رکھے۔

میری جان کیوں پریشان ہے۔؟؟؟

رحمان سوچ رہی ہوں نازش کو کیا ہوا ہے اچانک سے وہ تو گولیاں کھا کر بھی ایسے بھاگتی تھی جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہیں ہے تمہیں ہماری دوسری ملاقات یاد ہے یا۔؟؟ جب ہم نازش کو ہسپتال لے گئے تھے؟؟؟

ہاں وہ ملاقات کیسے بھول سکتا ہوں میں رحمان نے ربانیہ کا رخ اپنی طرف کیا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

اس وقت کے بعد سے نازش کی باڈی میں بہت چینجز آئی ہیں نا جانے کیوں۔

میری جان تم بہت سوچ رہی ہو کھانا بھی نہیں کھایا جاؤ فریش ہو جاؤ رحمان نے ربانیہ کے ہونٹوں کو انگھوٹے سے رب کرتے ہوئے کہا۔

ربانیہ خاموشی سے فریش ہونے چلی گئی اور جب وہ واپس کمرے میں آئی تو رحمان کمرے میں نہیں تھا یقیناً وہ کھانے پر اس کا انتظار کر رہے تھے ربانیہ بھی کمرے سے نکلتی ان کے پاس گئی تھی۔

علی کو نیچے آتا دیکھ سب کی نظریں اس کی طرف اٹھیں تھیں سانولی رنگت ہلکی ہلکی بیئر ڈکالی آنکھیں ماتھے پر بکھرے بال وجیہ چہرے پر سنجیدگی سجائے وہ نیچے اتر رہا تھا چہرے پر کسی بھی قسم کے کوئی تاثرات ہی نہ تھے۔

بھائی آئے ایم سوری علی کو ٹرے میں کھانا نکالتے دیکھ ربانیہ نے کہا تھا وہ سچ میں سر مندا تھی کیونکہ علی کے لاکھ منع کرنے کے باوجود وہ نازش کو اپنے ساتھ لے گئی تھی اور پھر باتوں میں اس قدر مشغول ہوئی کہ اسے نازش کا خیال ہی نہ رہا۔

گڑیا کوئی بات نہیں میں واپس اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا لیکن ہاں!! علی سیڑھیاں چڑھنے ہی لگا تھا کہ کچھ یاد آتے واپس ربانیہ کے سامنے آیا وہ ڈاکٹر زندہ نہیں رہنا چاہیے جس سے آخری بار علی کی جان نے دوائی لی تھی علی کہہ کر رکنا نہیں تھا واپس چلا گیا تھا جبکہ ربانیہ نے نا سمجھی سے رحمان کو دیکھا۔

رحمان نے ربانیہ کو اپنی طرف کھینچا اور اپنے ساتھ والی کرسی پر بیٹھاتے ربانیہ کو کھانا کھلانے لگا جبکہ ردا اور رزمنا بسورتی ایک دوسرے کے منہ میں نوالے ڈالنے لگیں تھیں ان کی اس انداز پر ریان اور روحان مسکراہٹ چھپاتے اپنا کھانا کھانے لگے۔

oooooooooooooooooooo

نازش نے جب سے وہ میڈیسن چھوڑیں تھیں کافی حد تک نازش کی صحت سنبھلی تھی۔ انہیں ترکی میں آئے ہوئے ایک ہفتے سے زیادہ ہو گیا تھا اور ایسا کوئی پل نانا تھا جس میں علی نے نازش کو اکیلا چھوڑا ہو فریش ہونے سے لے کر نہانے تک وہ اس کے پیچھے تھا نازش کے سر کی چوٹ بھی کافی حد تک بہتر تھی اب۔

ربانیہ اور رحمان کی رو اپنی ہی بات تھی جہاں چاہے ربانیہ کا دل کرتا رحمان پر جھپٹ پڑتی جبکہ ربانیہ کا یہ کہنا تھا کہ وہ یہ سب علی سے سیکھ رہی ہے کیونکہ گھر کا کوئی ایسا کوئی کونانا تھا جہاں علی نے نازش کو اکیلا پاتے اس کے ہونٹوں کا بوسہ نالیا ہو اور اس کی گردن کو اپنے لمس سے نامہ کیا ہو جہاں گھر میں علی نازش کو اکیلے دیکھتا وہ وہیں نازش کو اپنے حصار میں لے لیتا تھا کیونکہ روزرات کو

جانو میری جان!! میری زندگی پتا نہیں کتنے دن کی ہی تم اپنی بیوی کے ساتھ ایسا کرو گے؟؟؟
ربانیہ نے معصومیت کی ساری حدیں پار کرتے ہوئے کہا۔

تم اتنی جلدی کہیں نہیں جاسکتی سمجھی رحمان نے غصے سے ربانیہ کو گھور کر کہا اور اپنے ہاتھ ڈھیلے
چھوڑ دیئے تو ربانیہ زمین پر گری۔

پھر کیا تھا وہ ہی ہوا جو نہیں ہونا چاہیے تھا ربانیہ کی چیخ سن کر سب وہاں آگئے تھے اور ربانیہ میڈم
تو کسی اور ہی ٹون میں رحمان کے سامنے بندوق تانے کھڑی تھی۔

رحمان کو لگا تھا کہ وہ ہمیشہ کی طرح صرف اسے ڈرا رہی ہے لیکن سب کی جان تو تب نکلی جب
ربانیہ نے رحمان پر گولی چلا دی تھی۔

رحمان بھاگ کر علی کے پیچھے ہوا تھا کوئی غرض نا تھا یہ لڑکی پل لگاتی اس کو اوپر پہنچانے میں۔

ربانیہ بس کر دو وہ بیچارہ شادی کر کے پشتر ہا ہے نازش نے ربانیہ کے ہاتھ سے گن چھین کر کہا۔

بھائی آپ لوگوں کو پتا اس نے مجھے نیچے گریا ربانیہ نے رونی صورت بنا کر کہا علی ریان اور روحان نے رحمان کو ایسے گھورا تھا جیسے ابھی کھا جائیں گے اگلے ہی پل گھر رحمان کی چیخوں سے گونج اٹھا تھا نازش تو ربانیہ کی شرارت سمجھ چکی تھی ربانیہ نے علی کو اشارہ کر کے پیچھے ہونے کا کہا۔

رحمان ایک ہاتھ کو موڑے اپنی پھٹی شرٹ کو دیکھ کر ربانیہ کو گھور رہا تھا جواب دانتوں کی نمائش کر رہی تھی۔

ایسی ہی تھی ربانیہ اور رحمان کی محبت دونوں ایک دوسرے کیلئے جان دیتے تھے اور دونوں ایک دوسری کی جان لینے کیلئے بھی ہر وقت تیار رہتے تھے کوئی اور ان کے معاملے میں بولتا تو دونوں ایک ساتھ کھڑے نظر آتے تھے تب ہی سب نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔

میں اور رحمان کیپاڈو کیہ جا رہے ہیں ربانیہ نے رحمان کو کھڑا کر کے شرٹ کے پھٹے ہوئے حصے کو ہاتھوں سے چھوتے ہوئے کہا۔

یہ کس نے کہا؟؟؟ رحمان نے حیرت سے پوچھا۔

تم نے کل رات ربانیہ نے دو ٹیکٹس رحمان کو دکھاتے ہوئے کہا۔

اور میں اور ردا ہم لوگ استنبول جا رہے ہیں رمرانے کہا۔

ردا اور رمرانے ساتھ ہی دکھائی دیتی تھی اب تو روحان اور ریان کو اس چیز کی عادت ہو چکی تھی کیونکہ وہ دونوں ہمیشہ ایک ساتھ ہی خوش رہتی تھی لیکن ان دونوں میں ایک بات کا من تھی وہ یہ کہ جب وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہوتی تھیں تو وہ بس ان کی ہو کر رہ جاتی تھیں آدھا دن اپنے شوہر کے ساتھ اور آدھا دوست کے ساتھ جس سے اب ریان اور روحان کو کوئی اعتراض ہی نہ تھا وہ دونوں اپنے رشتے کو بیلنس کر کے چل رہی تھیں۔

کل چلی جانا آج ہمارا مومی کا پلین ہے۔ رمرانے کہا۔

کل ہڑتال ہے سنا ہے کسی شہزادی کا گزر رہے ان سڑکوں سے ربانیہ نے کہہ کر رخ اپنے کمرے کا کیا علی مسکرایا اور نازش کو لئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

رات زیادہ ہو چکی تھی اس لئے وہ سب بھی اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔

oooooooooooo

صبح صبح ربانیہ اور ردا اور رمرانے اپنے سفر کیلئے نکل چکے تھے جبکہ نازش اب اداس گھر پر اکیلی تھی۔

کیا ہوا ہے علی کی جان ابھی تک یہیں بیٹھی ہو چارنج گئے ہیں پار لروالی آرہی ہے تمہیں تیار کرے گی اور ہاں میرے لائے گئے ڈریسز میں سے کالے رنگ کا لباس پہننا سمجھی کیونکہ ایک ہفتے سے زیادہ ہو گیا ہے علی نے اپنی جان کو کالے لباس میں نہیں دیکھا۔

علی نے نازش کو اپنے حصار میں لے کر نازش کی گردن پر لب رکھے۔

علی ابھی نہیں پلیز زرز کہیں بھی شروع ہو جاتے ہیں آپ اور خیال کیا کریں کہیں بھی شروع ناہو جایا کریں۔

تو تمہیں کس نے کہا ہے اکیلے کہیں بھی کھڑے ہونے کا تمہیں دیکھ کر ویسے ہی میرا ایمان ڈگمگا جاتا ہے علی نے کہہ کر بنا نازش کو بولنے کی مہلت دیئے نازش کے لب پر جھکا اور لبوں کی زماہٹ کو محسوس کرنے لگا ہاتھوں کی بے باکیاں بڑھنے لگی تھیں۔

دروازے پر ہوتی دستک نے دونوں کو اپنی طرف متوجہ کیا علی نے بد مزہ ہو کر رخ باہر کا کیا۔

نازش اپنے چہرے کو بار بار ہاتھ لگا کر لمبے لمبے سانس لے رہے تھی۔

علی واپس آیا تو اس کے ساتھ تین لڑکیاں تھیں جو کہ اپنی خوبصورتی سے ہی ترکش لگ رہی تھیں
ڈریسنگ بھی بالکل ویسی ہی تھی۔

علی کی جان کمرے میں چلی جاؤ پھر ہم نے جانا ہے۔

علی باہر ہڑتال ہے بتایا بھی تھا ربانیہ نے۔

میں جانتا ہوں سب علی کی جان جاؤ جا کر تیار ہو جاؤ میں بھی تیار ہو کر آتا ہوں علی نے ان لڑکیوں
کو اشارہ کیا تو وہ نازش کہ پیچھے چلنے لگی۔

ربانیہ تم ان لوگوں کو کیوں ساتھ نہیں لائی ہم تو ساتھ گھومنے کیلئے آئے تھے نارحمان نے ربانیہ
کے ساتھ بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

رحمان میرے خیال سے سب کو پرائیویسی ملنی چاہیے آج نازش کا برتھ ڈے ہے جو کہ اسے یاد ہی
نہیں علی نے اس کیلئے سرپرائز پلین کیا تھا اور ایسے میں مجھے ان کی بیچ کباب میں ہڈی بننے کا شوق

نہیں میں وہاں رہتی تو ضرور ان میں گھستی اس لئے ہم تینوں نے وہاں سے نکل جانا ہی مناسب سمجھا۔

میری جان کیا ہوا ہے ربانیہ کے چہرے پر ادا سی دیکھتے رحمان نے ربانیہ کو اپنے قریب کیا۔
مجھے ویسے افسوس تو نہیں لیکن برا لگتا ہے تمہارے لئے رحمان کیونکہ میں ہمیشہ تمہیں تنگ کرتی رہتی ہوں۔

نہیں میری جان ایسی کوئی بات نہیں مجھے بس تم میرے پاس چاہیے ہو چاہے تنگ کرتی رہو یا
رو مینس رحمان نے ایک آنکھ دبا کر کہا تو ربانیہ مسکرائی اور اپنی آنکھیں موند لیں۔
ایک حسین سفر ان کا شروع ہو چکا تھا بس آخری کڑی تھی جسے کھولنا تھا۔

اتنے دنوں سے سجاد خان پر نظر رکھی ہوئی تھی وہ اب کیا ڈوکیہ میں تھا جس کی وجہ سے ربانیہ
نے کیا ڈوکیہ جانے کا فیصلہ کیا تھا اس سجاد خان کیلئے ربانیہ اکیلی ہی کافی تھی پھر کیوں وہ اس
چھوٹے سے کام کیلئے کسی کو پریشان کرتی اس لئے خود ہی وہ یہ کام ختم کر دینا چاہتی تھی

علی تیار ہو کر کب سے نازش کا انتظار کر رہا تھا لیکن نازش تھی کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی پارلروالی اسے تیار کر کہ جاچکی تھی کیونکہ نازش نے

ڈریسنگ تیار ہونے کے بعد کرنے تھی کیونکہ وہ لباس نازش کو بہت نازیہ لگا تھا اس لئے اس نے پہلے تیار ہونا مناسب سمجھا علی نے اپنے قدم آگے بڑھائے ہی تھے کہ سیڑھیوں سے نیچے اترتی نظر آئی۔

وہ کالے کلر کی سلیو لیس فرائک میں قدم قدم اٹھاتی نیچے آرہی تھی نازش کو ہمیشہ سے ایسے لباس سے چڑھ رہی تھی جو بھاری ہوتے تھے لاسٹ ٹائم نازش نے ایسی ہی فرائک پہنی تھی لیکن وہ فرائک آگے سے تھوڑی شورٹ تھی لیکن یہ فرائک کچھ الگ تھی سب سے الگ۔

پاؤں کو چھوتی بیک لیس اور سلیو لیس فرائک میں اس کی دودھیارنگت صاف نمایاں تھی کمر پر موجود تل بھی صاف نمایاں تھا جبکہ کندھے پر موجود تل بھی علی کو دور سے ہی نظر آرہا تھا۔ نفاست سے کیا گیا میک اپ بالوں کو کرل کر کے سر پر ایک وائٹ کلر کا کراؤن رکھا تھا گلے میں بلکل باریک سی چین جو نازش کہ صراحی دار گردن میں صاف نمایاں ہو رہی تھی کانوں میں

چھوٹے سے نگینے چمک رہے تھے سامنے سے اترتی نازش علی کو اپنے دل میں قدم رکھتی محسوس ہو رہی تھی۔

علی اس قدر نازش میں کھویا تھا کہ اسے یہ احساس ہی ناہوا کہ نازش آکر علی کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

چلیں۔؟؟؟؟ نازش نے علی کا ہاتھ پکڑ کر پکارا تو وہ ہوش میں آیا اور مسکرا کر نازش کو اپنے ساتھ لئے باہر کی طرف بڑھا۔

نازش نے گھر سے باہر قدم رکھا تو حیرت سے آنکھیں پھیلیں تھیں باہر کوئی بھی نا تھا کل تک جہاں سڑکوں پر رونق تھی آج وہاں کوئی بھی نا تھا ہر طرف کالے گلاب لگے ہوئے تھے لوگوں کے گھروں کی کھڑکیاں دروازے گاڑن جہاں جہاں نظر جا رہی تھی کالے گلاب ہی تھے کچھ لڑکیاں آنکھوں پر پٹی باندھے ایک بڑے سے کالین کو تھامے گھر کے سامنے کھڑیں تھیں۔ میری دس سال کی محنت علی نے نازش کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کر کے کہا۔

پپی بر تھ ڈے علی کی جان علی نے نازش کے کان میں سرگوشی کی تھی نازش رات طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے سوچکی تھی علی نے بھی اسے اٹھایا نہیں تھا۔

علی یہ سب۔؟؟؟ کالے گلاب کیسے کہاں سے آئے۔؟؟؟ یازش نے حیرت سے پوچھا تھا۔

دس سال سے یہ گلاب سنبھال سنبھال کر میں نے یہاں رکھے تھے کیونکہ مجھے یقین تھا کبھی نا کبھی

تو میں تمہیں حاصل کر لوں گا اس لئے میں نے ان پھولوں کی تعداد بڑھانے کیلئے اور ان کی دیکھ

بھال کے لئے ملازم مقرر کر دیئے اور آج دیکھو ایک دو نہیں لاکھوں کی تعداد میں یہ گلاب

تمہارے سامنے تمہارے قدموں میں بچھے ہیں علی نے نازش کا ہاتھ پکڑے اس لال کارپیٹ پر

پاؤں رکھاوائے سیل کی ہیل کے تلے وہ اس کارپیٹ کو مسلتی آگے بڑھ رہی تھی اور حیرت سے

ان گھروں کو دیکھ رہی تھی۔

علی یہ سب کیسے اور کیوں کیا۔؟؟؟ اور ان لڑکیوں کی آنکھوں پر پٹی کیوں ہے۔؟؟؟ نازش نے

ایک ساتھ کئی سوال کئے۔

علی کی جان یہ سب میں نے اس لئے کیا کیونکہ میں زندگی میں ایک بار صحیح لیکن علی کی جان کا

برتھ ڈے بہت اچھے سے سیلیبریٹ کرنا چاہتا تھا اس لئے کیا یہ ہڑتال ضروری تھی کیونکہ میں

نہیں چاہتا ایسے لباس میں علی کی جان کو کوئی اور دیکھے اور میرے لئے یہ مشکل نہیں تھا کیونکہ

اس علاقے کے سربراہ سے میری کافی اچھی جان پہچان ہے یہ سب تیاریاں تو کل رات سے ہی

شروع ہو چکی تھیں۔ اس لئے صبح میں میں نے تمہیں گھر سے باہر نہیں آنے دیا۔ اور رہی بات ان لڑکیوں کی ان کو بہت اچھے سے ٹرین کیا گیا ہے کیونکہ میں نہیں چاہتا علی کی جان پر کسی لڑکی ذات کی بھی نظر پڑے۔

نازش نے مسکرا کر سر خم کیا اور اس کارپیٹ پر علی ساتھ ہی قدم بڑھانے لگی۔

اس علاقے کے ختم ہوتے ہی سامنے دریا تھا اس دریا کے پاس ایک بڑا سا وڈھاؤس تھا جس میں نازش کی برتھ ڈے سیلیبریٹ کرنے کا انتظام علی نے کروایا تھا گھر میں داخل ہوتے ہی پیچھے کھڑی لڑکیوں کو علی جانے کا کہہ چکا تھا جو شکر کا سانس لیتی کارپیٹ لے کر وہاں سے جا چکی تھیں۔ گھر میں انٹر ہوتے ہی سامنے ایک ایک رکھا گیا تھا جو دکھنے میں بہت چھوٹا تھا لیکن خوبصورتی سے بنایا گیا تھا پیچھے بڑے بڑے الفاظ میں، پیپی برتھ ڈے لکھا ہوا تھا ہر طرف لال اور کالے رنگ کے غبارے تھے چھت سے لے کر زمین تک باریک تار نما ڈور سے ہر رنگ کے گلاب باندھ کر زمین تک لٹک رہے دور سے دیکھنے میں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ گلاب ہو امیں ہی لٹک رہے ہیں۔

علی نازش کا ہاتھ پکڑ کر نازش کو گلاس وال کے پاس لے گیا جہاں سوئمنگ پول پر ہر طرف گلاب ہی گلاب تھے پانی تو نظر ہی نا آ رہا تھا نازش حیرت سے یہ سب دیکھ رہی تھی کیونکہ پہلے کبھی اس کی برتھ ڈے سیلیبریٹ نہیں کی گئی تھی جیسے آج کی جارہی تھی وہ بھی بہت شان سے۔

تھینک یو سو مچ نازش نے علی کے گلے لگ کر کہا۔

علی کی جان علی اپنے جذبات کو کنٹرول کر رہا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم خود سے اس کے قریب آ کر امتحان لو میرا علی نے نازش کے گرد حصار باندھ کر کہا نازش مسکرائی اور پیچھے ہوئی اور پھر ایک نظر سوئمنگ پول کو دیکھا جہاں ایک میٹرس پانی پر تھا نازش کے گال سرخ ہوئے علی نے جھک کر نازش کی گال پر بوسہ دیا اور نازش کی کمر پر ہاتھ رکھے آگے بڑھا۔

یہ ناچیز آپ کی خدمت میں اس دنیا کا سب سے حسین تحفہ پیش کرنا چاہتا ہے تو کیا اجازت ہے۔؟؟ علی نے اجازت طلب نگاہوں سے نازش کو دیکھا نازش نے اثناب میں سر ہلایا تو علی نے پاس پڑا صندوق بہت احتیاط سے اٹھا کر ٹیبل پر رکھا اور نازش کا ہاتھ پکڑ کر واپس اندر آیا۔

پہلے کیک کاٹ لیتے ہیں پھر تحفہ علی نے نازش کے کندھے پر بوسہ دے کر کہا نازش مسکرائی اور علی نازش کا ہاتھ پکڑ کر کیک کاٹنے لگا۔

پہی برتھ ڈے علی کی جان علی نے سرگوشی کی اور نازش کی کان کی لو کو چوم لیا۔

کیک میں کھلاتا ہوں علی نے نازش کے ہاتھ سے کیک کا پیس لے کر اپنے ہونٹوں پر رکھا اور پھر

Page | 984

نازش کے ہونٹوں پر جھک کر آدھا کیک اس کے منہ دھکیلا اور باقی کا خود کھا لیا نازش تو آنکھیں

پھیلائے علی کو ہی دیکھ رہی تھی یہ سب اتنی جلدی ہوا تھا کہ نازش کو کچھ سمجھ میں ہی نہیں آیا تھا

نازش نے شرم

سے آنکھیں جھکائیں علی اپنے دل میں آتی خواہش پر نازش کے ہونٹوں پر جھکا تھا نازش کی

سانسوں کو وہ اپنے اندر ایڈیلتا خود کو نازش کی ہونٹوں سے سیراب کرنے لگا تھوڑی دیر بعد نازش

کو خود سے دور کرتے نازش کا ہاتھ تھامے وہ واپس گلاس وال کی طرف بڑھ گیا۔

کیونکہ علی جانتا تھا کہ اگر وہ مزید نازش کو دیکھتا رہا تو وہ کنٹرول نہیں کر پائے گا وہ جلد سے جلد

نازش کو اس کا تحفہ دینا چاہتا تھا۔

علی کی جان یہ تحفہ جو ہے نیا میں پائے جانے والے سب مہنگے سے مہنگے تحفوں کو بھی پیچھے

چھوڑ چکا ہے کھول کر دیکھو کیا ہے اس میں۔

لیکن ایک منٹ تم نے وضو کیا تھا۔؟؟؟

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

ہاں میں جب بھی گھر سے نکلتی ہوں ہمیشہ وضو کر کے نکلتی ہوں نازش نے حیرت سے دیکھتے علی کو

جواب دیا۔

اچھی بات ہے علی نے پاس پڑی ایک لال کلر کی شمال اٹھائی اور نازش کے گرد پھیلانی اور سر پر دی اب کھولو علی نے مسکرا کر کہا تو نازش نے اس صندوق کو کھولا نازش کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں نازش نے بے یقینی سے علی کو دیکھا علی نے اثاب میں سر ہلایا۔ نازش نے اس صندوق میں موجود کالے کلر کا کپڑا اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا اور رونے لگی۔

ہاں جب وہ ہی غلافِ کعبہ تھا جسے نازش نے حسرت سے دیکھا تھا اور خواہش کی تھی کہ اسلام لانے کے تحفے کی صورت میں اس غلاف کا ایک ٹکڑا اسے مل جائے تاکہ وہ اپنے گناہ دھولے یہ وہ ہی غلاف تھا جو رب نے اپنے گھر سے جوڑ رکھا تھا یہ وہ ہی غلاف تھا جو ناجانے کتنے وقت تک کعبہ کی زینت بنا رہا تھا اس نے تو بس ایک ٹکڑے کی خواہش کی تھی اور اس کے مجازی خدا نے حقیقی خدا کے گھر سے پورا ہی اس کو دیا تھا۔ بڑے بڑے الفاظ میں سنہرے رنگ سے اس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا وہ بار بار اس کو چوم رہی تھی بار بار اسے اپنے سینے سے لگاتی علی نازش کو دیکھ رہا تھا۔

یہ دنیا کا سب سے انمول تحفہ ہے جو میں نے اپنی زندگی میں موجود سب سے اہم انسان کو دیا ہے
قدر کرنا میرے تحفے کی علی نے گزارش کی تھی یا منت کی تھی یا زش اس بات کو نا سمجھ پائی تھی
آدھا غلاف نازش کے ہاتھ میں تھا اور آدھا صندوق میں علی نے خود پیار سے اس غلاف کو پکڑا اور
بوسہ دے کر صندوق میں رکھا۔

نازش نے واپس ایک نظر آسمان کی طرف دیکھا جہاں چاند پورے آب و تاب سے چمک رہا تھا
چاند کی چاندنی میں سوئمنگ پول میں لکھے بڑے بڑے الفاظ میں بیپی برتھ ڈے لکھا ہوا تھا اور پورا
پانی رنگ برنگے گلابوں سے ڈھکا ہوا تھا۔

"ایک ہفتہ" علی کی آواز نازش کی سماعتوں سے ٹکرائی تو وہ ہوش میں آئی اور علی کی طرف دیکھا
آنکھوں میں محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر رخمار آلود لہجے میں اس نے کہا تھا نازش اپنے اوپر علی کی
نظروں کی تپش محسوس کرتی کچھ قدم پیچھے ہی ہوئی تھی کہ علی نے نازش کو اپنی طرف کھینچ کر
نازش کے لب پر اپنے لب رکھے اور نازش کی ہونٹوں کی زماہٹ کو محسوس کرنے لگا ہاتھوں کی
بڑھتی بے باکیاں نازش کو خود میں سمٹنے پر مجبور کر گئیں تھیں۔

ایک ہفتہ خود سے دور رکھا ہے تم نے اب برداشت بھی تم نے ہی کرنا ہے اپنے کوٹ کوزمین پر بھینکتے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی اور وہ بھی نیچے زمین پر پھینکی اور نازش کی آنکھوں میں دیکھتا نازش کو اپنی بانہوں میں لئے پانی کی طرف بڑھا وہ قدم قدم پانی کے اوپر چلتا اس بستر پر آیا نرمی سے نازش کو لٹایا اور اپنے شوز اتار کر وہیں رکھے سوئمنگ پول کے اندر ہی ایک پول بنایا گیا تھا جسے پھولوں سے کوور کیا گیا تھا پہلے تو ایسا ہی لگتا کہ انسان پانی پر چل رہا ہے لیکن ہاتھ لگانے سے یا چلنے سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ زمین پر ہی چل رہا ہے۔

نازش آنکھیں موند کے منہ تکیے میں چھپائے آنے والے پل کیلئے خود کو تیار کر رہی تھی کمر پر ریبنگتا علی کا ہاتھ محسوس کرتے تکیے پر گرفت مضبوط ہوئی۔

لال چادر کو یاٹنی میں ہی پھینکتے علی نازش کی کمر پر جھکا نازش کی کمر میں پڑتے بل پر بوسہ دیا۔ نازش کا رخ اپنی طرف کیا اور ناک سے ناک کو رب کیا نازش کے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کرتے اس میٹرس کو سائیڈ سے دبایا تو چارو طرف سے وہ کسی پھول کی مانند بند ہوا تھا نازش کا کراؤن اتار کر پیچھے رکھ کر علی نازش کی گردن کو لمس سے مہرکانے لگا۔

نازش کی جسم کی رعنائیوں کو لبوں سے اور ہاتھوں سے محسوس کرتے وہ مدہوش ہوتا نازش میں کھو گیا تھا وہ دونوں ایک الگ ہی جہاں میں تھے جہاں ہر طرف صرف رنگینی تھی وہ بھی محبت کی نازش کے کان میں محبت بھری سرگوشیاں کرتے وہ نازش پر کسی کالی گھٹا کی مانند چھا گیا تھا نازش خود کو

علی کہ رحم و کرم پر چھوڑ کر اس کی بانہوں میں آنکھیں موندے پڑی بس علی کی شدتوں کو برداش کر رہی تھی۔

معنی خیز سسکیاں اور علی کی سانسوں کی آواز ایک مدہوش دھن پر رقص کرتی دونوں کی دھڑکنیں دونوں کو مسکرانے پر مجبور کر گئیں تھیں۔

ربانیہ میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا سمجھو مجھے میں مر جاؤں گا تمہارے بنا ربانیہ جب سے کیا ڈوکیہ پہنچی تھی تب سے اکیلے ہی سجاد سے ملنے کی ضد لگائے ہوئی تھی جبکہ رحمان کا کہنا تھا کہ وہ بھی

جائے گا لیکن ربانیہ ماننے کو تیار ہی نا تھی وہ اپنے مخصوص لباس میں لانگ کوٹ پہنے بلکل تیار کھڑی تھی۔

رحمان میری جان تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں ربانیہ اتنی کمزور ہوں کہ ایک کیڑے سے ہار جاؤں گی۔؟؟؟ نہیں ہو سکتا ایسا کیونکہ میرے ساتھ میرا رب ہے تم جانتے ہو میں نے بس ایک گولی ابھی ربانیہ بول ہی رہی تھی کے پاس گزرتی گاڑی میں اسے سجاد خان نظر آیا ربانیہ نے ایک نظر خالی سنسان سڑک پر ڈالی وہاں گئے چنے چند ہی لوگ تھے جو اپنے اپنے کام میں مصروف تھے سجاد خان کی گاڑی سے کسی لڑکی کی آواز آرہی تھی مطلب صاف تھا کہ وہ کسی لڑکی کو زبردستی لئے جا رہا ہے پیچھے بھاگتا ایک بڑی عمر کا شخص اور ایک خاتون رو رہیں تھیں ان کے آگے ہی کچھ بچے تھے جبکہ پیچھے وہیل چیئر پر ایک آدمی بے بسی کی انتہا پر تھا روتا وہ چیختا ترکش زبان میں اپنی بیوی کو پکار رہا تھا۔

ربانیہ نے رحمان کو گھر میں دھکا دیا اور گن نکال کر سجاد خان کے دماغ کا نشانہ لگاتی شوٹ کر کہ گھر میں بند ہو گئی یہ سب ربانیہ نے اتنی جلدی کیا تھا

کہ کسی کو بھنک تک نہیں لگی تھی کہ یہاں ہو کیا ہے گن پر سائیلینسر لگا تھا جس کے باعث آواز تک پیدا نہ ہوئی تھی۔

ربانیہ نے کھڑکی سے باہر جھانکا تو وہ لڑکی اب اس معذور کے قدموں میں بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی جبکہ بچے اس کے آس پاس بیٹھے ان دونوں کو چپ کر وار ہے تھے بزرگ تو بار بار اپنے رب کا شکر ادا کرتے وہاں سے انہیں لے کر نکل گئے تھے۔

رحمان میری جان رحمان کو زمین پر اوندھے منہ گردا دیکھ ربانیہ اس کی طرف بڑھی۔

پیچھے ہٹو مجھ سے ظالم عورت رحمان منہ بسور کر کہتا چکن کی طرف بڑھا جہاں ان دونوں نے ابھی ابھی کھانا کھایا تھا۔

میری جان میں آج بہت خوش ہوں کیونکہ میں نے اپنا کام ختم کر دیا کل ہم لوگ آرام کریں گے تین دن بعد ہم واپس نازش والوں کے پاس جائیں گے پھر پاکستان واپس ربانیہ نے رحمان کی شرٹ کو کب اتار دیا تھا یہ تو رحمان کو بھی اندازہ نہ ہوا تھا ربانیہ کے ہاتھ کہ ٹھنڈے لمس کو اپنی کمر پر محسوس کرتا رحمان مسکرایا اور ربانیہ کو اپنی بانہوں میں اٹھائے کمرے کی طرف بڑھا باہر

شور ہو رہا تھا یعنی پولیس اپنا کام کرنے آچکی تھی لیکن ربانیہ کو پرواہ کہاں تھی وہ پہلے ہی محلے میں لگے کیمروں کو بند کروا چکی تھی اور اس کا کام ایسے ہو جائے گا اس کو علم تک نا تھا۔

محلے کے کیمرے بند کروانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ آرام سے یہاں سے نکل جائے کیونکہ اس محلے کا ایک اصول تھا شام کے بعد نہیں نکل سکتا تھا۔

رحمان ربانیہ کو بیڈ پر لٹائے خود اس پر جھکا اور ربانیہ کے لبوں کو قید کئے خود کو سیراب کرنے لگا ہاتھ کی بے باکیاں بڑھیں اور بڑھتے بڑھتے ہی وہ دونوں پر کمفرٹ اوڑھ چکا تھا کمرے میں اب دونوں کی سانسوں کی آواز تھی اور رحمان اپنی محبت کی برسات ربانیہ پر کرتا کسی کالی گھٹاکے مانند چھایا تھا شرمناہ تو ربانیہ کی شان کے خلاف تھا تب ہی وہ بھرپور ساتھ دیتی رحمان کو اپنی محبت کا احساس دلا رہی تھی۔

ردا اور رمز اتواستنبول آنے کے بعد ایسے اپنے شوہروں سے غافل ہوئیں تھیں جیسے کوئی مسافر کوئی میلوں کا سفر کرنے کے بعد ہوش سے ہوتا ہے ریان اور روحان ان کی طبیعت کا خیال کرتے ان دونوں کو سونے کی اجازت دے چکے تھے۔

میں سوچ رہا ہوں لندن میں موجود اپنا بزنس خود سنبھال لوں وہاں موجود لوگوں پر کب تک یہ سارا کام ڈال کر خود آرام سے گھوموں گا روحان نے لیپ ٹاپ میں ہاتھ چلاتے ہوئے کہا۔
ٹھیک کہہ رہے ہو میں بھی واپس یو۔ کے جانے کا سوچ رہا ہوں بہت نقصان ہو رہا ہے بزنس میں۔
ہمممم یہاں سے جانے کے بعد علی سے بات کریں گے روحان نے لیپ ٹاپ سائیڈ میں رکھتے ہوئے کہا تو ریان نے بھی لیپ ٹاپ رکھا اور کمرے کی لائٹ بند کرتے سونے کی کوشش کرنے لگا۔

ردا اور رمز ایک روم میں ساتھ تھیں۔ ریان اور روحان ایک ساتھ تھے ویسے ہی جیسے وہ لوگ شادی سے پہلے رہا کرتے تھے۔

علینہ مجھے لگتا ہے کہ ہمیں بھی علی کے ساتھ ہی جانا چاہیے تھا عادل نے علینہ کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے کہا۔

عادی مجھے نہیں لگتا ایسا کیونکہ وہ ان کی پرسنل ٹرپ ہے ہم کتنی بار گئے تھے ایک بار بھی بھائی ساتھ نہیں گئے تھے تو ہم کیوں انہیں تنگ کریں چپ کریں آپ کو تو بس بہانا چاہیے علینہ نے عادل کو ڈپٹا۔

جی۔ جی۔ بیگم آپ کا حکم سر آنکھوں پر عادل نے منہ پر رومال باندھتے ہوئے کہا علینہ کا قبضہ کمرے میں گونجاتھا اور عادل کے منہ سے رومال ہٹا کر عادل کے سینے پر سر رکھے آنکھیں موند لیں

~ ایک ہفتے بعد ~

وہ سب لوگ اس وقت ایئر پورٹ پر کھڑے تک پاکستان کی سرزمین پر انہوں نے ابھی قدم رکھا تھا علی نازش کا ہاتھ تھامے آگے بڑھ رہا تھا نازش کی طبیعت ناساز تھی اور وہ بہت بے چین نظر آرہی تھی نا جانے کیوں آج پھر اسے کمزوری کا احساس ہو رہا تھا۔

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

رحمان ربانیہ کے ساتھ ایئر پورٹ کے باہر نکلا ہی تھا کہ ربانیہ زمین بوس ہو گئی سب اس کی طرف بڑھے۔

علی کیا ہوا۔ نازش کی بات ادھوری رہ گئی اور وہ علی کی ہاتھوں میں جھول گئی تھی رد اور رمز کی تو مانو جان ہی نکلنے کے در پر تھی ان دونوں کا اچانک ایسے بیہوش ہو جانا سب کو پریشان کر گیا تھا۔ صبح تک تو ٹھیک تھیں دونوں رحمان ربانیہ کو لئے اپنی گاڑی کی طرف جبکہ علی بھی نازش کو اپنی بانہوں میں لئے پینسجر سیٹ پر بیٹھا تھا لیکن نازش اب بھی اس کی بانہوں میں ہی تھی پورے راستے علی نازش کو اپنے سینے سے لگائے بار بار اسے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا پریشانی کے باعث علی کو اتنا ہوش نارہا تھا کہ پانی کی چند بوندیں ہی ان کے چہرے پر پھینکی جائیں لیکن وہاں ہوش کے تھا بس سب نازش اور ربانیہ کی فکر میں ہلکان ہو رہے تھے۔

مس نازش کس کی وائف ہیں۔؟؟؟ ڈاکٹر نے سامنے کھڑے ہر فرد پر نگاہ ڈال کر کہا علی آگے بڑھا تو ڈاکٹر نے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا رکھا۔

مس ربانیہ کس کی وائف ہیں۔؟؟؟ دوسری ڈاکٹر نے آکر پوچھا تو رحمان آگے بڑھا ڈاکٹر نے پیچھے آنے کا کہا اور اپنے کیبن کی طرف بڑھی۔

بہت بہت مبارک ہو مسٹر رحمان آپ باپ بننے والے ہیں ڈاکٹر بتا کر کچھ ہدایات کر رہی تھیں پر رحمان تو بس اس بات سے آگے کچھ سن ہی ناپایا تھا کہ وہ باپ بننے والا ہے رحمان کی چیخ گونجی ڈاکٹر ڈرتے اٹھ کر کھڑکی سے جا لگیں تھیں اور حیرانی سے چیخ چیخ کرنا چتے ہوئے رحمان کو دیکھ رہی تھیں جو کبھی ٹیبل اور کبھی کرسی پر چڑھ کر ناچ رہا تھا ریان اور روحان اس کی چیخ سن کر آئے تھے لیکن سامنے کھڑے رحمان کو ناچتا دیکھ حیرانی سے اسے دیکھنے لگے۔

کچھ ہی منٹوں میں رحمان کیمین کی حالت خراب کر چکا تھا اس سے پہلے ریان کچھ پوچھتا ایک اور چیخ گونجی تھی جو کہ ربانیہ کی تھی وہ سب ربانیہ کے پاس بھاگے تھے۔

مجھے کچھ بھی نہیں ہوا ہے نرس میں ٹھیک ہوں تو پھر یہ انجیکشن کیوں۔؟؟؟ ربانیہ نے منہ بسور کر کہا۔

دیکھیں آپ بہت کمزور ہیں فلحال جو آپ کیلئے اور کہ بچے کیلئے ٹھیک نہیں نرس نے کہہ کر انجیکشن ربانیہ کے طرف بڑھایا۔

مسٹر علی مبارک ہو اب باپ بننے والے ہیں ڈاکٹر نے علی کو کہہ کر کچھ ہدایات کرنے لگیں تھیں جبکہ علی تو وہاں ہوتے ہوئے بھی وہاں موجود نہیں تھا۔

علی کی جان۔ علی نے کہہ کر ڈاکٹر کا ہاتھ پکڑا تھا اور اسے لئے بھاگنے کے انداز میں نازش کے پاس گیا جو بیڈ پر بیٹھی تھی اور چہرہ اشرم سے لال ہو رہا تھا علی کو دیکھ نازش نے نظریں جھکائیں۔
ڈاکٹر میری بیوی کے اندر سے اسے نکالو مجھے کوئی بچہ وچہ نہیں چاہیے آپ جانتی ہیں کتنی کمزور ہے یہ کیا کر دیا ہے آپ نے نکالیں اس کو مجھے میری بیوی چاہیے بچہ نہیں۔

مسٹر علی پہلی بات یہ آپ نے ہی کیا ہے آپ کی بدولت یہ ماں بننے والی ہیں اور دوسری بات یہ کوئی باسکٹ میں رکھا بلبل کا بچہ نہیں جسے ہاتھ ڈال کر باہر نکال لیں ڈاکٹر نے کہا تو رمز اور ردا کے قہقہے گونجے تھے۔

کیا مطلب میری وجہ سے۔؟؟ میں کون سے بچہ اوپر سے لے کر آیا تھا علی کا دماغ اس وقت تو اس بات پر ہی اٹکا تھا کہ نازش کمزور ہے جسکی وجہ سے وہ خوش ہوتے ہوئے بھی خوش نا تھا۔

کوئی اس سے پوچھتا باپ بننے کی خوشی کسے کہتے ہیں وہ چیخ چیخ کر بتانا چاہتا تھا کہ ان دونوں کے وجود کا حصہ اس دنیا میں آنے والا ہے پر وہ اپنی اس خوشی پر اپنی بیوی کی جان کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا۔

آپ لوگ باہر جائیں۔ ڈاکٹر کچھ بولتی اس سے پہلے ہی نازش بولی تھی رمز اور ردانازش کے ماتھے پر بوسہ دے کر باہر نکل گئی تھیں علی تیزی سے نازش کی طرف بڑھا تھا اور نازش کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا اس کی سانسیں بند کر گیا نازش اچانک افتادہ پر بوکھلائی اور علی کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے پیچھے کرنے لگی۔

لیکن علی کو روکنا اب اس کے بس میں کہاں تھا علی نے بیڈ کے نیچے لگے بٹن کر پریس کیا تو زمین چاک ہوئی تھی نازش نے حیرت سے زمین کو دیکھ پھر علی کو جواب بھی خود کو سیراب کرنا نازش کو اپنی بانہوں میں اٹھائے اس طرف بڑھا جہاں سے زمین چاک ہوئی تھی اور جیسے ہے وہ نیچے کی طرف بڑھتا گیا اوپر سے وہ بالکل پہلے والی حالت میں آگئی تھی۔

رمز اعلیٰ کہاں ہے؟؟؟؟ ریان نے رمز اور ردانازش کے ساتھ بیٹھے دیکھ پوچھا تھا۔

اچھا چلو ہم گھر چلتے ہیں علی سیدھا گھر ہی آئے گا رحمان نے ربانیہ کو اپنی بانہوں میں اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔

رحمان میں چل سکتی ہوں ربانیہ نے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

میری جان میں جانتا ہوں پر میں نہیں چاہتا میرے بچے کو کچھ ہولناکیاں بند رکھو رحمان نے تنبیہ کرتی نگاہوں سے ربانیہ کو دیکھ کر کہا تو وہ خاموش ہو گئی جبکہ ردا اور مرزا منہ بسورتی ان کے پیچھے ہی تھیں۔

تقریباً تیس منٹ کے بعد وہ ایک جگہ پہنچے تھے علی کو پسینے سے شرابور دیکھ نازش نے نفی میں سر ہلایا تھا پورے راستے علی نے نازش کو ایک منٹ کیلئے بھی نیچے ناساتار تھا لیکن وہ خود چلتا رہا۔

جب وہ دونوں اپنی مخصوص جگہ پر پہنچے تو نازش کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا ہسپتال کے نیچے اس قدر حسین کمر؟؟؟؟ جہاں علی کی اور نازش کی بچپن کی کچھ تصاویر لگیں تھی جہاز کی سائز کا ایک بیڈ ایک چھوٹا سا ٹیبل اور کچھ صوفے تھے نازش کی نظر اب گلاس وال پر گئی جہاں روشنی تھی اس کا مطلب صاف تھا کہ وہ اب زمین کے اوپر موجود ہیں۔

آنکھوں میں محبت کا ایک جہاں بسائے وہ نازش کو دیکھنے میں مصروف تھا نازش علی کی نظریں خود پر محسوس کرتی آنکھیں جھکا گئی۔

علی کی جان!! میں نہیں جانتا میں اپنی اس خوشی کا اظہار کیسے کروں پر میں تمہیں کھونے سے ڈرتا ہوں علی نا جانے کس خوف کے تحت اسے کہہ رہا تھا جیسے وہ جانتا تھا آنے والا وقت اس پر کون سی قیامت ڈھانے والا ہے۔

علی میں ٹھیک ہوں اب ڈاکٹر نے بھی تو کہا تھا نا کہ میں اب میری فزیکل ہیلتھ بھی ٹھیک ہے آپ کیوں ڈر رہے ہیں۔

میں یہ سب نہیں جانتا علی کی جان پر میں بس اتنا جانتا ہوں تمہارے بنا نہیں جی سکوں گا میں۔

میری دعا ہے تم سے پہلے اللہ مجھے اپنے پاس بولالے علی کہہ کر ایک بار نازش کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔

نازش نے تڑپ کر کچھ کہنے کے لئے لب وا کئے ہی تھے کہ وہ اس کی سانسوں کو اپنے اندر انڈیلنے لگا نازش کو نرمی سے بیڈ پر لٹاتے وہ اس پر کسی کالی گھٹا کی مانند چھا گیا تھا اس کے جسم کے پور پور پر محبت کی مہریں مثبت کرتا وہ اس کو محسوس کر رہا تھا۔

ربانیہ تم میری زندگی کا وہ اہم ترین حصہ ہو جس کے بغیر میں رہنے کا تصور تک نہیں کر سکتا ہوں میں جانتا ہوں نا تم انوکھی ماں بن رہی ہو اور نا ہی میں باپ لیکن میں چاہتا ہوں تم اپنا خیال رکھو سمجھی اور جو بھی چاہیے ہمیشہ مجھ سے مانگو تو بہتر ہے رحمان نے ربانیہ کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے کہا۔

رحمان میں آپ کے ساتھ ہی ہوں کہیں نہیں جا رہی ابھی تو میں نے پوری کرکٹ ٹیم بنانی ہے ربانیہ دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہا۔

اچھا اااااااااااا۔ تو کیا خیال ایک ہی بار میں۔ رحمان کی بات ابھی مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ ربانیہ نے رحمان کے سینے پر لگے برسانے شروع کر دیئے تھے۔

میں انسان ہو کتیا نہیں ربانیہ نے کہہ کر منہ موڑا۔

ہیں۔؟؟؟؟ اس کا کیا مطلب۔۔؟؟؟ نا سمجھی سے پوچھا گیا۔

میری جان جاننا ضروری نہیں ہوتا تو تمہارے آنکھوں میں اس نمی کو کبھی نا آنے دیتا میں روحان نے نرمی سے ردا کی آنکھوں پر بوسہ دیا۔

روحان پلیززز آپ اکیلے چلے جائیں؛!!!!

میں اس معاملے میں خود گرز ہوں ردا میں تمہیں خود سے الگ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا اور تم کہہ رہی ہو میں تمہیں یہاں چھوڑ کر جاؤں؟؟؟؟؟ روحان کالہجہ ناچاہتے ہوئے بھی سخت ہوا تھا۔
روحان میں نے بہت سال ربانیہ والوں کے بنا گزار دیئے میں ہم نمر اکو کھوچکے ہیں ردا نے نم آنکھوں سے روحان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

میری جان میرا تمہارے سوا اس دنیا میں کوئی اپنا نہیں وہ سب احساس کے رشتے ہیں لیکن تم میرا اپنا ایک ذاتی رشتہ ہو جو میرا سگا ہے تمہیں بھی دور کر دوں؟؟؟؟؟

روحان کی آنکھوں میں تکلیف دیکھ ردا مزید کچھ نہیں بولی تھی وہ آنکھیں جھکا گئی۔

روحان ردا کو چپ دیکھ ردا کو اپنے ساتھ لٹا کر لائٹ بند کرتا آنکھیں موند کر لیٹ گیا۔

روحان آپ ناراض تو نا ہوں نا۔۔

ردا میں ناراض نہیں ہوں سو جاؤ روحان نے ردا کو اپنے حصار میں لیا۔

تو پھر آپ ایسے لیٹ گئے ردا نے اندھیرے میں ہی روحان کو دیکھتے کہا روحان مسکرایا اور ردا کے بالوں پر بوسہ دیا۔

میری جان تم میری زندگی کا سب سے اہم حصہ ہو وہ حصہ جو مجھے میرے پاس چاہیے ہے ہمیشہ پلیز زئیہ مجھ سے دور رہنے کی بات نا کرنا روحان کی آواز میں تکلیف صاف نمایاں تھی۔

زندگی نے اسے تکلیف کے سوا کچھ نادیاتھا چھوٹی سی عمر میں ماں باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے بعد زندگی کی تلخ ہو گئی تھی ریان اور روحان دونوں کزن تھے ریان اور روحان کے والدین کا ایک کار ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا تھا اس کے بعد ریان نے ہی روحان کو سنبھالا تھا ریان روحان س تین سال بڑا تھا جب ان دونوں کے والدین کا انتقال ہوا اس وقت ریان کی عمر پندرہ سال تھی جبکہ روحان صرف بارہ سال کا تھا چھوٹی سی عمر ماں باپ کے غم نے اسے نڈھال کر دیا تھا لیکن ریان کے باعث آج وہ زندہ تھا۔

روحان آپ فکر نا کریں میں آپ کے ساتھ ہی ہوں کہیں نہیں جا رہے ردا نے روحان کے گلے میں ہاتھ ڈال کر اس کے قریب ہوئی تھی روحان ہوش میں آیا اور مسکرا کر ردا کے اوپر آیا۔

اچھا بیگم اپنی اس بات کو قائم رہنا روحان کہہ کر ردا کے ہونٹوں پر جھکا اور ردا روحان کے ہاتھوں کی بے باک حرکت کو محسوس کرتی آنکھیں موند گئی تھی روحان بڑھتے وقت کے ساتھ مدہوش ہوتا اسے اپنی محبت کی بارش میں بھگور ہاتھا۔

ردا خاموشی سے روحان کی شدتیں برداشت کرتی اس کے رحم و کرم پر اس کی بانہوں میں پڑی تھی۔

رمز اکیا ہو گیا ہے یا تم مجھ سے منہ کیوں بنا رہی ہو کس نے کیا تھا شادی والی رات سو جانے کیلئے اور پھر میری جگہ ردا کے ساتھ تو سوتی آرہی ہو تم ریان نے غصے سے کہا تھا۔

رمز جب سے ہسپتال سے آئی تھی ریان کو مسلسل اگنور کر رہی تھی کیونکہ بقول رمز کے اگر وہ ابھی ماں بننے کے درجے پر فائز نہیں ہوئی تو اس میں ریان کی غلطی تھی جسے سن پہلے تو ریان حیران تھا پھر ریان کو غصہ آرہا تھا۔

ریان آپ کا کہنے کا مطلب کیا ہے؟؟؟ میری غلطی کی وجہ سے ہمارا بچہ ہم تک نہیں آیا ربانیہ اور نازش کو دیکھا تھا کتنا خوش تھیں وہ دونوں اور علی بھائی اور رحمان بھائی تو بار بار ان کے صدقے جا

رہے تھے علی بھائی نے پورے شہر میں راشن تقسیم کروایا ہے اور تو اور جب تک ان کا بچہ اس دنیا میں نہیں آجاتا تب تک اس شہر میں راشن مفت تقسیم کیا جائے گا مرنے منہ بسور کر کہا۔ اور تمہیں یہ سب کیسے پتا ریان نے حیرت سے پوچھا تھا کیونکہ یہ بات روحان ریان رحمان اور علی کے علاوہ کسی کو نامعلوم تھی۔

میں نے میسج پڑھ لیا تھا جو علی بھائی نے کیا تھا آپ کو مرنے رونی صورت بنا کر کہا۔ اچھا اب یہ بات کسی اور کو مت بتانا کیونکہ علی نہیں چاہتا کہ یہ بات کسی اور کو پتا چلے ریان نے مرنے کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے اوپر گرایا اور خود بیڈ پر گرا تھا۔ ریان اللہ پاک ہمیں کب اولاد دے گا میں ربانیہ اور نازش سے پیچھے نہیں رہنا چاہتی پلیز زرز۔ ہا ہا ہا ہا ہا ہا۔ تمہیں اس چیز کی ٹینشن ہے کہ تم ان سے پیچھے رہ جاؤ گی ریان نے مرنے کو اپنے مزید قریب کرتے ہوئے کہا تھا۔ ہاں!!! مختصر سا جواب دیا گیا۔

علینہ رات کے بارہ بج رہے ہیں اس وقت نہیں جاسکتے میں وعدہ کرتا ہوں کل لے جاؤں گا۔

پکا؟؟؟؟؟ علینہ نے واپس پوچھا۔

ہاں چلو پہلے ہی بہت دیر کر دی ہے اب کھانا کھاؤ چلو عادل نے تھوڑے سخت لہجے میں کہہ کر کھانا علینہ کے سامنے رکھا جسے علینہ خاموشی سے کھانے لگی تھی

نازش کی صبح آنکھ کھلی تو سامنے علی کو شرٹ لیس پیش اپس کرتے دیکھ مسکرائی نازش نے اک نظر اپنے وجود پر ڈالی علی کی شرٹ میں ملبوس وہ آنکھیں مسلتی اٹھی تھی اور علی کے کندھوں پر ہاتھ لگائے اور پاؤں پر پاؤں اور علی کے اوپر ہی پیش اپس کرنے لگی۔

علی کی جان تم پہلے ہی تھکی ہوئی ہے رہنے دو علی نے پیش اپس کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔
یہ تو ہے آپ کریں میرے حصے کے بھی نازش علی کی کمر پر بیٹھ کر بولی علی نے نفی میں سر ہلایا اور پیش اپس کرنے لگا۔

کندھے اور کمر میں درد ہونے کے باوجود بھی علی نے نازش کو کچھ ناکہا اور پیش اپس لگا تا رہا جب نازش نے محسوس کیا کہ علی کے کندھے لال ہو رہے ہیں اور چہرے پر تھکان کے تاثرات نمایاں ہیں تو وہ خود ہی نیچے اتری علی گرنے کے انداز میں زمین پر لیٹ کر آنکھیں بند کئے سانس لینے لگا تھا۔

اگر آپ تھک گئے تھے علی تو آپ بتا دیتے نازش نے علی کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا۔

علی کی جان علی اپنی جان کو کبھی کچھ نہیں کہہ سکتا علی کی جان جو چاہے وہ کر سکتی ہے علی کے ساتھ علی نے نازش کا ہاتھ پکڑ کر اس پر بوسہ دیا نازش مسکرائی۔

علی آپ مجھے علی کی جان کیوں کہتے ہو؟؟ سوال کیا گیا۔

علی کی جان تم مجھے نازش کی جان کیوں نہیں کہتی۔؟؟؟ علی نے نازش کو اپنے سینے پر گرا کر سوال کیا تھا۔

اب سے کہوں گی۔ نازش نے گویا بات ہی ختم کی تھی کیونکہ علی کے ہاتھوں کی بے باک حرکتوں کو وہ باخوبی نوٹ کر رہی تھی۔

نازش نے حیرت سے علی کو دیکھا۔

ایک قدم نہیں اٹھانا میں کس لئے ہوں۔؟؟؟ تھوڑی دیر پہلے تم پورے دس قدم چلی ہو میں تمہاری صحت پر کوئی کمپرومائز نہیں کر سکتا نازش علی نے رونی صورت بنا کر کہا نازش کا دل کر رہا تھا اپنا سر پھوڑ دے کیا قدم اٹھانے سے بھی اسے کوئی نقصان ہو سکتا تھا۔؟؟؟؟؟

نازش کی جان آپ اتنی فکرنا کریں میں ٹھیک ہوں۔ نازش نے آج پہلی بار علی کو ایسے پکارا تھا۔ ہائے میں قربان علی کی جان!!!! علی نے کہہ کر نازش کے ہونٹوں پر بوسہ دیا اور نازش کو اٹھائے واشروم میں داخل ہوا۔

میں خود ہی شاور دے دیتا ہوں تمہیں علی نے واشروم کا دروازہ بند کرتے ہوئے کہا نازش نے حیرت سے علی کو دیکھا۔

نازش کی جان نازش یہ کام آرام سے خود کر لے گی نازش نے علی کو گھورتے ہوئے کہا پر تب تک علی اپنا آدھا کام کر چکا تھا نازش کو ایسے اپنے سامنے دیکھ وہ تو یہ بھول ہی گیا تھا کہ وہ اسے شور دلوانے کے ارادے سے آیا تھا علی نازش کے ہونٹوں پر جھکا تھا اور شاور چلا کر اس کے ہوش

ٹھکانے لگاتا ایک بار پھر نازش کو اپنے حصار میں لیتے اس میں کہیں کھو گیا تھا نازش کو جب راہ فرار
نامی تو خاموشی سے علی کے کندھے پر ہاتھ رکھتی آنکھیں موند گئی۔

ربانیہ ٹھیک سے کھاؤ یا رکتی پتلی ہو گئی ہو تم رحمان ربانیہ کو ناشتہ کروا رہا تھا لیکن ربانیہ کو منہ
بناتے دیکھ بولا تھا۔

ردا اور رمزا کے منہ جو جو س تھا وہ اب رحمان کے منہ پر تھا اس کے بعد ناشتہ ہونے والے رمزا
اور ردا کا قبضوں کا سلسلہ شروع ہوا۔

اگر بھائی یہ پتلی ہے تو یقیناً ہم لوگ تو آپ کو نظر ہی نہیں آرہے ہوں گے ردا نے ربانیہ کے
بھرے بھرے گالوں کو کھینچ کر کہا تھا رحمان نے گھور کر ردا اور رمزا کو دیکھا تو وہ اپنی ہنسی دبانے
کی کوشش کرتی ناشتے کی طرف متوجہ ہوئیں تھیں۔

میں نے کمرے میں جانا ہے رحمان اور نہیں کھاؤں گی میں پلیز زرز۔

ربانیہ میں نہیں چاہتا میرا بی پتلا ہو میں چاہتا ہوں میرا بی صحت مند ہو موٹو سا اب جلدی سے یہ یہ سارا ختم کرو اس کے بعد میں تمہیں بادام اور کچھ خشک میوے دوں گا سمجھی رحمان نے غصے سے ربانیہ کو ڈبٹتے ہوئے کہا تو ربانیہ منہ بسور کر کھانا کھانے لگی۔

رحمان!!! ربانیہ کی بات ادھوری رہ گئی تھی جب گھر میں کچھ لوگ داخل ہوئے تھے حیدرولا کچھ ہی سیکنڈ میں کالے لباس میں ملبوس لوگوں سے بھرا نظر آنے لگا تھا۔

وہ ہائی ہیل پہنے منہ پر ہیوی میک اپ کئے بالوں کو ٹیل پونی بنائے جینز اور ٹاپ میں ان کے سامنے کھڑی تھی جسم کا ہر حصہ صاف نمایاں ہو رہا تھا۔

ردا اور ریزانے ریان اور روحان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا ریان اور روحان کے لبوں کو ایک دلکش مسکراہٹ نے چھوا تھا روحان اور ریان نے ریزا اور ردا کے ہاتھوں کو ہٹانے کی کوشش ناکامی تھی بلکہ ردا اور ریزا کو کے کر اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔

اب وہاں ربانیہ جو کھانے میں مصروف تھی اور رحمان جو ابھی بھی ربانیہ کو کھلانے میں مصروف تھا جیسے وہاں ان دونوں کے علاوہ کوئی ہو ہی نا۔

علی کہاں ہے۔؟؟؟؟۔ وہ دھاڑی دی۔

بیٹھ جاؤ مجھے تنگ نہیں کرو میں ناشتہ کر رہی ہوں دونوں آنے والے ہیں تمہیں نازش نے چھوڑ کر غلطی کی تھی اس سے پہلے میں تمہیں شوٹ کر دوں برائے مہربانی خاموشی سے بیٹھ کر نازش کا انتظار کرو رہا بنیہ نے غصے سے کہہ کر واپس کھانا شروع کیا۔

علی کی جان میری طرف دیکھو نا کیا ہوا ہے۔؟؟؟ نازش جو کب سے علی کو نظر انداز کر رہی تھی اب علی کی طرف دیکھا تھا ناشتہ کرتے وقت بھی نازش کچھ بولی نا تھی بس علی نے جیسے ناشتہ کروایا کر لیا تھا پانی پلانے پر ہمیشہ وہ روکتی تھی لیکن آج خاموشی سے ہی پی لیا تھا۔

علی واشروم۔؟؟؟ سیر یسلی؟؟؟ میں ناول میں پڑھا تھا صرف یہ سب مجھے سمجھ نہیں آتی تھی کہ وہ لوگ کیسے۔ نازش غصے اور شرم سے اپنی بات ادھوری چھوڑ کر ڈوبٹاسیٹ کرنے لگی تھی۔

علی جان بارٹب ابھی علی بول ہی رہا تھا کہ نازش کہ گھورنے پر خاموش ہو گیا اور کسی مجرم کی طرح منہ جھکائے کھڑا ہو گیا تھا کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہ ہی عزیل جس کے سامنے سب کی زبان بند ہو جاتی تھی آج وہ خود منہ جھکائے کھڑا تھا۔

گھر چلیں نازش نے کہہ کر اپنا قدم اٹھایا ہی تھا کہ نازش اب علی کی بانہوں میں تھی نازش کے منع کرنے کے بعد بھی علی سننے نہیں والا تھا تب ہی آنکھیں موند کر علی کے سینے پر سر ٹکا یا علی مسکرا کر باہر کی طرف بڑھا تھا۔

○○○○○○○○○

گھر میں داخل ہوئے تو سامنے اتنے گارڈز کھڑے دکھ علی کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے تھے۔
قدم گھر کے اندر بڑھائے سامنے بے فکر بیٹھی سونیا پر نظر گئی پھر جب سونیا کی نظر علی اور پھر اس کی بانہوں میں موجود نازش پر پڑی تو سونیا غصے سے کھڑی ہوئی تھی۔
علی نے نرمی سے نازش کو نیچے کھڑا کیا۔

علی کی جان میری اجازت کے بنا ایک قدم نہیں اٹھانا سمجھی علی نے پیار سے کہہ کر نازش کے ماتھے پر بوسہ دیا اور سونیا کی طرف دیکھا۔

سونیا بھاگ کر علی کے سینے سے لگی یہ سب اتنا جلدی ہوا تھا کہ علی حیرت سے اپنے ساتھ لگی سونیا کو دیکھا رہا تھا علی نے سونیا کو خود سے پیچھے دھکیلا سامنے بیٹھی ربانیہ نے شیشے کا گلاس زمین پر دے مارا تھا۔

ربانیہ ہم کمرے میں چلتے ہیں۔ رحمان نے ربانیہ کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ کر کہا تھا۔

رحمان۔۔۔ تنبیہ کرتی نگاہوں سے دیکھ رحمان کو پکارا۔

میری جان یہ سن کا ذاتی مسئلہ ہے رحمان ربانیہ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھا اور کمرے کی طرف بڑھا۔

نازش غصے سے سامنے کھڑی اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی جو کچھ دن پہلے ہی نازش کی قید سے آزاد ہوئی تھی کیا وہ بھول گئی تھی کیسے روبی نے نازش کے کہنے پر دن رات اسے چابک سے مارا تھا کیا وہ اپنے جسم پر رینگتے کیڑوں کو بھول گئی تھی جو آج ایسے علی کے سینے سے لگی تھی۔

میں اس لڑکی کی جان لے لوں گی جس نے تمہیں مجھ سے چھینا سو نیا نے نازش کو گھورتے دیکھ کر کہا۔ علی نے مسکرا کر نازش کو دیکھا پھر جھک کر سونیا کی آنکھوں میں جھانکا سونیا گھبرا کر پیچھے ہوئی۔

لعنت ہو میری مردانگی پر جب میرے پاس ہوتے ہوئے کوئی علی کی جان کو نقصان پہنچا جائے۔

میں علی کی جان کی طرف اٹھتا وہ ہر ہاتھ توڑنے کی طاقت اور ہمت رکھتا کہ جو میری بیوی کو نقصان پہنچانے کیلئے اٹھیں گے۔ ہمت ہے تو کوشش کر کے دیکھ لو علی نے نازش کا ہاتھ چھوڑ کر کچھ قدم پیچھے لئے اور کوٹ سے لاسٹر نکالا اس سنگین ماحول میں علی کے لاسٹر کی آواز گونجی تھی۔

مار دو اسے سونیا نے چیخ کر ایک گارڈ کی طرف دیکھا کچھ گارڈ نازش کی طرف بڑھے نازش بے خوف کھڑک غصے سے سونیا کو گھور رہی تھی۔

تم لوگ میرے غلام ہوں میرے حکم کے تحت کام کرنے والے کتے علی کی رعب دار آواز حیدر ولا میں گونجی جو گارڈ جہاں کھڑا تھا وہیں سر جھکا گیا۔

اوہ عزیزیل!!! سونیا نے طنزیہ مسکرا کر کہا۔

عزیزیل خاموش ضرور ہوا تھا پر مرا نہیں تھا علی نے لاسٹر کو دیکھتے ہوئے دلکش مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔

ان گارڈ نے میری بیوی علی کی جان کو نقصان پہنچانا چاہا ہے نا۔؟؟؟؟ علی نے سونیا کو دیکھ کر پوچھا سونیا نا سمجھی سے علی کو تکتے لگی۔

دیکھتے ہی دیکھتے علی نے ان گارڈز کو بری طرح مارنا شروع کر دیا تھا علی تب تک پیچھے ناہوا تھا جب تک وہ گارڈ ہوش و حواس سے بیگانہ ناہو گئے سو نیا نسی میں سر ہلاتی پیچھے قدم لینے لگی۔

ت۔ت۔ت۔ تم عزیل نہیں ہو سکتے۔ تم عزیل نہیں ہو عزیل قتل نہیں کرتا تھا سو نیا چیخ چیخ کر کہتی اپنے قدم پیچھے لینے لگی علی قدم اٹھاتا سو نیا کی طرف بڑھنے لگا سو نیا کو علی کی آنکھوں سے عجیب وحشت محسوس ہو رہی تھی کچھ تو تھا ان کالی آنکھوں میں۔؟؟؟ جنون محبت عشق۔۔۔
؟؟۔

دس سال۔ دس سال میں نے انتظار کیا ہے اس دشمن جاں کیلئے اور تم اسے نقصان پہنچاؤ گی۔؟؟؟؟ علی سو نیا کے چہرے کے پاس دھاڑا۔

نازش کی جان مجھے کمرے میں جانا ہے۔ خاموش کھڑی نازش کہ آواز گونجی۔

چلو علی کی جان علی نے مسکرا کر نازش کو کہا چند ہی سیکنڈ میں علی کا غصہ جھاگ کی مانند غائب ہوا تھا

گارڈز اس لڑکی کو کمرے میں بند کر باقی کے حساب بعد میں بے باک ہوں گے علی کہہ کر نازش کو بانہوں میں اٹھائے کمرے میں چلا گیا پیچھے روتی چیخنی سو نیا کا اس کے مقام پر پہنچا دیا گیا۔

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

علی جاؤ وہ بیلٹ لے کر آؤ۔ علی نے نازش کو بیڈ پر بٹھایا تو نازش فوراً بولی تھی علی بھی بنا کوئی سوال جواب کئے بیلٹ لے آیا اور نازش کے ہاتھوں میں تھا ماریا۔

شرٹ اتارو۔ مختصر کہا گیا۔

کیا بات ہے علی کی جان اب شرم کہاں گئی۔؟؟؟؟ علی نے نازش کی ناک کو دبا کر کہا نازش کے گھورنے پر علی نے اپنا لوٹ اتارا اور پھر شرٹ اتار کر بیڈ پھینکی ہی تھی کے نازش کے بیلٹ مارنے پر حیرت سے نازش کو دیکھنے لگا جس کی آنکھوں میں غصہ صاف نمایاں تھا۔

میری جان اٹھنا نہیں۔ نازش کو کھڑا ہوتے دیکھ نرمی سے واپس بیڈ پر بٹھایا اور خود نازش کے قدموں میں بیٹھ کر نازش کا ایک ہاتھ تھا۔

اس کے بعد کبھی نارکنے والے تشدد کا سلسلہ شروع ہوا علی خاموشی سے بیٹھا بس نازش کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جہاں غصہ تھا جلن تھی علی کو اپنا درد ہی محسوس ناہور ہا تھا کیونکہ وہ تو نازش کے چہرے میں کھویا تھا۔

جب خون بلیٹ پر لگا تو نازش نے علی کو دیکھا جو محبت سے نازش کو دیکھ رہا تھا۔

اس حالت میں زیادہ میڈیسن نہیں اس لئے سرد رہو اس سے بہتر ہے پہلے ہی دبا دوں علی نے کہہ کر نازش کو چپ رہنے کا کہا اور پھر خاموشی سے کبھی نازش کا سر دباتا تو کبھی پاؤں اور نازش مسکراتی نیند کی وادیوں میں کھو گئی تھی۔

اس دن کے بعد سے سونیا اور نازش کا سامنا ہوا تھا اور ناہی علی نے اس کی طرف دیکھا تھا پر نازش کے کہنے پر سونیا کو آزاد کر دیا گیا تھا کیونکہ وہ اپنی نئی زندگی کی شروعات اچھے سے کرنا چاہتی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی اولاد کہ ذہن میں ایسا کوئی بھی خیال آئے جو غلط رہ کی طرف لے جائے اب یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا کہ کون کس راہ پر چلے گا۔

یہ دن کیسے گزرے تھے کوئی علی سے پوچھتا نازش سو رہی ہوتی تو اس کے سر پر کھڑا رہتا کبھی بھی کوئی علی کو نازش کے ساتھ دیکھتا تو علی نازش کے پاؤں دباتے دکھائی دیتا یا تو سر پر تیل لگاتے ربانیہ تو اپنے رب کی شکر گزار تھی کہ اس کی اس دوست کو وہ پیار ملا تھا جس کیلئے وہ بچپن میں تڑپی تھی جو پیار احساس اس کے خون کے رشتوں نے اسے نہیں دیا تھا وہ سب احساس کے تحت جوڑے رشتے دے رہے تھے۔

رحمان نے بھی ربانیہ کیلئے دن رات ایک کر رکھے تھے ربانیہ کا کھانے سے لے کر چلنے پھرنے تک کا وہ خیال ایسے رکھتا تھا جیسے وہ کوئی چھوٹی سی بچی ہو تیز چلتی تو رحمان اس کے پیچھے چنٹا سناٹی دیتا تھا کچھ خراب کھاتی تب رحمان ربانیہ کے سر پر کھڑا دکھائی دیتا تھا۔

ردا اور رمزانے تو خود کو ربانیہ اور نازش تک محدود کر رکھا تھا نازش اور ربانیہ تو ردا اور رمزا کے لئے ہاتھ کا چھالا تھیں کوئی بھی کام ہوتا خود کرتیں رحمان اور علی کی غیر موجودگی میں وہ دونوں نازش اور ربانیہ کے پاس سے ناہلتی تھیں اللہ پاک نے دونوں کو اولاد جیسی نعمت سے ابھی بھی محروم رکھا لیکن وہ دونوں اپنے رب کے فیصلے پر خوش تھیں۔

علیسیسیسیسیسی۔ علی جو ابھی ابھی آفس سے آیا نازش کے لئے کچھ بنا رہا تھا نازش کی چیخ سن کر نازش کی طرف بھاگا تھا ہاتھ پر گرے گرم آئل کو بھی فراموش کر گیا تھا۔

علی کی جان ہم ڈاکٹر کے جارہے ہیں نازش کو درد سے چیختا دیکھ علی نے نازش کو اپنے بانہوں میں بھرا تھا اور گھر کے داخلی دروازے کی طرف بھاگا تھا۔

ان نو مہینوں میں نازش کے جسم میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ صحت بھی کافی متاثر ہونے لگی تھی وہ خود کو کمزور محسوس کرتی تھی سانس کی بیماری دن بہ دن بڑھتی نظر آرہی تھی علی نے ملک کا کوئی

ایسا ڈاکٹر ناچھوڑا تھا جس کہ پاس وہ نازش کونالے گیا ہونازش کی سانس کی بیماری ٹھیک تو ہوگئی تھی پرنازش کے جسم میں بڑھتی کمزوری کے باعث آج کل وہ بہت چڑچڑی رہتی تھی علی سے بناوجہ لڑائی کرتی رہتی ربانیہ رداورر مزا سے بھی دورر رہتی تھی بس علی ہی تھا جس کے پاس بیٹھتی تھی لیکن اس بھی لڑائی کرتی تھی۔

نازش کو درد سے بلبلا تے دیکھ علی کے ماتھے پر پسینہ نمایاں ہوا وہ کہاں برداشت کر سکتا تھا نازش کو اس حالت میں علی نے ان نو مہینوں میں نازش کو ایک قدم تک نا اٹھانے دیا تھا اچانک یہ درد علی کو اپنی جان جاتی محسوس ہو رہی تھی۔

ڈرائیور گاڑی نکالو گھر کے خارجی دروازے سے نکلتے علی دھاڑا تھا ڈرائیور نے گاڑی نکالی تو وہ خود گاڑی میں بیٹھ کر نازش کو اپنی بانہوں میں بھرے ہی گاڑی آگے بڑھانے کا کہہ چکا تھا۔

کیا ہوا ہے نازش کو۔؟؟؟ ربانیہ بمشکل کمرے سے رحمان کو ہاتھ پکڑے باہر آئی تھی باہر کھڑے ملازم جو منہ جھکائے کھڑے تھے ان کی طرف دیکھ کر بولی تھی۔

ان کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی۔ ابھی ملازمہ بول ہی رہی تھی کہ ربانیہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتی چیخی تھی۔

آآآآآ۔ رحمان آج اس کو باہر نکالو ورنہ میں اس کا قتل کر دوں گی صبح سے ہوتی تکلیف کی
اب بس ہوئی تو ربانیہ چیخی تھی۔

رحمان نفی میں سر ہلاتا ربانیہ کو اپنی بانہوں میں بھرے باہر کہ طرف بھاگا تھا ردا اور رما چانک
سے ان دونوں کی ایسی حالت دیکھ پریشانی سے رحمان کے ساتھ ہی گئی تھیں۔

رحمان ربانیہ کو پیچھے بیٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا اور ردا ربانیہ کے دائیں بائیں
بیٹھیں اس کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھیں تھیں۔

ربانیہ حوصلہ رکھ یا سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ردا نے کہا۔
چٹاخ۔۔ ایک تھپڑ ردا کے منہ پر رسید کی۔

کیا بول رہی ہے حوصلہ یہاں میری جان نکل رہی ہے درد سے اور تو بول رہی ہے حوصلہ
رکھوں؟؟؟۔ رحمان میں تمہاری جان لے لوں گی یہاں اس حالت میں پہنچا کر کیسے آرام سے
بیٹھے ہو ربانیہ نے درد اور غصے کی شدت سے کراہتے کہا تھا۔

کیا کہا میری وجہ سے۔؟؟؟ ربانیہ یہ سب تمہاری وجہ سے بھی ہوا ہے کس نے کہا تمہارو زرات کو میرے سامنے لہراؤ اپنا ای ادائیں دکھاؤ رحمان غصے سے بولا تمہاردا اور ر مز اتو شرم اور حیرت سے ان دونوں کی اس بے باک گفتگو کو سن رہی تھیں اب انہیں احساس ہوا تھا کہ کتنی بڑی غلطی کی ان دونوں کے ساتھ آکر۔

تم ایک بار باہر آ جاؤ بیٹا تمہاری ماں بہن ایک ناکی نامیں بھی تمہاری ماں نہیں اب ربانیہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے دھمکیاں دے رہی تھی۔

بیٹا نہیں بیٹی رحمان نے ربانیہ کی بات کو درست کیا۔

بیٹا ہو یا بیٹی اس درد کی سزا ان کو نادی تو میں بھی ربانیہ نہیں۔ آ آ آ آ آ آ آ آ۔۔

اس لڑائی میں وہ کب ہسپتال پہنچے پتا ہی ناچلا۔

ڈاکٹر ڈاکٹر میں مرگئی ڈاکٹر رحمان ربانیہ کو ہسپتال میں کے کر داخل ہوا تو رحمان کے بولنے سے پہلے ہی بولتی تھی۔

کچھ ہی منٹ میں وہ اپنے ارد گرد ڈاکٹر کو دیکھ کر خوش ہوئی تھی اور ڈاکٹر اسے اپنے ساتھ آپریشن وارڈ میں لے گئے تو رحمان نے شکر کا سانس لیا اور علی طرف بڑھا تھا۔

ڈاکٹر!!!! ڈاکٹر علی نازش کو اپنی بانہوں میں اٹھائے چیخ رہا تھا ڈاکٹر کی ایک قطار علی سامنے کھڑی نازش کو سٹریچر پر لٹائے آپریشن تھیٹر میں لے گئے تھے۔
مسٹر علی ایک ڈاکٹر نے علی کو پکارا۔

جی۔؟؟؟؟ علی نے خالی نگاہ اٹھا کر ڈاکٹر کو دیکھا۔

دیکھو ڈاکٹر مجھے کوئی بری خبر نہیں دینا میں مر جاؤں گا میرے پاس اس وقت میرے اپنے احساس کے تحت جڑے رشتے بھی نہیں جو مجھے حوصلہ دیں علی نے منت بھرے لہجے میں ڈاکٹر سے کہا تھا کیونکہ کل ہی ڈاکٹر نے نازش کی صحت کے بارے میں اچھی خبر نادی تھی اور وہ ہی ڈاکٹر کچھ کاغذات لئے علی کے سامنے کھڑا تھا۔

علی عادل کی پکار پر علی نے عادل کو دیکھا بس یہیں تک تھا علی کا حوصلہ صبر کا پیمانہ لبریز ہوا اور وہ روتا عادل کے گلے لگا تھا۔

عادل میں مر جاؤں گا میں اس کے بنا ایک سانس نہیں لے پاؤں گا مجھے نہیں چاہیے تھی اولاد اس کی ضد تھی۔ مجھے وہ چاہیے عادل میں مر جاؤں گا علی عادل کے گلے لگے آج دس سال بعد پھر سے ویسے ہی رو رہا تھا جیسے وہ اپنے ماں باپ کی موت پر رویا تھا علینہ پاس بیٹھی علی کو بار بار چپ ہونے کا کہہ رہی تھی وہ جانتی تھی اس کے حوصلہ دینے سے وہ کچھ ٹھیک نہیں کر سکتی لیکن وہ اپنا آخری رشتہ نہیں کھونا چاہتی تھی۔

علی پچھلے دو گھنٹوں سے عادل اور علینہ رحم و کرم پر پڑا کسی بچے کی طرح رو رہا تھا رونے کے باعث آنکھیں سرخ ہوئیں تھیں اور جسم بخار سے تپنے لگا تھا۔ لیکن کسی بھی ڈاکٹر کو علی نے اپنے قریب نہیں آنے دیا تھا۔

مبارک ہو مسٹر علی بیٹا ہوا ہے ڈاکٹر نے علی کے پاس آتے ہوئے ایک بچہ علی طرف کیا علی عادل کو چھوڑ کر اٹھا اور بنا بچے کی طرف دیکھے ڈاکٹر کو سوالیہ نظروں سے دیکھا جسے سمجھتے ڈاکٹر نے نفی میں سر ہلایا تھا علی اپنے دل پر ہاتھ رکھتا پیچھے ہوا اور نفی میں سر ہلانے لگا تھا۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے علی زمین بوس ہو گیا تھا رحمان نے اس بچے کو گود میں لیا اور ڈاکٹر علی کو وارڈ میں لے گئے تھے۔

وہ معصوم بچہ اپنے چہرے پر معصومیت سجائے دنیا جہاں سے بیگانہ سو رہا تھا اسے کیا معلوم تھا اس کی زندگی کی شروعات ہی محرومیوں سے ہو گی رحمان بس اس بچے کو دیکھ رہا تھا جس کا رنگ نازش جیسا تھا پر چہرے کے نقوش علی جیسے رحمان مسکرایا اس مصیبت بھری گھڑی میں بھی وہ مسکرایا تھا رحمان کے مسکراتے ہی اس بچے نے آنکھیں کھولیں پل بھر کیلئے رحمان کو دیکھا اور پھر آنکھیں موند لیں تھیں۔

مبارک ہو مسٹر رحمان بیٹی ہوئی ہے ایک ڈاکٹر نے آکر مسکرا کر کہا اور بچی رحمان کے دوسرے ہاتھ میں پکڑائی جس پر اس معصوم نے واپس آنکھیں کھولیں اور سامنے موجود اس بچی کو دیکھ مسکرایا اور آنکھیں موند لیں۔

ان بچوں کی آمد کی خوشی پر کوئی بھی خوش نہیں سب کے چہرے پر افسوس تکلیف نمایاں تھی اس میں ان بچوں کی کیا غلطی تھی؟؟؟؟ جو کھیل قدرت نے کھیلنا تھا وہ کھیل لیا گیا تھا اب سوائے افسوس کے ان کی زندگی میں کچھ باقی نارہا تھا۔

علی کیسا ہے ڈاکٹر۔؟؟؟ ڈاکٹر باہر آیا تو عادل نے آگے بڑھا کر ڈاکٹر سے پوچھا۔

ڈاکٹر نے عادل کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ Page | 1031

آئے ایم سوری۔ آپ میرے کیمین میں آئیں ڈاکٹر کہہ کر اپنے کیمین کی طرف بڑھا تھا۔

سب کو ایسا لگا تھا جیسے آسمان ان پر ٹوٹ پڑا ہو اعلینہ خاموشی سے دیوار کا سہارا لئے کھڑی ہو گئی ریان اور روحان بے یقینی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے کل جب وہ یہاں آئے تو سب کے چہرے کھلے ہوئے تھے اور آج سب کے چہرے دکھ بھری داستان بیان کر رہے تھے رحمان کی آنکھ سے کچھ آنسوؤں ٹوٹ کر اس معصوم شہزادے اور شہزادی کے چہرے پر گرے تھے اور وہ ان بچوں کو اپنے ساتھ لئے نرسنگ وارڈ کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے کہا تھا وہ نازش کے بنا مر جائے گا سانس نہیں لے پائے گا اور وہ کر گیا عادی وہ اپنے ساتھ میرے بھائی کو بھی لے گئی ہمیشہ کے لئے اعلینہ کہہ کر روتی عادل کے سینے پر سر ٹکا کر رونے لگی تھی۔

اب ان کی زندگیوں میں کیا ہونے والا تھا یہ اب آنے والی زندگی ہی بتانے والی تھی

ربانیہ کو ہوش آیا تو رحمان کو اپنے پاس بیٹھے دیکھ مسکرائی۔

بہت بہت مبارک ہو دو بچوں کی اماں۔ رحمان نے ربانیہ کے سر پر بوسہ دے کر کہا ربانیہ نے نا سبھی سے رحمان کو دیکھا تو رحمان نے پاس پڑی پالکی کی طرف اشارہ کیا جہاں دو بچے تھے۔

رحمان کل تک تو ایک ہی تھا اور آج دو۔؟؟؟؟

ربانیہ نازش رحمان بولتے بولتے رکا تھا ربانیہ نے حیرت سے رحمان کو دیکھا تو وہ نفی میں سر ہلاتا سر جھکا گیا۔

رحمان نہیں مزاق نہیں کرو یا رکھ کل تک ٹھیک تھی وہ صبح میں بھی مجھ سے لڑ رہی تھی۔ ربانیہ چیختی اٹھ کر بیٹھی تھی رحمان نے ربانیہ کو اپنے سینے سے لگایا اور ماتھے پر بوسہ دیا۔

تم نے نازش کے بیٹے کو سنبھالنا ہے ربانیہ تم ہی ٹوٹ گئی تو اسے کون سنبھالے گا۔؟؟؟؟ رحمان نے ربانیہ کو روتے دیکھ کر کہا۔

ربانیہ میری بیٹی بہت بہت مبارک ہو زاہدہ بیگم نے وارڈ میں داخل ہوتے ہوئے کہا چہرے پر کسی سبھی قسم کے تاثرات نہ تھے گویا مبارک باد دینا بھی ان کی مجبوری ہو۔

نانی صاحبہ یہ احسان بھی نا کریں ایسی مبارک باد۔؟؟؟ دو دو بچوں کی نانی بنی ہیں آپ اور ایسی روکھی سوکھی مبارک ربانیہ نے طنز کیا زاہدہ بیگم نے رحمان کو وارڈ سے باہر جانے کا اشارہ کیا تو وہ باہر کھڑے زاہد صاحب کی طرف بڑھا اور زاہدہ بیگم نے اس ننھے شہزادے کو ہاتھوں میں لیا اور چومتے ربانیہ کے پاس بیٹھ کر اسے دیکھنے لگی۔۔

ربانیہ جو نازش اور علی کے ساتھ ہوا ہے اس کے بعد مجھے نہیں لگتا یہ مبارک باد بھی دینی چاہیے تھی مجھے لیکن میری بیٹی کو کسی کی خوشیاں کھانے کی عادت نہیں تھی زاہدہ بیگم نے روتے ہوئے کہا۔

عادت تو مجھے بھی نہیں کسی کی تکلیف پر خوش ہونے کی ربانیہ نے اس ننھے وجود کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور ایک کے بعد کئی آنسوؤں ٹوٹ کر اس کے ننھے سے چہرے کو بھگونے لگی۔

علیش ربانیہ نے اس کی دونوں گال پر بوسہ دے کر نام پکارا۔

واہ واہ یہاں تو نام بھی رکھ دیا گیا اور ہمیں کسی نے پوچھا بھی نہیں ردا نے روتے ہوئے ربانیہ کے ہاتھ سے اس بچے کو پکڑا اور پھر بار بار چومتی رونے لگی تھی۔

ربانیہ یہ بچہ ماں باپ کے پیار سے محروم رہے گا؟؟؟ کیا اسے وہ پیار نہیں ملے گا جو ہر بچے کو ملتا ہے جو تمہاری بیٹی کو ملے گا ردا نے روتے ہوئے ربانیہ کو دیکھا۔

جب اس کی تین تین مائیں ہیں باپ ہیں تو کیوں محروم رہے گا؟؟؟ ربانیہ نے ردا کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کر کے کہا تو وہ روتے ہوئے بھی مسکرائی تھی۔

علیش نام کیوں؟؟؟ اور اس کے معنی کیا ہیں؟؟؟ رماز جو کب سے خاموش کھڑی آنسو بہا رہی تھی علیش کو اپنی گود میں لے کر بولی۔

علی کی دنیا نازش پر ختم ہوتی تھی اور نازش کی علی پر اور یہ ان دونوں کے وجود کا حصہ ہے جو علی پر

شروع اور نازش کے ش پر ختم ہو گا اسے ہم ماں باپ جتنا پیار ضرور کریں گے لیکن اس کے

جذبات کے ساتھ نہیں کھیلیں گے ہم اس کے ماں باپ کی حقیقت اس پر شروع سے ہی عیاں

کریں گے تاکہ یہ حقیقت کو تسلیم کرے ربانیہ نے اپنی ننھی سی پری کو اپنے سینے سے لگاتے

ہوئے کہا۔

رحمان زاہد صاحب کے ساتھ وارڈ میں داخل ہوا پیچھے ہی ریان اور روحان تھے جنہوں نے باری باری ربانیہ کو مبارکباد دی پر چہرے پر چھائی اداسی کو ناچھپا سکے تھے غم خوشی پر حاوی ہو گیا تھا عادل اور علینہ تو ان سب کے درمیان موجود نہ تھے۔

ربانیہ کو ڈسچارج کر کے جب گھر لایا گیا زاہد صاحب اور زاہدہ بیگم واپس اپنے بچوں کے پاس چلے گئے تھے کیونکہ رقیہ بیگم کے بس میں نہ تھا حنین اور حسنین کو سنبھالنا وہ دونوں افلاطون زاہدہ بیگم کے بس میں ہی تھے۔

ریان اور روحان کو علی کی کہی بات یاد آئی تھی۔

"میری اولاد جب حیدرولامیں آئے تو میں چاہتا ہوں اس کا صدقہ اتارا جائے چند پیسوں سے نہیں بلکہ ایسا کہ پورا شہر جانے کے علی کی اولاد اس دنیا میں آئی ہے۔"

علی کی اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کچھ ہی گھنٹوں میں پورے شہر میں تحفے تحائف تقسیم کئے گئے تھے ایک نہیں دو نے نہیں پورے دس کروڑ کے علی حیدر مرتضیٰ ایسا ہی تھا بات بات پر اپنی بیوی کا صدقہ دینے والا نازش مسکراتی تب بھی وہ اس کا صدقہ دیتا تب بھی اس کا صدقہ دیتا تھا۔

اور آج جب اس کی اولاد نے حیدر ولا میں قدم رکھا تب بھی اس کا صدقہ دیا گیا تھا۔

پانچ سال بعد۔۔

تیلے بنا بے شوادی بے شوادی لتیاں۔

(تیرے بنا بے شوادی بے شوادی رتیاں)

اوشجنا اااااااا۔

(اوشجنا اااااااا)

تیلے بنا بے شوادی بے شوادی لتیاں۔

(تیرے بنا بے شوادی بے شوادی رتیاں)

اوشجنا اااااااا۔

(اوشجنا اااااااا)

پات سی تھلیاں فضاؤ۔

پاک سی کھلیاں فضاؤ۔ ابھی وہ مزید گاتا کے پیچھے سے آتی چپل نے اس کا منہ بند کیا تھا۔

Page | 1037

یش میں بول ہی ہوں تلے داؤولنہ روحان ڈیڈا شے تمہالی اپچی اپچی باتیں تروں دی ناتیا یاد ترو

دے۔

(یش میں بول رہی ہوں چلے جاؤورنہ روحان ڈیڈا سے تمہاری ایسی ایسی باتیں کروں گی ناکیا یاد کرو گے)۔ وہ بے بی پنک کلر کی فراک کو سنبھال کر منہ پر آئے بال پیچھے کرتی غصے سے کہہ رہی

تھی۔

میں شولی بول لہا ہوں نا۔

(میں سوری بول رہا ہوں نا)۔

آپ دونوں پھر سے ایسے بات کر رہے ہو۔؟؟؟ربانیہ نے غصے سے یش کو دیکھتے ہوئے کہا پھر

ایک نظر اپنی بیٹی پر ڈالی جو کچھ منٹ چھوٹے ہونے پر ہی سب کی لاڈلی تھی اور یش صاحب وہ تو

کسی کو خاطر میں نالاتے تھے وہ صرف اپنی ماں کا بیٹا تھا ربانیہ نے بھی اسے ماں جی کی محسوس نا ہونے دی تھی۔

ماما آپ کو پتا ہے میرا دل نہیں کرتا ایسے بات۔ بات کرنے کا پر۔ پر یہ رانی ہے نایہ ایسے بات کرتی ہے۔ عیش نے بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ربانیہ نے نفی میں سر ہلا کر عیانہ کو پاکی میں لٹایا اور عیش کو اپنے پاس آنے کا کہا۔

آج ماما پاپا کے پاس جا رہا ہے میرا بچہ؟؟؟ ربانیہ نے نم آنکھوں سے عیش کو دیکھتے ہوئے کہا تو ہش نے اثباب میں سر ہلایا۔

دعا کرو گے نا آج بھی؟؟؟؟

یس مام عیش ہمیشہ اپنے ماما اور پاپا کیلئے دعا کرتا ہے وہ جائے نماز بچھا کر ایک جاندار مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہا تو ربانیہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور عیش کو اپنے سینے سے لگایا عیش کو پیچھے کرتی واشروم میں چلی گئی آج پھر ربانیہ کی سسکیاں وہ دونوں معصوم سن رہے تھے اور بار بار ربانیہ کو پکار رہے تھے۔

ماما آپ بھی چلیں ناساتھ میں ماما کو اچھا لگے گا روئیں نہیں لیش کو برا لگ رہا ہے ربانیہ نے لیش کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر روتی ہوئے بولی۔

رانی تم نہیں رو لیش کو اچھا نہیں لگتا پلیز زز۔ لیش نے رانیہ کی آنکھوں سے آنسو صاف کئے اور عیانہ کی طرف بڑھا کیونکہ ربانیہ کی سسکیاں اب بند ہو گئیں تھیں۔

عیانہ گڑیا تم میری ہو بس میری لیش نے عیانہ کے ماتھے پر بوسہ دے کر کہا۔

لیش تم میرے ہو میرے ساتھ کھیلو گے ہمیشہ یہ گندی ہے رانیہ نے غصے سے لیش کو پیچھے دھکا دے کر غصے سے عیانہ کو دیکھا۔

پانچ سال بعد پھر سے اللہ پاک نے ربانیہ کو ماں بننے کا شرف بخشا تھا اور عیانہ آج چھ مہینے کی ہو گئی تھی ردا اور رزرا کو اللہ پاک نے ابھی تک اولاد سے محروم رکھا تھا اور وہ دونوں اپنے رب کے فیصلے پر ہی خوش تھیں۔

رانیہ آپ پھر لڑ رہی ہیں بہن ہیں وہ آپ کی ربانیہ رانیہ کو غصے میں عیانہ کی قریب بڑھتے دیکھ کر کہا۔

مامائش میرا ہے میں اس کو کسی کے ساتھ شیئر نہیں کروں گی رانیہ نے یش کو گلے لگاتے کہا۔
کیا ہو رہا ہے بھی اور ریڈی ہیں میرے بچے ماما پاپا کے پاس جاے کیلئے رحمان نے عیانه کو گود میں
لیتے ہوئے کہا۔

یس ڈیڈا!! آپ کو پتا ہے ڈیڈا امام آج پھر رو رہیں تھیں یش نے رحمان کے گرد حصار باندھتے
ہوئے کہا رحمان نے سامنے کھڑی ربانیہ کو دیکھا آنکھیں لال ہو رہی تھیں اور چہرے پر سو جن
بھی تھی۔

آپ دونوں گاڑی میں بیٹھا ڈیڈا امام کو اللہ حافظ کہہ کر آتے ہیں رحمان نے کہا تو وہ دونوں ایک
دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر باہر کی جانب بھاگے اور جاتے ہوئے یش عیانه کو بوسہ دینا نا بھولا تھا۔
رحمان میں بھی چلتی ہوں ناربانہ نے رحمان کو گلے لگاتے ہوئے کہا تھا۔

ربانیہ تم وہاں نہیں جاسکتی جانتی ہونا پھر ہر بار ایک ہی ضد کیوں میری جان۔؟؟؟؟ رحمان نے
ربانیہ کو مزید خود میں بھیج کر کہا۔

رحمان پانچ سال۔ پانچ سال ہو گئے ہیں انہیں۔ ربانیہ بولتے بولتے خاموش ہوئی اور پھر رحمان کے سینے پر سر ٹکائے رونے لگی تھی۔

ربانیہ میری جان مجھے تکلیف مت دو ایسے میں روز ایک نئی موت مرتا ہوں تمہیں ایسے روتے دیکھ نادو مجھے اور خود کو تکلیف میرے بس میں ہوتا تو ان دونوں کو لے آتا میں لیکن یہ فیصلے اللہ کے ہیں ہم اس کے فیصلے میں رد و بدل نہیں کر سکتے رحمان نے تڑپ کر ربانیہ کے چہرے پر بوسے دینا شروع کئے۔

رحمان بچے باہر انتظار کر رہے ہیں آپ کا ربانیہ نے رحمان کو خود سے دور کرتے ہوئے کہا۔
میرے خیال سے ہمیں ایک اور بار کوشش کرنی چاہیے کیا پتہ رانیہ اور عیانیہ کو بھائی مل جائے۔
کیوں میری عین کیا کہتی ہے پھر۔؟؟؟ پہلی بات ربانیہ اور آخری بات عیانیہ سے کہتے رحمان مسکرایا اور پھر کمرے سے نکل گیا پیچھے ربانیہ بیٹھی اپنی آنے والی زندگی کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔

ایک طرف رانیہ تھی جویش سے الگ ناہوتی پانچ سال سے وہ دونوں ساتھ تھے اوریش بھی رانیہ کے معاملے میں ویسا ہی تھا وہ رانیہ کو کسی کو ہاتھ تک نا لگانے دیتا اسکول میں بھی رانیہ کو کسی سے

بات نا کرنے دیتا رانیہ کے آس پاس اگر کوئی دوسرا بچہ آ بھی جاتا تو اس سے لڑ جھگڑ کر اسے پیچھے کر تا بڑھتی عمر کے ساتھ لیش کا پاگل پن مزید بڑھتا جا رہا تھا پہلے تو کبھی ایسی شکایت آتی تھیں کہ لیش نے رانیہ کیلئے کسی لڑکے کو مارا اب روز ایک نئی شکایت آتی تھی جس پر اب رحمان اور رانیہ بھی کافی پریشان رہنے لگے تھے کیونکہ اس عمر میں ایسا پاگل پن اس بچے کیلئے ہر گز ٹھیک نا تھا۔

رانیہ نے رانیہ سے بڑھ کر ہمیشہ لیش کو رکھا تھا جتنا وہ لاڈلہ تھا اتنا ہی شرارتی۔ کہنے کو تو وہ فرمانبردار علی کی اولاد تھی لیکن لیش اپنے باپ کے بالکل برعکس تھا ہر کسی کی بات کو رد کرنا ضد کرنا اس کی پسندیدہ عادت تھی۔

عیانہ کے آنے بعد لیش میں مزید تبدیلی آئی تھی وہ جیسا رانیہ کے معاملے میں خود گرز تھا ویسا ہی وہ عیانہ کے معاملے میں بن رہا تھا یہی وجہ تھی کہ رانیہ عیانہ سے چڑھنے لگی تھی کیونکہ لیش رانیہ کے ساتھ ساتھ عیانہ کو بھی اتنا ہی پیار کرتا جتنا وہ رانیہ سے کرتا ہے۔

رانیہ ہمیشہ ایک ہی بات کہتی تھی کہ لیش اس کا ہے اور ہمیشہ رہے گا جبکہ سب بڑے اس کا بچپنا سمجھ اس کی بات کو انور کر دیتے تھے اب تو یہ وقت اور قدرت پر تھا کہ لیش کی کون تھی؟؟؟ اور لیش کس کا تھا۔؟؟

ربانیہ لیش گیا۔؟؟؟؟؟ ردا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا ربانیہ کو روتا دیکھ وہ گھبرائی تھی۔

ربانیہ کیا ہوا ہے؟؟؟ کیوں رو رہی ہو یار؟؟؟ کہیں درد ہے تمہیں؟؟؟ سردرد ہے میں سر میں تیل لگا دوں؟؟؟ جا پاؤں میں درد ہے؟؟؟ بولونا خاموش کیوں ہو؟؟؟؟؟ ردا بنا ربانیہ کی سنے ہی بولنے لگی تھی۔

ردا۔ ردا ڈرو نہیں میں ٹھیک ہوں۔ ربانیہ نے ردا کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر کہا۔
کیسے نہیں ڈروں ربانیہ؟؟؟ پہلے نمرا چھوڑ کر چلی گئی ہمیں پھر نازش نے ہمیں یہاں اکیلا چھوڑ دیا۔
نہیں ہے ہمت ربانیہ ہم بھی انسان ہیں اپنے رشتے تو دھوکہ دے ہی گئے تھے تم ہی انمول تھے
ہمارے لئے ان دونوں نے کیا کیا۔؟؟؟؟؟ ردا نے روتے ہوئے ربانیہ کی گود میں سر رکھا۔
ردا اللہ پاک جیسے جس کی زندگی لکھتا ہے ویسی ہی چلتی ہے تم علی بھائی اور نازش کے لئے دعا کیا کرو
میں بھی روز دعا کرتی ہوں۔

یش کی کیا غلطی تھی ربانیہ۔۔۔؟؟؟ یش کو دیکھ کر مجھے علی بھائی یاد آتے ہیں اور علی بھائی کی یاد آتے ہی نازش کا چہرہ میری آنکھوں کے سامنے آتا ہے جیسے علی بھائی نازش کے آگے پیچھے گھومتے نظر آتے تھے کیسے ان کا کہیں بھی نازش کو پیار کرنا پھر بعد میں یہ کہہ دینا کہ وہ ان کی بیوی ہے حق رکھتے ہیں یہ لفظ سننے اب تو صدی ہو گئی ہے ربانیہ۔ ردا اب با آواز رونے لگی تھی۔

ردا رحمان والے گئے ہیں آج بھی بس تم دعا کرو ربانیہ نے گویا بات ہی ختم کی تھی۔
رمز کہاں ہے۔؟؟؟ ربانیہ نے بار بدلی۔

عیانہ کو بولا رہی ہے ردا نے آنسو صاف کرتے ہوئے عیانہ کو اپنی گود میں لیتی کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔

اس کا ڈر بھی جائز تھا ربانیہ بھی تو اب ردا اور رمز کے معاملے ایسی کی حساس تھی بات بات پر ڈر جاتی تھی اپنی دوستوں میں وہ اپنی نئی زندگی دیکھتی تھی لیکن اب ہمیشہ ان تینوں کی آنکھیں نم رہتی تھیں جہاں ان کے قہقہے گونجا کرتے تھے وہاں صرف بچوں کی آوازیں آتی تھیں بڑوں کی آوازیں تو جیسے کہیں دب ہی گئیں تھیں۔

ربانیہ آنسو صاف کرتی اٹھی اور جائے نماز بچھا کر نفل ادا کرنے لگی۔

ڈیڈ۔ میں نے ناما ماما پاپا کے لئے پھول لینے ہیں اور عناکیلئے بھی یش نے موبائل میں گیم کھیلتے ہوئے رحمان سے کہا تھا رانیہ نے منہ بسور کر علیش کو دیکھا پھر بنا کچھ بولے رحمان کی گود میں بیٹھ گئی۔

رانیہ میرے پاس آ کر بیٹھونا یش نے غصے سے کہا تھا۔

نہیں تم جاؤ رانیہ کے پاس۔ رانیہ کہہ کر منہ موڑ گئی تھی یش نے موبائل پھینکنے کے انداز میں گاڑی میں پیچھے کی طرف پھینکا اور لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔

رحمان کو یش کا یہ انداز گھبرانے پر مجبور کر دیتا تھا روز روز رانیہ کی وجہ سے بچوں کے ساتھ لڑائی رانیہ کا عیانیہ کی وجہ سے یش سے لڑنا اور یش کا عیانیہ اور رانیہ دونوں کیلئے ایک جیسے جذبات رکھنا پہلے تو وہ اس پیار کو بھائی بہن کا پیار تصور کرتے تھے لیکن اس دن حیدر والا میں یش کا قہرام مچانا اس بات کو صاف واضح کر گیا تھا کہ وہ رانیہ اور عیانیہ کیلئے خاص قسم کے جذبات رکھتا ہے اب تو وہ بچہ تھا اپنے اس جذبات سے ناواقف تھا لیکن بڑھتے وقت کے ساتھ اس کا یہ پاگل پن مزید بڑھ رہا تھا۔ اس لئے رحمان نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اپنی دونوں بچیوں کو یش سے دور رکھے گا اور

یش کو باہر ملک پڑھائی کیلئے بھیج دے گا لیکن رانیہ کسی صورت بھی تیار نہ تھی یش کو خود سے دور کرنے کیلئے۔

یش چلو پھول لے لیں رحمان نے یش کو ویسے ہی غصے میں لیٹا دیکھ کر کہائیش بنا کچھ بولے گاڑی کا دروازہ کھول کر گاڑی سے باہر نکلا اور ایک پھولوں کی شاپ میں گیا رحمان رانیہ کو گاڑی میں ہی بیٹھنے کا کہہ کر یش کے پیچھے ہی گیا تھا۔

رانیہ کو بیٹھے کچھ دیر ہی گزری تھی کہ سامنے کوئی بچہ آکر گر رانیہ فوراً گاڑی سے باہر نکلی اور اس بچے کو اٹھا کر رومال سے اس کا چہرہ اور ہاتھ صاف کرنے لگی۔

یش نے رانیہ اور عیانہ دونوں کیلئے پھول لئے تھے وہ خوشگوار موڈ کے ساتھ باہر آیا تھا لیکن سامنے رانیہ کو کسی بچے کا منہ صاف کرتے دیکھ اس کی طرف بھاگا تھا۔ رحمان کچھ سمجھتا اس سے پہلے ہی علیش اس بچے کو پیچھے دھکا دیتا اس کے بال کھینچنے لگا۔

میری رانی ہے وہ دور رہو دور رہو وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اس بچے کو مارتا اب رونے لگا تھا رانیہ روتی گاڑی کے ساتھ لگی تھی اچانک آس پاس شور اٹھا تھا رحمان علیش کو اس بچے سے

دور کرتا گاڑی میں بیٹھا کر رانیہ کو اپنے سینے سے لگائے گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی اپنی منزل کی طرف بڑھائی۔

یش کیا آپ پاگل ہو گئے ہیں۔؟؟؟ یہ کیا طریقہ ہے؟؟؟ اب مجھے میرا فیصلہ بالکل ٹھیک لگ رہا ہے یش آپ آج ہی کی فلائٹ سے لندن جا رہے ہو باقی کی پڑھائی وہیں سے کنٹینیو کریں گے آپ رحمان آہستہ مگر سخت لہجے میں بول رہا تھا۔

میں کہیں نہیں جاؤ گا اپنی رانی اور عننا کے پاس رہوں گا سمجھے آپ عیش گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر کی جانب بھاگا رحمان نے نفی میں سر ہلایا اور اپنے سینے سے لگی رانیہ کو خاموش کروانے لگا۔ پاپا یش کو دور نہیں بھیجیں نا پاپا پلیز زرز۔ رانیہ نے روتے ہوئے کہا۔

بیٹا آپ نے دیکھا نا آپ کا یش بھائی۔ ابھی رحمان کچھ بولتا رانیہ بولی تھی۔

پاپا آپ کو پتا ہے نا یش کو یہ لفظ اچھا نہیں لگتا اس دن بھی یش نے پورا گھر خراب کر دیا تھا جب آپ نے اسے میرا بھائی کہا تھا۔

میری جان وہ آپ کا اچھا دوست اور بھائی بھی ہے وقت آنے پر خود ہی سمجھ جائے گا بس ابھی کچھ مت بولنا آپ اسے سمجھ رہی ہیں نا آپ؟؟؟

جی پاپا میں سمجھ رہی ہوں اب چلیں نا وہ ڈیڈ اور مام کیلئے مجھ سے پہلے دعا کرے گا اور پھول بھی دے دے گا۔

بابا بابا بابا بابا۔ بیٹا ایسا کچھ نہیں ہو گا کیونکہ پھول تو میرے پاس ہیں۔ رحمان نے ہنستے ہوئے کہا رانیہ چہک کر پھولوں کو اپنے ہاتھوں میں بھر کے سینے سے لگاتی گاڑی سے باہر نکلی۔

اللہ پاک مجھے یقین ہے ہمارے بچوں کے نصیب میں جو لکھا ہے وہ بہتر نہیں بہتر ہو گا بس اپنا رحم برسائے رکھنا رحمان کہتا گاڑی لاک کر کے اپنی منزل کی طرف بڑھا۔

ماما پاپا آپ دونوں اٹھ جائیں نا بہت برے ہیں رحمان انکل آج پھر ڈانٹا ہے وہ کہتے ہیں مجھے میری رانی اور عیا سے دور کریں گے میں نہیں جاؤں گا ماما آپ اٹھ جائیں نا عیش بیٹھا مسلسل رورہا تھا کمرے میں داخل ہوتی رانی نے عیش کو روتے دیکھ لیا تھا اس لئے وہ سیدھا عیش کے پاس آئی۔

یش تم نہیں روپا پا کہتے ہیں وہ کہیں نہیں بھیجا گے ہم دونوں جائیں گے ساتھ۔

میں عیا کو بھی نہیں چھوڑنا چاہتا رانی وہ میری ہے صرف میری وہ روتے ہوئے منہ موڑ گیا۔

یش تم میرے ہو صرف میری عین کو میں بیچ میں نہیں آنے دوں گی۔ وہ غصے سے کہتی اٹھ کر

واپس باہر چلی گئی تھی عیش وہیں بیٹھا واپس رونے لگا۔

یش۔ کیا ہوا ہے تم نے رانیہ سے لڑائی کی ہے؟؟؟ رحمان اندر داخل ہوتا ییش سے پوچھنے لگا۔

جائیں آپ یہاں سے مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی بہت گندے ہیں آپ جائیں یہاں سے

عیش رحمان کو پیچھے کی طرف دھکیلتا بول رہا تھا۔۔

عیش میری بات سنو شہزادے رحمان نے نرمی سے عیش کو خود سے دور کیا۔ عیش کی آنکھوں

میں آنسوؤں دیکھ رحمان نے لب بھینچے اور پھر عیش کو اپنے سینے سے لگایا۔

میری جان میں تمہیں خود سے کبھی دور کرنا ہی نہیں چاہتا ہوں۔ لیکن میں مجبور ہوں رحمان ییش

کو سینے سے لگائے اٹھا اور آگے بڑھا۔

پھول نہیں دیئے ماما پاپا کو۔؟؟ لیش کا موڈ ٹھیک کرنے کیلئے رحمان نے مسکرا کر کہائیش منہ موڑ گیار رحمان نے ایک سرد آہ بھری اور پھولوں کی طرف بڑھا۔

خیریت تو ہے بیگم۔ آج کافی موڈ اچھا لگ رہا ہے عادل نے علینہ کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔
عادی مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے سب کچھ ٹھیک ہونے والا ہے مجھے خوشیاں ملنے والی ہیں جیسے میں نے اپنے رب کو راضی کر لیا ہے علینہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے عادل کا ہاتھ تھام کر بولی۔
میری جان خدا کرے ایسا ہی ہو میں اپنی جان کو مزید تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا عادل نے علینہ کو اپنے سینے سے لگا کر کہا۔

عادل میں ماں۔ علینہ مزید کچھ بولتی عادل نے علینہ کے لبوں کو قید کیا اور اس کی سانسوں پر تسلط قائم کر گیا۔

آئندہ ایسی بات واپس نہیں کرنا مجھے نہیں چاہیے کوئی بچے۔ اس دن اگر شہزادی نے علی کی بات مان لی ہوتی تو آج وہ دونوں ہمارے پاس ہوتے علی نے میں بھی مر جاؤں گا مجھ میں ہمت نہیں ہے تمہیں کھونے کی عادل نے علی نے کے گرد حصار مزید تنگ کیا۔

عادی سانس نہیں آ رہا مجھے علی نے اپنے کی گرفت مضبوط محسوس کرتے ہوئے کہا عادل پیچھے ہو اور علی نے کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

چلو پھر چلیں؟؟؟ عادل نے علی نے کے سامنے ہاتھ پھیلا کر کہا۔

سچ میں آپ مجھے آج بھائی اور شہزادی کے پاس کے کر جائیں گے۔؟؟؟ علی نے چہک کر سوال کیا۔

ہاں میری جان کیوں نہیں چلو چلتے ہیں عادل نے علی نے کو اپنی بانہوں میں اٹھا کر کہا اور باہر کی طرف بڑھا۔

میں چل سکتی ہو عادی۔

میری جان میں جانتا ہوں تم چل سکتی ہو لیکن مجھے اچھا لگے گا اگر آج میری جان میری بانہوں کی سواری کرے گی عادل نے پیار سے کہہ کر علینہ کو گاڑی میں بیٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی

وہ باری باری دونوں کے چہرے چومتا اور کبھی پاؤں وہ دیوانہ وار روتا بار بار یہ عمل کرتا اس کے آنسو اب ان دونوں کے چہرے پر گر رہے تھے لیکن وہ روکا نہیں تھا۔

شاید اسے آج اپنے ماں باپ کی کمی محسوس ہو رہی تھی سب کے پیار کے باجوہ ماں باپ کی کمی پوری ناہوئی تھی اور آج رحمان کی بات نے اسے تکلیف دی تھی۔ وہ تو پہلے ہی اپنے ماں باپ کو اپنے سامنے بے جان پڑا دیکھ کر روتا تھا اور آج رحمان کی بات نے اسے مزید تکلیف سے دوچار کیا تھا۔

ماما پاپا آپ دونوں ان ایسی حالت میں میری وجہ سے ہیں؟ میں نے سنا تھا ربانیہ مام کو بات کرتے وہ کہتی ہیں میرے آنے سے یہ سب کچھ ہوا کاش ماما آپ مجھے نالاتی اس دنیا میں۔ وہ روتے ہوئے

نازش کے سینے پر سر رکھے رونے لگا تھا نازش کے ہلتے ہاتھ کو دیکھ علیش نے اپنی آنکھیں صاف کیں اور پھر بے یقینی سے نازش کے چہرے کو دیکھا پلکیں لرزتی دیکھ علیش چیخا تھا۔

ماما اٹھیں ناما اٹھیں۔ ڈاکٹر انکل ڈیڈا۔ رانی ماما کو دیکھ وہ اٹھ رہی ہیں۔ ڈاکٹر انکل۔ وہ چیختا کبھی وارڈ کے دروازے پر آتا تو کبھی واپس نازش کے پاس آکر اس کے چہرے کو چومتا۔

تھوڑی دیر میں سب ڈاکٹر وارڈ میں موجود تھے رحمان رانیہ علیش کے ساتھ باہر بیٹھا تھا۔ کیا ہوا ہے آپ لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہیں اور میرا ریش رویا ہے۔؟؟؟ علیش نے عیش کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے پوچھا۔

رحمان ڈیڈا گندے ہیں یہ مجھے بھیج دیں گے دور مجھے آپ کے ساتھ رہنا اب ماما بھی اٹھ رہی ہیں وہ بھی آپ کو ماریں گی دیکھ لینا۔ پہلی بات علیش اور آخری بار رحمان کو دیکھ کر کہتا وہ علیش کے سینے سے لگا رونے لگا تھا جبکہ علیش رونا نازش کے اٹھنے والی بات پر ساکت ہو گئی تھی۔

مبارک ہو مسٹر رحمان مسسز علی کو ہوش آ گیا ہے لیکن فلحال انہیں کسی بھی قسم کے۔ ابھی ڈاکٹر بول ہی رہا تھا کہ پیچھے سے آتی ردار مزار بانیہ ڈاکٹر کو دھکا دے کر وارڈ میں گھس چکی تھیں اچانک ہوئے افتادہ پر سب پہلے حیران تھے ہر مسکرا کر ڈاکٹر کو دیکھا جواب زمین پر گرا تھا۔

معذرت ڈاکٹر صاحب رحمان نے ڈاکٹر کو کھڑا کرتے ہوئے کہا۔

انہیں کسی بھی قسم کے شاک سے دور رکھیے گا خوشگوار ماحول میں رکھیے گا ڈاکٹر مزید ہدایت کرتا چلا گیا رحمان وارڈ میں داخل ہوا۔

ردار مزاربانہ وارڈ میں داخل ہوئیں تو نازش کی نظریں علی کے بے جان پڑے وجود پر دیکھ ایک سرد آہ بھری زندگی نے اور بھی امتحان لینے تھے۔

ڈیش عورت تیری تو ربانیہ نے آگے بڑھتے ہی نازش کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ رسید کیا نازش پہلے تو منہ پر ہاتھ رکھے انجان نظروں سے ربانیہ کو دیکھتی رہی پھر یاد آتے ہی مسکرائی۔ کہاں ہے۔؟؟؟ نازش نے علی کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ماما۔ ربانیہ کچھ بولتی اس سے پہلے ہی علینہ عیش کو لئے وارڈ میں آئی۔

نازش نے بنائش کو دیکھے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہیں روک دیا اور علی کو ہی دیکھتے ہوئے بولی۔

لے جاؤ اسے جب تک علی ہوش میں نہیں آتا۔ میں بھی نہیں دیکھوں گی جب تک علی نہیں دیکھ لیتا اگر وہ اجازت دے گا اسے دیکھنے کی تو دیکھوں گی ورنہ میرا اس بچے سے کوئی تعلق نہیں نازش سفاکی سے کہتی آنکھیں موند کر لیٹ گئی تھی۔

وہاں کھڑا ہر فرد حیرانی سے نازش کو دیکھ رہا تھا سب کو لگا تھا وہ ہوش میں آتے ہی اپنے بچے کو دیکھنے کی چاہت کرے گی اسے اپنے گلے سے لگائے گی لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹا پڑ گیا تھا۔ وہ منہ موڑ کر لیٹی بس علی کو دیکھ رہی تھی۔

ماما۔ یش روتا ہوا نازش کے پاس آیا تو نازش نے زور سے اپنی آنکھیں بھیجنے لیں اور کوئی جواب نا دیا۔

ماما مجھ سے بات کریں نا آپ کی آواز بہت پیاری ہے ماما۔ یش سے ناراض نا ہوں نا ماما۔ یش بابا کو بھی واپس لے آئے گا ماما۔ یش روتے ہوئے نازش کے چہرے کو ہلارہا تھا پر نازش نے آنکھیں نا کھولیں یش کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو پیچھے کرتی منہ موڑ گئی اندر آتے رحمان نے یہ سارا منظر دیکھا تھا وہ افسوس سے یش کی طرف بڑھا۔

ربانیہ لے جاؤ اس کی آواز بھی میرے کانوں میں کسی گرم پگھلتے سیسے کا کام کر رہی رہے نازش کی آنکھوں سے اب آنسوؤں رواں تھے۔

ان سب میں اس معصوم کی کوئی غلطی نہیں تھی گڑیا یہ سب اس کے سامنے بولنے سے پہلے سوچ لیتی یہ بچہ تمہاری اس آواز کیلئے ایک نظر کیلئے پل پل تڑپا ہے۔ رحمان کہہ کر واک آؤٹ کر گیا۔

باقی سب کے پاس بھی الفاظ نا تھے بولنے کیلئے نازش کو اس وقت کسی سے کوئی غرض نا تھا وہ نا کسی سے بات کر رہی تھی نا ہی دیکھ رہی تھی نظریں مسلسل علی پر مرکوز تھیں سب لوگ نازش کا وہیں چھوڑا ایک ایک کروارڈ کے باہر بیٹھ گئے تھے۔

علی اتنا ظلم نا کریں مجھ پر اٹھیں نا نازش نے علی کو دیکھتے ہوئے پکارا تھا۔

اللہ پاک مجھے میرا علی واپس کر دیں۔ اللہ پاک میں بھی آپ کی بندی ہوں اللہ اتنا ظلم نا کریں آپ تو اتنی آزمائش دیتے ہیں نا جتنی انسان کی طاقت ہوتی ہے میں تھک گئی ہوں میرے اللہ مجھ پر رحم کریں اپنی رحمت کی بارش مجھ پر بھی کر دیں اللہ میری آنکھیں ترس رہی ہیں اپنے بیٹے کو دیکھنے کیلئے لیکن میرے اللہ میرا شوہر میرے لئے میری اولاد سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے میں اس

کی آواز سننے کیلئے تڑپ رہی ہوں اللہ اسے واپس کر دیں مجھے وہ روتے ہوئے اب آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

رحمان وارڈ میں داخل ہوا تو سامنے نازش کو روتا دیکھ ایک سرد آہ بھری اور نظر علی کے وجود پر گئی جو مسلسل نازش کو روتا دیکھ کچھ بولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ڈاکٹر۔ ڈاکٹر۔ رحمان چیختا ہوا علی کے پاس گیا تھا نازش نے حیرت سے پہلے رحمان پھر اپنی طرف دیکھتے علی کو دیکھا نازش کی رونے میں تیزی آئی اور آہستہ آہستہ وہ سسکیاں بھرنے لگی۔

تھوڑی دیر بعد جہاں نازش رو رہی تھی وہیں اب نازش کے چہرے پر سکون ہی سکون تھا عیش کا کچھ پتا نہیں تھا وہ کہاں ہیں نازش اور علی بار بار اسے پکار رہے تھے پر وہ وہاں ہوتا تو اپنے ماں باپ کی تڑپ دیکھتا۔

ہمارا بیڈ ایک کریں ڈاکٹر علی نے ڈاکٹر کو باہر جاتا دیکھ کر کہا ڈاکٹر نے حیرت سے علی کو دیکھا جو کچھ دیر پہلے ہی ہوش میں آیا تھا تو اپنی بیوی کو بے باک نظروں سے دیکھ رہا تھا اور اب ایسے بے باکی سے بیڈ ایک کرنے کیلئے کہہ رہا تھا۔

ڈاکٹر میر امنہ کیا دیکھ رہے ہو۔؟؟ ہمارا بیڈ ایک کرو نہیں تو ہمیں ہمارے گھر جانے دیں علی نے تھوڑے سخت لہجے میں کہا۔

ہاں ہاں میں کرتا ہوں کچھ علی مزید کچھ بولتا رحمان بولا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں اس وارڈ میں ایک جہازی سائز کا بیڈ کا انتظام کر دیا گیا تھا۔

علی تمہاری اس بے جا ضد کی وجہ سے ہمیں کتنی شرمندگی ہوئی ہے جانتے ہو؟؟؟ رحمان نے دانت کچکا کر کہا اس علی کو اس بیڈ پر لٹایا گیا تھا اور اب ڈاکٹر احتیاط سے نازش کو بیڈ پر لٹا رہے تھے

اتنی دور کیوں لٹایا ہے اسے؟؟؟ میرے پاس لٹاؤ علی نے رحمان کی بات کو انور کرتے غصے سے

ڈاکٹر کو دیکھ کر کہا جو نازش کو بیڈ کی دوسری طرف لٹا رہے تھے علی اور نازش کا جسم فلحال حرکت

کرنے سے قاصر تھا جس کی وجہ سے علی کو غصہ آ رہا تھا ڈاکٹر کا کہنا تھا پانچ سالوں سے ایک ہی

پوزیشن میں لیتے رہنے کے باعث ایسا ہوا ہے آہستہ آہستہ دونوں کا جسم حرکت کرنا شروع کر

دے گا۔

علیش۔ نازش نام پکارا تویش نے اپنی آنکھوں سے ہاتھ ہٹائے۔

ہیزل براؤن کانچ سی آنکھیں گوری رنگت کالے بال چھوٹے چھوٹے ہاتھ وہ علی کا عکس تھا لیکن رنگت اس نے اپنی ماں سے چرائی تھی علی نے مسکرا کر سامنے کھڑے اس بچے کو دیکھا۔

ادھر آؤ۔ رعب دار آواز میں اسے اپنے پاس آنے کا کہا۔

no u both are busy now I will come after some time dad-

(نہیں آپ دونوں مصروف ہیں میں کچھ دیر بعد آؤں گا بابا۔)

علیش کے اس طرح کہنے پر جہاں علی کا قبضہ گونجا تھا وہیں نازش نے گھور کر پہلے پھریش کو دیکھا۔

ادھر آؤ نازش نے غصے سے کہا تو عیش بھاگتا ہوا اپنی ماں کے سینے سے لگانا نازش نے عیش کے گرد حصار باندھا اور بار بار اس کو چومنے لگی۔

اوہیلو دور سے علی نے عیش کو اپنے سینے سے لگا کر ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا نازش نے حیرت سے علی کو دیکھا جو اب نازش کو مکمل نظر انداز کئے عیش میں کھویا تھا۔

یش بھی اپنی ماں کو بھول کر اپنے باپ کے سینے سے لگے نا جانے کون کون سی باتیں بتا رہا تھا۔

نازش نے ہاتھ پیچھے کیا تو علی نے واپس نازش کے ہاتھ کو تھام کر اپنے سینے سے لگایا مطلب صاف تھا وہ اپنی بیوی کو بھولا نہیں ہے وہ بس اپنے بچے کو محسوس کرنا چاہتا ہے اس کی باتیں سننا چاہتا ہے باقی نازش سے تو وہ حساب بعد میں بے باک کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

ایک ہفتے بعد۔

علیش تو بس اپنے ماں باپ تک محدود ہو کر رہ گیا تھا وہ گھر کے کسی بھی فرد سے بات نا کرتا تھا بس اپنے باپ کے پاس بیٹھا نظر آتا تھا علی اور نازش بھی ان کافی حد تک بہتر تھے آج علیش کے کہنے پر گھر میں پارٹی کا اہتمام کیا جا رہا تھا۔

علی بس کر دیں اب۔ علی کی بے باک نظریں خود پر محسوس کرتی اب نازش چیخنی تھی وہ رات کیلئے اپنے کپڑے نکال رہی تھی جبکہ علی بیڈ پر بیٹھا بس نازش کو گھور رہا تھا۔
میں نے کیا کیا۔۔۔؟؟؟ علی نے کندھے اُچکائے۔

کب سے دیکھ رہے ہیں ایسے مجھے۔ نازش کپڑے چھوڑ کر میک اپ سیٹ کرنے لگی۔

میں نہیں جانتا علی کی جان۔ اور ہاں آج کالا لباس ہی تمہارے جسم پر دیکھوں میں تاکے میرے جذبات میں اچھے سے بیان کر سکوں علی کہہ کر اٹھا اور اپنا موبائل اور گھڑی اٹھا کر پہنتا کمرے سے نکل گیا۔

نازش کے ماتھے پر پسینے کی چند بوندیں نمایاں ہوئیں نازش نے پانچ سال ایک ہفتے سے علی کو خود سے کیا ہوا تھا علی نے نازش کے صحت کو مد نظر رکھتے خود ہی دوری بنائی تھی لیکن آج ڈاکٹر کے سب ٹھیک ہونے کا سائن دینے پر علی صبح سے نازش کو بے باک نظروں سے گھور رہا تھا جس کہ وجہ سے نازش اب بہت ڈسٹرب نظر آرہی تھی۔

ماما آپ تیار ہیں؟؟؟ بلیک تھری پیس میں عیش کمرے میں داخل ہوا۔

جی ماما کی جان بس ماما بھی ریڈی ہو جائیں گی آپ ویٹ کریں۔ اور بچہ آپ رانیہ اور عیاناہ سے دور کیوں رہتے ہو کھیلا کرو ان کے ساتھ وہ آپ کی بہنیں ہیں نازش نے لیش کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

Mama listen to me-

(ماما میری بات سنیں۔)

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>

ماما وہ دونوں میری اچھی فرینڈز ہی پر آپ کو پتہ حمان انکل نے مجھے ڈانٹا اور کہا تھا کہ وہ مجھے دور بھیج دیں گے عیش نے اپنی ماں کے سینے سے لگتے روتے ہوئے کہا۔

کہاں لگ رہا تھا وہ چھوٹا سا بچہ ہے ماں باپ کی دوری نے اسے اتنا بڑا کر دیا تھا؟؟؟ کیا عیش نے اپنا بچپن کھو دیا تھا۔؟؟؟ جس عمر میں بچے کو کھیلنے کے علاوہ کوئی بات نہیں کرنی آتی تھی آج اس عمر کے بچے کہ منہ سے ایسی باتیں سن کر نازش حیرت سے بس اسے دیکھ رہی تھی۔

بیٹا آپ کی عمر کھیلنے کی ہے ماما پاپا ہیں نا آپ کے ساتھ اب بس آپ کھیلیں باقی یہ سب فیصلے ہم پر چھوڑ دیں۔ نازش کا لہجہ ناچاہتے ہوئے بھی سخت ہوا تھا۔ جہاں بچے اس عمر میں ٹھیک سے بول بھی ناپاتے تھے وہاں اس کا بیٹا اسی بات کر رہا تھا نازش کیلئے یہ بات ہی باعث تکلیف تھی اس بچے کا بچپن کھو گیا تھا۔

آپ جائیں بہنوں کے ساتھ کھیلیں میں آرہی ہوں نازش غصے سے کہہ کر اٹھی اور کپڑے لئے واشر روم میں بند ہو گئی عیش نا سمجھی سے اپنی ماں کو جاتا دیکھ وہاں سے نکل گیا تھا۔

مجھے علی سے بات کرنی ہوگی یش کا ایسا سلوک اور جیسا ربانیہ نے بتایا ہے اگر ویسا ہو تو یہ ٹھیک نہیں وہ بچہ ہے اس کی معصومیت اس کا بچپن کہاں سے لاؤں گی میں؟؟؟ نازش تیار ہو کر بیٹھی سوچ رہی تھی۔

نازش چلو۔ ربانیہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

ہاں چلو۔ نازش طریقے سے سر پر ڈوبٹار کھے اٹھی۔

ماشاء اللہ بہت بہت پیاری لگ رہی ہو۔ ربانیہ نے دل سے تعریف کی تھی۔

ربانیہ نے اس وقت ریڈ کلر کا کام دار سوٹ پہنا ہوا تھا ہلکا سا میک اپ کئے بالوں کو آزاد کمر پر چھوڑے بے حد پیاری لگ رہی تھی۔

چلو۔ نازش مسکرا کر کہتی باہر کی طرف بڑھی اور ربانیہ بھی ساتھ ساتھ باتیں کرتی نازش کے ساتھ ہی آگے بڑھی

پارٹی عروج پر تھی۔

نازش نے آج سادہ کالا لباس پہنا تھا اور سر پر سلیقے سے ڈوبٹہ لئے سب سے مل رہی تھی جبکہ علی کی نظریں اپنی نظروں کے سامنے گھومتی اس حسن کی ملکہ پر تھی علی کے قدم بار بار نازش کی طرف اٹھتے لیکن پھر کوئی مہمان بیچ میں آجاتا۔

تھری پیس سوٹ میں نفاست سے بال سیٹ کئے وہ ہاتھ باندھ کر اب ایک سائیڈ کھڑا فرست سے نازش کو دیکھ رہا تھا جبکہ نازش اپنے ہی کاموں میں مصروف تھی مہمانوں کا استقبال کرتی تو کبھی کسی سے ملتی وہ کھڑا مسکرا کر اس کی ایک ایک حرکت کو نوٹ کرتا اپنے دل والے مقام کو دونوں ہاتھوں سے تھام گیا۔

بس کچھ وقت اور پھر حساب لوں گا میں علی منہ بسور کر کہتا رحمان کی طرف بڑھا جو کب سے اسے بولا رہا تھا۔

لیڈیز اینڈ جینٹل مین جیسا کہ آپ کو پتہ ہے کہ آج یہ پارٹی ہمارے جان سے عزیز علی حیدر مرتضیٰ اور ان کی مسسز کے ٹھیک ہونے کی خوشی میں دی گئی ہے آج اس موقع پر ایک اور ڈ (Award) میں اپنے جان سے عزیز دوست کو دینا چاہتا ہوں۔

رحمان سیڑھیوں پر کھڑا مائیک میں بول رہا تھا سب کی نظریں رحمان کی طرف تھیں۔

دابیٹ رونٹک ہسبینڈ اوف دا ایئر اوورڈ گو نرٹو مسٹر علی حیدر مرتضیٰ۔

The best romantic husband of the year award goes to Ali Haider

Page | 1066

Murtaza۔۔

سب کے قہقہوں کے درمیان علی نے گردن خم کی اور پھر نازش کو دیکھا جو حیرت سے رحمان کو تو کبھی علی کو دیکھ رہی تھی۔

علی نازش کو اپنی نظروں کے حصار میں لئے رحمان کی طرف بڑھا اور اوورڈ لے کر نازش کی طرف آیا اور نازش کو اپنی بانہوں میں اٹھائے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

اووووووووووووووووو۔۔

پچھے سے ہوتی ہوٹنگ پر نازش نے علی سینے پر مکے مارے اور منہ چھپا گئی۔

میں تیری جان لے لوں گا۔ لیش کی چیخ پر علی کے کمرے کی طرف بڑھتے قدم رکے اور سب کی نظریں ایک ساتھ لیش کی طرف اٹھیں جہاں وہ ایک چھوٹے بچے کو مار رہا تھا علی اور نازش نے

حیرت سے لیش کو دیکھا جو اپنے آپ سے باہر نظر آ رہا تھا گوری رنگت میں سرخی گھلی تھی بال بکھرے ہوئے تھے اور وہ چھوٹے بچے کے کبھی سینے اور کبھی پیٹ پر پاؤں مار رہا تھا۔

لیش!!! علی کی دھاڑ پر لیش وہیں کھڑا ہو گیا اور منہ جھکا لیا۔

مسسز علی آپ کے بیٹے کی تربیت ایسی ہوئی ہے نا جانے آپ کا کیا بنے گا جب دیکھو مار پیٹ شروع کر دیتا ہے اس بچے کی ماں نے اپنے بیٹے کو اپنے سینے میں چھپائے کہا۔

جیسی بھی ہوئی ہے آپ کے بیٹے سے اچھی ہی ہوئی ہے مسسز حنان ربانیہ نے لیش کو اپنے ساتھ لگا کر کہا۔

ہاں دیکھ ہی لیا ہے مسسز رحمان جو میرے بیٹے سے اچھی ہوئی ہے ابھی سے لڑکی باز ہے یہ نا جانے آگے جا کر کیا کرے گا ابھی سے اسے آپ کی دونوں بیٹیاں چاہیے ہیں سمجھائیں اسلام میں جائز نہیں ایک ہی گھر میں دو بہنیں۔

لڑکی باز ہے چلیں کوئی مسئلہ نہیں ہے شادی کے بعد اگر ایسا کرے گا تو سنبھال لیں گے ہم میرا منہ مت کھلو انہیں مسسز حنان ورنہ لڑکی باز اور کوٹھے پر جانے والوں کو میں بھی اچھے سے جانتی ہوں ربانیہ نے دور کھڑی حنان کو دیکھا جس کی نظریں کبھی ربانیہ پر تھیں تو کبھی نازش پر۔

یش۔ اس سے پہلے مسسز حنان کچھ بولتی علی نے یش کو پکارا۔

یس بابا۔ یش خاموشی سے منہ جھکائے ربانیہ کے پہلو سے نکلا اور علی کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

باہر جا کر کھڑے ہو جاؤ اور جب تک میں ناکہوں ایک قدم نہیں اٹھانا وہاں سے سمجھے علی غصے سے

کہتا نازش کو ویسے ہی اپنی بانہوں میں بھرے کمرے میں چلا گیا۔

نازش کی نظریں یش کے چہرے پر ہی تھیں جہاں اب مسکراہٹ تھی وہ بھاگتا گھر کے خارجی

دروازے کی طرف بڑھا اور گارڈن میں کھڑا ہو گیا۔

ہو گیا تماشہ ختم جائیں اب ربانیہ غصے سے کہتی رحمان کی طرف بڑھی۔

چلیں آج کی پارٹی کا یہیں اختتام ہوتا ہے آپ سب سے ملاقات پھر ہوگی رحمان نے کہہ کر

مائیک ایک سائیڈ رکھا اور خود ربانیہ کے پاس آیا۔

ردارانیہ اور عیانہ کا خیال رکھنا تم دونوں ہم آج ہمارے گھر میں جا رہے ہیں کچھ ضروری سامان لینا

ہے رات کافی ہوگئی ہے تو واپس آنا ٹھیک نہیں ہو گا ربانیہ نے رحمان کے ساتھ آگے بڑھتے

ہوئے کہا۔

اہم۔ اہم۔ اوکے میڈم ہمیں تو بس بچے ہی سنبھالنے کیلئے رکھا ہے تم دونوں نے۔

چلو رانیہ ہم چلتے ہیں کارٹون موویز دیکھیں گے ساتھ رمزانے پہلی بات رانیہ اور دوسری باریش سے کہہ کر رخ اپنے کمرے کی طرف کیا۔

ریان اور روحان کسی کام کے سلسلے میں ملک سے باہر تھے۔ ردا اور رمزا کا زیادہ تر وقت ایک دوسرے کے ساتھ اور بچوں کے ساتھ ہی گزرتا تھا۔

ردا اور رمزا کی زندگی اب پرسکون گزر رہی تھی اپنا وقت اپنے شوہروں کو بھی دیتی تھیں اور گھر کے باقی کاموں کو بھی ردا اور رمزا کافی حد تک سنبھال چکی تھیں۔

رانیہ رک جاؤ بھاگو نہیں۔ رانیہ۔ رحمان رانیہ کے پیچھے بھاگ رہا تھا پر رانیہ کی اسپید اس قدر تیز تھی کہ وہ روکنے کا نام ہی نالے رہی تھی۔ رحمان کا موٹی کہنا رانیہ کو بے حد برا لگا تھا تب ہی وہ اسے اگنور کرتی بھاگ رہی تھی۔

ربانیہ۔۔ اندھیری رات میں اس سنسان جنگل میں رحمان کی گرج دار آواز گونجی ربانیہ اگر بر وقت خود کو ناروکتی تو یقیناً کھائی میں گر جاتی رحمان غصے سے ربانیہ کی طرف بڑھا۔

چٹاخ۔۔

بنا کچھ بولے رحمان نے ایک زوردار تھپڑ ربانیہ کے منہ پر رسید کیا۔

ربانیہ رحمان کو دھکا دیتی واپس بھاگی۔

ربانیہ کیا مسئلہ ہے رک جاؤ رحمان ربانیہ کو بھاگتے دیکھ کر بولا۔

وہ لوگ حیدرولا کے پاس رحمان کا گھر دیکھنے آئے تھے لیکن یہاں تو کہانی ہی الٹ گئی تھی پہلے

ربانیہ کا غصہ پھر رحمان کو تھپڑ اب ناجانے وہ کیوں بھاگ رہی تھی۔

ربانیہ کو گھر کی طرف بھاگتے دیکھ رحمان نے سکھ کا سانس لیا اور وہیں ایک پتھر پر بیٹھ کر خود کو

نارمل کرنے لگا دماغ کے لیزر کے بعد سے رحمان کی ایسی ہی حالت رہتی تھی وہ چھوٹی چھوٹی بات

پر ڈرنے لگتا تھا خاص طور پر جب بات ربانیہ کی آتی تو رحمان اپنا ہوش کھودیتا تھا جب تک ربانیہ

رحمان کے پاس نا آتی تب تک وہ نارمل ہی نا ہوتا تھا۔

رحمان پندرہ منٹ بعد گھر پہنچا تو گھر ویسے ہی اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا رحمان نے پناسر پیٹا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

علی مجھے بھوک لگی ہے۔ علی کا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتے وہ تڑپ کر بولی علی کے عنابی لب مسکرائے اور چہرہ اٹھا کر نازش کو دیکھا جہان بھر کی معصومیت چہرے پر سجائے وہ علی کو دیکھ رہی تھی۔

نازش علی کی قربت میں سب کچھ آج بھی بھول گئی تھی جیسے اس بات سے انجان کے باہر ان کی ننھی سی جان سخت موسم کو برداشت کر رہی ہے۔

اچھا چلو کچھ کھا کر آتے ہیں علی نے نازش کو اپنی بانہوں میں بھرا اور رخ کمرے سے باہر کا کیا۔

وہ نازش کو لئے نیچے آیا اور ڈائنگ ٹیبل پر بٹھایا ابھی علی کھانا لایا ہی تھا کہ ربانیہ دندناتی گھر میں داخل ہوئی۔

گڑیا۔ کیا ہوا ہے علی نے ربانیہ کو روتے دیکھ کر پوچھا۔

ایک ہیلی کاپٹر ہمیشہ نازش تیار کروا کر رکھتی تھی کبھی بھی کہیں بھی پیٹرول کی ضرورت پڑ جاتی تھی چونکہ وہ گھر آبادی سے تھوڑا دور تھا نازش کو اس وقت آگ لگانے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی تھی۔

رحمان کال اٹھا۔ کال اٹھا رحمان۔ علی ادھر ادھر ٹہلتے مسلسل کال کر رہا تھا پر سامنے والا شاید کہیں مصروف تھا۔

نازش تب تک وہیں کھڑی رہی جب تک گھر پورے طرح آگ کی لپیٹ میں نہ آ گیا جب گھر ہوتی طرح آگ کی لپیٹ میں آیا تو وہ گاڑی میں بیٹھتی گھر کی طرف روانہ ہوئی۔

کہاں گئی ہے ربانیہ۔ اور میرا موبائل رحمان کو خیال اپنے موبائل کا آیا تو چارج پر لگا موبائل اتارا تو باہر ہوتی بارش کو دیکھ حیرت ہوئی تھی۔

ہیں بارش اتنی جلدی بارہ بجے کی بارش تھی ابھی تو صرف دس بجے ہیں رحمان نے کہتے ہوئے موبائل کو دیکھا جہاں علی کالنگ لکھا تھا۔

ہاں ہیلو علی۔ کیا ہوا تم نے بھی اس بن موسم کی بارش کا بتانا تھا۔؟؟؟ رحمان نے طنز کیا۔

ابے اووو نامرد کہیں کے تیری ماں باہر کھڑی تجھے زندہ کباب بنانے کے چکر میں ہے تجھے بارش

کی پڑی ہے علی دھاڑا تھا۔

مرد نہیں اچھا خاصا مرد ہے بھائی۔ پیچھے کھڑی ربانیہ کی زبان میں کھجلی ہوئی تھی کہاں برداشت

تھا ربانیہ کو کہ کوئی اسکے رحمان کو کچھ بولے۔

علی نے حیرت سے ربانیہ کو دیکھا ایسی بے باکی کی امید تو نا تھی علی کو۔

کیا؟؟؟ کون رحمان کھڑی سے باہر چھلانگ لگاتا بولا تھا۔

نکل وہاں سے علی پھر دھاڑا تھا۔

ابھی رحمان گھر سے کچھ فاصلے پر ہی تھا کہ پورا گھر آگ کی لپیٹ میں دیکھ پیچھے گرا تھا۔

ربانیہ میں تمہاری جان کے لوں گا رحمان چیخ کر کہتا اٹھا اور قدم حیدر رولا کی طرف بڑھائے اسپید

اس حد تک تیز تھی کے ہوا کومات دیتا وہ حیدر رولا کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ربانیہ رحمان حیدر و لا میں داخل ہوتے دھاڑا ردار مزاکمرے سے باہر آئیں اور رحمان کو دیکھا جو غصے سے ربانیہ کو دیکھ رہا تھا۔

گھر جلا دیا اس نے رحمان کہتا غصے سے ربانیہ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ پیچھے سے کسی نے گریبان پکڑ کر پیچھے دھکا دیا۔

تیری ہمت کیسے ہوئی گڑیا پر ہاتھ اٹھانے کی ہاں؟؟؟ علی دھاڑا۔

میں اس کو کھونے سے ڈرتا ہوں علی اگر یہ اس کھائی میں گر جاتی تو میں کیا کرتا رحمان علی کو خود سے پیچھے کرتا بے بسی سے دھاڑا گھر میں داخل ہوتی نازش رحمان کی دھاڑ سن چکی تھی۔

نازش سب کو نظر انداز کرتی ڈانڈنگ ٹیبل پر بیٹھی اور کھانا کھانے لگی علی نے ایک نظر نازش کو دیکھا پھر ردا اور رزا کو جانے کا اشارہ کرتا نازش کی طرف بڑھا اور نازش کو اپنی بانہوں میں اٹھائے کمرے کی طرف بڑھا۔

نازش کے ہاتھ میں کھانے کی پلیٹ اب تک ویسے ہی پکڑی تھی جبکہ ایک ملازمہ مسکراتی کھانے کی ٹرے پکڑے علی کے پیچھے ہی آرہی تھی۔

رحمان ربانیہ کو نظر انداز کرتا مزا کے پاس گیا اور تھوڑی دیر بعد عیاناہ اور رانیہ کو اپنے ساتھ لئے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

ربانیہ میں تو اب بھی ہمت ہی نا تھی کہ وہ رحمان سے بات بھی کرے۔

ربانیہ کمرے میں داخل ہوئی تو رحمان عیاناہ کو اپنے سینے پر لٹائے لیٹا تھا جبکہ رانیہ رحمان کے ایک سائیڈ لیٹی تھی۔

رحمان۔ ربانیہ نے منہ جھکائے رحمان کو پکارا۔

رحمان نے ربانیہ کو دیکھا اور پھر آنکھوں پر ہاتھ رکھے واپس ویسے ہی لیٹ گیا۔

رحمان سوری۔ ربانیہ نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

ربانیہ ایک اور قدم میری طرف بڑھایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا رحمان دھاڑا تھا۔

رحمان کو آج سے پہلے اتنے غصے میں کبھی نہیں دیکھا تھا ربانیہ نے آج اگر وہ غصہ کر رہا تھا تو یقیناً غلطی بڑی تھی ربانیہ کی۔

رحمان سوری نا مجھے نہیں پتا تھا کہ نازش گھر ہی۔

کیا نہیں پتہ تھا ربانیہ کہ میں تمہیں کھونے سے ڈرتا ہوں۔ یا یہ نہیں پتہ تھا کہ تمہارے بنا میرا بھی کوئی وجود نہیں۔ یا یہ نہیں پتا تھا کہ تمہارے علاوہ مجھے کوئی سنبھال نہیں سکتا۔ کیا ہوتا ان بچیوں کا ربانیہ ان کا کیا قصور ہے؟؟؟ کیوں ان بچیوں کو بے سہارا کرنے کی کوشش کر رہی ہو اگر تمہیں میری جان چاہیے صاف صاف بولو ناربانیہ اس طرح خود کو تکلیف دینے کا مطلب؟؟؟؟ کیا کرنا چاہتی ہو تم؟؟؟ رحمان ایک ہی سانس میں سب بولتا عیاںہ کو بیڈ پر لٹائے کھڑا ہوا تھا۔

رحمان میرا یہ مطلب نہیں تھا میں تو بس۔

میں تو بس کیا ربانیہ۔؟؟؟؟ یہ دیکھ رہی تھی کہ تمہارے بعد رحمان کیسے برباد ہو گا؟؟؟؟ یا یہ کے کیسے بن موت کے موت کیسی ہوتی ہے؟؟؟؟

رحمان سوری ناربانیہ نے رحمان کے سینے سے لگتے ہوئے۔

ربانیہ تم کیوں نہیں سمجھتی یا رکھنا محسوس کیا تھا میں نے اس وقت جب تم اس کھائی کے اتنے قریب تھی مجھے لگا تھا آج میں فنا ہو جاؤں گا تباہ ہو جاؤں گا میں نے اپنی بیٹیوں کی اور اپنی بربادی بہت قریب سے دیکھی ہے ربانیہ رحمان ربانیہ کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لے کر بولتا ربانیہ کے ماتھے پر محبت کی مہر ثبت کرتا پیچھے ہو اور ربانیہ کو اپنے سینے سے لگایا۔

سوری رحمان آئندہ ایسے نہیں کروں گی ربانیہ نے رحمان کے گرد حصار باندھتے ہوئے کہا۔
رحمان محظ مسکرایا اور ربانیہ کے گرد حصار تنگ کیا۔

اہم۔ اہم۔ ربانیہ نے رحمان کے سینے پر انگلی پھیرتے گلہ کھنکارا رحمان مسکرایا اور ربانیہ کو اپنے ساتھ لئے گیلری کی طرف بڑھا جہاں ایک کیمپ لگا تھا۔

یہ کب۔؟؟ ربانیہ نے حیرت سے پوچھا۔

میڈیم یہ صبح میں لیکن آپ کو فرصت کہاں تھی کمرے میں آنے کی آپ تو مرزا اور ردا کے ساتھ ہی تیار ہو چکی تھیں اپنے شوہر کو چھوڑ کر اور پھر میڈم کو سامان بھی آج ہی لینا تھا رحمان نے منہ بسور کر ربانیہ کو کمر ٹرپر لٹایا اور اس کے ساتھ ہی لیٹ گیا۔

ارے بھاڑ میں ڈالو ردا مرزا کو میں تو آپ کی ہوں ربانیہ نے رحمان کے سینے سے لگتے ہوئے کہا۔

(یا اللہ نہیں نہیں رحمان کو خوش کرنے کیلئے کہا ہے بس میری دوستوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا اور نمرہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دینا آمین ثم آمین) ربانیہ دل میں دعا کرتی رحمان کے سینے سے لگی آنکھیں موند گئی۔

اب آپ کی اہم اہم کا جواب دینے کا وقت ہے میڈم اور آج جو کیا ہے نا آپ نے اس کا بھی جواب برابر ملے گا رحمان نے ربانیہ کا چہرہ اوپر کرتے کہا اور ربانیہ کے چہرے پر جھکار ربانیہ کے اوسان خطا کر چکا تھا۔

علی میں خود کھا۔ ابھی نازش کی بات بھی مکمل نا ہوئی تھی کہ علی واپس نازش کے ہونٹوں پر جھکا آدھانوالہ نازش کے منہ میں اور آدھا اپنے منہ میں لے چکا تھا۔

علی کی جان ایک ہفتے سے آپ کے بہانے نہیں ختم ہو رہے ہیں روز نیا بہانا لیکن آج کوئی بہانا نہیں چاہتا میں اس لئے خاموشی سے کھانا کھائیں علی نے پانی کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا اور پانی پیتے واپس نازش کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔

نازش علی کی گود میں بیٹھی بس علی کو ہی گھور رہی تھی۔

اچھا اچھا اب ایسے نہیں دیکھو ورنہ مجھ سے کنٹرول نہیں ہو گا پھر شکایت نہیں کرنا کھانا نہیں کھانے دیا پوری رات جان ہلکان کر دی یہ وہ کچھ بھی علی نے کہہ کر ایک اور نوالہ بنایا اور واپس نازش کے ہونٹوں پر جھکا جبکہ نازش بس بے بسی سے بیٹھی کھانا کھا رہی تھی پیٹ تو اس کا بھرچکا تھا لیکن ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق اتنی خوارک کھانا بے حد ضروری تھا۔

علی بارش نازش نے تڑپ کر باہر گر جتی بجلی کو دیکھ کر کہا۔

یش اپنے کمرے میں ہو گا اب کیونکہ ملازم کو کہا تھا میں نے اسے اس کے کمرے میں چھوڑ دے نازش کی بات کا مفہوم سمجھتے علی نے کہا تو نازش نے سکون کا سانس لیا۔

کھانا تو ختم اب کوئی بہانا نہیں علی نے نازش کو اپنی بانہوں میں اٹھاتے بیڈ کی طرف قدم بڑھائے۔

علی میں تھک گئی ہوں پلیز زرز۔ نازش نے علی کو شرٹ اتارتے دیکھ کر کہا۔

علی نے ایک سرد آہ ہوا کے سپرد کی اور نازش کو لٹا کر اپنی آنکھوں پر پٹی باندھی۔ اور نازش کا سر

دبانے لگا۔

یہ علی کاروز کا معمول تھا۔ نازش کاروز یہ ہی بہانا ہوتا کہ وہ تھک چکی ہے علی نازش کی طبیعت کا احساس کرتے روز اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر نازش کے جسم کو دبا تا جب نازش سو جاتی تو وہ بھی نازش کو اپنے حصار میں لئے سو جاتا اس بات سے انجان کے روز علی کے سو جانے کے بعد نازش گھٹے گھٹے بیٹھ کر علی کو بوسے دیا کرتی تھی جتنے پیار سے علی نازش کے جسم کو دبا تا اتنے ہی پیار سے نازش دبا یا کرتی تھی۔

یہ تو اتاریں۔ نازش نے علی کی آنکھوں سے پٹی ہٹا کر کہا کیونکہ اسے اب علی کی حالت پر ترس آ رہا تھا وہ روز ایسے ہی علی کو تڑپاتی تھی۔

میڈم اب نہیں علی نازش کے ہاتھ دبا نا چھوڑ کر نازش کے اوپر آیا اور نازش کے ماتھے پر بوسہ دے کر بنا نازش کو بولنے کی مہلت دیئے نازش کے ہونٹوں پر جھکا۔ ہونٹوں سے گردن تک کا سفر طے کرتا وہ اپنے گرم دہکتے لمس سے نازش کی گردن مہکانے لگا نازش نے مزید کوئی مذہمت نا کی تھی اپنا آپ علی کے سپرد کرتی آنکھیں موند گئی۔

علی کی صبح آنکھ کھلی تو سامنے سوتی نازش کو اپنی شرٹ میں دیکھ مسکرایا ابھی تو نازش سوتی تھی واپس اپنے اندر اٹتے جذبات کے باعث وہ نازش کو تنگ نہیں کرنا چاہتا تھا علی نے آنکھیں موند لیں جب نازش اٹھ کر واشروم میں بند ہوئی علی مسکرایا۔

نازش کے جانے کے بعد علی اپنے کپڑے لیتا دوسرے روم میں چلا گیا۔

نازش نہا کر آئی اور جائے نماز بچھا کر کھڑی ہوئی ہی تھی کہ علی کمرے میں داخل ہوتا مسکرایا نازش نے شرما کر اپنی آنکھیں جھکائیں۔

میرے رنگ میں ڈھل کر مزید دمک رہی ہیں ہیں بیگم نازش کو اپنے سینے سے لگاتے علی نے کہا اور بنا وقت ضائع کئے جائے نماز بچھا کر نماز ادا کرنے لگے۔

نماز پڑھنے کے بعد دونوں کے ایک ساتھ رب کے شکر کیلئے ہاتھ اٹھے تھے۔ دعا کے بعد ناجانے کتنی ہی دیر علی نازش کی گود میں سر رکھے نازش کو دیکھتا رہا۔

علی چلیں ناباہر بارش کی وجہ سے موسم اچھا ہو رہا ہے نازش علی کی بے باک نظروں سے او جھل ہوتی بولی۔

یش نازش نے علیش کو غنودگی میں جاتے دیکھ کر پکارا لیکن علیش ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتا علی بانہوں میں جھول گیا۔

علی یش۔ علی یش نازش بار بار بولتی علی کو یش کی طرف متوجہ کر رہی تھی علی کو اپنی بانہوں میں اٹھائے گاڑی کی طرف بھاگنا یش بھی علی کے ساتھ ہی تھی۔

رحمان ربانیہ کو اپنے ساتھ لئے اپنی گاڑی میں بیٹھا جبکہ ردا اور رمز اگھر پر رانیہ اور عیانیہ کے پاس تھیں۔

علی نے یش کو نازش کی بانہوں میں دیتے ہی نازش کو اپنی بانہوں میں اٹھایا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔

علی یہ وقت ان سب چیزوں کا نہیں نازش نے سخت لہجے میں اٹھنے کی کوشش کرتے کہا۔
علی کی جان وقت چاہے جو بھی ہو جو جیسے ہوتا آیا ہے ویسے ہی ہوگا یش کے ہاتھ رب کرو علی نے نازش کی کمر پر پکڑ مضبوط کرتے ہوئے کہا۔

نازش کبھی یش کے ہاتھ مسلٹی تو کبھی اپنے ڈوبے سے اس کا منہ صاف کرتی۔

ڈاکٹر ڈاکٹر۔ کہاں ہیں سب علی ہسپتال میں داخل ہوتا ہی چیخنے لگا تھا جبکہ سب حیرت سے علی کو دیکھ رہے تھے کچھ دن پہلے ہی وہ بے جان سے ایک جگہ پڑا نظر آتا تھا آج اس کی دھاڑ ہسپتال کی بنیادیں ہلا رہی تھیں۔

ڈاکٹر لیش کو کچھ نہیں ہونا چاہیے سمجھے علی نے ڈاکٹر کے ہاتھ میں لیش کو دیتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر لیش کو لے کر جا چکے تھے علی اور نازش وارڈ سے باہر بیٹھے تھے رحمان اور ربانیہ بھی ایک سائیڈ پریشان سے کھڑے تھے۔

ایک کے وجود کا حصہ تھا لیش تو ایک اس کو پالنے والی دونوں کی ہی سانس اس بچے میں تھی تین گھنٹے سے ڈاکٹر اندر ہی تھے علی کو اب رہ رہ کر خود پر غصہ آرہا تھا۔

ڈاکٹر باہر آئے تو رحمان ڈاکٹر کی طرف بڑھا۔

گھبرانے کی کوئی بات نہیں اب خطرے سے باہر ہے بچہ سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی لیکن اب بہت بہتر ہیں پر خیال رکھیے گا سردی سے بچاؤ کرنا ہے آپ نے اور پانی سے تو ایک مہینے تک دور رکھیں ڈاکٹر مسکرا کر کہتا جا چکا تھا نازش اور ربانیہ نے سکھ کا سانس لیا اور وہ چاروں وہیں بیٹھ کر آنکھیں موند گئے۔

صحیح کہتے ہیں لوگ علی نے بولنا کیا۔

یہ دنیا مکافات عمل ہے جہاں مجھے خود پر غصہ ہے ہے وہیں سرشاری بھی جو فرمانبرداری میں نے اپنے باپ کے ساتھ کی تھی لوٹ کر میرے پاس آئی ہے میں نے کبھی ماں باپ کی بددعا نہیں لی شاید اسی کا نتیجہ ہے یہ کہ اللہ پاک نے مجھے بھی ویسے ہی خوشی سے نوازا جس خوشی سے میرے بابا کو نوازا تھا علی نے مسکرا کر کہا وہ تینوں مسکرائے۔

ماں باپ چیز ہی ایسی ہیں اور رہی بات مکافات عمل کی تو واقعی دنیا مکافات عمل ہے بچے اپنے ماں باپ کے ساتھ جیسا سلوک کرتے ہیں آگے آنے والی زندگی میں ان کی اولادیں وہ ہی سلوک سود سمیت واپس کرتی ہیں۔ نازش نے علی کے کندھے پر سر رکھ کر کہا۔

اور ایک اور بات زندگی سے ایک سبق سیکھا ہے کہ رشتوں میں فرق کرنا بیوقوفی ہے رشتے احساس کے ہوتے خون کے نہیں۔ لوگ کہتے ہیں کچھ بھی ہو جائے خون کے رشتے خون کے رشتے ہوتے ہیں مارنے کے بعد چھاؤں میں پھینکتے ہیں لیکن میرا کہنا یہ ہے کہ رشتے محض احساس کہ ہوتے ہیں احساس کو تو خون کا رشتہ اور دوسرا رشتہ بھی اپنا ہے اگر احساس ناہو تو خون کی رشتہ بھی

جان لیو اثابت ہوتا ہے میرے چاچا کی مثال لے لیں جان سے عزیز تھے مجھے اور ڈسا بھی انہوں نے ہی علی نے ایک سرد آہ ہوا کے سپرد کی۔

احساس کہ رشتوں میں ایسی طاقت ہوتی ہے بھائی کہ دل میں محبت پیدا کر دیتے ہیں اگر احساس نا ہونا تو رشتہ بے معنی ہوتا ہے ربانیہ نے مسکرا کر کہا اور چاروں وارڈ کی طرف بڑھے۔

نازش وارڈ میں داخل ہوئی تویش سامنے لیٹا مسکرا کر ہاتھ پھیلا گیا نازش نے فوراًیش کو اپنے سینے سے لگایا اور ماتھے پر بوسہ دیا۔

علی کو ناجانے کیوں اب غصہ آیا تھا اپنے باپ کی کیفیت اب سمجھ آئی تھی وہ بھی تو ایسے ہی اپنی ماں کو اپنے باپ کے سامنے سینے سے لگاتا تھا۔

بابا آئے ایم سوری مجھے احساس ہو گیا کہ آپ کیا محسوس کرتے تھے پر اتنی بڑی سزا۔؟؟؟ علی نے آسمان کی طرف دیکھتے کہا تو نازش نے گھر کر علی کو دیکھا۔

ایسے نہیں دیکھو اور دور ہٹو علی نے نازش کو دور ہونے کا کہا۔

آپ آجائیں بابا یہاں یش نے کہہ کر نازش کی گال بوسہ دیا علی نے نازش کو اپنی طرف کھینچا اور نازش کا گال رگڑ کر صاف کیا اور پھر وہاں لب رکھ دیئے یہ سب اتنا جلدی ہوا کہ پہلے تو رحمان ربانیہ حیرت سے دیکھتے رہے پھر دونوں کا ایک ساتھ کمرے میں قہقہہ گونجا۔

دور رہو میری بیوی سے تم مجھے یہ سب کر سکتے ہو سمجھے علی نے یش کو سخت لہجے میں وارن کرتے نازش کا مزید اپنے سینے میں چھپایا۔ کمرے میں نابد ہونے والے قہقہوں کا دور شروع ہوا اور آخر میں علی خود بھی اپنی جیلیسی کو چھپانے کیلئے ہنسنے لگا لیکن نازش کو اپنے سینے سے الگ ناہونے دیا تھا کہ کہیں یش واپس نازش کے قریب نا آجائے۔

نازش تو بس علی سینے سے لگی بمشکل سانس لیتی مسکرا رہی تھی۔

~ ختم شد ~

السلام علیکم !!!

Page | 1089

ہماری ویب سائٹ پر شائع ہونے والے تمام ناولز اور مواد مصنفہ / مصنف کے نام اور
ٹائٹل سے محفوظ ہیں۔

ان تحریر کے رائٹس کریزی فینز آف ناول اور مصنفہ / مصنف کے پاس محفوظ ہیں بغیر
اجازت کوئی بھی شخص ان تمام ناولز مواد کی نقل نہیں کر سکتا۔
نقل شدہ مواد پکڑے جانے کی صورت میں متعلقہ فرد، بلاگ یا ویب سائٹ کو درپیش
آنے والے مسائل کا وہ خود ذمہ دار ہوگا۔

نوٹ:

ہمیں اپنی ویب سائٹ کریزی فینز آف ناول کے لئے لکھاریوں کی ضرورت ہے اگر
آپ ہماری ویب سائٹ پہ اپنے ناول، افسانے، کالم، آرٹیکل اور شاعری شائع کروانا
چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذریعہ کو استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج
سکتے ہیں۔

انشاء اللہ آپ کی تحریر دودن کے اندر ویب سائٹ پر شائع کر دی جائے گی۔

تفصیلات کے لیے ان رابطوں کا انتخاب کیجیے۔

کریزی فینز آف ناول پبلیشرز

Email : crazyfansofnovel@gmail.com

Facebook Page : [fb.me/CrazyFansOfNovel](https://www.facebook.com/CrazyFansOfNovel)

Facebook Group : <https://web.facebook.com/groups/292572831468911/>

Website Url : <https://crazyfansofnovel.com>

شکریہ

انتظامیہ کریزی فینز آف ناول!!!!!!

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

[fb.me/CrazyFansOfNovel](https://www.facebook.com/CrazyFansOfNovel)

Crazy Fans Of

Novel

WELCOME TO THE GROUP

امید ہے آپ کو یہ ناول پسند آیا ہو گا اپنی قیمتی رائے سے ہمیں ضرور آگاہ

کیجئے

فی امان اللہ

اپنا خیال رکھیے اور ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے اللہ آپ کے لیے بھی خیر و

عافیت کا معاملہ فرمائے

آمین

کریزی فینز آف ناول پبلیشرز

CrAZy FaNs of NoVeL | By Sabahat Khan

Junoon E Yaar | By Nazish Ali (Complete Novel)

Do not Copy Witout Permisson of Author or CrAZy FaNs of NoVeL

<https://crazyfansofnovel.com/>

<fb.me/CrazyFansOfNovel>